

شرف اللغات

جلد دوم (مضمون)

پیشکش اور شرف نصابی

ادارہ معارف و اُدب

روضہ اقدس حضرت شاہ حاجی محمد نوشہ گنج بخش ساہن پال شریف



پیش کردہ: حکیم قدرت اللہ اقبال، نوشاہی یونانی فارمیسی، ۸۹ بی غلام محمد آباد فیصل آباد

تذکرہ مشائخ قادریہ نوشاہیہ

سیرت النوازل

جلد دوم موسوم بہ

طبقات نوشاہیہ

حصہ اول مشتمل بر

طبقہ اول : نوشاہیہ ابائیہ جدیدہ
طبقہ دوم : نوشاہیہ بر خوردارہ

تالیف

سید شریف احمد شرافت نوشاہی



ساہن پال شریف
گجرات پاکستان

ادارہ معارف نوشاہیہ

۱۳۰۲ھ — ۱۹۸۲ء

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب — شریف التواریخ جلد دوم موسوم بہ طبقات نوشاہیہ
(حصہ اول)

مصنف — سید شریف احمد شرافت نوشاہی - سجادہ نشین دربارہ
نوشاہی - ساہن پال شریف -

سال تصنیف — ۱۳۸۱ھ / ۱۹۶۱ء

ناشر — ادارہ معارف نوشاہیہ - ساہن پال شریف -

مطبع —

تعداد — ۵۰۰ - بار اول

تقطیع — ۱۸ x ۲۲

خطاط — مولوی عبدالرحمن کامرنکی -

تاریخ طبع و نشر — ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۲ء

صفحات (حصہ اول) — ۱۱۳۶

قیمت — ۹۱۰/- روپے

ملنے کے پتے

- ۱- ادارہ معارف نوشاہیہ - ساہن پال شریف - ضلع گجرات -
- ۲- ادارہ معارف نوشاہیہ - مکان ڈا مری سٹریٹ - شالامار ٹاؤن - لاہور -
- ۳- ادارہ معارف نوشاہیہ - نوشاہی منزل - محمدی پارک - راج گروہ - لاہور -
- ۴- رضا پبلی کیشنز - بازار داتا صاحب - لاہور -
- ۵- قاری محمد اسلم نوشاہی - نوشاہی منزل - بازار نوشہ پیر - پیرا منڈی منڈی کے ضلع بھکر -
- ۶- حکیم قدرت اللہ اقبال - نوشاہی منزل ۸۹ - بی - غلام محمد آباد - فیصل آباد -
- ۷- مولوی بشیر احمد نوشاہی خطیب جامع مسجد انوار الرحمن شریف پورہ - بکر آبادی خانقا آباد - ڈیڑہ گوجرانوڑ -

سید شریف احمد شرافت نوشاہی سجادہ نشین درگاہ حضرت نوشہ گنج بخش سامن مال شریف



پیش کردہ: حکیم قدرت اللہ اقبال، نوشاہی یونانی فارمیسی، ۸۹ بی غلام محمد آباد فیصل آباد

اول

فہرست مضامین محل

کتاب شریف التوازیخ جلد دوم موسوم بہ طبقات النوشاہیہ از تصنیف سید شریف احمد شرافت
قادری نوشاہی عفا اللہ عنہ ساکن ساہن پال شریف ضلع گجرات

۴۵۵	باب اول	۱۳۶	عرض حال از مولف
"	شاہ حاجی محمد نوشہ گنج بخش	۱۳۸	تقدیم از ڈاکٹر احمد حسین گجراتی
۴۶۸	باب دوم	۱۴۱	سخنان چند از محمد لطیف زار نوشاہی
"	سید حافظ محمد برخوردار بحر العشق	۱۵۹	طبقتہ اول - نوشاہیہ آبائیہ جدیدہ
۴۸۲	باب سوم	۱۶۱ -	حالات حضرت نوشہ گنج بخش
"	سید عنایت اللہ زاہد	۱۸۰ -	سید حافظ محمد برخوردار بحر العشق
۴۸۶	سید سعد اللہ حکیم	۲۰۶	سید حافظ جمال اللہ فقیہ اعظم
۴۹۰	سید رحمت اللہ عارف	۲۲۲	سید حافظ محمد حیات دہانی
۴۹۳	سید نصرت اللہ محدث	۲۳۹ -	سید حافظ نور اللہ فرشتہ صفات
۴۹۶	سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان	۲۵۹	سید حافظ الہی بخش منظر حق
۵۲۷	سید حافظ جمال اللہ فقیہ اعظم	۲۶۶ -	سید حافظ قل احمد پاکذات نوشاہی ثانی
۵۳۱	باب چہارم	۲۰۰	سید شاہ محمد امین مختار الساکین
"	سید شاہ نظام	۳۱۵ -	سید حافظ محمد شاہ نیک اختر
"	سید شاہ سلطان	۳۳۵	مولانا سید غلام مصطفیٰ نوشاہی ثالث
۵۳۲	سید محمد تقویٰ	۳۱۲	مولف کتاب ہذا سید شریف احمد شرافت
۵۳۳	سید شاہ تقی	۳۵۳	طبقتہ دوم - نوشاہیہ برخوردار

۵۶۴	سید محمد ماہرؒ	۵۳۲	سید ابن مہینؒ
۵۶۵	سید محمد واسعؒ	۵۳۴	سید شاہ گھلاؒ
"	سید محمد ماہؒ	"	سید شاہ پھلاؒ
"	سید محمد شاہؒ	"	سید شہیرؒ
۵۶۲	سید باغ شاہؒ	"	سید شیر محمدؒ
۵۶۳	سید مراد علیؒ	۵۴۱	سید محفل محمدؒ
"	سید محمد علیؒ	۵۴۶	سید محمد عظیم توہما و اولادؒ
"	سید دوست محمدؒ	۵۵۰	سید ابوسعید مرثاضؒ
۵۶۶	سید محمد زمانؒ	۵۵۶	سید محمد حیات ربانیؒ
"	سید فیض العلیؒ	۵۵۸	باب پنجم
"	سید نور علیؒ	"	سید فتح اللہؒ
۵۶۸	سید محمد اکرمؒ	"	سید رضا اللہؒ
"	سید محمد مکرمؒ	۵۵۹	سید امان اللہؒ
"	سید رکن الدینؒ	"	سید نور شاہؒ
"	سید محکم الدینؒ	"	سید فتح خاںؒ
۵۶۹	سید فیض بخش بن محمد عظیمؒ	"	سید خان ملکؒ
۵۸۰	سید فتح الدین بن محمد عظیمؒ	۵۶۰	سید نیک عالمؒ
۵۸۳	سید محبوب شاہ بن ابوسعیدؒ	"	سید اللہ بخشؒ
"	سید شیر شاہؒ	۵۶۱	سید قادر بخشؒ
"	سید حافظ نور اللہؒ	"	سید فیض بخشؒ
۵۸۴	سید ضیاء اللہ رسول مگریؒ	"	سید خدا بخش بن تقیؒ
۵۸۶	سید مراد اللہؒ	۵۶۲	سید محبوب شاہؒ
"	سید جواد اللہؒ	"	سید صبغة اللہؒ

۶۱۰	سید فضل الدین بزمین والد	۵۸۷	باب ہشتم
۶۱۱	سید قطب الدین بن فتح الدین	"	سید خیر اللہ پانڈوکی والد
۶۱۲	سید امام بخش بن عیب اللہ	۵۸۸	سید مویج الدین
۶۱۶	سید ایزد بخش	"	سید امام بخش بلانی والد
۶۱۷	سید امام شاد چوہان	۵۸۹	سید شرف الدین بن خدا بخش
۶۱۸	سید پیر شاہ لاہوری	"	سید حسن محمد
۶۱۹	سید شمس الدین بن اللہ دتہ ڈھل والد	۵۹۲	سید فتح الدین بن خدا بخش
۶۲۳	سید قطب الدین	۵۹۳	سید عیب اللہ
۶۲۵	سید احمد بخش ڈھل والد	"	سید صدیق شاہ لاہوری
۶۲۹	سید حافظ قل احمد بکرات	"	سید جون شاہ
۶۳۰	سید بوٹے شاہ بن الہی بخش	۵۹۶	سید حسین شاہ
۶۳۶	سید مکھن شاہ لاہوری	"	سید اللہ دتہ ڈھل والد
۶۸۴	سید نور احمد	"	سید حافظ الہی بخش مظہر حق
۶۸۷	سید قدم الدین	۵۹۹	سید خدا بخش بن نور اللہ
۶۹۳	سید پیر بخش رسوائی	۶۰۱	سید فتح محمد رسول نگری
"	سید بہا الدین رسول نگری	۶۰۵	سید محمد بخش رسول نگری
"	سید عمر بخش رسول نگری	۶۱۰	باب ہفتم
۷۰۸	باب ہشتم	۶۱۳	سید عبد اللہ پانڈوکی والد
"	مولانا سید غلام قادر	"	سید سلطان محمود بن خیر اللہ
۷۲۲	سید غلام محی الدین پانڈوکی والد	۶۱۴	سید علی محمد
۷۲۶	سید اللہ دین پانڈوکی والد	۶۱۵	سید حافظ شرف الدین بن امام بخش
۷۲۸	سید لطف الدین	"	سید کرم الدین چک جانی والد
۷۳۰	سید علم الدین	۶۱۷	سید حاجی الہ دین بن فتح الدین
۷۳۱	سید شاہ رانا میر وہ والد	۶۱۸	

۸۱۳	سید غلام احمد بن قدم الدین	۴۳۲	سید نور الدین چک جانی والہ
"	سید شہ عالم رسول نگری	۴۳۳	سید نظام الدین شیخ علی پوری
۸۱۶	سید نور عالم رسول نگری اگر دیہ والہ	۴۳۶	سید شاہ نواز بڑجن والہ
۸۱۸	سید فضل عالم رسول نگری	۴۳۹	سید چراغ الدین بڑجن والہ
۸۱۹	سید حسن عالم رسول نگری	۴۴۰	سید پیراں دتہ
۸۲۳	سید پیر عالم رسول نگری	۴۴۱	سید اللہ دتہ بن قطب الدین
۸۲۶	باب پنجم	۴۴۳	سید محمد
"	سید فضل الہی	"	سید الہ دین بن امام بخش
۸۳۰	سید قاسم علی پانڈوکی والہ	۴۴۶	سید پیر محمد مجذوب دھل والہ
۸۳۲	سید اقبال علی	۴۴۸	سید غلام حسن دھل والہ
۸۳۳	سید محمد علی پانڈوکی والہ	۴۵۲	سید حافظ غلام محمد دھل والہ
۸۳۴	سید لدھے شاہ پانڈوکی والہ	۴۵۳	مولانا سید محمد امین مختار
۸۳۶	سید امان اللہ	۴۵۴	سید محمد شفیع
"	سید رزق اللہ	۴۵۹	سید عطا محمد
"	سید کلیم اللہ	۴۶۱	سید نیاز محمد
"	سید عمر بخش	۴۶۵	سید علی احمد
۸۴۲	سید محمد الدین میروہ والہ	۴۶۶	سید عارف حق لاہوری
۸۴۳	سید احمد الدین میروہ والہ	۴۶۰	سید واصل حق لاہوری
"	سید صدر الدین میروہ والہ	۴۶۵	سید فضل حق لاہوری
۸۴۴	سید چراغ الدین میروہ والہ	۴۶۶	سید غلام نبی دھیرکی والہ
۸۴۵	سید ابراہیم چک جانی والہ	۴۶۸	سید غلام حسن
"	سید غلام رسول چک جانی والہ	۴۸۲	سید غلام حسین حبیبی
۸۴۶	سید غلام محمد شیخ علی پوری	۴۹۰	سید غلام علی

۹۴۲	سید محبوب حق	۸۴۶	سید حسن محمد شیخعلی پوری
"	صاحبزادہ نور ولی لاہوری	۸۴۸	سید علم الدین بڑجن والد
۹۴۳	صاحبزادہ ظہور ولی لاہوری	۸۵۰	سید شمس الدین بڑجن والد
"	صاحبزادہ رشید حق لاہوری	۸۵۲	سید نظام الدین بڑجن والد
"	صاحبزادہ رشید احمد لاہوری	۸۵۶	سید بڑے شاہ
"	صاحبزادہ جمال الدین دھیر کی والد	۸۵۷	سید امام الدین
"	سید سلطان محمود دھیر کی والد	۸۵۸	سید عمر الدین
۹۴۵	سید سلطان احمد دھیر کی والد	۸۶۰	سید فیض احمد
۹۴۸	سید فیض احمد بن غلام حسن	۸۶۲	سید چن پیر ڈھل والد
"	صاحبزادہ فضل حسین چنبلی	"	سید محمد عالم ڈھل والد
"	سید محمد حیات چنبلی	۸۶۲	صاحبزادہ سردار شاہ ڈھل والد
۹۴۹	سید کرم حیات چنبلی	"	صاحبزادہ لہو ڈھل والد
۹۵۷	صاحبزادہ نجات حیات چنبلی	"	سید پیر فضل حسین ڈھل والد
"	صاحبزادہ نور الہی بن غلام علی	۸۶۹	سید حافظ روح اللہ
"	صاحبزادہ محمد علی بن غلام علی	۸۹۲	سید فاضل شاہ
۹۵۰	سید نواب علی مجذوب رسول نگری	۹۰۴	سید حافظ محمد شاہ
۹۵۹	صاحبزادہ نشان علی رسول نگری	۹۰۶	صاحبزادہ احمد علی
"	سید محبوب علی رسول نگری	"	صاحبزادہ مبارک علی
۹۶۱	صاحبزادہ مراد علی رسول نگری	"	سید حافظ اکبر علی
۹۶۴	سید چراغ علی رسول نگری	۹۰۹	سید شیر علی
۹۶۶	باب دہم	۹۳۳	سید حاکم شاہ
"	سید غلام رسول	۹۳۷	سید عبدالحق لاہوری
۹۶۸	سید امام الدین پانڈو کی والد	۹۴۱	سید بہاوالحق لاہوری

۱۰۰۶	صاحبزادہ محمد اکرم ڈھلوالہ	۹۶۹	سید جیم اللہ پانڈوکی والہ
۱۰۰۶	صاحبزادہ ریاض حسین ڈھلوالہ	۹۷۰	سید کریم اللہ
۱۰۰۷	صاحبزادہ تصدق حسین ڈھلوالہ	۹۷۴	سید حبیب اللہ
۱۰۰۸	صاحبزادہ ارشاد حسین ڈھلوالہ	۹۷۶	سید بدوح شاہ پانڈوکی والہ
۱۰۰۹	سید کریم الہی	۹۸۰	سید سراج الدین شہید
۱۰۱۹	سید نور الہی	۹۸۱	سید جلال الدین پانڈوکی والہ
۱۰۲۴	سید غلام احمد کاتب	۹۸۲	سید نور الدین پانڈوکی والہ
۱۰۳۰	صاحبزادہ فیض احمد	۹۸۳	سید کریم الہی پانڈوکی والہ
۱۰۳۸	صاحبزادہ سردار عالم	۹۸۶	صاحبزادہ محمد حسین پانڈوکی والہ
۱۰۳۹	مولانا سید غلام مصطفیٰ مدظلہ	۹۸۷	صاحبزادہ نبی بخش
۱۰۴۲	صاحبزادہ مشتاق علی	۹۸۸	سید بوٹے شاہ بن عمر بخش
۱۰۴۳	صاحبزادہ اشتیاق علی	۹۹۲	سید ولی محمد چک جانی والہ
۱۰۴۵	صاحبزادہ ریاض احمد لاہوری	۹۹۵	صاحبزادہ نذر محمد شیخعلیپوری
۱۰۴۶	صاحبزادہ افتخار احمد لاہوری	۹۹۶	صاحبزادہ فضل حسین شیخعلیپوری
۱۰۴۷	سید سردار عالم دھیرکی والہ	۹۹۷	صاحبزادہ سید احمد شیخعلیپوری
۱۰۴۸	صاحبزادہ شاہ ولی دھیرکی والہ	۹۹۸	صاحبزادہ فیض احمد شیخعلیپوری
۱۰۴۹	صاحبزادہ پیر محمد چنبلی	۹۹۹	سید علی احمد بڑجن والہ
۱۰۵۰	صاحبزادہ نذیر حسین چنبلی	۱۰۰۰	پیر سید احمد صاحب بڑجن والہ
۱۰۵۱	صاحبزادہ اکبر علی چنبلی	۱۰۰۱	سید نور عالم بڑجن والہ
۱۰۵۲	صاحبزادہ خضر حیات چنبلی	۱۰۰۲	سید شیر عالم بڑجن والہ
۱۰۵۳	باب یازدوم	۱۰۰۳	صاحبزادہ الہ دین بڑجن والہ
۱۰۵۴	صاحبزادہ غلام محمد بن غلام رسول	۱۰۰۴	سید محمد عالم بڑجن والہ
۱۰۵۵	سید متاب دین پانڈوکی والہ	۱۰۰۵	صاحبزادہ محمد الہ دین
			سید محمد اشرف ڈھلوالہ
			صاحبزادہ محمد اسلم قمر ڈھلوالہ

۱۱۶۲	باب سوم	۱۰۵۰	صاحبزادہ فقیر اللہ
"	سید فضل اللہ معصوم	"	صاحبزادہ کرم الہی بن کریم اللہ
"	سید عظمت اللہ صاحب اکمل	"	سید میراں بخش
۱۱۶۳	سید محمد سعید دولا	۱۰۵۲	صاحبزادہ برکت علی بن حبیب اللہ
۱۱۹۰	باب چہارم	"	صاحبزادہ عمر حیات بن حبیب اللہ
"	سید طہیت شاہ شہید	"	صاحبزادہ محمد حیات بن حبیب اللہ
۱۱۹۳	سید براہم شاہ	"	صاحبزادہ محمد حیات پانڈوکی والد
۱۱۹۴	سید عبدالرسول	۱۰۵۴	صاحبزادہ منظور حسن
۱۱۹۶	سید فقیر اللہ	"	صاحبزادہ محمد عالم چک جانی والد
"	سید سلطان محمد	"	صاحبزادہ منظور حسین بڑجن والد
۱۱۹۹	باب پنجم	"	صاحبزادہ صوبے شاہ
"	سید عزیز اللہ	۱۰۵۵	صاحبزادہ عزیز احمد
۱۲۰۰	سید خان ملک	۱۰۵۶	صاحبزادہ نذر محمد
۱۲۰۱	سید شامول شاہ چک سادہ والد	۱۰۵۶	صاحبزادہ نذیر محمد
۱۲۰۲	سید الہی بخش	"	صاحبزادہ وزیر محمد اکبر
۱۲۰۳	سید فتح الدین مندر انوالیہ	۱۰۵۸	صاحبزادہ خلیل احمد
۱۲۰۵	باب ششم	۱۰۵۹	صاحبزادہ سید بشیر احمد بشارت
"	سید قدم الدین	"	"
۱۲۰۶	سید سبحان علی جوہی والد	۱۱۳۹	طبقتہ سوم نوشاہیہ ہاشمیہ
۱۲۰۶	سید نور علی سوال والد	۱۱۴۱	باب اول
۱۲۱۳	سید حسن محمد	"	حضرت نوشہ گنج بخش
۱۲۱۳	سید محمد بخش	۱۱۶۰	باب دوم
"	سید لطف الدین	"	سید محمد ہاشم دیپاول

۱۲۵۲	سید حسین شاہ مندر نوالیہ	۱۲۱۵	سید سکندر شاہ چک سادہ والہ
۱۲۵۳	سید غلام رسول بن شاہ مغل	۱۲۱۶	سید حیدر شاہ
۱۲۵۴	باب ہشتم	۱۲۱۸	سید شیر شاہ
"	سید سلطان صوبہ	۱۲۲۳	سید بوٹے شاہ مندر نوالیہ
"	سید سلطان بالا	۱۲۲۴	سید محمد بخش مندر نوالیہ
۱۲۵۵	سید سلطان علی	۱۲۲۵	سید نور حسن سہر والہ
۱۲۵۶	سید حافظ چراغ عالم پنڈ عزیز والہ	۱۲۲۹	باب ہفتم
۱۲۵۸	سید وہاب الدین پنڈ عزیز والہ	"	سید سلطان محمود
۱۲۵۹	سید سلطان عالم	۱۲۳۰	سید عمر بخش
۱۲۶۰	سید فضل علم	۱۲۳۱	سید گوہر شاہ
۱۲۶۳	سید عمر الدین	۱۲۳۳	سید حافظ قمر الدین پنڈ عزیز والہ
۱۲۶۴	سید گامے شاہ بن ناصر الدین	۱۲۳۴	سید نظام الدین
۱۲۶۶	سید گلاب دین راجوری والہ	۱۲۳۸	سید ناصر الدین
۱۲۶۶	سید اللہ وتر چک سواری والہ	"	سید حسن محمد بلواری
۱۲۶۸	سید احمد الدین چک سواری والہ	۱۲۳۹	سید اللہ جوایا راجوری والہ
۱۲۶۹	سید اکبر علی بن عطر الدین	۱۲۴۱	سید غلام محمد راجوری والہ
"	سید شیر علی صالح پوری	۱۲۴۲	سید عطر الدین
۱۲۶۱	سید غلام رسول بن کریم بخش	۱۲۴۳	سید کریم بخش
۱۲۶۳	سید پیر محمد بن غلام قادر	"	سید رحیم بخش
۱۲۶۴	سید سلطان علی شاہ سنگھوٹی والہ	۱۲۴۴	سید حاکم شاہ چک سادہ والہ
۱۲۶۶	سید گامے شاہ بن فضل الدین	۱۲۴۵	سید گلاب شاہ چک سادہ والہ
۱۲۶۶	سید دارے شاہ	۱۲۴۶	سید اکبر علی شاہ سنگھوٹی والہ
۱۲۶۸	سید محمد علی	۱۲۴۹	سید کریم الہی
		"	سید بنے شاہ

— ۱۳۱۹	سخی نزد باب " بھلوالی	۱۲۷۹	سید محمد حسین
۱۳۲۲	شیخ محمد آفتاب	۱۲۸۰	سید محمد حسن
۱۳۲۶	باب چہارم	۱۲۸۴	سید فضل حسین
"	شیخ عنایت اللہ " بھلوالی	۱۲۸۵	سید حکیم فقیر محمد
۱۳۲۶	شیخ علی محمد	۱۲۸۷	سید امیر عالم
"	شیخ فتح الدین رسول نگری	"	سید محمد علی نندگرمی
۱۳۲۸	شیخ دین پناہ بسراوی	۱۲۸۹	باب نہم
۱۳۲۹	شیخ حمزہ شاہ جوکالوی	"	حکیم سید شاہ محمد پنڈ عزیز والد
۱۳۳۳	باب پنجم	۱۲۹۰	سید پیر محمد شاعر بن فضل عالم
"	شیخ عبد الہادی " بھلوالی	۱۲۹۸	سید فضل احمد بلواری
۱۳۳۵	شیخ محمد شفیع " بھلوالی	"	سید چراغ محمد چک سواری والد
— ۱۳۳۶	شیخ پختہ شاہ رسول نگری	۱۳۰۰	سید فضل حسین چک سواری والد
— ۱۳۳۸	شیخ جوائے شاہ سید نگری	"	سید رحمت علی
۱۳۴۱	شیخ خان بہادر رسول نگری	۱۳۰۲	سید ملک شاہ سنگھوتی والد
۱۳۴۲	شیخ عبد اللہ شاہ بسراوی		
۱۳۴۳	شیخ بودے شاہ جوکالوی	۱۳۰۵	طبقة چہارم - نو شاہیہ سلیمانہ
۱۳۴۵	شیخ بچے شاہ جوکالوی	"	باب اول
۱۳۴۶	باب ششم	"	حضرت سخی شاہ سلیمان نوری
"	شیخ فیض بخش " بھلوالی	۱۳۱۰	باب دوم
— " ۱	شیخ فقیر بخش رسول نگری	"	شیخ رحیم داد
۱۳۴۸	شیخ صدقی شاہ رسول نگری	۱۳۱۳	شیخ تاج محمد قلندر
۱۳۴۹	شیخ جیون شاہ مانگہ والد	۱۳۱۹	باب سوم
۱۳۵۰	شیخ ناصر الدین ساہن پالوی	"	شیخ عبدالواحد " بھلوالی

۱۳۹۶	شیخ شاہ محمد ساہن پالویؒ	۱۳۵۰	شیخ بھوشاہ بسراویؒ
"	شیخ غلام محمد چاودہ والدؒ	۱۳۵۳	باب ہفتم
۱۳۹۹	باب نهم	"	شیخ بدحاہ بھلوالی
"	شیخ محمد حسن گنگوالیؒ	۱۳۵۶	شیخ نظام الدین گنگوالیؒ
۱۴۰۰	شیخ موتیاں والدؒ	۱۳۵۷	شیخ چمن شاہ رسول نگریؒ
۱۴۰۲	شیخ فضل حسینؒ	۱۳۵۹	شیخ احمد شاہ اگریہ والدؒ
۱۴۰۵	شیخ فیض احمد	۱۳۶۲	شیخ خیر الدین جوکالویؒ
۱۴۰۷	حافظ حاجی شیخ شمس الدین چاودہ والدؒ	۱۳۶۳	شیخ شرف الدین ساہن پالویؒ
۱۴۰۹	شیخ گوہر شاہ رن ٹویؒ	۱۳۶۵	شیخ دین علی مجددیؒ
۱۴۱۶	سائیں ولایت حسین رسول نگریؒ	۱۳۶۸	باب ہشتم
"	شیخ سردار شاہؒ	"	شیخ احمد جو مجددی گنگوالیؒ
۱۴۱۸	حاجی شیخ مراد علی جوکالویؒ	۱۳۶۹	شیخ احمد الدین چاودہ والدؒ
۱۴۱۹	شیخ محمد عالم ساہن پالویؒ	۱۳۷۰	شیخ غلام حسنؒ
۱۴۲۰	شیخ فیض احمد ساہن پالویؒ	۱۳۷۶	شیخ قلب الدین چاودہ والدؒ
۱۴۲۲	باب دہم	۱۳۷۷	شیخ ماہی شاہ رنملویؒ
"	حافظ حاجی شیخ علی محمد چاودہ والدؒ	۱۳۸۰	شیخ بہاول شیر رسول نگریؒ
۱۴۲۳	شیخ فضل شاہ رنملویؒ	۱۳۸۱	شیخ سجاول شیر رسول نگریؒ
		۱۳۸۲	شیخ سردار عالم رسول نگریؒ
۱۴۲۵	طبقتہ پنجم - نو شاہزیہ رحمانیہ	۱۳۸۳	سائیں جیاتیاں والد رسول نگریؒ
۱۴۲۷	قسم اول	۱۳۹۱	شیخ قائم الدین ساہن پالوی
"	شیخ عبدالرحمن پاک بھٹری والدؒ	۱۳۹۲	شیخ کرم شاہ اگریہ والدؒ
۱۵۰۳	شیخ الہ دادؒ	۱۳۹۳	شیخ نمر الدین اگریہ والدؒ
۱۵۰۷	شیخ محمد بغدادیؒ	۱۳۹۴	شیخ عمر الدین ساہن پالویؒ

۱۵۴۶	فصل ششم	۱۵۱۰	شیخ جان محمد
"	میاں امام شاہ حکیمی	"	بی بی زہرہ خاتون
۱۵۴۷	میاں امیر شاہ حکیمی	۱۵۱۶	ادختران شیخ عبدالرحمن پاک
۱۵۴۹	میاں پیر شاہ زمانی	"	حضرت جو اعلیٰ خاتون
۱۵۵۱	میاں جمعیت شاہ مجذوب زمانی	۱۵۱۷	حضرت حسین خاتون
۱۵۵۲	میاں بوٹے شاہ رحیمی	"	حضرت فتح خاتون
۱۵۵۳	میاں خدیار رحیمی	۱۵۱۸	دختر البعہ پاک صاحب
"	فصل ہفتم	۱۵۱۹	قسم دوم
"	میاں الہی بخش زمانی	۱۵۲۰	باب اول
۱۵۵۵	میاں قاسم شاہ زمانی	"	فصل اول
۱۵۵۶	میاں نبی بخش زمانی	"	حضرت پاک صاحب
۱۵۵۷	میاں محمد الدین زمانی	"	فصل دوم
۱۵۶۰	میاں علم الدین زمانی	"	میاں ابراہیم عروت عبدالرحیم
۱۵۶۱	فصل ہشتم	۱۵۲۳	فصل سوم
"	حاجی میاں امام الدین زمانی	"	حکیم صاحب رحیمی
۱۵۶۲	میاں اللہ دتہ زمانی	۱۵۲۶	میاں محمد زمان دولاری
۱۵۶۵	فصل نہم	۱۵۳۷	میاں جیو شاہ رحیمی
"	صاحبزادہ علی محمد زمانی	۱۵۳۸	فصل چہارم
۱۵۶۷	باب دوم	"	میاں نور شاہ زمانی
"	فصل اول	۱۵۳۹	میاں مراد بخش رحیمی
"	حضرت پاک صاحب	۱۵۴۰	فصل پنجم
"	فصل دوم	"	میاں امام شاہ زمانی
"	میاں شکر علی	"	

۱۶۵۲	باب دوم	۱۵۶۸	فصل سوم
"	— میاں عبد الجلیلؒ	"	میاں محمد بختاوریؒ
۱۶۵۷	بنی شہر بانوؒ	۱۵۷۱	فصل چہارم
"	بنی بیروز خاتون	"	میاں خدا بخش بختاوریؒ
۱۶۵۹	باب سوم	"	فصل پنجم
"	— میاں محمد اکرمؒ	"	میاں غلام رسول بختاوریؒ
۱۶۶۲	باب چہارم	۱۵۷۲	فصل ششم
"	— میاں سلطان محمدؒ	"	میاں جان محمد بختاوریؒ
۱۶۶۷	میاں محبوب شاہؒ	۱۵۷۵	فصل ہفتم
۱۶۷۱	میاں سلطان شاہؒ	"	میاں محمد بخش بختاوریؒ
۱۶۷۶	باب پنجم	۱۵۷۶	فصل ہشتم
"	میاں پیر بخشؒ	"	میاں قطب الدین بختاوریؒ
۱۶۷۹	میاں سلطان ملکؒ	۱۵۷۷	میاں رکن الدین بختاوریؒ
۱۶۸۲	میاں سلطان حاجیؒ	۱۵۷۸	— میاں امام بخش بختاوریؒ
۱۶۸۷	باب ششم	۱۵۸۱	میاں کرم الدین بختاوریؒ
"	میاں الہی بخشؒ	۱۵۸۳	فصل نہم
۱۶۸۸	میاں سلطان مست	"	میاں غلام محمد بختاوریؒ
۱۶۹۱	میاں حافظ حسن محمدؒ	۱۵۸۵	میاں خیر الدین بختاوریؒ
۱۶۹۲	میاں نبی بخشؒ	"	"
۱۶۹۳	میاں اکبر علی وڑوہ والہؒ	۱۵۸۹	طبقتہ ششم - نوشتا بیہ سچیاہ
۱۶۰۵	باب ہفتم	۱۵۹۱	باب اول
"	میاں سلطان بالاؒ	"	— شیخ پیر محمد سچیاہ نوشہرویؒ
۱۶۰۶	میاں غلام حسنؒ	"	"

۱۶۵۸	سید عاشق محمد بن باجوہ والدہ	۱۶۰۸	میاں وسن
۱۶۶۱	باب دوم	۱۶۰۹	میاں غلام مصطفیٰ
"	سید فیض اللہ	۱۶۱۲	میاں پریم شاہ
۱۶۶۲	سید شیر محمد	۱۶۱۳	میاں غلام حیدر
۱۶۶۶	باب سوم	۱۶۱۶	میاں رستم علی
"	سید محمد ظریف	۱۶۱۷	میاں اخلاص محمد
۱۶۶۹	سید عبدالہادی	۱۶۱۸	حافظ حاجی شاہ بخش
۱۶۷۰	سید عبدالواسع	۱۶۱۹	میاں محمد الدین
۱۶۶۳	باب چہارم	۱۶۲۱	میاں خوشی محمد خورہ والدہ
"	سید محمد ماہ	۱۶۲۲	میاں سلطان شیر ڈروہ والدہ
۱۶۶۴	سید علیم اللہ	۱۶۲۵	میاں حسنت علی ڈروہ والدہ
۱۶۹۰	باب پنجم	۱۶۲۶	میاں دیوان علی ڈروہ والدہ
"	سید حاجی شاہ	۱۶۲۷	باب ہشتم
۱۶۸۱	سید معصوم شاہ	"	میاں میراں بخش
۱۶۸۲	باب ششم	۱۶۳۰	میاں رستم علی
"	سید بوٹے شاہ	۱۶۳۱	میاں امام علی ڈروہ والدہ
"	سید کرم شاہ	۱۶۳۳	باب نہم
۱۶۸۵	باب ہفتم	"	حاجی الحرمین میاں نواب علی
"	سید جہاناں شاہ	۱۶۳۹	میاں نبی بخش بن پیراں بخش
۱۶۸۶	سید برہان شاہ	۱۶۴۰	میاں شاہ محمد
۱۶۸۷	سید قاسم شاہ	۱۶۴۲	طبقة ہفتم - نوشتا ہیہ صالحیہ
۱۶۸۸	باب ہشتم	۱۶۴۵	باب اول
"	سید شرف شاہ سائل اداں والدہ	"	حضرت سید صالح محمد چک سادہ والدہ

۱۶۹۲	سید بدیع شاہ
۱۶۹۳	سید شرف شاہ بن برہان شاہ
۱۶۹۵	سید جلال شاہ
۱۸۰۶	سید فضل شاہ
۱۸۰۸	باب نہم
"	سید غلام محی الدین
	تمت
۱۸۰۹	دستخط کاتب و مولف
۱۸۱۰	فہرست کتب ماخذ کتاب ہذا

فہرست مضامین مفصل

کتاب شریف التواریخ جلد دوم موسوم بہ طبقات النوشاہیہ

۱۶۲	اوصاف جمیلہ	۱۴۵	دیباچہ کتاب
"	نسب پدری و مادری	۱۴۹	مقدمہ
"	ولادت و تربیت و تعلیم	"	صوفی اور تصوف
۱۶۲	عبادت و ریاضت	"	صوفی کی وجہ تسمیہ
"	تبلیغ اسلام	۱۵۰	ایک اعتراض کا جواب
۱۶۳	دولاکھ آدمیوں کو مسلمان کرنا	۱۵۱	پہلا صوفی
"	سیاحت مصر	"	صوفی کے درجات
"	کرامات	۱۵۲	تصوف کی تعریف
"	بصورت شیر ممتثل ہونا	۱۵۵	صوفی کی تعریف
۱۶۴	نماز بوی کوچ کرانا	۱۵۶	فقر اور فقیر
۱۶۵	کعبہ شریف میں نماز ادا کرنا	"	فقر کی تعریف
"	کلمات طیبات	۱۵۷	فقیر کی تعریف
۱۶۶	معتبرین کمالات	۱۳۶	عرض حال
۱۶۳	اولاد	۱۳۸	تقدیم از ڈاکٹر احمد حسین
۱۶۴	یاران طریقت	۱۵۹	طبقة اول نوشاہیہ آبائیہ جدیدہ
"	بانی صوبے	"	"
۱۶۶	مدحیات	۱۶۱	○ حالات حضرت نوشاہیہ گنج بخش

۱۸۳	آپ کا ولیعهد خلافت ہونا	۱۷۷	رباعی
۱۸۶	کثرتِ فیضان	"	تاریخ وفات
"	ترقی مدارج	۱۷۸	انتقال مزارات
"	رجوعِ خلائق	"	قطعہ تاریخ
"	یارانِ طریقت کی تکمیل	۱۷۹	مادہ ہائے تاریخ
"	سلسلہ تدریس	۱۸۰	○ سید حافظ محمد برخوردار بحر العشق
"	اخلاق و عادات	"	اوصافِ جمیلہ
"	والدین کی اطاعت	"	نام و لقب
۱۸۷	آداب شناسی	۱۸۱	نسب ماوری
"	والد صاحب کی آخری خدمات	"	ولادت و تربیت
"	مہماں نوازی	"	تحصیل علوم
۱۸۸	علماء سے محبت	"	تماکیہ ظر
"	شکار کھیلنا	"	علمی کمالات کا حاصل ہونا
"	سیر و سیاحت	"	فنِ کتابت
"	اخفائے احوال	۱۸۲	بیعت و خلافت
"	سیف زبان ہونا	"	ورگاد سلیمانہ میں منظوری
"	سماع و وجد	۱۸۳	جذبہ و سلوک
۱۸۹	علیہ مبارک	"	خدمت سلیمانہ
"	لباس	"	تعمیر مسجد و مکانات
"	فضائل و کمالات	"	دنیاوی امور میں قابلیت
"	ٹھیلِ نوشہ ہونا	۱۸۴	اکتساب فنون
"	نوشاہی صفات سے متصف ہونا	"	معمولات
۱۹۰	حج حرمین الشریفین کا شرف پانا	"	مطالعہ کتب

۱۹۶	کرامات	۱۹۰	حضرت نوشہ صاحب کی آپ کو دعائیں
"	زورِ ولایت	"	خواب میں پڑنا
۱۹۸	ایک درویش کا فیض سلب کرنا	"	غریب سے محفوظ رہنا
"	بہل کانظروں سے غائب ہو جانا	۱۹۱	حیوانات کا شفا پانا
۱۹۹	شکر کا سزا پانا	"	حضرت نوشہ صاحب کی آپ پر عنایات
"	تصفیفات	"	یرین عطا ہونا
۱۹۹	جوامع الاسرار	"	حضرت نوشہ صاحب کی درگاہ میں مقبولیت
۲۰۰	مکتوبات	"	کنوئیں کا ویران ہونا
"	مکتوب اول بنام مولانا عبد اللہ لاہوری	"	ماہی مسمومی کو تادیب
۲۰۱	مکتوب دوم بنام حضرت نوشہ صاحب	۱۹۲	شاہ صدر دیوان کو تجزیہ
۲۰۳	دستخط	"	خصائص
"	ملفوظات	۱۹۳	شاہی عطیات
"	مورخین کے اقوال	"	بیانات کی تفصیل
"	اولادِ کرام	۱۹۴	حضرت نوشہ صاحب کے تبرکات
۲۰۴	یارانِ طریقت	"	تعامات
۲۰۵	ہجیات	"	تعامِ نوشاہیت
۲۰۶	تاریخ وفات	۱۹۵	تعامِ قطبیت و خوشیت
"	قطبہ تاریخ	"	تعامِ محبوبیت
"	مادہ ہائے تاریخ	"	تعامِ شکرین
۲۰۷	○ سید عارف جمال اللہ فقیہ اعظم	۱۹۶	تعامِ بقا باللہ
"	ادھانِ جمیلہ	"	تعامِ جمع الجمع
"	نام و لقب	"	تعامِ محبت نامہ
"	تاریخ ولادت	۱۹۷	تعامِ فرودیت

۱۸۴	آپ کا ولیعهد خلافت ہونا	۱۶۶	رباعی
۱۸۶	کثرت فیضان	"	تاریخ وفات
"	ترقی مدارج	۱۶۸	انتقال مزارات
"	رجوعِ خلائق	"	قطعہ تاریخ
"	یارانِ طریقت کی تکمیل	۱۶۹	مادہ ہائے تاریخ
"	سلسلہ تدریس	۱۸۰	○ سید حافظ محمد برخوردار بحر العشق
"	اخلاق و عادات	"	اوصافِ جمیلہ
"	والدین کی اطاعت	"	نام و لقب
۱۸۶	آداب شناسی	۱۸۱	نسب مادری
"	والد صاحب کی آخری خدمات	"	ولادت و تربیت
"	مہماں نوازی	"	تحصیل علوم
۱۸۸	علما سے محبت	"	تاکیدِ علم
"	شکارِ کھیلنا	"	علمی کمالات کا حاصل ہونا
"	سیر و سیاحت	"	فنِ کتابت
"	انحطائے احوال	۱۸۲	بیعت و خلافت
"	سیفِ زبان ہونا	"	درگاہِ سلیمانہ میں منظوری
"	سماع و وجہ	۱۸۳	جذبہ و سلوک
۱۸۹	علیہ مبارک	"	خداقتِ سلیمانہ
"	لباس	"	تعمیر مسجد و مکانات
"	فضائل و کمالات	"	دنیاوی امور میں قابلیت
"	ٹھیلِ نوشتہ ہونا	۱۸۴	اقتسابِ فنون
"	نوٹ شاہی صفات سے متصف ہونا	"	معمولات
۱۹۰	حجِ حرمین الشریفین کا شرف پانا	"	مطالعہ کتب

۱۹۶	کرامات	۱۹۰	حضرت نوشہ صاحبہ کی آپ کو دعائیں
"	زورِ ولایت	"	خواب میں پڑنا
۱۹۸	ایک درویش کا فیمن سلب کرنا	"	ضرب سے محفوظ رہنا
"	برہل کا نظروں سے غائب ہو جانا	۱۹۱	حیوانات کا شفا پانا
۱۹۹	منکر کا سزا پانا	"	حضرت نوشہ صاحبہ کی آپ پر عنایات
"	تصنیفات	"	زین عطا ہونا
۱۹۹	جامع الاسراء	"	حضرت نوشہ صاحبہ کی درگاہ میں مقبولیت
۲۰۰	مکتوبات	"	کتوب کا ویران ہونا
"	مکتوب اول بنام مولانا عبد اللہ لاہوری	"	حافظ مسعودی کو تادیب
۲۰۱	مکتوب دوم بنام حضرت نوشہ صاحبہ	۱۹۲	شاہ صدر دیوان کو تجلیہ
۲۰۳	دستخط	"	خصائص
"	ملفوظات	۱۹۳	شاہی عطیات
"	مورخین کے اقوال	"	چاپات کی تفصیل
"	اولاد و کرام	۱۹۴	حضرت نوشہ صاحبہ کے تبرکات
۲۰۴	یارانِ طریقت	"	مقامات
۲۰۵	ہجیات	"	مقام نوشاہیت
۲۰۶	تاریخ وفات	۱۹۵	مقام قطبیت و نوریت
"	قطعہ تاریخ	"	مقام محبوبیت
"	مادہ آئے تاریخ	"	مقام تمکین
۲۰۶	○ سید حافظ جمال اللہ فقیہ اعظم	۱۹۶	مقام بقا باقیہ
"	اصنافِ جیلہ	"	مقام مجمع الجمع
"	نام و لقب	"	مقام محبت خاصہ
"	تاریخ ولادت	۱۹۷	مقام فرودیت

۲۱۲	مقامات	۲۰۸	تربیت و تعلیم
"	مقامِ قطبیت	"	علم کی محبت
"	تمام مراتب فقر کا حصول	"	تحصیلِ علوم
۲۱۳	خوارق و کرامات	"	استادوں کی شفقت
"	قبولیتِ دُعا	"	مطالعہ کا شوق
"	بنگاہِ غیرت	۲۰۹	کشفِ علوم
"	دشمنوں کی ہلاکت	"	سندِ فضیلت
۲۱۴	دشمنوں سے انتقام	"	بیعت و خلافت
"	دشمنوں کا ویران ہونا	"	معاشرینِ علم پر تفوق
"	دشمنوں کا استیصال	۲۱۰	فتویٰ نویسی
"	دشمنوں کا تباہ و برباد ہونا	"	درس گاہ جاری کرنا
۲۱۵	عملیات	"	توتِ حافظہ
"	شیخ و انا کا فائزہ المرام ہونا	"	مناظرہ میں فتح
"	تصنیفات	"	مسمولات
"	حقائق الآثار	"	سلطانِ الاکار
۲۱۶	مکتوبات	۲۱۱	ریاضت و مجاہدہ
"	مکتوبِ اول بنام نواب نامدار خاں	"	مشربِ توحید
"	مکتوبِ دوم بنام میاں رحمت اللہ	"	اخلاق و عبادات
"	سنتِ محمد	"	تراضع و انکار
۲۱۶	سنتِ محمد	"	امرا سے نفرت
"	ظہوظات	"	فضائل و کمالات
"	مسترفینِ کمالات	"	فضائلِ اربعہ
۲۱۸	اولادِ کرام	۲۱۲	حضورِ نبویؐ

۲۲۵	اخلاق و عادات	۲۱۸	تلاذہ
"	سخاوت و فیاضی	۲۱۹	یارانِ طریقت
"	اشعارِ نوانی	"	برکات
۲۲۶	خوارق و کرامات	۲۲۰	دحیات
"	ایک شہزادی کو خواب میں فیض یاب کرنا	"	واقعوں و وفات
"	علم کی محبت میں دنیاوی مال کو نثار کرنا	"	تاریخ و وفات
۲۲۷	عملیات	۲۲۱	قطعہ تاریخ
"	ادائے قرض کے واسطے	"	ماہ ہائے تاریخ
۲۲۸	اولاد کے واسطے	۲۲۲	○ سید حافظ محمد حیات ربانی
"	فرزند زینہ کے واسطے	"	اصنافِ جیلہ
"	رجوعاتِ خلافت کے واسطے	"	نام و لقب
"	دشمنوں پر فتویٰ جابی کے واسطے	۲۲۳	تحصیلِ علوم
"	تصنیفات	"	بیعت و خلافت
۲۲۹	تذکرہ نوشاہیہ	"	سلسلہ تمذیب
"	مجمع اللطائف	"	طبی کمالات
۲۳۰	شرح اسماءِ اربعین	"	قرنِ کتابت
"	حاشیہ شامل النبی	"	سفرِ وہلی
"	رسالہ سماع	"	حضرت نوشہ صاحب کا دوبارہ ظہور
"	ترویج القلوب	۲۲۴	معمرات
"	مناجات بحضرت رب العالمین	"	وظیفہ فجر
۲۳۱	مناجات حضرت رسالت پناہی	"	وظیفہ مغرب
۲۳۲	فریاد نامہ بجناب غوثیہ	"	دعائے تلاوت قرآن مجید
۲۳۳	مکتوبات	"	ریاضت و مجاہدہ

۲۲۳	ایمانِ محرمت کی آپ سے عقیدت	۲۲۳	مکتوب
"	رجحیت سنگو کا مراسلہ	۲۲۳	جمع نمبر
۲۲۲	فیقر عزیز الدین کا مراسلہ	"	دستخط
"	معمولات	۲۲۵	طفوگات
۲۲۵	اخلاق و عادات	۲۲۶	اولادِ کرام
"	سفارش کرنا	"	تلاذہ
"	صداقت پسندی	۲۲۶	یارانِ طریقت
"	اشعارِ خوانی	"	مدحیات
۲۲۶	خوارق و کرامات	۲۲۸	تاریخ وفات
"	فرشتوں پر تصرف	"	قطعہ تاریخ
"	کشفِ قلوب	"	مادہ مانے تاریخ
۲۲۶	بارش ہونا	۲۲۹	○ سیدہ مافظہ نور اللہ فرشتہ صفات
"	عزداشت	"	اوصافِ جمیلہ
۲۲۸	علییات	"	نام و لقب
"	حل مشکلات کے واسطے	"	تاریخ ولادت
"	در و سر کے واسطے	۲۳۰	تہنیت نامہ
"	تصنیفات	۲۳۲	تحصیلِ علوم
"	فاویٰ نوشتا پیہ	"	بیعت و خلافت
"	مصطلحات الصوفیہ	"	منصب قضا
۲۳۹	مکتوبات نور اللہ	"	سکونتِ رسولِ مگر
"	انشائے نور اللہ	۲۳۳	فتویٰ نویسی
"	حقائقِ نور پیہ	"	تدریس
"	مکتوبات	"	وخط و تقریر

۲۶۱	وظائف شبانہ روز	۲۵۲	رقعات
۲۶۲	نوافل چارگانہ	"	رقعہ
"	اخلاق و عادات	"	دستخط
۲۶۳	سادات بر خور واریہ پر احسان	۲۵۳	مقالات
"	شجاعت	"	مقالہ
"	شب بیداری	۲۵۴	ملفوظات
"	اشعار خوانی	۲۵۵	ازواج و اولاد
۲۶۴	حلیہ و لباس	۲۵۶	یارانِ طریقت
"	عطیات	۲۵۷	مرحیات
۲۶۶	خوارق و کرامات	"	تاریخ وفات
"	ایک بیمار کا شفا پانا	۲۵۸	قطعہ تاریخ
۲۶۶	ایک مرید کو سرداری کی دعا	"	مادہ ہائے تاریخ
"	بارش بند کرنا	۲۵۹	① سید حافظ الہی بخش مظهر حق
"	ایک مرید کو شیطان کے شر سے بچانا	"	اوصافِ جمیلہ
۲۶۷	ایک لڑکے کا ضیق النفس سے نچ جانا	"	نام و لقب
"	ایک شخص کو کثرتِ اولاد کی دعا	"	تاریخ ولادت
"	درویش بچہ پیدا ہونے کی دعا	۲۶۰	تربیت و تعلیم
"	اپنی اولاد کو دعا	"	بیعت و خلافت
۲۶۹	کشف واقعات	"	میاں غلام مرتضیٰ سے ملاقات
"	دشمن کا سزا پانا	"	بزرگوں کی روحانیت سے مستفیض ہونا
"	عملیات	۲۶۱	حضرت نوشہ صاحب کا سہ بارہ ظہور
"	دعوت اسم شریف یا رحمن	"	آبادی ساہن پال شریف
۲۶۹	آسیب کے واسطے	"	معمولات

۲۶۶	تاریخ ولادت	۲۶۹	حمل کی حفاظت کے واسطے
"	تختیک و تقریر اسم	"	اٹھرا کے واسطے
"	تربیت	"	تصنیفات
"	تحصیل علوم	"	روضۃ الزکیہ
"	کشف علوم	۲۶۰	مکتوبات
۲۶۸	فیوض سلیمانی	"	مکتوب اول بنام سید خدائیش
"	نوشاہ ثانی ہونا	"	مکتوب دوم بنام سید عافظ قتل احمد
"	فن کتابت	۲۶۱	دستخط
"	بیعت و خلافت	"	طفولیات
"	گھاؤں کی نئی آبادی	"	ازواج و اولاد
"	قلب وقت کی ملاقات	۲۶۲	یارانِ طریقت
۲۶۹	سماح و وجد	۲۶۳	تبرکات
"	تاثیر قرأت	۲۶۳	مذہبیات
"	تعمیر روضہ نوشاہ عالی جاہ	"	واقعات
۲۸۰	معمولات	۲۶۴	اولاد کو دعائیں
"	عبادت و ریاضت	"	وصایا
"	وفات شہداء روز	"	آخری وقت
۲۸۱	مناجات	"	تاریخ وفات
"	اخلاق و عادات	۲۶۵	قلعہ تاریخ
۲۸۲	سخاوت و فیاضی	"	مادہ ہائے تاریخ
"	تعمیر اور روح	۲۶۶	○ سید عافظ قتل احمد پاک ذات نوشاہ ثانی ہونا
"	تبلیغ اسلام	"	اوصافِ جمیلہ
"	پردہ پوشی	"	بنام و لقب

۲۸۹	کشائش امور کے واسطے	۲۸۲	اشعار خوانی
"	دشمنوں کے شر سے بچنے کے واسطے	۲۹۲	علیہ اقدس
۲۹۰	حصار پیران پیر	"	باس
"	دل کا راز معلوم کرنے کے واسطے	"	علیات
"	حفاظتِ جان کے واسطے	۲۸۵	مقامات
"	تصنیفات	"	مقامِ خوشیت
"	بستان الاورد	"	مقامِ نوشابست
۲۹۱	ثمرات الافکار	"	مقامِ قلندریت
"	وسائط العلوم	"	فہر ولایت
"	شاعری	"	خوارق و کرامات
۲۹۲	تاریخ گوئی	۲۸۶	دوبتی کشتی کو بچانا
"	مکتوبات	"	ایک جذامی کو اچھا کرنا
"	تحریر کتب	"	جینس کا علیہ بدل جانا
"	صحیح مہر	"	القائے وجد
۲۹۳	دستخط	۲۸۷	پانچ فرزند پیدا ہونے کی دُعا
"	طفوطات	"	پانچ روپیہ روزینہ کی دُعا
۲۹۴	اولاد کرام	۲۸۸	اقبال مندی کی دُعا
"	تلاذہ	"	گھوڑیاں ملنے کی دُعا
۲۹۵	یارانِ طریقت	"	پوتے کو مسخرات کی دُعا
۲۹۶	تبرکات	"	ایک بے نماز کو سزا
"	مدحیات	۲۸۹	علیات
۲۹۷	واقعوکات	"	طریق چہل کاف
"	ذکر الہی کا جاری ہونا	"	کشائشِ ذوق کے واسطے

۲۰۲	ایشار	۲۹۸	تاریخ وفات
"	غریب پوری	"	قطر تاریخ
"	تبلیغ اسلام	۲۹۹	قطر دیگر
۲۰۵	جہاد بالنفس	"	جادو ہائے تاریخ
"	اشعار خوانی	مولانا سید شاہ محمد امین صاحب مخار السالکین	
"	حلیہ اقدس	"	اصنافِ جمیلہ
"	بنابس	"	نام و لقب
۳۰۶	غذا	۳۰۱	تاریخ ولادت
"	خوارق و کرامات	"	تخنیک و تقریر اسم
"	زمین کا طے کرنا	"	تربیت و تعظیم
"	تولید فرزند	"	بیعت و خلافت
"	وسعت رزق کی دعا	"	زیارتِ نوشاہِ عالیجاہ
"	دولت مندی کی دعا	۳۰۲	کاشتکاری
۳۰۶	پس خوردہ میں برکت	"	فقروفاکہ
"	شفا کے مرہم	"	تاثیر قرأت
"	آسیب کا دفع ہونا	"	تعمیر و ترمیمِ نوشاہ
"	دیوار کا چلانا	"	شادی میں خوش وقت کی شمولیت
"	حیرانات کو وجد کروانا	"	معجزات
۳۰۸	ایک چور کو سزا	"	عبادت
"	اپنے بیٹے کو علم کی دعا	۳۰۳	نفل روزے
"	اپنی بیٹی کو دعا	"	قرآن مجید کی محبت
"	اپنے نواسہ کو دعا	"	قرآن کریم کی قدر شناسی
"	اپنے پرستے کو اقبال مندی کی دعا	"	اخلاق و عبادات

۳۱۶	نام و لقب	۳۰۹	علیات
"	تاریخ ولادت	"	نظر بد کے واسطے
"	مادہ ہائے تاریخ	"	فرائض رزق کے واسطے
"	تھنیک و تسمیہ	"	ہلاکت اعدا کے واسطے
"	تربیت	"	وظیفہ سورہ
"	تحصیل علوم	"	کتوبات
۳۱۷	بیعت و خلافت	۳۱۰	سبح
"	مشائخ صحبت	"	بلغونات
"	درگاہ نوشاہ عالی جاہ کی مرمت	"	اندولج عارقات
"	معمولات	۳۱۱	اولاد کرام
"	وظائف شبانہ روز	"	یارانِ طریقت
۳۱۸	جماعت	۳۱۲	تبرکات
۳۱۹	افغان	"	مدحیات
"	ذوقِ کثرت	"	واقعوں و فوات
"	روزہ	۳۱۳	آخری رات
"	زکوٰۃ	"	وصیتیں
"	طہارت	"	آخری وقت
۳۱۹	مناجات	"	تجہیز و تکفین
۳۲۰	وعدہ و نصیحت	۳۱۴	تاریخ وفات
"	زیارت درگاہ نوشاہ عالی جاہ	"	قطعہ تاریخ
"	مطالعہ کتب	"	مادہ ہائے تاریخ
"	اخلاق و عادات	۳۱۵	○ سید حافظ محمد شاہ نیک اختر
۳۲۲	قوتِ حافظہ	"	اصنافِ جلیلہ

۳۲۸	عملیات	۳۲۲	نفسانی لذتوں سے اجتناب
"	دردِ نیم سر کے واسطے	"	سختی
"	دردِ دندان کے واسطے	"	تقویٰ و ورع
"	دردِ ہر قسم کے واسطے	"	رحمِ دل ہونا
"	تقریبِ دل کے واسطے	"	رعب و جلالت
۳۲۹	محبت کے واسطے	۳۲۳	تھانیدار کو نصیحت
"	عداوت و بغض کے واسطے	"	بزرگوں کا احترام
"	تصنیفات	"	اشعارِ خوانی
"	کتاب الفوائد	۳۲۴	حلیہ اقدس
"	روزنامہ محمد شاہی	"	باس
"	ملفوظات محمد شاہی	"	مقامات
۳۳۰	مکتوبات محمد شاہی	"	مقامِ غوثیت
"	مکاتیب محمد شاہی	۳۲۵	مقامِ محبوبیت
"	فہرست تفسیرِ حینی	"	مقامِ حضورِی
"	تاریخ گوئی	"	خوارق و کرامات
"	مسجد و نوٹیاں والی کی تاریخ	"	ایک وقت میں متعدد جگہوں پر موجود ہونا
"	ایک سید زادہ کی تاریخ	۳۲۶	طی ارض
۳۳۱	مکتوبات	"	نور امداد کو پہنچانا
"	مکتوب بنام سید غلام علی شاہ	"	ایک نگاہ سے کشف تک پہنچانا
"	مکتوب بنام کرم الہی بوجی	۳۲۷	مشاہدہ میں حج کروانا
۳۳۲	حجر پر کتب	"	مشاہدہ میں جنت و دوزخ دکھانا
"	دستخط	"	جواب میں بزرگوں کی زیارت کروانا
۳۳۳	ملفوظات	۳۲۸	ایک درویش کا حال سلب کرنا

۲۲۶	دیگر	۲۲۷	معرفین کمالات
۲۲۷	مادہ ہائے تاریخ	۲۲۸	اولاد کرام
"	تذکرہ	"	تلافی
"	تربیت	۲۲۹	یارانِ طریقت
"	تجسسِ علوم	۲۳۰	مدحیات
۲۳۰	مطالعہ کتب	۲۳۱	واقعات
۲۳۱	بیعت و خلافت	"	بیٹے کو باطنی کشش سے بلانا
"	بیعتِ روحی	"	اپنی وفات کی خبر دینا
"	کلاہ تبرک مانا	۲۳۲	ذکر و فکر
۲۵۰	پیشگوئی	"	اولاد کے حق میں دعائیں
"	معمولات	"	آخری وقت
۲۵۱	تلاوت قرآن مجید	"	وفات کے بعد ذکر جاری رہنا
"	روزہ و زکوٰۃ	۲۳۳	تجزیہ و تفسیر
"	خلافت کا حساب	"	آخری دیار
۲۵۲	اخلاق و عادات	"	تاریخ وفات
"	تقویٰ	"	قطعہ تاریخ
"	علیہ اقدس	۲۳۴	مادہ ہائے تاریخ
۲۵۳	لباس	۲۳۵	○ العظمت مولانا سید غلام مصطفیٰ صاحب
"	وجد و سماع	"	اصولِ جمیلہ
"	فضائل و کمالات	۲۳۶	نام و لقب
۲۵۶	مقامات	"	نسب مادری
"	مقام فنا فی الشیخ	"	تاریخ ولادت
"	مقام فنا فی الرسول	"	قطعہ تاریخ

۳۶۵	فرشتوں میں سے	۳۵۶	مقام فنا فی اللہ
"	متبرک مقامات میں سے	۳۵۷	مقام محبت صرفہ
"	خواب میں جن بزرگوں نے کچھ تبرک عطا فرمایا	"	مقام قرب کا حصول
۳۶۶	خواب میں جن بزرگوں نے کچھ ارشاد فرمایا	"	مقام قطبیت
۳۶۷	خواب میں جو جو آوازیں مسوع ہوئیں	۳۵۸	مقام توحید
"	مشاہدہ میں جن بزرگوں کا دیدار ہوا	"	الہامی القاب
۳۶۸	انبیائے کرام میں سے	۳۵۹	خوارق و کرامات
"	صحابہ عظام میں سے	"	ایک وقت میں کئی جگہ پر ظہور
۳۶۹	تابعین میں سے	۳۶۰	زیارات بزرگان زندہ
"	زمانہ قبل از نبوت میں سے	۳۶۱	حضرات بر خور داریہ میں سے
"	اولیاء اللہ میں سے	"	حضرات ہاشمیہ میں سے
۳۷۰	محدثین و فقہاء میں سے	"	حضرات سلیمانیزہ میں سے
"	شاعروں میں سے	"	دیگر مشایخ وقت میں سے
"	بادشاہوں میں سے	۳۶۲	علمائے کرام میں سے
"	عاشقوں میں سے	۳۶۳	زیارت مزارات
۳۷۱	مستورات عالیات میں سے	۳۶۴	خواب میں جن بزرگوں کا دیدار ہوا
"	روحانیوں میں سے	"	انبیائے کرام میں سے
"	خواص یاروں میں سے	"	صحابہ کرام میں سے
۳۷۲	مقامات مقدسہ میں سے	۳۶۵	اولیاء اللہ میں سے
"	مشاہدہ میں بزرگوں کی مقامات و زیارت	"	آبائے نبوی میں سے
"	کے وقت جو غیبی آوازیں آئیں	"	محدثین میں سے
"	دیدار الہی عز و اسماء	"	شاعروں میں سے
"	حضرت خضر علیہ السلام	"	بادشاہوں میں سے

۳۶۶	حضرت غوث الاعظمؒ	۳۶۲	حضرت ابراہیم علیہ السلام
"	حضرت نوشہ صاحبؒ	۳۶۳	حضرت یوسف علیہ السلام
"	حضرت سلطان باہوؒ	"	حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
"	بیگم شاہجہاں	"	حضرت خدیجہ الکبریٰؓ
۳۶۸	جنتی حور	۳۶۴	حضرت عبد اللہ بن رسول اللہؓ
"	حورانِ جنت	"	حضرت صفیہؓ
"	سید محمد شاہؒ	"	حضرت علی المرتضیٰؓ
"	سید فاطمہ بی بیؒ	"	حضرت جبریل علیہ السلام
"	سید محمد بی بیؒ	"	کعبہ شریف
"	مولانا احمد رضا خانؒ	"	حضرت غوث اعظمؒ
"	میاں مجلے شاہ	۳۶۵	حضرت شاہ سلیمانؒ
"	سیدہ بشیر بیگمؒ	"	حضرت نوشہ صاحبؒ
۳۶۹	مشاہدہ میں جن بزرگوں نے کچھ تبرکات عطا فرمائے	"	حضرت سلطان باہوؒ
"	مشاہدہ میں جن بزرگوں نے آپ کے ساتھ مصافحہ یا مصافحہ کیا، یا جن کے پیچھے آپ نے نماز ادا کی۔	"	شیخ فتح محمدؒ
۳۷۰	مشاہدہ میں جو عبارتیں لکھی ہوئی سامنے آئیں	"	شیخ فتوحی شاہؒ
"	مشاہدہ میں جو اشعار غیبی طور پر نئے گئے	"	مشاہدہ میں جن بزرگوں نے آپ سے کلام کیا یا آپ کو کچھ ارشاد فرمایا
"	عربی اشعار	"	حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۳۷۲	فارسی اشعار	۳۶۶	حضرت خضر علیہ السلام
۳۷۳	اردو اشعار	۳۶۷	حضرت یحییٰ علیہ السلام
۳۷۴	پنجابی اشعار	"	حضرت عایشہ صدیقہؓ
		"	حضرت ابراہیم بن رسول اللہؓ
		"	حضرت فاطمہ زہراؓ

۳۸۹	مکتوبات نوشاہی	۳۸۳	عملیات
"	رقعات نوشاہی	"	بالچر کے واسطے
"	تاریخ گوئی	۳۸۴	بو اسیر کے واسطے
"	شاعری	"	دقیعہ سانپ کے واسطے
"	مکتوبات	"	دولت مندی کے واسطے
"	مکتوب اول بطرف سید شرافت	"	روزینہ غیب کے واسطے
۳۸۶	مکتوب دوم بطرف سید شرافت	"	تصنیفات
۳۸۹	مکتوب سوم بطرف سید بشارت	۳۸۵	پنجابی ترجمہ کریما
۳۹۱	الہامات	"	پنجابی ترجمہ نام حق
۳۹۲	الہامات جو بعض حضرات کے متعلق ہوئے ہیں	"	پنجابی ترجمہ شیخ عطار
"	حضرت محمد رسول اللہ کے متعلق	"	پنجابی ترجمہ گلستاں
۳۹۵	حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق	"	رسالہ رفع سببہ
"	حضرت شاہ معروف کے متعلق	"	رسالہ طاعون
"	حضرت سخی شاہ سلیمان نوری کے متعلق	"	رسالہ الخواص
"	حضرت نوشہ گنج بخش کے متعلق	"	دیوان نوشاہی
"	حضرت سید محمد شاہ کے متعلق	"	پنج گنج نوشاہی
"	سید غلام مصطفیٰ کے متعلق	"	نوشاہی نامہ
۳۹۶	سید شریف احمد شرافت کے متعلق	"	تفسیر نوشاہی
"	کتاب شریف التواریخ کے متعلق	"	خطبات نوشاہی
"	کتاب فتاویٰ عبدالحی کے متعلق	"	انوار نوشاہی
۳۹۸	ظفر ناطات	"	مجالس نوشاہی
۴۰۰	کلمات طیبات	۳۸۹	ظفر ناطات نوشاہی
۴۰۱	معتزین کلمات	"	کنز الخواتم

۴۱۹	بمبھان صحت	۴۰۲	اولاد
۴۲۰	مشایخ وقت کی زیارتیں	۴۰۳	یارانِ طریقت
۴۲۲	خواب میں بزرگوں کی زیارتیں	۴۰۴	بائیں صوبے
۴۲۳	فیضانِ روحی	۴۰۵	پونجہ بانوا
"	رسالت مآب کا ارشاد	۴۰۶	بہتر امراء
"	سید محمد غوث کا تبرک	۴۰۹	حیات
۴۲۴	سخی بادشاہ کا تبرک	۴۱۰	عمر مبارک
"	پیر کھن شاہ صاحب کا تبرک	۴۱۲	○ سید شریف احمد شرافت مولف کتاب بذلہ
"	سید غلام علی شاہ کا ارشاد	"	نام و لقب
"	سید محمد شاہ کا ارشاد	"	نسب نامہ پوری
"	پیر مہر علی شاہ کا فیض	"	نسب نامہ مادری
۴۲۵	میاں شیر محمد کا فیض	"	تاریخ ولادت
"	پیر جماعت علی شاہ کا فیض	"	تخلیک
"	مولوی عبدالحق کا فیض	"	تقریر اسم
۴۲۶	جد بزرگوار کی نوازشات	۴۱۳	قطعات تاریخ
۴۲۷	معمولات و علیات	۴۱۵	مادہ ہائے تاریخ
"	تصنیفات	۴۱۶	تربیت
۴۲۸	مکتوبات	"	تعلیم
"	مکتوب اول بطرف یارِ مخلص	۴۱۷	کتابت سیکنا
۴۲۹	مکتوب دوم بطرف مولوی احمد حسین خوشنویس	"	بیعت طریقت
۴۳۰	اولاد مولف	"	خلافت و اجازت
۴۳۱	قطبہ تاریخ شادی	۴۱۸	نظم خستل پر مضمون خلافت
۴۳۲	صاحبزادہ سید ریاض الحسن	۴۱۹	بیعت روحی

۲۶۵	خلفائے عظام	۲۳۰	قطعہ تاریخ ولادت
۲۶۶	تاریخ وفات	"	مادہ ہائے تاریخ ولادت
"	قطعہ تاریخ	"	دوم صاحبزادہ سید سعید النفر
۲۶۸	باب دوم	۲۳۲	مادہ ہائے تاریخ ولادت
"	○ سیدہ ماقظ محمد بن خردار بحر العشق	"	سید سعید النفر
"	اوصاف جمیلہ	۲۳۳	قطعہ تاریخ ولادت
"	فنائی اشخ کا مرتبہ	"	تاریخ خندہ عسزیاں
۲۶۰	اوراد و وظائف	"	مادہ ہائے تاریخ ولادت
۲۶۳	کرامات	۲۳۵	تلاذہ
"	آپ کی نافرمانی کا خمیازہ	"	یارانِ طریقت
"	آپ کی دعا سے بارشس ہونا	۲۳۶	دیگر یارانِ ذی وقار
۲۶۴	مکتوبات	۲۳۹	یارانِ طریقت جو شاعر ہیں
"	سناجات بجناب غوث اعظم	۲۵۱	عمر مولف
۲۶۶	تحریرات		
"	تحریر اول	۲۵۲	طبقتہ دوم - نوشاہیہ بر خرداریہ
۲۶۸	تحریر دوم	۲۵۵	باب اول
"	اولاد کرام	"	○ حضرت شاہ ماجی محمد نوشہ گنج بخش
"	یارانِ طریقت	"	اوصافِ جمیلہ
۲۶۹	مدحیات	۲۵۶	سیاحتِ سندھ
۲۸۰	تاریخ وفات	"	سفر حرمین الشریفین
"	قطعہ تاریخ	۲۵۶	سلطان الازکار جاری کرانا
۲۸۱	مادہ ہائے تاریخ	"	کلماتِ طیبات
۲۸۲	باب سوم	۲۶۵	اولاد کرام

۳۸۶	بچپن میں فیاضی	۳۸۲	○ سید عنایت اللہ زاہد
۳۸۸	تعلیم	"	اوصافِ جمیلہ
"	بیعت و خلافت	"	تاریخ ولادت
"	طبی کمالات	"	تربیت
"	کرامات	"	آں جناب کی خوش طبعی
"	بھینس اور اس کے بچہ کا مرجانا	۳۸۳	تعلیم
۳۸۹	دشمنوں کا سزا پانا	"	بیعت و خلافت
"	اولاد	"	تفکر و استفراق
"	تاریخ وفات	"	مقامات
"	مادہ ہائے تاریخ	"	مقامِ صمدیت
۳۹۰	○ سید رحمت اللہ عارف	۳۸۳	مقامِ غوثیت
"	اوصافِ جمیلہ	"	کرامات
"	تاریخ ولادت	"	ذکر کے وقت اعضا کا علوہ ہو جانا
"	دعائے حضرت نوشہ صاحب	"	اولاد
"	تعلیم	۳۸۵	تملیکِ جائداد
"	بیعت و خلافت	"	تملیکِ نامہ
"	حضرت پاک صاحب سے عقیدت	۳۸۶	تاریخ وفات
۳۹۱	شیخ برخوردار ہرل سے طاقات	"	مادہ ہائے تاریخ
"	کرامات	۳۸۶	○ سید سعد اللہ حکیم
"	حاکم ہیسلاں کا معزول ہونا	"	اوصافِ جمیلہ
"	موضع بابو پر آگ برسانا	"	تاریخ ولادت
۳۹۲	محمد قلی کا گھوڑے سے گرنا	"	دعائے حضرت نوشہ صاحب
"	مشہد قلی کا ذلیل ہونا	"	تربیت

۴۹۶	تحصیل علوم	۴۹۲	اولاد
"	واقف بیعت	"	تاریخ وفات
"	مشایخ نوشاہیہ کے پاس جانا	۴۹۳	قطعہ تاریخ
"	سید محمد ہاشم دریا دل کا ارشاد	"	مادہ ہائے تاریخ
۴۹۸	یارانِ پاک صاحب سے ملاقات	"	○ سید نصر اللہ محدث
۴۹۸	بھڑی شریف پہنچنا	"	اصنافِ جمیلہ
۴۹۹	حجرہ میں معتکف ہونا	"	تاریخ ولادت
۵۰۰	بیعت ارشاد	"	تحصیل علوم
"	منازلِ فقر کا طے کرنا	۴۹۴	بیعت و خلافت
"	شیخ برخوردار ہرل کے پاس قیام	"	والد کا منظور نظر ہونا
"	خلافت کا حاصل ہونا	"	زندوں کی صحبت سے متاثر ہونا
"	روزینہ غیب جاری ہونا	"	سچی توبہ کا حصول
۵۰۱	باروب کشی درگاہ	"	فیض صحبت
"	فترتات ظاہری کا افتتاح	۴۹۵	وجد و ذوق
۵۰۲	رجوعِ خلافت	"	تاثیر صحبت
"	لاہور میں شاندار استقبال	"	نقشِ نمکین
۵۰۳	جاگیر کے مقدمہ کی روداد	"	اولاد
"	حافظ محمد برخوردار بکر العشق کی عبادگی	"	تاریخ وفات
"	سید محمد ہاشم دریا دل کا ارادہ ہجرت	۴۹۶	قطعہ تاریخ
"	حافظ بکر العشق کا سینہ دریا دل پر احسان	"	○ سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان
۵۰۴	سید محمد سعید دولا کا جاگیر پر قبضہ	"	اصنافِ جمیلہ
"	شاہی عدالت میں استغاثہ کر کے	"	نام و لقب
"	جاگیر کا حق حاصل کرنا	۴۹۷	تاریخ ولادت

۵۱۶	صبح مہر	۵۰۵	صلح نامہ کی دستاویز
"	کرامات	۵۰۶	ایک غلطی کا ازالہ
"	کشف کونی	"	حقیقی صلح
۵۱۷	گرمی عشق	۵۰۸	میر عبد الہادی سے جاگیر کا روپیہ وصول کرنا
"	جسم کا پانی ہو جانا	۵۰۹	پیش گوئی
"	بند دروازوں میں سے اندر آ جانا	۵۱۰	معمولات
۵۱۸	مجنوب بنا دینا	"	وعائے زیارت
"	شیشہ کا ٹوٹ جانا	"	وظیفہ ترفیق عبادت
"	تین روز میں سلوک پورا کرنا	"	وظیفہ مجاہدہ نفس
"	ایک پلید قلب کو پاک کرنا	"	وظیفہ دفع بلیات
۵۱۹	بے اولاد کو اولاد ہونا	۵۱۱	ریاضت و مجاہدہ
"	خواب میں بلانا	"	مسئلے قرآن مجید
"	مراد مشکو کا کلاک ہونا	۵۱۳	ادکار و اشغال
۵۲۰	مُرپی قانونگو کا سزا پانا	"	اخلاق و عادات
"	شریف تارڑ کا خستہ حال ہونا	"	سماع و وجد
"	میاں مہیوں کا فیض سلب کرنا	"	فحانت اٹھانا
۵۲۱	عملیات	۵۱۴	زینداروں کا بے وفائی کرنا
"	بارہ نعمتوں کا طنا	"	زینداروں کا مخالفت کرنا
"	درد ہر قسم کے واسطے	"	عدالت میں استغاثہ کر کے مال واپس لینا
"	تسخیر خلق کے واسطے	"	سفارش نامہ
"	مترقبین کمالات	۵۱۵	شہیر قلندہ لاہوری سے ملاقات
۵۲۲	اولادِ کرام	۵۱۶	جلیلہ اقدس
"	یارانِ طریقت	"	لباس

۵۲۰	ماہ نامے تاریخ	۵۲۵	زیارت فیض بشارت
۵۲۱	باب چہارم	"	تبرکات
"	○ سید شاہ نظام	"	مدحیات
"	اولاد	"	واقعوں و وفات
"	○ سید شاہ سلطان	۵۲۶	سجدہ میں انتقال
۵۲۲	اولاد	"	تاریخ وفات
"	تاریخ وفات	"	کتبہ مزار اقدس
"	○ سید محمد نقوی	۵۲۷	قلعہ تاریخ
"	صحیح فہر	"	ماہ نامے تاریخ
"	اولاد	"	○ سید حافظ جمال اللہ فقیہ اعظم
۵۲۳	○ سید شاہ تقی	"	اوصاف جمیلہ
"	بیعت و خلافت	"	تاریخ ولادت
"	خزینہ برداری درگاہ شریف	"	تبلیغی سفر
"	اولاد	۵۲۸	اولاد کے حق میں دعا
"	○ سید ابن مہین	"	اوراد و وظائف
"	اولاد	"	دعا سے طہارت
۵۲۴	○ سید شاہ گھلا	"	دعا سے حاجت روا
"	○ سید شاہ پھلا	"	دعا سے عقبی
"	○ سید شہیر	۵۲۹	دعا سے جامع
"	اولاد	"	اولاد
"	○ سید شیر محمد	"	مارا بن طریقت
۵۲۵	عبادت و ریاضت	۵۳۰	تاریخ وفات
"	اخلاق و عبادات	"	قلعہ تاریخ

۵۳۳	کشایش رزق کے واسطے	۵۳۵	سماح و وجد
"	تصنیفات	"	قبولیت عامہ
"	مکتوبات	"	اخوت و محبت
۵۳۴	مقالات	"	خاندانی تاریخ کا شوق
"	مقالہ	۵۳۷	گھر میں پردہ داری کا لحاظ
"	کتب خوانی	۵۳۹	کتابی شوق
۵۳۵	تحریر کتب	"	سج مہر
"	دستخط	"	کرامات
"	سج مہر	"	تاثیر نگاہ
"	اولاد	"	چپت رائے کو سزا ملنا
"	یار خاص	۵۴۰	چپت رائے کا معزول ہونا
"	تاریخ وفات	"	ایک مرید کا نظر نہ آنا
"	داد ہائے تاریخ	۵۴۱	اولاد
۵۴۶	○ سید محمد عظیم دھماواہی	"	یارانِ طریقت
"	اوصافِ حبیب	"	تاریخ وفات
"	ریاست جنوں میں ورود	"	داد ہائے تاریخ
"	قبولیت عامہ	"	○ سید گل محمد
"	کنوئیں کی تعمیر	۵۴۲	اخلاق و عادات
۵۴۷	وجد و ذوق	"	معمولات
"	شاعری	"	ترتیبِ ذکر و تصدیقِ غوثیہ
"	تحریر کتب	"	کرامات
"	دستخط	"	فحاش کا سزا پانا
۵۴۸	سج مہر	"	علیات

۵۵۶	اخلاق و عاوضت	۵۴۸	اولاد
"	خاندان پراحسان	"	یارانِ طریقت
۵۵۷	اولاد	۵۴۹	مدح شریف
"	یارانِ طریقت	۵۵۰	تاریخ وفات
"	تاریخ وفات	"	مدفن
۵۵۸	باب پنجم	"	مادہ ہائے تاریخ
"	○ سید فتح اللہؒ	"	○ سید ابوسعید مرتاضؒ
"	اولاد	"	اوصافِ جمیلہ
"	تاریخ وفات	"	تعلیم
"	○ سید عطا اللہؒ	"	بیعت و خلافت
۵۵۹	اولاد	۵۵۱	عبادت کا شوق
"	○ سید امان اللہؒ	"	مخلوقِ خدا پر رحم
"	○ سید نور شاہؒ	"	کرامات
"	اولاد	"	بے اولاد کو دعا دینا
"	تاریخ وفات	۵۵۲	مفقود الخیر کو حاضر کرنا
"	○ سید فتح خانؒ	"	جنوں کا مرید ہونا
"	○ سید خان ملکؒ	۵۵۳	تصنیفات
۵۶۰	○ سید نیک عالمؒ	"	مقدمہ نوروز عالم
"	علم و عبادت	۵۵۵	اولاد
"	یارانِ طریقت	"	تبرکات
"	تاریخ وفات	۵۵۶	تاریخ وفات
"	○ سید اللہ بخشؒ	"	○ سید محمد حیات ربانیؒ
۵۶۱	○ سید قادر بخشؒ	"	اوصافِ جمیلہ

۵۶۶	حصار کرنے کا طریقہ	۵۶۱	○ سید فیض بخشؒ
"	حروف تہجی کے نصاب کی ترتیب	"	○ سید خدابخش بن قن صاحبؒ
۵۶۷	حروف تہجی کے پڑھنے کا طریقہ	"	اولاد
۵۶۸	حروف تہجی کے خواص	۵۶۲	تاریخ وفات
۵۶۲	تاریخ وفات	"	○ سید محبوب شاہؒ
"	○ سید باغ شاہؒ	"	اولاد
۵۶۳	○ سید مراد علیؒ	"	○ سید صبغتہ اللہؒ
"	○ سید محمد علیؒ	"	بیعت و خلافت
"	○ سید دوست محمدؒ	"	حقائق و معارف
۵۶۴	تحصیل علم	۵۶۲	شہرہ قدر سے گفتگو
"	معاملات	"	معاملات
۵۶۴	مقالات	"	ولیفہ اسم اعظم
"	مقالہ اول	۵۶۳	استغفار
"	مقالہ دوم	"	درود نان کے واسطے
۵۶۶	مقالہ سوم	"	شعر خزانہ
"	دستخط	"	صحیح مہر
"	صحیح مہر	"	○ سید محمد ماہرؒ
۵۶۷	○ سید محمد زمانؒ	۵۶۵	○ سید محمد واسعؒ
"	○ سید فیض العلیؒ	"	○ سید محمد ماہؒ
"	○ سید نور علیؒ	"	○ سید محمد شاہؒ
۵۶۸	○ سید محمد اکرمؒ	"	تعلیم
"	اولاد	۵۶۶	عملیات
"	○ سید محمد کریمؒ	"	چوری شدہ جانور کے واپس آنے کے لیے

۵۸۳	علم و فضل	۵۷۸	مکاح
۵۸۴	ازدواج	"	○ سید رکن الدین
"	اولاد	"	اولاد
"	تاریخ وفات	"	○ سید محکم الدین
"	○ سید ضیاء اللہ رسول مگرے	۵۷۹	تعلیم
"	تاریخ ولادت	"	دستخط
۵۸۵	تربیت و تعلیم	"	تاریخ وفات
"	تکمیل طریقت	"	○ سید فیض بخش بن محمد عظیم
"	اولاد	"	تعلیم
"	یاران طریقت	۵۷۸	مکتوب
"	تاریخ وفات	"	○ سید فتح الدین دہلوالہ
۵۸۶	○ سید مراد اللہ	"	اوصاف جلیلہ
"	تاریخ ولادت	"	کمالات
"	○ سید عباد اللہ	۵۸۰	دُحل شریف کی آبادی
۵۸۷	باب ششم	۵۸۱	کرامات
"	○ سید خیر اللہ پانڈو کی والدہ	"	عجیب درخت
"	پانڈو کے میں ورود	"	اولاد
"	اولاد	"	یاران طریقت
"	تاریخ وفات	۵۸۲	تاریخ وفات
۵۸۸	○ سید مروج الدین	"	قطعہ تاریخ
"	اولاد	۵۸۳	○ سید محبوب شاہ بن ابوسعید
"	○ سید امام بخش بلانی والد	"	○ سید شیر شاہ
"	بلانی میں ورود	"	○ سید عافظ نور اللہ فرشتہ صفات

۵۹۲	لاہور میں زمین خریدنا	۵۸۸	اولاد
"	بیٹا مر کی نقل	"	تاریخ وفات
۵۹۵	نوٹ شاہی تبرک	۵۸۹	○ سید شرف الدین بن خدا بخشؒ
"	اولاد	"	○ سید حسن محمدؒ
۵۹۶	یارانِ طریقت	"	نام و لقب
"	مدفن	"	اخلاق و عادات
"	○ سید جیون شاہؒ	"	جاوب کشی درگاہِ نوشاہیہ
"	○ سید حسین شاہؒ	۵۹۰	دیانت داری
"	○ سید اقدوسہ دحل والد	"	روزینہ غیب
۵۹۷	اخلاق و آداب	"	مقامات
"	کرامات	"	مقامِ کلیبی
"	کشفی نگاہ	۵۹۱	کرامات
"	دشمنوں کا سزا پانا	"	درگاہِ نوشاہیہ میں منظوری
"	گٹھڑی کا سر سے اوپر چلا جانا	"	ایک پشاور دی دروغ کو زیارت نوشاہی کرنا
۵۹۸	تحریرات	۵۹۱	ایک دہلوی رئیس کو مستفیض کرنا
"	فالنار	۵۹۲	یارانِ طریقت
۵۹۹	اولاد	"	○ سید فتح الدینؒ
"	تاریخ وفات	"	اولاد
۵۹۹	○ سید حافظ الہی بخش منظر حقؒ	"	تاریخ وفات
"	اخلاق و عادات	۵۹۳	○ سید حبیب اللہؒ
"	ازواج	"	اولاد
"	اولاد	"	○ سید صدیق شاہ لاہوریؒ
۶۰۰	یارانِ طریقت	۵۹۴	سکونت لاہور

۶۰۶	شعر خوانی	۶۰۰	تاریخ وفات
"	حضرت نوشہ صاحب سے ہم کلامی	۶۰۱	قطعہ تاریخ
"	کرامات	"	○ سید خدا بخش بن نور اللہ
"	نذاتے غیبی	"	چلہ نشینی
۶۰۶	میاں خواجہ کو دعا	"	حضور مجلس محمدی
"	تصنیفات	۶۰۲	کرامات
"	قطعہ	"	چشمہ کا ظہور
"	رباعی	"	لڑکے کا پیدا ہونا
"	اولاد	"	پوستہ کو تادیرت
"	یارانِ طریقت	"	بے ادب کو سزا
۶۰۸	قصیدہ مدحیہ	۶۰۳	نافرمانی کا نتیجہ
۶۱۰	تاریخ وفات	"	وفات کے بعد کرامت
"	○ سید محمد بخش رسول نگری	"	پوتی کی خبر گیری
"	تاریخ ولادت	"	مکتوب
۶۱۱	جذبہ کمال	"	اولاد
"	ادب و حیا	۶۰۴	یارانِ طریقت
"	اولاد	۶۰۵	تبرکات
"	یارانِ طریقت	"	تاریخ وفات
"	تاریخ وفات	"	○ سید فتح محمد رسول نگری
۶۱۲	قطعہ تاریخ	"	تاریخ ولادت
۶۱۳	باب ہفتم	"	اخلاق و عادات
"	○ سید عبد اللہ پانڈوکی والد	۶۰۶	پہرہ نگاری
"	حسن پسند ہونا	"	سماج و جہد

۶۱۶	تعلیم	۶۱۳	حالات غیبی کا اکتشاف
"	چک جانی میں قیام	"	شکر عورت کو سزا ملنا
"	درگاہ سلیمانہ میں منظوری	۶۱۴	مخالفوں کا ویران ہونا
۶۱۸	اولاد	"	ازدواج
"	○ سید حاجی الہدین بن فتح الدین	"	اولاد
"	حج حرمین الشریفین	"	تاریخ وفات
۶۱۹	تبرکات	"	○ سید سلطان محمود بن خیر اللہ
"	انتساب	۶۱۵	○ سید علی محمد
۶۲۰	○ سید فضل الدین برحقین والد	"	اولاد
"	ولادت و تربیت	"	○ حافظ شرف الدین میرزہ والد
"	مطالعہ کتب	"	تاریخ ولادت
"	ریاست جتوں میں ورود	"	تعلیم
"	آپ کے حق میں عجیب فیصلہ	"	بیعت طریقت
۶۲۱	شیر کو کھانا دینا	"	خلوت گزینی
"	فضائل و کمالات	۶۱۶	موضع میرزہ کی آبادی
"	کرامات	۶۱۶	کرامات
۶۲۱	تُفلوں کا خورد بخورد کھل جانا	"	بادل کو ہٹا دینا
۶۲۲	ہتھکڑیوں کا ٹوٹ جانا	"	جد امی کو تندرست کرنا
"	دولت مندی اور سعادت مندی کی دُعا	"	معترفین کمالات
"	مرید کو خواب میں تنبیہ کرنا	"	اولاد
۶۲۴	پیدائش سے پہلے نخر کا طیبہ بتانا	۶۱۷	یاران طریقت
"	چوروں کا اندھا ہونا	"	تاریخ وفات
"	بے ادبوں کا	"	○ سید کرم الدین چک جانی والد

۶۲۶	اولاد	۶۲۲	وفات کے بعد کرامات
۶۲۸	تاریخ وفات	"	شیر کا سلام کرنا
"	○ سید پیر شاہ لاہوری	"	اولاد
"	صبح نہر	۶۲۳	یا رب طریقت
"	نکاح	"	تاریخ وفات
"	تاریخ وفات	"	○ سید قطب الدین
"	○ سید شمس الدین طحل والد	"	شادی کا واقعہ
"	دعائے والد	"	اولاد
"	کرامات	۶۲۵	تاریخ وفات
"	مشالی طور پر حج میں شامل ہونا	"	○ سید امام بخش
۶۲۹	وجد و حال کا کثر	"	اخلاق
"	فرزند ہونے کی دعا	"	کرامات
"	بیکر کو دعا دینا	"	دعا کا قبول ہونا
۶۳۰	مضبوط گٹ کرنا	"	ایک گم شدہ نعش کی خبر دینا
"	وفات کے بعد کرامات	۶۲۶	اولاد
"	ورد شقیقہ کا دور ہونا	"	تاریخ وفات
"	مکتوبات	"	○ سید ایزد بخش
۶۳۱	مکتوب اول	۶۲۶	درگاہ کا خزانچی ہونا
"	مکتوب دوم	"	بد دعا کا اثر
"	تحریر کتب	۶۲۶	○ سید امام شاہ لاہوری
۶۳۲	صبح نہر	"	مکتوب
"	معترفین کماوت	"	وفات کی اطلاع دینا
"	اولاد	"	آخری وقت کی خبر دینا

۶۳۸	یارانِ طریقت	۶۳۲	یارانِ طریقت
"	تاریخِ وفات	۶۳۳	تاریخِ وفات
۶۳۹	○ سیدہ عافہ قتل احمد پاکذات نوشاہِ ثانی	"	○ سیدہ قطب الدین دحل والد
"	اخلاق و عادات	"	دعا سے والد
"	اولاد	"	ایک منصفانہ فیصلہ
"	یارانِ طریقت	۶۳۴	مکتوب
۶۴۰	تاریخِ وفات	"	صبح مہر
"	○ سید بوٹے شاہ بن الہی بخش	"	اولاد
"	تاریخِ ولادت	۶۳۵	یارانِ طریقت
۶۴۱	تعلیم	"	تاریخِ وفات
"	عبادت و ریاضت	"	قطعہ تاریخ
"	آدابِ شناسی	"	○ سیدہ ام بخش دحل والد
"	ورگاہِ سلیمانہ سے تاج عطا ہونا	"	عبادت و ریاضت
۶۴۲	اخلاق و عادات	۶۳۶	پتلہ نشینی
"	حلیہ و لباس	"	بندی مرتبہ
"	کرامات	"	کرامات
"	اقبال مندی کی دعا	"	فترحات شیر حاصل ہونا
۶۴۳	مجزوم کو تندرست کرنا	"	ایک مرید کو جنوں کے شر سے بچانا
۶۴۳	ظہر میں تصرف کرنا	۶۳۷	مکتوب
"	ایک منکر کا سفر ہونا	"	تحریر کتب
۶۴۳	ایک شخص کی خواہش نفسانی کو معدوم کرنا	"	دستخط
"	بھینس کا شفا پانا	"	صبح مہر
"	فصل کا دریا سے بچ جانا	۶۳۸	اولاد

۶۵۰	حلقہ اجباب لاہور	۶۴۴	دیرپا کے آسیب سے زمین کا پتہ جاننا
۶۵۱	پیشگوئیاں	"	ایک بے ادب کو سزا
"	والد صاحب کی دُعا	"	اپنی زندگی کی خبر دینا
"	والدہ صاحبہ کی دُعا	۶۴۵	وفات کے بعد کرامات
"	معمولات	"	وظیفہ بتلانا
"	ذکر پاس انفاس	"	کنوئیں کا پانی بڑھ جانا
"	ذکر حبس دم	"	طاہون کو دُور کرنا
۶۵۲	مشرّب توحید	"	دستخط
"	صعودِ سر	۶۴۶	طفولیات
۶۵۳	اخلاق و عادات	"	معتبرین کمالات
"	شریعت کا پاس	"	اولاد
"	آدابِ طریقت	"	یارانِ طریقت
۶۵۵	اپنے شیخ کا ادب	۶۴۷	برکات
"	صبر و تحمل	"	تاریخِ وفات
"	سماج و وجد	"	○ سیدہ مکمن شاہ لاہوری
۶۵۶	اشعارِ خزانہ	۶۴۸	نام و لقب
"	فارسی اشعار	"	تاریخِ ولادت
۶۵۷	اردو اشعار	"	تربیت و تعلیم
۶۵۸	پنجابی اشعار	۶۴۸	ہمت و خلافت
۶۶۰	متفرق ابیات	۶۴۹	درگاہِ نوشاہیہ میں منظوری
"	علی مبارک	"	کاشت کاری اور زبان میں تاثیر کا حصول
۶۶۱	بباس	"	لاہور میں تشریف لے جانا
"	کرامات	۶۵۰	بھائی صاحب کی نصیحتیں

۶۶۰	بیٹے کو نماز میں لگانا	۶۶۱	کشف کوئی
۶۶۱	ختم شریف کرنے کی ترغیب دینا	۶۶۲	مولف کو ترقی علم کی دُعا
۶۶۲	مثالی صورت میں ملنا	۶۶۳	مولف کو علمی فتح کی دُعا
۶۶۳	کلاء تبرک عطا کرنا	۶۶۴	مولف کو اقبال مندی کی دُعا
۶۶۴	مولف کو پورا وٹھے کا تبرک عطا کرنا	۶۶۵	پوستے کا روزینہ لگانا
۶۶۵	صندوق کتے تنگ ہونے کی خبر دینا	۶۶۶	چار لڑکوں کی بشارت دینا
۶۶۶	نعش کا صحیح دسالم ہونا	۶۶۷	لڑکے پیدا ہونے کی دُعا
۶۶۷	جسد اطہر سے خوشبو کا آنا	۶۶۸	ایک سگھ کا لطیفہ قلب جاری ہونا
۶۶۸	جسم پاک کو پسینہ آنا	۶۶۹	بادل کا سایہ کرنا
۶۶۹	تصنیفات	۶۷۰	سلب مرض کرنا
۶۷۰	اشعار	۶۷۱	آپ کے الفاظ میں تاثیر
۶۷۱	مکتوب	۶۷۲	آپ کے فیصلہ کی غیبی تصدیق
۶۷۲	فتویٰ متعلقہ کلاء درویشی	۶۷۳	مثالی صورت میں مدد کرنا
۶۷۳	ملفوظات	۶۷۴	مقدمہ سے بری کروانا
۶۷۴	مقربین کمالات	۶۷۵	ایک مرید کے گھر کو طاعون سے بچانا
۶۷۵	اولاد	۶۷۶	ایک عیاش کو ہدایت کرنا
۶۷۶	یارانِ طریقت	۶۷۷	ایک مرید کو شراب خانہ سے بچانا
۶۷۷	تبرکات	۶۷۸	ایک مرید کو زنا کاری سے بچانا
۶۷۸	واقعہ وفات	۶۷۹	ایک مرید کو بداب نزع سے بچانا
۶۷۹	تجہیز و تکفین	۶۸۰	ایک منکر کی موت
۶۸۰	تاریخ وفات	۶۸۱	ایک رافضی کو سزا
۶۸۱	○ سید نور احمد	۶۸۲	ایک زیندار کو بددعا دینا
۶۸۲	دعائیہ اشعار	۶۸۳	وفات کے بعد کرامات

۶۹۰	فیض سلب کرنا	۶۸۵	اخلاق و عادات
"	مخالفوں کا سزا پانا	"	سماح و وجد
"	وفات کے بعد کرامات	"	شعر خوانی
"	وفات کے بعد ذکر کرنا	۶۸۶	مکتوب
"	جسم پاک کا مکہ مکرمہ میں چلا جانا	"	نصیحت
۶۹۱	مکتوبات	"	اولاد
"	مکتوب اول	"	رحیمہ دوہڑہ
"	مکتوب دوم	۶۸۷	تاریخ وفات
"	مکتوب سوم	"	تاریخ (شعر)
"	مکتوب چہارم	"	○ سید قدم الدین
۶۹۲	اولاد	"	عبادت و ریاضت
"	بارانِ طریقت	"	زیارت نبوی
"	تبرکات	۶۸۸	اخلاق و عادات
۶۹۳	تاریخ وفات	"	رقبت قلب
"	○ سید پیر بخش رسول نگری	"	وجد
"	○ سید بہاء الدین رسول نگری	"	شعر خوانی
"	○ سید عمر بخش رسول نگری	"	علیہ مبارک
"	تاریخ ولادت	"	مقامات
۶۹۴	تعلیم	۶۸۸	نوشاہی متبہ
"	اوراد و اذکار	۶۸۹	کرامات
"	مطالعہ کتب	"	فتح مندی کی دعا
"	تقویٰ و پاکبازی	"	کنوئیں سے پانی کا جرش مارنا
"	علیہ اقدس	"	ادارہ پبلیکیشنز کے ذریعے

۶۹۹	مختار نامہ	۶۹۴	لباس
"	قصہ حکیم بوقت بازیہ	"	گرامات
۷۰۰	پیر و گھوڑی	"	تاثیر نگاہ
"	مانفحات	۶۹۵	ملوک طے کروانا
"	اولاد	"	دگر قلب جاری کرانا
۷۰۱	یارانِ طریقت	"	گجہ شریعت کی زیارت کرانا
"	"	"	سورج کا توقف کرنا
۷۰۲	قصیدہ	"	ایک قائل کو رہا کروانا
۷۰۵	مناقب	۶۹۶	دنیا سے آخرت کو منتقل کرنا
۷۰۷	تاریخ وفات	"	نوشہرو میاں کا دریا بڑو ہونا
"	قلعہ تاریخ	۶۹۷	شیخ غلام حسن سے مقابلہ
۷۰۸	باب ہشتم	"	وفات کے بعد کرامت
"	○ مولانا سید غلام قادر	"	خواب میں وجہ کروانا
"	تاریخ ولادت	"	تصنیفات
"	تحصیل علوم	"	دیوان فارسی
۷۰۹	کشف علوم	۶۹۸	آب حیات
"	علم ادب	"	رد الخلاف
"	ادبی ذوق	"	مغز القرآن
۷۰۶	علم انساب	۶۹۸	بخشیش گدا
"	علم تعبیر خواب	"	مناقبات نوشاہیہ
"	علم طب	"	وحدت نامہ
۷۱۰	علم شعر	۶۹۹	تلقین نوشاہی
"	فن کتابت	"	انصاف نامہ

۱۵	مرید کا امتحان	۷۱۰	ملکہ تاریخ گوئی
"	عملیات	"	فن شنواری
"	رفع بارش کے واسطے	"	تدریس
"	گم شدہ کے واسطے	"	سکندر نامہ کا جشن نوشتا بہ
"	تصنیفات	۷۱۱	قادری باری پڑھانا
۱۶	مکتوبات	"	صفات ایمان پڑھانا
"	مکتوب اول	"	وسعت دماغی
"	مکتوب دوم	۷۱۲	معمولات
"	تحریر کتب	"	زیارتِ نوح علیہ السلام
۱۷	دستخط	"	اخلاق و عادات
"	لفوظات	"	پرہیزگاری
۱۸	معترفین کمالات	"	طہارت پسندی
۲۰	اولاد	"	گناہ سے اجتناب
"	غلاذہ کرام	۷۱۳	سادہ مزاجی
۲۲	یارانِ طریقت	"	شکرگزاری
"	تہرکات	"	اسلامی تبلیغ
"	تاریخ وفات	"	اشعار خوانی
"	○ سید غلام محی الدین پانڈو کی والدہ	"	حلیہ و لباس
۲۳	ذکر انہی	۷۱۳	غذا
"	معمول	۷۱۴	قوت جسمانی
"	کرامات	"	کرامات
"	غلہ کا بڑھ جانا	"	کشف واقعات
"	پانی کا خشک ہو جانا	"	دعا کا قبول ہونا

۶۳۰	یارانِ طریقت	۶۲۳	ویلناں کا ٹوٹ جانا
"	تاریخِ وفات	"	گوسے کا گر پڑنا
"	○ سید علم الدین	۶۲۴	تحریر کتب
"	اولاد	"	دستخط
۶۳۱	○ سید شاہ رانا میر درد وار	۶۲۵	اولاد
"	ولادت کا واقعہ	۶۲۶	تاریخِ وفات
"	ازدواج	"	○ سید اللہ دین پانڈو کی دائرہ
"	اولاد	"	تعلیم
۶۳۲	بار طریقت	"	عجیب و غریب
"	تاریخِ وفات	۶۲۶	کرامت
"	○ سید نور الدین چک جانی وار	"	ایک بے ادب کا سزا پانا
"	پندرہ نشینی	"	اولاد
۶۳۳	اولاد	"	واقعہ وفات
"	○ سید نظام الدین شیخ علی پوری	۶۲۷	تاریخِ وفات
"	معمولات	"	○ سید الحسن الدین
"	ذکرِ قلب	"	انلاق و عادات
"	پہاں کاغذ ہامول	"	پیر صاحب کی نبوت
۶۳۳	کرامات	۶۲۹	اقبال کا بند ہونا
"	بیمار کا تندرست ہونا	۶۲۹	کرامت
۶۳۵	نظر عنایت	"	ایک غریب کار کو سزا ملنا
"	اپنی وفات کی خبر دینا	"	علیات
"	وفات کے بعد کرامت	"	عجیب عمل
"	غسل کا حکم دینا	۶۳۰	اولاد

۴۰	○ سید پیراں دتہ	۴۳۵	مفوض
"	خواہہ شہید کرنا	"	اولاد
"	مفوض	۴۳۶	یارانِ طریقت
"	اولاد	"	تاریخ وفات
۴۱	تاریخ وفات	"	○ سید شاہ نواز بڑجن والہ
"	○ سید اللہ دتہ	"	تاریخ ولادت
۴۲	تاریخ ولادت	"	نانا صاحب کی وراثت
"	اخلاق و عادات	"	اوراد و وظائف
"	کرامت	۴۳۷	کرامات
"	بیٹا پیدا ہونے کی بشارت دینا	"	کشفِ قلوب
"	اہلیہ	"	گائے کا تندرست ہونا
۴۳	یارانِ طریقت	"	پٹے کو غیبی رنگ چڑھانا
"	تاریخ وفات	"	تولیدِ فرزند
"	○ سید محمد	"	ایک غریب کو سرداری دینا
"	○ سید المہین بن امام بخش	۴۳۸	سرو قد گھوڑی کا واپس آنا
"	اخلاق و اوصاف	"	شکروں کو بدو عادی بنا
۴۴	رضائے الہی پر شاکر ہونا	"	کھڑی کو بدو عا
"	لوگوں کا فیضیاب ہونا	۴۳۹	اولاد
"	اخفائے احوال	"	یارانِ طریقت
"	کرامت	"	تاریخ وفات
۴۴	دعا سے خیر کا عجیب منظر	۴۳۹	○ سید چراغ الدین بڑجن والہ
۴۵	اولاد	"	مخالفت کا سزا پانا
"	واقعہ وفات	۴۴۰	اہلیہ محترمہ

۴۵	تاریخ وفات	۴۵	قطعات تاریخ از مولوی سلام اللہ
۴۶	○ سید پیر محمد مجذوب دھل والہ	۴۶	قطعات تاریخ از چوہدری مہرود
"	علم لدنی	"	○ سید حافظ غلام محمد دھل والہ
"	جذبہ و سلوک	"	تعلیم
"	علیہ و لباس	"	دستخط
"	کرامات	"	تاریخ وفات
"	جلنے سے محفوظ رہنا	"	○ مولانا سید محمد امین مختار
۴۶	غیبی کشتی کا ظاہر ہونا	۴۶	تاریخ ولادت
"	رٹکے کا پیدا ہونا	"	اخلاق و عادات
"	غیرت کا اثر	"	ازواج
"	اولاد	"	اولاد
۴۸	یارانِ طریقت	۴۸	یارانِ طریقت
"	تاریخ وفات	"	تاریخ وفات
"	○ سید غلام حسن دھل والہ	"	○ سید محمد شفیع
"	چلہ نشینی	"	تاریخ ولادت
"	تسخیر جنات	"	تعلیم
"	کرامات	۴۹	معمولات
"	چوروں کا اندھا ہونا	"	اذکار و اشغال
"	اولاد کی دعا دینا	"	نقل نمازیں اور روزے
"	ازواج	"	نماز فرض کی پابندی
"	اولاد	۴۹	جماعت کروانا
"	یارانِ طریقت	"	اخلاق و عادات
"	تاریخ وفات	۵۰	اخفا پسندی

۶۶۱	تاریخ ولادت	۶۵۶	شکرگزاری
۶۶۲	اخلاق و اوصاف	"	پہرہ نگاری کا اثر حیوانات پر
"	وجد ہونا	"	غذا
"	حضرت علی مرتضیٰؑ سے عقیدت	"	خوش مزاجی
"	اشعار خوانی	۶۵۷	کرامات
۶۶۳	اولاد	"	آپ کی نصیحت کا گھوڑی پر اثر
۶۶۵	تبرکات	"	ایک بے ادب کو سزا ملنا
"	تاریخ وفات	"	چور کا سزا پانا
"	○ سید علی احمدؒ	"	صبح مہر
"	تاریخ ولادت	"	ملفوظات
"	اخلاق	۶۵۸	معتبرین کمالات
"	قراست	"	اولاد
۶۶۶	کاشتکاری	"	یارانِ طریقت
"	اولاد	۶۵۹	واقعات وفات
۶۶۷	تاریخ وفات	"	تاریخ وفات
"	○ سید عارف حق لاہوریؒ	"	○ سید مظاہرؒ
"	تاریخ ولادت	"	تاریخ ولادت
"	بند اقبال ہونا	"	اخلاقِ حسنہ
۶۶۸	اشغالِ نوشاہیہ سے واقفیت	"	چہل کاف کی دعوت
"	راگ سے دل چسپی	۶۶۰	صبر و شکر
۶۶۸	علمی صنعتوں کے محفوظ ہونا	۶۶۰	اولاد
"	ارشادِ صدیقی سے خوش ہونا	۶۶۱	تاریخ وفات
"	درو شریعت بتلانا	"	○ سید نیاز محمدؒ

۷۷۶	کرامات	۷۷۸	مقولے
"	ایک مرید کو نمبر دار بنانا	۷۷۹	اولاد
"	ایک مفزور عورت کو واپس لانا	۷۸۰	یارانِ طریقت
۷۷۷	ایک گستاخ عورت کو سزا	"	تاریخِ وفات
"	اولاد	"	○ سید واسل حق لاہوری
"	یارانِ طریقت	"	تاریخِ ولادت
"	تاریخِ وفات	"	چلہ نشینی
۷۷۸	○ سید غلام حسن بن نور احمد	۷۸۱	زیاراتِ بزرگان
"	تعلیم	"	شیر خدا کی زیارت
"	پہلوانی کاشوق	"	وظایف و اوراد
"	جسمانی ورزش	"	مشائخ کی محبت
"	حیدری طاقت	"	سکونت
"	اونٹ کو اٹھالینا	"	شعر خوانی
"	نصف مانی غلہ کو اٹھانا	"	اولاد
۷۷۹	شکر ا پہلوان پر غالب آنا	۷۸۲	یارانِ طریقت
"	طعام کھانا	۷۸۵	تاریخِ وفات
"	چار سیر گھی پی جانا	"	○ سید فضل حق لاہوری
"	آٹھ ٹوپے آٹھا کھا جانا	"	تاریخِ ولادت
"	آٹھ سیر حلوا کھا جانا	"	ازواج و اولاد
۷۸۰	آٹھ سیر سیویاں کھا جانا	"	تاریخِ وفات
۷۸۰	اشعار خوانی	۷۸۶	○ سید غلام نبی دھیر کے والد
"	علیہ و لباس	"	تاریخِ ولادت
۷۸۱	کرامات	"	رعب و اقبال

۶۸۹	تاریخ وفات	۶۸۱	ڈوبتے کو بچانا
۶۹۰	○ سید غلام علیؒ	۶۸۲	چوری سے توبہ کروانا
۶۹۱	واقفہ ولادت	۶۸۳	تباہ شدہ کھیت سے غلہ پیدا ہونا
۶۹۲	تعلیم	۶۸۴	ازواج و اولاد
۶۹۳	معاملات	۶۸۵	یارانِ طریقت
۶۹۴	اوراد و اشغال	۶۸۶	تاریخ وفات
۶۹۵	شب بیداری	۶۸۷	○ سید غلام حسینؒ
۶۹۶	ایک پاؤں پر کھڑا ہونا	۶۸۸	تعلیم
۶۹۷	چلہ نشینی	۶۸۹	ملازمت پولیس
۶۹۸	سفر کا معمول	۶۹۰	جنیصل میں رہائش
۶۹۹	اخلاقِ حسنہ	۶۹۱	گناہ سے توبہ
۷۰۰	رعب و جلال	۶۹۲	عبادت
۷۰۱	تعویذ کا مفت دینا	۶۹۳	کرامات
۷۰۲	بنوں کی ملاقات	۶۹۴	طاغیوں کا ڈور ہونا
۷۰۳	گھوڑی کی جمعیں گنڈ جانا	۶۹۵	چوری شدہ گھوڑیوں کا واپس آ جانا
۷۰۴	کمالات و ولایت	۶۹۶	علییات
۷۰۵	علیہ اقدس	۶۹۷	برائے دفع و با
۷۰۶	سماع سننا	۶۹۸	برائے دردِ دماغ
۷۰۷	علییات	۶۹۹	مکتوب
۷۰۸	کرامات	۷۰۰	تقریرات
۷۰۹	ونہد کروانا	۷۰۱	ازواج
۷۱۰	ایک مرید کو غائبانہ تعبیر	۷۰۲	اولاد
۷۱۱	کھانا ترک کروانا	۷۰۳	یارِ طریقت

۸۰۲	ایک مرید کو دشمنوں سے بچانا	۶۹۶	بادل کا سایہ کرنا
"	ایک مرید کی مدد کو پہنچنا	"	آدم کو پہل لگانا
"	مولف کو وظائف بتانا	"	غلہ کا بڑا جاننا
۸۰۳	عملیات	۶۹۷	قیدیوں کو ہا کروانا
"	درو شقیقہ کے واسطے	"	پیارے بچے کا شفا پانا
"	تکالیف دور کرنے کے واسطے	"	مرد کو زندہ کرنا
"	بیداری شب کے واسطے	۶۹۸	دل کی گھبراہٹ دور کرنا
۸۰۴	ہوا چلنے کے واسطے	"	خود بخود رشتہ ملنا
"	مکتوبات	"	مفت رشتہ ملنا
"	مکتوب اول	"	تین روز میں نکاح ہونا
"	مکتوب دوم	۶۹۹	فوری طور پر نکاح ہونا
۸۰۵	ملفوظات	"	جلدی نکاح ہونا
"	ازواج	"	توام لڑکے پیدا ہونا
۸۰۶	اولاد	"	آپ کی دعا سے کئی بچوں کا پیدا ہونا
۸۰۷	یارانِ طریقت	۸۰۰	نافرمان کو سزا ملنا
"	بائیس صوبے	"	ایک گستاخ عورت کی نسل منقطع ہو جانا
۸۰۸	بوجہ بانوا	"	ایک منکر عورت کی اولاد کا مفلوج ہو جانا
۸۰۹	بہتر امرا	۸۰۱	ایک منکر کے بچے کا ٹوٹا ہو جانا
۸۱۱	عوام مریداں	"	ایک بے احتیاط عورت کے بچوں کا جل کر مرنے
۸۱۲	تبرکات	"	ایک خیانت کرنے والے کا ہلاک ہو جانا
"	مدح شریف	۸۰۲	نگاہ میں برقی اثر
۸۱۳	واقعہ وفات	"	نگاہ غیرت
۸۱۴	تاریخ وفات	"	وفات کے بعد کرامات

۸۱۹	تاریخ وفات	۸۱۲	○ سید غلام احمد بن قدم الدین
"	○ سید حسن عالم رسول مگرے	"	○ سید شیر عالم رسول مگرے
"	تاریخ ولادت	"	تاریخ ولادت
"	اخلاق و عادات	"	اخلاق و عادات
"	راگ سے شغف	"	اشعار سنا
۸۲۰	وجد و ذوق	۸۱۵	ازواج
"	اعراس کی شمولیت	"	اولاد
"	مختلف فنون سے آگاہی	"	یارانِ طریقت
"	عشقِ زشت و عالیجاہ	۸۱۶	تاریخ وفات
"	کرامت	"	○ سید نور عالم رسول مگرے
"	خشک درخت کا سبز ہو جانا	"	تاریخ ولادت
۸۲۱	عملیات	"	اخلاق و عادات
"	اشعار خوانی	"	اگر وہی کی سکونت
"	شاعری	"	اپنی عمر کے متعلق اطلاع دینا
"	غزل	۸۱۷	ازواج
"	اولاد	"	اولاد
۸۲۲	یارانِ طریقت	"	یارانِ طریقت
۸۲۳	تاریخ وفات	۸۱۸	تاریخ وفات
"	○ سید پیر عالم رسول مگرے	"	○ سید فضل عالم رسول مگرے
۸۲۴	تاریخ ولادت	۸۱۸	تاریخ ولادت
"	تعلیم	"	اخلاق و عادات
"	اخلاق و عادات	"	اولاد
"	راگ کی محبت	"	یارِ طریقت

۸۳۱	اولاد	۸۲۵	حلیہ و لباس
"	واقعہ اور تاریخ وفات	"	اولاد
۸۳۲	○ سید اقبال علیؒ	"	یارانِ طریقت
"	تعلیم	۱۲۶	تاریخ وفات
"	اخلاق و عادات	۹۲۷	باب نہم
"	تحریر کتب	"	○ سید فضل الہیؒ
"	دستخط	"	تاریخ ولادت
۸۳۳	اولاد	"	تعلیم
"	تاریخ وفات	"	عبادت
"	○ سید محمد علی پانڈو کے والدؒ	"	روزہ کی پابندی
"	اخلاق حمیدہ	۸۲۸	اخلاق و عادات
۸۳۴	ادارہ و وظائف	"	برادری پر احسان
"	کرامت	"	اشعار خوانی
"	بے ادب کا سزا پانا	"	کرامات
"	اولاد	"	بارش کی اطلاع دینا
"	تاریخ وفات	۱۲۹	نڈ کا بڑھ جانا
"	○ سید لہجے شاہ پانڈو کے والدؒ	"	نواسے کو دعا سنیر
۸۳۵	تعلیم	"	ازواج و اولاد
"	دعا کے والدہ	۸۳۰	تاریخ وفات
۸۳۵	اخلاق	۹۳۰	قطعہ تاریخ
"	اشعار خوانی	"	○ سید قاسم علی پانڈو کے والدؒ
۸۳۶	کرامت	"	تعلیم و اعمال
"	چہروں کا تائب ہونا	۸۳۱	تحریر کتب

۸۲۲	تہذیب و آداب	۸۲۶	تہذیب و آداب
"	اولاد	"	اولاد
"	یارِ طریقت	"	یارِ طریقت
"	تاریخ وفات	"	تاریخ وفات
"	○ سید امان اللہ	۸۳۰	○ سید امان اللہ
"	○ سید رزق اللہ	"	○ سید رزق اللہ
"	○ سید کلیم اللہ	"	○ سید کلیم اللہ
۸۲۳	○ سید عمر بخش	"	○ سید عمر بخش
"	تعلیم	"	تعلیم
"	آداب شناسی	۸۳۸	آداب شناسی
"	زیارت نوشاہی	"	زیارت نوشاہی
"	اشعار خوانی	"	اشعار خوانی
۸۲۴	کرامات	"	کرامات
"	ایک بندو کو وجد کرانا	"	ایک بندو کو وجد کرانا
"	خشک درخت کا سبز ہو جانا	"	خشک درخت کا سبز ہو جانا
"	ایک نافرمان کا مجلس ہو جانا	"	ایک نافرمان کا مجلس ہو جانا
"	علیات	۹۳۹	علیات
"	فراخی رزق کے واسطے	"	فراخی رزق کے واسطے
"	محبت کے واسطے	"	محبت کے واسطے
۸۲۵	ملفوظات	۹۳۹	ملفوظات
"	نصائح	۸۴۱	نصائح
"	اولاد	"	اولاد
"	یارانِ طریقت	"	یارانِ طریقت
"	○ سید غلام رسول چک جانی والہ	"	○ سید غلام رسول چک جانی والہ

۸۵۰	گم شدہ اڈونٹ کا پتہ دینا	۸۴۵	اخلاق
"	ایک شخص کو نمبر داری عطا کرنا	"	تاریخ وفات
۸۵۱	فرزند زینہ کی دعا	۸۴۶	○ سید غلام محمد شیخعلیپوری
"	وفات کے بعد کرامت	"	تعلیم
"	مقدمہ سے رہا کروانا	"	اخلاق
"	اولاد	"	اولاد
۸۵۲	یارِ طریقت	"	تاریخ وفات
"	تاریخ وفات	۸۴۷	○ سید حسن محمد شیخعلیپوری
"	○ سید نظام الدین بڑجن والہ	"	عادات و اخلاق
۸۵۳	تاریخ ولادت	"	اولاد
"	کرامات	۸۴۸	واقعہ وفات
"	ایک شخص کو دشمنوں سے بچانا	"	تاریخ وفات
"	قیدی کو رہا کروانا	"	○ سید علم الدین بڑجن والہ
"	اولاد	"	تاریخ ولادت
۸۵۵	یارانِ طریقت	"	کرامات
"	مدح مبارک	"	کنوئیں کا بیکار ہو جانا
"	غزل	۸۴۹	آم کے پھل کا خراب ہو جانا
۸۵۶	تاریخ وفات	"	اولاد
"	○ سید بڈھے شاہ	"	تاریخ وفات
۸۵۶	تاریخ ولادت	۸۵۰	○ سید شمس الدین بڑجن والہ
"	موضع دھنوبہ میں سکونت	"	تاریخ ولادت
۸۵۷	اولاد	"	سفر اجیر شریف
"	تاریخ وفات	"	کرامات

۸۶۲	تعلیم	۸۵۷	○ سید امام الدین
"	اخلاق و عادات	"	تاریخ ولادت
"	برادرانِ خاندان کے ساتھ اتحاد	"	اخلاق و عادات
۸۶۳	قرائے خاندان کے ساتھ محبت	"	طاقت کی تعریف
"	علماء کے ساتھ محبت	۸۵۸	اولاد
"	موت کے ساتھ شفقت	"	تاریخ وفات
۸۶۴	عس بھڑی شریف میں شمولیت	"	○ سید عمر الدین
"	علیہ و لباس	۸۵۹	تاریخ ولادت
"	مفروضات	"	اخلاق و عادات
۸۶۵	ازواج	"	ازواج
"	اولاد	"	اولاد
۸۶۶	یارانِ طریقت	۸۶۰	تاریخ وفات
۸۶۷	تاریخ وفات	"	○ سید فیض احمد
"	مرثیہ	"	اخلاق و عادات
۸۶۹	مرثیہ پنجابی	"	میر و شکر
۸۷۰	قطبہ تاریخ	۸۶۱	حضرت نوشہ صاحب کی زیارت
۸۷۲	○ صاحبزادہ سردار شاہ دُحل والہ	"	حضرت سخی بادشاہ کی زیارت
"	○ صاحبزادہ لدھو دُحل والہ	"	اولاد
"	○ سید پیر فضل حسین دُحل والہ	"	واقفہ وفات
۸۷۲	تاریخ ولادت	۸۶۱	تاریخ وفات
"	تعلیم	۸۶۲	○ سید چن پیر دُحل والہ
"	اخلاق و عادات	"	○ سید محمد عالم دُحل والہ
"	موت کے ساتھ محبت	"	تاریخ ولادت

۸۶۲	رعب و اقبال	۸۶۳	کتاب تالیف کرنے کی ترغیب
"	شہزادہ کی مثل بننا	۸۶۴	کرامت
"	سماع و وجد	"	وجد کروانا
۸۶۳	اشعار خوانی	"	وفات کے بعد کرامات
"	علیہ و لباس	"	اپنی حالت کی خبر دینا
۸۶۴	نزاکتِ طبع	"	حضرت نوشہ صاحب کی معیت
"	شطرنج کا شوق	۸۶۵	روحانی زندگی
"	مسئلہ اباحتِ شطرنج	"	نماز کی تلقین کرنا
۸۶۵	کرامات	"	مکتوب
۸۹۰	دولت مندی کی دعا	۸۶۶	صبح مہر
"	لڑکے کی بشارت دینا	"	اولاد
"	سفید رنگ کا لڑکا پیدا ہونا	"	یارانِ طریقت
"	مذبح چڑیوں کا زندہ ہو جانا	"	تاریخِ وفات
۸۹۱	کشفِ عطا کرنا	۸۶۸	مرثیہ و تاریخ
"	لطافتِ قلوبِ ذاکر کر دینا	۸۶۹	قطرہ تاریخ
"	آسیب دور کرنا	"	○ سید حافظ روح اللہ
۸۹۲	دستِ غیب	۸۷۰	تاریخِ ولادت
"	دور پیہ روزینہ جاری کرنا	"	سنتِ حقیقہ
"	چور کا پکڑا جانا	"	تربیت و تعلیم
۸۹۵	ظنون	۸۷۰	بیعتِ طریقت
"	فضیلت	"	فیضِ باطنی کا حصول
"	اولاد	۸۸۱	عطا تے خلافت
۸۹۳	یارانِ طریقت	"	چلہ نشینی

۸۹۹	برکت والا روپیہ دینا	۸۹۳	تبرکات
"	فصل میں برکت ہونا	"	واقعات
"	چوروں کا پتہ دینا	"	تاریخ وفات
۹۰۰	چوروں سے آگاہ کرنا	"	قطعہ تاریخ
"	مقدمہ سے رہا کروانا	۸۹۴	○ سید فاضل شاہ
"	مرید کی تکلیف کو خود برداشت کرنا	"	تاریخ ولادت
"	مارگزیدہ کا شفا پانا	۸۹۵	تسلیم
۹۰۱	بخار کا قدر ہونا	"	اوراد و وظائف
"	سرخس پیل کارام ہونا	"	اخلاق و عادات
"	فوری طور پر بارشس ہونا	"	غریب پروری
"	بندگوں کی زیارت کروانا	"	توکل علی اللہ
۰۲	خانہ کا پکڑا جانا	۸۹۶	حفظ مراتب کی تکمیل
"	برادر زادہ کو دعائے خیر	"	آداب شناسی
"	ملفوظات	"	عکس حافظ صاحب
۳	اولاد	"	سماع و وجد
"	یارانِ طریقت	۸۹۷	مغنیہ کی آواز سے وجد
"	تبرکات	"	سوز عشق
"	تاریخ وفات	"	اشعار خوانی
"	○ حضرت سید عابد محمد شاہ نیک اختر	۸۹۸	علیہ اقدس
"	تاریخ ولادت	۸۹۸	علیہ زمین
"	اخلاق و عادات	"	کرامات
"	اوراد و اذکار	"	ایک وقتوں میں دو جگہ پر موجود ہونا
"	لواد	۸۹۹	روزینہ غیب جباری کرنا

۹۱۱	بزرگوں کی زیارتیں	۹۰۶	یارانِ طریقت
۹۱۲	احسان مندی	"	تاریخِ وفات
"	کتابوں سے دل چسپی	"	○ صاحبزادہ احمد علیؒ
"	اذان کا شوق	"	○ صاحبزادہ مبارک علیؒ
۹۱۳	کانگریس کی مخالفت	"	○ سید حافظ اکبر علیؒ
"	جلد سیانکوٹ میں شمولیت	"	تاریخِ ولادت
۹۱۴	کلام کی خوبیاں	۹۰۷	تربیت و تعلیم
۹۱۵	حاضر جوابیاں	"	معمولات
۹۱۶	اشعارِ خوانی	"	اخلاق و عادات
۹۱۸	طریقہ اخراج اسم محمد	"	تاثیر و ذوق
"	حلیہ و لباس	"	تاریخِ گوئی
"	کرامات	۹۰۸	لفظ
"	اولاد پیدا ہونے کی دعا	"	یارِ طریقت
"	اپنی وفات کی خبر دینا	"	تاریخِ وفات
۹۱۹	وفات کے بعد کرامات	"	قطع تاریخ
"	مثالی صورت میں ملنا	۹۰۹	○ سید شیر علیؒ
۹۲۰	عشق و محبت کی تکمیل	"	تاریخِ ولادت
"	شعر سنانا	"	تعلیم
"	ناز کی ترغیب	"	مشاعرہ کا شوق
"	مکالمات	۹۰۹	معمولات
۹۲۰	شیخ فیض احمد سلیمانی سے گفتگو	۹۱۰	ختم شریف پڑھنا
۹۲۱	پیر محمد شاہ رن ملوی سے گفتگو	۹۱۱	قدم مبارک نبوی کا احترام
"	سید واصل حق لاہوری سے گفتگو	"	اخلاق و عادات

۹۲۰	زوجہ بہاول ملاح سے گفتگو	۹۲۱	سید پیر عالم رسول نگری سے گفتگو
"	ڈڑوہ والوں سے گفتگو	"	سید پیر ولی لاہوری سے گفتگو
"	شعر گوئی	۹۲۲	صاحبزادہ سلیم لاہوری سے گفتگو
"	ملفوظات	"	مولف سے گفتگو
۹۲۱	اولاد	"	سید علی احمد ہاشمی سے گفتگو
۹۲۲	یارانِ طریقت	۹۲۳	صاحبزادہ محمد امین نوشہروی سے گفتگو
"	تبرکات	"	سید فضل شاہ جلاپوری سے گفتگو
"	واقعات	۹۲۴	سید ذاکر حسین شیر گڑھی سے گفتگو
"	تاریخ وفات	"	مولوی عبدالحق چشتی سے گفتگو
"	○ سید عالم شاہ	۹۲۵	مولوی محمد صدیق وہابی سے گفتگو
"	تاریخ ولادت	"	پیر اسماعیل شاہ نقشبندی سے گفتگو
"	تعلیم	۹۲۶	قاضی قطبی ملتان سے گفتگو
۹۲۷	اخلاق و عادات	"	مولوی ہیلانی سے گفتگو
"	مولف کے ساتھ محبت	۹۲۷	مولوی جو کالوی سے گفتگو
"	رقتِ قلب	"	ایک ملا سے گفتگو
"	والدہ صاحبہ کا ادب	"	سائیں عید سے شاہ سے گفتگو
"	اشعارِ خوانی	۹۲۸	حکیم محمد حیات سے گفتگو
۹۲۵	کرامت	"	بابا علی ڈرائیج سے گفتگو
"	سلامتی کی دعا	"	چودھری غلام قادر زیلدار سے گفتگو
"	کتوب	۹۲۹	ہمدوست والوں سے گفتگو
۹۲۶	ملفوظات	۹۲۹	فضلا شیخ پوری سے گفتگو
۹۲۷	اولاد	"	بخت باقرہ سے گفتگو
"	یارانِ طریقت	"	شاہی مسجد والوں سے گفتگو

۹۲۲	○ صاحبزادہ ظہور ولیؒ لاہوری	۹۲۷	تاریخ وفات
"	○ صاحبزادہ رشید حقؒ لاہوری	"	○ سید عبدالحق لاہوریؒ
"	○ صاحبزادہ رشید احمدؒ لاہوری	۹۲۸	تاریخ ولادت
"	○ صاحبزادہ جمال الدین دھیر کے والدؒ	"	تعلیم و تربیت
"	○ سید سلطان محمودؒ دھیر کے والدؒ	"	ملازمت و معاشرت
۹۲۳	فیضان	"	لاہور میں رہائش
"	اولاد	"	مہمان نوازی
۹۲۵	تاریخ وفات	"	شاعری
"	○ سید سلطان احمد دھیر کے والدؒ	۹۲۹	حلیہ
"	واقعہ ولادت	"	مفہوم
"	کتاب خوانی	"	اولاد
۹۲۶	زندہ دلی	۹۳۰	یارانِ طریقت
"	کرامات	۹۳۱	تاریخ وفات
"	سانپ پکڑ لینا	"	○ سید بہاول الحق لاہوریؒ
"	ایک لڑکی کا مرجانا	"	تاریخ ولادت
۹۲۷	زلزلہ سے محفوظ رہنا	"	لاہور میں جانا
"	بیویاں	"	اولاد
"	اولاد	۹۳۲	تاریخ وفات
۹۲۸	تاریخ وفات	"	○ سید محبوب حقؒ
"	○ سید فیض احمد بن غلام حسنؒ	"	تاریخ ولادت
۹۲۹	○ صاحبزادہ فضل حسین چنبلیؒ	۹۳۳	پیر کی محبت
"	○ سید محمد حیات چنبلیؒ	"	تاریخ وفات
۹۳۰	تاریخ ولادت	"	○ صاحبزادہ نور ولی لاہوریؒ

۹۵۷	○ صاحبزادہ نجت حیات چنبلی	۹۳۹	موسیقی کا شوق
"	○ صاحبزادہ نور الہی بن غلام علی	"	اولاد
"	○ صاحبزادہ محمد علی بن غلام علی	"	تاریخ وفات
"	تاریخ ولادت	"	○ سید کریم حیات چنبلی
"	تاریخ وفات	"	تاریخ ولادت
۹۵۸	○ سید نواب علی مجذوب رسولنگری	"	تعلیم
"	تاریخ ولادت	"	پندرہ شیشی
"	مجزوب ہونا	۹۵۰	اوراد و اذکار
"	مستی میں امیری	"	اخلاق و عادات
"	گالیاں دینا	"	درویشوں کی خدمت
"	غیر مفہوم الفاظ	"	اشعار خوانی
۹۵۹	اچھے کا نام	۹۵۱	کرامت
"	یارِ طریقت	"	منکروں کا آسیب زدہ ہونا
"	تاریخ وفات	"	عملیات
"	○ صاحبزادہ نشان علی رسولنگری	"	شعر گوئی
"	○ سید محبوب علی رسولنگری	"	صفت روح حضرت نوش صاحب
"	نام و لقب	۹۵۲	روح حضرت نوش گلچنبلی
"	تعلیم	۹۵۳	شہرہ شریعت قادری نوشاہی
۹۶۰	کرامت	۹۵۵	دستخط
"	وفات سے پہلے اپنی تاریخ بنانا	"	اولاد
۹۶۰	شعر گوئی	۹۵۶	پارہانِ طریقت
"	غزل	"	واقعات و وفات
۹۶۱	دستخط	۹۵۷	تاریخ وفات

۹۹۶	اولاد	۹۹۱	ایضہ کا نام
۹۹۵	واقعوں و وفات	"	یارانِ طریقت
"	تاریخ وفات	"	تاریخ وفات
"	○ سید امام الدین پانڈو کے والد	"	تاریخی شعر
"	تعلیم	"	○ صاحبزادہ مراد علی رسول بگٹی
۹۹۹	اولاد	۹۹۲	نام و لقب
"	تاریخ وفات	"	تاریخ ولادت
"	○ سید رحیم اللہ پانڈو کی والد	"	تولد نامہ
"	اخلاق	۹۹۳	تاریخ وفات
"	اوراد و وظائف	۹۹۴	○ سید چراغ علی رسول بگٹی
"	اولاد	"	تاریخ ولادت
۹۹۰	تاریخ وفات	"	اخلاق
"	○ سید کریم اللہ	"	اولاد
"	تعلیم	۹۹۵	یارانِ طریقت
"	اخلاق و عبادات	"	تاریخ وفات
۹۹۱	اشعار خوانی	۹۹۶	باب دہم
۹۹۳	اولاد	"	○ سید غلام رسول
۹۹۳	تاریخ وفات	"	تاریخ ولادت
"	○ سید حبیب اللہ	"	تعلیم
"	تعلیم	"	اوراد و وظائف
"	حصولِ فیض	۹۹۷	اخلاق و عبادات
۹۹۵	اخلاقِ کریمانہ	۹۹۸	پیر صاحب کی زیارات
"	اشعار خوانی	"	وفات کے بعد کرامت

۹۸	تاریخ وفات	۹۷۵	کرامت
"	○ سید سراج الدین شہید پانڈو کے والد	"	ایک مخالف کو سزا ملنا
"	تاریخ ولادت	"	اولاد
"	شادی	۹۷۶	یارانِ طریقت
۹۹	واقعہ شہادت	"	تاریخ وفات
"	تاریخ شہادت	"	○ سید بدوح شاہ پانڈو کی والد
"	○ سید جلال الدین پانڈو کے والد	"	نام و لقب
۹۸۱	تاریخ ولادت	۹۷۷	تاریخ ولادت
"	اخلاق و عادات	"	عبادت
"	بزرگوں سے عقیدت	"	اخلاقِ حمیدہ
"	جنوں کا نظارہ کرنا	"	جنت اور دوزخ کا مشاہدہ
"	کرامات	"	سماع اشعار
"	چوری شدہ مال کا بل جانا	"	معروض شدن رانجنا بندت باناس
۹۸۲	مقدمہ سے بری کروانا	۹۷۸	کرامات
"	تعمد ہی کی دعا	"	رقیوں کا مطیع ہونا
"	مخالفوں کا سزا پانا	"	ایک درویش کو عورتوں کے شر سے بچانا
"	گائے کا آپ کی مدد کرنا	"	ایک مخالف کو چھٹی پڑنا
"	ایک بے ادب کو کیرے پڑنا	"	ایک نقصان کرنے والے کا سزا پانا
"	بیویاں	۹۷۹	ایک منکر کو کیرے پڑنا
۹۸۳	اولاد	"	ایک موذی کا سبوتاگ کرنا
۹۸۴	تاریخ وفات	"	بیویاں
"	○ سید نور الدین پانڈو کے والد	"	اولاد
"	تاریخ ولادت	"	یارانِ طریقت

۹۸۹	سعدی	۹۸۳	والدین کی اطاعت
"	منامن	"	تاریخ وفات
۹۹۰	نعت شریف	"	○ سید کریم الہی پانڈو کی والدہ
۹۹۱	کافی	۹۸۵	تاریخ ولادت
"	دستخط	۹۸۵	قطرہ تاریخ
"	مفروض	"	اخلاق و عادات
۹۹۲	بیویاں	"	اولاد
"	اولاد	۹۸۶	تاریخ وفات
۹۹۳	یارانِ طریقت	"	○ صاحبزادہ محمد حسین پانڈو کی والدہ
۹۹۳	تاریخ وفات	"	○ صاحبزادہ نبی بخش
"	○ سید ولی محمد چک جانی والدہ	"	تاریخ ولادت
"	اولاد	"	تاریخ وفات
"	تاریخ وفات	۹۸۷	○ سید بوٹے شاہ بن عمر بخش
۹۹۵	○ صاحبزادہ نذر محمد شیخ علی پوری	"	واقعہ اور تاریخ ولادت
"	تاریخ ولادت	"	تعلیم
"	تاریخ وفات	"	اوراد و عبادات
"	○ صاحبزادہ فضل حسین شیخ علی پوری	۹۸۸	اخلاق و عادات
"	اہلیہ کا نام	"	موسیقی کا شوق
"	تاریخ وفات	"	مولف کے حق میں دُعا
"	مصرعہ تاریخ	"	کرامت
"	○ صاحبزادہ سید احمد شیخ علی پوری	۹۸۹	ایک آدمی کو پابند کرنا
۹۹۶	○ صاحبزادہ فیض احمد شیخ علی پوری	"	بچوں کا محفوظ رہنا
"	○ سید علی احمد بڑھن والدہ	"	اشعار خوانی

۱۰۰۰	کرامت	۹۹۶	اولاد
"	ایک گستاخ کو سزا	"	مدفن
۱۰۰۱	بیویاں	"	○ پیر سید احمد بڑھن والہ
"	اولاد	"	کرامات
۱۰۰۲	یارانِ طریقت	"	باپ بیٹے کا مقابلہ
"	تاریخ وفات	۹۹۷	گرم دیگ میں ہاتھ ڈالنا
"	○ صاحبزادہ محمد الدین	"	تکلیف دینے والے کو سزا
"	تاریخ ولادت	"	زبان کا فرمودہ پورا ہونا
"	عادات و اطوار	۹۹۸	بیویاں
۱۰۰۲	بیویاں	"	تاریخ وفات
۱۰۰۳	تاریخ وفات	"	○ سید نور عالم بڑھن والہ
"	○ سید محمد اشرف دحل والہ	"	تاریخ ولادت
"	تاریخ ولادت	"	بیویاں
"	قطعہ تاریخ	"	اولاد
۱۰۰۵	تعلیم	۹۹۹	تاریخ وفات
"	تاریخ وفات	"	○ سید شیر عالم بڑھن والہ
"	قطعہ تاریخ	"	کاروبار
"	○ صاحبزادہ محمد اسلم قر دحل والہ	"	اولاد
"	تاریخ ولادت	۱۰۰۰	تاریخ وفات
"	تعلیم و اخلاق	"	○ صاحبزادہ الدین بڑھن والہ
۱۰۰۶	شعر گوئی	"	○ سید محمد عالم بڑھن والہ
"	غزل	"	تاریخ ولادت
"	شادی	"	اخلاق و عادات

۱۰۱۷	شاہجہاں	۱۰۰۶	تاریخ وفات
"	علیہ و بیاس	"	○ صاحبزادہ محمد اکرم دُعلی والدہ
۱۰۱۳	کرامات	۱۰۰۶	○ صاحبزادہ ریاض حسین دُعلی والدہ
"	پیار نیچے کاشغاپانا	"	○ صاحبزادہ تصدق حسین دُعلی والدہ
"	تصانیف	"	○ صاحبزادہ ارشاد حسین دُعلی والدہ
۱۰۱۴	مکتوب	"	○ سید کریم الہی
۱۰۱۶	ملفوظ	۱۰۰۸	تاریخ ولادت
"	تعریف	"	تعلیم
"	بیویاں	"	چند نشینی
"	اولاد	"	زیارت نبوی
۱۰۱۸	یارانِ طریقت	۱۰۰۸	سکونت
۱۰۱۹	تبرکات	۱۰۰۹	اورادہ و وظائف
"	تاریخ وفات	۱۰۱۰	پابندی شریعت
"	○ سید نور الہی بن فاضل شاہ	"	موت سے محبت
"	تاریخ ولادت	"	اخلاق و عادات
"	تعلیم	۱۰۱۱	صدقہ و خیرات
۱۰۲۰	منظوری کا نشان	"	سماع و وجد
"	انلاق و ولادت	"	اشعار خوانی
"	زیاراتِ بزرگان	"	سعدی
۱۰۲۱	سیر و سیاحت	"	حافظ
"	صدقہ و خیرات	۱۰۱۲	جامی
"	فیضانِ کاندھور	"	رومی
"	اشعار خوانی	"	حسین

۱۰۲۱	سجادت	۱۰۲۲	اولاد
"	حُسن پسندی	۱۰۲۳	یارانِ طریقت
"	خوش طبعی	۱۰۲۴	تاریخ وفات
۱۰۳۰	درگاہِ نوشاہِ عالیجاہ کی تعمیرِ خدمت	"	○ سید غلام احمد کتابت
"	مولف سے محبت	"	تاریخ ولادت
"	مولف کے فرزندوں پر شفقت	"	تقسیم
"	اشعارِ خوانی	"	خوشنویسی
۱۰۳۱	کرامت	۱۰۲۵	وزیر آباد میں کتابت
"	کھیت سیراب ہونے کی خبر دینا	"	جنگ میں کتابت
"	علیات	"	قادیان میں کتابت
"	انظر کے واسطے	۱۰۲۶	جلال پور جٹاں میں کتابت
"	حُب کے واسطے	"	لاہور میں کتابت
۱۰۳۲	تفسیر حکام کے واسطے	"	احمد آباد میں کتابت
"	بواسیر کے واسطے	۱۰۲۷	شریعت کی پابندی
"	نائدہ	"	سیدہ تعلیسی سے انکار
"	تصانیف	۱۰۲۸	معمولات
۱۰۳۳	مکتوب	"	اوراد و وظائف
۱۰۳۴	بیویاں	۱۰۲۸	نائدہ
"	اولاد	"	زیارت نبوی
۱۰۳۶	یارانِ طریقت	"	زیارتِ خورشید
"	واقف و وفات	"	اخلاق و عادات
۱۰۳۷	تاریخ وفات	۱۰۲۹	بزرگوں کی خدمات
"	○ حاجزادہ فیض احمد بن فاضل شاہ	"	اعراس میں شمولیت

۱۰۴۵	تاریخ وفات	۱۰۳۸	○ صاحبزادہ سردار عالم بن محمد شاہ
۱۰۴۶	○ صاحبزادہ افتخار احمد لاہوری	"	تائیدہ
"	○ سید سردار عالم دہیر کے والد	"	○ مولانا سید غلام مصطفیٰ دام برکات
"	بیویاں	"	اصناف جمیلہ
"	تاریخ وفات	۱۰۳۹	تاریخ ولادت
"	○ صاحبزادہ شاہ ولی دہیر کے والد	"	تعلیم
۱۰۴۷	○ صاحبزادہ پیر محمد چنبلی	"	فضل و کمال
"	○ صاحبزادہ نذیر حسین چنبلی	"	اولاد
"	تاریخ ولادت	"	یارانِ طریقت
"	تاریخ وفات	۱۰۴۰	مدحیات
"	○ صاحبزادہ اکبر علی چنبلی	۱۰۴۳	اخلاقت قبلہ
"	تاریخ ولادت	"	○ صاحبزادہ مشتاق علی
"	تاریخ وفات	۱۰۴۴	تاریخ ولادت
۱۰۴۸	○ صاحبزادہ خضر حیات چنبلی	"	قطعہ تاریخ
"	تاریخ ولادت	"	تعلیم
"	تاریخ وفات	"	تاریخ وفات
۱۰۴۹	باب یازدہم	۱۰۴۴	○ صاحبزادہ اشتیاق علی
"	○ صاحبزادہ غلام محمد بن غلام رسول	"	تاریخ ولادت
"	○ سید ممتاز دین پانڈو کے والد	۱۰۴۵	قطعہ تاریخ
"	اخلاق و عادات	"	تاریخ وفات
"	اولاد	"	قطعہ تاریخ
۱۰۵۰	تاریخ وفات	۱۰۴۵	○ صاحبزادہ ریاض احمد لاہوری
"	○ صاحبزادہ فقیر اللہ بن کریم اللہ	"	تاریخ ولادت

۱۰۵۳	تاریخ ولادت	۱۰۵۰	○ صاحبزادہ کرم الہی بن کریم اللہ
"	تعلیم	"	○ سید میراں بخش بن کریم اللہ
۱۰۵۵	ملازمت	"	تعلیم
"	تاریخ وفات	۱۰۵۱	اخلاق
"	○ صاحبزادہ عزیز احمد بن کرم الہی	"	معمولات
"	تاریخ ولادت	"	اولاد
"	تعلیم	"	واقف و وفات
"	صورت و سیرت	"	تاریخ وفات
۱۰۵۶	تاریخ وفات	۱۰۵۲	○ صاحبزادہ برکت علی بن حبیب اللہ
"	○ صاحبزادہ نذر محمد بن نور الہی	"	تاریخ وفات
"	تاریخ ولادت	"	○ صاحبزادہ عمر حیات بن حبیب اللہ
"	فراست	"	○ صاحبزادہ محمد حیات بن حبیب اللہ
"	کرامت	"	○ صاحبزادہ محمد حیات پانڈو کے والد
"	ایک ایذا دینے والے کا بیمار ہو جانا	۱۰۵۳	تاریخ ولادت
۱۰۵۷	تاریخ وفات	"	تاریخ وفات
"	○ صاحبزادہ نذیر محمد بن نور الہی	"	○ صاحبزادہ منظور حسن بن بوٹے شاہ
"	تاریخ ولادت	"	○ صاحبزادہ محمد عالم چک جانی والد
"	تعلیم	"	اولاد
"	تاریخ وفات	۱۰۵۳	تاریخ وفات
"	○ صاحبزادہ وزیر محمد اکبر بن نور الہی	"	○ صاحبزادہ منظور حسین بڑھن والد
"	تاریخ ولادت	"	تاریخ ولادت
۱۰۵۸	تاریخ وفات	۱۰۵۴	شادی
"	○ صاحبزادہ خلیل احمد بن غلام احمد	"	○ صاحبزادہ صوبے شاہ بن کرم الہی

۱۰۵۱	التجاہد و گناہ نبوی	۱۰۵۸	تاریخ ولادت
۱۰۵۲	زیارات بزرگان	"	تاریخ وفات
"	زیارات منارات اویا اللہ	۱۰۵۹	○ صاحبزادہ سید بشیر احمد بشارت
۱۰۵۳	اخلاق و عادات	"	نام و لقب
"	طیب الکلام ہونا	"	تاریخ ولادت
۱۰۵۴	پہینہ نگاری	"	قطر تاریخ
"	نظافت پسندی	۱۰۶۰	مادہ ہائے تاریخ
"	مہاں فوازی	"	تربیت
"	مقبولیت عامہ	۱۰۶۱	تعلیم ظاہری
"	سماوات	"	فن کتابت
۱۰۵۵	بزرگوں کا احترام	"	بیعت و خلافت
"	بچوں پر شفقت	۱۰۶۲	معمولات
۱۰۵۶	عقلی فیضان	"	ہر روزہ و وظائف
"	علا سے محبت	۱۰۶۳	گاہ بگاہ و وظائف
"	وردیشوں کی محبت	"	سلسلہ شریف
۱۰۵۷	خانگی کاروبار	۱۰۶۴	تلاوت قرآن مجید
"	تحمل	۱۰۶۵	حفظ سورتہائے قرآن
"	انکسار	"	قرآن مجید سے تعشق
۱۰۵۸	صبر و شکر	"	وظائف پر مواعظت
"	تکرر بر قدم	"	اسم شریف اللہ الصمد کا فیضان
"	اہل دنیا سے اجتناب	۱۰۶۶	بزرگوں کو ایصالِ ثواب کرنا
۱۰۵۹	درگاہ نوشاہیہ سے عقیدت	۱۰۶۰	ختم شریف
۱۰۶۰	قرآن مجید کا احترام	"	مناجات

۱۰۹۲	سید سکینہ بیگم کے خواب	۱۰۶۴	شرعیہ التواریخ کی تالیف میں امداد
۱۰۹۳	حکیم مظفر حسین کے خواب	"	قطعات نویسی
۱۰۹۴	سید ریاض الحسن کے خواب	۱۰۸۰	مطالعہ کتب
۱۰۹۵	سیدہ صدیقہ الکبریٰ کے خواب	"	کتب تفسیر میں سے
۱۰۹۶	سیدہ فہمیدہ خانم کا خواب	"	تراجم قرآن مجید میں سے
"	سیدہ زکیہ بیگم کے خواب	۱۰۸۱	کتب علم حدیث میں سے
۱۰۹۷	سیدہ حفیظہ خانم کا خواب	"	کتب فقہ میں سے
۱۰۹۸	سیدہ قدوس اختر کا خواب	۱۰۸۲	کتب لغت میں سے
"	سیدہ رضا اللہ کے خواب	"	کتب سیرت و تاریخ میں سے
۱۰۹۹	سیدہ خیر حیات کا خواب	۱۰۸۳	کتب تصوف و اخلاص میں سے
"	سیدہ زبیدہ بیگم کے خواب	۱۰۸۴	حلیہ
۱۱۰۰	میاں خدا بخش کا خواب	"	باس
"	سیدہ رسول شاہ کا خواب	۱۰۸۵	فضائل
۱۱۰۱	غلام رسول تارڑ کا خواب	۱۰۸۶	خوارق و کرامات
"	احمد الدین تارڑ کا خواب	"	اجابت دعا
"	نسیم اختر دختر سلطان احمد کا خواب	"	قفل کا خود بخود کھل جانا
۱۱۰۲	رابعہ کا خواب	۱۰۸۷	وفات کے بعد خواب میں ملنا
"	عزیز بیگم کا خواب	"	سید غلام مصطفیٰ صاحب کے خواب
"	علیات	۱۰۸۸	سید شرافت کو ملنا
۱۱۰۳	محبت کے واسطے	۱۰۸۹	سیدہ نذیر بیگم کے خواب
۱۱۰۴	سندہ	"	سیدہ رضیہ بیگم کے خواب
"	نامہ دی کے واسطے	۱۰۹۰	سیدہ صفیر بیگم کے خواب
۱۱۰۵	امراض لاعلاج کے واسطے	۱۰۹۱	سیدہ رشیدہ بیگم کے خواب

۱۱۱۹	یارانِ طریقت	۱۱۰۵	تالیفات
۱۱۲۰	تبرکات	"	قطعه تاریخ کتاب از شرافت
"	مدحیات	۱۱۰۶	شعر گوئی
"	قصیدہ از طور صاحب	"	مدح سخی شاہ سلیمان
۱۱۲۲	تعریف از شاہِ درضا	۱۱۰۷	کتوبات
"	واقعه وفات	"	کتوب واسع الشفیعین
۱۱۲۳	آخری ایام	۱۱۰۸	تجویز ترتب
۱۱۲۹	تجہیز و تکفین	۱۱۰۹	دستخط
۱۱۳۰	نماز جنازہ	"	ملفوظات
"	تاریخ وفات	۱۱۱۰	معترفین کمالات
"	مدفن	۱۱۱۲	بیویاں
"	مرثیہ - نوحہ غم از گوہر نوشاہی	"	اولاد
۱۱۳۱	قطعه تاریخ از مولف	۱۱۱۳	صاحبزادہ سید قدوس اختر
۱۱۳۳	صدائے غم از نصرت نوشاہی	"	قطعه تاریخ ولادت
۱۱۳۴	مادہ نائے تاریخ	"	تہنیت نامہ از طور صاحب
۱۱۳۹	طبقة سوم - نوشاہیہ ہاشمیہ	۱۱۱۵	صاحبزادہ سید رضا اللہ شاہ
۱۱۴۱	باب اول	"	قطعه تاریخ ولادت
"	○ حضرت نوشہ گنج بخش	"	مبارک باد و تاریخ
"	اوصافِ جمیلہ	۱۱۱۶	○ صاحبزادہ سید افضل السبطین شاہ
"	تاریخ ولادت	"	تاریخ ولادت
۱۱۴۲	ذدہ لاجت تاریخ	۱۱۱۸	قطعه تاریخ
"	جاگیر درگاہ شریف	"	شاگردانِ رشید
			اجاب بنام

۱۱۶۴	ایک درویش کو مستفیض کرنا	۱۱۴۳	کرامات
"	کشتی طور پر ایک واقعہ سے آگاہ ہونا	"	مردہ جنین کا زندہ ہونا
۱۱۶۵	ایک فقیر کا دل مسخر کرنا	۱۱۴۴	ایک مجذوم کا تندرست ہونا
"	ایک ظالم کا سزا پانا	"	غزل مناجات
۱۱۶۶	ایک مغرور کو سرزنش کرنا	۱۱۴۵	منظومات
"	ایک مخلوج کا تندرست ہو جانا	۱۱۵۵	اولادِ کرام
"	مکتوبات	"	یارانِ طریقت
"	مکتوبِ اول	۱۱۵۶	بہترِ امرا
۱۱۶۷	مکتوبِ دوم	۱۱۵۸	مدحیات
"	مکتوبِ سوم	۱۱۵۸	قصیدہ از طور صاحب
"	مکتوبِ چہارم	۱۱۵۹	تاریخ وفات
۱۱۶۹	سبحِ نمر	۱۱۶۰	باب دوم
"	بیویاں	"	○ سید محمد ہاشم دریادل
"	اولاد	"	اوصافِ جمیلہ
"	یارانِ طریقت	"	تربیت
۱۱۶۰	مدحیات	۱۱۶۱	تحصیلِ علوم
۱۱۶۱	تاریخ وفات	"	مطالعہ کاشوق
۱۱۶۲	باب سوم	"	اخلاق و عادات
"	○ سید فضل اللہ معصوم	"	نائدہ
"	○ سید غلٹ اللہ اکمل	"	محبت فی اللہ
"	تاریخ ولادت	"	تولیت درگاہ شریف
۱۱۶۳	کثرتِ فیضان	۱۱۶۳	علیہ و باس
"	انتقالِ پُرلال	۱۱۶۴	خوارق و کرامات

۱۱۸۵	سخاوت	۱۱۶۳	تاریخ ولادت
"	فقیروں سے ملاقات	"	○ سید محمد سعید دُولا
"	غازی قلندر دمڑی والا سے ملاقات	"	اوصافِ جلیلہ
۱۱۸۶	غلبہ وجد	۱۱۶۴	تاریخ ولادت
"	عملیات	"	تعلیم
"	تسخیرِ محبوب کے واسطے	"	جد بزرگوار کا نگہبانی کرنا
"	ملفوظ	"	بیعتِ طریقت
"	اولاد	۱۱۶۶	عروج و اقبال
۱۱۸۶	یارانِ طریقت	"	پاکی نشینی
"	مدحیات	۱۱۶۶	نشست گاہیں
"	اول از مرزا احمد بیگ لاہوری	"	دہلی کی سیر
"	دوم از مولانا سعد اوقت کنجاہی	"	سماع اور وجد
۱۱۸۸	سوم از مولانا پیر کمال لاہوری	۱۱۶۸	جاگیر متعلقہ درگاہِ نوشاہیہ کو اپنے نام مقرر کروانا
"	چہارم از مرید	"	فرمانِ اول
۱۱۸۹	تاریخ وفات	"	فرمانِ دوم
"	قطعہ تاریخ	۱۱۸۰	جاگیر قبضہ
"	مادہ ہائے تاریخ	۱۱۸۱	اقرار نامہ سید محمد سعید
۱۱۹۰	باب چہارم	"	جاگیر کا نصفانصاف ہونا
"	○ سید ہیبت شاہ شہید	۱۱۸۲	حکم نامہ
"	تعلیم	۱۱۸۳	اتباء
"	سبع مہر	۱۱۸۴	اخلاق و عادات
"	واقعہ شہادت	"	نگر شریف
۱۱۹۱	کرامت	"	

۱۱۹۷	فیضان کا ظہور	۱۱۹۱	قاتلوں کا سزایاب ہونا
"	اولاد	"	تاریخ شہادت
"	مدفن	"	چوڑہ ہیبت شاہ
"	○ سید سلطان محمد	"	مرثیہ و تاریخ از صداقت کنجاہی
۱۱۹۸	تاریخ ولادت	۱۱۹۳	○ سید براہم شاہ
"	اخلاق	"	بیعت و خلافت
"	مقام صمدیت	"	جذبہ و سلوک
"	تحریر کتب	"	اوراد و اذکار
"	اولاد	"	کرامات
"	مدفن	"	برکات شریفین
۱۱۹۹	باب پنجم	"	کشف احوال
"	○ سید عزیز اللہ	"	اولاد
"	اوراد و وظائف	۱۱۹۴	یارِ طریقت
"	باس	"	تاریخ وفات
"	کرامات	"	○ سید عبدالرسول
"	طعام میں برکت	"	بیعت طریقت
"	وجہ کروانا	"	اخلاق
"	دریا کو دور ہٹانا	۱۱۹۵	اخراجاتِ سنگ
۱۲۰۰	اولاد	"	کرامت
"	تاریخ وفات	"	موشیوں کا کھل جانا
"	○ سید خان مکٹ	"	اولاد
"	اولاد	۱۱۹۶	مدفن
"	تاریخ وفات	۱۱۹۷	○ سید فقیر اللہ

۱۲۰۶	○ سید سجان علی حویلی والد	۱۲۰۱	○ سید شاموں شاہ چک ساہوہ والد
"	علم و فضل	"	چک ساہوہ میں ورود
"	حویلی آباد کرنا	۱۲۰۲	اولاد
۱۲۰۷	بیٹے کا غم	۱۲۰۲	○ سید الہی بخش بن عبدالرسول
"	اولاد	"	بہادری و شجاعت
"	تاریخ وفات	"	کرامت
"	○ سید نور علی سوال والد	"	تاثیر زبان
۱۲۰۸	فوجی ملازمت	۱۲۰۳	اولاد
"	چلہ نشینی	"	تاریخ وفات
"	پھاڑ جانے کا حکم	"	○ سید فتح الدین مندراں والد
"	مطالعہ کتب	۱۲۰۳	مندراں والا میں ورود
"	نشست گاہیں	"	اولاد
۱۲۰۹	باس	"	مدفن
"	کرامات	۱۲۰۵	باب ششم
"	کشفی نگاہ	"	○ سید قدم الدین
"	ایک شخص کو لمحہ میں گھر پہنچانا	"	اورادو و ظائف
۱۲۱۰	سوال کو آباد کرنا	"	مفلوج ہونا
"	ایک شخص کو گاؤں کا مالک بنانا	"	کرامات
"	سورج کو چھپا دینا	"	بیٹا ہونے کی دعا
۱۲۱۱	سنہری چھڑی کی دعا دینا	"	ایک مرید کو مالک بنانا
"	شامان مغلیہ کے خزانہ کی حفاظت	۱۲۰۶	اولاد
۱۲۱۲	نگاہِ جلالیت کا اثر	"	یارانِ طریقت
"	ایک بچے کو آگ سے سلامت نکالنا	"	تاریخ وفات

۱۲۱۸	مرشد کی تلاش	۱۲۱۲	فائدہ
۱۲۱۹	بیعت و خلافت	"	اولاد
"	تیکہ کی تعمیر	"	یارانِ طریقت
۱۲۲۰	کرامات	"	تاریخِ وفات
۱۲۲۰	بھنگ کا دودھ بن جانا	۱۲۱۳	○ سید حسن محمد بن خان ملک
۱۲۲۱	ایک شخص کو گناہ سے بچانا	"	اولاد
"	ایک بدن کو جذام ہو جانا	"	تاریخِ وفات
"	ایک بے ادب کا لنگڑا ہونا	۱۲۱۴	○ سید محمد بخش بن محمد جعفر
"	ایک مخالف کی گھوڑی کا چوری ہو جانا	"	اولاد
"	نوشہروی سجادہ نشین کا سزا پانا	"	○ سید لطف الدین بن شاموں شاہ
۱۲۲۲	مفقوظ	"	اولاد
۱۲۲۳	اولاد	۱۲۱۵	تاریخِ وفات
"	یارانِ طریقت	"	○ سید سکندر شاہ چک سادہ والہ
"	تاریخِ وفات	۱۲۱۶	مکتوب
"	○ سید بوٹے شاہ مندران والیہ	"	اولاد
۱۲۲۳	اولاد	۱۲۱۶	تاریخِ وفات
"	○ سید محمد بخش مندران والیہ	"	قطعہ تاریخ
"	کرامات	"	○ سید حیدر شاہ
"	ایک مرید کو اولاد کی دعا	"	قابلیت
۱۲۲۵	گھوڑی مرنے کی خبر دینا	"	اولاد
"	اپنی وفات کی اطلاع دینا	۱۲۱۸	تاریخِ وفات
"	یارانِ طریقت	"	○ سید شیر شاہ
"	○ سید نور حسن سہر والہ	"	واقعہ ولادت

۱۲۲۱	بزرگوں کی زیارت کروانا	۱۲۲۵	شجاعت
"	کرننگ کا سرسبز ہونا	۱۲۲۶	خانہ جنگی
۱۲۲۲	دربیا کو دور ہٹانا	"	گرفناری اور ضمانت
"	ایک مرید کی حالت سلب کرنا	"	مغرور ہونا
"	ایک جلالی فقیر کو شکست دینا	۱۲۲۶	راجہ کا صحت پانا
"	ایک مخالف کا ہلاک ہونا	"	ترضمانت ادا کرنا
۱۲۲۳	اولاد	۱۲۲۶	سہر سلام آباد میں ورود
۱۲۲۳	یارانِ طریقت	"	اولاد
"	تاریخ وفات	۱۲۲۸	مدفن
"	○ سید حافظ قمر الدین پند عزیز والہ	۱۲۲۹	باب ہفتم
"	صفاتِ حمیدہ	"	○ سید سلطان محمود بن قدم الدین
۱۲۲۳	اعضا کا جدا جدا ہونا	"	کرامات
"	اولاد	"	چشمہ نکلا
"	تاریخ وفات	"	ایک شخص کو جاگیر ملنا
"	○ سید نظام الدین	۱۲۳۰	اولاد
"	صفاتِ حمیدہ	"	تاریخ وفات
۱۲۲۵	اوراد و وظائف	"	○ سید عمر بخش بن قدم الدین
"	غیبی علاج	"	اولاد
"	رعب و جلا لیت	"	تاریخ وفات
"	امر بالمعروف	۱۲۳۱	○ سید گوہر شاہ
۱۲۳۶	درگاہِ خوشیہ میں منظوری	"	ذکر اسم ذات
"	علیہ و لباس	"	اشعار خوانی
"	کرامات	"	کرامات

۱۲۳۱	تاریخ وفات	۱۲۳۶	تصرف قوی
"	○ سید غلام محمد راجوری والدہ	"	ایک مخالف کا مطیع ہونا
"	تاریخ ولادت	۱۲۳۷	ایک منکر کا جذامی ہونا
"	تعلیم	"	اولاد
"	اولاد	"	یارانِ طریقت
۱۲۳۲	تاریخ وفات	"	تبرکات
"	○ سید عطر الدین	"	تاریخ وفات
"	رسم ختمہ	۱۲۳۸	○ سید ناصر الدین
۱۲۳۳	وظائف	"	بیویاں
"	کرامت	"	اولاد
"	گاؤں کو حکام کی دستبرد سے بچانا	"	○ سید حسن محمد بلواری
"	موہری کا دم کرنا	"	درگاہِ غوثیہ میں منظوری
۱۲۳۴	اولاد	۱۲۳۹	وفات کے بعد کرامت
"	○ سید کریم بخش	"	وظیفہ بتلانا
"	اولاد	"	اولاد
"	○ سید رحیم بخش	"	○ سید اللہ جوایا راجوری والدہ
"	اولاد	"	علم و فضل
۱۲۳۵	○ سید عالم شاہ چک سادہ والدہ	"	سادات و مشایخ پر احسان
"	دستخط	۱۲۴۰	کرامت
"	اولاد	"	باغ کا ناکارہ ہونا
"	تاریخ وفات	"	معرف کمال
۱۲۳۵	○ سید گلاب شاہ چک سادہ والدہ	۱۲۴۱	اولاد
"	اوصاف پاک	"	یارانِ طریقت

۱۲۵۱	اولاد	۱۲۴۵	اولاد
"	یارانِ طریقت	۱۲۴۶	یارانِ طریقت
"	تاریخِ وفات	"	تاریخِ وفات
۱۲۵۲	○ سید حسین شاہ مندرانوالیہ	"	○ سید اکبر علی شاہ سنگھوٹی والہ
"	یارانِ طریقت	۱۲۴۷	خلوتِ گزینی
۱۲۵۳	○ سید غلام رسول بن مغل	"	سنگھوٹی میں ورود
"	اولاد	"	کتابی شوق
۱۲۵۴	بابِ ہشتم	"	اولاد
۱۲۵۴	○ سید سلطان صوبہ	۱۲۴۷	یارانِ طریقت
"	تاریخِ خندہ	۱۲۴۸	مدح شریف از حکیم نظام الدین لکھالی
"	تاریخِ شادی	"	تاریخِ وفات
"	تاریخِ وفات	۱۲۴۹	○ سید کرم الہی بن حیدر شاہ
"	○ سید سلطان بالآ	"	اخلاق
۱۲۵۵	○ سید سلطان علی	"	اولاد
"	تعلیم و ذکر	"	یارانِ طریقت
"	کرامات	"	○ سید بنے شاہ
"	درخت کے پتوں میں تاثیر	"	تعلیم
"	فسر ز نذیر بن ہونا	"	آدابِ شناسی
"	ایک بدکار عورت کا جذامی ہونا	۱۲۵۰	پیرخانہ کی تعلیم
۱۲۵۶	ایک سپاہی پر تصرف	"	کرامت
"	اولاد	"	پھر کو دفع کرنا
"	یارانِ طریقت	"	مکتوب
۱۲۵۷	تاریخِ وفات	"	بیویاں

۱۲۶۱	آپ کے برکات	۱۲۵۶	○ سید حافظ چسپراغ عالم پند عزیز والدہ
"	جذامیوں کا تندرست ہونا	"	کرامت
۱۲۶۲	ایک بے ادب کا ہلاک ہونا	"	خوف سے بچانا
"	وفات کے بعد کرامت	"	تاریخ شادی
"	وظیفہ بتانا	"	اولاد
"	اولاد	۱۲۵۸	تاریخ وفات
۱۲۶۳	عجیبہ اشعار	"	○ سید وہاب الدین پند عزیز والدہ
"	تاریخ وفات	"	دستخط
۱۲۶۳	○ سید عمر الدین	۱۲۵۸	اولاد
"	اولاد	۱۲۵۹	○ سید سلطان عالم
۱۲۶۳	تاریخ وفات	"	تاریخ ختنہ
"	○ سید گامے شاہ	"	تعلیم
"	تعلیم و عبادت	"	اخلاق و عادات
"	معافی کا مظاہر ہونا	"	کرامت
۱۲۶۵	کرامت	"	ایک شخص کا روزینہ جاری کرنا
"	آگ کا سرد ہونا	"	تاریخ شادی
"	اولاد	۱۲۶۰	اولاد
۱۲۶۶	تبرکات	"	○ سید فضل عالم
"	تاریخ وفات	"	تعلیم
"	○ سید گلاب دین راجوری والدہ	"	عبادات
"	اولاد	۱۲۶۱	وفات کی تلقین
"	بارِ طریقت	"	شعر خوانی
۱۲۶۶	تاریخ وفات	"	کرامت

۱۲۶۱	تاریخی روایات	۱۲۶۷	○ سید اللہ و تزچک سواریوالہ
"	حق گوئی	"	تاریخ ولادت
۱۲۶۲	وفات کے بعد کرامت	"	چک سواری میں ورود
"	قبر میں نماز پڑھنا	"	اولاد
"	مسئلہ جیات الاولیا	۱۲۶۸	یارانِ طریقت
۱۲۶۳	اولاد	"	تاریخ وفات
"	تاریخ وفات	"	○ سید احمد الدین چک سواریوالہ
"	○ سید پیر محمد بن غلام قادر	"	اولاد
۱۲۶۴	متعدد علوم سے واقفیت	۱۲۶۸	تاریخ وفات
"	اشعار خوانی	۱۲۶۹	○ سید اکبر علی مسکھانوالہ والہ
۱۲۶۴	کتابت	"	کرامت
"	اولاد	"	گرم سیخ کو ران سے پار کرنا
"	○ سید سلطان علی شاہ سنگھوئی والہ	"	یارِ طریقت
"	اولاد	"	○ سید شیر علی صالح پوری
۱۲۶۵	یارانِ طریقت	"	ذکرِ قلب جاری ہونا
"	مدح شریف	۱۲۷۰	اخلاق و عادات
۱۲۶۶	تاریخ وفات	"	اولاد
"	○ سید گلے شاہ بن فضل الدین	"	یارانِ طریقت
۱۲۶۷	سادہ مزاجی	"	تاریخ وفات
"	اولاد	۱۲۷۱	○ سید غلام رسول بن کریم بخش
"	یارانِ طریقت	"	تلاوتِ قرآن مجید
"	تاریخ وفات	"	زیارتِ بزرگان
"	○ سید وارے شاہ	"	ساہنپالیہ تارڑوں میں صلح کرانا

۱۲۸۴	تاریخ وفات	۱۲۷۷	اولاد
"	○ سید فضل حسین	۱۲۷۸	یارِ طریقت
"	اخلاق و معمولات	"	تاریخ وفات
"	اولاد	"	○ سید محمد علی
۱۲۸۵	یارانِ طریقت	"	اولاد
"	تاریخ وفات	۱۲۷۹	تاریخ وفات
"	○ حکیم فقیر محمد	"	○ سید محمد حسین
"	فن طبابت	"	اخلاق و عادات
"	شعر خوانی	"	ارشادات
۱۲۸۶	بیویاں	۱۲۷۹	اولاد
۱۲۸۶	اولاد	۱۲۸۰	یارانِ طریقت
"	تاریخ وفات	"	تاریخ وفات
۱۲۸۷	○ سید امیر عالم	"	○ سید محمد حسن
"	یارِ طریقت	"	شجرہ بیعت
"	○ سید محمد علی نندگر محی	۱۲۸۱	علم دوستی
"	نندگر محی درود	"	تصنیف
"	اولاد	"	فارسی کلام کا نمونہ
۱۲۸۹	باب نم	"	حمد جناب باری تعالیٰ
"	○ حکیم سید شاہ محمد پنڈت عزیز والد	۱۲۸۲	اردو کلام
"	علم و فضل	۱۲۸۳	بعض اشعار
"	زیارتِ حرمین الشریفین	"	اردو نثر کا نمونہ
"	اولاد	"	بیویاں اور اولاد
"	تاریخ وفات	۱۲۸۴	یارانِ طریقت

۱۳۰۰	تاریخ وفات	۱۲۹۰	○ سید پیر محمد بن فضل عالم
"	○ سید رحمت علی	"	تاریخ ولادت
۱۳۰۱	اخلاق و عادات	"	تعلیم و اخلاق
"	عبادات	"	ختم شریف نوشاہی
"	فیض علم	۱۲۹۱	تصانیف
"	بیویاں	"	تعریف عرس حضرت نوشہ صاحب
"	اولاد	۱۲۹۲	در اوصاف حضرت نوشہ صاحب
"	یارانِ طریقت	۱۲۹۳	قصہ طلاس و ملنگ
۱۳۰۲	تاریخ وفات	۱۲۹۶	نئی طرز کے اشعار
"	○ سید ملک شاہ شگھوئی والد	"	ذو معنی شعر
"	اولاد	"	یارِ طریقت
۱۳۰۳	تاریخ وفات	۱۲۹۷	تاریخ وفات
"	قطعہ تاریخ	۱۲۹۸	○ سید فضل احمد بلواریہ
۱۳۰۵	طبقتہ چہارم - نوشاہیہ سلیمانیاہ	"	تاریخ ولادت
"	باب اول	"	اخلاق و عادات
"	○ حضرت سخی شاہ سلیمان نوری	"	اولاد
"	اوصاف جمیدہ	"	تاریخ وفات
۱۳۰۸	تاریخ ولادت	"	○ سید چراغ محمد چک سواریہ والد
"	گوروارجن کا آپ سے فیض پانا	۱۲۹۹	تاریخ ولادت
"	اولاد	"	علم و اخلاق
۱۳۰۹	تاریخ وفات	"	اولاد
۱۳۱۰	باب دوم	۱۳۰۰	تاریخ وفات
		"	○ سید فضل حسین چک سواریہ والد

۱۳۱۵	کرامات	۱۳۱۰	○ شیخ رحیم داد بھلوالی
"	بے ادب کو سزا ملنا	"	اوصافِ جلیلہ
۱۳۱۶	فائدہ	"	بیعت و خلافت
"	مخالف کو سزا پہنچنا	۱۳۱۱	دستار سجادگی
"	جتی شاہ رحمان سے مقابلہ	"	اخلاق و عادات
۱۳۱۷	فائدہ	"	تقویٰ
"	بارش کا ہونا	"	دنیا سے نفرت
"	فائدہ	۱۳۱۲	باس
۱۳۱۸	اولاد	"	کرامات
"	یارانِ طریقت	"	بے ادب کو سزا پہنچنا
"	تاریخ وفات	"	فائدہ
۱۳۱۹	باب سوم	۱۳۱۳	نصائح
"	○ شیخ عبدالواحد بھلوالی	"	اولاد
"	کثرتِ فیض	"	تاریخ وفات
"	روایت	"	○ شیخ تاج محمود قلندر
"	اولاد	۱۳۱۴	اوصافِ جلیلہ
"	○ سخی زوہاب بھلوالی	"	بیعت و خلافت
۱۳۲۰	نام و نسب	"	اخلاق و عادات
"	کرامات	"	حسن پسندی
"	ظفر مندی کی دعا	"	فائدہ
"	سرداری کی دعا	۱۳۱۵	صنعت سے صالح کو پانا
۱۳۲۱	ایک مرید کو شیر سے بچانا	"	محبوبوں کی سفارش منظور کرنا
"	آپ کا فرمان پورا ہوا	"	ناامدہ

۱۳۲۸	بیعت و خلافت	۱۳۲۲	روایات
"	بنائے رسول مگر	"	اولاد
"	اولاد	"	○ شیخ محمد آفتاب
"	مدفن	"	اوصافِ جلیلہ
"	○ شیخ دین پناہ بسراوی	۱۳۲۳	تعلیمِ ظاہری
۱۳۲۹	کرامات	"	اخلاق و عادات
"	فراست باطنی	"	کرامات
"	صبر کا بدلہ	"	کشف سے خبر دینا
"	اولاد	"	کثرتِ اولاد کی دعا
"	مدفن	"	اپنے مقصد میں کامیابی
"	○ شیخ حمزہ شاہ جو کالوی	۱۳۲۴	تصنیف
۱۳۳۰	ذکر آبادی قصبہ جو کالیاں	"	تحریر
۱۳۳۱	موشی پالنے کا شوق	"	روایات
"	اولاد	"	اولاد
"	یارانِ طریقت	۱۳۲۵	یارِ طریقت
۱۳۳۲	مدفن	۱۳۲۶	باب چہارم
۱۳۳۳	باب پنجم	"	○ شیخ عنایت اللہ بجلوالی
"	"	۱۳۲۶	حضوری درگاہ
۱۳۳۴	○ شیخ عبدالہادی بجلوالی	"	اولاد
"	عسب و جلال	۱۳۲۷	○ شیخ علی محمد بجلوالی
"	برادری کا طبع ہونا	"	تسخیرِ جنات
"	فیوضِ ولایت	"	بے ادب کو سزا پہنچانا
"	مشکلات کا حل کرنا	"	○ شیخ فتح الدین رسول مگر

۱۳۳۱	وفات کے بعد کرامت	۱۳۳۲	نائدہ
"	بیٹے کی بشارت دینا	"	اولاد
"	یارِ طریقت	"	یارانِ طریقت
"	مدفن	۱۳۳۵	مدفن
"	○ شیخ خان بہادر رسول نگری	"	○ شیخ محمد شفیع بھلوالی
"	محبت	"	روایت
۱۳۳۲	اولاد	"	اولاد
"	○ شیخ عبداللہ شاہ بسراوی	"	مدفن
"	زکوٰۃ و صدقہ	۱۳۳۶	○ شیخ پھلے شاہ رسول نگری
"	شرعیات و طریقت کا حج	"	تربیت و تکمیل
۱۳۳۳	اولاد	"	اوراد و وظائف
"	مدفن	"	تائیرنگاہ
"	○ شیخ بودلے شاہ جو کالوی	"	نائدہ
"	دنیا سے دل سرد ہونا	۱۳۳۷	کلمات
"	اولاد	"	اولاد
۱۳۳۵	مدفن	"	یارانِ طریقت
"	○ شیخ پتھشاہ جو کالوی	"	مدفن
"	صدقہ و خیرات	۱۳۳۸	○ شیخ جوئے شاہ سیدنگری
"	اولاد	"	فقر میں کمال پانا
"	مدفن	۱۳۳۹	عشق مجازی کا دورہ
۱۳۳۶	باب ششم	۱۳۳۹	رقیب سے مقابلہ
"	○ شیخ فیض بخش بھلوالی	۱۳۴۰	مشورہ کا خدمت میں چلا آنا
"	برادری میں اصلاح	"	مشورہ کو بے وفائی کا ثمرہ

۱۳۵۰	مدفن	۱۳۴۶	اولاد
۱۳۵۱	○ شیخ بٹو شاہ بسراوی	"	مدفن
"	مکتروں کا سزا پانا	"	○ شیخ فقیر بخش رسول نگری
"	اولاد	۱۳۴۷	نظروں سے غائب ہو جانا
"	مدفن	"	شادی کا عجیب واقعہ
۱۳۵۲	باب ہفتم	"	اولاد
"	○ شیخ بڈھا صاحب بھلوالی	"	یارِ طریقت
"	تعلیم و بیعت و خلافت	"	مدفن
"	شجرِ بیعت	۱۳۴۸	○ شیخ صدیقی شاہ رسول نگری
"	سلوک و ہدیہ	"	بے وفا کو سزا دینا
۱۳۵۳	کرامات	"	اولاد
"	عمل چہل کاف	"	یارانِ طریقت
"	فائدہ	۱۳۴۹	مدفن
"	مردہ زندہ ہونا	"	○ شیخ جیون شاہ مانگہ والد
"	مذہبِ بھینسوں کا زندہ ہونا	"	جسمانی ورزشیں
۱۳۵۵	فائدہ	"	آپ کی نافرمانی کا نتیجہ
"	بے ادب کو سزا ملنا	"	اولاد
"	اولاد	"	یارِ طریقت
"	یارانِ طریقت	۱۳۵۰	تاریخ وفات
۱۳۵۶	تاریخ وفات	"	○ شیخ ناصر الدین ساہن پالوی
"	○ شیخ نظام الدین گنگوالی	"	فقر و مسکنت
۱۳۵۷	اولاد	۱۳۵۰	طاعون کا دور ہونا
"	یارانِ طریقت	"	اولاد

۱۳۶۳	جذبہ وسلوک	۱۳۵۷	مدفن
"	بدوعا کا نتیجہ	"	○ شیخ چمن شاہ رسول نگری
۱۳۶۳	درویشی کا سبق	"	اخلاق و عادات
۱۳۶۵	وفات کے بعد کرامت	"	فائدہ
"	درویشی کی تلقین	۱۳۵۸	پہیزگاری
"	اولاد	"	بیمار کا صحت پانا
"	تاریخ وفات	"	اولاد
"	○ شیخ دین علی مجذوب ساہن پالوی	"	یارانِ طریقت
"	شجرہ بیعت	۱۳۵۹	تاریخ وفات
۱۳۶۶	حالت جذب	"	قطر تاریخ
"	کرامات	"	○ شیخ احمد شاہ اگریہ والہ
"	آگ کا سرد ہونا	۱۳۶۰	انطلاق و عادات
"	دشمن کا سزا پانا	"	شکر الہی
"	اولاد کی بشارت دینا	"	دشمنوں کی نظر بندی
۱۳۶۷	یارِ طریقت	"	قرآن کی حرکات کا مطلب
"	مدفن	"	اولاد
۱۳۶۸	باب ششم	۱۳۶۱	یارانِ طریقت
"	○ شیخ احمد جو مجذوب گنگوالی	۱۳۶۲	تاریخ وفات
"	متنبے ہونا	"	○ شیخ خیر الدین جو کالوی
"	اولاد	۱۳۶۳	یارانِ طریقت
"	یارانِ طریقت	"	مدفن
"	مدفن	"	○ شیخ شرف الدین ساہن پالوی
۱۳۶۹	○ شیخ احمد الدین چاہوالہ	"	شجرہ بیعت

۱۲۶۵	تاریخ وفات	۱۲۶۹	تاریخ ولادت
۱۲۶۶	مشیہ	"	بیعت و خلافت
"	○ شیخ قطب الدین چاودہ والہ	۱۲۶۹	اخلاق و عادات
۱۳۶۶	اولاد	"	وہا کو دور کرنا
"	وفات	۱۳۶۰	فائدہ
۱۳۶۶	○ شیخ ماہی شاہ رن طوی	"	یارِ طریقت
"	عبادت و ریاضت	"	تاریخ وفات
"	کرامات	"	○ شیخ غلام حسن جیلوالی
"	سانپ کاٹنے کا اثر نہ ہوا	"	تاریخ ولادت
"	ایک وقت میں کئی جگہ ظہور	۱۳۶۱	تربیت
۱۳۶۸	دریاسے پایاب گزرنا	"	تعلیم
"	ایک شخص کو دریاسے گزارنا	"	بیعت طریقت
"	بانجھ بھینس کا شیردار ہونا	"	اخلاق و عادات
۱۳۶۹	سادہ مزاجی	"	تعمیر روضہ حضرت سخی بادشاہ
"	عملیات	"	مولوی غلام نبی لہمی سے مکالمہ
"	چندری کے واسطے	۱۳۶۲	سکھوں کی حکومت پنج دی
"	اشعار گوئی	۱۳۶۲	کرامات
"	دوہڑہ	"	کشتی کو دریا میں ڈالنا
۱۳۸۰	دوہڑہ	"	حفظ قرآن کی دعا
"	اولاد	"	بیویاں
"	یارِ طریقت	۱۳۶۳	اولاد
"	○ شیخ بہاول شیر رسول نگری	"	یارانِ طریقت
"	اولاد	۱۳۶۵	درج پنجابی

۱۳۸۶	مکتوبات	۱۳۸۰	مدفن
"	مکتوب اول	"	تاریخ وفات
۱۳۸۶	مکتوب دوم	۱۳۸۱	قطعہ تاریخ
۱۳۸۸	مکتوب سوم	"	○ شیخ سجاد شیر رسول نگری
۱۳۸۹	نوٹ مندری	"	اولاد
۱۳۹۰	ارشادات	۱۳۸۲	○ شیخ سردار عالم رسول نگری
"	اولاد	"	زید از کو قتل کرنا
"	یارانِ طریقت	"	قید ہونے کی تاریخ
"	تاریخ وفات	۱۳۸۳	رہا ہونے کی تاریخ
۱۳۹۱	○ شیخ قایم الدین ساہنپالوی	۱۳۸۳	فقیرانہ حالت
۱۳۹۱	اخلاق و عادات	"	تاریخ وفات
"	سکونت	"	○ ساتیں جیتیاں والا رسول نگری
"	شعر خوانی	۱۳۸۴	تعلیم
۱۳۹۲	اولاد	"	اخلاق و عادات
"	یارانِ طریقت	"	غذہی روش
"	تاریخ وفات	"	عشرہ مبشرہ کے متعلق اعتقاد
"	○ شیخ کرم شاہ اگریہ والہ	۱۳۸۵	حضرت مالک صدیقہ کے متعلق اعتقاد
"	عادات و اطوار	"	حضرت غوث الاعظم کے متعلق عقیدت
"	اجابت دُعا	"	کتابی فیضان
۱۳۹۳	اولاد	۱۳۸۶	تصنیفات
"	یارانِ طریقت	"	روزنامہ چیتیاں والہ
"	تاریخ وفات	"	رسالہ امروات
"	○ شیخ نذر الدین اگریہ والہ	"	مضامین مختلفہ



۱۳۹۹	اولاد	۱۳۹۳	عادات و اطوار
"	یارانِ طریقت	"	اولاد
۱۴۰۰	مدفن	۱۳۹۴	یارانِ طریقت
"	○ شیخ موتیاں والہ	"	تاریخ وفات
"	تاریخ ولادت	"	○ شیخ عمر الدین ساہن پالوی
"	ریاضت و مجاہدہ	"	چٹکشی
"	شیر کا سلام کرنا	۱۳۹۵	اخلاق و عادات
"	طریقِ ملائکہ کی روش	"	یارانِ طریقت
"	فائدہ	"	تاریخ وفات
۱۴۰۱	اولاد	"	مصرعِ تاریخ
"	یارانِ طریقت	۱۳۹۶	○ شیخ شاہ محمد ساہن پالوی
۱۴۰۱	واقعہ وفات	"	اخلاق و عادات
۱۴۰۲	نعل سے خوشبو آنا	"	اولاد
"	تاریخ وفات	"	یارِ طریقت
"	○ شیخ فضل حسین بھلوالی	"	تاریخ وفات
۱۴۰۳	کتابی شوق	"	○ شیخ غلام محمد چاودہ والہ
"	تعمیری کارنامے	۱۳۹۷	اخلاق و عادات
"	جانوروں کی خدمت	"	مکتوب
"	مسافروں کے واسطے لنگر	"	اولاد
۱۴۰۴	عادات و اخلاق	۱۳۹۸	تاریخ وفات
"	تصنیف	۱۳۹۹	بابِ نہم
"	اولاد	"	○ شیخ محمد احسن گھنگوالی
"	یارانِ طریقت	"	عادات و اخلاق

۱۴۱۰	پاکلی نشینی	۱۴۰۵	تاریخ وفات
"	فائدہ	"	○ شیخ فیض احمد "مجلالی"
۱۴۱۱	فیضان کثیر	"	تاریخ ولادت
"	اولاد	"	جذب و جلالت
۱۴۱۳	یارانِ طریقت	"	منصب سجادگی
۱۴۱۵	تاریخ وفات	۱۴۰۶	مولف کتاب ہذا پر شفقت
"	مدفن	"	وظیفہ بتانا
"	تعمیرِ روضہ	"	افادہ عام
۱۴۱۶	○ سائیں ولایت حسین رسول نگری	"	اولاد
"	اولاد	۱۴۰۷	یارانِ طریقت
"	تاریخ وفات	"	تاریخ وفات
"	○ شیخ سردار شاہ	۱۴۰۷	○ حافظ حاجی شیخ شمس الدین چاودہ والد
۱۴۱۷	تعلیم و ذہانت	"	تعلیم
"	چین میں چلا جانا	"	اخلاق و عادات
۱۴۱۷	اولاد	"	فیض صحبت کا حصول
۱۴۱۸	یارِ طریقت	۱۴۰۸	سورۃ یس کی اجازت دینا
"	○ حاجی شیخ مراد علی جو کالوی	"	اولاد
"	عبادات	"	یارانِ طریقت
"	حجِ حرمین الشریفین	۱۴۰۹	مدفن
"	اخلاق و عادات	"	○ شیخ گوہر شاہ رن ملوی
"	اولاد	"	اخلاقِ کریمانہ
۱۴۱۹	تاریخ وفات	۱۴۱۰	تائیدِ نگاہ
"	○ شیخ محمد عالم ساہن پالوی	"	فائدہ

۱۴۱۹	والدہ کا شمار	۱۴۱۹	عادات
"	تاریخ ولادت	"	دانشمندی
۱۴۲۰	بھڑی شریف کے تاریخی حالات	۱۴۲۰	تاریخ وفات
۱۴۲۱	تعلیم	"	○ شیخ فیض احمد ساہن پالوی
۱۴۲۲	واقعات	"	عادات و اطوار
۱۴۲۳	فائدہ	"	اولاد
"	خدمات	۱۴۲۱	تاریخ وفات
۱۴۲۴	آکاب مرشد	۱۴۲۲	باب و ہم
"	خلافت کا حصول	"	○ حافظ حاجی شیخ علی محمد چاودہ والد
"	بھڑی میں دیوار	"	اولاد
"	دُورام فقیر سے مقابلہ	"	مدفن
۱۴۲۵	سید پرو شاہ سے مقابلہ	۱۴۲۲	○ شیخ فضل شاہ زن طوی
"	سفر لاہور کا واقعہ۔ قاضیوں کا مرید ہونا	"	اخلاق و عادات
۱۴۲۸	فائدہ	"	قرآن خانہ ان سے مجت
۱۴۲۹	پیش گوئیاں	۱۴۲۳	اولاد
"	ولی اللہ ہونے کی پیش گوئی	۱۴۲۳	تاریخ وفات
۱۴۲۹	شیر الہی ہونے کی پیش گوئی		
۱۴۳۱	فقر کا سلسلہ جاری ہونے کی پیش گوئی	۱۴۲۵	طبقرہ نم - نوشاہیہ رحمانیہ
"	معاملات	۱۴۲۶	قسم اول
"	ذکر جس	"	○ حضرت شیخ عبدالرحمن پاک بھڑی والد
"	ریاضت و مجاہدہ	"	اصنافِ جمیلہ
۱۴۳۲	فائدہ	۱۴۲۸	نام و لقب
"	قبر میں چلے کشتی	"	خاندان کی تحقیق

۱۳۵۶	فضائل و کمالات	۱۳۴۳	پانی کے نیچے چلے کشتی
"	پاک کا خطاب منا	"	فائدہ
۱۳۵۷	پیر صاحب کی نگاہ شفقت	"	ذکر و فکر
"	پیر صاحب کے دربار میں مقبولیت	"	لاہور میں چلے کشتی
"	پیر بھائیوں پر سبقت	۱۳۴۴	نماز معکوس
۱۳۵۸	عشق و ذوق کا حصول	"	نماز معکوس کے دلائل
۱۳۵۹	مقامات	۱۳۴۸	نماز معکوس کا طریقہ
"	ولایت یونسی	۱۳۵۱	اخلاق و عادات
"	مقام طہارت	"	ادب و تعظیم
"	مقام صمدیت	۱۳۵۲	پیر خانہ کا احترام
۱۳۶۰	صمدیت کے مراتب	"	فائدہ
۱۳۶۱	فائدہ	"	بہشتندگان ساہن پال شریف کا ادب
"	مولف کو زیارت	۱۳۵۳	ادب کی غایت
۱۳۶۲	کرامات	"	ادب کا لحاظ
"	مکاشفہ	"	دعوت و جلالت
"	سخت آزمی میں چہرا رخ روشنی رہنا	۱۳۵۴	انفخائے احوال
"	سانپوں کا زہر بند ہونا	"	زراعت و سخاوت
۱۳۶۳	طعام کثیر کھا جانا	"	اولاد پر کی خدایات
"	عرس پر دریا کا پانی	"	کسبِ حلال
۱۳۶۴	دہلی میں ہنگامہ دوجہ و سماع	۱۳۵۵	تقویٰ
۱۳۶۴	جامع مسجد دہلی کو قبلہ رخ کرنا	"	لباس
۱۳۶۵	فائدہ	"	سماع و دوجہ
"	ایک شہروردی درویش کو فیض دینا	"	دوجہ معکوس

۱۳۶۲	معرفین کمالات	۱۳۶۵	صوائے گاہر گولہ کو دُعا
۱۳۶۳	اولاد	۱۳۶۶	ایک فوت شدہ کا زندہ ہونا
۱۳۶۴	یارانِ طریقت	"	میاں شادی کو مُردہ زندہ کرنے کی دُعا دینا
۱۳۶۶	تبرکات	۱۳۶۶	مولوی فتح محمد پر توجہ
"	مدحیات	"	علائے وزیر آباد کا مسخر ہونا
۱۳۸۵	تاریخ وفات	"	حافظ برخوردار کو عشق کی دُعا
۱۳۸۶	مدفن	۱۳۶۸	بچہ کے لوگوں کا مرید ہونا
"	تعمیرِ روضہ	"	خواجہ فضیل کابلی کا فیض سلب کرنا
۱۳۸۷	مرستِ روضہ	"	فائدہ
۱۳۸۸	تعمیر مسجد درگاہ	"	شیخ لدہا چشتی کا فیض سلب کرنا
"	تعمیر والان و مسافر خانہ	۱۳۶۹	حافظ جمال اللہ کو علم کی دُعا دینا
۱۳۸۹	نگر درگاہ	"	فائدہ
"	مجاہد رانِ درگاہ	"	چھ روز میں بقا باللہ تک پہنچا دینا
۱۳۹۳	عرس شریف	۱۳۷۰	قبر کا بلند نظر آنا
۱۳۹۹	چڑھاوا درگاہ	"	فائدہ
"	زمین بنام درگاہ	"	یادگار درخت
"	رجسٹری اول	۱۳۷۱	یادگار مکان
۱۵۰۰	رجسٹری دوم	"	عملیات
۱۵۰۱	قطعہ تاریخ وفات پاک صاحب	"	تولیدِ فرزند کے واسطے
۱۵۰۲	ماود ہائے تاریخ	"	فائدہ
۱۵۰۳	○ شیخ الوداد	"	سب مرضوں کے واسطے
"	نام و نسب	۱۳۷۲	شعر گوئی
"	بیعت و خلافت	"	کلماتِ طیبات

۱۵۱۶	قبول ۶۶	۱۵۰۳	تجارت کاشوق
"	مدفن	"	پیر کی اولاد سے حسن سلوک
۱۵۱۷	○ حضرت حسین خاتونؑ	۱۵۰۴	سختوت
"	نکاح	"	ایشار
"	اوصاف	"	پس نامہ کی دستاویز
"	والد صاحب کی منظوری	۱۵۰۶	یادگار مکان
"	اولاد	"	اولاد
"	مدفن	"	تاریخ وفات
"	○ حضرت فتح خاتونؑ	۱۵۰۷	○ شیخ محمد بن خوردارؑ
"	اوصاف	"	نقش نگین
"	نکاح	"	اولاد
۱۵۱۸	اولاد	۱۵۱۰	مدفن
"	مدفن	"	○ شیخ جان محمد
"	○ دختر ابد پاک صاحبؑ	"	تبلیغ اسلام
۱۵۱۹	قسم دوم	"	○ بی بی زہرہ خاتونؑ
۱۵۲۰	باب اول	"	نائدہ
"	فصل اول	۱۵۱۲	فرمان اول
"	○ حضرت پاک صاحبؑ	۱۵۱۳	فرمان دوم
"	فصل دوم	۱۵۱۴	فرمان سوم
"	○ میاں ابراہیم عوف عبدالرحیمؑ	۱۵۱۵	فرمان چہارم
"	بیعت طریقت	۱۵۱۶	نائدہ
۱۵۲۱	ایک قطعہ زمین کا بیعنامہ	"	دختران شیخ عبدالرحمن پاک
۱۵۲۲	نکاح	"	○ حضرت خواہر خاتونؑ

۱۵۳۱	قوم چمڑے کے متعلق زوال حکومت کی دعا	۱۵۲۳	اولاد
۱۵۳۲	فائدہ	"	تاریخ وفات
"	عملیات	"	فصل سوم
"	مہاجال	"	○ حکیم صاحب رحیمی
"	اولاد	۱۵۲۴	دعاے والد
۱۵۲۵	یارانِ طریقت	۱۵۲۳	اولاد
۱۵۲۶	تبرکات	۱۵۲۶	یارِ طریقت
"	تاریخ وفات	"	وفات
۱۵۲۶	○ میاں جوہا شاہ رحیمی	"	○ میاں محمد زمان دولای رحیمی
"	پڑ نامہ	"	نام و لقب
۱۵۳۸	اولاد	"	تربیت و تعلیم
"	فصل چہارم	۱۵۲۷	بیعت طریقت
"	○ میاں نور شاہ زمانی	"	مشایخِ صحبت
"	سیر و سیاحت	"	شجرہ بیعت کی تحقیق
"	زہد	۱۵۲۹	پیشگوئی
"	اولاد	"	چلنشین
۱۵۲۹	مدفن	۱۵۳۰	علیہ و لباس
"	○ میاں مراد بخش رحیمی	"	کرامات
"	کتوب سیدہ صبغۃ اللہ	"	مستی و جذب
"	اولاد	"	خزینہ غیب
۱۵۳۰	فصل پنجم	"	دعاے برکت
"	○ میاں امام شاہ زمانی	۱۵۳۱	دعاے اولاد
"	تاریخ ولادت	"	چنیاں کی ویرانی اور آبادی

۱۵۴۹	اولاد	۱۵۴۰	تربیت و بیعت
"	○ میاں پیر شاہ زمانیؒ	"	کثرت فیض
"	جاگیر معانی	"	چلہ نشینی
۱۵۵۰	قومیت اور موروثیت کا ثبوت	۱۵۴۱	دیوان صاحب فریدی سے مقابلہ
"	اولاد	۱۵۴۲	زمین لینے سے انکار
"	یارانِ طریقت	"	فائدہ
۱۵۵۱	تاریخ وفات	"	سیر و سیاحت
"	○ میاں جمعیت شاہ مجذوب زمانیؒ	۱۵۴۳	علو مرتبت
۱۵۵۱	کرامات	"	کرامات
"	موشیوں کا بے ہوش ہو جانا	"	گنج رسول
۱۵۵۲	والدہ کی نظر بند ہونا	"	فائدہ
"	لاہور چلا جانا	"	اولاد کی دعا
"	مدفن	"	اولاد
"	○ میاں بوٹے شاہ رحیمیؒ	"	یارانِ طریقت
"	اولاد	۱۵۴۵	تبرکات
"	یارانِ طریقت	"	تاریخ وفات
۱۵۵۳	○ میاں خدا یار رحیمی	۱۵۴۶	فصل ششم
"	اولاد	"	○ میاں امام شاہ حکیمیؒ
"	فصل ہفتم	"	اولاد
"	○ میاں الہی بخش زمانیؒ	۱۵۴۶	یارانِ طریقت
"	نمازیوں کو وجہ	"	○ میاں امیر شاہ حکیمیؒ
۱۵۵۴	وفات کے بعد قرآن طلب کرنا	"	معمولات
"	اولاد	"	مقدمہ حصص درگاہ

۱۵۶۱	اخلاقِ کریمانہ	۱۵۵۴	تاریخ وفات
"	شریعت کی پابندی	۱۵۵۵	○ میان قاسم شاہ زمانی
"	مولف سے محبت	"	معمولات
"	اولاد	"	مسائل فقر
۱۵۶۲	○ میان اللہ و اللہ زمانی	"	تاریخ وفات کی اطلاع دینا
"	مشرک توحید	"	نصیحت
"	اولاد	۱۵۵۶	یارانِ طریقت
۱۵۶۳	یارانِ طریقت	"	تاریخ وفات
"	تاریخ وفات	"	○ میان نبی بخش زمانی
۱۵۶۵	فصل نہم	۱۵۵۶	نانا صاحب کی تولیت
"	○ صاحبزادہ علی محمد زمانی	"	ا د
"	عادات و اطوار	۱۵۵۷	مدفن
"	اولاد	"	○ میان محمد الدین زمانی
۱۵۶۶	تاریخ وفات	"	فیصلہ متعلقہ حصص درگاہ
۱۵۶۷	باب دوم	۱۵۵۹	اولاد
"	فصل اول	"	یارانِ طریقت
"	حضرت پاک صاحب	"	مدفن
"	فصل دوم	۱۵۶۰	○ میان علم الدین زمانی
"	○ میان شکر علی	"	مکتوب
"	نام و لقب	"	اولاد
"	علوم مرتبت	"	مدفن
"	اولاد	۱۵۶۱	فصل ہشتم
۱۵۶۸	فصل سوم	"	○ حاجی میان امام الدین زمانی

۱۵۴۵	○ میان محمد بخش بختاوری	۱۵۶۸	○ میان محمد بختاوری
"	کشتی نگاہ	"	بیعت و خلافت
"	دولت مندی کی دعا	"	کشف باطنی
"	بے ادب کو سزا	"	کاشتکاری
۱۵۴۶	اولاد	۱۵۶۹	اولاد
"	یارانِ طریقت	"	نوٹ
"	فصل ہشتم	۱۵۷۰	یارانِ طریقت
"	○ میان قطب الدین بختاوری	"	مدفن
"	غیبی عطیہ	۱۵۷۱	فصل چہارم
۱۵۴۷	کتاب خوانی	"	○ میان خدا بخش بختاوری
"	اولاد	۱۵۷۱	اولاد
۱۵۴۸	○ میان رکن الدین بختاوری	"	فصل پنجم
"	تصرف کاشوق	"	○ میان غلام رسول بختاوری
۱۵۴۸	یارانِ طریقت	"	مراتب سلوک
"	○ میان امام بخش بختاوری	"	اولاد
"	شجرہ بیعت	"	نوٹ
"	قصیدہ شریف کافیشان	۱۵۷۲	یارانِ طریقت
۱۵۴۹	کرامات	"	فصل ششم
"	ایک مرید کو فیض عطا کرنا	"	○ میان جان محمد بختاوری
"	بیماروں کا شفا پانا	"	فضولے سادات کو مرید کرنا
"	مخالفت کو سزا ملنا	۱۵۷۳	اولاد
"	پاک صاحب سے تعشق	۱۵۷۴	یارانِ طریقت
۱۵۸۰	اولاد	۱۵۷۵	فصل ہفتم

۱۵۸۰	یارانِ طریقت
۱۵۸۱	تاریخِ وفات
۱۵۹۱	○ میانِ کرم الدین بختاوری
۱۵۹۲	معمولات
۱۵۸۲	تائیرِ نگاہ
"	خواب میں بیماری دُور کرنا
"	عملیات
۱۵۹۳	ارشادات و نصایح
۱۵۹۴	اولاد
۱۵۹۵	یارانِ طریقت
"	تبرکات
۱۵۹۶	تاریخِ وفات
"	فصلِ نهم
۱۵۹۸	○ میانِ غلام محمد بختاوری
۱۵۹۹	جد امجدکی دُعا
"	وجد و ذوق
۱۶۰۰	اولاد
"	مدفن
۱۶۰۱	○ میانِ خیر الدین بختاوری
"	عادات و اخلاق
"	اولاد
۱۶۰۲	یارانِ طریقت
"	تاریخِ وفات
۱۵۸۰	طبقة ششم - نوشاہیہ سچیاہ
۱۵۹۱	باب اول
"	○ حضرت شیخ پیر محمد سچیاہ نوشہروی
۱۵۹۲	اوصافِ جلیلہ
"	نام و لقب
"	نسب نامہ
۱۵۹۳	گلگھڑوں کے متعلق تحقیق
۱۵۹۴	ابتدائی حالات
۱۵۹۵	تاریخِ ولادت
"	واقفِ بیعت
۱۵۹۶	خلافت و اجازت
"	نوشہرو میں وارد ہونا
۱۵۹۸	نگاہ کی تاثیر
۱۵۹۹	فیض کا بسند ہونا
"	فیض کا کھنڈا
۱۶۰۰	کثرتِ فیضان
"	فیضِ ولایت
۱۶۰۱	گھڑوں کی تجارت کرنا
"	معمولات
"	اخلاق و عادات
۱۶۰۲	سیرخانہ کی حاضری
"	ادب و تعظیم

۱۶۰۹	مقامات	۱۶۰۲	پیر صاحب کا مہربان ہونا
"	مقام صدیقیت	"	سخاوت و ایثار
۱۶۱۰	کرامات	۱۶۰۳	ناڈہ
"	کشف واقعہ	"	صبر و تحمل
"	ناڈہ	"	یاروں کو لقب دینا
۱۶۱۱	کشف مقامات	"	ریا کاری سے بند کرنا
"	فراخی رزق کی خبر دینا	۱۶۰۴	حوصلہ و بردباری
"	درخت کا سر سبز ہونا	"	فقر و فاقہ
"	ایک مفلوج کو تندرست کرنا	"	اخفا نے احوال
۱۶۱۲	ایک مفروضہ عورت کو واپس لانا	"	مشتبہ طعام سے نفرت
"	سلطان الاذکار جاری کرانا	۱۶۰۵	قسمت پر شاکر ہونا
۱۶۱۳	مٹی کو کھیا بنانا	"	پیر بھائیوں سے محبت
"	فاڈہ	۱۶۰۵	ناڈہ
۱۶۱۴	دہلی کا تماشہ لاہور میں دکھانا	"	وجد و سماع
۱۶۱۵	فاڈہ	۱۶۰۶	علیہ اقدس
"	خدمت گار گئے	"	لباس
۱۶۱۵	حضرت پاک صاحب کی مدد کرنا	"	فضائل و کمالات
"	حضرت نوشہ صاحب کی اولاد پر احسان	۱۶۰۶	سچا ر کا لقب ملنا
۱۶۱۶	شاہ عصمت اللہ پر مسرت بانی	"	نوشہ سچا ر
"	اپنے حقیقی نائب کی خبر دینا	"	حافظ الحدیث ہونا
۱۶۱۶	تصرفات	۱۶۰۸	اولاد سچا ر یہ کو دُعا
"	درخت پر تصرف	"	یاران سچا ر یہ کو دُعا
"	مولوی پر تصرف	۱۶۰۹	دین و دنیا کا حصول

۱۹۲۲	بلدی بستی کو زندہ ملنا	۱۹۱۷	انوپ راستے پر تصرف
//	ایک گونگے کا تندرست ہونا	۱۹۱۸	جوگیوں پر تصرف
۱۹۲۳	پنجابی مقولے	//	کثرت فیضان
//	کلمات طیبات	//	ایک مرید کو بلند مقام پر پہنچانا
//	مفوضات	۱۹۱۹	خرازنٹ کو فیض دینا
۱۹۲۰	معتبرین کمالات	//	رستم کو فیض دینا
۱۹۲۲	بیویاں	//	ایک نوب صورت کو فیض دینا
//	اولاد	//	ایک ضعیف کو فیض دینا
//	یارانِ طریقت	۱۹۲۰	عائبانہ فیض پہنچانا
۱۹۲۹	تبرکات	//	فیض سلب کرنے کے واقعات
//	مدحیات	//	میاں میوں کا فیض سلب کرنا
۱۹۲۲	واقعوں وفات	//	شیخ سعد اللہ کا مال سلب کرنا
۱۹۲۳	فائدہ	۱۹۲۱	شاہ نٹھا کا فیض سلب کرنا
//	تاریخ وفات	//	تبا کو نوش کا جل جانا
//	دفن	//	سید محمد سعید کی چوری ہونا
//	روزہ شریف کی تعمیر	۱۹۲۲	ایک چور کو سزا دینا
۱۹۲۴	دوسری بار ظاہر ہونا	//	وجہ و توجہ
//	تیسری بار ظہور	//	بے ادب کو وجہ
//	زیارت شریف	//	مریدوں کو وجہ
۱۹۲۹	عدالت گڑھ کے ٹیلے پر دفن ہونا	//	گاسٹے اور چوڑھ کی آواز پر وجہ
//	چار دیواری کی تعمیر	//	رونے کی آواز پر وجہ
۱۹۳۷	تعمیر مسجد	۱۹۲۳	گھوڑوں کو وجہ
//	مکاناتِ مقدہ درگاہ شریف	//	وفات کے بعد کرامات

۱۶۵۷	○ بی بی فیروز خاتون	۱۶۴۸	عُکس شریف
"	فیض سے معمور ہونا	"	میلہ نوشہرہ
۱۶۵۸	اولاد	۱۶۵۱	قطعہ تاریخ از کنز الرحمت
۱۶۵۹	باب سوم	۱۶۵۲	قطعہ تاریخ از مولف
"	○ میاں محمد اکرم	"	منہ
"	اخلاق و عادات	"	مادہ ہائے تاریخ
"	سماخ و وجد	۱۶۵۲	باب دوم
۱۶۶۰	ایک منکر کو وجد ہونا	"	○ میاں عبدالجلیل
"	ایک صاحب وجد مرید کا آگہ میں محفوظ رہنا	"	حرارت عشق
"	تلوار سے وجد کا امتحان	"	نغمہ
۱۶۶۱	دریا کو ہٹانا	۱۶۵۳	کیشیر
"	خشک درخت کا سبز ہونا	"	شاہ حسین پر فتح پانا
"	قبر کے لیے جگہ ملنا	"	تعمیر روضہ چیمپار پیر
۱۶۶۲	معتبرین کمالات	"	کرامات
"	اولاد	"	میاں میہوں کا فیض سلب کرنا
"	یارانِ طریقت	۱۶۵۵	مردہ زندہ کرنا
۱۶۶۳	مدح شریف	"	معتبرین کمالات
"	تاریخ وفات	۱۶۵۶	اولاد
۱۶۶۳	شجرہ فقرائے میاں محمد اکرم	۱۶۵۶	یارانِ طریقت
۱۶۶۴	باب چہارم	"	مدحیات
"	○ میاں سلطان محمد	۱۶۵۷	تاریخ وفات
"	حق کی طرف رجوع	"	○ بی بی شہربانو
۱۶۶۵	جاگیر ملنا	"	اولاد

۱۶۶۶	○ میاں پیر بخشؒ	۱۶۶۵	مقامات
"	ملازمت سکھان	"	مرتبہ فنا فی الرسول
"	جاذبہ الہی	"	کرامات
"	بیویاں اور اولاد	"	جذبِ قلوب
۱۶۶۸	تاریخ وفات	"	نکاح کا حکم
۱۶۶۹	○ میاں سلطان ملکؒ	۱۶۶۶	اولاد
"	تعلیم	"	یارانِ طریقت
"	واقعہ بیعت	"	تاریخ وفات
۱۶۷۰	شجرہ بیعت	۱۶۶۶	○ میاں محبوب شاہؒ
"	عبادت و ریاضت	"	مسکین پروری
"	مجاہدہ نفس	"	کرامات
"	پرہیزگاری	"	نماز کے لیے بیدار کرنا
۱۶۸۱	احساب شرعی	"	اولاد کے حق میں دعا
"	کتب خوانی	"	فائدہ
"	بیویاں اور اولاد	۱۶۶۸	روحی کرامت
۱۶۸۳	یارانِ طریقت	"	اولاد
۱۶۸۴	تاریخ وفات	۱۶۶۱	مدفن
"	قطعہ تاریخ	"	○ میاں سلطان شاہ
"	○ میاں سلطان حاجیؒ	"	اخلاقِ حسنة
۱۶۸۵	ڈروہ میں ورود	۱۶۶۲	حاجی والہ میں ورود
"	صاحب سنگھ کامریہ ہونا	۱۶۶۲	اولاد
۱۶۸۵	جاگیرات	۱۶۶۵	وفات
"	اولاد	۱۶۶۶	باب پنجم

۱۶۹۲	نوشاہی دیدار	۱۶۸۵	یارانِ طریقت
"	ایک مخالفت کو سزا	۱۶۸۶	مدفن
۱۶۹۳	ایک شخص کو بدو عادی بنا	۱۶۸۷	باب ششم
"	برزخی حالت	"	○ میان الہی بخش
"	اولاد	"	سکھوں کی ملازمت
"	○ میان اکبر علی وڑوہ والہ	"	سکھوں کی قدردانی
"	شجرہ بیعت	۱۶۸۸	اخلاق و عادات
۱۶۹۴	فیضانِ کثیر	"	اولاد
"	جاگیرات	"	تاریخ وفات
۱۶۰۳	اولاد	"	○ میان سلطان مست
"	تاریخ وفات	"	مشایخ صحبت
۱۶۰۵	باب ہفتم	۱۶۸۹	شجرہ بیعت
"	○ میان سلطان بالہ	"	عادات و صفات
"	اخلاق و عادات	"	ادکار و اشغال
"	حصولِ اولاد	"	مطالعہ کتب
"	اقرار نامہ	۱۶۹۰	اولاد
۱۶۰۶	اولاد	"	یارانِ طریقت
"	تاریخ وفات	۱۶۹۱	تاریخ وفات
"	○ میان غلام حسن	"	○ میان حافظ حسن محمد
"	شجرہ بیعت	"	اولاد
۱۶۰۶	چند نشینی	"	یارانِ طریقت
۱۶۰۶	اولاد	"	مدفن
۱۶۰۸	تاریخ وفات	"	○ میان نبی بخش

۱۶۱۳	کرامات	۱۶۰۸	○ میاں وستن
"	حج میں شامل ہونا	"	پلہ نشینی
۱۶۱۵	دریا کو ہٹانا •	"	قید ہونا
"	غیبی میوسے	۱۶۰۹	حجم کا سالم رہنا
"	تصرف	"	اولاد
"	اولاد	"	یارِ طریقت
۱۶۱۶	یارانِ طریقت	"	تاریخِ وفات
"	تاریخِ وفات	"	○ میاں غلام مصطفیٰ
"	○ میاں رستم علی بن سلطان فضل	"	بیعت و خلافت
"	اخلاق	"	شجرہ بیعت
۱۶۱۷	مدفن	۱۶۱۰	پرہیزگاری
"	فائدہ	"	اولاد
"	○ میاں اخلاص محمد	۱۶۱۱	یارانِ طریقت
"	اعمال صالح	۱۶۱۲	تاریخِ وفات
"	اولاد	"	○ میاں پریم شاہ
۱۶۱۸	یارانِ طریقت	"	علم و فضل
"	تاریخِ وفات	۱۶۱۳	سیر و سیاحت
"	○ حافظ حاجی شاہ بخش	"	اولاد
"	حج و زیارات	"	یارانِ طریقت
۱۶۱۹	یارانِ طریقت	۱۶۱۴	تاریخِ وفات
"	تاریخِ وفات	"	○ میاں غلام حیدر
"	○ میاں محمد الدین	۱۶۱۴	تعلیم
"	شجرہ بیعت	"	اشغال و عبادات

۱۶۲۶	شادی خانہ آبادی	۱۶۱۹	اشغال و اوراد
"	اولاد	۱۶۲۰	علیہ و لباس
"	تاریخ وفات	"	بہشت کا دیدار
۱۶۲۶	باب ہشتم	"	ذکر کے وقت اعضا علیہ ہونا
"	○ میاں میراں بخش	"	وظیفہ کی اجازت
"	وعدہ و تاثیر	"	اولاد
"	توأم لڑکے پیدا ہونے کی دعا	۱۶۲۱	تاریخ وفات
۱۶۲۸	سرکاری تحریرات	"	○ میاں خوشی محمد ڈروہ والہ
"	رسید مبلغات	"	خلعت سرداری
"	بیعنامہ	۱۶۲۲	تاریخ وفات
۱۶۲۹	اولاد	"	قطعہ تاریخ
۱۶۳۰	یارِ طریقت	"	○ میاں سلطان شیر ڈروہ والہ
"	تاریخ وفات	۱۶۲۳	شجرہ بیعت
"	○ میاں رستم علی بن فوجدار علی	"	فیضانِ کثیر
"	اشعار خوانی	"	اولاد
"	اولاد	۱۶۲۴	یارانِ طریقت
۱۶۳۱	تاریخ وفات	"	تاریخ وفات
"	○ میاں امام علی ڈروہ والہ	۱۶۲۵	○ میاں حشمت علی ڈروہ والہ
"	اخلاق	"	اخلاق و عادات
"	خاندانی تاریخ	"	اولاد
"	اولاد	۱۶۲۶	تاریخ وفات
۱۶۳۲	تاریخ وفات	"	○ میاں دیوان علی ڈروہ والہ
۱۶۳۳	باب نہم	"	معمولات

۱۴۲۳	طبقة مہتمم نوشاہیہ صالحیہ	۱۴۲۳	○ حاجی الحرمین میاں نواب علیؒ
۱۴۲۴	باب اول	۱۴۲۴	ادکار و اعمال
۱۴۲۵	○ حضرت سید صالح محمد چک ساہو والہؒ	۱۴۲۵	حج و زیارات
۱۴۲۶	ادواتِ جمیلہ	۱۴۲۶	استقامت
۱۴۲۷	نام و لقب	۱۴۲۷	اپنے خاندان پر احسان
۱۴۲۸	نسب نامہ	۱۴۲۸	اشاعتِ کتب
۱۴۲۹	تحقیقِ نسب	۱۴۲۹	تصانیف
۱۴۳۰	خاندانی حالات	۱۴۳۰	کتوبات
۱۴۳۱	عہدِ طغرائیت	۱۴۳۱	کتوبِ اول
۱۴۳۲	تحصیلِ علم	۱۴۳۲	کتوبِ دوم
۱۴۳۳	واقفہٴ بیعت	۱۴۳۳	کتوبِ سوم
۱۴۳۴	اخلاق و عادات	۱۴۳۴	اولاد
۱۴۳۵	آدابِ مرشد	۱۴۳۵	تاریخ و وفات
۱۴۳۶	ادب کی غایت	۱۴۳۶	قطعہ تاریخ
۱۴۳۷	فائدہ	۱۴۳۷	○ میاں نبی بخش بن پیراں بخشؒ
۱۴۳۸	خدماتِ مرشد	۱۴۳۸	قطعہ تاریخ پیدائش
۱۴۳۹	جاں نثارانہ خدمت	۱۴۳۹	اولاد
۱۴۴۰	اخفاۓ احوال	۱۴۴۰	○ میاں شاہ محمدؒ
۱۴۴۱	فائدہ	۱۴۴۱	صفات و کمالات
۱۴۴۲	جذب و استغراق	۱۴۴۲	خاندانی روایات
۱۴۴۳	توجہ کا اثر	۱۴۴۳	مردوں کا دورہ
۱۴۴۴	کرامات	۱۴۴۴	اولاد
		۱۴۴۵	تاریخ و وفات

۱۶۶۱	تحصیل علوم و فنائن	۱۶۵۰	شہتیر کا بڑھ جانا
۱۶۶۲	شغل تدریس	"	فائدہ
"	اولاد کے ولی اللہ ہونے کی بشارت	۱۶۵۱	ایک مرید کو شیر سے بچانا
"	اولاد	"	فائدہ
۱۶۶۳	تاریخ وفات	۱۶۵۱	سادات خوارزمی کے متعلق پیشگوئی
"	قطعہ تاریخ	"	غزل گوئی
"	○ سید شیر محمد	۱۶۵۲	معتبرین کمالات
"	اخلائے احوال	"	اولاد
۱۶۶۵	اولاد	"	یارانِ طریقت
۱۶۶۶	مدفن	۱۶۵۳	مدحیات
۱۶۶۷	باب سوم	۱۶۵۴	ابیات
"	○ سید محمد ظریف	"	تاریخ وفات
"	فنائین	"	مدفن
"	بھائی پر جان فدا کرنا	۱۶۵۷	تعمیرِ روضہ
"	وفات کے بعد زندہ ہونا	"	قطعہ تاریخ
"	نور کا مشاہدہ	۱۶۵۸	نقشہ روضہ شریف
۱۶۶۸	قبر کا فیض	"	○ سید عاشق محمد بن باجاہ و اولاد
"	تاریخ وفات	"	اخلاق
"	قطعہ تاریخ	۱۶۵۹	بن باجاہ میں ورود
"	○ سید عبدالہادی	"	اولاد
"	دستی تحریر	۱۶۶۰	مدفن
۱۶۶۹	غزل	۱۶۶۱	باب دوم
"	شاعری	"	○ سید فیض اللہ

۱۶۶۴	شجرہ پنجابی	۱۶۶۰	دیگر
۱۶۶۵	معالہ	"	تاریخ وفات
"	فقیر	"	○ سید عبدالواسع
"	درویش	۱۶۶۱	بیعت طریقت
"	قلندر	"	سجادگی
"	اولاد	۱۶۶۱	اخلاق و عادات
۱۶۶۸	یاران طریقت	"	کرامات
"	تاریخ وفات	"	غیبی اہل کربلا
۱۶۶۹	قطعہ تاریخ	"	تائیرنگاہ
۱۶۷۰	باب پنجم	۱۶۶۲	اپنی پیرخانہ کی محبت
"	○ سید حاجی شاہ	"	اولاد
"	اخلاق	"	تاریخ وفات
"	مخلوق خدا پر رحم	"	مدفن
"	اولاد	"	قطعہ تاریخ
۱۶۸۱	تاریخ وفات	۱۶۶۳	باب چہارم
"	○ سید معصوم شاہ	"	○ سید محمد ماہ
"	زہد و عبادت	"	تحریر کتب
"	ایک جذامی کو تندرست کرنا	"	واقعات وفات
۱۶۸۲	یاران طریقت	"	تاریخ وفات
"	تاریخ وفات	۱۶۶۴	○ سید عظیم اللہ
۱۶۸۳	باب ششم	"	انگسار
"	○ سید بوٹے شاہ	"	ہجوم خلائق
"	واقعات بیعت	"	کتب خوانی

۱۶۸۹	ملفوظ	۱۶۸۳	اولاد
"	اولاد	"	○ سید کریم شاہ
"	یارانِ طریقت	"	اولاد
"	مرحیات	۱۶۸۴	تاریخ وفات
۱۶۹۰	تاریخ وفات	۱۶۸۵	باب ہفتم
۱۶۹۱	قطعہ تاریخ	"	○ سید جہان شاہ
"	دیگر	"	اولاد
"	دیگر	۱۶۸۶	تاریخ وفات
۱۶۹۲	○ سید پڑھے شاہ	۱۶۸۶	قطعہ تاریخ
"	پیر کی محبت	"	○ سید برہان شاہ
۱۶۹۲	اولاد	"	اخلاقِ حسنہ
۱۶۹۳	تاریخ وفات	"	تعمیرِ مسجد
"	قطعہ تاریخ	"	اولاد
"	○ سید شرف شاہ	۱۶۸۶	تاریخ وفات
"	معمولات	"	○ سید قاسم شاہ
"	کرامات	"	فنِ کتابت
"	قوم لڑکے پیدا ہونے کی دعا	"	دستخط
۱۶۹۴	دریا سے پایاب گزرنا	"	اولاد
"	ایک شخص کو بددعا	۱۶۸۸	باب ہشتم
"	اولاد	"	سید شرف شاہ سائل اوان والد
"	یارانِ طریقت	"	اخلاق و کمالات
۱۶۹۵	تاریخ وفات	"	مگرے پانی سے پایاب گزرنا
"	○ سید جلال شاہ	"	ایک شخص کو مجذوب بنانا

۱۸۰۵	قلعہ تاریخ	۱۷۹۵	بیعتِ طریقت
۱۸۰۶	○ سید فضل شاہ	"	شہرہ بیعت
"	اخلاق و عادات	۱۷۹۶	پیشہ معاری
"	اولاد	"	معمار کہلانا
۱۸۰۷	تاریخ وفات	"	دربار و انا صاحب سے فیض پانا
۱۸۰۸	باب نہم	۱۷۹۷	درگاہ و انا صاحب سے عقیدت
"	○ سید غلام محی الدین	"	پیار صاحب کا فیض
"	قصیدہ روحی	"	پاک صاحب سے عقیدت
"	تاریخ وفات	"	ایک مخالف شریعت کو تنبیہ
۱۸۰۹	تحت	۱۷۹۸	ایک مولوی سے گفتگو
"	دستخط کاتب و مولف	۱۷۹۸	مرزا قادیانی کے بیٹے سے گفتگو
۱۸۱۰	فہرست کتب ماخذ کتاب ہذا	۱۷۹۹	تحریر کتب
	{	"	سبح مہر
	بترتیب حروف تہجی	"	کرامات
۱۸۲۴	رسائل و اخبارات	"	و عاتے دولت مندی
۱۸۲۵	خاتمہ	"	ایک مرید کو مقدمہ سے خلاص کرنا
۱۸۲۸	ضمیمہ اول	۱۸۰۰	ایک مرید کو تادیب کرنا
	احوال و آثار سید شرافت نوشاہی	"	اولاد
۱۸۲۹	{	"	یارانِ طریقت
	از مولانا محمد اقبال محبِ دہلی	"	مدحیات
۱۸۳۱	تقریب از حکیم محمد موسیٰ اترسری	۱۸۰۱	قصیدہ
۱۸۳۵	مقدمہ از مولف	"	دیگر
۱۸۳۸	اشاعت ثانی	۱۸۰۳	تاریخ وفات
۱۸۳۹	سرگزشت شرافت بزبان شرافت	۱۸۰۵	

۱۸۶۹	مرتببات شرافت	۱۸۶۱	اشاعت ثانی
//	علوم شرآن ۱	۱۸۶۲	سابقہ پال شریف
۱۸۸۰	فقہ ۲	۱۸۶۵	تصانیف شرافت
//	تصوف ۳	۱۸۶۶	پہلے میرا مطالعہ کیجیے
۱۸۸۲	تاریخ و تذکرہ ۴	۱۸۶۷	تفسیر ۱
//	تاریخ	//	حدیث ۲
//	تذکرہ	//	فقہ ۳
۱۸۸۶	مکتوبات ۵	۱۸۶۹	مناظرہ ۴
۱۸۸۷	سفر نامے ۶	۱۸۵۱	تصوف ۵
۱۸۸۸	نسب نامے اور شجرے ۷	۱۸۵۴	تاریخ و تذکرہ ۶
//	اوراد و عملیات ۸	۱۸۶۶	فضائل و مناقب ۷
۱۸۹۰	ادب ۹	۱۸۶۷	نسب نامے اور شجرے ۸
۱۸۹۱	لغت ۱۰	//	نسب نامے
۱۸۹۲	طب ۱۱	۱۸۶۸	شجرے
//	متفرد علوم ۱۲	//	ذاتی حالات ۹
۱۸۹۵	اقتنایہ	//	مکاتیب
۱۸۹۷	ضمیمہ دوم	۱۸۷۰	روزنامے
۱۸۹۹	معارف شرافت	۱۸۷۱	سفر نامے
//	از حکیم سید شفیق الرحمن نوشاہی	۱۸۷۲	اوراد و عملیات ۱۰
//	الطب والجرأت	۱۸۷۳	ادب ۱۱
۱۹۰۱	اول	۱۸۷۴	تحقیق و تنقید ۱۲
۱۹۰۲	مقالہ چہارم - ایک انٹرویو	۱۸۷۵	طب ۱۳
//	سوال نمبر ۱ مع جواب	۱۸۷۶	متفرقات ۱۴

۱۹۱۸	ضلع مظفر گڑھ	۱۹۰۲	سوال نمبر ۲
"	ضلع پشاور	۱۹۰۳	سوال نمبر ۳
"	ضلع کراچی	۱۹۰۵	سوال نمبر ۴
۱۹۲۱	ضلع حیدرآباد	۱۹۰۶	سوال نمبر ۵
۱۹۲۳	مقالات	۱۹۰۸	سوال نمبر ۶ بے جواب
۱۹۲۵	مقالہ ۱ جناب اشفاق احمد خان	"	سوال نمبر ۷
۱۹۲۹	مقالہ ۲ آقائی احمد منزوی ایرانی	۱۹۰۹	سوال نمبر ۸
۱۹۳۲	ترجمہ اردو مقالہ ۲ از رضا اللہ شاہ عارف	"	سوال نمبر ۹
۱۹۳۵	مقالہ ۳ ڈاکٹر ظہور الدین احمد لاہور	۱۹۱۱	دوم
۱۹۳۹	مقالہ ۴ پروفیسر سید نور شید حسین بخاری	۱۹۱۲	مقالہ پنجم
۱۹۵۶	مقالہ ۵ پروفیسر سید آفتاب احمد نقوی	"	ذوق علمی کی ایک جھلک
۱۹۶۳	مقالہ ۶ راجا رشید محمود ایم اے	"	کتب خانوں کی ضلع وار فہرست
۱۹۶۸	مقالہ ۷ پروفیسر محمد اقبال مجددی	"	ضلع لاہور
۱۹۶۲	مقالہ ۸ علامہ محمد افضل طور	۱۹۱۳	ضلع سیالکوٹ
۱۹۶۳	مقالہ ۹ ڈاکٹر احمد حسین قریشی گجراتی	"	ضلع گوجرانوالہ
۱۹۶۸	تبصرے	۱۹۱۵	ضلع شیخوپورہ
"	تبصرہ ۱ ہفت روزہ "فریڈیا" لاہور	"	ضلع راولپنڈی
۱۹۶۹	تبصرہ ۲ ہفت روزہ "المام" بہاول پور	"	ضلع گجرات
۱۹۸۰	تبصرہ ۳ روزنامہ "جسارت" کراچی	۱۹۱۶	ضلع سرگودھا
۱۹۸۲	تبصرہ ۴ ماہنامہ "الفرد" ساہیوال	"	ضلع فیصل آباد
۱۹۸۳	تبصرہ ۵ آقباس "معارف" مظفر گڑھ	"	ضلع ملتان
۱۹۸۵	تبصرہ ۶ بٹن "اسلام آباد"	۱۹۱۸	ضلع بہاول پور
۱۹۸۵	ترجمہ اردو	"	ضلع رحیم یار خان

- مکتوب محمد بن مسکین نوشاہی فیصل آبادی ۱۹۹۸
 مکتوب ڈاکٹری بخش خان بلوچ اسلام آباد ۱۹۹۹
 مکتوب محمد حسن خان میرانی بساوی پوری ۲۰۰۰
 " مکتوب مشفق خواجہ کراچی
 مکتوب میاں محمد ریاض انسپکٹر کراچی ۲۰۰۱
 مکتوب سید صفیر حسین سروردی رحمن پوری ۲۰۰۲
 مکتوب نور سلطان رجوک ۲۰۰۳
 " مکتوب الحاج محمد لطیف (ریٹائرڈ گارڈ)
 مکتوب عبدالزاق متعلم ایف لے کھاریاں ۲۰۰۴

- تبصرہ ماہنامہ "فیض الاسلام" راولپنڈی ۱۹۸۶
 تبصرہ ماہنامہ "کتاب" لاہور ۱۹۸۸
 تبصرہ روزنامہ "نوائے وقت" لاہور ۱۹۸۹
 تبصرہ ماہنامہ "فیض حرم" لاہور ۱۹۹۰
 تبصرہ ماہنامہ "شمس المشائخ" ناروال ۱۹۹۰
 تبصرہ ماہنامہ "فکر و نظر" اسلام آباد ۱۹۹۲
 مکاتیب ۱۹۹۵
 " مکتوب محمد حسین تسلیمی ایرانی
 مکتوب پروغیر محمد ایوب قادری کراچی ۱۹۹۶
 مکتوب ڈاکٹر احمد حسین قزوینی گجراتی ۱۹۹۷

۲۰۰۶

عکس تحریر سید حافظ برخند دار بحر العشق

۲۰۰۷

عکس تحریر سید حافظ جمال اللہ تقیہ اعظم

۲۰۰۸

" " " " " "

۲۰۰۹

عکس تحریر سید حافظ محمد حیات ربانی

۲۰۱۰

" " " " " "

۲۰۱۱

عکس تحریر سید حافظ نور اللہ مفتی رسول نگر

۲۰۱۲

" " " " " "

۲۰۱۳

عکس تحریر سید حافظ الہی بخش منظر حق

۲۰۱۴

عکس تحریر سید حافظ قسطل اسد نوشاہ ثانی

۲۰۱۵

عکس تحریر مولانا سید محمد امین مختار

۲۰۱۶

عکس تحریر سید حافظ محمد شاہ قسطل مختار

۲۰۱۷

عکس تحریر سید غلام منصف نوشاہی نوشاہ ثانی

۲۰۱۸

نور اللہ منطقی سید بشیر احمد بشارت

۲۰۱۹

عکس تحریر سید بشیر احمد بشارت

۲۰۲۰

قصیدہ در شان مصنف کتاب از علامہ طور

۲۰۲۳

قطع تاریخ بلاغت از جناب قدا

سوم

فہرست مضامین

یہ اُن لوگوں کے اسماء کی فہرست ہے جن کی ولادت یا وفات وغیرہ کی تاریخیں اس میں ضمناً یا ماشیہ پر آگئی ہیں
بکروف تہجی

		الف
۸۷۷	اعجاز حسین بن الطاف حسین ڈھلوالہ	آصف محمود بن رؤف احمد سلیم لاہوری
۸۵۲	اعظم حسین بن سلطان عالم بڑجن والہ	آفتاب احمد بن وزیر محمد لاہوری
۷۷۴	افتخار الحق میسر بن افضل ولی لاہوری	ابراہیم بن پیر بخش پھڑی والہ
۱۱۱۶	افضال السبطین شاہ بن بشیر احمد بشارت	ابصار الحق بن پیر ولی لاہوری
۷۷۳	افضل ولی بن واصل حق لاہوری	ابوباشم صوفی
۱۲۶۰	اکبر علی بن میراں بخش رن ٹوی	اجمل حسین بن پیر عالم چک سواری والہ
۱۵۵۶	اکبر علی بن نبی بخش رمانی بھڑیوالہ	احسن ولی حکیم بن واصل حق لاہوری
۸۷۷	الطاف حسین بن فضل حسین ڈھلوالہ	
۸۱۰	اللہ دتہ بن حسن محمد داؤد والہ	
۱۲۰۰	اللہ دتہ بن دیدار بخش	احمد الدین بن روشن دین ساہنپالی
۱۶۷۷	اللہ دتہ بن مردان علی نوشہروی	احمد علی بن رحمت علی پانڈوکی وارہ
۱۲۹۲	الہ بخش گلگو کپور تھلوی	احمد یار صلاح ساہن پالوی
۱۳۹۵	الہداد تارڑ سجد اللہ پوری	ارجن گورو
۱۵۲۵	الہدین بن پیر بخش بھڑیوالہ	اسٹیل مچی - ٹامپلی گورھایاں والہ
۸۰۹	الہ دین بن شہاب الدین خلیفہ	اعجاز احمد بن وزیر محمد لاہوری

۱۵۹۳	بیر خاں بن گل محمد خاں گلگڑ	۱۲۹۱	الہی بخش جٹ فقیر بھڑیوالہ
	پ		امام الدین بن قطب الدین باقندہ دولت نگری ۱۴۱۳
۱۲۹۹	پیر عالم بن حیدر خان محمد چک سواریوالہ	۷۷۳	افتخار الحق تاج بن افضل ولی لاہوری
۱۶۹۱	پیر فضل بن حسن محمد نوشہروی	۷۷۲	امداد الحق بن شاہ ولی لاہوری
۱۲۰۱	پیر محمد بن دیدار بخش	۱۲۱۳	امیر الدین بن صاحبزادہ
۹۶۷	پیر محمد بن غلام رسول ساہن پالوی	۷۷۲	انوار الحق بن دیدار الحق لاہوری
۷۶۹	پیر ولی بن عارف حق لاہوری	۱۷۱۳	ابوہریرہ بن محمد شاہ بن سلطان مست نوشہروی
	ت		ب
۸۸۱	تصدق حسین بن سلطان عالم بڑجن والہ	۱۲۹۲	باغ علی فقیر نامبھوی
۱۳۰۱	تصدق حسین بن محمد افضل	۱۷۶۳	باغ علی بن محمد شاہ چک سادہ والہ
۹۴۷	تصدق حسین بن محمد علی دھیر کے والہ	۱۲۴۵	بالے شاہ بن گلاب شاہ چک سادہ والہ
۱۲۹۹	تصور حسین شاہ بن غلام رسول برق	۱۳۸۲	باہگ سنگھ بن عطر سنگھ ذیلدار
۱۴۹۳	توکل باقندہ نقر	۱۵۹۳	بیج خاں بن گلگڑ شاہ
	ج		بڈے شاہ بن فضل الدین رملوی
۱۰۲۳	جاوید اختر بن فقیر محمد کراچی والہ	۱۲۶۰	برکت علی بن میراں بخش مرزائی
۱۷۸۳	جعفر شاہ بن کرم شاہ چک سادہ والہ	۱۳۲۰	بشیر احمد بن فیض احمد ساہنی پالوی
۱۴۹۲	جلال الدین فقیر نوٹیس والیہ	۱۱۱۳-۱۱۱۸	بشیر بیگم بنت کرم الہی ساہنی پالوی
۱۴۱۶	جلال شاہ بن سکندر شاہ چک سادہ	۱۱۱۷	بلقیس خانم بنت بشیر احمد بشارت
۱۰۲۳	جمشید اختر بن فقیر محمد کراچی والہ	۱۵۴۹	بوٹے شاہ بن امیر شاہ بھٹری والہ
	ج	۹۸۵	بوٹے شاہ بن کرم الہی پانڈوکی والہ
۱۷۳۸	چمن پیر بن محمد اسلم نوشہروی	۱۲۷۰	بہاول صالح پوری
۱۵۷۴	چمن شاہ بن خدا بخش بھٹری والہ	۱۳۸۰	بھاون شاہ لاہوری
	ح	۷۶۹	بیدار بخت بن منظر الحق لاہوری

۱۵۴۳	حاکم دین بن احمد الدین بھٹری والد	۱۶۱۱	ولد ار احمد بن نذر محمدی الدین نوشہروی
۱۲۱۶	حاکم شاہ بن سکندر شاہ چک سادہ	۷۷۲	دیدار الحق بن حسن ولی لاہوری
۱۷۳۶	حامد گنج بخش کلان اوجی	۱۲۱۶	دیوان شاہ بن سکندر شاہ
۱۷۱۰	حسن اختر بن محمد امین نوشہروی	۱	ر
۷۲۱	حسن محمد سیرا حنفی وھریکانی	۱۵۹۲	راجہ خاں بن عاصی خاں گکھڑ
۷۷۲	حسن ولی بن واصل حق لاہوری	۱۶۱۶	رحمت اللہ شاہ بیگو والیہ
۹۰۶	حسین بی بی بنت غلام علی شاہ ساہن پالوی	۱۳۹۰	رحمت بی بی زوجہ جیاتیا نوالہ رسول نگری
۱۲۸۹	حضور خیرا	۹۸۳	رحمت علی بن جلال الدین پانڈوکی والد
۱۱۱۷	حنیفہ خانم بنت بشیر احمد بشارت	۱۲۶۰	رحمت علی بن مہراں بخش رن ملوی
۷۶۰	حیدر شاہ بن علا محمد ساہنپالوی	۷۶۲	رشید الحسن بن فقیر احمد لاہوری
۱۲۱۲	حیدر شاہ بن محمد شاہ رنملوی	۲۰۴	رشید بیگم بنت غلام مصطفیٰ نوشاہی
خ		۱۱۱۵	رضا اللہ شاہ بن بشیر احمد بشارت
۷۸۹	خضر حیات بن عبدالکریم عباسی صھلی	۱۲۹۶	رضا حسین شاہ بن غلام رسول برق
۹۸۲	خضر علی بن رحمت علی پانڈوکی والد	۰۳	رضیہ بیگم صفیری بنت غلام مصطفیٰ نوشاہی
۹۸۳	خورشید علی بن رحمت علی پانڈوکی والد	۲۰۲	رضیہ بیگم کبریٰ بنت غلام مصطفیٰ نوشاہی
۱۷۰۸	خورشید میراں بن محمد الدین نوشہروی	۱۲۹۲	رمضان فقیر روشن شاہی
۱۲۶۷	خوشی محمد بن اللہ دتہ چک سواریوالہ	۹۲۹	روف احمد سلیم بن عبدالحق لاہوری
۱۲۹۲	خوشی محمد فقیر	۷۲۱	روشن دین بن پیراں دتہ ساہنپالوی
۰	خیر الدین فقیر شہورہ والد	۱۲۶۰	روشن علی بن میراں بخش
د		۲۳۰	ریاض الحسن بن شریف احمد شرافت
۱۸۲۵	دادو کرمانی	ز	ز
۱۰۱۸	دنوازا احمد بن ممتاز احمد ساہنپالوی	۱۶۳۰	زمان شاہ مجاور نوشہروی
۱۲۹۰	دستے شاہ فقیر	س	س

۱۲۵۶	شیر علی بن سلطان علی رن طوی	۱۵۹۳	سپہر خاں بن راجہ خاں
۱۸۵۳	شیر محمد شہر قہوڑی	۸۵۵	سنی محمد مجذوب
	ص	۱۲۵۸	سردار بیگم بنت چمن شاہ رسولگری
۸۵۲	صابر حسین بن سلطان عالم بڑجن والد	۱۵۵۹	سردار شاہ بن الہی بخش بھڑی والد
۸۰۶	صابر بی بی بنت غلام علی	۱۰۱۸	سرفراز احمد بن ممتاز احمد ساہنپالی
۱۲۹۰	صدیق شاہ جٹ فقیر	۲۲۲	سعید الطغر بن شریف احمد شرافت
۲۲۲	صدیقہ البکری بنت شریف احمد شرافت	۱۸۵۷	سلام اللہ شائق حنفی
۱۲۹۹	صفر حسین شاہ بن غلام رسول برق	۷۶۴	سلطان حق بن نیاز محمد ساہنپالی
۱۲۱۲	صفر شاہ بن حیدر شاہ رن طوی	۱۹۷۳	سلطان سکندر بن سلطان شاہ نوشہروی
۲۰۳	صفیہ بیگم بنت غلام مصطفیٰ نوشاہی	۱۲۰۰	سلطان علی بن نیک محمد
۶۳۳	صلاح بن جمعہ ترکمان	۱۲۹۱	سلطانی فقیر و صوبی
	ط	۱۷۶۳	سید احمد بن فیض اللہ چک سادہ والد
۰۰۱	طالب حسین بن محمد عالم بڑجن والد		شس
	ظ	۱۷۲۹	شاہ بخش بن میراں بخش نوشہروی
۲۹۹	ظاہر شاہ بن غلام رسول برق	۹۲۰	شاہ محمود بن مختار احمد لاہوری
۱۲۲	ظہر محسن بن معشوق علی ساہن پالوی	۱۲۷۰	شاہ محمد ترکمان ایسن والد
	ع	۷۷۲	شاہ ولی بن واصل حق لاہوری
۱۳۱	عاشق علی بن شیر علی ساہن پالوی	۱۵۶۵	شہ افت علی بن علی محمد بھڑی والد
۵۹۳	عاصی خاں بن معزم خاں گکڑ		عبد الرحمن بن مظہر حسن ساہن پالوی
۷۸۲	عابشہ بی بی زوجہ بیٹے شاہ چک سادہ والد	۱۸۳۵	مس الدین بابکب سادہ لاہور
۲۲۳	عباس علی شاہ بن ساکم شاہ	۸۰۷	شہاب الدین خلیفہ نورپوری
۲۱	عبد العزیز بن عبد العزیز نوشہروی	۹۸۲	شہاب الدین قلیو بی
۵۷	عبد الرحمٰن بن غلام رسول بھڑی والد	۷۱	شیخ احمد بن حسن محمد حنفی مرہیونی

۷۶۰	غلام ایباکس بن حیدر شاہ ساہن پالوی	۱۷۲۱	عبد الرشید بن عبد الحمید نوشہروی
۱۵۶۲	غلام حسین بن اللہ دتہ بھڑی والد	۱۵۵۹	عبد العزیز بن عمر الدین بھڑی والد
۱۲۱۳	غلام حسین بن علم الدین	۱۷۲۱	عبد العقاد بن خورشید احمد نوشہروی
۱۱۹۵	غلام حسین بن محمد نیک	۱۷۶۳	عبد القادر بن فیض اللہ چک سادہ والد
۱۸۵۷	غلام دستگیر نامی لاہوری	۱۷۲۱	عبد القدیر بن عبد الحمید نوشہروی
۷۶۱	غلام رزاق بن حیدر شاہ ساہن پالوی	۷۸۸	عبد الکریم عباسی بن عمر حیات چنبلی
۱۲۹۹	غلام رسول برق بن چراغ محمد چک سوار یوالہ	۱۵۲۵	عبد اللہ بن علم الدین بھڑی والد
۱۵۵۷	غلام رسول بن اکبر علی بھڑی والد	۱۷۳۷	عبد الوہاب بن شہر اللہ چک سادہ والد
۱۳۰۰	غلام سرور بن چراغ محمد چک سواری والد	۲۲۵	عزرا بیگم بنت شریف احمد شرافت
۷۶۵	غلام عباس بن حیدر شاہ ساہن پالوی	۱۷۲۳	عطا محمد بن سلطان شیر ڈوہ والد
۱۷۱۲	غلام فاطمہ بنت پریم شاہ نوشہروی	۷۷۳	عظیم الرحمن بن احسن ولی لاہوری
۱۷۰۷	غلام مرتضیٰ بن غلام حسن نوشہروی		علی احمد بن گامے شاہ رن ملوی
۱۵۹۲	غلام مرتضیٰ نظام آبادی	۱۷۶۳	علی صغیر بن سید احمد چک سادہ والد
۱۵۶۲	غلام مصطفیٰ بن غلام حسین بھڑی یوالہ	۱۵۵۹	عمر الدین بن الہی بخش بھڑی والد
۱۲۷۰	غلام محمد یاحی والد	۷۸۸	عمر حیات بن غلام حسین چنبلی
۲۲۳	غلام محمد چٹھ منجری	۹۵۱	عمر رازین بہا والحق لاہوری
۱۳۹۹	غلام محمد بن محمد احسن گنگوالی	۱۵۳۳	عمر شاہ بن قادر بخش
۱۱۹۵	غلام محی الدین بن محمد نیک ہاشمی	۸۵۲	غایت حسین بن سلطان عالم بڑجن والد
۱۲۲۱	خوش محمد بن اللہ جوایا راجور یوالہ	۱۵۴۷	غایت علی بن کریم الہی بھڑی والد
	ف	۱۲۹۰	عیسیٰ شاہ پٹھان مجاور بھڑی
۱۹۷۷	فتح شیر بن مردان علی نوشہروی		غ
۸۱۷	فرمان علی بن نور عالم اگر ویہ والد	۱۳۸۹	شاہ غریب گاجر گویہ
۸۵۹	فرمانش دین بن عمر الدین ساہن پالوی	۷۶۱	غلام اسحاق بن حیدر شاہ ساہن پالوی

۱۵۳۶	کرم الہی بن شمس الدین بھڑیوالہ	۷۶۴	فرید محسن بن لطیف احمد لاہوری
۱۴۹۱	کرم دین باقندہ کوٹ لالہ والہ	۱۲۶۶	فضل احمد بن گامے شاہ رن بلوی
۸۰۹	کرم دین بن محمد بخش لوہار یا دیووالہ	۱۷۲۰	فضل احمد بن محمد الدین نوشہروی
۱۷۹۳	کرم شاہ بن علی اصغر چک سادہ والہ	۱۲۷۰	غنیل اعظم بن شیر علی صالح پوری
۱۲۶۰	لکھو شاہ مجاور بھڑی	۹۹۳	فضل حسین بن بوٹے شاہ ساہن پالوی
۱۲۸۰	کیسر شاہ بن غلام حسین قادری وایا نوالی	۱۶۶۹	فضل حسین بن غلام محمد نوشہروی
	گ	۱۵۱۶	فضل حسین بن کرم الہی بھڑی والہ
۱۵۶۲	گلگھڑ شاہ مورث قوم گلگھڑ	۷۶۳	فقیر محمد بن نور حق لاہوری
۱۱۹۷	گلاب دین بن امیر بخش	۱۰۲۲	فقیر محمد بن نور الہی کراچی والہ
۱۲۱۶	گلاب شاہ بن سکندر شاہ	۲۲۲۲	فہیدہ خانم بنت شریف احمد شرافت
۱۶۹	گل حسین بھاکری	۸۲۱	فیروز علی بن حسن عالم اگر دیہ والہ
۱۷۱۱	گلزار احمد بن خورشید احمد نوشہروی	۱۲۵۷	فیض علی بن متکم علی
۱۵۶۳	گل محمد خاں بن قدو خاں گلگھڑ	۱۷۲۰	فیض محمد بن شاہ محمد نوشہروی
۷۶۶	گیلانی بخش بن علی احمد چک والہ		ق
	ل	۱۵۹۳	قدو خاں بن کھن خاں گلگھڑ
۱۴۹۰	لالے شاہ موجی رتہ و صوٹھراں والہ	۱۱۱۳	قدوس اختر بن بشیر احمد بشارت
۷۶۳	لطیف احمد بن نور حق لاہوری	۸۲۵	قربان علی اصغر بن پیر عالم رسول نگری
۵۹۳	لکھن خاں بن لوہر خاں گلگھڑ	۱۲۰۰	قطب الدین بن خاں ملک
۱۵۹۳	لوہر خاں بن منگ خاں گلگھڑ	۱۶۹۰	قطب الدین دولت نگری
	م	۱۳۰۰	قطب شاہ بن غلام رسول برق
۱۶۹۲	ماہلا بن سید امارت رائے والہ		ک
۱۴۹۰	ماہی شاہ خوجہ تھابی	۸۰۶	کاکو بی بی بنت غلام علی ساہنپالوی
	مبارک الدین بن روشدین ساہنپالوی	۱۷۹۵	کالو گوج چک سادہ والہ

۱۶۰۸	محمد سعید بن غلام قادر نوشہروی	۱۲۹۰	مستے شاہ بوگی بھیر
۹۶۶	محمد سلیم بن محمد شریف و حلوال	۸۷۹	محمد الدین مولیٰ حنفی
۱۳۱۱	محمد شاد بن گوہر شاہ زن ملوی	۱۵۶۰	محبوب عالم بن علم الدین بھڑی والد
۸۶۵	محمد شریف بن محمد عالم و سلووال	۸۵۱	محبوب عالم بن نظام الدین بڑھن والد
۱۶۴۰	محمد شمس بن نظام محمد نوشہروی	۷۷۲	محمس اختر بن شاہ ولی لاہوری
۱۶۶۹	محمد صفحہ بن محمد شمس نوشہروی	۱۶۱۰	محمد اختر بن محمد امین نوشہروی
۱۲۰۱	محمد عالم بن احمد	۱۳۳۸	محمد اسلم بن نواب علی نوشہروی
۱۳۹۱	محمد علی اعوان فقیر بھڑیوال	۱۵۹۲	محمد اتھت بن محمد بن فاروقی پنجوی
۱۳۹۰	محمد علی جوگہ نقیر اوکھہ دار	۱۰۲۳	محمد انظم بن فقیر محمد کراچی والد
۱۲۵۰	محمد علی بن پیراغ عالم	۱۰۲۹	محمد افضل بن شاہ بخش نوشہروی
۹۳۶	محمد علی بن سلطان احمد وھیر کے والد	۱۵۲۵	محمد الدین بن پیر بخش بھڑی والد
۱۶۱۰	محمد فضل بن غلام حنفی نوشہروی	۱۵۶۶	محمد الدین بن سمس الدین بھڑی والد
۹۲۲	محمد نواز مسفر بن فیروز علی آگر دیہ والد	۱۷۰۸	محمد الہ بن بن غلام حسن نوشہروی
۹۲۲	محمد محفوظ اکبر بن فیروز علی آگر دیہ والد	۱۳۹۲	محمد الدین نو مسلم ٹکیر پوالہ
۹۷۴	محمد نذیر بن نبی بخش ساہن پالوی	۱۲۹۲	محمد الدین ماہمی بھڑی خود
۱۲۶۹	محمد نسیم بن پیر عالم چک سواری والد	۱۷۰۰	محمد امین آجی بن محمد فیاض نوشہروی
۷۲۳	محمد نواز بن شاہ محمد ڈڑوہ والد	۸۳۱	محمد بخش بن پیر بخش تارڑ عادل کڑی
۹۳۱	محمد یار باغیہ عادل کڑی	۱۷۹۵	محمد بخش مہار گجراتی
۱۵۶۲	محمد یوسف بن غلام حسین بھڑی والد	۸۵۸	محمد حسین بن امام الدین ساہنیا لوی
۱۵۵۶	محمد و الحسن بن عبدالعزیز بھڑی والد	۱۸۳۰	محمد حسین مبارک رقم ناول گرامی
۱۶۱۰	مختار احمد انصاری بن محمد امین نوشہروی	۷۷۲	محمد ذوالقرنین بن افضل ولی لاہوری
۱۶۱۰	مختار احمد اکبر بن محمد امین نوشہروی	۹۷۲	محمد رشید بن نبی بخش
۹۲۰	مختار احمد بن عبدالنقی لاہوری	۱۰۳۶	محمد سبطین بن مظفر حسین ساہن پالوی

۹۳۲	منظور محسن بن معشوق علی ساہن پالوی	۱۰۱۸	مختار حسن بن ممتاز احمد ساہن پالوی
۱۵۹۳	حکمت خاں بن سپہر خاں گلگھر	۱۰۳۶	مذکر حسین بن غلام احمد کاتب ساہن پالوی
۱۰۳۵	منور حسین بن غلام احمد ساہن پالوی	۷۶۹	مرغوب الحق بن پیرولی لاہوری
۹۹۲	مولا بخش بن بوٹے شاہ ساہن پالوی	۱۰۳۵	مرغوب حسین بن منور حسین
۱۵۹۳	مہال خاں بن بیج خاں گلگھر	۱۲۹۰	مستان شاہ کلبر والیہ
۱۵۸۰	مہر شاہ بن امام شاہ بھڑی والہ	۷۶۴	مسعود احمد بن نور حق لاہوری
۷۶۹	میراں بخش بن علی احمد چک والہ	۱۳۹۰	مسعود حسین بن حیاتیاں والہ رسول نگری
۴۲۲	نابید سلطانہ بنت ریاض الحسن ساہنپالوی	۱۵۲۶	مشتاق احمد بن سید احمد بھڑی والہ
۱۲۵۳	نبی بخش بن غلام رسول	۱۰۳۵	منظر حسین ظفر بن غلام احمد ساہنپالوی
۵۵۱	نبی حسین بن سلطان عالم بڑجن والہ	۱۲۷۰	منظر سلیم بن فضل عظم لاہوری
۶۸۲	نتھے شاہ راجوت	۷۶۹	منظر الحق بن پیرولی لاہوری
۱۲۹۱	نتھے شاہ موچی فقیر	۹۸۳	منظر باری بن رحمت علی پانڈوکی والہ
۱۶۱۱	نثار احمد بن نذر محمدی الدین نوشہروی	۱۶۱۱	منظر حسین بن محمد فاضل نوشہروی
۱۰۵۱	نذر محمد بن میراں بخش ساہنپالوی	۱۳۰۸	معروف حسین شاہ بن چراغ محمد چک اریواڑہ
۱۶۱۱	نذر محمدی الدین بن محمد فاضل نوشہروی	۹۳۱	معشوق علی بن شیر علی ساہن پالوی
۷۶۴	نذیر احمد بن نور حق لاہوری	۱۵۹۳	معظم خاں بن مہال خاں گلگھر
۴۰۲	نذیر سلیم بنت غلام مصطفیٰ نوشاہی	۹۳۲	مقصود محسن بن معشوق علی ساہنپالوی
۷۷۰	نصرت الحق بن پیرولی لاہوری	۱۳۵۱	ملک شاہ بن شاہ دین بسراوی
۸۴۲	نصیر احمد بن محمد محفوظ اگر ویہ والہ	۱۰۱۷	ممتاز احمد بن کرم الہی ساہنپالوی
۱۲۹۳	نظام الدین امین آبادی	۹۸۳	منظور احمد بن رحمت علی پانڈوکی والہ
۱۲۰۱	نواب الدین بن عظیم اللہ	۹۸۵	منظور حسین بن بوٹے شاہ پانڈوکی والہ
۱۲۲۲	نواب الدین بن قمر الدین	۱۰۰۱	منظور حسین بن محمد عالم بڑجن والہ
			منظور حسین ساہن پالوی

۱۲۱۰	واصف محمود بن رؤف احمد سلیم لاہوری	۸۵۸	نور حسین بن امام الدین ساہن پالوی
۱۰۲۲	وزیر محمد اصغر بن نور الہی ساہن پالوی	۹۶۹	نور حسین بن رحیم اللہ پانڈکلی والہ
۱۲۶۲	وزیر محمد بن فضل عالم دین تلوی	۸۴۶	نور حسین بن غلام محمد ساہن پالوی
۷۶۶	ولایت حسین بن گیلانی بخش چک والہ	۷۶۳	نور حق بن نیاز محمد لاہوری
۱۲۹۰	ولایت شاہ فقیر	۱۸۵۱	نور محمد تاضی قلعہ والہ
۵		۸۵۳	نیک عالم بن نظام الدین بڑجن والہ
۱۵۰	بارون الرشید عباسی خلیفہ		و
	‡ ‡ ‡	۸۵۲	وارث حسین بن سلطان عالم بڑجن والہ

عرض حال

حق تعالیٰ کا شکر ہے کہ ترپن سال کی متواتر کوشش سے کتاب شریف التواریخ تین جلدوں میں پائیہ تکمیل کو پہنچی اور اس کی پہلی جلد ۱۳۹۹ھ میں زیور طباعت سے آراستہ ہو کر قارئین کرام کے سامنے آچکی ہے۔ اس میں احباب مخلصین کی معاونت قابلِ ضدِ تحسین ہے۔ اب یہ دوسری جلد جو حجم میں اس سے کافی زیادہ ہے قوم کے پیش آکر ہی ہے۔ اس میں بھی اعمباب علم دوستوں نے کافی امداد فرمائی ہے۔ اور ان کی سعی و اعانت سے اس کی کتابت و طباعت کا مرحلہ انجام کو پہنچا ہے۔ ان کے اسمائے گرامی بطور شکریہ یہاں درج کیے جاتے ہیں۔

۳۰۰۰ روپے	ڈھوک شہانی	حاجی نذر محمد ولد ولی محمد کھوکھر
" ۱۰۰۰	راہنپال شریف	سید رضا اللہ شاہ عارف نوشاہی
" ۱۰۰۰	جنڈیالہ بانحوالہ	حاجی محمد منشا ولد بشیر احمد
" ۱۰۰۰	اوکاڑہ	سائیں محمد عظیم حیدر برقندازی
" ۱۰۰۰	شیخوپورہ	ڈاکٹر محمد اسلم نوشاہی
" ۶۰۰	لاہور	صوفی نذیر احمد زائر
۵۰۰	کوٹلی تارڑاں	پہلے غلام حسین سخاری نوشاہی
" ۳۰۰	مرید کے	ایمنہ بی بی زوجہ محمد اسماعیل مرزا
" ۲۰۰	کراچی	میاں محمد ریاض سب انسپکٹر
" ۲۰۰	"	فسیرین اختر زوجہ میاں محمد ریاض
" ۲۰۰	پیرکوٹ	چوہدری مشتاق احمد تارڑ
" ۱۰۰	بھاو پور	میاں محمد حسن خاں میرانی
" ۱۰۰	بھاو لنگر	میاں غلام جیلانی قانون گوئی
" ۱۰۰	لاہور	پیرزادہ فضل میراں گوہر نوشاہی

۱۰۰ روپے	قلعہ دیدار سنگھ	سیاں علی احمد خلیفہ نور پوری
" ۱۰۰	دو شیا توالی ۳۹	مولوی مجذوب ولد رحمت خاں وڑاچ
" ۱۰۰	"	مستری محمد حسین ولد اللہ دتہ ترخان
" ۱۰۰	ڈھل	مستری بشیر احمد لوہار
" ۱۰۰	پشاور	مختار احمد مسالحمہ فروش

ان کے علاوہ جناب مولانا محمد لطیف زار نوشا ہی برقندازی سجادہ نشین دارالبرکات
 بیار شریف نو ضلع شیخوپورہ - مقیم نوشا ہی منزل را جگڑھ لاہور نے اپنے خواص احباب
 کی امداد سے۔ اس کتاب کے کاغذ اور چھپوائی اور جلد بندی کا سارا کام اپنے ذمہ
 لیا۔ اور بڑی محبت اور دلچسپی سے سارا کام اعلیٰ پیمانہ پر انجام دیا۔ اللہ کریم عز اسمہ سب
 معاونین حضرات کو سعادت دارین نصیب فرمائے۔ آمین

ہمارے مجلس دوست حکیم اہل سنت جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری قابل ہزار ستائش ہیں۔
 جنہوں نے اپنے حکیمانہ نوازشات اور فائنلانہ مشورات سے ہر مرحلہ میں ہماری رہنمائی فرمائی
 اور محترم بناب پروفیسر محمد اقبال مجذوب صاحب بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔ جن کو ہماری تصنیفات
 سے کافی دلچسپی ہے۔ اور اس کے متعلق اچھے اچھے تبصروں سے اس کو نوازا ہے۔

اور جناب ڈاکٹر احمد حسین احمد قریشی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی اسٹنٹ پروفیسر زمیندار ڈگری کالج
 گجرات کا بہت بڑا احسان ہے جنہوں نے اس کا علمی مقدمہ لکھ کر کتاب کی اہمیت سے
 اہل علم و فضل کو روشناس کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب احباب کو جزائے خیر
 عطا فرمائے۔

تقدیم

از جناب مولانا ڈاکٹر احمد حسین صاحب قریشی قلعہ داری ایم اے اردو
ایم اے فارسی۔ ایم اے عربی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ اسٹنٹ پروفیسر
زمیندار ڈگری کالج گجرات

شرف التواریخ جلد دوم

تاریخ و تذکرہ نے قومی تعمیر اور اصلاح اخلاق میں قابل تحسین کردار ادا کیا ہے اور یہی
ان کی افادیت اور اسی میں ان کی عظمت ہے۔

بزرگانِ دین کے احوال و آثار ان کے باعث روشنی کے مینار بنے۔ برصغیر پاک و
ہند میں بزرگانِ دین کے بے شمار تذکرے لکھے گئے اور بزرگوں کی پاکیزہ زندگیاں آنے
والے لوگوں کی رہنمائی کرتی رہیں۔ قدیم تذکروں میں اسلوب کا جمود اور بار بار ایک ہی طرح کی
کشف و کرامات کی حکایات موجودہ سائنسی دور میں کچھ نئے تقاضوں سے دوچار ہیں۔ نیز
پرانے تذکروں میں بار بار انہیں بزرگوں کے وہی حالات نقل و نقل درج ہوتے رہے
جو کسی ایک تذکرہ میں ایک دفعہ لکھے گئے جس سے زندگی کے تجربات کچھ محدود ہو کر رہ گئے۔
شرف التواریخ کی اس دوسری جلد میں بیشتر ایسے لوگوں کے حالات درج ہوئے ہیں
جو قدیم تذکروں کی جگالی نہیں۔ سید شریف احمد شرافت نوشاہی نے اپنے ذاتی تحقیق و تجسس
سے ایسے بزرگوں کے حالات زندگی درج ہذا کئے ہیں جن کا ذکر کسی قدیم و معاصر تذکرہ میں
نہیں ملتا۔ جس زندگی کے کچھ نئے تجربات اُبھر کر سامنے آگئے ہیں۔ پھر شرافت صاحب
نے ان حالات کو جدید تنقید کے تقاضوں کے مطابق لکھ کر موجودہ سائنسی دور کے تقاضے
بھی پورے کر دیئے ہیں۔ شرف التواریخ میں ہر بات کی مشاہدہ و حوالہ سے توثیق کر
دی ہے۔

ہمارے ملک میں تحقیق و تفحص کا کام بڑے زور شور سے ہوتا ہے لیکن اس سے

اطمینان و تسلی اس لیے نہیں ہوتی کہ پُرانے تذکروں کو نئے انداز میں پیش کیا جا رہا ہے جس سے حالات کی وہی صورتیں جو صدیوں پہلے کتابوں میں درج تھیں۔ روپ بدل کر ہمارے سامنے آرہی ہیں۔ بنیادی طور پر اس ملک میں کام کرنے والوں کے نام انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ میں بڑے وثوق سے کہہ سکوں گا کہ غلام سرور لاہوری کے بعد اس علاقہ میں سید شریف احمد شرافت نوشاہی کی ذات گرامی نظر آتی ہے۔ جس نے ذاتی تحقیق و تجسس سے نئی صورتیں دکھائی ہیں۔ اور ہزار ہا قابل صد احترام لوگوں کو گناہی کے گڑھوں سے نکال کر حیات جاوداں عطا کی ہے

سید شریف احمد شرافت نے اپنی تمام زندگی اسی شوق اور لگن میں گزار دی۔ نہ اپنے لیے کوٹھیاں بنائیں نہ مربیعے خریدے اور نہ ہی دنیاوی طور پر زندگی کی کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ سمولت مہتیا کی۔ آج تحقیق و تفحص کے سلسلے میں حکومت نے خزانوں کے دروازے کھول رکھے ہیں۔ نمائشی محقق جی بھر کر دولتوں سے دامن بھر رہے ہیں اور زر زمین کی فراوانی کے معراج پر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ سید شرافت کو دیکھئے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب فرمایا کرتے تھے میری ساری زندگی کچھ ریل میں اور کچھ جیل میں بسر ہوئی۔ سید شرافت صاحب کی تمام کی تمام زندگی تحقیق و تجسس کے شوق میں ریل ہی میں بسر ہو رہی ہے۔ اور اس جستجو میں وہ ایسی ایسی غیر معروف جگہوں میں پہنچے۔ جہاں عام آدمی جانے کے لیے سوچ بھی نہیں سکتا۔

مجھے افسوس سے کہنا پڑا ہے کہ حکومت نے سید شریف احمد شرافت جیسے دیوثانیت محقق کی کسی نوع امداد نہیں کی۔ ملک میں اشاعت و طباعت کے سینکڑوں ادارے موجود ہیں لیکن سید صاحب کو اپنی کتاب کی اشاعت تک کے لیے اپنے گھر کی پونجی بیچنا پڑی ہے۔ چہ جائیکہ آپ کی کتاب ادارے شائع کرتے اور موجودہ روش کے مطابق ان کو رانٹا ملی ملتی انعام و اکرام سے نوازا جاتا۔ تاکہ صعوبت کی کوفت قدر سے کم ہو جاتی۔ لوگ شریف التواریخ کے معیار کے متعلق باتیں کریں گے۔ میں بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ گذشتہ کئی صدیوں سے اس موضوع پر اس طرح کی جامع اور مستند کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ تصوف

کے موضوع پر بالخصوص پنجاب کے کلچر کا یہ ایک جامع انسائیکلو پیڈیا ہے۔ جس میں شرافت صاحب نے پنجاب کی کوئی چھ سات سو سال کی رومانی تاریخ کو اس طرح قلمبند کر دیا ہے کہ زندگی کا کوئی پہلو تشنہ نظر نہیں آتا۔

شرفیہ التواریخ میں ہزار ہا ایسے غیر معروف لوگوں کے احوال و آثار جمع ہوئے ہیں جن کا کسی تاریخ و تذکرہ میں اس سے پہلے نام و نشان تک نہیں ملتا۔

شرفیہ التواریخ کی اس جلد میں شرافت صاحب نے علمی و ادبی اصطلاحات، نادر معلومات، عربی، فارسی، اردو، پنجابی کے بے شمار شعراء کا تذکرہ اور نادر و نایاب کلام جمع کر دیا ہے جس سے ادبیات کے محققین کے لیے تحقیق کی بے شمار راہیں کشادہ ہوں گی۔

شعراء و ادباء کے اس طرح کے نادر و نایاب آثار کے ساتھ ساتھ شرافت صاحب نے اپنے ساٹھ سال کے سفر میں کچھ ایسی بے شمار کتابوں کی ورق گردانی بھی کی ہے جن کے نام تک دنیا سے محو ہو چکے تھے۔ حالات و واقعات کی توثیق میں ان کے حوالہ جات درج کئے ہیں۔ اس کی پہلی جلد کا اشاریہ بذاتِ خود اہم ماخذات کا ایک نادر و نایاب مجموعہ ہے جو علمی دنیا میں ایک گرانبھا متاع تصور ہوگا۔

علم و ادب اور پنجاب کے کلچر پر شرافت صاحب کا بڑا احسان ہے کہ ان کے قلم سے ان کو حیاتِ جاواں عطا ہوئی۔ اس احسان کے پیش نظر میں سید شریف احمد شرافت نوشاہی کو مبارک باد کہتا ہوں سلام کرتا ہوں اور ہزار ہا آفرین و تحسین کا نذرانہ پیش کرتا ہوں۔

مجھے اپنی بے بسی پر بار بار رونا آتا ہے۔ اگر میں مغلیہ دورِ حکومت کا کوئی نواب ہوتا تو سید صاحب کو کئی دیہات نہیں پورا ملک انعام کے طور پر جاگیر عطا کر دیتا۔ چونکہ ایک غریب قلم نواز ہوں۔ صرف مخلصانہ دعاؤں کا ہدیہ پیش کر سکتا ہوں۔ اللہ پاک سید شریف احمد شرافت نوشاہی کو اس نیک کام کے بدلے نیک صلہ عطا کرے اور ان کی اس کتاب کو دنیا جہان کے لیے رہنمائی کا موجب بنائے

آمین ثم آمین۔

ڈاکٹر احمد حسین قریشی
۲۰ جنوری ۱۹۸۲ء گجرات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

”سخن خان چنید“

(از محمد لطیف زار لو شاہی - بی - اے)

حمد بے حد اس قادرِ قدیرِ خالقِ بے نظیر کے لیے جو اپنی قدرتِ لاریبِ فیست
قطرے کو سمندر اور ذرے کو آفتاب بنا سکتا ہے جس کام کا کرنا یا ہونا اس کے ارادہِ عالی
میں آجائے اس کے راستے میں کوئی مشکل یا پیچیدگی حائل نہیں ہو سکتی۔ صرف حکم کی دیر ہوتی
ہے اور ہر قسم کی رکاوٹوں اور بندشوں کے بندھن ٹوٹ جاتے ہیں۔ تسخیرِ کوفہ قاف کیا تسخیرِ کائنات
بھی ناممکن نہیں رہ جاتی اور پھر ان حالات میں جہاں تائیدِ صدی کے ساتھ ساتھ دربارِ اید المرسلین
سے بھی اعانت و استعانت شامل حال ہو جائے تو کام کتنا بھی گراں نظر آئے آسان ہو جاتا ہے۔ مزید
برآں جہاں فیضانِ نفوسِ قدسیہ اور اکرامِ حضراتِ اولیاء اللہ کی پشت پناہی حاصل ہو تو پھر کونسی
مشکل ہے جو مشکل رہ سکتی اور کونسی گھاٹی ہے جو تسخیر نہیں ہو سکتی۔ یہی وہ حقیقت تھی جس
کا سہارا فوجِ بندۂ تاجیز و بے مقدار محمد لطیف زار قادری النوشاہی کے لیے حوصلہ افزا ہوا،
اور میں نے اس کتابِ ضخیم شریف التواریح کی طباعت و اشاعت کے لیے ایک تجویز
پیش کی جسے دربارِ صمدیت سے شرفِ قبولیت حاصل ہوا اور فیضانِ نگاہِ رحمتہ للعالمین
سے کتاب ہذا کی جلد اول موسوم بہ تاریخ الاقطاب مشتمل حالاتِ بابرکات از حضور پر نور
سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تاحضرتِ نوشہ گنج بخش قادری قدس سرہ العزیز
۱۲۶۴ صفحات پر مشتمل بہترین کاغذ پر جاذبِ نظر کتابت اور دیدہ زیب طباعت کے
ساتھ قابلِ دید جلد میں منصفہ شہود پر آئی اور علمی ادبی حلقوں سے تحسین و آفرین کے
انعامات سے مالا مال ہوئی۔ اخبارات و رسائل نے بھرپور اداریے لکھے اور اہلِ علم نے
دل کھول کر داد دی۔ کتاب چونکہ درست احباب کے تعاون سے پایہ تکمیل کو پہنچی تھی۔ اس
واسطے اس کی تقسیم میں کسی مالی منفعت کو ملحوظِ خاطر نہ رکھا گیا اور کتاب اہلِ ذوق تک

پہنچا دی گئی۔ اس کے بعد اس کتاب شریف التواریخ کی جلد دوم موسوم بہ طبقات نوشاہیہ کا معاملہ درپیش تھا۔ یہ جلد پہلی جلد سے بھی ضخیم تھی اور اگرچہ اصل مسودہ کوئی چودہ پندرہ سو صفحات پر مشتمل تھا مگر کاتب حضرات نے اپنی فنی قلم کاریوں سے اسے کوئی دو ہزار صفحات کے قریب پہنچا دیا۔ حضرت عالی مرتبت سید شریف احمد شرافت نوشاہی مدظلہ العالی نے کتابت کے بوجھ اور اخراجات کو اپنے احباب کے تعاون سے برداشت فرمایا۔ ان حضرات کے اسماء اور امداد و تعاون کی تفصیل حضرت مولف نے صفحہ ۱۳۶ تا ۱۳۷ پر درج فرما کر ان کی نیکی کو اجاگر فرما دیا ہے اس کے اگے اس کتاب ضخیم کے لیے کاغذ کی خریداری طباعت اور جلد بندی کے بعد اشاعت وغیرہ کے گراں اخراجات تھے جن کی برداشت کے لیے کتاب مجھ بے بضاعت کے سپرد کر دی گئی۔ یہ میرے لیے انتہائی سعادت تھی کیونکہ جہاں تک کتاب کی طباعت کا تعلق ہے تو جیسا میں نے جلد اول کے شروع میں اپنے نوٹ گذارش احوال میں واضح کر دیا ہے۔ کتاب کی طباعت کی پیش گوئی کئی سال پہلے ہو چکی تھی اور ایک پیش گوئی میں ایک لطیف سا اثناء اس کتاب کی اشاعت کا ٹھہرا ہوا بیروز و بیچ عدان ناچیز خاکسار کی طرف موجود ہے اور تصدیق بزبان عالی جناب پروفیسر الیوب قادری صاحب ”مردے از غیب بروں آید و کاسے بکند“ میں فی الحقیقت اسی بندہ بے مقدار محمد لطیف ناز کی طرف نشاندہی کی گئی تھی۔ لہذا میں نے کتاب کی طباعت وغیرہ میں خطر اخراجات جن کا مجھے اہل سمجھا گیا۔ بطیب خاطر قبول کئے اور یہ کہ مطلوبہ رقم کیسے فراہم ہوں گی۔ اس کا کسی قسم کا خطرہ میری بے بضاعتی پر ہرگز اثر انداز نہ ہوا۔ کیونکہ مجھے عین الیقین کے ساتھ حق الیقین تھا کہ مسبب الاسباب قادر مطلق جل و علی اپنے حبیب کریم رؤف درحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت عظیم کے طفیل رقم کی فراہمی کے لیے بہترین سبب پیدا فرمادے گا۔ چنانچہ ٹھیک اس طرح ہوا جب میں نے اپنے احباب کے رویہ معاملہ پیش کیا تو سب سے پہلے میرے عزیز القدر محترم المقام دوست حکیم قدرت اللہ اقبال نوشاہی یونانی نارمسی غلام محمد آباد ر فیصل آباد، نے مبلغ دس ہزار روپے کا گراں قدر عطیہ مرحمت فرمایا اور انہی کی ترغیب سے میرے محترم کرم فرما عالی جناب حکیم محمد اعظم صاحب

(فصل آبار) نے مبلغ پانچ ہزار روپے کی رقم خطیر عطا فرمائی۔ یہاں پر اس بات کا تذکرہ بھی ضروری ہے کہ میرے محب خاص عزیزی حکیم قدرت اللہ اقبال موصوف نے قبل ازیں پہلی جلد کی اشاعت میں بھی گراں قدر عطیات سے نوازا تھا۔ اور اس کے بعد میری مؤلفہ کتاب لڈکرہ حاجی حسین بخش نوشاہی مرحوم و مغفور (جو میرے قبلہ والد محترم اور حکیم قدرت صاحب کے مُرشد ارشد تھے) کے جملہ مصارف اپنی گروہ سے برداشت کر کے کتاب کی اشاعت و تقسیم کی سعادت حاصل کی۔ عزیزی حکیم صاحب اور محترمی حکیم محمد اعظم ہر دو اصحاب کی گراں بہا اعانت نے میرے حسن اعتقاد کو اور جلا بخش اور میرا علم الیقین مزید مستحکم ہوا۔ ان کے علاوہ میرے قابل فخر مہربان دوست بابو عبدالحمید صاحب ستاری (مرید کے) نے مبلغ گیارہ صد روپے عطا فرمائے اور میرے کرم فرما چوہدری فضل الہی نوشاہی صاحب (منڈی مرید کے) نے مبلغ ایک ہزار روپے اور میرے عزیز محرم حاجی محمد اسلم نوشاہی صاحب (مرید کے) نے مبلغ پانچ صد روپے اپنی طرف سے اور مبلغ دو صد روپے رانا عبد الواحد صاحب کی طرف سے دیئے۔ میرے عزیزاں ڈاکٹر غلام رسول باجوہ اور چوہدری فیض رسول باجوہ جو نوشاہی سلسلہ میں میرے ساتھ متعلق ہیں ہر دو برادران نے مبلغ ایک ایک ہزار روپے ادا کیے۔ میرے کرم فرما محترم بابو فیض رسول صاحب نوشاہی (ستارہ خدمت) نے بھی مبلغ دو صد روپے کا عطیہ دیا۔ ان کے علاوہ میرے کچھ دوستوں نے وعدے بھی کئے ہیں۔ جن میں میرے عزیز محب خاص الحاج عبدالمجید نوشاہی (ریاض سعودی عرب) نے مبلغ تین ہزار روپے کا وعدہ کیا ہوا ہے اور محترم المقام روف زکریا کچلو صاحب صدر انتظامیہ مسجد غوثیہ راج گڑھ نے بھی ایک ہزار روپے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ یہ رقوم مل جانے سے بفضلہ بوجہ اور ہلکا ہو جائے گا۔ ان کے علاوہ محترم المقام عالی قدر حکیم خوش منظر جناب حکیم محمد موسیٰ صاحب چشتی امرتسری جن کے احسانات اور قابل فخر مشوروں سے یہ کتاب مزین ہوئی اور کتاب کی تزئین و آرائش میں انہی کی احسن تجاویز کار فرما رہیں، نے نہ صرف یہ کہ اپنی گروہ سے مبلغ دو صد روپے کی رقم عطا فرمائی بلکہ مستجاب دعاؤں سے کتاب کی اشاعت و طباعت کو پایہ تکمیل تک پہنچایا اور دعائیں یہاں تک تاثر پائی کہ روضہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری کے

موقع پر بھی کتاب کو یاد رکھا اور اس کی اشاعت کی منظوری کے لیے وہاں بھی عرض کرتے رہے
جو یقیناً "مترقبولیت سے بہرہ ور ہوئی۔"

میں اپنے ان احباب کے لیے دل کی گہرائیوں سے دعا گو ہوں۔ رب کریم انہیں دینی
دنیوی سعادتوں سے بہرہ ور کرے۔ اور ان کے دلوں کو دولتِ استغناء سے مالا مال فرمائے
امین بجاہِ حرمتِ سید المرسلین امام الاوائلین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

گدائے کوئے نوشاہ عالیجہ

نوشاہی منزل

محمد لطیف زار قادری نوشاہی

محمدی پارک۔ راجگڑھ۔ لاہور

خطیب جامع غوثیہ۔ راجگڑھ۔ لاہور

دوشنبہ ۲۲ نومبر ۱۹۸۲ء

جب کیا فنکر کہ تا بنج بھلا کیا ہوگی

ارمغانِ اعلیٰ کہا زار نے کیا خوب کہی

۱۴۰۳ھ



الحمد لله الذي لا اله الا هو منفرد بذاته وصفاته وهو السميع العليم
والصلوة والسلام على رسوله محمد بنى الكريم وعلى اله واصحابه
مع التسليم.

حق تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں اپنے بندوں کو صراطِ مستقیم اختیار کرنے کے واسطے نعم علیہ
گروہ کار استہ طلب کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ حسب الارشاد انعم اللہ علیہم
من النبییین والصدیقین والشہداء والصلحین انبیاء کرام اور اولیائے عظام
ہی انعام یافتہ ہیں کیونکہ پیغمبروں کے بعد جو تینوں مرتبے بیان ہوئے ہیں یہ اولیاء اللہ کے ہیں۔ پس
اولیائے حق کے اتباع کے واسطے ان کے حالات کو منضبط کرنا ایک ضروری امر ہے۔ ان کے حالات
پڑھ کر سالک کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ ایمان تازہ ہو جاتا ہے اور ریاضات و عبادات کی ہمت
پڑتی ہے۔ دل قوی ہو جاتا ہے۔ گویا ان کی صحبت معنوی حاصل ہو جاتی ہے۔ اور ان جیسے اعمال صالحہ
کرنے کی توفیق عطا ہوتی ہے۔ اور بگم من تشبہ بقوم فهو منهم انہیں لوگوں میں شمار
ہونے کا استحقاق حاصل کرتا ہے۔

محمد کو ابتدائے شعور سے اہل اللہ کی جماعت سے محبت و مشق ہے۔ اور بگم من احب
شیئاً اکثر ذکرہ اسی پاکیزہ گروہ کے حالات اور تذکرے پڑھنے اور لکھنے کا شغف ہے۔ چنانچہ اس
پہلے اس کتاب (شریعت التواریخ) کی پہلی جلد سلسلہ عالیہ قادریہ کے مشایخ کے حالات میں ہر
دس سال میں مرتبہ تکمیل کو پہنچ کر ۱۳۵۵ھ میں بنام تاریخی (تاریخ الاقطاب) قارئین کرام کا

ہدیہ نظر ہو چکی ہے۔ اس کے بعد خاندان نوشاہی کی تاریخ کا شوق پیدا ہوا۔ اس کے لیے بے شمار کتب خانے ملاحظہ کیے اور بکثرت کتابوں کا مطالعہ کیا اور حضرات نوشاہیہ کے خاندانی مخطوطات اور ذاتی دستاویزات سے بھی فائدہ اٹھایا تا آنکہ عرصہ چھبیس سال کی دن رات محنت اور اُن تک کوشش کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس خاندان کی تاریخ کا کافی مسودہ جمع ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی تائید اور اولیاء اللہ کی برکات شامل حال ہوئیں کہ یہ دوسری جلد مرتب ہو کر آج خاندان کی خدمت میں پیش ہو رہی ہے۔ مضامین کے لحاظ سے اس کو سات طبقات پر تقسیم کر کے اس کا نام طبقات التوشاہیہ رکھا گیا ہے جن کی تفصیل یہ ہے: (۱) نوشاہیہ آبائیہ جدیدہ (آباد اجداد مولف) (۲) نوشاہیہ برخورداریہ (۳) نوشاہیہ ہاشمیہ (۴) سلیمانہ (۵) رحمانیہ (۶) سچاریہ (۷) صالحیہ۔

میں ان سب حضرات کا تہ دل سے مشکور و ممنون ہوں جنہوں نے اپنے کتب خانے اور کاغذات فراخ دلی سے پیش کیے اور اس کتاب کی تالیف میں دل و جان سے میری امداد فرمائی۔ علاوہ دیگر اجاب کے بزرگانِ ذیل کا شکریہ بالخصوص ادا کرتا ہوں جنہوں نے پرائی قلمی کتابوں کے نسخے عنایت فرمائے:

۱۔ سید محمد عالم خلیف الرشید سید پیر محمد صاحب برخورداری ڈھلوی ساہنپالوی نے کتاب تذکرہ نوشاہیہ۔

۲۔ سید وزیر محمد خلیف الرشید سید فضل عالم ہاشمی رتن لوی نے کتاب ستر مکنون۔

۳۔ شیخ جیاتیاں والد خلیف الصدق شیخ چمن شاہ سلیمانی رسول ٹکری نے کتاب ثواقب المناقب۔

۴۔ میاں شاہ محمد خلیف الرشید میاں مردان علی سچاری نوشہروی نے کتاب غزیرۃ الفقرا۔

۵۔ حاجی آغا میر احمد صدیقی پشاوری نے کتاب الاعجاز المعروف رسالہ احمد بیگ۔

۶۔ حاجی حکیم صوفی نیک محمد قادری نوشاہی سجادہ نشین شہر قہر نے کتاب تخالف قدیمہ۔

۷۔ حافظ محمد ضیاء الحق ٹوشنویس لاہوری نے کتاب چار ہمار۔

اس کے علاوہ کنز الرحمت کے قلمی ماہر مطبوعہ نسخے اور دیگر مضامین متفرقہ اپنے ہدی

کتب خانے سے ملے۔

جن حضرات نے اپنے بزرگوں کے متعلق مضمون لکھ کر عنایت فرمائے ہیں اور یہ ہیں:

۱- میرے والد ماجد سراج السالکین تاج الواصلین اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ المتخلص بہ نوشاہی مدظلہ العالی نے حالات کی فراہمی میں بے شمار کوشش فرمائی ہے اور ایک ضخیم مسودہ جمع کیا ہے۔ اس کتاب کا زیادہ تر ماخذ وہی ہے۔

۲- سید پیر فضل حسین خلیف الرشید سید غلام حسن صاحب برخورداری ڈھلوی ساہنپالوی۔

۳- سید محمد عالم خلیف الرشید سید نظام الدین برخورداری ساکن بڑجن ضلع میرپور۔

۴- سید محمد علی خلیف الرشید سید سلطان احمد برخورداری ساکن دھیر کے خورد ضلع گجرات۔

۵- سید شیر علی خلیف الرشید سید سلطان علی صاحب ہاشمی رن ملوی۔

۶- حافظ منظور حسین خلیف الرشید شیخ سردار شاہ سلیمانی ساہنپالوی

۷- حاجی پیر معصوم شاہ خلیف الرشید پیر فضل شاہ صالحی ساکن چک ساہ ضلع گجرات۔

ان سب حالات مسطورہ کو میں نے اپنی عبارت میں درج کتاب کیا ہے۔ میں نے

حتیٰ الوسع کوشش کی ہے کہ اس کتاب میں صحیح روایات درج ہوں جو روایت کے لحاظ سے بھی

سچی ثابت ہوں اور تاریخوں کی تحقیق میں بھی کافی کوشش کی ہے جو ناظرین سے پوشیدہ نہیں ہے۔

ہر ایک بزرگ کے ذکر میں اس کا شجرہ نسب، شجرہ بیعت، تاریخائے ولادت اور

وفات قمری جبری، تعلیم و تربیت، ریاضت و مجاہدہ، اخلاق و عادات، کرامات، علیات،

مکتوبات، طفولیات، تصنیفات، اولاد، یارانِ طریقت، مدحیات وغیرہ عنوانات کے ماتحت

جو مضمون ملا ہے تحریر کر دیا ہے۔ اگر کسی کی نظم یا نثر ملی ہے تو نمونہ بکلام یاد مستحفظ بھی لکھ دیا ہے۔

حالات کی ترتیب شجرہ نسب کے لحاظ پر رکھی ہے۔ بڑے بھائی کی اولاد پہلے اور چھوٹے کی اولاد

کا بعد میں تذکرہ کیا ہے۔

یہ کتاب روحانی طور پر دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور درگاہ نوشاہ عالیجاہ میں

منظور ہو چکی ہے اور وہی اس کے سرپرست ہیں۔ انھیں کی امداد روحانی سے مرتبہ تکمیل کو

پہنچی ہے ورنہ نہیں کیا! اور میری بساطِ علمی کیا! اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توجہات

اور حضرت نوشہ گنج بخشؒ کی برکات شامل حال نہ ہوتیں تو میں کبھی اس کلام کو انجام تک نہ پہنچا
سکتا تھا۔ فلله الحمد في الاولى والاخرة۔

فقیر سید شریعت احمد شرافت علوی

عباسی قادری نوشاہی بر خورداری

عفا اللہ عنہ

درگاہ عالیہ نوشاہیہ ساہن پال شریعت ضلع گجرات

یکشنبہ ۱۷ رجبی الثانی ۱۳۸۱ھ / ۲۶ نومبر ۱۹۶۱ء

مقدمہ

صوفی اور تصوف

صوفی ایسے شخص کو کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی معرفت کی شراب سے ہر وقت محو اور مستغرق رہے۔ حضرت امام ابو القاسم قشیریؒ کے رسالہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ:

۱۔ عصرِ اول میں برکتِ صحبتِ حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلمانوں کا نام صحابہ رکھا گیا۔

۲۔ اس کے بعد جن لوگوں نے صحابہ کرام کی صحبت پائی ان کو تابعین کے نام سے پکارا جانے لگا۔

۳۔ تابعین سے صحبت رکھنے والوں کے لیے تبع تابعین کا لفظ ایجاد ہوا۔

۴۔ اس کے بعد لوگوں میں اختلاف ہو گیا، یہاں تک کہ بعض لوگوں نے اپنے اپنے فرقہ کے خواص لوگوں کے واسطے زُہاد اور عباد کا لفظ ایجاد کیا۔

۵۔ زُہاد و عباد کے بعد صوفی کا لفظ رائج ہوا۔ حضرت ابو ہاشم محمد بن احمد کوفیؒ سب سے پہلے شخص ہیں جو صوفی کہلائے۔

تبع تابعین کے بعد بہت سے فرقے ہو گئے تھے اور ہر فرقہ کو زہد و اتقا کا دعویٰ تھا اور اُس کے ساتھ حُتّ جہا بڑھی ہوئی تھی اور اس امر کا امتیاز قریب قریب غیر ممکن تھا کہ حقیقی معنوں میں زاہد کون ہے۔ اس امر کا امتیاز حاصل کرنے کے لیے بعض اہل دل حضرات نے صوفی کا لقب اختیار کر لیا۔ بلکہ یوں سمجھیے کہ جن بزرگوں نے طلبِ جاہ اور زُہاد کے جھگڑوں سے الگ ہو کر عیسوی اختیار کر لی وہ صوفی کہلائے۔

صوفی کی وجہ تسمیہ میں اختلاف ہے؛
 ۱۔ بعض کا قول ہے کہ "صوف" بفتح صا و کے معنی یکسو

ہونے کے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ یہ لوگ دنیا سے الگ رہ کر کیسوٹی میں خدا تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اس لیے یہ صوفی کہلائے۔

۲۔ بعض کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے کے باعث یہ لوگ برگزیدہ ہو جاتے ہیں اور برگزیدہ کو عربی میں "صنی" کہتے ہیں۔ امتداد زمانہ کی وجہ سے صنی سے بدل کر لفظ صوفی مشہور ہو گیا۔

۳۔ بعض کا ارشاد ہے کہ صوفی کا لفظ اہل صفہ صحابیوں کی طرف نسبت ہے صفہ چوترے کو کہتے ہیں۔ اصحاب صفہ سے وہ غریب مسلمان مراد ہیں جن کو گھر تک نصیب نہ تھا۔ مسجد نبوی کے چوترے پر ڈیرہ رکھتے۔ جنگل سے لڑیاں لا کر بقدر ضرورت فروخت کر کے بسر اوقات کرتے۔ باقی وقت کلام اللہ شریف کی تلاوت میں صرف کرتے یا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے علوم باطنی حاصل کرتے۔

۴۔ بعض کا قول ہے کہ صوف بضم صاد اُس کپڑے کو کہتے ہیں جو جانوروں کی اون سے بنایا جاوے اور اسی سے کھبل وغیرہ بنایا جاتا ہے۔ چونکہ اکثر اولیاء اللہ اولی باس یا کھبل وغیرہ پہنتے ہیں۔ اس لیے اُن کو صوفی کہا جاتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے: علیکم بلبس الصوف یعنی اُون کا کپڑا پہننا تمہارے لیے لازم ہے۔

۵۔ بعض کہتے ہیں کہ صوفی کے معنی مخلص ہیں جیسا کہ مصباح التفرق ص، سے ظاہر ہے۔ چونکہ یہ لوگ خلوص قلب سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں تو اللہ واہوں کو صوفی یعنی مخلص کہا جاتا ہے۔

زمانہ حاضرہ کے بعض مخالفین کا خیال ہے کہ عباسیہ ایک اعتراض کا جواب خاندان کے زمانہ خلافت میں بہت سی یونانی کتابوں کے عربی میں ترجمے ہوئے۔ ان میں لفظ "تھیوسوف" سے اسلام میں "تصوف" کا لفظ بنایا گیا ہے یا حضرات صوفیہ نے مراقبہ وغیرہ کے اصول یونانیوں سے اخذ کیے ہیں۔

یہ عقربین کی سخت غلطی ہے کیونکہ خلیفہ ہارون الرشید کے زمانے میں دارالترجمہ قائم ہوا اور وہ ۱۰۰ھ میں تحت خلافت پر بیٹھا حالانکہ حضرت ابو ہاشم صوفی جنہوں نے سب سے پہلے اپنے لیے صوفی کا لفظ اختیار کیا تھا۔ وہ ۵۰ھ میں انتقال کر چکے تھے۔ تو ثابت ہوا

کہ دارالترجمہ قائم کرنے والے خلیفہ کے سترہ جلسوں سے بیس سال پہلے صوفی اور تصوف کا لفظ ایسا اور اور رائج ہو چکا تھا۔

ڈاکٹر نکلسن کا مضمون جو جامعہ دہلی کے پرچہ محرم ۱۳۲۵ء میں ترجمہ ہو کر شائع ہوا ہے اس سے ہمارے دعوے کی تائید ہوتی ہے۔ اس کا اقتباس یہ ہے:

تصوف کو عیسائیت، یونانی مذہب اور حکمت یا ہندوستانی معتقدات سے ماخوذ بتانا حقیقت نامر نہیں ہے بلکہ تصوف اصلی اور بنیادی طور پر اسلام ہی سے تعلق رکھتا ہے۔ (رسالہ مولوی دہلی شعبان ۱۳۲۵ء)

پہلا صوفی حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی علیہ الرحمۃ نے نغمات الانس میں لکھا ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابو ہاشم محمد بن احمد کوفی صوفی کے نام سے مشہور ہوئے جنہوں نے رطلہ شام میں صوفیوں کے لیے خانقاہ بنوائی۔ اور وہ شام میں اس وقت شیخ وقت تھے۔ ان کے معاصر حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ اگر ابو ہاشم صوفی نہ ہوتے اور ریا کے دقائق بیان نہ فرماتے تو ریا کی واقفیت نہ ہوتی۔ اور ابو ہاشم کے دیکھنے سے پہلے میں نہ جانتا تھا کہ صوفی کیا ہوتا ہے۔

چونکہ تصوف بابِ تَعَمُّل سے ہے۔ اور تَعَمُّل تکلف کا مقتضی ہے۔ اس لیے حضرات صوفیہ نے اس کے تین درجے قرار دیے ہیں:

۱۔ صوفی: جو اپنے آپ سے فانی ہو اور حق سے داخل ہو اور حقیقۃً الحقایق تک پہنچ گیا ہو۔
۲۔ متصوف: جو مجاہد سے صوفی کے درجہ کی طلب رکھتا ہو۔

۳۔ مستصوف: جو دنیا کے دکھانے کے لیے اپنے آپ کو صوفیوں کی طرح بنائے۔ اور تصوف کی اس کو کچھ خبر نہ ہو۔ ایسے شخص کی نسبت کہا گیا ہے: المستصوف عند الصوفیۃ کالذباب وعند غیرہم کالذیاب۔ یعنی صوفیوں کے نزدیک مستصوف مثل کھس کے ہے اور دوسروں کے نزدیک مثل بھیریا کے ہے۔

ترجمنا چاہیے کہ صوفی صاحبِ وصول ہے، اور متصوف صاحبِ اصول۔ اور مستصوف صاحبِ فضول۔

اولیائے کرام نے تصوف کی تعریف میں بہت کچھ ارشاد فرمایا ہے
تصوف کی تعریف اور ہر ایک بزرگ نے اپنے مذاق اور اپنے حال کے مطابق اس کی
 تعریف کی ہے۔

۱۔ حضرت شیخ معروف کرخیؒ کا ارشاد ہے کہ حق شناسی اور مخلوق کے ہاں دولت سے لاپرواہ
 ہونے کو تصوف کہتے ہیں۔

نیز فرماتے ہیں کہ تصوف حقایق کا پانا، دقائق کا کنا، اور جو کچھ خلائق کے ہاتھ میں ہے
 اس سے نوید ہونا ہے۔

۲۔ سید الطائفہ حضرت شیخ ابوالقاسم جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں، التصوف مبنی علی
 ثمان خصال السخاء والرضاء والصبر والاشارة والغربة ولبس الصوف والسیاحۃ
 والفقر۔ اما السخا فلابراہیم علیہ السلام واما الرضا فلانسعیل علیہ السلام
 واما الصبر فلایوب علیہ السلام واما الاشارة فلزکریا علیہ السلام واما
 الغربة فلیحیی علیہ السلام واما لبس الصوف فلموسی علیہ السلام واما
 السیاحۃ فلعیسی علیہ السلام واما الفقر فلمحمد صلی اللہ علیہ وسلم
 وعلیہم اجمعین۔ یعنی تصوف کی بنیاد آٹھ خصلتوں پر ہے (جو انبیاء کے خصال ہیں) پہلی
 سخاوت یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صفت ہے (کہ آپ نے اپنے بیٹے کو راہِ مولانا میں قربان کر لیا)
 دوسری رضا، یہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کی صفت ہے (کہ راہِ حق میں اپنی جان عزیز خدا کرنے میں
 کچھ پروا نہ کی اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کی) تیسری صبر، یہ حضرت ایوب علیہ السلام کی صفت ہے
 (کہ جسم میں کیڑے پڑ جانے کی بلا میں آپ نے صبر کیا) چوتھی اشارت، یہ حضرت زکریا علیہ السلام کی
 صفت ہے (کہ حق تعالیٰ نے آپ کو فرمایا تم تین روز لوگوں سے کلام نہ کرو گے مگر اشارہ سے)
 پانچویں غربت، یہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی صفت ہے (کہ اپنے وطن میں بھی غریب رہے اور بلوچوں
 اپنے اعزہ و اقارب میں رہنے کے ان سے بگاڑ رہے) چھٹی صوف پہننا، یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
 کی صفت ہے (کہ آپ ان کے کیڑے پختے تھے) ساتویں سیاحت، یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 کی صفت ہے (کہ آپ سیاحت میں ایسے صاحبِ تجربہ تھے کہ سوائے ایک پیالہ اور کنگھی کے

اور کچھ ساتھ نہ رکھتے تھے۔ ایک شخص کو دیکھا کہ چلو سے پانی پی رہا ہے تو پیالے کو پھینک دیا۔ پھر ایک شخص کو دیکھا کہ انگلیوں سے بال سنوار رہا ہے تو کنگھی کو بھی پھینک دیا (آٹھویں فقرہ یہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ہے کہ خدا تعالیٰ نے رشتے زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں آپ کے سپرد کر دیں کہ جو چاہو استعمال کرو اور اپنے آپ کو تکلیف سے بچالو۔ آپ نے دنیا کو قبول نہ کیا اور فقر کو پسند رکھا) (کشف المحجوب اردو ص ۷۳)

نیز حضرت جنیدؒ نے فرمایا ہے: التصوف نعت اقيم العبد به قبل نعت للعبد امر لاحق فقال نعت الحق حقيقة ونعت العبد رسم۔ یعنی تصوف ایک صفت ہے کہ بندہ اس کے ساتھ قائم رہتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ یہ صفت بندے کی ہے یا حق کی۔ تو جواب دیا کہ حقیقت میں یہ خدا کی صفت ہے اور رسمی طور پر بندہ کی صفت۔ (کشف المحجوب ص ۶۹)

نیز حضرت جنیدؒ کا قول ہے کہ تصوف اسے کہتے ہیں کہ انسان کا خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسا گہرا تعلق ہو جائے کہ غیر اللہ کا علاقہ اس میں ہرگز خارج نہ ہو سکے۔

۳۔ حضرت شیخ ابوبکر شبلیؒ نے فرمایا ہے: التصوف شرك لانه صيانة القلب عن رؤية الغير۔ یعنی تصوف شرک ہے کیونکہ وہ دل کو نگاہ رکھنا ہے غیر کے دیکھنے سے۔ اور غیر کا وجود حقیقت میں نہیں ہے (یعنی توحید ثابت کرنے میں غیر کی رویت شرک ہے) (کشف المحجوب ص ۷۲)

۴۔ حضرت شیخ عمرو بن عثمانؒ نے فرمایا ہے: تصوف یہ ہے کہ بندہ ہر وقت ایسی چیز کے ساتھ مشغول ہو جو اس وقت میں سب سے اولیٰ تر ہو۔

۵۔ حضرت شیخ زویم بن احمدؒ فرماتے ہیں کہ تصوف کی بنیاد تین چیزوں پر ہے۔ اپنے آپ کو سب سے حقیر اور عاجز سمجھنا۔ ایثار اور سخاوت کو شیوہ اختیار کرنا۔ خود غرضی اور اپنے اختیارات کو ترک کر دینا۔

۶۔ جب حضرت شیخ حسین بن منصور حلاجؒ کو سولی پر چڑھانے لگے تو حضرت شیخ شبلیؒ پاس تھے۔ پوچھا: اے حلاج! تصوف کیا ہے؟ فرمایا: جو کچھ تم دیکھ رہے ہو، یہ اس کا کتر درجہ ہے۔ انہوں نے پوچھا: بلند تر درجہ کیا ہے؟ فرمایا: وہاں تک تم کو رسائی نہیں۔

۷۔ حضرت شیخ ابوحنیفہ حادؒ کا قول ہے کہ تصوف ہمد اوست کا نام ہے۔

۸۔ حضرت شیخ ابو محمد ریشی فرماتے ہیں، تصوف ایک حالت ہے جس پر طاری ہو اُس کو گفتگو سے غائب کر دیتی ہے اور خدا تعالیٰ تک لے جاتی ہے اور وہاں سے اُس وقت واپس لاتی ہے جب وہ نیست ہو جائے اور خدا تعالیٰ ہی باقی رہ جاوے۔

نیز فرمایا: تصوف حسن خلق کا نام ہے۔

۹۔ حضرت شیخ سمون محب کذاب کا قول ہے کہ تصوف اس کا نام ہے کہ انسان نہ اپنے آپ کو کسی چیز کا مالک سمجھے اور نہ خدا نے تعالیٰ کے سوا کسی اور کو اپنا مالک تصور کرے۔

۱۰۔ حضرت شیخ ابو الحسن نوری نے فرمایا ہے: تصوف نہ علوم ہے نہ رسوم۔ اگر علوم ہوتا تو پڑھنے سے حاصل ہو جاتا۔ اور اگر رسوم ہوتا تو مجاہدے کے ساتھ حاصل ہو جاتا۔ بلکہ وہ اخلاق ہے تخلقوا باخلاق اللہ اور خدا کے اخلاق سے متخلق ہونا علوم و رسوم سے نہیں ہوتا۔

۱۱۔ حضرت جمال الدین ہانسوی فرماتے ہیں کہ تصوف باب تفاعل سے ہے۔ اس کا مادہ صوف ہے۔ اس کی تشریح یہ ہے۔ ص سے مراد صفا۔ و سے مراد ونا۔ ف سے مراد فنا۔

۱۲۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نے فرمایا ہے۔ علوم متداولہ کا خلاصہ علم تفسیر و حدیث و فقہ ہے اور یمینوں علموں کا خلاصہ علم تصوف ہے۔

۱۳۔ حضرت شیخ عبدالوہاب شعرانی "طبقات الکبریٰ میں لکھتے ہیں کہ جب اویا اللہ کے دل کتاب و سنت پر عمل کرنے سے روشن ہو جاتے ہیں تو علم تصوف ان کے دلوں میں ظاہر ہوتا ہے۔

۱۴۔ حضرت سید العارفین شاہ حاجی محمد نوشہ گنج بخش علوی قادری نے فرمایا ہے: التصوف ہو تصحیح الخیال۔ یعنی تصوف خیال کو پاکیزہ کرنا ہے۔

۱۵۔ حضرت سید حافظ نور اللہ صاحب نوشاہی برخورداری نے فرمایا ہے: تصوف یہ ہے کہ جو کچھ تیرے خیال میں ہے اُس کو ترک کر دے۔ اور جو کچھ تیرے پاس ہے وہ دے دے۔ اور جو کچھ تجھ پر مصیبت آوے اُس کو برداشت کرے۔

۱۶۔ بعض صوفیائے کرام کا قول ہے: التصوف ترک التکلف۔ یعنی تصوف تکلف کے ترک کرنے کو کہتے ہیں۔

۱۷۔ بعض بزرگوں نے فرمایا ہے: تصوف کے چار حروف ہیں۔ ت سے مراد تفرید۔

ص سے مراد صوم۔ و سے مراد وحدت۔ ف سے مراد فقر۔

جو لوگ تصوف کے اوصاف سے متصف ہو جائیں وہ اصل صوفی صوفی کی تعریف ہوتے ہیں۔ اولیائے کرام نے صوفی کی تعریف میں مختلف ارشادات

فرمائے ہیں۔ چننا کا برمشایخ کے اقوال یہاں درج کیے جاتے ہیں،

۱۔ سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادی نے فرمایا ہے، صوفی وہ ہے جس کا دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح سلیم و فیب ہو۔ یعنی دنیا کی محبت سے سلامت ہو اور خدا پاک کے فرمان بجالانے والا ہو۔ اور اس کی تعلیم حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرح ہو۔ اور اس کا اندوہ حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح ہو۔ اور اس کا فقر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح ہو۔ اور اس کا صبر حضرت ایوب علیہ السلام کی طرح ہو۔ اور اس کا شوق حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح مناجات کے وقت ہو۔ اور اس کا اخلاص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح ہو۔

۲۔ حضرت شیخ ابوبکر شبلی نے فرمایا ہے: الصوفی لا یری فی الدارین مع اللہ غیر اللہ۔ یعنی صوفی وہ ہے جو دو جہانوں میں سوائے خدا کے عز و جل کے کوئی چیز نہ دیکھے۔ اور سب امور میں بندہ کی ہستی غیر ہے۔ جب غیر کو نہیں دیکھے گا تو بس اپنی ذات کو نہ دیکھے گا۔ اور جب خود کو نہ دیکھے گا تو خدا کو دیکھے گا۔

۳۔ حضرت شیخ بشر حافی نے فرمایا ہے: صوفی وہ ہے جو خدا تعالیٰ کے ساتھ دل صاف رکھے۔
۴۔ حضرت شیخ ذوالنون مصری سے پوچھا گیا کہ صوفیہ کون لوگ ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: صوفیہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا پاک کو ساری چیزوں پر اختیار کیا۔ اور خدا پاک نے ان کو ساری چیزوں سے منتخب کر لیا ہے۔

۵۔ حضرت شیخ عبد اللہ تستری نے فرمایا: صوفی وہ ہے جو تمام کدورتوں سے صاف ہو جائے اور فکر سے پر ہو جاوے۔ اور خدا تعالیٰ کے قرب میں بشریت سے منقطع ہو جاوے۔ اور اس کی نظر میں مٹی اور سونا یکساں ہو۔

۶۔ حضرت شیخ ابو عبد اللہ محمد بن الفضل فرماتے ہیں: صوفی وہ ہے جو تمام بلاؤں سے صاف ہو جائے اور تمام عطاؤں سے غائب ہو جاوے۔

۶۔ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ فرماتے ہیں: صوفی وہ ہے کہ جب کلام کرے تو اس کا سننے والا خدا کو دیکھے۔

فقر اور فقیر

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: الفقر فخري والفقرمندی یعنی فقر میرا فخر ہے اور فقر محمد سے ہے۔ تو جس وصف کو حضور پر نور اپنا افتخار تسلیم کریں، اُس سے زیادہ مایہ ناز اور کیا ہو سکتا ہے۔ اسی لیے صوفیائے کرام نے فقر کو اپنا شیوہ اختیار کیا ہے۔ اگرچہ تمام مذاہب کے لوگ فقر کو پسند کرتے ہیں مگر سب سے فقر محمدی افضل و اعلیٰ ہے۔ اور فقرائے اسلام سب مذاہب کے فقیروں سے ہر لحاظ سے بلند مرتبہ ہیں۔

بزرگانِ ملت نے فقر کی تعریف بڑے لطیف پیرایہ میں کی ہے اور اپنے اپنے فقر کی تعریف مذاق کے مطابق اس کی توصیف کی ہے۔

۱۔ سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں: الفقر خلو القلب عن الاشكال. یعنی فقر دل کا خالی کرنا ہے شکلوں سے۔ یعنی غیر خدا کا کوئی خیال دل میں نہ لاوے۔ (کشف المحجوب ص ۵۸)

۲۔ حضرت شیخ ابوبکر شبلیؒ فرماتے ہیں: الفقر بحر البلاء و بلاءہ کل عزہ۔ یعنی فقر بلا (آزمایشوں) کا سمندر ہے۔ اور اس کی بلا سب عزت ہے۔

۳۔ حضرت شیخ بشر حافیؒ فرماتے ہیں: افضل المقامات اعتقاد الصبر علی الفقر الی القبر۔ سب مقامات سے افضل یہ ہے کہ فقر پر قبر تک صبر کا اعتقاد رکھے۔ یعنی تازندگی فقر کی تکالیف و مصائب پر صبر کرے۔

۴۔ حضرت شیخ زویم بن محمدؒ فرماتے ہیں: من نعت الفقر حفظ سرہ و صیانة نفسه و اداء فرائضہ۔ یعنی فقر کی تعریف یہ ہے کہ اس کے راز کی حفاظت کرے، اور اپنے نفس کی نگہبانی رکھے۔ اور اس کے فرائض کو ادا کرتا رہے۔

۵۔ حضرت شیخ یحییٰ بن معاذ رازیؒ فرماتے ہیں: علامة الفقر خوف الفقر۔

یعنی فقر کی علامت فقر سے خوف کرنا ہے۔

۶۔ حضرت شیخ ابوسعیدؒ فرماتے ہیں: الفقر هو الغنى بالله۔ یعنی فقر یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ غنی ہو۔

۷۔ قلب الاوليا حضرت نوشہ گنج بخشؒ فرماتے ہیں: فقر کا تعلق لباس سے نہیں بلکہ دل سے ہے۔

۸۔ مولانا کے جد بزرگوار حضرت سید مافظ محمد شاہ نوشاہی بر خور داریؒ فرماتے ہیں: الفقر هو الوصول الى الله۔ یعنی فقر یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا وصول حاصل ہو جاوے۔
نیز فرمایا: فقر شریعت ہے اور شریعت فقر۔

۹۔ بعض صوفیوں کا قول ہے: الفقر عدم بلا وجود۔ یعنی فقر ایسا عدم ہے جس کا وجود نہ ہو۔

اویسے کبار کے فقر کے متعلق مختلف ارشادات ہیں:

فقر کی تعریف

۱۔ حضرت شیخ جنید بغدادیؒ کا ارشاد ہے: يا معشر الفقراء

لانما انکم تعرفون بالله وتكرهون لله فانظروا كيف تكون مع الله اذا خلوتكم به۔ یعنی اسے فقیروں کے گروہ! بے شک تم اللہ تعالیٰ کے باعث پہچانے جاتے ہو اور اللہ تعالیٰ کیسے ہی تمہاری عزت و حرمت کی جاتی ہے۔ پس تم اس بات کو دیکھو کہ جب تم تنہائی میں ہوتے ہو تو خدا تعالیٰ کے ساتھ کس طرح ہوتے ہو۔

۲۔ حضرت شیخ ابوبکر شبلیؒ فرماتے ہیں: الفقير من لا يستغنى لشيء دون الله۔ یعنی

فقیر وہ ہے جو سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی چیز سے آرام نہ پائے اور نہ کسی چیز کی پروا رکھے۔

۳۔ حضرت شیخ ابوالحسن نوریؒ فرماتے ہیں: نعت الفقير السكوت عند العدم و

البذل عند الوجود۔ یعنی فقیر کی صفت ہے کہ معدوم ہونے کے وقت چپ رکھے۔ اور موجود ہونے کے وقت صرف کرے۔

اور فرمایا ہے: الاضطراب عند الوجود۔ یعنی موجود ہونے کے وقت بیقرار ہونا فقر کی صفت ہے۔

۴۔ حضرت سید مافظ نور اللہ نوشاہی بر خورداری فرماتے ہیں: فقیر وہ ہے جو دنیا اور آخرت سے بالکل قطع کرے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ مستغنی ہو جاوے۔

۵۔ بعض بزرگوں کا ارشاد ہے: لیس الفقیر من خلی من الزاد انما الفقیر من خلی من المراد یعنی فقیر وہ نہیں جو زاد (توشہ) سے تالی ہو، بلکہ فقیر وہ ہے جو مراد سے خالی ہو۔ یعنی سوائے مرضی حق کے اس کی کوئی مراد یا غرض نہ ہو۔ (کتاب الفوائد)

۶۔ حضرت شیخ ابوبکر مصری فرماتے ہیں: فقیر وہ ہے جو نہ کسی کا مالک ہو اور نہ اس کا کوئی مالک ہو۔

۷۔ ایک اور بزرگ کا قول ہے: مخلص فقیر وہ ہے جو دولت مند سے پرہیز کرتا ہے کہ ایسا نہ ہو دولت اس کے پاس آکر اس کے فقر کو بگاڑ دے جیسا کہ دولت مند شخص فقیر سے اس لیے کنارہ کش رہتا ہے کہ کہیں فقیر اس کے پاس آکر اس کی دولت کو خراب نہ کرے۔

۸۔ حضرت شیخ مظفر القریسینی فرماتے ہیں: فقیر وہ ہے جو خدا کے سامنے کوئی حاجت پیش نہ کرے۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی عوارف المعارف میں اس قول کا یہ مطلب لکھتے ہیں: "فقیر ہمیشہ اپنی بندگی کے فرائض میں مشغول رہتا ہے۔ اُسے اپنے پروردگار پر پورا بھروسہ ہوتا ہے کہ وہ اسے خوب جانتا ہے اور اس کی اچھی طرح حفاظت کرتا ہے۔ اس لیے اپنی حاجت پیش کرنے کی اُسے کوئی ضرورت نہیں۔ اُسے یہ معلوم ہے کہ خدا اس کے حال سے بخوبی واقف ہے اس لیے وہ سوال کو درمیان میں لانا فضول سمجھتا ہے۔" (عوارف المعارف ترجمہ مافظ سید رشید احمد ارشد ایم اے۔ مطبوعہ علی پرنٹنگ پریس لاہور ۱۹۶۲ء)

طبقہ اول

نوشاہیہ آبائیہ جدیدہ

اس میں حضرت نوشہ گنج بخشؒ سے لے کر مولف کتاب ہذا فقیر سید شرافت
 نوشاہی عفا اللہ عنہ تک اپنے آبا و اجداد کے حالات بترتیب نسب اور بیعت
 درج کیے ہیں۔ یہ سلسلہ علم و فضل و طریقت و عرفان میں گویا سلسلۃ الذهب
 یعنی سونے کی زنجیر ہے کہ یہ سب حضرات حقیقت و معرفت کے بحر ذخار اور
 اپنے اقوان و معاصرین میں یگانہ روزگار تھے۔

حالات

شیخ الاسلام قطب الانام حضرت مولانا شیخ سید حافظ
 حاجی محمد نوشہ گنج بخش
 مجدد اکبر علوی قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ و قدس سرہ العزیز

جناب حضرت نوشہ کہ بحر رحمتِ عامش
 تن مردہ ز اعجازِ میجا جاں ہمے دیدے
 فلک محکوم امر او بہر نیک و بد عالم
 ز ایام ازل برپہ بعالم تا ابد باشد
 ہنوز از اختلاط کاف و نون اثرے نبود پیدا
 بر نفی ماسوی اللہ از پتے اثباتِ ذاتِ حق
 ملائک خاکروبی در او با مژہ کردند
 نیندازم چہ سرمستی ست چشم ساقی مارا
 گے را کو بود منظورِ نظرِ پاکِ نوشاہی
 نگاہِ لطفِ عامِ اوست اکیرس دہا
 ندارد حاجتِ معراجِ پایہِ رفعتِ ذاتش
 مقامِ سدرۃ اعلیٰ صفتِ تعالیٰ او باشد
 کسے کو لٹن ترافی گفت در معراجِ باموسی

محیطِ ہفت دریا گشت جُرمہ جامِ الفاش
 دلِ صدمردہ رازندہ نماید عمرے از نامش
 جہاں این تو سن گروں کند ز زیریں رامش
 بروچوں پارۂ ساعد عیان ز آغاز انجامش
 کہ شد از شاخِ ادنیٰ مرغِ وحدتِ صیدِ رامش
 یکایک ہست انگشتِ شہادتِ مومے اندامش
 بطوفِ روغنہ والا فلک ہم بستہ احرامش
 کہ شد مخمورِ عالمِ پچھاں باقی ست پر جامش
 بود در بیشہ عینِ لبتیں اطوارِ خضرِ نامش
 سخا بہر لحظہ باشد ریزہ چینِ خوانِ اکرامش
 کہ قوسینِ ستِ زیریں پایہ از سلمِ نامش
 کہ صدرہ برزد ندازی مع اللہ برتر اعلامش
 ز آبرہنیٰ میکند ہر لحظہ صد پیغامِ اہامش

تقلید مذاہب خطِ آزادی گرفت اشرف

نوشتہ تا بلورج دلِ حروفِ دینِ اسلامش

آپ سرتاج صوفیائے کرام، سر حلقہ سادات عظام، حجتہ اللہ فی العالمین،
اوصاف جمیلہ شمس الاولیاء المقربین، خاتم فضولیت، ہادی راہ ہدایت، سلسلہ
 اہل بیت نبوت، خلاصہ اصحاب قوت، آفتاب سلسلہ علویہ، امام خاندان نوشاہیہ، صاحب
 عشق و محبت و ذوق و شوق و رشد و ہدایت تھے۔ حضرت شیخ المشائخ سخی شاہ سلیمان نوری
 قادری بھلوالی قدس سرہ کے اکابر خلفا اور اعلا عالم سجادہ نشینوں سے تھے۔

آپ کے آبا و اجداد سادات علویہ عباسیہ کے معزز ترین افراد
نسب پدیری و مادری سے تھے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی حضرت حاجی الحرمین
 الشریفین سید علاء الدین حسین الملقب بہ حاجی غازی صاحب تھا جو حضرت سید شمس الدین شہید
 علوی کے بڑے صاحبزادہ تھے اور نجابت و سیادت مروئی رکھتے تھے۔

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام مبارک حضرت بی بی جیونی صاحبہ تھا جو شیخ عبداللہ بن شیخ
 فرید الدین سہلانی کی صاحبزادی تھیں۔
 آپ کے خاندانی حالات اس کتاب کی پہلی جلد میں لکھے جا چکے ہیں۔ یہاں صرف مختصر حالات
 لکھے جاتے ہیں تاکہ دوسری جلد کا آغاز بھی آپ کے اسم گرامی سے ہو جاوے۔

آپ کی ولادت باسعادت بروز سوموار، یکم رمضان ۱۲۹۹ھ
ولادت و تربیت و تعلیم ۲۲ اگست ۱۸۵۲ء - ۲۸ سادون سمت ۱۶۰۹ ب کو ہوئی
 والدین کے انوش میں تربیت پائی۔ دینی علوم موضع جاگو تارٹ سے حاصل کیے۔ ملائکہ نے خواب میں
 آپ کو علم لدنی سے نوازا۔ چند ماہ میں آپ نے قرآن مجید بھی حفظ کر لیا۔
 آپ کے سارے اوقات عبادت و ریاضت میں صرف ہوتے۔
عبادت و ریاضت صائم الدبر اور قایم ایلیل رہتے۔ اشغال و اوراد قاریہ پر موافقت
 رکھتے۔ سلطان الاذکار جاری تھا۔ آپ اخلاق محمدی کا مجسم نمونہ تھے۔

آپ نے ہمیشہ اسلام کی تبلیغ اور عرفان کی تفویض اور سلسلہ قادریہ کی ترویج کو
تبلیغ اسلام اپنا نصب العین رکھا۔ اپنے مسند پر لوگوں کی ہدایت میں مشغول رہے۔
 اور سیاحت ممالک بعیدہ مثل سندھ و مصر و افریقہ و عرب وغیرہ کے تبلیغ کا حق ادا کیا اور علاقہ
 کشمیر و افغانستان و قندھار میں اپنے غلیفوں کو بھیج کر اشاعت اسلام کی۔

دولاکھ آدمیوں کو مسلمان کرنا پروفیسر ٹامس آرنلڈ نے پریچنگ آف اسلام میں ایک فرانسیسی مستشرق کی کتاب خطبات گارسن دتاسی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضرت حاجی محمد نوشہ صاحب کی کوششوں سے دولاکھ آدمی کفر سے توبہ کر کے علقہ اسلام میں داخل ہوئے۔

کتاب چار بہار میں لکھا ہے کہ آپ سیر و سیاحت کرتے ہوئے شہر مصر میں پہنچے۔ سیاحتِ مصر وہاں ایک مسجد میں متکف رہے۔ کچھ دنوں کے بعد حضرت خضر علیہ السلام آپ کے پاس تشریف لائے اور آپ کو کچھ نصایح فرمائیں۔ پھر آپ دریائے نیل کے کنارہ پر ایک بزرگ درویش مرد کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ جو کہ علقہ سے وہاں تشریف لاتے ہوئے تھے، اور ریاضت و جہاد میں یکتا اور تعموی و ورع میں یگانہ تھے۔ آپ نے ان سے بھی فیض حاصل کیا۔

کرامات

آپ سے خوارق و کرامات بکثرت ظاہر ہوتے تھے۔ ان میں سے بہت سارے کتابِ بڑا کی پہلی جلد موسم بہ تاریخ الاقطاب میں لکھے جا چکے ہیں۔ از انجملہ

منقول ہے کہ حضرت شیخ اسمعیل المعروف میاں وڈا سہروردی **بصورتِ شیر متشکل ہونا** بنام ننگے ضلع گوات قرآن مجید کا درس پڑھایا کرتے تھے۔ اور اکابر فضلانے وقت سے تھے۔ اور صاحبِ کرامت تھے۔ چونکہ حضرت نوشہ صاحب سماع سے رغبت رکھتے تھے اور میاں صاحب مذکور اس سے متفر بہتے تھے۔ ایک دن کرامت سے اپنے آپ کو بصورتِ سانڈ بیل بنا کر آپ کو ڈرانے و دھمکانے کی غرض سے آئے۔ آپ اس وقت اپنے کھیت کی طرف سیر کرنے گئے ہوئے تھے۔ اور اکثر خواص اجاب بہراہ تھے۔ جس وقت سانڈ کو دیکھا تو فوراً ایک جھاڑی کے پیچھے پس پردہ ہو کر شیر کی صورت میں متشکل ہوئے اور زور سے چنگھاڑا۔ اسی وقت وہ سانڈ زور سے بھاگا۔ آپ نے اس کا تعاقب کیا۔ حتیٰ کہ دریائے راوی سے پار کر کے واپس پھرے۔ اُس روز سے میاں وڈا نے لاہور میں سکونت اختیار کی اور وہاں درسِ حلوی کیا آج تک میاں وڈا صاحب کا درس لاہور میں موجود ہے۔

لے مختلف صورتوں میں شکل ہونا اور یا اثر سے مکن ہے۔ حضرت شاہ فقیر اللہ علوی شکار پوری اپنے مکتوبات شریف (دبائل برصغیر آئینہ)

منقول ہے کہ حضرت شیخ صالح محمد ساکن چک سادہ جو جید نمازیوں کو حج کروانا علامے وقت سے تھے۔ حضرت سچا صاحب نوشہروی کے ہمراہ حضرت نوشاہ عالیجاہ قدس سترہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے روانہ ہوئے۔ راستہ میں خیال کیا کہ آپ کا نام تو حاجی نوشہ ہے۔ شاید کسی کو حج بھی کروا سکتے ہیں یا نہیں۔ جب حضور میں پہنچے تو اس وقت آپ بمبئی داراں مسجد میں تشریف فرما تھے۔ سلام و آداب کر چکے تو حضور کھڑے ہو گئے اور فرمایا: نماز کا وقت ہے پہلے نماز ادا کر لیں پھر بیٹھیں گے۔ چنانچہ آپ امام بنے اور دوسرے سب اجنباب مقتدی ہوئے۔ جب آپ نے تکبیر تحریر پڑھی اور سب نے اقتدا میں تکبیر کہی تو کیا دیکھتے ہیں کہ کعبہ شریف میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ چاروں رکعتیں کعبہ شریف میں پڑھیں۔ جب سلام پھیرا تو وہی ساہن پال شریف کی مسجد تھی۔ اسی وقت شیخ صاحب آپ کے قدموں پر گر پڑے اور بیعت سے مشرف ہوئے یہ

(قبیہ صفحہ ۱۸۱) مکتوب ۲۶ ص ۱۸۱ میں لکھتے ہیں: ومن الواصلین الیہا من یتشکل بالاشکال المختلفة المحسوسة لفرہہ عن العلائق الجمائیة وانسلاخہ عن الکثایف الہدیة و فی قوۃ الکامل من البشران یظہر فی صورۃ غیرہ کما وقع لقضیب البان وغیرہ۔ اور اصلوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ جسمانی تعلقات سے پاک ہوجانے کے باعث اور بہنی کثافتوں کو دور کرینے کے سبب مختلف محسوس صورتوں میں تشکل ہو جاتے ہیں۔ اور بندوں میں سے کامل لوگوں کو یہ قوت حاصل ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو کسی صورت میں ظاہر کریں۔ جیسا کہ قضیب البان موصل سے وقوع میں آیا ہے۔ (شرافت)

من غیر سید شرافت عافہ اللہ کتابا ہے کہ ادیاء اللہ کا کعبہ شریف میں چلا جانا کچھ شکل نہیں۔ ایسے واقعات کئی بزرگان سے ظہور میں آئے ہیں چنانچہ

- ۱۔ حضرت خواجہ قلب الدین بختیار لاکھی دہلوی نے فرمایا کہ بندگان خاص کے واسطے خدا کبے کو بیچ دیتا ہے کہ وہ ان کا طواف کرے۔ چنانچہ اسی وقت سب نے کعبہ کو حاضر دیکھا۔ اس مجلس میں قاضی عیسیٰ الدین، سید نور الدین جبار مولانا علی الدین کرمانی حاضر تھے (مذکرہ ادویا نے ہند جلد ۱ ص ۳۱)
- ۲۔ حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمانی نے سیستان میں ماضین کو کما آکھیں بند کر دیا۔ سب اپنے کعبہ میں دیکھا آکھ کھول تو مسجد میں پایا۔ (مذکرہ۔ جلد ۱ ص ۶۱)

منقول ہے کہ جب آپ نماز ادا کرتے تو سجدہ بہت
 کعبہ شریف میں نماز ادا کرنا - نگ کیا کرتے۔ ایک دن یاروں نے عرض کیا، یا قبلہ!
 مردوں کو حکم ہے کہ سجدہ فراخ دیا کریں۔ آپ نے فرمایا: میں معذور ہوں۔ اگر سجدہ فراخ دون
 تو میرا سر کعبہ شریف سے آگے گزر جاتا ہے اور سر کا کعبہ سے گزرنے سے شرعیعت ناجائز ہے
 لہذا میں بوجہ مجبوری ایسا کرتا ہوں۔ (کنز الرحمت) ۱

کلماتِ طیبات

آپ کے ارشاداتِ عالیہ کتابوں میں بہت مذکور ہیں۔ یہاں کتابِ پہلا ہمارے کچھ
 قبایعات لکھے جاتے ہیں۔

فرمایا: اہل دنیا حرص و خواہشات کے گنہگار ہیں پڑے ہیں پچھلی آہ نہیں کرتے
 ان کی حماقت اور بے وقوفی کا سبب ہے۔ ان لوگوں کو اپنی آہ کے گزر جانے کی کوئی خبر نہیں۔
 ان کے نزدیک حلال و حرام، دین اور دنیا، یا قوت اور پتھر سب برابر ہیں، کسی کی تیز نہیں۔
 بلکہ دین کو دنیا کے برابر نہیں سمجھتے، اور دنیا کے واسطے دین کو فریخت کرتے ہیں۔ کئی مرتبہ
 مراض جسمانی میں مبتلا ہو کر قریب مرگ ہو جاتے ہیں۔ پھر بھی پشیمان نہیں ہوتے۔
 اور زندگی سے ناامید نہیں ہوتے۔ ان کی مثال بھیڑ کی طرح ہے۔ جب قصاب ذبح کرنے کے

۱۔ فقیر سید شرافت عفی عنہ لکھتا ہے کہ اولیاء اللہ میں کئی حضرات ایسے ہوتے ہیں کہ کعبہ شریف میں ہی نماز ادا
 کیا کرتے ہیں یا کعبہ شریف ان کے پاس حاضر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ

۱۔ حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر چشتی نے فرمایا ہے کہ مردانِ خدا جس جگہ میں ہوں وہیں کعبہ، وہیں
 بیت المقدس، وہیں عرش، وہیں کرسی ہے۔ جو کچھ پیدائشِ خدا ہے سب ان کے پیش نظر ہے۔ (تذکرہ ج ۱
 ص ۷۲)

۲۔ شیخ جلال الدین تبریزی نے فرمایا ہے، فقروں کی نماز یہ ہے کہ جب تک کعبہ چشمِ ظاہری سے نہیں دیکھتے
 کعبہ اول نہیں دیکھتے۔ یہ نماز ان کی درجہ اولیٰ کی ہے۔ (تذکرہ ص ۱۵ ص ۵۶)

واسطے اُس کو زمین پر لٹاتا ہے تو وہ یہی سمجھتی ہے کہ میری اون مونڈنے کے لیے لٹا رہا ہے کیونکہ کئی مرتبہ وہ ایسا واقعہ دیکھ چکی ہوتی ہے۔ آخر اسی غفلت میں اُس کے گلے پر پھری چل جاتی ہے۔ ایسا ہی جب اہل دنیا بیمار ہوتے ہیں تو یہ سمجھتے ہیں کہ کئی مرتبہ وہ بیمار رہ کر صحت پا چکے ہیں۔ زندگی سے مایوس نہیں ہوتے۔ اور خدا کی طرف قطعاً خیال نہیں کرتے۔ آخر اسی غفلت میں انتقال کر جاتے ہیں اور حسرت ساتھ لے جاتے ہیں۔

فرمایا، فقیر کو چاہیے کہ لذتوں اور خواہشوں کو اپنے اوپر حرام کر لے تاکہ فقیر سا تک ہو جاوے۔ اگر لذات کو ترک نہ کرے گا تو خام اور ریاکار ہے۔

فرمایا، آدمی کی پہچان کے لیے بہت شناسائی اور بینائی درکار ہے کہ آدمی کون ہے اور آدمی کس طرح ہو سکتا ہے۔ سب لوگوں کو آدمی نہ سمجھنا چاہیے کیونکہ اللہ میں سے کئی لوگ درندوں اور پرندوں سے بھی خسیس اور پلید ہیں۔ آدمی صورت سے آدمی نہیں ہوتا۔ گوشت اور ہڈیوں کے ڈھانچے کو آدمی نہ جانو۔ آدمی اور ہیں جن کی تعریف میں خداوند عالم نے قرآن مجید میں بہت آیتیں نازل فرمائی ہیں۔

فرمایا، انسان کا جسم ایک شہر کی مثل ہے جو نہایت آباد ہے۔ جس طرح کارخانہ جہاں (عالم کبیر) میں ہر ایک چیز کا ظہور ہے۔ اسی طرح انسان کے جسم (عالم صغیر) میں ہے۔ طمع اور حرص، حسد، کبر، کینہ، شہوت، خودی، گمراہی، غفلت، دعویٰ، محبت، عداوت، لذت، کدورت، یہ سب بدخیر تیرہ ضمیر اس شہر کے باشندے ہیں جو ہر وقت فتنہ و فساد اور خصومت میں مصروف رہتے ہیں اور نہایت بد معاظہ اور بد خصال ہیں۔ اس شہر کا بادشاہ رُوح ہے جس کی بزرگی اور پاکیزگی فرشتوں سے بھی بلند تر ہے۔ وہ ساکنانِ شہر کے فتنہ و فساد سے ہر وقت غم و الم میں مصروف رہتا ہے۔ اس بادشاہ کی فوج صبر و شکر، حیا، صاف دلی، شکستگی، بکساری، پرہیزگاری، طاعت، محنت، راستی، خدا دانی، بے ریائی، علمِ علم ہے۔ یہ فوج بڑی عظیم و شریفین الطبع ہے۔ باشندگانِ شہر کی شرارتوں سے آئے دن تنگ رہتی ہے۔ بادشاہ نے حفاظت کے واسطے ایک کُتار رکھا ہے جو بڑا لڑاکا اور جریں و بد خو و بے وفا ہے۔ اس کا نام نفس ہے۔ اگر بادشاہ اس کو بھوکا رکھے تو وہ تمام رات جاگتا ہے اور دشمنوں کو

غار تگری و شجونی سے روکتا ہے۔ اگر اس کو سیر کر کے کھلاوے پلاوے تو وہ ایسا بے خبر اور غافل ہو کر سوتا ہے کہ اس کو دنیا کی کوئی خبر نہیں رہتی۔ پھر باسندگانِ شہر فوج پر۔ اور بادشاہ پر حملہ کر کے اس کو گرفتار کر لیتے ہیں اور اس پر غالب آجاتے ہیں۔

اے عزیز! اگر تم عزت و حرمت چاہتے ہو تو چاہیے کہ ان دشمنوں سے اپنی آبرو کو بچاؤ۔ نفس کتے کو آرام نہ لینے دو اور اچھے کھانے کھلانے پلانے سے اس کو موٹا تازہ اور غافل نہ بناؤ کہ اس کا وبال تمہارے سر پر آئے گا اور رُوح اور اس کی سپاہ کی جمعیت و عاقبت میں کوشش کرو۔ یہ تمہارے کام آئے گی۔ اور مردوں کی طرح خدا تعالیٰ کا وصول حاصل کرو گے۔

فرمایا: باغبان اپنے باغ کی تربیت کرتا ہے اور تمام آفتوں سے اس کو بچاتا ہے۔ ضرورت کے مطابق کئی درختوں کی شاخیں کاٹ لیتا ہے اور اس پر دوسرا پیوند لگاتا ہے۔ وہ درخت سردی و گرمی اپنے سر پر جھیلے ہیں۔ دوسرے درخت جو صحیح و سلامت رہتے ہیں وہ خوش ہوتے ہیں کہ ہم ڈالوں اور پتوں کی کٹائی سے محفوظ رہے اور سردی و گرمی سے بچ گئے۔ لیکن جب خزاں کا زمانہ گزرے گا اور بہار کا موسم آتا ہے تو پیوند شدہ درختوں کے شکوفے پھوٹتے ہیں اور باغبان ان کی ہر طرح سے حفاظت و پرورش کرتا ہے تاکہ وہ پھولوں اور پھلوں سے آراستہ ہوتے ہیں اور ہر ایک شخص کی نگاہ میں محبوب اور دل پسند ہو جاتے ہیں۔ اور جو درخت کٹائی سے بچ گئے تھے وہ سوکھ جاتے ہیں۔ ان کی تربیت کوئی نہیں کرتا بلکہ باغبان بڑوں سے کاٹ کر ان کو جلانے کے کام میں لاتا ہے۔

اے عزیز! باغ یہ جان ہے اور اس کے پھلدار اور پھولوں والے درخت مخلوقات ہیں۔ اور باغبان اس کا پروردگار ہے جو محافظ ہے۔ پیوند لگانے کا زمانہ بلوغت کا عہد ہے۔ شگوفہ اور میوہ لانے کا زمانہ قیامت کا دن ہے۔ جس شخص نے تقدیر کی تلوار اپنے نفس پر نہ چلائی اور اپنی خواہشاتِ نفسانی کو نہ کاٹا آخر پشیمان اور سرگردان ہوگا۔ اُس جیسا نگون طالع و پریشانی بخت کوئی نہیں۔ جب تک خوردی میں بزرگوں کی جھڑکیں نہ کھائیں بڑے ہونے پر بندگی حاصل نہیں کر سکتے۔

اے عزیز! پیوند لگانے کے زمانہ کو پہچان لو۔ تقدیر کی تلوار اپنے نفس کے سر پر چلا۔ اگر تو نفس کی عزت کرے گا تو برقم کو بے عزت کر کے چھوڑے گا۔ اس کا سر کاٹ دے

ورنہ یہ تیرا سر کاٹ دے گا۔ نفس بے نیاز سانپ ہے۔ جس گھر میں سانپ ہو چاہیے کہ اس کو مارنے کی کوشش کریں ورنہ وہ سب اہل خانہ کو مار دے گا۔

فرمایا، دنیا کا ترک کرنا بڑا مشکل ہے بلکہ تارک ہو ہی نہیں سکتا۔ جب تک انسان اس جہان میں ہے اس کی رگ رگ اور بال بال دنیا کی کھنڈیں چھنسا ہوا ہے۔ لیکن ارباب شہود نے فرمایا ہے کہ جو درویش لباس میں زیبائش اور کھانے میں لذت سے آشنا نہ ہو۔ اور اس کا مقصد زیبائش و آرائش و لذت گیری نہ ہو۔ اور طمع سے کنارہ رکھتا ہو۔ اور اپنی حاجت کے پورا ہو جانے پر اکتفا کرتا ہو۔ گندم اور جو، نیا اور پرانا، روٹی اور پشمینہ، مٹی اور یاقوت، وفا اور جفا کو ایک جیسا سمجھتا ہو۔ اور خود بینی کے زینکار اور بیہودہ نکتہ چینی کے غبار کو دل سے دُور کر دے۔ ہدایت کا چراغ روشن کرے اور قناعت کا گوشہ اختیار کرے۔ اور دعویٰ کا گھر جلا دیوے اور کل کے واسطے تو شہ جمع نہ کرے۔ اور اپنی ہستی کو فنا جانے اور غم و خوشی کو دل میں نہ لاوے۔ اس کو تارک دنیا کہا جاسکتا ہے۔ اس کو طالب مولا سمجھنا چاہیے۔ اسے درویش! جس چیز کے بغیر زندگی قائم نہ رہ سکتی ہو اور جس کے بغیر زندگی نہ ہو سکتی ہو۔ اس کو دنیا نہ کہنا چاہیے۔ دنیا وہ ہے جو پہلے درندگی پیدا کرے اور پھر شرمندگی لاوے۔ اس کا افراط کبوتر اور عداوت پیدا کرتا ہے۔ اور اس کا انحطاط شرمندگی و لامنت کا باعث ہوتا ہے۔ دنیا مُردار و بدکرل ہے اس کو اپنے پاس نہ بھٹکنے دو۔ یہ سراسر فتنہ ہے جو اس کے قریب ہوا۔ اُس نے اپنے آپ کو لاک کر دیا۔ ہر حالت میں اُس سے دُور رہو۔ اور جب تک ہو سکے اس سے نفرت کرو ورنہ رنجور اور بے نور ہو جاؤ گے۔ بادشاہ بظاہر بڑے آرام میں معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن یہی تخت ان کا دشمن ہوتا ہے۔ دن رات ان کو دشمنوں کے خطرے درپیش ہیں مگر ایک بوریہ ناشین فقیر چور اور دشمن کے غم سے محفوظ ہوتا ہے۔

اسے عزیز! میری باتیں سُنو اور ان کا مطلب سمجھو۔ اور کانوں کے راستہ سے سُن کر ہوش کا حمام گرم کرو۔ دنیا کی محبت کی ٹیل اپنے دل سے دھوؤ، اور اپنے خالق کو اپنے آپ میں ڈھونڈو۔

فرمایا، محبت کا بظاہر کوئی جسم نہیں۔ یہ ایک کیفیت ہے۔ بہت سی ایسی چیزیں انسان کے ساتھ وابستہ ہیں جن کا بظاہر جسم نہیں اور آدمی ہر وقت ان کا محکوم ہے۔ مثلاً نخل، کبر، رعونت،

دعا، دعویٰ وغیرہ۔ لیکن ان سب کی جڑ دنیا کی محبت ہے۔ یہ سب اس کی شاخیں ہیں۔ جس درویش نے اس جڑ کو کاٹ دیا دوسری سب خود بخود دفع ہو جاتی ہیں۔ اور اس کے دل کو جلانے والی آگ سرد ہو جاتی ہے۔

فرمایا: حُبِ دُنْیَا دَعْوٰی کا نام ہے اور دعویٰ کی ہستی سراب کی طرح ہے۔ جو دور سے پانی نظر آتا ہے اور پیاسوں کے دلوں کو کشش کرتا ہے حالانکہ دراصل وہ خود کوئی چیز نہیں۔ جو شخص اس کے پیچھے دوڑا وہ مطلب کو نہ پہنچا، آخر پیاسا مرا، اور افسوس ساتھ لے گیا۔ سراب کو پانی سمجھنا عقل کی بیوقوفی ہے اور بے ثبات (فانی) کو ثبات (باقی) جاننا دل کی بے شعوری ہے۔

اسے درویش! جب دعویٰ کی ہستی قائم ہوئی کہ فلاں چیز میری ہے تو اس کی محبت ہونا لازمی ہے۔ پھر اس کے موجود ہونے سے راحت اور اس کے چلے جانے سے تشویش کا ہونا ناگزیر ہے جس چیز کو بیگانہ سمجھے گا اس کے لیے دیوانہ نہ ہوگا۔ اُس کے ہونے سے خوش نہ ہوگا اور اس کے نہ ہونے سے غمگین نہ ہوگا۔ اور جس چیز کا دعویٰ کرے گا کہ فلاں چیز میری ہے اس کے موجود ہونے اور اس کے زیادہ ہونے سے خوش ہوگا، اور اس کے چلے جانے اور اس کے کم ہونے سے متاسف ہوگا۔ اور اسی خوشی و غمی میں تمام زندگی ختم کر دے گا، تا آنکہ عالم فانی کے علامات ظاہر ہونے لگیں گے۔ بنیائی و شنوائی اور طاقت نافرمان ہو جانے گی۔ بال سفید ہو جائیں گے۔ چہرے بے رونق ہو جائیں گے۔ کوئی شخص اس کو قبول نہ کرے گا۔ لوگ اس سے بے وفائی کریں گے۔ خوشیوں سے بے اتفاقی ظاہر ہوگی۔ دوستوں میں جدائی پڑ جاوے گی۔ یہ سب موت کے نشانات ظاہر ہونے لگیں گے۔ مگر یہ مدعی کھینچا بھی انہیں کی ہسانگی کو اچھا جانے گا اور ان کی دعا بازی اور عدم موافقت کو دیکھ کر پھر بھی دعویٰ کو ترک نہ کرے گا۔ اپنی زندگی میں ہی دنیا اس سے چل جاتی ہے اور یہ دنیا کا کٹا دنیا کے دروازے سے نہیں ہٹتا۔ یہ اپنا نامہ اعمال سیاہ کرتا ہے اور اپنے دونوں جہان کو تباہ کر کے مرجاتا ہے لیکن جیتے جی دنیا کو ترک نہیں کرتا۔

فرمایا: اے درویش! دنیا اور دعویٰ دنیا بے شک و بے شبہ سراب ہے اور اس کا طالب ناسرا انجام ہے۔ دعویٰ کی ہستی تیری ہستی کو خراب کرے گی۔ اور یہ تیرے لیے مذاب ہے۔ اور اس دعویٰ کو مٹانا تیرا علاج ہے۔ اس کی اصل کو حقیقت بین آنکھ سے دیکھ اور اس کو پانی سمجھ کر سراب کے

گردن پھر یہ دنیا ایک نجاست ہے جس کے گرد سونا لپیٹا گیا ہے اور سونے میں اس کو چھپایا گیا ہے۔
یہ فریب دینے والی، اور دشمن، اور خدا کے ہاں سے مردود ہے۔

اسے درویش، کوشش کر۔ اور اس دستے پر غور سے نگاہ کر اور اپنی ہستی کے دعویٰ کو
نا بود جان کر اس سے ہاتھ دھو ڈال۔ اور خالق حقیقی و قیوم کو موجود جان کر اس کا طالب بن۔ اور ہر وقت
اس کے سامنے سجدہ میں رہ تاکہ تمام آفتوں سے خلاصی پائے۔ اور ہر چیز سے بے نیاز ہو جائے۔
فرمایا: روانِ نفس و روح و قلب ایک ہی چیز ہے اور اس کے لقب مختلف ہیں۔ مختلف
افعال کی وجہ سے مختلف نام پڑ گئے ہیں۔ قلب یہی ہے جو بندہ کی روح ہے۔ وہ قلب نہیں جو
گوشت کا ٹکڑا ہے۔ جب دنیا سے چہرہ پھیر لے اور ولی و پارسا ہو جاوے تو اس کا نام قلب ہے
اور جب بے وفا اور بدی کے راستے پر چلنے والا ہو جاوے تو اس کا نام نفس کافر ہے۔ جب یہ نفس
بے دین اور سیاہ باطن ہو جاتا ہے تو دعویٰ کرتا ہے اس وقت اس میں میکڑوں شیطان پیدا
ہو جاتے ہیں۔ اور جب آب و گل کی قید سے جدا ہو کر نگاہ بعصیت سے بینا ہو جاوے تو اس کو
اپنے آپ میں خدا نظر آتا ہے۔

اسے درویش، اسن، سعادت اور شقاوت اسی میں ہے، تو ہی دل ہے کبھی خاک پر ہے
کبھی کرسی پر ہے۔ تو ہی مجھ سے پوچھتا ہے کہ دل کیا ہے؟ تو اپنے سے بے خبر ہے۔ تجھ کو چاہیے
کہ اپنی ہستی سے خبردار ہو۔

فرمایا: خیال ہر ایک چیز کی اصل ہے۔ اپنے خیال کو پہچانو۔ بظاہر تو معلوم ہوتا ہے
کہ خیال کوئی چیز نہیں۔ مگر اس خیال سے گزر جاؤ گیور کہ اگر خیال دلوں کی ہمارے پکڑے تو ہر دو سال
کا کوئی ٹھور ہی نہیں ہوتا۔ جب خیال حرص کی طرف ہر دولت، دنیا اور جاہ و چشم پیارا ہو جاتا ہے۔
اور اگر خیال کسی خوب صورت کی طرف ہو جاوے تو اس کی زلف میں قید کر دیتا ہے۔ اور اس کے
جنون عشق میں دل خراب اور ویران ہو جاتا ہے۔ اور اگر خیال خدا کی رضا پر راضی ہو جاوے تو ضمیر
صاف ہو جاتا ہے اور فنا فی اللہ کا مقام حاصل ہوتا ہے۔ خیال جس طرف رجوع کرتا ہے وہی صورت
بن جاتا ہے۔ اگر خیال اپنی ہستی کی طرف ہو جاوے تو اس کی حقیقت بایا ہے۔ ہمارا خیال تو
وہی ہے جو حضرت شیخ سید محمد الین عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا خیال ہے۔ ہزار بار ہم نے دیکھا ہے

دی چکے۔

فرمایا: ظاہری آنکھوں میں نور ہو تو گلزار جہاں نظر آتا ہے اور نظر کی تیزی کے لیے نمرہ ڈالا جاتا ہے۔ پھر بھی اگر اپنا چہرہ دیکھنا ہو تو شیشہ کے وسیلہ کی ضرورت ہے۔ باطنی آنکھیں دل کی آنکھیں ہیں۔ جو دل (خیالاتِ غیر سے) گرد آلود ہے وہ صفائی کے نور سے علو ہے اور بصیرت اس میں روشنائی نہیں کھڑتی۔

اسے درویش! دل دیکھنے والا اور دکھانے والا، اور پھرنے والا اور پھرنے والا ہے۔ خود بخود ہے جب اپنے میں مشغول ہو جاوے اور اس میں بصیرت پیدا ہو جاوے۔ اور فوائد کا حامل ہونا اس سے پایا جاتا ہے۔ اپنے آپ کو اپنے آپ میں دیکھتا ہے۔ پس چاہیے کہ اپنے دل کو کمال تسلی سے اعمالِ صالحہ سے نورانی اور سنہری کر دے تاکہ اپنے آپ کو اپنے آپ میں دیکھو اور مراد کو پہنچو۔ اپنے عشق کی گرمی سے اپنا وجود تپاؤ۔ دل کو پانی کی طرح رقیق کر دو اور اس کا شیشہ بنا کر اپنا منہ اس میں دیکھو تاکہ تمہارے مقصد کا پرندہ دام میں آ جاوے۔

فرمایا: بڑے کام کرنے سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ نیک کاموں سے دل روشن ہو جاتا ہے۔ مثل سچائی، صبر، اہل دل، پردہ پوشی، بے ریائی، پرہیزگاری، سخاوت، عبادت وغیرہ کے۔ یہ سب اعمالِ صالحہ دل کو روشن کرنے والے ہیں۔ سچائی ایسی اختیار کرو کہ دل کی سیاہی کو دور کر دے۔

فرمایا: صبر ایک بے بہا گوہر ہے انتہا جو ہر ہے۔ اس قیمتی دولت کے سوا کوئی شخص آسودہ نہیں ہو سکتا اور یہ سادت کا حصہ ہر ایک کھینچ کر نہیں مل سکتا۔ صبر کرنے سے مقلد محقق بن جاتا ہے۔ صبر میں ایسے خواص ہیں کہ انسان چاندی سے سونا بن جاتا ہے۔ صبر کرنے سے ناقص کامل بن جاتا ہے اور صبر سے ایسی صفیں پیدا ہو جاتی ہیں کہ سلیمان کی انگشتری مل جاتی ہے اور ستارہ مشتری بن جاتا ہے۔

فرمایا: تمام اوصاف و فضائل جو آدمی میں ہیں سب سے صدق بادشاہ اور سلطان ہے۔ اس کے سوا سب بے کار ہیں۔ صدق معرفت کے خمیر کی مینا ہے، اور ایمان کے درخت کی جڑ ہے۔ دوسرے تمام اوصاف حمیدہ اس خمیر کی ٹنڈا ہیں اور اس درخت کے پتے ہیں۔

اسے درویش! کمال صدق یہ ہے کہ جب طالب درجہ صداقت کو کمال تک پہنچا سنے تو طالب نہ رہے بلکہ خود مطلوب ہو جاوے۔ آمین

معرفین کمالا

آپ کی مدح و توصیف میں حضرات مورخین نے بہت کچھ لکھا ہے۔ چند اقوال یہاں درج کیے جاتے ہیں:

۱۔ مولانا مفتی غلام سرور لاہوری رحمہ اللہ کتاب حدیقۃ الاولیاء میں لکھتے ہیں:

”حضرت نوشہ گنج بخش رحمہ اللہ۔ یہ بزرگ مادر زاد ولی، حضرت شاہ سلیمان قادریؒ کے خلیفہ تھے۔ حالات جذب و سکر و محبت و عشق و شوق و ذوق ان کی طبیعت پر غالب تھے۔ اور زہد و ریاضت و تقویٰ و خوارق و کرامت میں یگانہ آفاق تھے۔ طریقہ نوشتہ شاہیہ جس کے فقیر پنجاب میں ہزاروں ہیں ان سے شروع ہوا۔“

۲۔ مولوی نور احمد چشتی لاہوری رحمہ اللہ علیہ کتاب تحقیقات چشتی ص ۴۶ میں لکھتے ہیں:

”حضرت نوشہ صاحب قدس سرہ پنجاب میں بڑے نامور صاحب کمال ہونے ہیں۔“

۳۔ مرزا احمد اختر گورکانی کیرانوی کتاب تذکرہ اولیائے ہند جلد سوم ص ۲۹۲ میں رقمطراز ہیں:

”حضرت حاجی محمد قادری نوشہ گنج بخش قدس سرہ۔ آپ خلیفہ شاہ سلیمان قادریؒ کے تھے۔ صاحب سکر و جذب و زہد و ریاضت اور نہایت متقی تھے اور صاحب ہلاکت اور امام فرقہ نوشاہی کے۔ آپ نے پاپیادہ سات حج کیے۔“

ص ۲۹۵ پر لکھتے ہیں:

”آپ مستجاب الدعوات اور سیف زبان تھے۔ جو مرید غائبانہ وقت مصیبت کے آپ کو پکارتا بزورِ ولایت ہر طرح سے اس کی امداد فرماتے۔“

۱۷ فقیر سید شرافت عارفہ اللہ کننا ہے کہ صدق سے مراد یہاں یقین کمال ہے۔

۴۔ مولانا شاہ شریعت احمد مراد سہروردی بدلیونی کتاب ہفتاد اولیا ص ۲۲۱ میں لکھتے ہیں:
 ’حضرت حاجی محمد قادری نوشاہ گنج بخش‘۔ فرقہ نوشاہی کے امام اور بڑے
 بزرگ و شیخ زمان گزربے ہیں۔ ولی مادرزاد تھے اور بچپن میں ہی آپ سے کرامات کا
 ظہور شروع ہو گیا تھا۔“

ص ۲۲۲ پر تحریر کرتے ہیں:

’بزرگی کا یہ عالم تھا کہ کسی مصیبت کے وقت میں جہاں بھی کوئی مرید آپ کو یاد کرتا وہیں
 موجود ہو کر اس کی امداد کرتے۔‘

۵۔ قاضی امام بخش حشتی نظامی جام پوری کتاب صدیقۃ الاسرار فی اخبار الابرار چمن سیوم ص ۲۲۵
 میں لکھتے ہیں:

’آن فیاض زمان حضرت حاجی الحرمین الشریفین جناب حاجی محمد قادری مشہور بہ
 نوشاہ گنج بخش ابن حضرت عالی قدر حاجی علا الدین کہ ہفت بار حج کردہ بودند قدس
 سرہ العزیز و نور اللہ مرقدہ۔‘

۶۔ مولانا نور مختار صدیقی بی۔ اسے رسالہ ساقی دہلی ص ۵۰ بابت ماہ مئی ۱۹۴۱ء میں
 رقمطراز ہیں:

’حضرت نوشاہ پیر پنجاب کے مقبول زمان نیک مردوں میں سے ہوئے ہیں۔ آپ
 ایک صوفی منش بزرگ اور صاحب مال و قال ولی تھے۔‘

اولاد

آپ کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی:

اول، حضرت مولانا سید حاجی حافظ محمد برخوردار صاحب بحر العشق۔ یہ آپ کے
 سجادہ نشین ہوئے۔ ان کے حالات تفصیل آگے آئیں گے۔ نیز دوسرے طبقہ کے دوسرے باب
 میں بھی مختصر تذکرہ کیا جاوے گا۔

دوم: حضرت مولانا سید محمد ہاشم صاحب دریادوں۔ ان کے حالات نیز سے طبقہ کے

دوسرے باب میں آئیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

آپ کی بیٹی کا نام حضرت سیدہ سائزہ خاتون صاحبہ تھا۔ ان کا نکاح حضرت مولانا حافظ معموری صاحب ہیلانی سے ہوا تھا۔ ان کی اولاد حافظ صاحب کی نسبت سے بنام حفظانہ مشہور ہے۔ یہ حضرت نوشہ صاحبہ کے نواسے کہلاتے ہیں۔

یارانِ طریقت

آپ کی نگاہ میں حق تعالیٰ نے وہ تاثیر رکھی تھی کہ جس پر آپ نگاہ توجہ ڈالتے وہ مرتبہ ولایت پر فائز ہو جاتا۔ اسی مناسبت سے آپ کا نام نامی معاصرین میں اولیا گر مشہور ہو گیا تھا۔ چنانچہ آپ کے مرید بے شمار تھے۔ مورخین خاندان نے آپ کے مریدوں کو مراتب باطنی کے لحاظ سے تین درجات میں شمار کیا ہے:

اول: خلفائے اکبر، جن کو صوبے کہتے ہیں وہ بائیس تھے۔

دوم: خلفائے اصغر، جن کو بانوا (بالفاظ پنجابی باونیاں) کہتے ہیں۔ وہ باؤن تھے۔

سوم: خلفائے مجاز، جن کو امرا کہتے ہیں۔ وہ بہتر تھے۔

یہاں آپ کے بائیس صوبے (خلفائے اکبر) درج کیے جاتے ہیں۔ بوجہ بانوا بائی صوبے کی فہرست طبقہ دوم میں اور بہتر امرا کی فہرست طبقہ سوم میں لکھی جائے گی۔

۱۔ حضرت سیدہ حافظ محمد برخوردار
ساہن پال شریف

بکر العشق فرزند اکبر آنجناب

۲۔ حضرت سید محمد ہاشم صاحب ریادل فرزند اصغر آنجناب

۳۔ حضرت شیخ رحیم وادین سنی شاہ سلیمان نوری
جلال شریف

۴۔ حضرت شیخ تاج محمود بن سنی شاہ سلیمان نوری

۵۔ حضرت شیخ حافظ معموری
ہیلاں

۶۔ حضرت شیخ پرم محمد سجاد
نوشہ

۷۔ حضرت شیخ محمد نعیمی مجذوب المعروف شاہ العت
" "

- ۸۔ حضرت شیخ صالح محمدؒ
 ۹۔ حضرت قاضی خوش محمد صاحب نورؒ
 ۱۰۔ حضرت قاضی رضی الدینؒ
 ۱۱۔ حضرت شیخ مٹھا مجذوبؒ
 ۱۲۔ حضرت شیخ صدر الدین الملقب بشاہ صدر دیوانؒ
 ۱۳۔ حضرت شیخ عبدالرحمن الملقب بر پاک صاحبؒ
 ۱۴۔ حضرت شیخ الہدائے معنیؒ
 ۱۵۔ حضرت شیخ نایک المعروف نانو مجذوبؒ
 ۱۶۔ حضرت شیخ نور محمد نوریؒ
 ۱۷۔ حضرت شیخ اسمعیلؒ
 ۱۸۔ حضرت سید شاہ محمد شہید بھاکھریؒ
 ۱۹۔ حضرت شیخ فتح محمد قلندر المعروف شاہ قنادیوانؒ
 ۲۰۔ حضرت سید عبداللہ مجذوبؒ
 ۲۱۔ حضرت حافظ طاہر مجذوبؒ
 ۲۲۔ حضرت خواجہ سید محمد فضل صاحب وحیؒ
- چک سادہ
 کنجاہ
 " "
 " "
 گوجرانوالہ
 رُکھ پھٹھ
 بھڑی شاہ رحمان
 " "
 " "
 کلا سکے چیمہ
 سیالکوٹ
 " "
 کوٹلی جلال
 جہلم
 زہتاس
 ساگری
 " "
 لاہور
 کشمیر
 " "
 کابل
 بینی حصار

ان کے علاوہ مندرجہ ذیل یارانِ طریقت کے حالات بھی کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔

صرف ان کے اسماء گرامی تبرکاً لکھے جاتے ہیں،

- ۱۔ حضرت سید شاہ محمد قطب قندھارؒ
 ۲۔ حضرت شیخ نور محمد ہندی عاشقؒ
 ۳۔ حضرت شیخ ہمدی المعروف میاں حاجی سندھیؒ
 ۴۔ حضرت شیخ ملا کمال الدین محمد کشمیریؒ
 ۵۔ حضرت شیخ فرخ محمد سنہلیؒ
 ۶۔ حضرت شاہ بلبل دیوان پٹی بھتیؒ
 ۷۔ حضرت میاں شاہ پشاورؒ
 ۸۔ حضرت میاں شاہ پشاورؒ
 ۹۔ حضرت شیخ عبداللہ المعروف ذرا شہاب چوکھیؒ
 ۱۰۔ حضرت مولانا عبدالکیم سیالکوٹی آفتاب پنجابؒ
 ۱۱۔ حضرت شیخ عاشق محمد بن باجواہؒ
 ۱۲۔ حضرت شیخ معروف پستی سوہدرویؒ

- ۱۳- حضرت شیخ جلال الدین محمد کوٹلوی
 ۱۴- حضرت شیخ عبدالحکیم چک سوانی
 ۱۵- حضرت شیخ نظر محمد کنجاہی
 ۱۶- حضرت شیخ صادق مجذوب
 ۱۷- حضرت خواجہ علی المعروف میاں غنی فقیر منسی
 ۱۸- حضرت میاں جیون حجام باہوکی
 ۱۹- حضرت میاں العین جٹ
 ۲۰- حضرت شیخ عبدالداقم
 ۲۱- حضرت میاں جیون مطرب
 ۲۲- حضرت شیخ محمد فاضل
 ۲۳- حضرت شیخ ہدایت اللہ
 ۲۴- حضرت شیخ عبدالمجید
 ۲۵- حضرت شیخ کمال الدین بافندہ
 ۲۶- چودھری مستی رانجا
 ۲۷- چودھری نہالا مانگٹ
 ۲۸- مولانا قانوگوسے
 ۱۲- حضرت شیخ عبدالحکیم گوجر چھبری
 ۱۶- حضرت شیخ ابوالبتا کنجاہی
 ۱۸- حضرت شاہ عالم سرخپوش
 ۲۰- حضرت شیخ درویش مجذوب
 ۲۲- حضرت چوہدری لقمان وڑائچ خالق پوری
 ۲۴- حضرت شیخ نور محمد بخاراگرودیر
 ۲۶- حضرت میاں استاجانی بخارا ساہن پالوی
 ۲۸- حضرت میاں ہندال قوال
 ۳۰- حضرت شیخ بھیر و فقیر
 ۳۲- حضرت قاضی رفیع
 ۳۴- حضرت شیخ محمد شفیع
 ۳۶- حضرت میاں منگارا
 ۳۸- حضرت شیخ کھیون بافندہ
 ۴۰- چودھری شیخار انجا
 ۴۲- چودھری جھنڈا امزار
 ۴۴- بھول

ان سب بزرگوں کے حالات کتاب بذا (شرف التواریخ) کی قیسری جلد موسوم بہ

مذکرۃ النوشاہیہ میں آئیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

مدحیات

آپ کی تعریف میں شاعروں نے بہت قصائد اور غزلیں لکھی ہیں۔ یہاں صرف ایک غزل
 حضرت فقیر سید نور الدین منور بخاری لاہوری کے دیوان منور سے لکھی جاتی ہے؛
 جناب حضرت نوشاہیہ امجد بود لطف تو بیرون از حد و حد

سُری و سروری و مرشد الکل
 شود شرمندۀ نورت نہ و بہر
 تویی مہر سپہر فقر و حبس تو
 ندیم مرشد دیگر بعالم
 نرنجانہ غلام درگت را
 زرقہ نا امید از درگت کس
 بود خاک کعبہ پائے تو مارا
 نگیری بندہ خود بیسچ کا ہے
 مریدانت زہر سو صد ہزاراں
 مریدم دست خود دادم بدستت
 گرفتنی دست و عین الحق نمودی
 منور عرض دارد در جنابت
 من از نالائقی ماندم مقصود
 فقیر خویش را بنواز از لطف
 ہمہ خدام را بگفتہ پید
 نمائی گر ہشتاقان خود خد
 ہزار اقطاب جہنم اولیا صد
 باین صورت باین قامت باین قد
 اگر باشد سبباً و موذی و ذر
 اگرچہ بود ملحد یا کہ مرتد
 برائے مردود دیدہ جائے اشد
 بعضیان و تقصیرے کہ سرزد
 صبی و شیخ و شاب و نیز امر و
 نواز لطف و کرم بے حد و بے عد
 مرا عیدست دارم عین برید
 اگر من عاصم و مجرم و بد
 و گرد بندہ ام من عن اب و جد
 مزن بر سیتہ او دست از زد

رباعی از دیوان آزاد

از فکر طبع حضرت فقیر سید عزیز الدین ضیاء آزاد بخاری لاہوری

یارب بکمال حال شاہ معروف
 کز فے شدہ حضرت سلیمان موصوف
 با برکت من نام شاہ نوشاہ
 باشاہد عشق خود مرا کن مالوف

تاریخ وفات

حضرت نوشاہ عالی جاہ کا وصال باکمال بروز سوموار ۸ ربیع الاول ۱۰۶۳ھ - ۲۶ جنوری

۱۶۵۳ء مطابق سن ۱۱۱۱ھ کو ہوا۔ مقبرہ عالیہ ساہن پال شریف تحصیل پھالیہ ضلع گجرات

پنجاب میں ہے۔

دریا کے پنجاب کی وجہ سے آپ کے مزار شریف کو چند مرتبہ منتقل کرنے کی
انتقال مزار شریف ضرورت پیش آتی رہی۔

۱۱۷۰ھ میں دریا کی طغیانی کی وجہ سے تابوت شریف پہلی جگہ سے نکال کر دوسری جگہ موضع نوشہرہ
کی زمین میں چاہ جیاتے والہ پر دفن کیا گیا۔ (لطائف گل شاہی)

۱۲۳۷ھ میں دوبارہ خطرہ لاحق ہوا تو نکال کر تیسری جگہ دفن کیا گیا، جہاں آج بھی موجود ہے۔
(روضۃ الزکیہ)

۱۲۵۸ھ میں نواب شیخ امام الدین صوبہ دار کشمیر نے روضہ شریف بطرز پاکلی تعمیر کیا۔ (انوار العلیہ)
۱۳۱۱ھ میں شیخ عبداللہ درویش لاہوری نے مرمت و سفیدی کرائی۔

۱۳۵۵ھ میں روضہ مبارک کے اندر و باہر کافر شش اور بیرونی مطاف کی چار دیواری نئی بنائی گئی۔
۱۳۶۹ھ میں اکاشی گھنٹے متواتر بارش کی وجہ سے روضہ شریف کی دیواریں پھٹ گئیں اور عمارت
خراب ہو گئی۔

۱۳۷۳ھ یکم محرم جمبرات کو روضہ شریف کو شہید کر دیا گیا اور ۲۶ جمادی الثانی بدھ وار کو روضہ شریف
ہشت پہلو کی بنیادیں کھودی گئیں اور عمارت کا کام شروع کیا گیا۔

۱۳۷۵ھ میں برآمدہ چار پہلو، اور نیچے کا گنبد (تجر) تیار ہو گیا۔

۱۳۸۰ھ میں بالائی گنبد کی تعمیر نصف تک پہنچ گئی۔ ابھی کام زیر تعمیر ہے امید ہے عنقریب مکمل
ہو جائے گا۔

قطعہ تاریخ

از حضرت شیخ عبدالرحیم قادری نوشاہی ساکن سدا گنبد ضلع شاہ پور

دلہ در باغ مدح نوشہ اندر ذکر دستا نش چودستاں خزانہ خوشستاں زبجئے فیض احسانش

عہ حضرت نوشہ گنج بخش کا کچھ تذکرہ اس جلد کے طبقہ دوم میں آئے گا۔ شرافت

کہ بر برقِ جہاں چوں مہرِ نعلین ست رخشانس
 مقامِ سدرۃ اعلیٰ بزوشہ ہست شایانش
 نیامد نوشہ عالم شبے در گردِ دامانش
 بہریم نوشہ عالم ہمیشہ خوش فروزانش
 برنگ آبِ حیواں جاں وہی کم درجہ دانش
 چو کاغذ بر زبانِ نوشہ عالم عیاں خوانش
 اقامت تا قیامت میکند از فیض دستانش
 بطنِ نورشیدہ ایں درجہ ہر جا ہست یکانش
 ثریا تا ثریٰ آفاق گیری کرد یکانش
 سوئے دارالقرار آمد نزول از فیض رحمانش
 ہمہ اسبابِ نوشتاری ہیسا ساختہ ضوانش
 زوندش نوبتِ شاہی قصور و حور و علمانش
 بگوشِ دل نہ آمد کہ خاتمِ پاک بر خوانش
 سیوم از رحلتِ نوشاہِ دین برگیر آسانش
 تعالیٰ اللہ چہا تا تاریخا گفتتم ز احسانش
 بعالم جاوداں روشن چراغِ خانداں دانش

مرا ایں دستگاہ از دستِ خاکِ پائے نوشہ ایں
 زبے نعلین عینِ شمس بر چارم فلکِ زیبا
 عروسِ بکرا ایں دنیا کینزک بر درش آمد
 فلکِ قیام چو نانا نو سے ہزاراں شمع اندر سے
 بہر جہے کہ نوشہ از زبانِ نوشہ سنا آمد
 ہر آنجہ از اولیں مقصد برٹے خامر سودا ماند
 بعالم آنچہ ظاہر شد ز جزوِ نوشہ عالم
 بشرق و غرب و تحتِ فوق و بین و لیسر نوشہ گشت
 بہر میدان کہ نوشہ رخس ہمت راندہ در عالم
 چو دنیا جائے ماندن نیست ایجاناں ازاں معنی
 چو در جنت بگشت گل نسیم آسا خراماں شد
 طلائک روز و شب در خدش سرد گرم از سادی
 ز تاریخ وصال او دم در جست و جو چوں شد
 دو دم وہ حاجی نوشہ سخی بر خواندہ عقل من
 چہارم نوشہ ہادی سخی بود ست خوش بشمر
 فلک را ہست تا حرکتِ زمین تا در سکوں آید

مادہ ہائے تاریخ

۱- آفتابِ شرف

۲- سکندرِ خلق

۳- غمِ جاوید

۴- ہی سید گنجِ بخش

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حاجی
حافظ محمد بن خوردار بحر عشق
نوشاہی قدس سرہ

در مناقب شاہ برخوردار بحر عشق حق

حضرت نوشاہ را او بود فرزند کلاں

در ریاضت آئینہ دل صافش از زنگار بود	آشنائے بحر وحدت شاہ برخوردار بود
ہر نگاہ شاں زمستی حسانہ نثار بود	دیدہ شاں مست ماننے ہر دم از جام الست
از خم نیم نگاہش عالمے سرشار بود	آن چنان مستی بخشش فاد ساقی ازل
حرفے از سخنان او در معرفت طومار بود	از کلامش سر بسر گوھر معانی ریختے
از خودی بیزد شد با ذات حق شہوار بود	بحر استغراق را غواص بوئے ہرزماں
ملک عصیاں ہرزماں از قہر شاں تبار بود	گلشن علم و ادب سر سبز ز آب رحمتش
اشرف او از معرفت انی کہ برخوردار بود	ہر کہ او گشت از ارادت آستان بوسش

آپ فخر الاذکیا، ہر الاصفیا، سراج السالکین، تاج العاشقین، امیر الفقرا،
اوصافِ جمیلہ نصیر الغریبا، بدینہ حسانت، خزینہ سادات، الوصل بالمعبود، العارف بالشہود،
ولی المعظم، فرد الاعظم، قطب الاقطاب، نجیب الانجاب، صاحب عشق و محبت و آداب طریقت
تھے۔ اوصافِ مہمان نوازی اور فیض گستری سے موصوف تھے۔ شیخ الاسلام و المسلمین، سید العرفان
والعارفین حضرت سید شاہ حاجی محمد لطف گنج بخش علوی قادری قدس سرہ کے فرزند اکبر اور خلیفہ اعظم
اور سجادہ نشین تھے۔

آپ کا نام نامی محمد برخوردار، مشہور نام حافظ برخوردار۔ القاب گرامی بحر عشق،
نام و لقب زندہ دل۔ ولعبد خلافت تھے۔

نسب داری آپ کی والدہ ماجدہ کا نام گرامی حضرت رسول خاتون تھا جو حافظ بہا الدین بن حاجی عزیز اللہ بن مولانا شیخ فرید الدین کی بیٹی تھیں جن کا جدی خاندان منہاس راجپوت تھا اور آبا و اجداد سے قصبہ سیلاں ضلع گجرات کی فضاہیں کے متعلق تھی۔

ولادت و تربیت آپ کی ولادت باسعادت دسویں صدی ہجری میں بھہر سلطان بلال الدین اکبر بادشاہ بھگام نوشہرہ تھلاڑاں ضلع گجرات ہرنی۔ اپنے والدین کے آغوش ماطفت میں تربیت پائی۔ رشد و ولایت کے آثار آغازِ بلوغت سے ہی آپ کے چہرہ اندر پرورشائے تھے۔

تحصیل علوم آپ نے ابتدا میں اپنے والد بزرگوار سے تعلیم شروع کی چند ماہ میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ پھر چندے قاضیان کجاہ سے تعلیم پائی۔ اس کے بعد حضرت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی آفتاب پنجاب سے صرف و نحو و منطق و فلسفہ و تفسیر منوم حاصل کیے۔ بعد ازاں حضرت مولانا مولوی عبداللہ لاہوری کے درس میں داخل ہوئے اور فقہ، حدیث و تفسیر وہاں سے پڑھی اور علوم معقول و منقول سے فارغ التحصیل ہوئے۔

تاکید علم حضرت نثر صاحب نے آپ کو تاکید فرمائی تھی کہ ریختے ہیں کوشش رکھنا۔ اور جب تک وفات کی خبر وہاں سن لو۔ کنز الرحمت میں ہے،

اگر رطبتِ ما در انجا شنید نیاید فاتحہ ہما نجا کنسید
فضیلت چو حاصل شود با شما بیاید در خانہ شادی نما

علمی کمالات کا حاصل ہونا آپ نے حضرت والد صاحب کی ہدایت پر پورا پورا عمل کیا اور کئی سال تک متواتر تحصیل علم میں مشغول رہے، اور گھر کا منہ نہ دیکھا حتیٰ کہ کمالاتِ علمی و فضائلِ علمی تک پہنچے سب علوم آپ کا حال ہو گئے۔ زمانہ طالب علمی میں آپ کی خدمت کے واسطے حضرت شیخ نور محمد سیالکوٹی مقرر تھے۔ وہ دن رات آپ کی خدمات انجام دیتے۔

فن کتابت آپ جن ایام میں لاہور تعلیم پاتے تھے وہیں استادانِ فن سے کتابت

بھی سیکھی اور خطِ نسخ و نستعلیق کو کمال تک پہنچایا۔ آپ خوشنویسی میں اپنے وقت کے خطاطوں سے گزرتے بیعت لے گئے۔ کثر الرحمت میں ہے،

خطِ خوش نوشتے برادر کلاں

کو نوشتے ہرگز کسے آنِ نیاں

علوم و فنون کے حصول کے بعد آپ کو کمالاتِ باطنی کے حاصل کرنے کا بیعت و خلافت شوق غالب ہوا تو اپنے والد ماجد حضرت نوشتہ گنج بخشؒ کے دستِ حق پرست پر بیعتِ طریقت کی اور اشغالِ قادریہ اعلیٰ کی اجازتیں پائیں۔ تھوڑے ہی عرصہ میں بیعتِ مجاہد کے باعث اور حضور والا کی توجہ سے سلوک پورا کیا اور خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔

آپ اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ اپنے دادا پیر حضرت سخی درگاہِ سلیمانہ میں منظوری شاہ سلیمان نوریؒ کی خدمت میں بیعت نام

جلو ال شریف حاضر ہوئے۔ ثواب المناقب میں ہے:

”چشمِ چراغِ طالع بیدار حضرت شاہ برخوردار در عین طفلی مانند چنبورہ کہ

ہم غلافِ مصحف گردو با اتحاق والد بزرگوار شرف و ستبوس سلیمان روزگار

ور یافت۔“

حضرت سخی بادشاہؒ نے آپ کو اپنے فیض سے بلا واسطہ بھی نوازا اور فرمایا: اے حاجی محمد!

میں نے تمہارے فرزند برخوردار کو تمہارا ہم رتبہ بنا دیا ہے۔ کسی کمال میں تم سے کم نہیں چھوڑا۔

کثر الرحمت میں ہے:

بفرمود حضرت سلیمان چنیں

کہ حاجی ز تو کم ندام باین

آنجناب آپ کی مقبولیت اور درگاہِ شیخ میں منظوری دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور خدا کا

شکر بجالائے۔

کہ فرزند ما نیز مقبول شد

باد عنج عرفان موصول شد

حضرت سخی بادشاہؒ نے آپ پر نگاہ ڈالی تو آپ پر حالتِ جذبہ طاری ہو گئی۔
جذبہ و سلوک کھانا پینا، چلنا پھرنا، کلام کرنا، سونا سب ترک ہو گیا اور محبوبِ حقیقی کے
 عشق میں محو و مستغرق ہو گئے۔ دنیا اور مافیہا کی کوئی خبر نہ رہی۔ حضرت نوشہ صاحبؒ نے پیر و شفیع
 کے سامنے مودبانہ عرض کیا کہ اسے قبلہ عالم! میرا یہی لڑکا مہمانوں کی خدمت کرنے والا اور آئینہ
 روزہ کی دلجوئی کرنے والا ہے۔ آپ نے اس کو مجذوب بنا دیا ہے۔ اور محمد ہاشم ابھی بچہ ہے اور تحصیلِ علم
 میں مشغول ہے۔ لہذا کاروبار کا متحمل نہیں ہو سکتا، آگے جو آپ کی مرضی ہو۔ حضرت سخی بادشاہؒ
 نے فرمایا کہ ہمارا تو خیال تھا کہ اس صاحبزادہ کو ایسا مجذوب مطلق بناویں جو زمانہ کے مجاذیب میں
 یکتا ہو۔ اور خلقت دیکھے کہ مجذوب حقیقی اس طرح ہوتے ہیں۔ لیکن اب آپ کی خاطر مقدم ہے۔
 اس کو ساک بنا دیتے ہیں۔ چنانچہ آپ پر ایسی توجہ فرمائی کہ چند روز میں بتدریج مرتبہ سلوک پر
 فائز ہوئے اور اپنے والد صاحبؒ کی خدمت میں رہنے لگے۔ (رسالہ احمد بیگ - تذکرہ نوشا پور -
 ثواقب المناقب - کثر الرحمت)

رنجھت کے وقت حضرت سخی بادشاہؒ نے آپ کو اپنی طرف سے بھی
خلافت سلیمانیر خلافت عطا فرمائی اور لنگی و دستار بطور تبرک عنایت فرمائی اور بشارت
 دی کہ اس صاحبزادہ کے فیض سے جہان مہمور ہوگا۔ اور بے شمار مخلوق کو راہِ ہدایت و ارشاد
 اس سے نصیب ہوگا۔ (تخالیف اصیبا)

آپ نے اپنے والد بزرگوار کے زمانہ میں مکانات رہائش اور
تعمیر مسجد و مکانات مسافروں کے لیے دیوان خانے اور عبادت کے لیے اپنے ڈیرہ
 پر مسجد تعمیر کروائی۔ تمام کاروبار میں حضرت نوشہ صاحبؒ نے آپ کو ہی مختار کیا ہوا تھا۔ کیونکہ
 خود ہر وقت استغراق فی التوحید اور توجہ الی اللہ میں رہتے تھے۔ اور آپ مستعدی سے سب
 کاموں کو بخوبی انجام دیتے تھے۔ کثر الرحمت میں ہے :-

بنخانہ از بود ہمسر کاروبار

ہم از جہد شان گشت مسجد تیار

دنیاوی امور میں قابلیت آپ یہاں تک کا رہا کہ میں دسترس رکھتے تھے کہ ایک بار

شاہجہاں بادشاہ کو کابل کی طرف جانے کا اتفاق ہوا تو اس نے ملازموں کو حکم دیا کہ دریائے چناب پر کشتیوں کا پل تیار کیا جاوے۔ جو کچھ عرصہ میں تیار ہوا۔ حضرت نوشاہ عالی جاہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب یہ فرمان شاہی سنا تو فرمایا کہ اگر شاہجہاں یہ حکم ہمارے فرزند حافظ برخوردار کو دیتا تو وہ اس قدر لائق اور استعداد بلند رکھتا ہے کہ ایک دن میں پل تیار کروا دیتا۔ (تذکرہ نوشاہیہ)

آپ کمالاتِ باطنی کے علاوہ اکثر ظاہری فنون میں بھی مہارت تامہ رکھتے تھے۔

اکتسابِ فنون چنانچہ فن شہسواری، تیراندازی، سپاہ گری، کتابت، زراعت، خیاطت، انجینیری وغیرہ میں خوب دسترس رکھتے تھے۔

معمولات

آپ شریعتِ نبوی کے پورے پورے پابند تھے۔ اپنے والد بزرگوار کی طرح ظاہر و باطن میں اتباعِ سنت آپ کا طریقہ تھا۔ نماز پنجگانہ، نوافل تہجد و اشراق و صبحی و آدابین و تسبیح و غیرہ پڑھا کرتے، اور اذکار یہ پر مواظبت رکھتے۔ ذکر جہر فی اثبات، ذکر آرزو، ذکر سپاہیہ، شغل محمود سلطان الاذکار وغیرہ آپ کے معمول تھے۔ اور وظائف لسانی میں سے درود شریف ہزارہ، دعائے سامع الدعاء اور دعائے کیمیائے سعادت پڑھا کرتے۔ اور اختتام اور اوپر مناجاتِ غویہ پڑھا کرتے جو خود آپ نے نظم کی تھی۔

آپ کے پاس علمی کتب خانہ بہت تھا۔ تفسیروں اور حدیثوں کا مطالعہ رکھتے۔ مطالعہ کتب فقہ اور اصول فقہ اور تصوف میں خاص مگہ حاصل تھا۔ تصانیف حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رحمہ اللہ سے آپ کو بہت انس تھا۔ خصوصاً فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم کا مطالعہ کرتے۔

آپ کا ولیعہد خلافت ہونا

ابتدائے طفولیت سے آپ کا وجود مسعود میں آثارِ رشد و ہدایت پائے جاتے تھے۔ قلب ایشیخ والادنا حضرت نوشاہ گنج بخشؒ کی محبتِ قلبی جس قدر آپ سے تھی اسی قدر

دوسری اولاد سے نہیں تھی۔ جو مقاماتِ ولایت آپ پر منکشف ہوئے وہ دوسروں پر نہیں ہوئے۔ اور جس قدر رموز و اسرار آپ کے سینے بے کینہ میں ڈالے وہ دوسروں کو عطا نہیں کیے۔ چنانچہ آپ کے متعلق بہت فضائل حضرت نوشاہِ عالی جاہؒ کی زبانِ مبارک پر جاری ہوتے تھے۔ ان جنابؒ نے جب دیکھا کہ میرا یہ فرزند درگاہِ حضرت سخی شاہ سلیمان نوریؒ میں منظور ہو چکا ہے اور وہاں سے بھی دستارِ خلافت حاصل کر چکا ہے تو حضور کا ارادہ ہوا کہ آپ کو ولیعہد کر دیں۔ چنانچہ اسی عرض کے لیے آنجنابؒ نے آپ کو صرف اپنی خدمت اور اپنے مہمانوں کی خدمت کے لیے مخصوص رکھا۔ آنجنابؒ کے آخری ایامِ حیات میں بعض یاروں نے التماس کی کہ حضور ہم کو اپنے بیٹوں یا پوتوں میں سے کسی صاحب کے سپرد کر جاویں تاکہ ہم قبلہ عالم کی جا بجائیں اس سے اپنا مقصود حاصل کر لیا کریں۔ ان جنابؒ نے سب یاروں کے روبرو ایک مجلس میں اپنے فرزند اکبر حضرت سید حافظ محمد برخوردار بحر العشقؒ کو دستارِ خلافت و نیابت سے مشرف فرمایا اور تمام حاضرین کو ارشاد فرمایا کہ میرا یہ فرزند میرا ولی عہد ہے جو میرے بعد میرا سجادہ نشین و خلیفہ ہوگا۔ اور میری قائم مقامی میں میرے فرائض کو انجام دے گا۔ اور میرے ظاہری و باطنی امور کا متولی اور وارث ہوگا۔ جو شخص اس کے امر سے سرتابی کرے گا وہ مجھ سے سرتابی کرے گا۔ تمام یارانِ نوشاہیہ نے آپ کی خلافت کو تسلیم کر لیا، اور نعرہ ہائے تحسین و آفرین و مبارک باد بلند ہوئے۔ جیسا کہ کثر الرحمت میں ہے:

عطا شد نیابت بہ پسر بزرگ

نمودند تحسین بکار سترگ

آپ کی نیابت کا واقعہ کتبِ خاندان رسالہ احمد بیگ، تذکرہ نوشاہیہ، انوار القادریہ،

کلید گنج الاسرار و تحائف قدسیہ و خزینۃ الفقرا وغیرہ میں بھی موجود ہے۔

ان کے علاوہ دیگر کتب تاریخ، خزینۃ الاصفیا، گنجینہ سروری، تحقیقاتِ حشری، تذکرہ

اولیائے ہند، تحفۃ الابرار، گلزارِ نوشاہی مصنفہ سائیں بیون شاہؒ، امرذات وغیرہ میں

تبصریح حضرت سید حافظ محمد برخوردارؒ کو حضرت نوشاہ صاحب کا سجادہ نشین اور خلیفہ اعظم

لکھا ہے۔

کثرتِ فیضان

آپ کی ذات سے بکثرت فیضان جاری ہوا۔

حضرت نوشہ صاحب کی وفات کے بعد آپ نے سجادہ شریف پر بیٹھ کر ریاضات و ترقی مدارج مجاہدات کو پہلے سے بھی زیادہ کر دیا۔ آپ کے درجات و مراتب و مقامات میں بہت ترقی ہوئی۔

آپ کے تحت خلافت پر جلوہ گر ہوتے ہی بے شمار خلائق کا رجوع آپ کی طرف ہو گیا۔ رسالہ احمد بیگ میں ہے،
"غلقہ ایشاں در عالم افتاد۔"

جن لوگوں کو حضرت نوشہ صاحب کی بیعت ہو چکنے کے بعد یرانِ طریقت کی تکمیل ابھی تک منزلِ مقصود تک رسائی نہ ہوئی تھی اور ابھی سلوک نامتھم تھا۔ انھوں نے آپ کی طرف رجوع کیا اور تکمیل پا کر خلافت پائی۔

روحانی مشاغل کے علاوہ آپ نے سلسلہ درس و تدریس بھی جاری رکھا۔ سلسلہ تدریس اپنے فرزندوں کو پہلے اپنے پاس ہی پڑھایا۔ اس کے بعد دوسرے درس لگا ہوں میں بھیجا۔

اخلاق و عادات

آپ کی اخلاق و عادات سنتِ سنیہ کے مطابق تھے اور خصائل و شمائل سلف صالحین سے ملتے تھے۔

آپ اپنے والدین کے بڑے خدمت گزار اور فرما تہ دار فرزند تھے۔ یہاں تک کہ سوانے حکم اپنے والد بزرگوار کے اٹنے بیٹھے بھی نہ تھے۔ تمام عمر میں آپ سے کوئی کام ایسا صادر نہیں ہوا جو خلافِ امرِ والد ہو۔ کنزِ الرحمۃ میں ہے،

چنان بود و اعتقاد و ادب
کہ بے امر سخنے نہ کرے ز لب

آپ ادب و ہدایت و اعتقاد میں کمال درجہ رکھتے تھے۔ اپنے والد ماجد
آداب شناسی کے اس قدر مہذب تھے کہ مریدوں سے بھی ایسا ادب نہ ہو سکتا تھا۔
رسالہ احمدیہ میں ہے:

”آداب کہ در ایساں بود از معتقدان نبود۔“

حضرت نوشہ صاحب اکثر استغراق و محویت میں ہوتے اور آپ دست بستہ مودبانہ حضور کے سامنے
کھڑے رہتے، جس وقت آنجناب کو افادہ ہوتا اور نظر اٹھا کر دیکھتے اور فرماتے بیٹھ جاؤ۔ تب
آپ بیٹھتے۔ اگر آنجناب فرماتے تو آپ کلام کرتے ورنہ چپ رہتے۔ کز الرحمت میں ہے: ہ
بجز امر نہ نشستے ہرگز۔ بجا نہ برخاستے از مکن بے رضا
شب و روز نوشہ بجز شہود بہر لحظہ در صحو و در نحو بود
نشستے چو فرموت اور انشیں نموتے چو گفتے بکن این چنسیں

حضرت نوشہ گنج بخش کی عمر مبارک جب سو سال
والد صاحب کی آخری خدمات سے متجاوز ہوئی تو آثار ضعف ان کے وجود مبارک

پر اکثر طاری ہوئے۔ تو حافظ صاحب ہر وقت آنجناب کی خدمت میں حاضر رہا کرتے۔ اور ایک
لحظہ بھی آپ سے جدا نہ ہوتے۔ اور تمام خدمات کو اپنے ہاتھ سے انجام دیتے۔ حتیٰ کہ آخری وقت
میں بھی آپ پاس موجود تھے۔ اور خدمت میں سرگرم تھے۔ اور چھوٹے صاحبزادہ سید محمد ہاشم
دریادل اس وقت حاضر نہ تھے۔ تحلیف اصفیا میں لکھا ہے کہ وہ اس روز گھوگاں وال
میں تھے۔ آپ نے ہی ان کو پیغام بھیج کر منگوایا تاکہ والد صاحب کے آخری دیدار سے مشرف
ہو جائیں۔

آپ کمال درجہ کے مہاں نواز اور غریب پرور تھے۔ آپ کی مہاں نوازی کے
مہاں نوازی واسطے ہی آنجناب نے آپ کے جذبہ کو سلوک سے تبدیل کروایا تھا اور
فرمایا تھا: ”بہتے خدمت مہاناں ہمین ست“۔ مہانوں کی خدمت کے واسطے ہی فرزند ہے۔

آپ اہل علم طبقہ کو بہت دوست رکھتے تھے۔ چنانچہ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی،
 علمائے محبت اور مولانا عبداللہ لاہوری اور مولانا محمد تقی و شیخ محمد جمال سکنا نے
 کیلیاں والہ، اور مولانا مفتی شکر اللہ اور مفتی حافظ محمد صدیق سکنا نے بچہ چٹھہ وغیرہ علمائے
 وقت سے آپ کو بہت محبت تھی۔

اگر کبھی آپ کو انقباض واقع ہوتا تو دل بہلانے کے واسطے گھوڑی پر سوار
 شکار کھیلنا ہو کر شکار کو چلے جایا کرتے۔ (رسالہ احمد بیگ)

آپ کبھی کبھی سفر کو بھی تشریف لے جایا کرتے۔ منجملہ دوسرے سفروں کے
 سیرو سیاحت سفر بجلوال شریف اور سفر لاہور زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ میں نے ان کی
 تفصیل آپ کی سوانح حیات الموسوم بہ خلیفہ اعظم المعروف مقامات بر خورداریہ میں کی ہے۔

آپ اپنے والد صاحب کی طرح بڑے انخفا پسند تھے۔ اپنی حالت کو
 انخفائے احوال معنی رکھنے کی کوشش کرتے۔ نواب سعد اللہ خاں وزیر اعظم ہندوستان
 نے آپ کا خوشخط معنوطہ دیکھ کر آپ کے شاہی منصب اور مقرر کرنا چاہا۔ آپ نے انخفا کے لیے
 ایک نازیبا معنوطہ لکھ کر پیش کر دیا تاکہ شاہی ملازمت سے محفوظ رہ سکیں۔

آپ ایک مرتبہ سُسرال جانے کے واسطے تیار ہوئے تو تیر و کبان
 سیدت زبان ہونا اور تلوار ساتھ لیے۔ اور حضرت والد بزرگوار سے رخصت مانگی۔

انہوں نے فرمایا، بیٹا! ہتھیار اتار دو، تم فقیر ہو، فقیر کی زبان ہی تلوار ہوتی ہے بلکہ دل میں
 خیال ہی آجاوے تو وہ بھی تلوار کا کام دیتا ہے۔ آپ نے اسی وقت ہتھیار اتار دیے۔ اس کے
 بعد آپ کی زبان سے جو کچھ نکلتا وہ پورا ہو جاتا۔

آپ صاحب ذوق و شوق تھے۔ سماع سنتے اور وجد بھی ہوتا تھا۔
 سماع و وجد ایک مرتبہ آپ نے موضع تیکے اپنے سُسرال میں گئے ہوئے تھے
 ایک لڑکی چرخہ کات رہی تھی اور ساتھ نغمہ گاری تھی آپ کو سن کر وجد ہو گیا۔

حلیہ مبارک آپ دراز قد، جسیم، لجم، متوسط الاعضا، خوب صورت اجوان، بہادر تھے۔ آپ کے چہرہ انور پر تجلیات الہی کا اس قدر ظہور تھا کہ دیکھنے والے بے ساختہ مرعوب ہو جاتے۔ آپ کی شکل و شبابت حضرت نوشہ صاحب سے ملتی جلتی تھی۔

لباس آپ لباس سفید رنگ پہنتے۔ والد ماجد کی طرح کھبل (بھورا) بھی زیب تن فرماتے۔ کبھی کبھی بھیجیس بھی استعمال کرتے۔ ایک مرتبہ آپ شسرال جانے کو تیار ہوئے تو اوپر کھیس لیا۔ حضرت نوشاہ عالیجاہ نے دیکھ کر فرمایا: برخوردار! کھیس کیا ہے؟ تمہارے کندھوں پر شال اچھی سجتی ہے۔ تم شال پنا کرو۔ چنانچہ آپ نے شال پہن لی۔

فضائل و کمالات

آپ کے فضائل بے شمار تھے۔

مثیل نوشہ ہونا آپ ہر ایک کمالیت میں اپنے والد بزرگوار کے پورے پورے قبیح تھے اور ان کے تمام اوصاف سے متصف تھے۔ معتام فنا فی الشیخ بدرجہ اتم آپ کو حاصل تھا۔ حضرت نوشہ صاحب کے رنگ میں رنگین تھے۔ مثیل نوشاہ عالیجاہ تھے۔ کنز الرحمۃ پنجابی میں ہے: طر برخوردار بھی اوہو پایا جو کچھ نوشہ پایا

نوشاہی صفات سے متصف ہونا آپ کی ذات گرامی میں اپنے والد صاحب کی تمام صفیں موجود تھیں۔ کتابوں کے مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت نوشہ صاحب کی چالیس صفیں پوری پوری آپ میں موجود تھیں۔ میں نے ان کا مفصل بیان مقالات برخوردار میں کہا ہے اور کچھ مختصر تذکرہ دوسرے طبقہ میں بھی کیا جاوے گا۔

آپ کو حضرت نوشہ صاحب سے مماثلت تامہ اور مناسبت کلیہ تھی اور آپ نوشاہ وقت تھے۔

مولوی قاضی امام بخش جام پوری کی کتاب

حدیقۃ الاسرار فی اخبار الابرار جن سوم سے

حج حرمین الشریفین کا شرف پانا

ثابت ہوتا ہے کہ آپ زیارت حرمین الشریفین سے بھی مشرف ہوئے۔ آپ کا اسم گرامی بالفاظ
”حاجی برخوردار“ لکھا ہے۔

حضرت نوشہ صاحب کی اپنی غائیں

آپ کے حق میں جناب والد بزرگوار نے بہت دعائیں فرمائی ہیں جو آپ کے حق میں

قبول ہوتیں۔

جب آپ بچپن میں سبق پڑھتے تھے تو حضرت نوشہ صاحب نے آپ کو

خواب میں پڑھنا فرمایا: میاں برخوردار! ہمارا ارادہ ہے کہ تم سونے کی حالت میں بھی

پڑھتے رہا کرو۔ چنانچہ آپ کو اکثر مرتبہ خواب کی حالت میں پڑھنا ہوا پایا گیا۔ آپ کے صاحبزادہ

سید حافظ جمال اللہ صاحب سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ ہم نے سنا کہ آپ سوتے ہوئے

خواب میں گلستانِ سعدی کی یہ غزل پڑھ رہے تھے: یہ

گلے خوشبو تے در جام روزے رسید از دست محبوبے بدستم

بدو گفتم کہ مشکلی یا عبیری کہ از بوئے دلاویز تو مستم

گفتا من گلے ناچیز بودم ویکن مدتے با گل نشستم

جمال ہم نشیں در من اثر کرد وگر نہ من ہماں خالم کہ ہستم

ایک روز آپ گھوڑی پر سوار ہو کر شکار کو جا رہے تھے شاہ

ضرب سے محفوظ رہنا مسکین قلندر ماری نے جو اس وقت پاس تھے کہ

کہ صاحبزادہ صاحب گھوڑی دوڑائیں گے تو گر پڑیں گے۔ حضرت نوشہ صاحب نے فرمایا اگر

گرہیں گے تو کوئی خطرہ نہیں ضرب آنے سے بالکل محفوظ رہیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ایک زمیندار سے آپ نے پیل مانگے، اُس نے نہ دیئے تو اُس
حیوانات کا شفا پانا کے پیل بیمار ہو گئے۔ اُس نے حضرت نوشہ صاحب کی خدمت
 میں آکر معذرت کی اور معافی مانگی۔ آنجناب نے آپ کو بھیجا کہ جا کر ان پر پانی پھیرا کو۔ آپ نے
 ان پر پانی ڈالا تو وہ دونوں اسی وقت تندرست ہو گئے۔ اس کرامت اور دعا کا اثر آج تک
 آپ کی اولاد میں بھی جاری ہے۔

حضرت نوشہ صاحب کی آپ پر عنایت

ایک مرتبہ حضرت شیخ صالح محمد ساکن چک سادہ نے تین کاٹھیاں حضرت
زین عطا ہونا نوشہ صاحب کی خدمت میں نذر کیں۔ آپ نے "زین چک" جو سب سے
 عمدہ اور فراخ تھی آپ کو عطا فرمائی۔ اور دوسری کاٹھیاں جو معمولی تھیں اپنے ایک چھوٹے صاحبزادہ
 سید محمد ہاشم دریادل کو اور دوسری اپنے داماد حافظ معموری صاحب کو دی۔

حضرت نوشہ صاحب کی درگاہ میں مقبولیت

آپ اپنے والد صاحب کو بہان تک محبوب و مقبول تھے کہ جو شخص آپ کے حکم سے
 انحراف کرتا یا آداب میں فرق لاتا تو ان جناب کی طرف سے موردِ عتاب ہو جاتا۔ چنانچہ؛
کنویں کا ویران ہونا ایک مرتبہ آپ نے بھیر و نام لودھرا سے کنواں مانگا تاکہ کھیتی کو
 پانی دیں۔ اُس نے کہا کہ ہمارا کنواں خراب ہو جاتا ہے۔ یہ
 واقعہ آپ نے اپنے والد ماجد کے سامنے بیان کیا۔ ان جناب نے فرمایا کہ وہ خراب و برباد
 ہی رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کئی مرتبہ انھوں نے نئے سرے سے بنانا چاہا مگر وہ کبھی
 راست نہ ہو سکا۔
حافظ معموری کو تادیب "زین چک" آپ کو عنایت ہوئی تو حافظ معموری نے

لے دئے و ملے تہ کو نوٹ شاہید ۱۲ شرافت

اصرار کیا کہ یہ زمین میں نون گا۔ حضرت نوشہ صاحب نے ہر چند منع کیا کہ یہ زمین حافظ برخوردار کے ہی مناسب ہے۔ مگر انہوں نے نہ مانا۔ ان جناب نے بادل نخواستہ وہ کاٹھی آپ سے لے کر ان کو دے دی اور فرمایا: اے حافظ! اس کاٹھی پر سوار کون ہوگا؟ اور سواری کیلئے گھوڑی کہاں سے لاؤ گے؟ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ تمام عمران کو گھوڑی میسر نہ ہوئی۔

جب حضرت نوشہ صاحب نے سب یاروں کے روبرو آپ کو شاہ صدر دیوان کو تنبیہ اپنا ولیعهد و خلیفہ مقرر کیا، تو اس کے بعد ایک دن حضرت شیخ صدر الدین المعروف شاہ صدر دیوان رکھانوالہ زیارت کے واسطے آئے۔ حضرت سید حافظ محمد برخوردار دروازہ پر کھڑے تھے آپ کو سلام و آداب نہ کیا اور آپ کے پاس سے گزر کر ان جناب کے قدمبوس ہوئے۔ ان جناب نے جلالت سے قدم مبارک پیچھے ہٹالیے اور فرمایا سلام کے لایق وہی قدم تھے جو تم پیچھے چھوڑ آئے ہو۔ اب ہمارے قدموں سے تم کو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ شاہ صدر صاحب کا حال اسی وقت سلب ہو گیا اور عوام کی طرح ہو گئے۔

خصایص

- حضرت نوشہ صاحب نے آپ کے متعلق کئی مرتبہ مدحیہ کلمات ارشاد فرمائے ہیں، جن سے آپ کی خصوصیت ظاہر و باہر ہے۔ چنانچہ فرمایا:
- ۱۔ مہانوں کی خدمت کرنے والا صرف برخوردار ہے۔
 - ۲۔ مسافروں کی خبرگیری اور مدارات کرنے والا برخوردار ہی ہے۔
 - ۳۔ ہمارا بیٹا برخوردار اس قدر لایق اور مستعد ہے کہ اگر شاہجہاں بادشاہ اس کو کہتا تو یہ ایک دن میں اس کو دریا سے چناب پر پل تیار کروا دیتا۔
 - ۴۔ ہزاراں ہزار اسرار الہی میں نے اپنے فرزند برخوردار کے سینے میں رکھے ہیں۔ مگر چونکہ

ملے تذکرہ لوشاہیہ ۱۲

ملے رسالہ احمد بیگ، تذکرہ لوشاہیہ، کنز الرحمت ۱۲ شرافت

اس کا سینہ اس رض اللہ واسعہ (خدا کی زمین فراخ ہے) کا مصداق ہے۔ کوئی شخص اس کا حال معلوم نہیں کر سکتا۔ یہ اسی کا حوصلہ ہے کہ اتنے علوم و معارف کی برداشت کر لی ہے۔

- ۵۔ میرے فرزند بر خوردار عیسیٰ بلند استعداد رکھنا ہر شخص کا کام نہیں۔
۶۔ میرا فرزند بر خوردار منصب دار معبود ہے۔ (یعنی قلب وقت ہے) لہ

شاہی عطیات

سندت و فرامین سلاطین مغلیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت شاہجہاں بادشاہ نے دو گاؤں ٹھٹھ عثمان اور بادشاہ پور فنا۔ حضرت نوشہ گنج بخش کی درگاہ عالیہ کے مصارف کے واسطے بلور جاگیر دیے تھے۔ وہ سب کچھ آپ کے قبضہ و تصرف میں تھا۔ اس جاگیر و التمنا کی تفصیل بموجب کاغذات فرامین یہ ہے۔ دونوں مواضع کا خراج ایک لاکھ تیرہ ہزار ایک سو اٹھ دام تھا، جن میں سے ٹھٹھ عثمان کے قریب اڑتالیس ہزار سات سو چھاس دام۔ اور بادشاہ پور فنا کے قریب چونسٹھ ہزار چار سو دس دام۔

ٹھٹھ عثمان کے قریب اٹھارہ چاہات تھے :

- ### چاہات کی تفصیل
- ۱۔ چاہ حبیب
 - ۲۔ چاہ بختاور
 - ۳۔ چاہ خوشحال
 - ۴۔ چاہ محب علی
 - ۵۔ چاہ بدر رانجہ
 - ۶۔ چاہ شیراویعقوب
 - ۷۔ چاہ سوداگرانوالہ
 - ۸۔ چاہ شریف داسحاق
 - ۹۔ چاہ ملوک
 - ۱۰۔ چاہ فرید
 - ۱۱۔ چاہ عالی
 - ۱۲۔ چاہ منگو
 - ۱۳۔ چاہ باوریا نوالہ
 - ۱۴۔ چاہ منو
 - ۱۵۔ چاہ دالانوالہ
 - ۱۶۔ چاہ میاں فتو
 - ۱۷۔ چاہ ماپھی والہ
 - ۱۸۔ یک پراوتی

بادشاہ پور فنا کے قریب چودہ چاہات تھے :

- ۱۔ چاہ بدر
- ۲۔ چاہ کاکاہ
- ۳۔ چاہ مرالی
- ۴۔ چاہ کالو
- ۵۔ چاہ بخشا
- ۶۔ چاہ براہم
- ۷۔ چاہ حکیم
- ۸۔ چاہ کمال
- ۹۔ چاہ سیدا
- ۱۰۔ چاہ منان
- ۱۱۔ چاہ کاسب
- ۱۲۔ چاہ شیرا
- ۱۳۔ چاہ حمید
- ۱۴۔ چاہ ماچھو والہ

ملہ رسالہ صہبگ، تذکرہ نوشاہیہ، کنز الرحمت ۱۳ ملہ خانہ انی مخطوطات و نقول ذابین۔ سندت ۱۲ شرافت

یہ نکل تیس کھوہ تھے جو آپ کے قبضہ میں تھے۔

حضرت نوشہ صاحب کے تبرکات

حضرت نوشاہ عالیجاہ کے مندرجہ ذیل تبرکات بحیثیت سجادہ نشین ہونے کے آپ کے قبضہ و تصرف میں تھے:

- ۱۔ قرآن مجید جس پر آنجناب تلاوت فرمایا کرتے تھے۔
- ۲۔ لنگی مبارک، جو حضرت سخی شاہ سلیمان نوری سے آنجناب کو عطا ہوئی تھی۔
- ۳۔ عصا مبارک، یہ چوب زیتون کا ہے۔
- ۴۔ دروازہ کی چوکھٹ، یہ آنجناب کے مکان کے دروازہ میں نصب تھی۔
- ۵۔ گمبل (بھورا سیاہ رنگ)
- ۶۔ نعلین مبارک

یہ تمام تبرکات آج بھی صاحبزادگان ساداتہ بنخورداریہ کے گھروں میں موجود ہیں۔

مقامات

طریقت میں آپ کا مقام بہت بلند تھا۔ اپنے والد صاحب کی طرح مقامات ولایت بہت سارے آپ کو حاصل تھے،

حضرت سخی بادشاہ نے فرمایا کہ ہم نے حافظہ برخوردار کو حاجی نوشہ کا مقام نوشاہیت ہم زبیر بنا دیا ہے کسی بات میں کم نہیں چھوڑا۔
تو ظاہر ہے کہ جتنے مدارس و مقامات حضرت نوشہ صاحب کو حاصل تھے۔ جیسے
قلیبت، غوثیت، امامت، محبوبیت، فریدیہ۔ ان سب میں سے آپ کو پورا پورا حقہ
موصول تھا۔

لہ رسالہ احمد بیگ، کنز الرحمت ۱۲ شرافت

حضرت نوشہ صاحب نے آپ کو اپنے مکتوب شریف میں
مقام قطبیت و غوثیت منصب دار معبود فرمایا ہے۔ اور صاحب منصب صوفیائے کرام

کی اصطلاح میں قطب الاقطاب کو کہتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نے
 مکتوبات کے دفتر دوم کے چودھویں مکتوب میں جو مولانا احمد برکی کے نام لکھا ہے تحریر فرمایا ہے:

آپ نے لکھا تھا کہ مکتوبات میں درج ہو چکا ہے کہ صاحب منصب صاحب علم
 ہے۔ میرے مخدوم، قطب الاقطاب صاحب علم ہے اور شہروں کے اقطاب

اس کے اجزا اور ہاتھ پاؤں کی طرح ہیں۔

قطب اور غوث کی تشریح میں نے مقامات بر خوردار میں تفصیل سے کی ہے اور اگر

اس سے بھی زیادہ بسط و شرح کی ضرورت ہو تو میری کتاب شریف التواریخ کی پہلی جلد موسوم بہ
 تاریخ الاقطاب میں ملاحظہ کیجیے۔

حضرت سخی بادشاہ نے آپ کو پہلے مجذوب بنایا۔ پھر ازراہ شفقت مرتبہ

مقام محبوبیت سلوک پر فائز کیا اور آپ مجذوب ساکب ہوتے یہ

کتب شایخ کرام سے ثابت ہوتا ہے کہ مجذوب ساکب محمدی المشرّب اور محبوب خدا
 ہوتا ہے۔ محبوبیت سے انس کو پورا پورا حصہ ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ فقیر اللہ علوی شکارپوری
 مکتوبات شریف مکتوب ۵۲ میں لکھتے ہیں:

مجذوب ساکب از محبوبان ست و ساکب مجذوب از مجاہاں۔ فرق در محب و

محبوب بسیار ست۔ مجذوب ساکب محمدی المشرّب ست۔

یعنی مجذوب ساکب محبوبوں سے ہے اور ساکب مجذوب محبوں سے۔ محب اور محبوب میں بڑا

فرق ہے۔ مجذوب ساکب محمدی المشرّب ہوتا ہے۔

حضرت سخی بادشاہ نے آپ کے متعلق فرمایا کہ حافظ بر خوردار مرتبہ سوک پہنچ کر
مقام تمکین اپنے فیض سے عالم کو سیراب کرے گا۔ اور اکثر مخلوق کو ہدیہ ضلالت سے

۱۲ رسالہ احمد بیگ۔ کنز الرحمت ۱۲ ۱۳ رسالہ احمد بیگ۔ ثواب المناقب۔ نزاحمت ۱۲ شرافت

نکال کر حق کی طرف راہنمائی کرے گا۔

براہِ سلوک آید و آگہی

جہاں را برہ آرد از گمراہیؑ

صوفیہ کرام کی اصطلاح میں اس سے مراد مقامِ تمکین اور قوتِ ارشاد ہے۔ مکتوباتِ شاہ فقیر اللہ
علویؒ مکتوب ۵۲ میں ہے:

”مجتذبِ سالک چوں در مقامِ قلبِ تمکین در سوخ پیدا کند صحوے و معرفتے

کہ مناسبِ اُن مقامِ ست اور اہمیشہ و طالبانِ را نوائذ تواند رسانید

در صحبت و سے انجذابِ مر طالبانِ را حاصل سے شود۔“

یعنی مجذبِ سالک جب مقامِ قلب میں تمکین اور پختگی پیدا کر لیتا ہے تو اُس مقام کے مناسب جو

صحو اور معرفت ہو اس کو حاصل ہو جاتی ہے۔ طالبوں کو فائدے پہنچا سکتا ہے۔ اس کی

صحبت میں طالبوں کو کشش حاصل ہوتی ہے۔

آپ کا مجذبِ سالک ہونا پیلے لکھا جا چکا ہے۔ اس سے مراد بقا باللہ سے

مقامِ بقا باللہ مشرف ہونا ہے۔ چنانچہ مکتوباتِ شاہ فقیر اللہ علویؒ مکتوب ۵۵ میں ہے:

”فالسالكون عاملون على تحقيق الفناء والمحو والمجذبون مسلوک بهم

طریق البقاء والصحو۔ پس سالک لوگ فنا اور محو کی حقیقت میں عمل کرنے والے ہیں۔ اور مجذب

لوگ طریق بقا اور صحو پر چلنے والے ہیں۔“

مجتذبِ سالک کو مقاماتِ عشرہ زہد اور توکل اور صبر و رضا وغیرہ کا خلاصہ

مقامِ جمع الجمع حاصل ہوتا ہے اور وہ تمام مقامات کا جامع ہوتا ہے اور مقامِ جمع الجمع

سے مشرف ہوتا ہے۔ مکتوباتِ شاہ فقیر اللہ علویؒ مکتوب ۵۵ میں اس کی پوری تحقیق مذکور ہے۔

آپ کو محبتِ خاصہ الہیہ کا مقام حاصل تھا۔ مجذبِ سالک کو شروع

مقامِ محبتِ خاصہ سے ہی یہ مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ مکتوباتِ شاہ فقیر اللہ علویؒ

مکتوب ۷۵ میں ہے،

المجذوب السالك مرتباً الله تعالى من اوان الامر الى اخره بالمحبة
الخاصة وجذبه الى جناب قدسه بعناية الكاملة. تجدوب سالک کو ابتدا سے
انہما تک اللہ تعالیٰ نے محبت خاصہ سے تربیت کی ہے اور اپنی کامل عنایت سے اس کو
اپنی پاکیزہ درگاہ کی طرف کھینچ لیا ہے۔

مقامِ فردیت آپ قطب ارشاد تھے جیسا کہ اس سے پہلے گزر چکا ہے۔ اور اس
مرتبہ والے کو مقامِ فردیت بھی حاصل ہوتا ہے۔ خواجہ محمد ہاشم کشمیری نے
زبدۃ المقامات صفحہ ۴۷ پر لکھا ہے:

قطب ارشاد کہ جامع کمالِ فردیت نیز با شد بسیار عزیز الوجود است و بعد از قرون
بسیار و از منبے شمار این قسم گوہرے بطورے آید و عالمِ ظلمانی را نورِ ظهور او میگیرد۔ قطب ارشاد
جو کمالاتِ فردیت کا جامع ہو بہت نادر الوجود ہے۔ بہت سارے قرون اور بے شمار زمانوں کے
بعد اس قسم کا نچا موتی ظہور میں آتا ہے اور اس کے ظہور کی روشنی دنیا نے ظلمانی کو منور کر دیتی ہے۔
میں نے آپ کے مقامات پر کتاب مقاماتِ بر خوردا یہ ہیں کافی تفصیل سے کام لیا ہے۔

کرامات

آپ سے خوارق و کرامات بجزرت ظاہر ہوتے تھے۔ کتبِ خاندان میں ان کا تذکرہ
پایا جاتا ہے چند کرامتوں کا یہاں بیان کیا جاتا ہے۔

زورِ ولایت منقول ہے کہ آبادی چک ساہن پال کے وقت مکانات اور مسجد کے واسطے
حضرت نوشہ صاحب لکڑی لانے کے واسطے دریا پر تشریف لے گئے۔
ایک بڑی گیلی دریا میں پڑی تھی جس کو ہلانے سے ڈوٹو آدمی عاجز آ گئے۔ ان جناب نے آپ کو
فرمایا، بر خوردار! ایک طرف سے ہم پکڑتے ہیں دوسری طرف سے تم پکڑو۔ چنانچہ دونوں باپ بیٹا
نے گیلی کو اٹھا کر کنارہ کے اوپر پھینک دیا۔ اگرچہ کنارہ بہت اونچا تھا تاہم چند گز اوپر اٹھ کر کنارہ پر
رگڑی۔ سب لوگ حیران رہ گئے۔ ان جناب نے فرمایا، بر خوردار! ہم نہ جانتے تھے کہ تم اس قدر

طاقت رکھتے ہو اور تمہارا زور ولایت اس قدر اعلیٰ مرتبہ پر ہے

منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ مضمیان کچھ پتھر کے بجزہ
ایک درویش کا فیض سلب کرنا کسی شادی کی تقریب پر موضع منیس میں جلی نام فقیر
 کے پاس رات رہے۔ وہ حضرت نوشہ صاحب کا درویش صاحب اسم و حال تھا اس نے
 ازراہ غرور و نخوت و عجب آپ کی خدمت کرنے سے لاپرواہی کی اور روٹی پانی تک نہ پوچھا وہ سہ
 دن جب روانہ ہوئے تو مفتیوں نے آپ کو طعنہ دیا کہ یہ آپ کے مرید کیسے ہیں جنہوں نے پروا
 تک نہیں کی آپ نے اس وقت ازراہ غیرت اس درویش کے حال پر توجہ دہائی اور اس کا
 فیض سلب کر لیا۔ جلی مذکور خود بیان کرتا تھا کہ جس وقت آپ مجھ پر ناراض ہوئے تو میری حالت
 بجزو گئی۔ سر کے بال خود بخود جھڑ گئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی شخص قہنجی سے میرے بال کتر رہا،
 اُس روز سے میں خستہ حال ہو گیا۔

آپ کے ذمہ سوم سپہ رحمت اللہ عارف

بہل کا نظروں سے غائب ہو جانا سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ اگر وہ

میں فصل کے موقع پر غلہ گندم صاف کرانے کے واسطے تشریف لے گئے۔ کارندوں نے غلہ صاف

کر کے آپ کا بہل (دھیر) پر ڈال دیا۔ حاکم پر گنہ ہبلاں اُس روز اگر وہ میں آیا ہوا تھا

اور حکم دیا تھا کہ میری اجازت کے بغیر کوئی شخص غلہ صاف نہ کرے۔ اور اُس پاس کے دیہات میں

بھی اپنے محصل بھیج دیے۔ ایک محصل نے اُس کے پاس شکایت کی کہ غلاں شاہ صاحب نے

سرکاری اجازت کے بغیر غلہ صاف کر دیا ہے۔ حاکم نے غصہ سے بڑا پیچ و تاب کھایا اور آپ کی

گرفتاری کے واسطے موقع پر آیا اور کہا وہ بہل مجھے دکھاؤ۔ آپ نے ایسا تعریف کیا کہ وہ بہل سب

کا نظروں سے غائب ہو گیا۔ انہوں نے ہر چند تلاش کیا مگر نظر نہ آیا۔ کسی مرتبہ ان کے ہاتھ

غلہ پر رکھے لیکن سب پر صدمہ بکری، فہم لایبصرون کا پردہ پڑ گیا۔ آخر وہ حاکم نا کام واپس

چلا گیا۔

۱۲ تذکرہ نوحا یہ ۱۲ تذکرہ نوحا یہ ۱۲ تذکرہ نوحا یہ ۱۲ شرافت

منقول ہے کہ جب وہ حاکم ہسپتال پہنچا تو جاتے ہی اس قدر بیمار ہو گیا کہ مرنے
 منکر کا سزا پانا کے قریب پہنچ گیا۔ اس کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو دوسرے روز ایک
 سپاہی کے ہاتھ مبلغ پانچ روپے نذرانہ بھیجا اور آپ کے حضور میں معذرت کی کہ وہ سب شرارتِ محصل
 کی تھی۔ میرا اس میں کوئی قصور نہ تھا۔ لہذا مجھے معاف کر دیا جاوے۔ آپ نے اس کے حق میں
 دعائے خیر فرمائی تو وہ بہت جلدی شفا یاب ہو گیا۔

تصنیفات

آپ کے دست مبارک کی چند متفرق تحریرات مجھ کو اپنے جدی کتب خانہ
 جوامع الاسرار سے دستیاب ہوئیں، جن کو میں نے ۳، ۴، ۱۳ھ میں کتابی صورت میں
 بنام جوامع الاسرار جمع کر دیا ہے ان کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ دعائے کھیائے سعادت۔ یہ دعائے ماثورہ ہے۔ اس کے پچاس کلمات ہیں۔ پہلا
 کلمہ یہ ہے:

اللَّهُمَّ أَنْتَ الرَّبُّ وَأَنَا الْعَبْدُ فَمَنْ يَتَدَعُ الْعَبْدَ إِلَّا الرَّبَّ يَا رَبِّ!

۲۔ دعائے سامع الدعاء۔ یہ حضرت امام ابو الحسن علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی زبان پاک سے ہے۔
 بترتیب حروف تہجی مخمس منظوم ہے۔ اسیں اشعار میں۔ پہلا شعر یہ ہے:

يَا سَامِعَ الدُّعَاءِ وَيَا سَرَّافِعَ السُّعَاءِ وَيَا دَائِمَ الْبِقَاءِ وَيَا وَاسِعَ الْعَطَاءِ
 لِيَذِي الْفَاقَةِ الْعَدِيمِ

۳۔ مناجاتِ غوثیہ منظوم فارسی۔ یہ شعر اشعار میں۔ یہ آپ کے زورِ طبع کا نتیجہ ہے۔ اس کا
 پہلا شعر یہ ہے:

يَا دُودَمَانَ مِصْطَفَى يَا شَيْخَ عَبْدِ الْقَادِرِ
 يَا خَانِدَانَ بَاصْفَا يَا شَيْخَ عَبْدِ الْقَادِرِ

۴۔ مناجات غوثیہ منطوم پنجابی۔ یہ بیالیس اشعار ہیں۔ یہ بھی آپ کی زبان پاک سے ہیں۔
پہلا شعر یہ ہے:۔

”توں واہ مقبول الہی ہیں توں حاکم آمرناہی ہیں
توں صاحب سیف سپاہی ہیں یا عبد القادر جیلانی“

مکتوبات

آپ کے دو مکتوب شریف یہاں درج کیے جاتے ہیں:

یہ مکتوب شریف بزبان عربی ہے۔

مکتوب اول بنام مولانا عبد اللہ لاہوری اس کے رسم الخط اور طرز تحریر سے

ثابت ہوتا ہے کہ یہ مکتوب آپ کا ہے جو آپ نے اپنے دوست مولانا مولوی عبد اللہ لیب کے
تواضع نامہ کے جواب میں ان کو بھیجا تھا۔ اس کی عبارت بڑی مستح و مقفے اور فصیح و بلیغ ہے۔
جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ اپنے زمانہ کے بہترین ادیب و انشا پرداز بھی تھے۔

”تسلیات نامیات تسیط کلفة الشطن۔ و تحیات مریات تذکر الفة الوطن۔

علی نور حدقة الفضاہل۔ و نور حدیقة الفواضل۔ الفاضل الادیب الاسریب۔

العالم الحیب النیب اللیب۔ الواصل الی العمایق والاکناه۔ صنوی الاجل

المولوی عبد اللہ حرسہ اللہ و ابقاہ۔ والی ما یتمناہ مرقاہ۔

و بعد اهداء وظائف التسلیم۔ و اداء تحایف التعظیم۔ فان احوال

الاشیم السقیم۔ الی زمان التحریر والترقیم۔ و هو یوم الثلاثاء خامس عشر شهر اللہ

العظیم۔ الذی فیہ اهلك اللہ الافاک اللسیم الزنیم۔ عدو الرسول الکریم۔ و بواہ

فی دار البوار و البھیم۔ و سقاہ غناق العذاب الایم و الحمیم فمقرونة بحمد

اللہ الحلیم۔ ہو بعبادہ رحیم۔ و صحت ذاتکم مسئولة من لطفہ الشامل

العیم۔ الذی یحیی بہ العظم الیریم۔ ثمراتہ قد ورد الی منکر فی اسعد حال۔

و ایین فال۔ کتاب اخصر قد نطق علی احوالکم بالاجمال۔ فحمدت اللہ الملك

المتعال - ذوالاکرام والجلال - علی سلامتکم التی ہی لنا غایة الامانی ونهایة
الامال - ولا نزلتم علیها بمحمد و آلہ خیر ال - سلام اللہ علیہم مالمع ال - و
لمع ال - وطمع ہلال - وسمع اہلال - واما احوال هذا المحل - فمثل ما
كانت فی الجذب والمحل - فندسعت الغلات علی - ما من قدر علی - ومن ادعی
سرویة تناول الاقوات فی الاحلام - فیعزیه الناس الی الجنون وسلب الاحلام -
حیث ان الذیب انزال المنام - من الانام - ولو حاولت شرح قحط هذا البلد
المخراب - لما هنی لکم الطعام وما ساع لکم الشراب - حیث ان مہانسند
در نکلتہ الشکول - حال للخلق بینہم و بین الماکول - وهذا علی الشیاع موکول -
وایقینوا بانہ لا یسکن فی هذه الاطراف - غیر المثرین و اهل الاتراف - الذین السروفیات
عندہم الی من الاخراف - فلا یضرہم الغلاء - کما لا یضر الماحیط اخراج
مانہ بالدلاء - واما نحن فلا یخفی علیکم احوالنا فانا کنا فی الخصب والریف -
نمضی ایامنا فی الافتیاق بالشتاء والصیف - فما حالنا فی هذا الانرام الذی
الاعنیاء منه یؤثرون الفرار علی القرار - وبالجملة لیس بممکن ان یوجد
فی الاسواق حبة منها وان باع من باع فذا علی سبیل الاستتار - حتی اشتریت
بالروفیة الجدیة ثلثة اصوع من الاسرر وماکان من اجود اصنافہ ثم
بذلت الجهد مرۃ اخرى فی تحصیلہ ولم اجد بعد - وهذا نزیر من غزیر - و
یسیر من صغیر - ثم اجمعوا خاطرکم الشریف فاننا نحن بحمد اللہ فی عافیة
کافیة - وسلامة وافیة - مع الصغاسر والکبار والسلام علیکم وعلی من لدیکم -

یکتوب فارسی زبان میں ہے -
مکتوب دوم بنام حضرت نوشہ صاحب جن ایام میں آپ لاہور میں تھے
اور نواب سعد اللہ خاں وزیر اعظم ہندوستان نے آپ کی خوشنویسی کو ملاحظہ کر کے آپ کو
دربار شاہی سے منصب دلانا چاہا تھا تو آپ نے اپنے والد ماجد حضرت نوشاہ عالیجاہ کے نام
یکتوب ان کو حقیقت حال سے آگاہ کرنے کے لیے بھیجا تھا ،

هو الله

منظر تجلیات الہی، حافظ اسرار نامتناہی، قاسم فیوض قادریہ، مرشد امت محمدیہ،
 قطب دوران محبوب سبحان، حضرت والد ماجد امام اللہ ظلہ علی مرؤس الاولاد و
 المسترشدين الى يوم الدين۔ ازیں صوب ہندو حقیقہ فقیر برخوردار بعد سلام سنت سید انام علیہ
 الصلوٰۃ والسلام۔ معروض رائے فیض اتھما سے میگداند۔ از انجا کہ توجہ ذات قدسی صفات مکملہ
 مولویت وفاضلیت کہ موجب حصول کمالات و مورث نتایج حسنت ست بایں ذرہ بے مقدار
 از اشفاق اساتذہ روزگار بہر سیدہ بود۔ و رسم خط نسخ و نستعلیق نیز در خور استعداد از خطاطان
 لاہور بدست آمدہ بود۔ وریں ولا از اتفاقات حسنه جزو سے از مرقومات فقیر بنظر گرامی وزارت
 پناہ نواب سعد اللہ خاں آمدہ موجب از دیاد شوق او گشت۔ او از راہ فنون شناسی از حسن خط
 خوشوقت شدہ مرا بحضور خود طلبیدہ بمراحم خسروانہ بنواخت۔ و بتعلیم و تفہیم مراعات بسیار نمود
 و بالطف کمال میخواد کہ مراد مقربان بارگاہ سلطانی بجز منصب داری سرفراز سازد۔ از انجا
 کہ این فقیر اطاعت والدین را سعادت داریں سے انکارو۔ لہذا بخدمت فیض موہبت آن
 قبلہ گاہ بلا اشتباہ حقیقت حال بعرض رسانیدہ مترصد ارشاد و لادم الانقیاد ست آئیندہ
 ہرچہ رضا سے

چگونہ باز در پرواز آید

غمان او بدست بازوارست

جب یہ مکتوب حضرت نوشہ صاحب کی خدمت میں پہنچا تو اُنہوں نے یہ جواب لکھ کر بھیجا،

”اللہ ورسولہ۔ رفیع القدر برخوردار، منصب داران معبود رالایق نیست کہ منصب عبد

اختیار کنند۔ برخاستہ بخانہ بیائندہ

بدست آہک تفتہ کردن حنمیر

پہ از دست بستن بہ پیش امیر

چنانچہ آپ نے اس حکم کی تعمیل میں شاہی طاہرمت اور منصب حاصل کرنے سے

انکار کر دیا۔

آپ کے ہاتھ مبارک کی چند تحریرات مجھے ملی ہیں جن میں سے کتاب فصوص الحکم دستخط نامکمل، اور کتاب شریفیہ مکمل میرے پاس موجود ہیں۔ شریفیہ کے خاتمہ سے آپ کا دستخط نقل کیا جاتا ہے:

تنت الحواشی الشریفیۃ الشریفیۃ علی المتوسط بید الفقیر الحقیر

برخوردار بن شیخ حاجی محمد فی موضع صادق پور ساہن پال من اعمال
پرگنہ تپہ رسول پورھیلاں

ملفوظات

آپ کو علم سے خاص شغف تھا۔ آپ فرماتے تھے کہ علم کی محبت خدا تعالیٰ کی کمال مہربانی ہے، جس کے دل میں چاہتا ڈالتا ہے۔

مورخین کے اقوال

آپ کی تعریفیں کتاب سالہ احمد بیگ، ثواقب المناقب، تذکرہ نوشاہیہ، تحالیف قدسیہ، کنز الرحمت، خزینۃ الاصفیا، حلیۃ الاسرار، تحفۃ الابرار، گنجینہ سروری، تذکرہ اولیائے ہند، گلزار نوشاہی مصنفہ سائیں جیون شاہ، خزینۃ الفقرا، تحالیف اصفیا وغیرہ میں بہت کچھ لکھا ہے۔ یہاں طوالت کے خوف سے نقل نہیں کیا۔ مقامات بخورداریہ میں سب کی عبارتیں درج ہیں۔

اولادِ کرام

آپ کی شادی بتمام یکے ہنزا، ضلع گوجرانوالہ، حضرت شیخ فرید عرف جوتیہ کی صاحبزادی سے ہوئی۔ شیخ صاحب اس دیار کے مشہور مشایخ سے تھے۔ انہیں بی بی صاحبہ کے بطن سے اولاد ہوئی۔ آپ کے اچھے بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ بیٹوں کے نام یہ ہیں:

(۱) حضرت سید عنایت اللہ زاہد (۲) حضرت سید سعد اللہ حکیم

۳۔ حضرت سید رحمت اللہ عارفؒ (۴) حضرت سید نصرت اللہ محدثؒ

۵۔ حضرت سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان (۶) حضرت مولانا سید حافظ جمال اللہ فقیر اعظمؒ

ان سب کے حالات دوسرے طبقہ کے تیسرے باب میں آئیں گے اور فرزند اصغر کے

حالات اس طبقہ میں بھی آتے ہیں۔ ان شاء اللہ

آپ کی بیٹی کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ ان کا ایک بیٹا شیخ عبدالجلیل نام مشہور بزرگ گزر گئے

جو اپنے ماموں صاحب حضرت سید شاہ عصمت اللہؒ کا مرید و خلیفہ تھا۔ اس کی تصنیف سے ایک کتاب بھی ہے۔

یارانِ طریقت

آپ نے اپنے والد بزرگوار کے بعد مسندِ خلافت کو انتیس برس تک زینت بخشی اور پشمار

مخلوق کو فیضِ باطنی سے نوازا۔ بعض خواص یاروں کے نام یہ ہیں:

۶۔ آپ کے چھپوں صاحبزادے جن کے نام اوپر لکھے گئے ہیں آپ کے مرید و خلیفہ بھی تھے۔

ساہن پال شریف

۷۔ روشن ضمیر بن رحمان قلی تارڑ

”

۸۔ خان محمد بن محمد قلی تارڑ

”

۹۔ عبدالخالق بن محمد قلی تارڑ

”

۱۰۔ عبدالقادر بن محمد قلی تارڑ

”

۱۱۔ محمد باقر بن محمد قلی تارڑ

”

۱۲۔ میاں رحمان بن استناجانی نجار

اگر وہ

۱۳۔ جودہ مسد دار بن محمد علی تارڑ

”

۱۴۔ ابوالخیر بن محمد علی تارڑ

”

۱۵۔ وہاب بن محمد علی تارڑ

”

۱۶۔ مکھن بن محمد علی تارڑ

”

۱۷۔ شادمان بن محمد علی تارڑ

- ۱۸۔ ابوبن محب علی تارڑ
 ۱۹۔ بہادر بن محب علی تارڑ
 ۲۰۔ جواد بن محب علی تارڑ
 ۲۱۔ معتم بن شریف تارڑ
 ۲۲۔ عنایت بن کجا تارڑ
 ۲۳۔ نورنگ بن کجا تارڑ
 ۲۴۔ بخاورد بن کجا تارڑ
 ۲۵۔ ہندال بن امید تارڑ
 ۲۶۔ غریب بن بندامیرانی

اگر وہ
 ”
 ”
 ”
 ”
 ”
 ”
 ”
 ”

مدحیات

آپ کی مدح شریفین میں بزرگوں نے بہت کچھ لکھا ہے۔ یہاں صرف ایک نظم
 مرزا احمد بیگ لاہوری کی لکھی جاتی ہے، اسے

کاشفِ فیضِ عالمِ اسرار	پیرِ آفاقِ شاہِ برخوردار
صبر و شکر و رضا و خوف و رجا	پیشہ اش بود زہد و طاعتہا
صائمِ دہرِ قائمِ شب بود	گوئے سبقت ز ادویا بر بود
بمناوتِ امامِ اہلِ جہاں	بشجاعتِ یگانہ دوران
علمِ ظاہرِ کمال از برداشت	فیضِ باطنِ بجانِ عالمِ کاشت
داشت باحقِ ہمیشہ ناز و نیاز	در دلش جذبِ عشق و سوز و گداز
گاہ در شکر گاہ اندر ہوش	ساکبِ راہِ فقر و بس خاموش
ہم او بر زبانِ جن و ملک	مدح او وردِ ساکنانِ فلک
نظرش کییا سنے دلہا بود	کرمسِ قلبِ را طلا بنمود
طالبانِ جمالِ دے ہر آن	ہم چو پروانہ ہر درش سوزاں

بیشک او نوشتہ زمان بودہ پائے در راو عشق فرسودہ
 یک نظر گر کند بحال گدا میشود شاہبازِ اوجِ بخت
 ہست احمد غلام درگہ وے میکند راہِ عشق ہر دم طے

تاریخ وفات

مخزن الاسرار مطبعہ الانوار حضرت سید حافظ برخوردار

بحر العشق کا وصال بروز اتوار ۱۵ ذیقعد ۱۰۹۳ھ / ۱۵ نومبر ۱۹۸۲ء کے مطابق سن ۱۳۹۹ھ کو
 بہرہ سلطنت اور نگ زیب عالمگیر ہوا۔ مزار شریف گورستان نوشاہی میں درگاہ حضرت نوشاہ عالیجاہ
 سے مشرقی جانب بلند چوڑھ پر سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے۔

قطعہ تاریخ

از مولوی محمد عبدالرشید صاحب محبوب رقم عادل گڑھی

حافظ نیک بخت برخوردار کہ پتے خادمان بود پناہ
 قطبِ اقطابِ عالم و فاضل عابد و زاہد و حبیبِ اللہ
 یادگارِ حلافتِ عظمیٰ شد و فاش بہاؤ ذی قہر
 ہاتھِ غیبِ گفت تاریخش کہ بخواں بہ خلیفہ نوشاہ

مادہ ہائے تاریخ

- ۱۔ آیت شریف ان کنتم تحبون اللہ
 - ۲۔ امام اعظم
 - ۳۔ قطب المشایخ
- ۱۰۹۳ھ
 ۱۰۹۳ھ
 ۱۰۹۳ھ

لہ رسالہ احمد نیک بہ لطافت گل شاہی ۱۲ تقویم تاریخی ۱۲ شرافت
 عن سید حافظ برخوردار کا کہ ذکر اسی جلد کے طبقہ دوم میں آئے گا۔ شرافت

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حافظ

جمال اللہ فقیر اعظم نوشاہی

قدس سرہ

در مناقب ذاتِ پاکِ شاہِ جمال اللہ پیر
بود سجادہ نشینِ نوشہہ والا مکان

قدوة زاهدانِ عالی حیاہ حضرت پاک شاہ جمال اللہ
مہبط فیض و مظهر اسرار مقتدائے جہان شاہنشاہ
مخود ذاتِ حق ہے بودے ذاکر حق مدام شام و پگاہ
واقف رازِ لی منع اللہ بود مست ہر دم بشوقِ ذاتِ الہ
بنده آستان شرافت ہست از دل و جان خادمِ درگاہ

اوصافِ جمیلہ آپ جامع الفضائل والفواضل، مستجمع الصفات والنحوائل، مورد
الطافِ الہیہ، مخزن اعطافِ ربانیہ، قدوة العلماء والاولیاء، عمدۃ الفقہاء
والاصفیاء، صاحب علم و فضل و زہد و تقویٰ و عبادت و ریاضت تھے۔ آپ حضرت سید حافظ
محمد بن خوردار بحر العشق "بن حضرت نوشہہ گنج بخش" کے فرزندِ مہر اور مرید و خلیفہ اکبر و سجادہ نشین تھے
فقرو طریقت میں شانِ ارجند رکھتے تھے۔

آپ کی والدہ ماجدہ حضرت شیخ فرید عرف جوئیہ کی صاحبزادی تھیں جو تھیکے، بھرا ضلع
گوجرانوالہ کے باشندہ تھے اور حضرت سید محکم الدین محمد تقیم گیلانی قادری مجرودی کے مرید تھے۔
نام و لقب آپ کا نام نامی جمال اللہ، کنیت ابو الحیات، القاب فقیر اعظم، صوفی و غیرہ تھے۔
آپ کی ولادت ۱۰۶۸ھ / مطابق ۱۶۶۸ء میں بمقام ساہن پال شریف
ہوئی۔ تاریخی نام نذر حسین۔

آپ نے اپنے والد بزرگوار کی گود میں تربیت پائی۔ چونکہ آپ سب بھائیوں سے تربیت و تعلیم چھوٹے تھے اس لیے والد ماجد آپ کی تربیت کا خاص خیال رکھتے تھے۔

قرآن مجید بھی آپ نے ان سے ہی حفظ کیا اور ابتدائی تعلیم پائی۔

آپ کے دل میں علم کی محبت اس قدر تھی کہ ایک گھڑی بھی علمی شغل سے فارغ نہ رہتے۔ اپنے تمام بھائیوں سے لیاقت و ذہانت میں اعلیٰ مرتبہ تھے۔

جناب والد صاحب آپ کی بہت تعریف کیا کرتے۔

والد بزرگوار سے تعلیم پانے کے بعد آپ قصبہ پچھتیاں (ضلع گوجرانوالہ) میں

تحصیل علوم جو اس زمانے میں دینی درس گاہ تھا، داخل ہوئے۔ مولانا حافظ شکرانہ

اور مولانا مفتی محمد صدیق صاحب حنفی وغیرہ اساتذہ سے پڑھنا شروع کیا۔

دونوں مولانا صاحبان آپ کے ساتھ بڑی محبت رکھتے اور دوسرے

اتادوں کی شفقت سب شاگردوں سے بڑھ کر آپ پر شفقت کرتے۔ کھانا اپنے ساتھ

کھلاتے اور علم پڑھانے میں نہایت کوشش فرماتے۔

آپ دریائے علم میں ایسے مستغرق تھے کہ نانا طالب علمی میں تین تین ماہ کے

مطالعہ کا شوق بعد چوبلی سے باہر نکلتے۔ بہر وقت مشغلہ علم میں مصروف رہتے۔ صاحب تذکرہ

نوشاہیہ نے خود حضور کی زبان سے نقل کیا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ شام کی نماز پڑھ کر ہم مطالعہ

میں بیٹھتے تو اس میں ایسے محو ہوتے کہ فجر تک اسی طرح بیٹھے رہتے۔ دن بھی اسی طرح مطالعہ

میں گزر جاتا۔ رات کا کھانا صبح تک پڑا رہتا اور صبح کا کھانا رات تک علمی اشتغال کی وجہ سے کھانے

کی فرصت نہیں ملتی تھی۔ سوائے علم کے کسی چیز کی محبت ہمارے دل میں نہ رہی۔ اکثر یہ شعر

زبان پر ہوتا ہے

لذاتِ دنیوی ہمیں چاہ اند نزد من

غیر از شے مطالعہ در روز در نیست

لحد و حد تذکرہ نوشاہیہ ۱۱ شرافت

زمانہ تعلیم میں ایک روز تعطیل والے دن آپ تجھ سے چل کر خدمت ملاقات
کشفِ علوم حضرت شیخ عبدالرحمن پاکؒ بمقام بھڑی تشریف لے گئے۔ ایک دن ان
 کے پاس رہے، دوسرے روز صبح کو روانگی کا ارادہ کیا تو حضرت پاک صاحبؒ نے ٹھہرنے کا
 ارشاد فرمایا۔ آپ نے کہا میرا مطالعہ کا نامہ ہو جائے گا۔ انہوں نے فرمایا: "صاحبزادہ صاحب!
 آج ہمارے پاس رہو ہم آپ کا مطالعہ کر دیں گے۔" چنانچہ اُس روز سے آپ پر علم لدنی کے
 دروازے کھل گئے۔

تذکرہ نوشاہیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ستائیس سال تک علم پڑھنے میں
سندِ فضیلت مشغول رہے۔ اور کتاب ستر مکتوم میں ہے کہ آپ پچیس برس تک مسلم
 حاصل کرتے رہے۔

آپ کو علوم صرف، نحو، منطق، فلسفہ، کلام، فقہ، اصول فقہ، حدیث، اسما الرجال،
 تفسیر، قرایت، فرائض، تصوف، اعداد الوافی، ادب، معانی، بیان، بیہ، طب،
 ہیئت، ہندسہ، حکمت وغیرہ میں پورا عبور ہو گیا۔ اساتذہ نے آپ کو دستارِ فضیلت پہنا کر
 اور سندِ علم دے کر رخصت کیا۔

آپ نے آغاز طالبِ علمی میں ہی اپنے والد بزرگوار حضرت مولانا
بیعت و خلافت سید حاجی حافظ محمد برخوردار بجز العشق نوشاہیؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اور
 تھوڑے عرصہ میں سلوکِ قادریہ نوشاہیہ پورا کر کے خلافت حاصل کی۔ والد بزرگوار کے بعد حضرت
 پاک صاحبؒ بھڑی والد سے بھی فیضِ صحبت پایا۔

جب آپ فارغ التحصیل ہو کر واپس ساہن پال تشریف لائے
معاصرینِ علما پر تفوق تو لوگوں کا رجوع آپ کی طرف ہوا۔ علمائے وقت کو آپ سے
 حسد پیدا ہو گیا۔ آپ کی قبولیتِ امامہ کو سہار نہ سکے۔ اتفاقاً ان ایام میں حافظ یار محمد کنگرہؒ کا
 انتقال ہو گیا۔ ان کے جنازہ پر سب علماء نے آپ کو بڑک پہنچانے اور لاجواب کرنے کی غرض سے

۱۲ ستر مکتوم ۱۲ لہ گلزار فقرا لا شرافت

متفقہ طور پر ایک دقیق مسئلہ آپ کے پیش کیا۔ آپ نے اس کے جواب میں ایسی فاضلانہ تقریر فرمائی کہ سب سامعین بڑے محظوظ ہوئے۔ اور علماء کو جواب شافی و مسکت حاصل ہوا۔ اس روز سے تمام علمائے وقت آپ کے مطیع ہو گئے۔

جب آپ کے علوم کا شہرہ ہوا تو حکومت کی طرف سے آپ کو مسند افتادہ۔
فتویٰ نویسی آپ فتویٰ لکھتے۔ تمام پرگنہ سے مسائل مشککہ آپ کے پیش ہوتے۔ آپ ان کے جواب باصواب مدلل بدلائل شرعیہ تحریر فرماتے۔ آپ کا فتویٰ تمام علماء میں منظور و مقبول ہوتا۔

آپ نے اپنے جذیزہ گوار قلب الاولیاء و المشایخ حضرت نوشہ
درس گاہ جاری کرنا گنج بخش کی درگاہ عالیہ میں ایک دارالعلوم قائم کیا جس میں
دور دور سے لوگ آکر تعلیم پاتے تھے۔ شاگردوں کو سبق دیتے وقت آپ ایسے نکتہ ہائے عجیب اور لطیفہ ہائے غریب بیان فرماتے کہ اس سے بہتر تقریر کرنا مشکل ہے۔

حضور کا حافظہ ایسا قوی تھا کہ طلباء کو درس دیتے وقت آپ فرماتے کہ یہ
قوتِ حافظہ لفظ میری کتاب میں فلاں صفحہ اور فلاں سطر پر تھا۔ اور ہمارے استاد صاحب
نے ہم کو سبق پڑھانے وقت فلاں تقریر فرمائی تھی حالانکہ اس بات کو پچاس سال گزر چکے تھے۔
آپ کو اپنی والدہ صاحبہ نے دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ تم کو ہر میدان میں فتح
مناظرہ میں فتح دیا کرے گا۔ چنانچہ جہاں کہیں علمی مناظرہ ہوتا آپ منظر و منصور رہتے۔

معمولات

آپ ہمیشہ نصف رات کو اٹھ کر نوافل تہجد ادا فرماتے اور اس کے بعد ذکر و فکر میں
مشغول رہتے۔ اشغالِ قادریہ کے پورے پابند تھے۔ شغلِ پاس انفاس کا ہر دم ورد تھا۔
آپ کے صاحبزادہ حضرت سید حافظ محمد حیات ربانی سے روایت ہے
سلطان الاذکار کہ جب حضور خواب استراحت میں ہوتے تو آپ کے قلب سے ذکر
ہو ہو کی آواز ظاہر ہوتی تھی۔ اور سب ماضین بگوشیں ظاہر سنتے تھے۔

۱۲ شرافت

اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ سلطان الاذکار آپ کو جاری تھا۔

ریاضت و مجاہدہ آپ ریاضات شاقہ اور مجاہدات میں ہر دم مصروف رہتے۔ جہاد اکبر سے ایک دم فراغت نہ پاتے۔ نفس کشی آپ کا شیوہ تھا۔ زیادہ اوقات فکر میں مشغول رہتے۔

مشرب توحید آپ تصوف و معرفت میں استادِ کامل تھے۔ مہربانے مشکل اپنی لطافتِ طبع اور تیزیِ فہم سے حل فرمایا کرتے۔ آپ توحید و جود کی کامشرب رکھتے تھے۔

اخلاق و عادات

آپ کے عادات و اطوار سلفِ صالحین سے ملتے تھے۔ اخلاقِ محمدی کا مجسمہ نوشتے آپ بڑے متحمل مزاج، بردبار، پُر وصلہ تھے۔ ہر ایک سے تواضع سے پیش آتے۔ طبیعت میں ختمہ بہت کم آتا تھا۔ البتہ مشکبوروں اور مغروروں کے ساتھ سخت برتاؤ کرتے۔

امرا سے نفرت آپ صاحبِ قناعت و تقویٰ تھے۔ اہل دنیا اور امیروں سے احتراز کرتے۔ اور ان کی صحبت سے متنفر رہتے۔ حکامِ وقت میر احمد خاں فوجدار گجرات۔ اور میر جعفر خاں تھانیدار ہیراں وغیرہ بہت کوشش کرتے کہ حضور ہمارے پاس تشریف لے چلیں۔ مگر آپ ہرگز قبول نہ فرماتے۔

فضائل و کمالات

آپ کی ذاتِ گرامی جامع فضائل و کمالات تھی۔ مکارمِ اخلاق آپ کا شیوہ تھا۔ صاحبِ تذکرہ نوشاہیہ نے لکھا ہے کہ حضرت نوشاہ صاحب کے چار فضائل اربعہ پوتے چار فضیلتوں سے معمور تھے:

۱۔ دیکھو دیکھو تذکرہ نوشاہیہ ۱۲ شرافت

۱۔ حکمت میں سید سعد اللہ حکیم برخورداری

۲۔ معرفت میں سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان برخورداری

۳۔ علوم شریعت میں سید حافظ جمال اللہ فقیہ اعظم برخورداری

۴۔ سخاوت میں سید محمد سعید دولا ہاشمی

حضرت غوث الاعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی کے حضوری تھے۔ درگاہ
حضوری غوثیہ میں آپ کو بہت مقبولیت حاصل تھی۔

مقامات

آپ کو فخریہ مدارج بلند اور مقامات ارفع نصیب ہوئے۔

حکام وقت بارہا آپ کو ملازمت کے واسطے مجبور کرتے۔ مگر آپ فرمایا کہ
مقام قطبیت

میں منصب دار معبود ہیں۔ خدا کا منصب پہلے رکھنا ہے۔ اس کا منصب اختیار

کرنے سے کیا حاصل؟ منصب دار معبود کے لفظ سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ قطب وقت تھے

کیونکہ اس طائفہ علیہ کی اصطلاح میں صاحب منصب قطب الاقطاب کو کہتے ہیں۔ جیسا کہ کتب

امام ربانی صاحب کے جلد دوم کے چودھویں مکتوب میں درج ہوا ہے۔ اس میں اس

پہلے حضرت مولانا سید حافظ محمد برخوردار بکر العسقی کے حالات میں بلفظ درج ہو چکی ہے۔

نیز اس کی پوری تشریح و تفصیل میں نے آپ کی سوانح حیات موسوم بہ آثار الجلال میں

کہا ہے۔

آپ بارہا فرمایا کرتے: مراتب و منازل فقرا چود

تمام مراتب فقر کا حصول چارخ در دست خود سے بینم۔ فقروں کے لئے

اور منزلیں چسراغ کی طرح ہیں اپنے ہاتھ میں دیکھتا ہوں۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ فقرا کے سب مراتب جامعیت کے طور پر آپ کو حاصل

۱۷ دہائی ۱۲ شرافت

خوارق و کرامات

آپ سے اکثر کرامات ظاہر ہوتے تھے۔ آپ کی زبان سے جو کچھ نکلتا وہ پورا ہو جاتا۔ کشفِ کوفی اور کشفِ الہی دونوں آپ کو حاصل تھے۔ جو شخص آپ کے ساتھ مخالفت ہوا وہ سزا پا گیا۔ اور جس پر آپ نے نگاہِ شفقت ڈالی وہ دونوں جہان میں کایا ب ہو گیا۔

قبولیتِ دعا مسی عنایت ساکن سارنگ کی پانچ گھوڑیاں چور لے گئے۔ اُس نے آپ کے حضور میں نذرمانی کہ اگر وہ گھوڑیاں مل جاویں تو پانچ روپے آپ کو دینے دوں گا۔ آپ نے دعائے خیر فرمائی۔ وہ گھوڑیاں مل گئیں۔ آپ نے نذرانہ طلب کیا تو وہ انکار کر گیا۔ پھر آپ نے ایسا تصرف کیا کہ دوبارہ گم ہو گئیں اور پھر نہ مل سکیں۔

نگاہِ غیرت ایک روز آپ درگاہِ عالیہ نوشاہیہ کی زیارت کو گئے وہاں وہاں نامی زمیندار ساکن اگر وہ درگاہ شریف کی زمین میں مویشی چرارہا تھا۔ آپ نے اُس کو منع کیا اور بے ادبی کرنے سے روکا۔ مگر وہ باز نہ آیا۔ آپ نے ایسی نگاہ کی کہ اس کی دو بھینسیں اسی وقت مر گئیں۔ پھر بھی وہ سرکشی سے باز نہ آیا۔ رات کے وقت اپنے بیٹوں کو بھیجا۔ وہ درگاہ شریف کی زراعت سے پیاز چُر کر لے گئے۔ قہر الہی سے اسی رات ڈاکوؤں نے اُس کا سب گھر بار لوٹ لیا اور سب مال و متاع لے گئے اور وہ مفلس ہو گیا۔

دُشمنوں کی ہلاکت ایک بار کوٹ مومن کے ڈاکو ساہن پال شریف کا مال مویشی لوٹ کر لے گئے۔ آپ اُن کے پاس مال واپس کرنے کے واسطے بطور سفارش تشریف لے گئے۔ انھوں نے نہ مانا بلکہ دوبارہ ڈاکو ڈالنے کی دھمکی دی۔ آپ نے ازراہِ جلالیت فرمایا کہ اب کی دفعہ اگر تم اُس علاقہ میں آئے تو قہر الہی کی تلوار تم پر چل کر ہے گی۔ چنانچہ چند روز کے بعد اُنھوں نے اگر وہ پڑا کہ مارا۔ تو سب دیہات کے لوگ اکٹھے ہو کر اُن پر حملہ آور ہوئے۔ امر الہی سے ستائیس ڈاکو مارے گئے اور باقی بھاگ گئے۔

لے دئے و ملے تذکرہ نوشاہیہ ۱۲ شرافت

دشمنوں سے انتقام آپ کے صاحبزادہ حضرت سید عاقل محمد حیات صاحب ربانی سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے حکم سے موضع انڈویہ کی اپنی ملکیت زمین سے میں غلہ گندم صاف کروا کے بھینے پر لاد کر گھر کو لارہا تھا کہ تپہ دار اور شمشلی نے راستہ میں گندم کو روک لیا اور ہمارے کارندوں کو گرفتار کر کے بمقام مرید لے گئے۔ میں نے والد ماجد کی خدمت میں آکر واقعہ بیان کیا۔ آپ وضو کر کے ایک ساعت اُس طرف متوجہ ہو کر بیٹھ گئے۔ دوسرے روز سویرے ہی خبر آگئی کہ موضع مرید کے زمینداروں نے اُن دونوں کو سخت مارا ہے اور کپڑے اور ہتھیار اور گھوڑے چھپی لیے ہیں اور وہ رسوا ہو کر ہیلاں کو چلے گئے ہیں۔ موضع پنڈی کالو کا ایک زمیندار جاہر نامی آپ کے مزارعوں دشمنوں کا ویران ہونا کو تکلیف دیا کرتا اور بھانے سے سمجھ نہ پاتا۔ ایک روز آپ کی زبان سے بھلا پنڈی، کچھ سڑی کچھ کھنڈی۔ چند روز کے بعد تھانہ وار ہیلاں نے گاؤں کو ٹوٹ لیا اور آگ لگا دی۔ اُس کے تھوڑے دنوں بعد چوروں نے جاہر اور اُس کے بیٹوں کو قتل کر دیا۔

دشمنوں کا استیصال موضع دھریکاں کا ایک زمیندار تکو نام آپ کے مزارعوں سے خراج طلب کرنے میں ترشہ دیکھا کرتا۔ حالانکہ حکومت کی طرف سے آپ کو معاملہ صاف تھا۔ جب اُس کا ظلم حد سے بڑھ گیا تو آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے: "تلا، نہ ریس جھگانہ رہیں تھلا۔" چند روز کے بعد چوروں نے اُس کو قتل کر ڈالا۔ سارے گاؤں میں ٹوٹ مار کے آگ لگا دی۔ تھلا کی والدہ آگ میں جل کر مر گئی۔

دشمنوں کا تباہ و برباد ہونا منقول ہے کہ مرزا نصرت اللہ خاں قاتل حال فریدار گل بہک نے آپ کے ایک مرید کو گرفتار کر لیا۔ آپ بعد اپنے بیٹے بھائی حضرت سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان اُس کے پاس تشریف لے گئے اور مرید کی ربائی کے واسطے اس کو کہا مگر اُس نے ازراہ غرور و تکبر حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ آپ ناراض ہو کر

وہاں سے اٹھے اور فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ مرزا کی دستار سر سے گر پڑی ہے۔ نیز آپ نے سب قیدیوں کو فرمایا تم کوئی فکر نہ کرو ہم نے درگاہِ الہی سے تم سب کو رہا کر وا دیا ہے۔ چنانچہ چند روز کے بعد اقوام چوہا اور راجھا اور دیہان نے مجموعی طور پر مرزا سے جنگ کیا اور مرزا بمعہ اپنے لشکر کے مارا گیا اور اس کا سارا مال و متاع فاتحین کے قبضہ میں آ گیا۔

عملیات

آپ اسما و الہی اور آیاتِ کلام اللہ شریف کے عامل بھی تھے۔ بہت چلے اور ریاضتیں کر کے ان کے فوائد سے متمتع ہوئے۔ اگر کسی شخص کو کسی عمل کی اجازت دیتے تو وہ جلد تر اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جاتا۔

شیخ دانا کا فایز المرام ہونا ایک مرتبہ شیخ دانا سیالکوٹی نے آپ کے تصور میں افلاس اور غربت کی شکایت کی تو آپ نے ان کو مسخرات کا ایک عمل بتایا۔ ابھی چند روز ہی اُنہوں نے پڑھا تو سید عبد اللہ خاں وزیر اعظم جہان آباد سے اُن کا مرید و معتقد ہو گیا۔

تصنیفات

آپ کی چند تحریرات متفرق کاغذات سے ملی ہیں جو میں نے ۱۳۷۲ھ حقایق الامار میں بنام حقایق الامار مرتب کر دی ہیں تاکہ شایقین اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ اس کے مضامین کی تفصیل یہ ہے:

- ۱۔ دعائے طہارت: یہ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ لِسَانِي مِنَ الْكُذْبِ اَنْزِلْ عَلَيَّ مِنْ شَرِّكَهُ
- ۲۔ دعائے حاجت روا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ بِعِزَّتِكَ وَقُدْرَتِكَ اَنْزِلْ عَلَيَّ مِنْ شَرِّكَهُ
- ۳۔ دعائے عقبہ: اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا اَنْزِلْ عَلَيَّ مِنْ شَرِّكَهُ

لے دئے تذکرہ نوشاریہ ۱۲ شرافت

- ۴۔ اسے جامع یہ عدد کُل ہُوَلِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ الخ سے شروع ہوتی ہے
- ۵۔ مکتوب شریف متعلقہ ہدیہ
- ۶۔ مکتوب شریف متعلقہ تقسیم اراضی
- ۷۔ دستخط۔ یہ خاتمہ تکمیل الایمان سے نقل کیا گیا ہے۔ ۸۔ دستخط رسالہ حق نما سے۔

مکتوبات

آپ کے وہ مکتوب یہاں لکھے جاتے ہیں:

آپ نے چند آرڈو اس کو ہدیہ میں بھیجے اور

مکتوب اول بنام نواب نامدار خاں ساتھ یہ نوازش نامہ ارسال فرمایا۔

ہو اللہ۔ تائیداتِ سبحانی و توفیقاتِ حضرت غوثِ صمدانی، شامل حالِ نجستہ

مالِ مہدی روزگار نواب نامدار حاتم وقت باد۔

بعد ابلاغِ تکالیفِ سلام و دعائیں فخر ابرار کے بھجیل پر اسے مشہود آنکہ بموجب

بیت بزرگ سے

خوردہ ہماں بہ کہ نہ تنہا بود جیت براں خوردہ کہ تنہا بود

قدر سے شفا لوند در خورِ قدر آں خانِ بلند مکان۔ بل ہدیہ مور بھرت سلیمان مرسل بخدمت

نمودہ۔ امید قوی است کہ بمنظر وصول برسد و یقین کہ خواہد رسید والسلام والا کوام

زمین کی تقسیم کے متعلق اپنے ایک دوست کو

مکتوب دوم بنام میاں رحمت اللہ لکھا۔

ہو اللہ۔ برادر عزیز میاں رحمت اللہ جو سلامت۔ نقل حکنا مرید محمد آصف فرستاد۔

امید کہ حد و جانی والد بموجب دانست خود تحقیق کردہ بدہند کہ مایاں را بر ذاتِ ایشان

اعتمادِ کئی ست تغافل نخواستند کرد۔ مثل صنیف ہرگز کے نشود۔ خدارا حاضر دانتہ حد بر آوردہ

بدہند کہ بموجب امن و رفع تکالیف گردد والسلام

کتاب تکمیل الایمان مصنف شیخ عبدالحق محدث دہلوی پر سے آپ کا دستخط نقل

دستخط کیا جاتا ہے۔

تمت الرسالة اعتقادية عثمانية بعون الله تعالى بحسن التوفيق سجد جلوس والا

ورق قصير هيلان تحریر یافت وکاتب این الفاظ سائل است کہ بدعا، سلامتی ایمان یا دنیا پسند

واما السائل فلا تنهر (عاقظ جمال اللہ)

و آپ کی دو مہریں تھیں،

سبع مہر ۱۔ پہلی مہر اللہ میں بنوائی جس پر بجز عربی یہ الفاظ کندہ تھے، "حلفظ جمال اللہ"

۲۔ دوسری مہر اللہ میں بنوائی جس پر بجز فارسی یہ سبع کندہ تھا، "نوشہ حاجی جمال اللہ ست"

ملفوظات

آپ کے فرزند حضرت سید محمد حیات ربانیؒ تذکرہ نوشاہیہ میں فرماتے ہیں کہ اگر میں آپ کے ملفوظات وارشادات کو جمع کرتا تو اہل علم کے واسطے ایک نایاب ذخیرہ جمع ہو جاتا۔ لیکن اُس وقت مجھے فرصت نہ تھی۔ اب وقت گزر جانے پر نہایت حسرت و افسوس ہے۔ آپ نے فرمایا ہے، التکبر مع المتکبرین تواضع۔ تکبر والے لوگوں کے ساتھ تکبر سے پیش آنا ہی تواضع ہے۔

معتبرین کمالات

آپ کے متعلق مورخین نے بہت مدحیہ کلمات لکھے ہیں۔

۱۔ کتاب رسالہ احمد بیگ، ثواقب المناقب، تذکرہ نوشاہیہ، کنز الرحمت، خزینۃ الاصفیاء

ہدیۃ الاسرار، تحفۃ الابرار، تذکرہ اولیائے ہند، گلزار نوشاہی جیون شاہ والی وغیرہ کی

عبارتیں آپ کی تعریف سے مزین ہیں۔ ان میں سے میں نے کچھ اقوال آپ کی سوانح سمری

کاثر الجہال میں درج کیے ہیں۔

۲۔ حضرت سید عاقظ محمد بن خرد دار بکر العشقؒ آپ کے متعلق فرماتے تھے سبحان اللہ ہر چند

دوسرے بیٹوں کو جو اس سے بڑے ہیں جبرک اور ملامت سے ہم لکھنے پڑھنے کی تاکید کرتے ہیں

لیکن پھر بھی لکھتے پڑھتے نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے ہمارے فرزند جمال اللہ کے دل

میں علم کی محبت ایسی ڈالی ہے کہ ایک ساعت بھی اشتغالِ علم سے فارغ نہیں رہتا۔
۳۔ حضرت شیخ عبدالرحمن پاک بھٹری والدہ نے آپ کے متعلق فرمایا ہے، اس صاحبزادہ کی تاثیر بہت سخت ہو کر سے گی۔

اولادِ کرام

آپ کے استاذ مولانا حافظ شکر اللہ حنفی مفتی بچہ چٹھہ ضلع گوجرانوالہ نے آپ کی فضیلتِ علمی کو دیکھ کر اپنی صاحبزادی کا نکاح آپ سے کر دیا تھا۔ ان کے بطن سے دو فرزند ارجمند پیدا ہوئے:

۱۔ حضرت سید ابوسعید مرتاضؒ۔ ان کے حالات دوسرے طبقہ کے چوتھے باب میں آئیں گے۔

۲۔ حضرت مولانا سید حافظ محمد حیات ربانیؒ۔ ان کے حالات آگے آرہے ہیں۔
ان شاء اللہ

تلامذہ

- آپ کے درس گاہ سے کافی لوگ علومِ ظاہری سے بہرہ یاب ہوئے۔ اپنے علاقہ کے تمام علما آپ کے شاگرد تھے۔ اپنے خاندان کے مندرجہ ذیل حضرات آپ کے شاگردانِ رشید تھے:
- ۱۔ سید ابوسعید مرتاض فرزند اکبر آنجناب
 - ۲۔ سید حافظ محمد حیات ربانی فرزند اصغر آنجناب
 - ۳۔ سید شاہ نظام بن سید سعد اللہ حکیم برخورداری
 - ۴۔ سید شاہ سلطان بن سید سعد اللہ حکیم
 - ۵۔ سید محمد تقویٰ بن سید سعد اللہ حکیم
 - ۶۔ سید شاہ نقی بن سید رحمت اللہ عارف برخورداری
 - ۷۔ سید شاہ یحییٰ بن سید رحمت اللہ عارف
 - ۸۔ سید شاہ گھلا بن سید نصرت اللہ محدث برخورداری
 - ۹۔ سید شاہ پھلا بن سید نصرت اللہ محدث
 - ۱۰۔ سید شمیم بن سید نصرت اللہ محدث

۱۱۔ تذکرہ نوشاہیہ ۱۲ شرافت

۱۱۔ سید شیر محمد بن سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان برخورداری

۱۲۔ سید گل محمد بن سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان

۱۳۔ سید محمد عظیم بن سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان

۱۴۔ سید طہیت شاہ شہید بن سید محمد سعید دولاہاشمی

۱۵۔ سید برہم شاہ بن سید محمد سعید دولاہ

۱۶۔ سید عبدالرسول بن سید محمد سعید دولاہ

۱۷۔ سید فقیر اللہ بن سید محمد سعید دولاہ

۱۸۔ سید سلطان محمد بن سید محمد سعید دولاہ

یارانِ طریقت

آپ نے اپنے والد صاحب کے بعد انچاس سال تک سجادہ خلافت پر بیٹھ کر طالبانِ حق کی دستگیری کی۔ آپ کے خواص یاروں کے بعض نام لکھے جاتے ہیں:

۱۔ سید ابوسعید مرناضی فرزند اکبر آنجناب ساہن پال شریف

۲۔ سید حافظ محمد حیات ربانی فرزند اصغر آنجناب ساہن پال

۳۔ میر احمد خاں فوجدار گجرات

۴۔ شیخ دانا صاحب سیالکوٹ

۵۔ حیات بن ابوالخیر تارڑ اگرویہ

۵۔ میر جعفر خاں تھانہ دار ہیلاں

۶۔ گل محمد بن ابوالخیر تارڑ اگرویہ

۶۔ جمال بن ابوالخیر تارڑ اگرویہ

۷۔ دلیل بن ابوالخیر تارڑ اگرویہ

۷۔ مانگ بن ابوالخیر تارڑ اگرویہ

۸۔ محمد امین بن عبدالوہاب تارڑ اگرویہ

۸۔ بڑھان بن ابوالخیر تارڑ اگرویہ

۹۔ گل محمد بن ہیتم تارڑ اگرویہ

۹۔ روشن بن عنایت تارڑ اگرویہ

۱۰۔ دانا بن ہیتم تارڑ اگرویہ

تبرکات

آپ کی دستار مبارک سفید رنگ جو زمانہ دراز گزر جانے کے باعث حنائی رنگ

ہو چکی ہے ہمارے گھر میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ کتاب تکمیل الایمان اور رسالہ حق نما

آپ کے ہاتھ مبارک کے لکھے ہوئے میرے کتب خانہ میں موجود ہیں۔

مدحیات

آپ کی مدح شریف میں میرے والد ماجد حضرت مولانا سید شاہ غلام مصطفیٰ مدظلہ العالی نے بہت نکلیں لکھی ہیں جو ان کے مسودات میں تحریر ہیں طوالت کے خوف سے۔ نہیں لکھی گئیں۔ میں نے آپ کی سوانح مآثر الجمال میں سب دیکھ کی ہیں۔ یہاں اپنے پسند اشعار لکھے جاتے ہیں:

زہے ذات سید جمال اللہ است	کہ از راز ہائے خدا آگہ است
امام زمان مقتداے جہاں	برو ستر ذات الہی عیساں
بعلم و سخا و شجاعت کمال	شدہ مشہور در جہاں چوں ہلال
ز اولادِ نوشاہ مسند نشین	حضور آلہ بود او بالیقین
بجملہ جہاں فیض او عام بود	کرامات شاں مشہر تمام بود

واقعہ وفات

آپ کے صاحبزادہ حضرت سید حافظ محمد حیات ربانیؒ نے لکھا ہے کہ وفات کے وقت آپ کو غیب سے ندا آئی یا ایہا النفس مطمئنة ارجعی الی ربک سراضیة مرضیة۔ اُس وقت آپ کی روح قفس عنبری سے پرواز کر کے جنت الفردوس کو چلی گئی۔

حضرت سید حافظ جمال اللہؒ کی وفات بقول صاحب تذکرہ نوشاہیہ تاریخ وفات منگلوار کی رات وقت نماز شام ۱۲ ربیع الآخر ۱۱۴۲ھ کو ہوئی۔ لیکن تقویم تاریخی کی رو سے ۱۲ ربیع الآخر کو جمعہ کا دن پڑتا ہے جس کے مطابق چوتھی نومبر ۱۹۲۹ء تھی۔ آپ کا مزار پُر انوار ساہن پال شریف گورستان نوشاہیہ میں حضرت نوشاہیہ صاحبہ سے مغربی جانب بابر واسلے چوتڑہ پر واقع ہے۔

لے تذکرہ نوشاہیہ ۱۲ شرافت

قلعہ تاریخ

از مفتی غلام سرور لاہوری صاحب خزینۃ الاصفیاء
 گشت چوں روشن بباغِ جنتی آن جمالِ باکمالِ معرفت
 سالِ ترحیلش بسرور شد عیاں قبلہٴ عالمِ جمالِ معرفت

ماہِ پائے تاریخ

- | | | |
|--------------|-----------------|-------|
| ۱ - آیت شریف | شیخ کبیر | ۱۱۴۲ھ |
| ۲ - | شیخ العالمین | ۱۱۴۲ھ |
| ۳ - | عرش آرام گاہ شد | ۱۱۴۲ھ |

۱۔ حضرت سیحانہ جمال اللہ قییدہ عظمہ کا مزید تذکرہ اسی جلد کے طبقہ دوم میں کیا جائے گا۔ شرافت

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید

حافظ محمد حیات ربانی

نو شاہی رحمہ اللہ تعالیٰ

در مناقب حضرت حافظ محمد با حیات

دستگیر عاجزاں پشت پناہ بیکساں

معدن انصال محمد حیات	عارف با حق و اول پاکذات
ذاکر حق واقف راز خدا	شہرہ او بر سر ہر شمش جہات
نوش نمودہ مئے عسرفان حق	خورد ز گنجینہ وحدت نبات
ساقی جام ادب و جذب بود	نیت کے ثانی سے در صفات
ہست شرافت سب درگاہ او	از دل و جان طالب آں بارگاہ

آپ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ - حاوی اصول الہیہ و سرمدیہ - عارف معارف

اوصاف جمیلہ حقیقت - کاشف مکاشف طریقت - قہوۃ العلماء - عمدۃ الفضلا -

خاتم الاولیاء - صاحب فنا و بقا - قطب الادان - غوث الزمان - صاحب علم و فضل و ادب و

اخلاق و ذوق و شوق تھے۔ آپ حضرت مولانا سید حافظ جمال اللہ علیہ اعظم بن سید حافظ

محمد برخوردار بکر العشق قادری نوشاہی کے فرزند اصغر اور مرید و خلیفہ اعظم تھے۔ طریقت و

معرفت میں شان بلند رکھتے تھے۔

آپ کی والدہ ماجدہ حضرت مولانا حافظ شکر اللہ حنفی مفتی پچھ چھٹے کی صاحبزادی تھیں۔

آپ کا نام نامی محمد حیات، کنیت ابو النضیا - القاب ربانی، امام الاولیاء

نام و لقب جامع العلوم تھے۔

تھیں آپ نے علوم متداولہ فقہ، حدیث، تفسیر، طب، تصوف، صرف، نحو،
تھیں منطق، فلسفہ، ادب، لغت وغیرہ اپنے والد بزرگوار سے حاصل کیے۔
 قرآن مجید بھی حفظ کیا اور کمالات علمی میں یگانہ ہوئے۔

علوم ظاہری کے بعد آپ نے راہِ طریقت حاصل کرنے کے لیے اپنے
بیعت و خلافت والد ماجد شہباز پنجہ پید اللہ حضرت مولانا سید حافظ جمال اللہ نعینہ اعظم
 کے دستِ حق پرست پر بیعت کی نیز اپنے علم بزرگ حضرت سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پهلوان
 سے بھی استفادہ الوار کیا۔ حضرت شیخ عبدالرحمن پاک بھڑیوالہ کی زیارت سے بھی مشرف
 ہوئے تھے۔

آپ نے والد بزرگوار کے بعد دارالعلوم نوشاہیہ کی خدمت اپنے ذمہ لی۔
سلسلہ تدریس اور سلسلہ درس و تدریس بدستور جاری رکھا۔ دور دور سے آکر لوگ
 علوم دینی حاصل کرتے تھے۔

آپ کو علم طب میں بھی کمال حاصل تھا۔ مریضانِ جہانی اور روحانی آپ
طبی کمالات کے اثر میجائی سے شفا پاتے تھے۔ آپ کے کمالاتِ حکمت کی دور
 تک شہرت تھی۔

آپ نے فنِ کتابت نسخ و نستعلیق بھی سیکھا۔ آپ کا طرزِ تحریر نہایت دلکش
فنِ کتابت اور مرغوبِ خاطر ہے۔

آپ نے ایک مرتبہ ہندوستان کا سفر کیا اور چندے دہلی میں قیام پذیر رہ کر
سفرِ دہلی علماء و مشائخِ دہلی کی ملاقاتیں کیں۔ خصوصاً حضرت خواجہ مولوی فخر الدین فخر جہاں
 پستی نظامی کی ملاقات سے بھی مشرف ہوئے اور ایک دوسرے سے افادہ و استفادہ کیا۔

آپ کے زمانہ خلافت میں دریائے
حضرت نوشہ صاحب کا دوبارہ ظہور پنجاب کی طغیانی کی وجہ سے متاثر
 میں حضرت نوشہ گنج بخش کا تابوت شریف پہلی جگہ سے نکلنے کی ضرورت پیش آئی۔ اور
 بروزِ پنجشنبہ، اربعہ کو تابوت مبارک نکالا۔ تین روز تک مخلوق زیارت سے مشرف

ہوتی رہی۔ اتوار کو موضع نوشہرہ کے رقبہ میں چاہ جیاتے والہ پر دفن کر کے مزار بنایا گیا۔
صاحبِ تحائف قدسید نے لکھا ہے کہ سولہ صندوق اور بھی برآمد ہوئے جو حضرت
نوشہ صاحب کے بیٹوں اور پوتوں کے تھے، سب کی زیارتیں ہوئیں۔

معمولات

آپ شریعت و طریقت کی پابندی کو ہر دم ملحوظ رکھتے۔ فرائض و نوافل و مستحبات پر
مواظبت رکھتے۔ کتب فقہ و تصوف کا مطالعہ کیا کرتے۔ رات کو بوقت نصف شب یا ثلث
شب اٹھ کر تہجد ادا فرماتے اور اشغالِ قادریہ کو پورا کرتے۔ درود شریف بکثرت پڑھا کرتے۔
آپ سنت اور فرض فجر کے درمیان ایک سو مرتبہ یہ تسبیح پڑھا کرتے سبحان اللہ
و ظیفہ فجر و بحمدہ سبحان اللہ العظیم و بحمدہ استغفر اللہ۔

آپ نماز مغرب کے بعد دو گانہ نوافل ادا فرماتے۔ رکعت اول میں فاتحہ
و ظیفہ مغرب کے بعد سورہ کافرون تین بار اور رکعت دوم میں سورہ اخلاص تین بار
پڑھتے۔ سلام کے بعد یہ دُعا مانگتے: یا من یداہ مبسوطتان ینفق کیف یشاء انسط
علینا بالرحمة والفضل یا من لیس لغنائہ غایۃ ارحم علی من لیس لفقرہ
نہایۃ۔

آپ جب قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو یہ دُعا
دُعائے تلاوت قرآن مجید بعد میں پڑھتے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہم بالحق انزلہ وبالحق نزل اللہم عظم
مرغبتی فیہ واجعله نوراً لبصری وشفاء لصدری وذهاباً لہتی وحسرتی
اللہم نہین بہ لسانی وجمل بہ وجہی وقویہ جسدی وارزقنی تلاوتہ واعنی
علی طاعتک اناذ الیل واطراف النہار واحشرنی مع النبی والہ الاخیار۔
آپ ریاضت و مجاہدہ میں راسخ تھے۔ جہاد اکبر جو مخالفتِ نفس کے
ریاضت و مجاہدہ مراد ہے۔ آپ کا طریقہ تھا۔

اخلاق و عادات

آپ بڑے فیاض، غریب پرور، مسکین نواز، اہل سخاوت و شجاعت تھے۔ متحمل مزاج، پُر حوصلہ، بُرودبار، صاحبِ ولایت تھے۔ ہر دم یادِ خدا میں محو و مستغرق رہتے۔ آپ کی نظر میں شاہ و گدا یکساں تھے۔

سخاوت و فیاضی ایک مرتبہ موضعِ اگرویہ کا ایک شخص قتل کے جرم میں گرفتار ہو گیا۔ مقتول کے وارث ایک ہزار روپیہ تلبکے طلب کرتے تھے لیکن قابل بالکل غریب اور عیالدار تھا حضور کو اس کی حالتِ زار پر رحم آ گیا اور ایک ہزار روپیہ اپنی گروہ سے ادا کر کے اُس کو رہا کر دیا۔

اشعارِ خوانی آپ کو نظم سے خاص دل چسپی تھی۔ گاہ بگاہ یہ اشعار پڑھا کرتے:

جراحات اللسان لها التیام ولایلتام ما جرح اللسان

رہوان کہ بے حسد و بارند کشتہ تیغ عشق صد بارند
بیقرارند ہم چو ابر بہار یک بر خار و گل ہے بارند

بر خوردہ ز دستِ بے برگی زانکہ از اصل فرع پُر بارند
بہ در صحنِ بارگاہِ حسدا حاجبِ خاصِ شخند و بارند

نمازِ خلقِ تسبیح و سجود ست نمازِ عاشقانِ ترکِ وجود ست
قیامِ وقفہ و تکبیر و نیت ہم محو ست در عینِ محبت
کم و بیشی کہ در دنیا و دین ست صلا در وہ صلاۃ قامت این ست

تقدہ مشکم چہ سے پُرسی مان غم شد ولم چہ سے پُرسی

لعل بند چو خوں شود جگم پیش زیں حاصل چہ سے پرسی
طالب گوہری بدیا شو من چو بر ساحل چہ سے پرسی

سے جنت آب را سندر شد خضر کامیاب روزی قسمت ست کوشش میں سرا

سے چون شیر مادر ست میا اگر چہ رزق این جہد و کوشش تو بجائے یکدن ست

خوارق و کرامات

آپ کو تصرفاتِ قویہ و کراماتِ جلیہ حاصل تھے جو مشہور و معروف ہیں۔

ایک شہزادی کو خواب میں فیضان کرنا منقول ہے کہ شہزادی میں ایک مغلیہ شہزادی کو خواب میں حضور کی

زیارت ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ تم حضرت نوشہ صاحب کے دربار پر آؤ۔ چنانچہ وہ بموعہ خیل و خدم حشم درگاہِ نوشا ہیہ پر حاضر ہوئی۔ تمام سادات کرام اولادِ حضرت نوشاہِ عالیجاہ وہاں پہنچے۔ ہر ایک کا زعم تھا کہ شاید یہ ہمارے حلقہ ارادت میں داخل ہو جاوے۔ لیکن اُس نے کسی کی طرف التفات نہ کیا۔ آخر جب آپ وہاں تشریف لائے تو وہ اٹھ کر قدم بوس ہوئی۔ اور کہا کہ یہی بزرگ ہیں جو خواب میں مجھ کو ملے تھے۔ پھر وہ آپ کے ارادتمندوں میں داخل ہوئی اور آپ کی نظر توجہ سے عارفاتِ کاطات سے ہو گئی۔

آپ کے دل میں علم کی محبت کافی تھی۔ علم کی محبت میں دنیاوی مال کو نثار کرنا چنانچہ منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ

بعد رویشاں اور خدام کسی دور علاقہ میں تشریف لے گئے۔ چھ ماہ کے بعد واپس آئے۔ اپنا کتب خانہ ملاحظہ کیا۔ سب کتابوں پر گرد و خبار پڑا تھا۔ اپنے صاحبزادوں سید حافظ نور اللہ اور سید ضیاء اللہ کو بلا کر پوچھا کہ کتابوں کی ایسی حالت کیوں ہے، انہوں نے عرض کیا، یا قبلہ! ہم نے زراعت کا کام شروع کیا ہوا ہے۔ اور مال مویشی کی پرداخت میں رہتے ہیں۔ فصل وغیرہ کے

کاروبار میں مصروفیت زیادہ ہے مطالعہ کتب کی فرصت ہی نہیں تھی۔ آپ نے فرمایا میں ستنے تو تم دونوں کو بڑی محنت سے علم پڑھایا تھا۔ تم نے اس قدر کوتاہی کی ہے۔ پھر آپ نے اسی وقت بارگاہ الہی میں التجا کی کہ یا الہی! اس مال کو ہم سے لے لے اور دولتِ علم میرے فرزندوں کو نصیب کر۔ امر الہی سے اسی رات دریائے چناب میں طغیانی آئی اور سب مال و مویشی اور فصل و ثیہ بہ گئے۔ صبح کو ہر چیز کی صفائی ہو چکی تھی۔ اس کے بعد فرمایا: بیٹا! اب فراغت سے علم میں اشتغال رکھو۔ چنانچہ آپ کے بڑے صاحبزادہ سید حافظ نور اللہؒ اس قدر علم میں مشغول ہوئے کہ شہر رسول نگر کے منصبِ قضا پر فائز ہو گئے۔

آپ کی دعا کا اثر آج تک موجود ہے کہ آپ کی اولاد سے کوئی شخص بے علم نہیں رہا۔ سب حضرات دولتِ علم سے مالا مال ہوئے ہیں۔ آپ کے مفصل حالات میں نے آپ کی سوانح عمری موسوم بہ حیاتِ ربانی میں درج کیے ہیں۔

عملیات

آپ نے اسمائے الہی اور آیاتِ کلام اللہ کی دعوتیں کی ہوئی تھیں۔ عاملِ کامل تھے۔ آپ کے فرمودہ عملیات میں نے حیاتِ ربانی میں مفصل درج کیے ہیں۔ یہاں چند عمل لکھے جاتے ہیں۔

آپ کو حضرت شیخ عبد الرحمن پاک بھٹری والدہ سے اس عمل کی اجازت تھی کہ اگر کسی شخص کو قرض ہو اور خلاصی کی کوئی صورت نہ ہو تو یہ عمل پڑھے:

۱۔ قل اللہ مالک الملك..... بغیر حساب ایک مرتبہ۔

۲۔ یا رحمن الدنیا والاخرۃ ورحمتہما تعلیٰ منہما ماتشا، وتمنع ما یشاء،

و ارحمہنی رحمتہ تغنی بہا من کرمۃ من سواک اللہم اقمہ ذینہ وفسرہ

عنی ہی یا ذا الجلال واکرام ایک مرتبہ

۳۔ اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم وصل علیہ سات مرتبہ۔

۴۔ عسی اللہ ان يجعل واللہ غفور رحیم ایک مرتبہ۔

۵۔ درود شریف مذکور۔ سات مرتبہ

اس کے بعد دعائے توبہ ان شاء اللہ قبول ہوگی اور قرض دفع ہو جاوے گا۔

اولاد کے واسطے
اگر کسی عورت کو اولاد نہ ہوتی یا زندہ نہ رہتی ہو تو سات عد و فلفل سیاہ لے کر ہر ایک پر گیارہ مرتبہ سورۃ قدر پڑھ کر دم کر کے اُس کو کھلا دیجئے خدا تعالیٰ اس کو اولاد عطا فرماوے گا۔ جب بچہ پیدا ہو جاوے تو یہی سورۃ لکھ کر اُس کے گلے میں ڈال دیوے۔ ان شاء اللہ اس کی عمر دراز ہوگی۔

فرزند زینہ کے واسطے
اگر کسی عورت کو لڑکیاں ہوتی ہوں تو چاہیے کہ سورہ بقرہ سات مرتبہ پانچ سو مرتبہ پڑھ کر اُس کو کھلا دیوے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے فرزند زینہ پیدا ہوگا۔

رجوعاتِ خلائق کے واسطے
اگر چاہے کہ رجوعاتِ خلائق اور مسخرات زیادہ ہو تو نماز فجر سے پہلے یا چمکے یہ اسم شریف پانچ سو مرتبہ بلاناغہ پڑھا کرے۔ اول و آخر درود شریف ہزارہ گیارہ گیارہ مرتبہ۔ اگر پرہیزات رکھے گا تو بغیر دعوت کے بھی فائدہ ہوگا۔ اسم شریف یہ ہے: یا رحمن جمل شیء وبرا حمنہ یا رحمن۔

دشمنوں پر فتح یابی کے واسطے
اگر کوئی شخص چاہے کہ دشمنوں پر فتح حاصل ہو تو آیت اکرسی ایک بار پڑھ کر شمال کی طرف، ایک بار قبلہ کی طرف، ایک بار جنوب کی طرف، ایک بار مشرق کی طرف، ایک بار اوپر کی طرف، ایک بار نیچے کی طرف دم کرے۔ پھر ایک بار پڑھ کر اپنے سارے جسم پر دم کرے۔ اگر ہزار دشمن ہوں تو بھی ہزیمت کھا جائیں گے اور ان پر فتح حاصل ہوگی۔

تصنیفات

آپ تصنیف و تالیف سے بھی اشتغال رکھتے تھے۔ تمام اولاد حضرت نوشہ صاحب

میں سے صرف آپ کو یہ ذوق تھا۔ آپ خاندان نوشاہی میں سے ہیں مجھوتھے۔ جنہوں نے خاندان کی قلبی خدمات انجام دیں۔ آپ کی وہ تصانیف جو میرے کتب خانہ میں موجود ہیں وہ یہ ہیں :

۱۔ تذکرہ نوشاہیہ : اس میں سلسلہ نوشاہیہ کے بزرگوں کے حالات ہیں۔ یہ کتاب آپ نے حسب التماس اپنے برادر عم زاد سید شیر محمد بن سید شاہ محبت اللہ حمزہ پہلوان کے ۱۳۶۷ھ میں تالیف کی۔ اس کا شروع اس طرح پر ہوتا ہے : الحمد لله الذي تفسد بالوهية الابدية والشكر لمن توحد بروبية الانرية ما اتخذ صاحبة ولا ولدا ونم يكن له كفواً من القدوسية لاضد ولاند بذات في الصلوة والصلاة والسلام على رسوله توجه بتيجان النبوة والرسالة ارسلة رسولا بدين الحق والهداية ليظروا على الدين كله بكمال العناية ولو كره المشركون من : لهما قدرا

۲۔ مجمع اللطائف : یہ کتاب آپ نے علم تصوف وحقائق میں بطور سوال و جواب تحریر فرمایا ہے۔ مدونیت کے بعد سبب تالیف یہ لکھتے ہیں : "اما بعد ميگويدهم البريات فقير محمد حيات كه پسند اسوله عجيب واجوبه غريبه از مطالعة كتب متفرقة فيتمرد ومحصل كرويد كه جواب بهر سوالش خيلى متعذر و متعسرست مگر قلمبرانے كه تنعمت نظر از عرض حوض فكر دوسے بر آرد بكم ما كتب قر و ما حفظ فر وريں چند اوراق جمع كرويم تا بهر منصف اين مصنف را از مطالعة آن بفاتحه خير يا و آرد و بعد از اختتام نام اين رساله مجمع اللطائف كرويم والله المعين وهو حسبي ونعم الوكيل"

اس کتاب میں سے دو سوال مع جواب یہاں درج کیے جاتے ہیں۔ اگر مفصل دیکھنے ہوں تو آپ کی سوانح عمری الموسوم بہ حیات ربانی میں دیکھیں۔

سوال

"ملائكہ کہ در جواب اتجعل فيها من يفسد فيها ويسفك الدماء بعد قول راني جاعل في الارض خليفة گفتند۔ از چو دستند که مفسد و سفك الدماء خواهد بود"

جواب

"از ترکیب اضداد اریب معلوم کردند کہ بنائے شان بر فساد خواهد شد یا از حق تعالی

بایشان چندین علم عطا شدہ باشد۔

سوال

از نامور بہ از آدمؑ و ہم از ابلیس تجاوز شد۔ ابلیس مستوجب لعنت گشت و آدمؑ مستحق صفت و رحمت و مغفرت۔

جواب

آدمؑ معترف بذنب سر بنا ظلمنا انفسنا گشت لاین مغفرت شد لا کبیرة مع الاستغفار و شیطان مصر بر ذنوب ماند لا صغیرة مع الاصول لا جرم حریق آتش حرمان و غریق بحر خذلان شد۔ جواب دیگر آنکہ عصیان آدمؑ از شهوت بود و عصیان شیطان از کبر۔ گناہ ہے کہ از کبر باشد امید مغفرت نیست و گناہ ہے کہ از شهوت باشد یرجی غفوانہا۔

۳۔ شرح اسماء اربعین : اللہ تعالیٰ کے چالیس اسماء متبرکہ کی بہت عمدہ شرح ہے۔

۴۔ حاشیہ شمایل النبی : امام حافظ ابو عیسیٰ ترمذی کی کتاب شمایل کا حاشیہ لکھا ہے۔

۵۔ رسالہ سماع : اس میں سماع کا جواز بدلائل شرعیہ ثابت کیا ہے۔

۶۔ ترویج القلوب : کتاب تذکرہ نو شایہ کے سوا سب کتب فلسفے مجھے نامکمل ملے ہیں۔ میں نے

ان سب کو یکجا جمع کر دیا ہے۔ نیز آپ کے منظومات، مناجات باری تعالیٰ، مناجات سالکین،

تولد نامہ نبوی، وفات نامہ نبوی، فریاد نامہ بجناب غوثیہ، فالنامہ وغیرہ کو بھی اس میں

درج کر کے اس کا نام ترویج القلوب رکھ دیا ہے۔ اس میں سے دو مناجاتیں اور فریاد نامہ

یہاں لکھا جاتا ہے۔

مناجات بخت رب العالمین عز اسمہ

حَدِّتْ بِيَوْمِ هَرِّ زَمَانٍ يَا رَبِّ اَللّٰهُ الْعَالِمِينَ	اَيَّاكَ نَعْبُدُ هَسْ زَمَانٍ يَا رَبِّ اَللّٰهُ الْعَالِمِينَ
فِي كُلِّ اَمْرٍ نَسْتَعِينُكَ مَا لِيْكَ اَنْ يُّوْمِ دِيْنٍ	اِهْدِ الصَّوَابِ الَّذِيْنَ يَا رَبِّ اَللّٰهُ الْعَالِمِينَ
كَانَعَمَّتْ بِرُؤْيِ مَا رَسَمْتَهُ رَاہِ ہر گراہِ رَاہِ	كُنْ دَفْعِ ہر بدخواہِ رَاہِ يَا رَبِّ اَللّٰهُ الْعَالِمِينَ
بِرَحْمَةِ اَللّٰهِ الْعَلِيِّ كَرِيْمٍ هُوَ اَللّٰهُ الْاَحَدُ	وَرَجُلٌ كَارِمٌ اَلْمَعْدُوْهُ يَا رَبِّ اَللّٰهُ الْعَالِمِينَ

شد شاد خاطر موبو یارب الہ العالمین
 کن دفع از ما بر خلق یارب الہ العالمین
 قَدْ صَلَّ مَنْ هُوَ اسْرَتَا یارب الہ العالمین
 بامو مناں شد اعلا یارب الہ العالمین
 کرم بنفس خود جفا یارب الہ العالمین
 روزی خورد نہ انعام تو یارب الہ العالمین
 مِنْ جَهَنَّا عَلَّمْتَنِي یارب الہ العالمین
 کر رحم حال شیب را یارب الہ العالمین
 اسے رازق مورد سمک یارب الہ العالمین
 آہم گذشت از نہ طبع یارب الہ العالمین
 اَنْظُرْ بِفَضْلِكَ بِالنَّارِ یارب الہ العالمین
 کن دفع از ما ہر بلا یارب الہ العالمین
 از ہستی تو ہست شد یارب الہ العالمین
 وسے شوق تو در ہر سے یارب الہ العالمین
 مَا كَانَ يَغْدُرُكَ فِي يَدِي یارب الہ العالمین

از یاربادی اسرفوا من رَحْمَتِي لَا تَقْنَطُوا
 کن فصل اسے رَبُّ الْفَلَقِ از شَرِّ جَمَلِ مَا خَلَقَ
 اَرْسَلَتْ رُسُلًا بِالْعُدَى قَدْ فَازَ مَنْ هُوَ اَتَقَى
 اَرْسَلْتَهُ لَمُؤَسَّى عَصَا فِرْعَوْنِ يَا رَا شَد بِلَا
 مِشْمَسٍ بَاشِدْ كَرَضِيْ كَر قَمْرٍ بَاشِدْ اِذَا تَلَى
 ہر شے مستح نام تو با قوت الہام تو
 يَا رَبَّنَا رَبَّنَا مِنْ صَغُرْنَا شَبَبْتَنِي
 اسے عالم ہر غیب را اسے سا تر ہر غیب را
 اسے خالق فلک فلک اسے مالک ملک ملک
 در بحر عصیانم غرق از انفعال پر عسرق
 اَنْتَ الْعَلِيمُ بِحَالِنَا اَنْتَ السَّمِيعُ لِقَالِنَا
 اسے خالق ارض و سما اسے فائق صبح و مسا
 ہر کو بے شفقت مست شد از ہستی خود پست شد
 ہر عقل عاقل کا سے از گنہ ذاتت جا سے
 در دو حیات سردی کن بخش راہ احمدی

مناجات حضرت رسالت پناہی ﷺ

اسے موئے تو ییل سجے اسے رحمتہ للعالمین
 اسے سرور دینا و دیں اسے رحمتہ للعالمین
 جبریل از ختام تو اسے رحمتہ للعالمین
 خود خود خدا شد حاتم اسے رحمتہ للعالمین

اسے روئے تو شمس الفیضے اسے رحمتہ للعالمین
 یروی نبی المرسلین بود آدم اندر ما و طین
 بے بیم احمد نام تو شد عرش اعظم بام تو
 اوحی واسری شادیت ظل و لیس محمدت

فریاد نامہ

درجناب قطب الاقطاب حضرت شیخ محی الدین سید القادر حیلانی قدس سرہ

اے شاہ ملک معرفت فریادرس فریادرس
 اے غنچہ باغ احمدی اے سرو بستان سہمی
 اے طبل تو در نہ طبعی غراں شدہ از فضل حق
 اے پات برگردن ولی کن مشکلا تم منجلی
 اے باغیے تو کیش اے گشت یعقوب تو خوش
 اے منس ذی النون را کو گریہ کر سے خون را
 اے عیسیٰ قربان تو اے خضر در فرمان تو
 موسیٰ کہ بر سر کوہ شد از بہر قوس اندوہ شد
 ہم تو بدی آن جا نگہ اے ادوی اقدس پانگہ
 اے عیسیٰ را بر سادریں را اندر عسلا
 اے خادمانت قطبہا اے درس جو آن کتب ہا
 اے کعبہ را بر رفته تو دلدادہ باگیسوئے تو
 اے اصغیا را سروری اے آتیا را مہتری
 اے در زمین و آسماں حکم تو نافذ ہر زمان
 اے ہادی حکم گشتگان اے مریم و خستگان
 اے سید والا گھر بر حال عاجز یک نظر
 اے میر ما اے پیر ما اے شاہ عالمگیر ما
 اے بیت تو بیت اللہ است اے امر تو امر اللہ است
 اے مصلی ہر سائل اے مہی حسد عالمی
 خوش و در معنی سفقہ اللہ سربقی گفتہ

اے ماہ فلک منقبت فریادرس فریادرس
 در ملک عرفاں سیدی فریادرس فریادرس
 وہ روزیم غمبیر از تعلق فریادرس فریادرس
 بخش از کرمها خوشدلی فریادرس فریادرس
 اے کرم از ایوب کس فریادرس فریادرس
 فی الظلمت آن مرہون را فریادرس فریادرس
 وہ وہ زہے ایقان تو فریادرس فریادرس
 قد ختر صعیق انبوہ شد فریادرس فریادرس
 اے لامکانت آرا مگہ فریادرس فریادرس
 از کست جاز کست جا فریادرس فریادرس
 لا یابین لا سراطہا فریادرس فریادرس
 ہر دم شتاباں مئے تو فریادرس فریادرس
 اے مرغ دل را پروری فریادرس فریادرس
 کن از تقایت شادماں فریادرس فریادرس
 اے چارہ گر بے چارگان فریادرس فریادرس
 اے گمراہاں را راہ سیر فریادرس فریادرس
 اے ماہ پرتویر ما فریادرس فریادرس
 اے ستر تو ستر اللہ است فریادرس فریادرس
 اے مومن حسد مانلی فریادرس فریادرس
 گرے مریداں رفتہ فریادرس فریادرس

مسکین غریم بیچ کس و دوست نامت ہر نفس
 یا غوث اعظم خوش لقب دارم تقاضے تو طلب
 یا شیخ محی الدین توفی با جاہ و باتمکین توفی
 یا غوث اسد الاحمری یا شیخ عبدالقادی
 دل من ز تنگی تنگ شد این عقل و حکم ننگ شد
 وہ خوشدلی با من ز غم بکشائے در ہا از نعم
 گن دفع از من قرض را بشنو بطف این عرض را
 این خاطر پر فور کن دل در غمت مسرور کن
 بر ما و بر اولاد ماں شو با مدد در ہمد زماں
 کمتہ غلامان توام چنگل بدامان توام
 گر شہر باشد گرد ہر پند ز تو ہر خیر و شر
 ہر درد مارا کن دوا ہر رنج مارا دہ شفا
 علم بہ ولے با عقل روزی سماں ولے بے عقل
 این نفس و شیطان دشمن صدیش آرد بر تنم
 این سینہ ام بریاں شدہ این چشم من گریاں شدہ
 آمد حیات پر گنہ بانا مذکورہ سیہ

دارم قصداً ہچوں جس فریاد رس فریاد رس
 رو تم بسوتت و زو شب فریاد رس فریاد رس
 در درجہ علییں توفی فریاد رس فریاد رس
 تو شاہ مسکین پروری فریاد رس فریاد رس
 این مقول من گنگ شد فریاد رس فریاد رس
 کن در دو عالم بے الم فریاد رس فریاد رس
 آور تو جملہ غرض را فریاد رس فریاد رس
 در ہر سخن منصور کن فریاد رس فریاد رس
 محفوظ داری در اماں فریاد رس فریاد رس
 از جان قربان توام فریاد رس فریاد رس
 بند و بخدمت تو کمر فریاد رس فریاد رس
 محفوظ دار از ہر بلا فریاد رس فریاد رس
 دار از مریاں لہیزل فریاد رس فریاد رس
 از فیض خود دہ مرہم فریاد رس فریاد رس
 صد جے خون جریاں شدہ فریاد رس فریاد رس
 چہ غمش اگر ہستی تو شد فریاد رس فریاد رس

مکتوبات

آپ کا ایک مکتوب شریف جو غالباً زماں طالب علمی کا ہے یہاں درج کیا جاتا ہے۔

مکتوب

ہر کجا حسن ست در نظرہ ایم

کار ما این ست ما این کارہ ایم

صحت بدن و شگفتگی خاطر و روشنی دل و عقل کامل روزی باد شہقت نامہ گرامی

کہ مشتمل برمدیقہ امتناع نظارۃ خوبان دبستان برداز مطالعہ آن مشرف و معزز گرویدم۔ اسے
زاہد پاک سرشت برائے بہشت دیدار خوبان نہ بہشت۔ کسے نقد راہ بنیہ ندادہ بکہ بعوض زرش
نگرفتنہ۔ کم عیاری باشد کہ دیدار جاناں گذاشتہ آرزوئے جنت نماید۔

ۛ

نعمت فردوس زاہد را و مارا رشتے دوست
قیمت ہر کس بقدر ہمت والاے اوست

ۛ

ازاں در ابروئے جاناں نظر پیوستہ میدارم
کہ در ابروئے آن ماہ رو بجز روشنی نے بینم

ہر گاہ ایزد جمیل دوست میدار و جمال راتا بہ بندہ پیرسد۔ اللہ جمیل یحب الجمال۔ بخدا
دیدن نور در روئے نازنین ست و آئین دین عاشق چنین سنت۔

ۛ چو دین عاشقاں بس روئے یار ست
معنا ذالہ کے کر دیں بگرد

ۛ

در رمز عشق باشد عمدہ شباب اولیٰ

اسے شیخ بزرگوار قول مقتدا نے عشاق ترازی سیدہ۔

عاشقی را چہ جوان پر جوان میازد

بمعہر آپ کی مہر کا جمع تھا، ”محمد حیات جمال اللہ است“

آپ کے ہاتھ کی چند کتابیں میرے کتب خانہ میں موجود ہیں۔ شرح نصاب
دستخط العبیدان کے خاتمہ سے آپ کا دستخط نقل کیا جاتا ہے،

”شرح نصاب صبیان از فیض لایزال
از ہجرت النسبتی اُتی ابطی
چارم جمادی آخر آور تو در حساب
در روز پنجشنبہ شد رقم با کمال
الف و صد و چهل شش گذشت جلد سال
بعد از نماز ظہر کہ بپشتن تو این مقال

یا رب بجاتب کہ گناہش ز حد فزونست از سحابِ کرمِ خویش بریزی مطہر زلال
 یا رب زبابِ خویش بیابِ دگر مراں فضلِ بکنِ بحالم کن دفعِ ہمد و بال
 یا رب مکن تو با ما کہ بادیم مستحق کن آنچه مستحقِ باوئی از فضال
 ایماں بہ بخش ما را در روزِ آخسریں در روزِ حشر ساز منور رخ از جمال
 یا رب ز فیض و فضلِ محمد بکن حیات دلِ احقر کہ ہست پُر از نکبت و طلال

سربناظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنكونن من الخسرين۔ الہی ایں فقیر حقیر
 پیوستہ با دلِ خستہ تمسکِ نسیمِ بہرِ شمیم کہ سر و رخ و ساریحان و جناتِ نعیمِ شمیمے از تار موئے عنبر
 بسنے آن سر و قد و لہجے یعنی سخنِ چمنِ دیانت و سہیلِ امنِ امانت بل گلستانِ نبوت و رسالت ،
 عندلیبِ رضوانِ بلاغت و جلالیت ، نبی کریم با خلقِ عظیمِ ہادی صراطِ مستقیم میخواید تاولِ پڑ مرودہ افزہ
 و دیدہ رہ رسیدہ احقر البریات صاحبِ بضاعتِ مزجات احقر العباد محمد حیات تازہ و منور گردو ،
 الہی سائلِ عاملِ بختِ بران دنیا و عقبے متمسکِ عروہ و ثقی و جبلِ متین اس نبی کہ کنت نبیا و آدم بین
 الماء والطين فرمودہ گردیدہ۔ الہی تمیمِ اماما ایستیم فلا تقهر۔ الہی سائلِ عالم و اما السائل
 فلا تقهر۔ الہی علی وہ کہ محلِ بعل باشد۔ الہی علی وہ کہ مزینِ بزینتِ اخلاص باشد۔ و لے وہ
 کہ مستقولِ البقیل اذکار و مصنی از زنگارِ افکار کہ لایقِ درگاہِ پروردگاریت را شاید گردیدہ مستحق
 لقاء کبریائے تو باشد تقبل منی انک انت السميع الدعاء۔ نعوذ بک من شرور انفسنا
 ومن مینات اعمالنا من یمده ۱ اللہ فلا مضل له ۱ ومن یضللہ فلا ہادی له انک جواد

کریم غفور رحیم۔ "محمد حیاتِ جمال اللہ است"

ملفوظات

آپ کے ارشاداتِ عالیہ سرِ پا شریعت و طریقت ہوتے تھے۔

فرمایا : آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمام اشیاء سے پہلے خدا تعالیٰ
 نے محمدؐ کا نور پیدا کیا۔ اور قدرت نے اس کو جہاں جہاں چاہا پھراتی رہی۔ اس وقت لوح و قلم وغیرہ
 کچھ بھی نہ تھا۔

فرمایا : آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کام بسم اللہ شریف کے بغیر شروع

کیا جاوے وہ ابتر ہوتا ہے۔

فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کام خدا کی حمد سے شروع کیا جائے وہ

اقطع ہے۔

فرمایا: حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا علیہ شریف یاد کرنا مومن کے لیے ضروری ہے

تاکہ حضور کی صورت پاک کو خیال میں محفوظ رکھ سکے۔

فرمایا: عورتوں کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ سفید لباس اور چاندی پہنا کریں۔ کیونکہ اس میں

مردوں کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے۔ اور چاہیے کہ زعفران یا کسی اور رنگ سے جو گلن ہو

باس کو رنگ لیا کریں۔ اور سفید لباس کے ترک کا شرعی طور پر حکم نہیں، صرف تشبیہ و جمال کے

باعث اس کا ترک کرنا بہتر ہے۔

فرمایا: شیخ اُس کو کہتے ہیں جو کل فنون میں کامل استاد ہو۔

فرمایا: من جری مجری البولین کیف یتکبو۔ یعنی جو شخص دو پیشاب گاہوں کے

دستہ سے نکلا ہو وہ تکبر کیسے کر سکتا ہے۔

اولاد کرام

آپ کی اہلیہ محترمہ کا نام حضرت مہربانہ صاحبہ بنت شیخ عنایت اللہ بن شیخ احمد مفتی

بچہ چھٹہ تھا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔ آپ کے چار فرزند تھے:

۱۔ حضرت سید حافظ نور اللہ فرسنتہ صفات۔ ان کا ذکر آگے آتا ہے۔

۲۔ حضرت سید ضیاء اللہ۔ ۳۔ حضرت سید مراد اللہ۔ ۴۔ حضرت سید عباد اللہ۔

ان تینوں بزرگوں کے حالات طبقہ دوم کے پانچویں باب میں آئیں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ

تلامذہ

آپ دارالعلوم نوشاہیہ کے مدرس اعلیٰ تھے۔ آپ کے درس سے بہت سارے

دلگلم و فضل سے بہرہ ور ہوئے۔ آپ کے شاگردوں کی مفصل فہرست میں نے اپنی کتاب

حیات ربانی میں لکھی ہے جو آپ کی منہل سوانح حیات ہے۔ آپ کے معاصرین صاحبزادگان نوشاہیہ
برخورداریہ و ہاشمیہ سب آپ کے شاگرد تھے۔

یارانِ طریقت

آپ نے اپنے والد ماجد کے بعد اکتیس سال تک مسندِ خلافت کو تزیین دی اور کافی مخلوق
کو فیض سے معمور کیا۔ بعض خواص یاروں کے نام یہ ہیں:

- ۱۔ سید حافظ نور اللہ فرشتہ صفاتؒ فرزندِ اکبر آں جنابؒ ساہن پال شریف
- ۲۔ سید ضیاء اللہؒ فرزند ثانی آنجنابؒ
- ۳۔ سید مراد اللہؒ فرزند ثالث آنجنابؒ
- ۴۔ سید عباد اللہؒ فرزند رابع آنجنابؒ
- ۵۔ شیخ عبدالرحمنؒ شہر دہلی
- ۶۔ اکرم بن حیات تارڑ اگریہ
- ۷۔ برخوردار بن جمال تارڑ اگریہ
- ۸۔ مراد بخش بن جمال تارڑ
- ۹۔ قادر بخش بن جمال تارڑ
- ۱۰۔ محمد یار بن جمال تارڑ
- ۱۱۔ دلاور بن بڈھا تارڑ
- ۱۲۔ باقر بن محمد امین تارڑ
- ۱۳۔ سماعل بن محمد امین تارڑ
- ۱۴۔ فتحید بن محمد امین تارڑ
- ۱۵۔ وریام بن محمد امین تارڑ
- ۱۶۔ بلوچ بن محمد امین تارڑ
- ۱۷۔ شمس بن محمد امین تارڑ
- ۱۸۔ برہم بن روشن تارڑ
- ۱۹۔ اختیار بن گل محمد تارڑ
- ۲۰۔ محمد یار بن گل محمد تارڑ
- ۲۱۔ شہریار بن گل محمد تارڑ
- ۲۲۔ محمد بخش بن داماد تارڑ

مدحیات

آپ کی مدح شریعت میں میرے والد بزرگوار اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ
مظلّم العالی نے بہت غزلیات و اشعار لکھے ہیں جو میں نے آپ کی سوانحی موسوم بہ حیات ربانی
میں مدح کی ہیں۔ یہاں اپنے چند اشعار لکھے جاتے ہیں:

زہے شاہِ شاہاں محمد حیات محبِ خدا ناتبِ پاکذات
 نخبے ذاتِ شان بحرِ علم و عمل پیادِ خدا ہر زمان مشتغل
 بعشق و بوجد و بذوقِ کمال بحکم و ورع صاحبِ قال و حال
 بچود و سخا شہرِ آفاق بود جہاں بہر دیدار مشتاق بود
 شدہ جانشینِ پدر پاک او شہانِ زمان بسندۂ خاک او

تاریخ وفات

حضرت سید حافظ محمد حیات ربانیؒ کی وفات بقول صحیح ۱۱۶۳ھ میں ہوئی۔ تقویم ہجری
 و عیسوی کے مطابق اس وقت ۱۷۶۰ء اور ۱۸۱۷ء تک تھا۔ آپ کا مزار اطہر ساہن پال شریف
 گورستان نوشاہیہ میں اپنے والد بزرگوار کے پاس قبیلہ کی طرف ہے۔

قطعہ تاریخ

از اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ نوشاہی ادا م اللہ برکاتہ والہ مولف
 چون محمد حیاتؒ کرد سفر زیر سراتے فنا بگرد گذر
 در جہاں رفت صاحبِ عرفان غفرہ اللہ رحمہ السبحان
 عالم و فاضل و مفتخر بود صوفی و حافظ و مدبر بود
 سالِ ترحیلِ عبدِ رحمانی گفت ہاتف ز فضلِ ربانی

ماہ ہائے تاریخ

۱۱۶۳ھ

۱۔ فیاض علی الاطلاق

۱۱۶۳ھ

۲۔ مجبہ فیض

۱۱۶۳ھ

۳۔ پاک نظر

۱۔ حضرت سید حافظ محمد حیات ربانیؒ کا کچھ ذکر اسی جلد کے طبقہ دوم میں بھی آئے گا۔ شرافت

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حافظ نور اللہ فرشتہ صفات نوشاہی قدس سرہ

در مناقب ذاتِ پاکِ پیر نور اللہ شاہ
کاشفِ سرِ حقیقت شاہ مبارک لاکھاں

منظرِ فیضِ الہی شاہ نور اللہ پیر
نبیحِ جود و سخا محبوبِ ذاتِ کبریا
صاحبِ سلطانِ وقت و گمراہوں را دستگیر
نیست در دنیا و دین ہرگز کے مثلش نظیر
جامعِ نور و ضیاء گشت ست چوں بدر منیر
نائبِ ذاتِ رسول اللہ از علم کثیر
آنکہ باشد بر سرِ ماسایہ ابرِ مطہر

آپ عالمِ علومِ معقول و منقول، حاوی مسائلِ فروع و اصول، سرآمد
اوصافِ جمیلہ اویانے زمان، امامِ اوقاتِ جہان، قبلہٴ صادقانِ امت، کعبہٴ عارفانِ
ملت، قدوۃ اہل بیتِ کرام، زبدۃٴ عمرتِ خیر الانام، محبوبِ حضرتِ کبریا، عاشقِ ذاتِ خدا،
صاحبِ عظمت و جلالت و کرامت و نجابت تھے۔ آپ حضرت مولانا سیدہ حافظ محمد خیات ربانی
ابن سیدہ حافظ جمال اللہ فقیرِ اعظم نوشاہی بر خور داری کے فرزند اکبر اور مرید و خلیفہ اعظم تھے۔

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت مہربانو بنت شیخ عنایت اللہ بن شیخ احمد مفتی
بچہ چٹہ تھا۔

آپ کا نام نامی نور اللہ، القاب فرشتہ صفات، قاسم، تاج، اعلم العلماء،
نام و لقب فاضلِ اعظم تھے۔

تاریخِ ولادت آپ کی ولادت با سعادت بقول کتابِ ثمرات الافیاء بروز منگلوار

وقت ضمنی کبریٰ ۱۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۴۷ھ میں ہوئی۔ تقویم ہجری و عیسوی میں اس کے مطابق
 ۵ نومبر ۱۹۲۷ء کو نکلتا تھا۔ تاریخی مصرعہ سرورِ دین قطبِ عالم شاہ جہاں۔
 تاریخی نام "ذوالقرنین"۔

آپ کی پیدائش کی خوشی میں مولانا مظفر صاحب نے یہ اشعار بطور مبارکباد
 تہنیت نامہ اور تہنیت نامہ کے لکھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ كُنْمُ اعْنَازِ نَامِ	بِحَمْدِ اللّٰهِ كَمَا شَدَّ اَزْ مَنْ مِيسِرِ
بِفَضْلِ قَادِرِ حَسْبِ اَنْفَلِكِ	رَسِيْمِ مَرْدَةِ فَرِحْتِ مَوْثِرِ
كَمَا پِيْدَا شَدَّ مَبَارِكِ فَالِ فَرْزَنْدِ	گَرَامِي قَدْرِ وَا لَانِيْكَ اَخْتِ
بِيَا مَبَا حِيَا تِ اَنْ بِنْتِ بِيْدَارِ	پِدْرَا نُوْرِ حِشْمِ وِ جَانِ مَادِرِ
شَدْنَدِ دَرِ اَهْتِرَا زِ اَبَا ئِيْ عَلِيْ	شَدَّ اَهْمَا تِ سَعْلِيْ زَا نِ مِشْرِ
زِيْمِ سَرِ سَبْزِ شَدَّ اَزِ مَوْلِدِ اَوْ	بَرْقِصِ اَنْدَرِ دَرِ اَمْدِ حَسْرِيْ خِضْرِ
نَوِيْدِ شِشِ چُوْنِ بَكُوْشِ قَدِ سِيَا نِ شَدَّ	مَبَارِكِبَادِ كَفْتِ نَدِيْكَ بَدِيْغِرِ
شَدْنَدِ دَرِ تَهْنِيْتِ تَسْبِيْحِ گَرِيَا نِ	بِجَلْبَابِيْكَ كَرِيْمِ اللّٰهِ اَكْبَرِ
بِنُوْرِ اللّٰهِ چُوْشَدِ نَامِشِ مِشْتِيْ	شَدَّ هِرِ دُوْستِيْ رَا حِشْمِ اَنْوَرِ
مَبَارِكِبَادِ اِيْنِ فَرْزَانِ فَرْزَنْدِ	رَسَدِ بَا عْمَرِ وِ بِنْتِ وِ عِلْمِ وَا فَرِ
بُوْدِ دَرِ عْمَرِ وِ بِنْتِ وِ عِلْمِ اَوْ رَا	نِصِيْبِيْ وَا فَرَا زِ هِرْتِ فَرْوُوْنِ تَرِ
جِيَا تِشِ بَا حِيَا تِ وَا لِدِيْنِشِ	صَدِ وِ چِلِ سَالِ بَا شَدَّ بَكِ اَكْثَرِ
بِعْمَرِ وِ بِنْتِ وِ عِلْمِ عَمَلِ بَا شَدَّ	فَرْوَنْتَرِ زَا نِ فَرْوَنْتَرِ زَا نِ فَرْوَنْتَرِ
عَمْرِ چُوْنِ خَضْرِ وِ بِنْتِشِ چُوْنِ سَكْنَدِرِ	بِ عِلْمِ وِ عَمَلِ بَا شَدَّ چُوْنِ اَبُوْدَرِ
زِلْعَلْفِ پَا كِ حَا جِيْ نُوْشِدِ بَا شَدَّ	سِيْلِيَا نِ بِنْتِ بَرِ عَمْرِ وَا رِ سَبْزِ
جَمَالِشِ اَزِ جَمَالِ اللّٰهِ رُوْشِنِ	بِنُوْرِ اللّٰهِ جِيَا تِشِ شَدَّ مَعْبَرِ
وَرِيْنِ دَعْوِيْ چُوْشَدِ نَامِشِ مَقْرَرِ	بِيَا مَدِ دَرِ طَبِيْقِ وِ رِيَا هِ رَمِيْرِ
سَلَامِ اَهْلِ سَلْتِ مِيْفَرِ سَتَدِ	قَبُوْلِ اللّٰهِ اَكْرَامِ رِيْنِ مَقْرَرِ

سلاطین صاف تراز آب حیوان
 زردان و زماں اعلیٰ و اشقی
 فرستد در جناب آن محکم
 کند احیائے ولما ذکر نامش
 بفرحت تا نذا کروم بنامش
 حیات بے نہایت باشد اورا
 جیاند در جانش گشت موجود
 سلام من بس نامگ با عقیدت
 خصوصاً آنکه ثانی بوسعیدت
 پر شیریشہ عرفان و توحید
 ازاں شد نام او مقبول عالم
 بگلبانگ قوت زو شگفتہ
 پریش شد معطر ہر دماغ
 عظیم الشان والفتدوا المعلىٰ
 ازاں در نام او حق و او عظمت
 بفرزندان عالی ماہ رویاں
 بود عہمت اللہ نسل ایشان
 نظام سلک انوار شاہ نختو
 بان سلطان اقلیم ریاضت
 بہ بنیامین یوسف خوبصورت
 بلطف اللہ چو گلہا میر شاہ است

پاکی در مثال آب کوثر
 ہو رشک گلاب و مشک اذفر
 کہ نام او حیات آمد مصدر
 عمد شد چو بر نامش مصدر
 بنام پاک آن سالار سرور
 بود باقی بوصف آن نام آور
 ازاں در نام او گشت مقرر
 رسید باہر بزرگی با توفیر
 ابوالخیر المکثر فی التذکر
 کہ شد نامش رویت نام حیدر
 کہ فرسوبت با نام پیمبر
 شد بستان بہت زان معطر
 کہ چون گل تاج شد بر نام اطہر
 کشید البر والخیر الموفر
 کہ شد نامش بیائے نام سرور
 علی القدر اکرم با تقاضہ
 بچفظ اندرز آفاست منکر
 عنایت کرد نام شاہ بزر
 بود آرام و در دنیا معسر
 تقی الدہر با رحمت موثر
 کہ از نصرت شدند در زمر انصر

ند بسنگ

باخوان الصفا ہر ایک برادر ہمہ یارانِ مجلس پاک محضہ
ہمہ خدامِ جملہ نیک خواہاں وگر ہر کس کہ پسند حالِ احقر
خدا دارد نگہ احوالِ ایشان بدیں منصور در دنیا منظر

تحصیلِ علوم آپ نے اپنے والد بزرگوار سے ظاہری علوم کی تحصیل کی۔ قرآن کریم بھی حفظ کیا اس کے بعد قصبہ بچہ چٹھریں مولانا حافظ عبد العزیز سے دینی علوم حدیث و فقہ و طب وغیرہ پورے حاصل کیے اور فقہ میں وہ خصوصیت پائی کہ اپنے اقران میں فوقیت و سبقت لے گئے۔

بیعت و خلافت آپ نے بیعتِ طریقت اپنے والد ماجد حضرت مولانا سید حافظ محمد حیات ربانی نوشاہی سے کی۔ اور سلوک قادریہ نوشاہیہ پورا کر کے خلافت و اجازت حاصل کی۔ بعض اوراد کی تعلیم و تلقین و اجازت اپنے چچا بزرگوار حضرت سید ابوسعید مرتاض سے پائی۔

منصبِ قضا آپ کے زمانہ میں چوہدری غلام محمد بن پیر محمد چٹھریں علم منہج صانع گوجرانوالہ اپنے علاقے کا خود سر حاکم تھا۔ اُس نے اپنے علاقہ سلطنت میں سے ستر عالم منتخب کیے ہوئے تھے۔ ان میں سے چار کس فضیلتِ علمی میں ممتاز تھے اور چاروں میں سے آپ کو امتیازی شان حاصل تھی۔ ایک دن چوہدری صاحب نے آپ کے سامنے التماس کی کہ آپ منصبِ قضا قبول فرمادیں۔ چنانچہ آپ نے اس کی عرض قبول فرما کر یہ منصب اختیار کیا اور قاضی القضاة مقرر ہوئے۔

سکونتِ رسولنگر آپ کے زمانہ میں ۱۱۶۹ھ میں قصبہ رسولنگر آباد ہوا۔ چوہدری غلام محمد رسولنگر کی التجا کے مطابق آپ بمعہ اپنے چھوٹے بھائی سید

لہ ثرات الافکار ۱۲ اس کتاب یعنی تہنیت نامہ میں یہ صفت بھی ملحوظ ہے کہ اس وقت یعنی ۱۱۴۷ھ تک جس قدر سادات بخورداریہ گزر چکے تھے یا موجود تھے اس میں سب کے نام آگئے ہیں ۱۲۔
شرافت

ضیاء اللہ کے وہاں سکونت گزری ہوئے۔ یہ شہر اس وقت حکومتِ چٹھہ کا مرکز تھا۔
 تمام علاقہ میں جو مسائل مشککہ پیش آتے وہ حضور کے سامنے لائے جاتے۔ آپ
 قوی نویسی قرآن مجید و حدیث و فقہ کے مطابق فیصلہ فرماتے اور فتویٰ نکھتے۔ علم فقہ میں آپ کے
 خصوصی امتیاز حاصل تھا۔

آپ نے شہر رسول نگر میں تدریس بھی جاری رکھی۔ علاقہ کے بہت سارے علماء نے آپ سے
 تدریس علم میں آپ کے شاگرد تھے اور فقہ و حدیث آپ سے پڑھی تھی۔
 آپ نماز باجماعت ادا فرمایا کرتے۔ اور وعظ و تقریر بھی فرماتے۔ آپ کی وعظ و تقریر
 وعظ و تقریر پر تاثیر ہوتی۔ ہر صبح کو وعظ فرمایا کرتے۔ سامعین کو ذوق حاصل ہوتا تھا۔

اعیانِ حکومت کی آپ سے عقیدت
 چودھری غلام محمد چٹھہ کی شہادت ۱۲۰۳ھ میں ہوئی۔
 اس کے بعد سیکھ اس علاقہ پر قابض ہو گئے۔ وہ بھی
 آپ سے عقیدت رکھتے تھے۔ چنانچہ حکومتِ خالصہ کی طرف سے ایک مافی غلہ فصل بھجول آپ کو
 پہنچاتا تھا اور کچھ روزینہ بھی مقرر تھا اور خاندانِ فقیر صاحبان یعنی فقیر سید عزیز الدین اور فقیر سید
 نور الدین اور فقیر سید امام الدین پسرانِ سید غلام محی الدین شاہ نوشاہی برقندازی لاہوری جو
 ہمارا ہر رنجیت سنگھ کے وزراء اور مشیر کار تھے۔ وہ آپ کے معتقدین سے تھے۔

رنجیت سنگھ کا مراسلہ
 ایک مرتبہ آپ کا فصلانہ غلہ ملنے میں کچھ تاخیر ہو گئی تو ہمارا
 رنجیت سنگھ نے اپنے ایک تحصیلدار کے نام یہ مراسلہ
 جاری کیا،

”عزت آثارِ کرم چند بعافیت باشند۔ میاں شاہ نور اللہ نبیرہ حضرت حاجی نوشہ یک مافی
 غلہ فصل بھجول از قدیم روزگار سے یابد۔ و مردم اہل اللہ و درویش ست لہذا لایح میگردہ کہ
 در مقدمہ مشارالیه بوجہ تعرض نکرده مافی غلہ فصل بھجول میدادہ باشند۔ در معاملات این مافی غلہ
 گندم باید وہانید۔ و از مقدمہ فقر اقصور نباید و زبید۔ زیادہ چہ نوشتہ شود۔ چون مقدمہ
 فقر است نیاز مولا و محرم ارتھ نکرده شد۔ مزاحم نباید شد۔“

اس کے علاوہ اور بھی کچھ مراسلات اور دستاویزات ہیں جو حکومتِ خالصہ کی طرف سے

کھی گئیں۔ ان سب کو میں نے آپ کی سوانح عمری الموسومہ بحیثہ نور میں لفظ بہ لفظ درت کیا ہے۔ اور اصل کاغذات بھی میرے کتب خانہ میں محفوظ ہیں۔

ایک مرتبہ آپ نے فقیر سید عزیز الدین رضا وزیر اعظم فقیر عزیز الدین کامر اسلم کے نام ایک رقم بھیجا جو کسی درویش کو ملازمت دوانے کے متعلق سفارش تھی۔ فقیر صاحب نے جواب لکھا:

بخدمت فیض درجت حافظ صاحب والامناقب حضرت حافظ نور اللہ چوہدری سلمہ اللہ تعالیٰ از فقیر خاکسار عزیز الدین رضا بعد از عرض بندگیات و نیاز و شوق زیارات فیض بشارت مشہور ضمیر منیر باد کہ مہربانی نامہ نامی در احسن اوقات و اسعد ساعات عز و درود فرمودہ معزز ساخت۔ ہر قدر کہ مقدور آدم باشد سعی مے نماید۔ لیکن اختیار کئے نیست۔ اگر پیش رفت شد تفاوت نخواہد بود۔ سعادت داین ست۔ زیادہ بندگیات ست۔ عذر کاغذ معاف باید فرمود کہ عالم سفرست!

معمولات

آپ اپنے آبا و اجداد کی طرح اوراد و ظایف قادر یہ نوشتا یہ پر پورے پورے پابند تھے۔ بوقت نصف شب اٹھ کر تہجد ادا فرماتے اور کل طیبہ اور درود ہزارہ کا اور بکثرت کرتے۔ تلاوت قرآن مجید بملاحظہ معانی کیا کرتے۔ آپ نوافل میں سے (۱) صلوٰۃ الاسرار دو رکعت شام کے بعد (۲) صلوٰۃ البہرۃ چار رکعت (۳) صلوٰۃ ایمنی از گور چار رکعت (۴) نوافل بدیہ امین دو رکعت (۵) نوافل بدیہ والدین دو رکعت (۶) نوافل ماہ محرم گیارہویں تاریخ کو دو رکعت پڑھا کرتے۔ دعائے تسخیر تمین مرتبہ اور دعائے حزب البحر ایک بار نماز فجر کے بعد۔ اور ایک بار نماز عصر کے بعد پڑھا کرتے۔ اور تم غوث کبر و ضمیر اور ختم یوسفی اور ختم نقشبندی بھی روزانہ آپ کا معمول تھا۔ ان سب کی تفصیل اور ترکیب میں نے آپ کی سوانح حیات 'حیثہ نور' میں لکھی ہے۔ ناظرین وہاں سے ملاحظہ کریں۔

آپ جب خواب سے بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھا کرتے، الحمد للہ الذی احیانی

بعد ما ماتنی والیہ النشور والحمد لله الذی انسنی بہ و اوحشنی من خلقہ۔

اخلاق و عادات

آپ کے اخلاق و عادات بزرگان متقدمین کے مشابہ تھے۔ نہایت رحم دل اور فیاض، درویشوں سے محبت رکھنے والے، سچائی کو پسند کرنے والے، سخاوت کا پیشہ رکھنے والے تھے۔ اگر کوئی شخص آپ سے سفارش طلب کرتا تو آپ اعیان حکومت سے سفارش کر دیتے۔ چنانچہ ایک آدمی کو فقیر سید عزیز الدین رضا وزیر اعظم کے ہاں سفارش کر کے ملازم کروا دیا۔

صداقت پسندی ایک روز آپ گاؤں سے باہر سیر کو نکلے۔ ایک چوہڑا مردار کا گوشت لیے آگے سے آ رہا تھا اُس نے سلام کیا۔ آپ نے فرمایا تیرا کام تو آج خوب بن گیا۔ اُس نے کہا، یا حضرت! یہ تو میں اپنی عادت کے مطابق لے آیا ہوں۔ لیکن میں بھی حلال اور حرام کو حرام جانتا ہوں۔ گو خود اس کا ارتکاب کیا ہے۔ آپ اس کی سچائی پر خوش ہوئے۔

اشعار خوانی آپ بعض اوقات یہ اشعار پڑھا کرتے:۔

ہر کہ زول دامن پیراں گرفت	مہج بقایزں دہ ویراں گرفت
ناصیہ پیر نہ تنہا ست نور	بلک جہانے ست ز نور حضور
چشمہ نہ سہ نہ تنہا ضیاست	بلک زہیں را نظرش کیماست
من کہ مرا بست بخاطر دروں	نقد معافی ز نہایت بروں
نے ز خود این ملک ابد یافتم	کز نظر منم خود یافتم
شیخ ام قطب حقیقت نظام	خضر و مسیح از دم یحیی العظام

سے بجان دوست کہ منم پر وہ بر شماندرد کہ اعتماد بر الطاف کار ساز کنید

میان عاشق و معشوق فرق بسیارست چو یار ناز نماید شما نیاز کنید
نخست موعظہ پیر صحبت این حرفست کہ از مصاحب تا جنس احترام کنید

صبا بگوشہ آں بام گر ہے گزری اذا لقیتم حبیبی فقل لہ خبری
ترا چہ نفع کہ مارا بھجر می سوزی ولو فرحت بھذا سرضیت فی ضروری

دیو سوتے آدمی شد بہر شہر سوٹے تو ناید کہ از دیوی بتر
چوں شدی درختے دیوی استوار میگیزو از تو دیوے نابکار

بہ بزید خشک نگردد مراد کس حاصل خانے خشک کجا دست را کند رنگیں

خوارق و کرامات

آپ سے اکثر خوارق ظہور پذیر ہوتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ کے بڑے صاحبزادہ سید حافظ الہی بخش صاحب
فرشتوں پر تصرف صحن خانہ میں مسجد کے چوتھے پر بیٹھ کر کتابت کر رہے تھے۔ دل میں

خیال آیا کہ شاید نزع کا عذاب کس طرح ہوتا ہے، آپ پاس موجود تھے۔ مکاشفہ قلبی سے ان کے
ضمیر سے آگاہ ہو کر فرمایا: بیٹا! یہیں بیٹ جاؤ۔ چنانچہ حضور گھر میں تشریف لے گئے۔ بعد میں

صاحبزادہ صاحب کیا دیکھتے ہیں کہ عزرائیل فرشتہ نے ان کے فم معدہ پر انگلی رکھی ہے۔ ان
پرغشی کی حالت طاری ہو گئی۔ آپ دوڑ کر آگئے اور فرمایا: بس کہ صرف نزع کی حالت دکھانا

مقصود تھا۔ چنانچہ فرشتہ چلا گیا اور ان کو مرتبہ حق الیقین حاصل ہو گیا۔

آپ کا مرید حافظ فیض بخش بن دریا م تارڑ اگر وہیہ شاعر تھا۔ آپ نے
کشفِ قلوب اس کو منع فرمایا کہ آئندہ شعر نہ کہنا کیونکہ ان میں مبالغہ ہو جاتا ہے۔

اس نے ترک کر دیا۔ ایک بار لاہور جانے کا افس کو اتفاق ہوا۔ شاہی مسجد کو دیکھا تو دل میں

ایک جذبہ اٹھا۔ اُس کی تعریف میں چند اشعار کہ دیئے۔ جب واپس آیا تو حضور نے فرمایا: میں ان
فیضا تجھ کو منع کیا تھا مگر تُو نہ رہ سکا۔ لاہور پہنچ کر شعر کہی دیئے۔

بارش ہونا آپ نے ایک عرضی زبانِ فارسی خدا تعالیٰ کی درگاہ میں پیش کی۔ اس وقت
ایک مرتبہ ماہِ ساون میں بارش نہ ہوئی۔ امساکِ باران سے مخلوق تنگ ہو گئی۔
اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بارش ہو گئی۔ عرضی یہ ہے۔ آپ کہتے ہیں،

عرضداشت

”ایک سال در بہار ساون و ماہ ساون باران نہا یہ برائے ایس فقیر نور اللہ
بجناب پروردگار عز اسد عرضداشت کرد۔ بندگانِ بیکساں ذرہ آسا بموقفِ عرض اقدس
اعلیٰ حضرت خاتمِ الیل و النهار بر آرزو عرض کس تو بہار مینار میرساند کہ اسے رسانندہ روزی توح
مخلوقات و کائنات ایس ظلوم و جہولان بمبہ جرات جہت سبب عدم تقاطر قطراتِ باران سوائے
غیاث رہنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفر لنا و ترحمنا لنكون من الخسیرین و صدائے
رہنا اغفر لنا ذنوبنا و اسرافنا فی اہونا و ندائے اللہم رہنا انزل علینا ما ندرہ من السماء
تكون لنا عیذاً لا اولنا و اخرنا۔ خمس الاوقات بک ساعتاً بساعتہ (بکلم) من احب شیئنا
اکثر ذکرة (اشتغال دیگر ندارند) مرجوست بر فرمودہ ادعویٰ استجب لکم کہ بایں پرگناہاں
رحمت گردد۔ اسے رب الارباب ہر کس بروز میثاق مدعی اند خصوصاً ملائکہ (کہ در جواب) واذ

قال ربك للملئكة اني جاعل في الارض خليفة فمن اذ عناد اندرونی قالوا اتجعل فيها من یفسد
فيها ویفسد الدماء و نحن نسبح بحمدك و نقدر لك ہم ابلیس لعین را (فرمودی)
ما منعك الا تسجد لمن خلقت بیدی (او) در جواب ناصواب (گفت) انا خیر منه
خلقتی من نار و خلقتہ من طین نیز لا حتسبن ذریئہ الا قلیلاً اسے ارحم الراحمین
و اسے غفور الذنوب المنزہین لطیف ذات و صفات خویش بر تدبیر و مصلحت ایشان بر انسان مطلق
ضعیف ظل نباید نمود۔ بک فضل و افضال خود (باید دید) کہ ایں مسکیناں امیدوار رحمت
اند کہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً یقین کہ باعزاز و نحن اقرب الیہ من جبل الورد
باران لایزال مرحمت شود کہ ان اللہ لا یخلف المیعاد۔ بجز ذات مالک الملک کے خبر

نے گیرد۔ سوائے اس عجز و انکسارچہ نوشتہ آید۔

علیات

آپ عاملِ کامل تھے۔ آپ کے فرمودہ علیات تیرہ ہدف ہوتے تھے۔

اگر کسی شخص کو کوئی مشکل درپیش ہو تو نمازِ فجر کے بعد

حل مشکلات کے واسطے شتر مرتبہ اور نمازِ شام کے بعد شتر مرتبہ یہ دعا پڑھا کرے

ان شاء اللہ وہ مشکل حل ہو جائے گی "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ شَأْنِیْ کُلَّهُ"

جو شخص درِ دوسر بار درِ شقیقہ میں مبتلا ہو عاشورہ کے روز غسل

درِ دوسر کے واسطے کرے اور نئے کپڑے پہنے اور سات مرتبہ پانی کے چھینٹے سر پر

ڈالے اور یہ تسبیح پڑھے۔ ان شاء اللہ درو سے نجات پاوے گا مجرب ہے حسبِ اللہ و

کَفَى سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ دَعَى لَیْسَ وِرَءَ اللّٰهِ صَنْفِیْ مِنْ اَعْتَصَرَ بِجَبَلِ اللّٰهِ نَبِیْ

اس کے علاوہ کئی علیات ہیں جو خوب طوالت نظر انداز کیے گئے ہیں۔ آپ کی سوانحی

صحیفہ نور میں سب درج کیے گئے ہیں۔

تصنیفات

آپ علم ظاہری و باطنی میں تمام اولاد حضرت نوش صاحب سے لاثانی تھے۔

صاحب تصانیف مفیدہ تھے۔ آپ کی تصنیفات سے میرے کتب خانہ میں مندرجہ ذیل کتابیں ہیں،

۱۔ فقہ حنفی کی کتاب ہے آپ نے بترتیب فقہی باب بنا کر ان میں بیان

۱۔ فتاویٰ نوشاہیہ عربی مسائل تحریر کیے ہیں۔ اس میں ایک سو تینتیس فقہ و حدیث کی

کتابوں کے حوالے پاسے جاتے ہیں اور اس میں ایک سو چودہ باب ہیں۔ اس کے تمام ماخذ

اور ابواب کی فہرست میں نے کتاب صحیفہ نور میں لکھ دی ہے۔

اس میں صوفیائے کرام کی اصطلاحات کی تشریح ہے۔ اس

۲۔ مصطلحات الصوفیہ کی کج عبارت تبرکاً لکھی جاتی ہے،

خواجہ محمد یار سا در کتاب تحقیقات تحقیق بعضی اصطلاحات کردہ است کہ این است
 میخانہ و بتکہ و شرابخانہ مراد ازینہا باطن عارف کامل باشد کہ راں باطن شوق و ذوق و معارف الہی بسیار باشد
 وہم وے گفتہ کہ شرابخانہ عالم ملکوت را گویند و میخانہ عالم لاہوت را نامند، و ترس امر در روحانی
 را گویند کہ صفات ذمیرہ نفس امارہ او قبل شدہ باشد و بصفت حمیدہ موصوف بود۔ و ترسا بچہ
 واردات غیبی را گویند کہ بر دل سالک فرود آید۔ و بت تجلی شاہد معنی را گویند کہ بر صفتہ
 ماورائے صفتہ دیگر بر دل سالک ظاہر شود۔ و نیز وہے گفتہ کہ بت مطلوب و مقصود را گویند
 و ذیر و خرابات عالم معنی و باطن عارف کامل باشد وہم وے فرمودہ کہ ذیر عالم انسانی را
 نامند۔ و گبر و کافر کے را گویند کہ در وحدت یکنگ و یکوے شدہ باشد و روئے دل
 از ماسوی اللہ بر تافتہ و بسواذہستی جائے گرفتہ باشد۔ و عے ذوقے را گویند کہ از دل سالک
 بر آید و اورا خوش وقت گرداند۔ و ساغر و پیمانہ چیزے را گویند کہ سالک در وہے مشاہدہ
 انوار غیبی کند و اورا ک معانی نماید۔

۳۔ مکتوبات نور اللہ
 اس میں آپ کے مکاتیب عالیہ جمع کیے گئے ہیں جو حقایق و
 معارف سے پُر ہیں۔ ان میں سے ایک مکتوب، مکتوبات کے
 عنوان کے ماتحت درج کیا جاوے گا۔

۴۔ انشائے نور اللہ
 یہ فن انشا پر دازی کے متعلق ہے۔ اس میں آپ کے رقعائے
 درج ہیں۔ ان میں سے ایک رقعہ رقعات کے عنوان کے
 تحت لکھا جاوے گا۔

۵۔ حقایق نوریہ
 سوانے فناوی نوشاہیہ عربی کے آپ کی دوسری تصانیف سب
 نامکمل صورت میں پر اگندہ اوراق سے دستیاب ہوئی ہیں۔ اس لیے
 ان سب مضامین متفرق کو فقیر سید شرافت عافاہ اللہ نے ایک جگہ جمع کر کے بنام حقایق نوریہ
 موسوم کر دیا ہے تاکہ مستفیدین کو سہولت ہو جاوے۔

مکتوبات

آپ کے مکتوبات کتاب حقایق نوریہ اور صحیفہ نور میں درج کیے گئے ہیں۔ ان

میں سے صرف ایک مکتوب یہاں نقل کیا جاتا ہے جو آپ نے اپنے دونوں فرزندوں سید حافظ الہی بخشؒ و سید خدا بخشؒ کے نام لکھا تھا۔

”مظہر اوصاف مجمع الطواف معدن اشفاق مخزن اعطاف۔ بلک آن دو گل از یک نہال۔ یا دو میوہ از یک درخت۔ یا دو در از یک صدف یا دو ستارہ از یک برج قران السعدین۔ ہمارہ بحفظ الہی از حوادث زمانہ ناہنجار بودہ ہر جا کہ باشند با خدا باشند۔ از داعی بالخیر فقیر نور اللہ نبیرہ فدوۃ الواصلین حضرت نوشہ حاجی گنج بخش قدس اللہ سرہ بعد از دعائے مزید حیات و ترقی درجات مشہود ضمیر مہر تنویر۔ معروضی رائے فیض پرانے۔ آنکہ آدمی متصف بدو وصف بشریت و روحانیت است۔ از بشریت کثافت و کمورت عنصرت کہ آب و خاک و ہوا و آتش مرکب اند۔ دوئم روحانیت کہ لطافت و صفافت بے غبار است اما صحبت ہر دو بیک وجود انسانی متحقق گشت۔ و چون جذبہ از جذبات الہی و موہبت فیض ناقلنا ہی و توجہ عارف کامل و ہادی رہبر بر آن وجود انسانی بر دل و یا بر صورت منور شد آنچہ کمورت بشریت و کثافت عنصرت مذکورہ است مضحل و متنقہ و زائل شد و از قید بیضہ بشریت و از حبس قفس حیوانیت بیرون آمد و آن بسبب صحبت نیک فرہام روحانیت کہ سراسر لطافت و شفافیت است کہ در عین ذات بشریت او بود از اثر صحبت مذکور روحانیت آن کمورت و کثافت عنصری کہ سر اپا مقید بقید مبتلا بود۔ از فیضانیت جذبات الہی و توجہات ناقلنا ہی مرشد کامل و عارف مکمل آن عنصرت کثیف مذکورہ محو و زائل شد و از تاثیر صحبت روحانیت آن کمورت مسطورہ قبیل و متاثر گشت اجساد ناامروا و اخلا ارواح اجساد نا کہ سند قوی قدمائے اولیاست۔ ہموں روح شہباز بلند پرواز (است کہ) بعد جد بشریت صحبت نیک حانیت پر واز فرمودہ و آشیانہ خود کہ عالم ارواح و عالم ملکوت است (ساختہ) کہ وطن اصلی (بدربہا بہتر) از عالم سفلی (است) ہزاراں ہزار شکر و ہزاراں ہزار حمد و ثنائے حق سبحانہ و تعالیٰ نمود کہ مقام خود اصلی علوی شناختہ بدرگاہ بارگاہ سلطان ازلی و بادشاہ عالم یزلی بسعادۃ سردی و طالع بخیر است و نیک متاثر گشت۔ چنانچہ :

گلے خوشبوئے در حمام روزے رسید از دست محبوبے بدستم

بد و گفتم کہ مشکى یا عبیرى
گفتا من گئے ناچیز بوم
جمال ہم نشین در من اثر کرد

چنانچہ شاہد حال بایں تقریب ابیات گلشن راز (اند) کہ فقیر اسند قوی ست ۷

جنابِ قدسِ وحدتِ دیر جان ست
ز روحِ اللہ پیدا گشت این کار
ہم از اللہ در پیش تو جانے ست
اگر گردی بخلص از نفسِ ناسوت
ہر آن کس کو مجرد چون ملک شد
بود مجوسِ طفلِ شیر خوارہ
چو گشت او بالغ و مرد سفر شد
عناصرِ مَرْترا چون اُمِ سفلی ست
از ان گفت ست عیسیٰ گاہِ اسرا
تو ہم جانِ پدرِ سوئے پدر شو
اگر خواہی کہ گردی مرغِ پرواز
بدونان وہ مر این دنیا سے غدار
نسبِ چہ بود مناسب را طلب کن

کہ سیمرغ بقارا آشیان ست
کہ از روحِ القدس آمد پدیدار
کہ از روحِ القدس دروے نشانے ست
در آئی در جنابِ قدس لاجوت
چو روحِ اللہ بر چارم فلک شد
بنزد مادر اندر گکا ہوارہ
اگر مرد ست ہماہو پدر شد
تو فرزندی پدر آبانے علوی ست
کہ آہنگِ پدر دارم بسببِ لا
بدر رفتند ہماہو پدر شو
جہانے جیفہ پیش کورس انداز
کہ جز سگ را نشانے داد مردار
بحق رُو آور و ترکِ نسب کن

و ہم باید دانست کہ صحبتِ نیک تا مقدور از دست نباید داد کہ صحبتِ نیک بہ از کار نیک
و صحبتِ بد بہ از مار بدست و اگر این صحبتِ نیک میسر نیاید زاویہ تنہائی غنیمت بشمرد و خدمتِ
بندگانِ خدا محتاج و گرفتار بہتر از ہزار عبادت (است)۔

۷ کعبہ ظاہر بنا مردانِ خود ہیں واگذار
۷ آنکہ خاک را بنظرِ کیمیا کنند
۷ آہن کہ بپارس آشنا شد
در پئے تعمیر دلہا شو کہ چچ اکبر ست
سگ را ولی کند گس را ہما کنند
فی الحال بصورتِ طلا شد

رباعی شاہی طلبی بروگدائے ہمہ باشش بیگانہ ز خویش آشنائے ہمہ باشش
 خرابی کہ ترا تاج بر سر گیرند خاک ہمہ باشش خاکپائے ہمہ باشش
 چون مراتب اولیاء رحمت شدند اعتقاد ہموں مراتب عیش و چنانچہ سلطان ابراہیم اوہم قدس ستہ
 بخدمت شقیق بلخی قدس سرہ برائے حل عقدہ باطن مشرف شدند۔ حضرت شقیق بلخی از حضرت ابراہیم
 رسید چگونہ اوقات معاش میگزود در جواب ابراہیم فرمود اگر خدا تعالیٰ میدہد شکر میکنم و اگر نیدہد صبر میکنم
 شقیق بلخی فرمود ہمیں عادت سگان خراسان ست باز ابراہیم اوہم عرض کرد معاشش آن صاحب چگونہ
 است۔ شقیق بلخی فرمود اگر میدہد ایشا در راه حق میدہم و اگر نیدہد شکر میکنم۔ حاصل آنکہ ہر چہ جو وصلہ
 مردم ست ہر آن مراتب ست قیمة المرہمتہ یعنی ہمائے مرد بموجب ہمت اوست۔

رقعات

آپ کا ایک رقم یہاں درج کیا جاتا ہے۔

رقعہ فیض بخش مہربان فیض رسان میر جو سلامت۔ باستماع مژدہ جان پرور روان آسا
 و انبساط بخش جان افزا کہ خدائی اقبال مند اقبال آثار عبد الستار کہ بفرخندگی
 و فرخالی در ساعت نیک سر انجام نخبہ ذجام یافت چندان شادی و شادمانی پر امون
 دل دوستان گردید کہ در احاطہ تحریر و تقریر گنجایش پذیر نتواند شد۔ حق تعالیٰ آن نخبہ بین
 سعیدین را در بروج جمعیت ابد الہدیر مقرران عیش و عشرت دار او بجمت النون والصاد۔
 آپ کے ہاتھ مبارک کی متفرق تحریرات میرے کتب خانہ میں موجود ہیں۔ چنانچہ
 دستخط فتاویٰ نوٹا بیہ عربی، سفینۃ الاولیاء فارسی، دعائے حزب البحر، فالنامہ قرآن مجید
 بعض کتب بات شریف۔ ان میں سے کتاب سفینۃ الاولیاء کے غاتمہ سے آپ کا دستخط یہاں
 نقل کیا جاتا ہے:

”الحمد لله حمداً كثيراً دائماً نسخاً این کتاب سفینۃ الاولیاء تاریخ بست یکم

شہر ذیقعدہ ۱۱۹۲ ہجرت النبوی الامی وقت اول پیشین روز جمعہ در قعبہ رسول مگر حصنہ اللہ تعالیٰ
 عن شر النوائب از دست خط فقیر حقیر نور اللہ فیہ قدوة الواصلین و عداۃ العارین حضرت

نوشر حاجی گنج بخش قادری قدس رہا اگرچہ خط فقیر کو جبل و نازیب (است) اما بواسطہ
 شوق مافوق از نسخہ میاں صاحب فنیت و کمالات و سنگاہ میاں محمد اشرف جو سلمہ اللہ
 تعالیٰ نوشتہ شد۔ تمام تمام تمام شد و متبادلہ ہم نموده شد۔ اگر سہو و خطا شدہ باشد از
 ترکیب انسانی ست کہ الانسان مرکب من السہو والنسیان۔ الہی بمرمت اذکار اولیا
 جمعیت بر قال واستعداد بر حال بخشہ

مقالات

آپ کا ایک مقالہ متعلقہ نکتہ توجیہ یہاں درج کیا جاتا ہے۔

مقالہ رباعی دیوان حافظ

”بلبل ز شاخ سرو بگلبانگ پہلوی میخواند دوش در سب مقامات معنوی

یعنی بیا کہ آتش موسی نمود رخ تا از درخت نکتہ توجیہ بشنوی

بلبل عبارت از عاشق صادق و عارف و اصل کامل فہمی کہ از قید بشریت عنصرت و بیغیہ ظلمت مفت

سفل چون باز پرواز (کرده) بر آشیانہ خود کہ مرتبہ روحانیت و ملکوتیت ست (برسد) شاخ سرو

مقام معنوی و وطن اصل و بجائے قرب القرب عارف و اصل ست حسب قول عارفان اجسادنا

اسرو احنا اسرو احنا اجسادنا۔ گلبانگ در اصطلاح عقلا خبر خوش و مرزوقہ نوید کہ ب مردم میدہند

مثلاً بادشاہ عادل بر تخت نشستہ و ب مردم عدل و رعایت سازد گلبانگ ست ہم چنین عاشق

صادق (چون مرتبہ روحانیت برسد نکات توجیہ بیان میکند چنانچہ ازین کلام مفہوم مے شود)

۵

بلبل ز شاخ سرو بگلبانگ پہلوی میخواند دوش در سب مقامات معنوی

یعنی بیا کہ آتش موسی نمود رخ تا از درخت نکتہ توجیہ بشنوی

و ہم صاحب گلشن راز در گلشن راز میفرماید۔

بیا در وادی ایمن کہ ناگاہ درختے گویدت ای آت اللہ

روا شد چون انا اللہ از درختے چرا نبود روا از نیک بختے

چنانچہ درسیہ پارہ ہفتم در سورہ قصص در قرآن شریف بیان نکتہ توحید است فلما اتھا نودی من
شاطی الواد الایمن فی البقعة المبارکة من الشجرة ان یموسی ائی انا اللہ رب
العلمین وادی ایمن کہ حضرت موسیٰ را با باری تعالیٰ کلام شد و مجرہ عصا اژدہا شدہ - و از
درخت اخضر آواز ائی انا اللہ شدہ!

ملفوظات

آپ کا کلام معرفت میں عالی تھا۔ آپ کے ارشادات عالیہ علمی حقایق سے لبریز
ہوتے تھے۔ میں نے کتاب صحیفہ نور میں تفصیل سے لکھے ہیں۔ چند ایک ارشادات یہاں
لکھے جاتے ہیں۔

فرمایا: خدا تعالیٰ کو ہر لحاظ سے یکتا بنانا توحید ہے۔

فرمایا: محمود اور وسیلہ دو گنبدوں کے نام ہیں جو تمام پیغمبروں کے گنبدوں سے

بلند ہیں اور وہ خاص حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ و مقام ہے۔

فرمایا: اسم جامع کے اعداد ایک سو چودہ ہیں۔ یہ قرآن مجید کی ایک سو چودہ

سورتوں کی طرف اشارہ ہے۔ مطلب یہ کہ قرآن کریم جامع کتاب ہے۔

فرمایا: مفردان ایک اویا اللہ کی جماعت ہیں جو دائرہ قطب سے خارج ہیں۔ حضرت

خضر علیہ السلام انہیں میں سے ہیں۔ اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی بعثت سے پہلے مفردان

میں سے تھے۔

فرمایا: نیک لوگوں کی صحبت نیک کام کرنے سے بہتر ہوتی ہے۔

فرمایا: خرقہ دو قسم ہے۔ اول خرقہ ارادت۔ یہ سوائے ایک شیخ کے کسی سے لینا

جائز نہیں۔ دوم خرقہ تبرک۔ وہ بہت سارے مشایخ سے برکت حاصل کرنے کے لیے لینا جائز ہے۔

فرمایا: صحو، اصطلاح فقر میں ہوشیاری کو کہتے ہیں۔ یہ لشکر کے مقابلہ پر ہے۔

فرمایا: خواجہ عبدالخالق غجدوانی نے تصوف کی یہ اصطلاحات قائم کی ہیں۔ ہوش

در دم۔ نظر بر قدم۔ سفر در وطن۔ خلوت در انجمن۔

فرمایا: حضرت غوث الاعظم کا عشق و محبت سالک کو کمال تک پہنچا دیتا ہے۔
 فرمایا: علم وہ ہے جو عمل تک پہنچائے۔ اور یقین وہ ہے جو تجھ پر پورا پورا قبضہ کرے۔
 فرمایا: دنیا دریا ہے اور اس کا کنارہ آخرت ہے۔ اور اس کی کشتی پر ہینرگاری ہے
 اور تمام لوگ اس کے مسافر ہیں۔

فرمایا: فقر کی حقیقت یہ ہے کہ دنیا اور آخرت سے بالکل قطع کرے۔ اور خداوند تعالیٰ
 کے ساتھ مستغنی ہو جاوے۔

فرمایا: عارف وہ ہے جس کو کسی نیک عمل سے عُجب پیدا نہ ہو۔

فرمایا: تصوف یہ ہے "آنچہ در سرداری بنی۔ آنچہ در کف داری بدی۔ و از آنچہ
 بر تو آید بھی۔ یعنی جو کچھ تمہارے خیال میں ہے اس کو چھوڑ دے۔ اور جو کچھ تمہارے پاس ہے
 اس کو دے دے۔ اور جو کچھ تم پر آوے اس کو برداشت کرے۔

فرمایا: حدیث شریفین میں آتا ہے کہ قیامت کے روز جب کوئی بندہ اپنی بد اعمالی کی
 وجہ سے ناامید ہو جاوے گا تو خدا تعالیٰ فرماوے گا: اے میرے بندے! کیا تم فلان عالم یا
 فلان عارف کو فلان محلہ میں پہچانتے ہو؟ بندہ کہے گا: پہچانتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماوے گا: جاؤ
 تم کو میں نے اُس کے طفیل بخش دیا۔

فرمایا: شہید علی اس کو کہتے ہیں جس کو شہید کہا جائے، یا سانپ کاٹنے سے مرے،
 یا سفر میں مر جاوے، یا دریا میں ذوق ہو جاوے۔ اور شہید حقیقی اس کو کہتے ہیں جو خدا کی
 راہ میں تلوار سے قتل ہو۔

ازواج و اولاد

آپ کی دو اہلیہ تھیں،

اول - حضرت سیدہ قادریہ بانو بنت سید ابوسعید مہرناض بن زید بن ابیہرہ۔ یہ آپ کے حقیقی چچا
 کی بیٹی تھیں۔ ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

دوم - حضرت خان بی بی۔ یہ موضع بھڑی چیمہ ضلع گوجرانوالہ کے ایک صاحب علم و انداز

سے تھیں۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں (۱) حضرت سید حافظ الہی بخش مظہر حقؒ۔
ان کا ذکر آگے آتا ہے۔ (۲) حضرت سید خدا بخشؒ۔ ان کا ذکر طبقہ دوم کے چھٹے باب میں آنے گا
ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بیٹیوں کے نام یہ ہیں:

- ۱۔ سیدہ بخت بھریؒ، منکوہ سید عبد اللہ بن سید خیر اللہ بر خور داریؒ ساکن پانڈوک ضلع
گوجرانوالہ۔
- ۲۔ سیدہ نور بھریؒ، منکوہ سید حبیب اللہ بن سید خدا بخش بر خور داریؒ ساکن
ساہن پال شریف۔
- ۳۔ سیدہ صلاح بی بی، منکوہ سید فتح محمد بن سید ضیاء اللہ بر خور داریؒ
ساکن رسولنگر ضلع گوجرانوالہ۔

یارانِ طریقت

- آپ نے اپنے والد بزرگوار کے بعد چھپن سال تک مسندِ خلافت کو زینت بخشی، اور
بے شمار مخلوق کو اپنے فیض سے نوازا۔ چند خواص اجاب کے نام یہ ہیں:
- ۱۔ حضرت سید حافظ الہی بخش مظہر حقؒ فرزند اکبر آنجنابؒ ساہن پال شریف
 - ۲۔ سید خدا بخشؒ فرزند اصغر آنجنابؒ ساہن پال شریف
 - ۳۔ سید حافظ قل احمد بن سید حافظ الہی بخشؒ غیرہ آنجنابؒ ساہن پال شریف
 - ۴۔ مولانا سید غلام قادر بن سید عبد اللہ بر خور داریؒ نواسہ آنجنابؒ
 - ۵۔ چوہدری غازی خاں بن محمد یار تارڑ۔
 - ۶۔ مولانا حکیم شیخ احمد فاروقیؒ رسولنگر
 - ۷۔ کویم داد بن اکرم تارڑ اگر وہ
 - ۸۔ حکم بن مراد بخش تارڑ اگر وہ
 - ۹۔ قطب بن مراد بخش تارڑ اگر وہ
 - ۱۰۔ نور احمد بن ولاد تارڑ اگر وہ
 - ۱۱۔ خدایار بن باقر تارڑ
 - ۱۲۔ بیل بن ساعل تارڑ
 - ۱۳۔ پر بخش بن وریام تارڑ
 - ۱۴۔ کرم بخش بن وریام تارڑ
 - ۱۵۔ حافظ فیض بخش بن وریام تارڑ
 - ۱۶۔ قطب بن شمس تارڑ

۱۸۔ براجم بن شمس تارڑ	اگر وہ	۱۷۔ غلام بن شمس تارڑ	اگر وہ
۲۰۔ محکم بن شمس تارڑ	"	۱۹۔ عطر بن شمس تارڑ	"
۲۲۔ ستار بن شمس تارڑ	"	۲۱۔ شمس بن شمس تارڑ	"
۲۴۔ گوہر بن شمس تارڑ	"	۲۳۔ الہدین بن شمس تارڑ	"
۲۶۔ امیر بن اختیار تارڑ	"	۲۵۔ نور بن اختیار تارڑ	"
۲۸۔ مستو	"	۲۷۔ زبان بن محمد تارڑ	"
۳۰۔ محرم	"	۲۹۔ اللہ دتہ	"
		۳۱۔ شیخ ہدایت	"

مدحیات

آپ کی مدح شریف میں میرے والد بزرگوار حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ نر شاہی دام برکاتہ نے کئی نظمیں لکھی ہیں جو میں نے آپ کی سوانح عمری صحیفہ نور میں سب درج کی ہیں۔ یہاں طوالت کے خوف سے نہیں لکھیں۔ اپنے چند اشعار یہاں لکھے جاتے ہیں:

امام زماں شاہ نور اللہ است	کہ از راز ہائے خدا آگ است
زہے ذاتِ والائے نور اللہ شاہ	بدینا و دین خلق را قبد گاہ
جنابش جنابِ غریب النواز	سگ آتانش ز شیراں فراز
بزد و بطاعات مثلش نبود	رہ ملک عرفاں بدنی نمود
زمعقول و منقول آگاہ بود	بفضلائے دوراں شہنشاہ بود
بمنصب قضا جلوہ افروز شد	ز نورش شب تیرہ نوروز شد
ز بعد پر گشت مسند نشین	جہاں گشت از بے ہدایت گزین

تاریخ وفات

حضرت مولانا سید حافظ نور اللہ کی وفات بقول صاحب الروضۃ الزکیہ بروز جمعہ

چھٹی صفر ۱۲۲۹ھ میں ہوئی۔

تقویم ہجری و عیسوی کے مطابق ۲۸ جنوری ۱۸۱۴ء - ۱۵ مارچ ۱۸۱۴ء تک - آپ کا
مزار شریف بمقام سہ ماہن پال شریف، گورستان نوشاہیہ میں اپنے والد بزرگوار کے پاس مغربی
جانب ہے۔

قطعہ تاریخ

از امام الاولیاء حضرت مولانا سیدہ حافظہ قلی احمد پاکذات

نوشاہ ثانی نمبرہ آنجناب

آفتاب یقین و شمس الدین در سعادت چو سعد بود سعید
چوں ز شرق فنا بغرب بقا رفت تاریخ اوست شیخ شہید
۱۲۲۹

دیگر از شرافت

آن حافظ پاک نور اللہ جا کرد چو در سرائے و باب
تاریخ وفات از شرافت گو اہل یقین شیخ اقطاب
۱۲۲۹

مادہ ہائے تاریخ

- ۱۔ فرشتہ کو پریدہ ۱۲۲۹
- ۲۔ فخر عالم و عالیان ۱۲۲۹
- ۳۔ حسن ذاتی ۱۲۲۹

لے حدیث سیدہ حافظہ نور اللہ علیہ الرحمۃ پاکذات ذکر اسی جلد کے بلقہ دوم میں لکھا جائے گا ۱۲ شرافت

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید

حافظ الہی بخش

منظر حق نوشاہی قدس سرہ العزیز

در مناقب ذات پاکِ شاہ الہی بخش پیر
راز داریِ لی مع اللہ سرگودہ عارفان

قدوہ اہل صفا حضرت الہی بخش پیر
شاہبازِ اوجِ وحدت افسرِ ملکِ سخا
سائر میدانِ تجرید و موحد با کمال
غنچہ گلزارِ جنت ساقی جامِ طور
نہست از جوہرِ عادت بیخِ غم در دو جہاں
زبدۂ اقطابِ دورانِ عارفِ روشنفیر
وارثِ تختِ ولایتِ اخترِ بُرجِ منیر
جامعِ علم و فضائلِ صاحبِ تاج و سریر
ہنمائے و اصلاں گنجینہ فیضِ کبیر
بر شرافتِ ہست چوں آلِ سایہ ابرِ مطیر

آپ جانبازمیدانِ محبت، شہسوارِ عرصہ وحدت، قبلہ و کعبہ دارین، شہید
اوصافِ جمیلہ رسولِ الثقلین، ذاکر لالہ الہ اللہ، عاشقِ محمد رسول اللہ، مشہورِ آفاق
منلوہِ خلاق، سرتاجِ ساداتِ علویہ، سر حلقہ اہل بیتِ نبویہ، عالمِ صوری و محققِ معنوی تھے۔ آپ
حضرت مولانا سید عافظ نور اللہ فرشتہ صفات ابن سید عافظ محمد حیات ربانی نوشاہی برخوردار
علیہ الرحمۃ کے فرزند اکبر اہم مدبر و خلیفہ اعظم تھے۔

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت خان بی بی تھا جو موضع بھڑی چٹھہ کے ایک صاحبِ علم
فصل خاندان سے تھیں۔

نام و لقب آپ کا نام مبارک الہی بخش، کنیت ابو الفیض، القاب منظر حق، حضرت علی
حکیم صاحب تھے۔

تاریخِ ولادت آپ کی پیدائش ۱۱۸۲ھ مطابق ۱۷۶۸ء موافق ۱۸۳۳ء میں ہوا

ساہن پال شریف ہوئی۔

آپ نے تربیت اپنے والد بزرگوار اور چچا صاحب حضرت سید ضیاء اللہ شاہ
تربیت و تعلیم کے آغوش مبارک میں پائی۔ ظاہری تعلیم بھی اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔
قرآن مجید حفظ کیا۔ علم فقہ و حدیث و طب و تصوف و ادب کو کمال تک پہنچایا۔ حکمت میں جالینوس
وقت و ارسطو نے زمان سمجھے جانے لگے۔ فن کتابت نسخ و نستعلیق دونوں سیکھے۔ دعوتِ اسما اور
علیات میں بھی خاصی مہارت پائی۔

آپ نے کمالات ظاہری کے حصول کے بعد اپنے پدر عالی قدر شیخ الاسلام
بیعت و خلافت حضرت مولانا سید حافظ نور اللہ شاہ فرشتہ صفات مفتی رسولنگر کے ہاتھ
مبارک پر بیعت طریقت کی اور ان کی توجہ سے فائز المرام ہو کر خرد خلافت و ارشاد حاصل کیا۔
اس کے بعد حضرت سید فتح الدین بن سید محمد عظیم بر خور داری کے فیض صحبت سے بھی
مستفیض ہوئے۔

آپ ایک مرتبہ قصبہ نظام آباد میں تشریف لے گئے۔
میاں غلام مرتضیٰ سے ملاقات وہاں اُس وقت میاں غلام مرتضیٰ فقیر نوشاہی پھیاری
صاحب جذبہ بزرگ تھے۔ جس پر نگاہ ڈالتے وہ محمود ہوش ہو جاتا۔ آپ بھی ان کے حلقہ میں بیٹھے
مگر آپ پر کچھ اثر نہ ہوا۔ میاں صاحب نے ہر چند کوشش کی مگر آپ برقرار رہے انہوں نے
بظہرِ باطن دیکھا تو آپ کے قدموں پر گر پڑے کہ میں تو آپ کو اجنبی سمجھ کر توجہ ڈالتا تھا مگر آپ تو
صاحبِ خانہ ہیں یعنی حضرت نوشہ صاحب کی اولاد ہیں اور میں آپ کے دروازہ کا غلام ہوں
آپ کے فرزند اصغر حضرت سید پیر کھن شاہ
بزرگوں کی روحانیت سے مستفیض ہونا لاہوری سے منقول ہے کہ ایک بار آپ
ریاست کپورتھلہ میں سفر کو تشریف لے گئے تو ٹونڈی چوہدریاں میں حضرت شاہ شریف قادری
نوشاہی کی روحانیت سے فیض یاب ہوئے جو حضرت پھیاری صاحب نوشہروی کے خلیفہ تھے۔
آپ کو خصوصی طور پر حضرت سخی شاہ سلیمان نوری قادری سے نسبت باطنی قائم تھی۔ ان
مزار پر حاضر ہو کر ان سے فیضانِ باطنی اخذ کیا۔ اور ظاہری باطنی کمالات حاصل ہوئے۔

حضرت نوشہ صاحب کا سہ بارہ ظہور آپ کے زمانہ خلافت و سجادگی میں دیرپائے
 چناب کے سیلاب کی وجہ سے ۱۲۳۴ھ میں
 درگاہ حضرت نوشہ صاحب کو خطرہ لاحق ہوا تو آپ نے بروز دو شنبہ ۱۸ شوال مطابق ۸ جولائی
 ۱۸۲۴ء ۲۵ ہاڑ سمٹ ب کو بہراہی افراد خاندان حضرت نوشہ صاحب کا تابوت مبارک فجر کے
 وقت قبر سے نکالا۔ دوپہر تک لوگ زیارت سے مشرف ہوئے۔ پھر موضع ساہنیا نوالہ کے رقبہ
 میں مشرقی سرحد پر دفن کیا گیا اور حضور کی اولاد کے دوسرے حضرات کے مزارات بھی وہیں منتقل
 کیے گئے۔

آبادی ساہن پال شریف متقول ہے کہ جب موضع ساہن پال شریف کی بنیاد
 تیسری جگہ رکھی گئی تو سردار مہاں سنگھ مان جاگیر دار
 مزاحم ہوا۔ اس واسطے باشندگان دیہہ منتشر ہو گئے اور آبادی دیہہ کا مقدمہ عدالت لاہور میں
 پیش ہوا۔ تا انصاف مقدمہ آپ ساہنیا نوالہ میں سکونت گزیر رہے۔ آخر لاہور سے حکم صادر ہوا
 کہ تنازعہ فیہ جگہ سے دو سو کرم جنوب کی طرف گاؤں آباد کیا جاوے۔ چنانچہ ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۸۳۰ء
 موافق ۱۸۸۷ء میں ساہن پال شریف تیسری جگہ آباد ہوا۔ آپ نے بھی اپنے مکانات یہیں
 تعمیر کیے۔

معمولات

آپ عبادت و ریاضت میں شان بلند رکھتے تھے۔ نماز پنجگانہ و اشغال قادری نوشاہی
 کے پورے پابند تھے۔ شریعت کی پابندی کا خاص لحاظ رکھتے۔

آپ سفر ہو یا حضر، ہمیشہ بوقت نصف شب اٹھ کر نوافل تسبیح
 و طایف شبانہ روز ادا فرماتے اور صبح تک کل طیبہ اور درود شریف ہزارہ اور استغفار
 وغیرہ اذکار لسانی میں مصروف رہتے۔ نماز فجر کے بعد مراقبہ کرتے اور یہ بار یہ درود شریف بھی پڑھتے؛

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی حَالِ

مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِیْنَ

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ بَعْدَ صَلِّ ذَرَّةَ

مائة الف مرة في كل الف الف مرة.

اس کے بعد نوافل اشراق ادا فرما کر قرآن مجید کی تلاوت فرماتے۔ اس کے بعد دلائل الخیرات اور درود شریف بکثرت پڑھیں اور اورادِ فتحیہ کی منزل کرتے۔ نوافل صحیحے ادا کر کے وظایف سے فارغ ہوتے۔

دن میں تدریس بھی کرتے۔ کتابت کا کام بھی کرتے۔ خصوصاً خط نسخ میں آپ کو خاصی مهارت تھی۔ نماز ظہر پڑھ کر مطالعہ کتب تصوف و فقہ میں مشغول ہوتے۔ نماز عصر کے بعد استغفار پڑھتے اور خاموش رہتے۔ غروب آفتاب تک کسی سے کلام نہ کرتے۔

نماز مغرب کے بعد چار رکعت نفل اس طریقہ پر پڑھتے۔ ہر رکعت میں فاتحہ نوافل چارگانہ کے بعد قل اللہم مالک الملک.... بغیر حساب پندرہ مرتبہ، سورہ الکوثر پندرہ مرتبہ، سورہ الکفرون پندرہ مرتبہ، سورہ اخلاص پندرہ مرتبہ پڑھتے، سلام کے بعد

۱۔ لا الہ الا انت سبحانک اے کنت من الظالمین دس بار

۲۔ حبنا اللہ ونعم الوکیل دس بار

۳۔ رب انی متنی الضر وانت ارحم الراحمین دس بار

۴۔ وا فوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد دس بار

۵۔ یا من ذکرہ الشریف الذاکرین یا من عطیائہ نجات المتین ویا من

سرافتہ ملجاء للعالمین یا من لا یخفی علیہ بناء محاجین۔ ایک بار پڑھتے۔

اخلاق و عادات

آپ نہایت متین مدبر فرماتے تھے۔ اوصافِ حمید سے موصوف شریعت نبوی کے پابند، عاجزوں پر رحم کرنے والے، سرکشوں پر سختی کرنے والے، بیماروں کا علاج، ہمدردی سے کرنے والے تھے۔ ہر کسی کے ساتھ اس کے حوصلہ کے مطابق کلام فرماتے۔ آپ طبیبِ کامل، عالمِ فاضل، عارفِ واصل، ولی اللہ تھے۔

آپ ابتدائی زمانہ میں چند سے اپنے والد صاحب کی معیت میں
ساداتِ برخورداریہ پر احسان قصبہ سوگنگر میں رہتے۔ اُس دوران میں ساداتِ ہاشمیہ نے
 جہر و تشدد کے ازراہ نا انصافی درگاہ شریف حضرت نوشہ صاحب پر خود مختارانہ قبضہ کر لیا اور ساداتِ
 برخورداریہ کو درگاہ شریف کے نذر نیاز سے جواب دے دیا۔ آپ کو پتہ چلا تو بعد اپنے ہم جدی برادرین
 موقع پر پہنچ کر درگاہ شریف پر قبضہ کیا اور ساداتِ ہاشمیہ کو بھگا دیا۔ اُس کے بعد اپنے قبیلہ کی
 مدد کے واسطے ساہن پال تشریف لے آئے۔

آپ بڑے بہادر و شجاع و طاقتور تھے۔ ایک مرتبہ دو شخص چوری کے واسطے آپ کے
شجاعت مکان پر چڑھ آئے۔ آپ کو پتہ چلا تو وہ چھٹ سے گھوڑ کر بھاگ گئے۔ آپ نے دوڑ کر
 دونوں کو پکڑ لیا اور گردن سے پکڑ کر دونوں کے سروں کی ٹکریں لگوائیں۔ آخر انہوں نے عاجز آ کر
 معافی مانگی۔

آپ خود بھی شب بیدار تھے اور اپنی اولاد کو بھی اس کی تاکید کرتے۔ اپنے
شب بیداری چھوٹے بچوں کو جب کہ وہ چار پانچ سالہ تھے سرگھی کے وقت بیدار کر دیتے
 وہ روتے، چیختے۔ ان کی والدہ عرض کرتیں کہ ان کو آرام کرنے دو۔ آپ فرماتے: بیوی! ان کو
 بچپن میں بیدار ہونے کی عادت پڑ جاوے تو بہتر ہے۔ ساری عمر ان کو کام آوے گی۔ چنانچہ
 ایسا ہی ہوا۔

اشعارِ خوانی آپ گاہ بگاہ یہ اشعار پڑھا کرتے رہے

روز با باید کہ تا یک مشتِ شیم از پشتِ پیش	زاہدے را خرقہ گردو یا حمارے را رسن
ہفتہ با باید کہ تا یک پنہ دانہ ز آب و گل	عابدے را حلقہ گردو یا شہیدے را کفن
ماہ با باید کہ تا یک قطرہ آب اندر رسم	صفدے خیزد بمیدان یا عروس اندر چمن
سالہا با باید کہ تا یک سنگِ اصلی ز آفتاب	لعل گردو در بدخشاں یا عقیق اندر یمن
قرنہا با باید کہ تا از فضل حق پیدا شود	بازید اندر خراساں یا اویس اندر قرن
عمر با باید کہ تا یک گودکِ طبعِ لطیف	عالم دانا بود یا شاعر شیریں سخن
دور با باید کہ تا گردون گرداں در شبے	عاشقے را وصل بخشد یا غریبے را وطن

مبارک ساعتے کاں شدہ بشہر ما کند منسندل زو صلش سر فر از دجاں با قبالش بنا زودل
چ حاجت اختیار ساعت سدا زبائے او ک ساعت راسعادتہا شود از مقدمش حاصل

پیاد وادیِ امین کہ ناگاہ درختے گویدت ائی انا اللہ
روا شد چون انا اللہ از درختے چا نبود روا از نیک بنختے

آں را کہ نہ در شرع محمد راہ است گر پا بسہر چرخ نہد گراہ است
فرزند نبی اگر نیست براہ نبی چون آیت فسوخ کلام اللہ است

صورت اللہ پنج انگشت تو پس خدا را ہیں خدا در مشیت تو

نسبت نیکیاں طلب یاد پتے ایساں مرد غرق دریا نیل شد فرعون موسے پیشوا

بسیار دیدہ ام کہ یکے را دو کرد تیغ شمشیر عشق ہیں کہ دو تن را یکے کند

انچہ ما کریم با خود ہیچ نا بیانا نکرد در میان خانہ گم کریم صاحب خانہ را

ز زہد خشک نگرود مراد کس حاصل خانے خشک کجا دست را کند بگین

آپ کا قد دراز، اور جسم بھاری تھا۔ بڑے طاقت ور تھے۔ چہرہ پر
علیہ و لباس رعب و جلال کے آثار نمایاں، خوب صورت، وجہ، شہزور، شہسوار تھے۔
لباس سادہ سفید ویسی کھدر کا ہوتا۔ دستار سبز رنگ پہنتے۔

عطیات

آپ کا حکومت خالصہ کی طرف سے کچھ روزہ زمین مقرر تھا۔ اس کی تحریریں مزین ہوا ہیر

وزرائے اعظم میرے کتب خانہ میں موجود ہیں۔ کچھ اور لوگوں کی طرف سے بھی آپ کو عطیات ملے تھے۔
نسب تحریرات کو میں نے آپ کی سوانح حیات الموسوم بہ کلید بخشش میں درج کیا ہے۔ یہاں
صرف دو عطیات کی تحریریں نقل کی جاتی ہیں۔

۱۔ آپ کے مرید پہلے خاں ساکن چہار یاری ضلع گوجرانوالہ نے نذرانہ میں ایک جوگ
کاشتکاری کی آمدن آپ کو دے دی تھی۔ اس کی تحریر یہ ہے :

”منکہ پہلے خاں سپرمائی مرماں مسلمان چہار یاری ام۔ ویریں ولا معاملہ کشتکاریک جوگ
سابق برداشتہ ازاں میان صاحب شاہ الہی بخش پرفضیلت پناہ میاں شاہ نور اللہ جو برائے
عند اللہ و نیاز حضرت رسول اللہ معاف و مرفوع القلم نمودہ شد کہ مال حاصل آں را فصل
بفصل صرف مایحتاج خود نمودہ بدعائے از دیاد دولت و ترقی مراتب این جانب در درگاہ اوسمانہ
و تعالیٰ خمس الاوقات بحضور روضہ مبارک حضرت نوشہ صاحب گنج بخش قدس اللہ سرہ العزیز
اشتغال مواظبت نمودہ باشند۔ انشاء اللہ تعالیٰ تاحین عمل و خل خود این جانب و کتے دیگر از
متعلقان این جانب بعلت محصول وغیرہ مزاحم احوال میاں صاحب موصوفت نخواہ شد۔ و
از ارتکاب رسوم کاریگار و ابواب تکلیف شعار بجاشس راہ نخواہ یافت۔ بنا بر این چہند
حروف بطریق نیاز نامہ نوشتہ دادہ شد کہ ثانی الحال سند مقرر ی باشد۔ تحریر بتاریخ ششم
ماہ ذی الحجہ ۱۲۱۶ھ مطابق تاریخ نهم ماہ چیت سہم ۱۸۶۱ء“

۲۔ ایک شخص نے ایک قطعہ زمین آپ کو نذر کیا اور یہ تحریر لکھ دی :

”اقرار آنکہ ویریں و لازمین سیراب افتادہ واقعہ رقبہ موضع سہنپال در وجود مدعا شس
برائے خدا و رسول خدا بمیاں صاحب شاہ الہی بخش سپرمیاں صاحب میاں شاہ نور اللہ جو
غیرہ حضرت نوشہ صاحب چو تا عمل دخل خود معاف و مرفوع القلم نمودہ ام۔ باید کہ حاصلات
کاشت آنجا را فصل بفصل در تصرف خود آوردہ بدعائے خیر مال و اطفال و فرزندان این جانب
اشتغال دارند۔“

نگویم کہ این قطعہ بخشیدہ ام
خدا دادہ است تا بہ بخشیدہ ام

مکرر آنکھ آنچہ ابواب و آنچہ نذر نذرانہ طبعہ است نیاز زمین سیراب مذکور معاف کردہ شد۔

خوارق و کرامات

آپ سے خوارق عادات کثرت سے ظاہر ہوتے تھے۔ میں نے آپ کی کرامات کا مفصل تذکرہ آپ کی سوانح حیات کلمہ بخشش میں کیا ہے۔ یہاں چند کرامات درج کی جاتی ہیں؛ ایک مرتبہ آپ شادی وال گئے۔ صاحب خانہ کی عورت قریب الموت ایک بیمار کا شفا پانا تھی۔ نزع کی حالت اس پر طاری تھی۔ سورہ یس اس کے پاس تلاوت کر رہے تھے۔ اُس کا شوہر آپ کی خدمت میں زار زار رونے لگا کہ میرا گھر ویران ہو رہا ہے۔ آپ کو اس کی حالت پر رحم آیا۔ فرمایا، کوئی غم نہ کر، اس کی عمر بڑھ گئی ہے یہ تیرے بعد مرے گی۔ چنانچہ وہ تندرست ہو گئی اور کافی عرصہ زندہ رہ کر شوہر کے بعد مری۔

آپ نے اپنے مرید شایستہ بن برخوردار تارڑ ساکن ایک مرید کو سرداری کی دعا اگر وہ اپنے ہاتھ کا عصا عنایت کیا اور فرمایا تم کو خدا تعالیٰ سرداری دے گا۔ اور تم کو سب برادروں پر غلبہ حاصل ہوگا۔ چنانچہ وہ گاؤں کا سردار ہو گیا۔ آج تک سرداری اس کی اولاد میں چلی آتی ہے۔

چودھری شایستہ تارڑ اگر وہ کی لڑکیوں کی شادی تھی۔ برائیں اور میل بارشس بند کرنا آئے ہوئے تھے۔ لوگوں کا کافی ہجوم تھا۔ جب روٹی کھلانے کا وقت ہوا تو بارشس شروع ہو گئی۔ انہوں نے آپ کے حضور میں التماس کی۔ آپ کو ٹٹے پر چڑھ گئے۔ فرمایا جب کام ختم ہو جاوے تو مجھ کو اطلاع دینا۔ چنانچہ بارشس اسی وقت ختم گئی۔ بڑے آرام سے کھانا کھلایا گیا۔ جب کام ختم ہوا تو آپ کو اطلاع دی گئی۔ آپ نیچے اتر آئے۔ اسی وقت زور سے مینہ برسا شروع ہو گیا۔

آپ کا ایک مرید میاں برخوردار وارنگوٹی ایک مرید کو شیطان کے شر سے بچانا فوت ہونے لگا تو شیطان اس کو گمراہ کرنے کے واسطے پاس آ گیا۔ حضور اُس وقت ساہن پال کی مسجد میں بیٹھے تھے۔ ازراہ کشف

اس کی حالت سے آگاہ ہو کر بلند آواز سے فرمایا: "جو تیری لے کر اس خبیث کو مار" یہ آواز اس کے کان میں پہنچی اور اُس جگہ کے حاضرین نے سنی۔ اور وہ کلمہ طیبہ پڑھ کر جان بحق تسلیم ہوا۔ سب کو معلوم ہو گیا کہ آپ نے اُس وقت شیطان کو اُس کے پاس سے بھگا دیا۔

ایک لڑکے کا ضیقِ نفس سے بچ جانا
ایک مرتبہ آپ گھوڑی پر سوار ہو کر سفر کو
تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ کا کتابوں
کا بستہ اتفاقاً گر پڑا۔ مسمی میہوں و لہجہ ترکھان جو اُس وقت بچہ ہی تھا اس کے ہاتھ آیا۔ آپ نے
جب سنبھالا تو اعلاناً فرمایا کہ جو شخص میرا بستہ لاکر دیوے گا جو مانگے گا سو پاوے گا۔ چنانچہ میہوں نے
لا حاضر کیا۔ آپ نے فرمایا: مانگ کیا چاہتا ہے؟ اُس نے کہا کہ میں کبڈی کھیلنے کا شوق رکھتا ہوں
اور یہ چاہتا ہوں کہ مجھے دوڑنے میں کبھی سانس نہ چڑھے اور کبڈی میں کوئی شخص مجھ پر سبقت نہ لے جائے۔
آپ نے اس کو دعائی کہ ایسا ہی ہوگا۔ چنانچہ وہ ہر میدان میں فتح پاتا رہا۔

ایک شخص کو کثرتِ اولاد کی دعا
مسمی سائینا بن محکم تارڈ اگر دیہ سات روز کا پتہ تھا
کہ اس کا باپ فوت ہو گیا۔ آپ نے اس کے حق
میں کثرتِ اولاد کی دعا فرمائی۔ چنانچہ وہ جوان ہو کر صاحبِ اولاد ہوا، اور آج اس کی اولاد کے
کئی گھر اگر دیہ میں آباد ہیں۔

درویشِ بچہ پیدا ہونے کی دعا
ایک مرتبہ میاں غلام حسین بن براہم شاہ قادری جو حضرت
میاں میر صاحب لاہوری کے سلسلہ کے درویش تھے۔
اور وایاں والی ضلع گوجرانوالہ میں سکونت رکھتے تھے حضور کی خدمت میں حاضر ہونے اور عرض کیا
کہ میرے ہاں اولاد نہیں ہوتی۔ آپ نے اپنے بستر میں ہاتھ ڈالا تو کیسر (زعفران) کا ایک
دانہ ہاتھ آیا، ان کو دیا اور فرمایا اپنی اہلیہ کو کھلا دینا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیسر ہی پیدا ہوگا۔ چنانچہ
آپ کی دعا سے ان کے ہاں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام کیسر شاہ رکھا گیا۔ اور وہ اپنے وقت کے
مشاہیر اویاسے ہوا۔

اپنی اولاد کو دعا
ایک مرتبہ درگاہ عالیہ حضرت نوشاہ عالیجہ کا نذرانہ پر اٹھے تقسیم کرنے کے
وقت کسی صاحب نے آپ کو حقہ کے متعلق ٹوکا تو آپ نے فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے میری اولاد اس قدر ہوگی کہ اگر دربار شریف کے نذرانہ میں سے ایک لقمہ بھی کھالیں گے تو اپنا پورا حصہ پاس سے کچھ زیادہ ان کو پہنچ جائے گا۔ نیز میری اولاد با اقبال و معزز ہوگی۔

آپ کی یہ بشارت حرف بحرف پوری ہوئی۔ آپ کی اولاد کثیر ہے اور مختلف دیہات اور شہروں میں آباد ہے اور سجادہ مشیخت اور معزز عہدوں پر تراز ہیں اور علمی و عملی فضائل سے سرفراز ہیں۔ ایک مرتبہ آپ مکانات تعمیر کروا رہے تھے ایک مسافر وہاں آکر حقیقہ کشفِ واقعات پینے لگا۔ آپ نے اس کو مجلس سے اٹھا دیا۔ جب وہ چلا گیا تو لوگوں نے اٹھانے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ اس کا وقت وفات قریب تھا ہم نے چاہا کہ اپنی منزل مقصود پر پہنچ کر مرے۔ مگر استہ میں ہی مرے گا۔ چنانچہ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ ایک میل دور جا کر ایک چاہ پر پانی پینے لگا تو مر گیا۔

ایک مرتبہ موضع سازنگ کا کوئی زمیندار آپ کی گائے چرا کر لے گیا۔ معلوم دشمن کا سزا پانا ہونے پر آپ اُس سے طلب کرنے کے واسطے تشریف لے گئے۔ اُس نے دینے سے انکار کر دیا۔ آپ ناراض ہو کر اُسٹے تو آپ کی ناراضگی کے باعث اُس کو اللہ تعالیٰ نے یہ سزا دی کہ اس کے تین لڑکے فوری طور پر مر گئے۔ ایک کنویں میں گر کر، ایک ذات الجنب سے اور ایک مویشیوں کو چراتا ہوا۔ ایک لڑکا ابھی باقی تھا کہ اُس کو عورت نے تنبیہ کی اور وہ آکر گائے دے گیا اور معافی مانگی۔ چنانچہ اُس کا چوتھا بیٹا پانچ گیا۔

عملیات

آپ کو عملیات اور علم دعوتِ اسماء میں خاص ملکہ حاصل تھا۔ آپ کی بیاض میں کئی عملیات و نقوش وغیرہ تحریر ہیں ان میں سے میں نے کلید بخشش میں بہت لکھے ہیں یہاں صرف چند عمل درج کیے جاتے ہیں۔

فرمایا ہے اگر کوئی شخص اسم یا سرحمن کی دعوت کرنی چاہے تو جلالی و جمالی آشییا کی پریز کے ساتھ

دعوتِ اسم شریف یا سرحمن

خلوت میں بیٹھ کر اسم شریف یا رحمن کل شی و س احمد یا رحمن تیرہ ہزار تیرہ مرتبہ پڑھائے اور روٹی بے نمک کھانے اور اٹھائے دعوت میں کسی غیر کو اپنا چہرہ نہ دکھائے۔ اسی روز کو چتر پورا ہو کر زکوٰۃ ختم ہوگی۔ اس کے بعد روزانہ نماز فجر کے بعد پانسو مرتبہ وظیفہ کیا کرے۔ اول آخر درود شریف ہزار گیارہ مرتبہ پڑھے۔ ان شاء اللہ مورد رحمتہائے الہی ہوگا۔

اگر کسی کو آسیب یا کفتار (ڈاٹن) کا خطرہ ہو تو قدسیاہ کی سات
 آسیب کے واسطے ڈھیلیاں لے کر ہر ایک پر سات بار یہ آیت پڑھ کر اس کو کھلائے
 ان شاء اللہ تعالیٰ اُس کے شر سے محفوظ رہے گا۔ یہ ہے وجعلنا من بین ایدیہم سدّاً و من
 خلفہم سدّاً فاغشیٰ نہم فہم لا یبصرون۔

اگر کسی عورت کا حمل ساقط ہو جاتا ہو تو یہ دعائیں مرتبہ
 حمل کی حفاظت کے واسطے قدسیاہ پر پڑھ کر اس کو کھلائیں ان شاء اللہ حمل محفوظ
 رہے گا۔ یہ ہے: اللہم انت الباعث و انا المبعوث فمن یدع المبعوث الا الباعث
 یا رب۔

اگر کسی عورت کو یا بچہ کو یا چار پاپہ کو اٹھرا کی شکایت ہو تو یہ آیت شریف
 اٹھرا کے واسطے لکھ کر اُس کے گلے میں ڈال دیں ان شاء اللہ وہ محفوظ رہے گا۔ یہ ہے
 واصبر ما صبرک الا باللہ ولا تحزن علیہم ولا تک فی ضیق ما یمکرون۔

تصنیفات

آپ کی مستقل تصنیف تو کوئی نہیں۔ آپ کے قلم کا لکھا ہوا ایک بیاض میرے
 روضۃ الزکیہ پاس موجود ہے جس میں جابجا آیات و احادیث و اقوال مشایخ و اشغال و عمیات
 و تواریخ بزرگان و عمدجات و غزلیات و رباعیات و ریختے و دوہڑے و نظم و نثر عربی، فارسی، اردو
 پنجابی و طبی نسخے وغیرہ درج ہیں۔ ان کو مضامین کے لحاظ سے مرتب کر کے ۱۲ حصے میں میں نے
 بنام "الروضۃ الزکیہ فی حقایق العلیہ" موسوم کر دیا ہے تاکہ پڑھنے والوں کو سہولت ہو جائے۔

مکتوبات

آپ کے چند مکتوبات میسر ہونے ہیں جن کو کتاب کلید بخشش میں درج کر دیا گیا ہے یہاں صرف دو مکتوب لکھے جاتے ہیں۔

مکتوب اول بنام سید خدا بخش آپ نے سفر سے اپنے چھوٹے بھائی سید خدا بخش کے نام بھیجا۔

برادر عزیز وافر تیز خوب خصال برادر خدا بخش طال عمرہ۔ از الہی بخش بعد از سلام واضح باد۔ وریں ولا بروز یک شنبہ بتاریخ بیست ہفتم ماہ حال در موضع گھلوٹی رسیدیم و یک روپیہ نقد سو کا شکمہ معرفت میاں محمد خواجہ فرستادہ است و نقد چارہ آہ آنہ بطرف محمود بدست بود حاکمتری فرستادہ بود انشاء اللہ تعالیٰ رسیدہ باشند۔ امید کہ خبر خیریت خود و حقیقت حال در شہر وزیر آباد نوسند زیادہ خیر است۔

یہ مکتوب آپ نے اپنے بڑے صاحبزادہ سید حافظ قل احمد کو لکھا جو اس وقت موضع چکریاں میں تعلیم پاتے تھے۔

برخوردار نور چشم راحت جان فلدہ کبدہ سعادت مند میاں قل احمد طال اللہ عمرہ۔ از فقیر الہی بخش بعد از سلام و دعائے مزید جیات و ترقی و جیات او سبحانہ و تعالیٰ ان برخوردار را بر مسند شوق و نیت سردی و جائے نشین لی مع اللہ مع جمع حوالی و حواشی و رہنمائے خلق وارادہ دیریں جائے خیر است و خیریت ان برخوردار دائماً مستدیست۔ وریں ولارقیہ شوق متضمن خبر خیریت ان سعادت مند و جمیع مخلصاں و مجاہد مرسلہ اشته امید کہ تمام کوائف خیریت رحمت خاں بر نگارند سو چہار آنہ را مدغنی سیاہ و غلہ گندم از موضع چکری کہ در خانہ میاں محمد عظیم ست ارسال وارند۔ بخد مت میاں صاحب جو و جمیع مردمان اندرون و بیرون از فقیر سلام و دعائے رسانند و دست شفقت بر سر تقو و پسران شاہ محمد و سمند خاں و فرزندان نور محمد گذار بجائند زیادہ خیریت۔

آپ کے ہاتھ مبارک کا لکھا ہوا بیاض الموسوم بہ الرزقۃ الزکیہ اور درود مستغاث اور
 دستخط دلائل الخیرات موجود ہیں۔ دلائل الخیرات کے خاتمہ سے آپ کا دستخط نقل کیا جاتا ہے۔

کمل کتاب دلائل الخیرات وشوارق الانوار بخط اضعف العباد عاصی

الہی بخش ابن حضورہ میاں نور اللہ ساہنپالیہ من بنا رصاحب الحقایق

والمعارف حضورہ نوشہ صاحب قدس سترہ وغفر اللہ لہ ولوالدیہ واحسن الیہما

والیہ فی ۱۲۱۹ھ

برکہ خواند دعا طبع دارم
 زانکہ من بندہ گنہ گارم

ملفوظات

آپ کے ارشادات کہیں سے حاصل نہیں ہو سکے۔ بعض کلمات یہ ہیں:

فرمایا: حضرت سخی شاہ سلیمان ٹوری قادری کامزار شریف حصول مقاصد اور اجابت دعا
 کے واسطے اکیر کا حکم رکھتا ہے۔

فرمایا: پہلے علم ظاہری حاصل کر دو پھر باطن کی طرف رجوع کرو۔

فرمایا: ہر ایک کام میں خواہ دین کا ہو یا دنیا کا میاں روی اختیار کرو۔

ازواج و اولاد

آپ کی دو بیویاں تھیں:

اول: مولانا محمد غوث بن مولانا محمد فاضل قوم راس کی صاحبزادی سے پہلی شادی ہوئی جو موضع
 چکریاں ضلع گجرات کے اکابر علماء سے تھے۔ ان بیوی صاحبہ کے بطن سے بڑا بیٹا اور
 چار بیٹیاں ہوئیں۔

دوم: حضرت محمد بانو دختر میاں جان محمد قوم مغل ساکن بڑھن علاقہ دندال گگاں ضلع میرپور
 ریاست جہوں و کشمیر۔ ان کے بطن سے چھوٹے دونوں صاحبزادے پیدا ہوئے۔

آپ کے تین بیٹے تھے،

۱۔ حضرت مولانا سید حافظ قلی احمد پاکذات نوشاہ ثانیؒ ان کے حالات آگے آئے ہیں۔

۲۔ حضرت سید غلام احمد المعروف پیر بوٹے شاہؒ

۳۔ حضرت سید فیض احمد المعروف پیر مکھن شاہ لاہوری

ان دونوں کے حالات طبقہ دوم کے ساتویں باب میں آئیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ

آپ کی چار بیٹیاں تھیں جو سب بھائیوں سے عمر میں بڑی تھیں۔ ان کے نام یہ ہیں:

۱۔ سیدہ رسول بی بیؒ منکوٹہ مولانا صاحب ساکن ڈھب چیمہ ضلع گوجرانوالہ

۲۔ سیدہ گوہر بی بیؒ منکوٹہ مولانا امیر بخش ساکن حبیک ضلع گجرات

۳۔ سیدہ زینب بی بیؒ منکوٹہ مولانا حافظ کریم بخش بن حافظ حاجی نور محمد ساکن کوٹ ستار

ضلع گجرات

۴۔ سیدہ امام بی بیؒ منکوٹہ سیدہ نور احمد بن سیدہ خدیجہ بخش برخورداری ساکن دھیر کے خورد

متصل شہر گجرات۔

یارانِ طریقت

آپ نے چوبیس سال تک مسندِ خلافت نوشاہیہ پر متمکن ہو کر مخلوقِ خدا کو سیراب کیا۔ آپ کے

بعض خواص اجاب پرتھے۔ فقرائے نوشاہیہ کی اصطلاح میں ان کو بانی صوبے کہا جاتا ہے:

۱۔ حضرت سید حافظ قلی احمد پاکذاتؒ فرزند اکبر آجانب ساکن پال شریف

۲۔ حضرت سید پیر بوٹے شاہؒ فرزند ثانی آجانب

۳۔ حضرت سید پیر مکھن شاہؒ فرزند اصغر آجانب

۴۔ میاں قادر بخش بن میاں عصمت اللہ قوم راں امام مسجد چک مانو کلاں

۵۔ میاں محمد بخش قوم گمنم کوٹلی شہانی شیخ کلیم اللہ درویش مجددی

۶۔ میاں برخوردار بخش امام مسجد کوٹ وارث میاں محمد غوث بن حافظ بدایا بن حافظ محمد والی زبانی

۷۔ میاں پھلے ناناں فرزند ثانی مرایاں چہاریاری میاں محمد عظیم قوم راں امام مسجد

چکریاں

- ۱۱۔ چودھری رحمت خاں چکریاں
 ۱۲۔ چودھری شاہ محمد چکریاں
 ۱۳۔ چودھری سمند خاں
 ۱۴۔ نور محمد گاذر
 ۱۵۔ چودھری شایستہ خاں بن بنخوردار تارڑ اگروہ
 ۱۶۔ عبدالرحیم حجام اگروہ
 ۱۷۔ چودھری عصمت اللہ بن خدایار تارڑ اگروہ
 ۱۸۔ پیر بخش گاذر اگروہ
 ۱۹۔ جان محمد رنگریز
 ۲۰۔ امام دین رنگریز
 ۲۱۔ میاں محمد خواجہ
 ۲۲۔ میاں محمود

آپ کی دست مبارک سبز رنگ فقیر سید شرافت نوشاہی عافہ اللہ کے گھر میں موجود ہے
 تبرکات اور آپ کی قلمی تحریرات بھی محفوظ ہیں۔

مدحیات

آپ کی مدح میں میرے والد بزرگوار اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مسطفیٰ نوشاہی ادا م اللہ
 برکات نے بہت غزلیں و نقیص لکھی ہیں جو آپ کی سوانح عمری کلید بخشش میں میں نے درج کر دی ہیں
 یہاں بخوف طوالت نہیں لکھی گئیں۔ صرف اپنے چند اشعار لکھے جاتے ہیں؛ یہ

نہے قدوہ اولیائے زماں
 کلید در معرفت نام شاں
 الہی بخش شاہ جلد شہاں
 سیادت نجابت شدہ رام شاں
 چو شبلی و ادھم کمالات او
 بکلمت کشادہ در سے از کرم
 شہان زماں خادم در گمش
 بیاد خدا مشتغل دمبدم
 فقیران دوران غلام درش
 بجاوہ والد خود شمس
 کمر بہر طاعت شب و روز بست
 بے خلق زیشاں شدہ بہرہ مند
 باطراف عالم شدہ مستمند

واقعه وفات

آپ جب آخری بار بیمار ہوئے تو آپ کے صاحبزادہ اکبر بیجا فظاً قتل احمد ایک طبیع کو

لائے۔ اس نے ایک نسخہ تجویز کیا جس پر مبلغ و سس روپے خرچ آتے تھے آپ نے فرمایا میری وفات کا وقت آپنچا ہے۔ یہ مبلغات تجبیز و تکفین اور صدقہ و خیرات پر صرف کرنا۔

آپ نے اپنے غنوں بیٹوں کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور بشارت فرمایا،
اولاد کو دعائیں "میاں قل احمد سیف زبان ہوگا اور میاں بوٹے شاہ پنچایت کا سردار
ہوگا اور میاں کھن شاہ فقیر ہوگا۔"

پھر آپ نے فرمایا، اسے بیٹو! خدا تعالیٰ کی محبت اور عبادت میں مشغول رہنا۔ پھر
وصایا بڑے صاحبزادہ کو فرمایا کہ تم جوان ہو اور تمہارے دونوں بھائی ابھی خورد سال ہیں
ان کی تربیت کرنا اور ان کے سر پر ہاتھ رکھنا اور اپنی سوتیلی والدہ کی خدمت کرنا۔

پھر اپنی اہلیہ محترمہ حضرت محمد بانو کو فرمایا، بیوی! مجھے مردہ نہ سمجھنا۔ جس کام میں ضرورت ہو
مجھے یاد کرنا، میں خدا تعالیٰ سے تمہاری مشکلات کو حل کراؤں گا اور تمہاری مدد کو پہنچوں گا۔

آپ چونکہ حافظ قرآن تھے، تلاوت میں مشغول ہوئے۔ حاضرین خاموشی سے
آخری وقت سن رہے تھے۔ جب آیت شریف كَمْ مِّنْ قَوْمٍ قَالُوا قَوْلًا غَلَبَتْ قُلُوبُهُمْ

كَثِيرَةً يٰۤاٰذِنِ اللّٰهِ تِلَاوَتِ كِي تُوِيٰهٰن زَبٰن رُك كُئِي۔ سید حافظ قل احمد نے آگے بتایا اللّٰهُ مَع
الضّٰعِيْن۔ یا لقا بگڑھتے ہی جان تہی تسلیم ہوئے۔

حضرت مولانا سید حافظ الہی بخش کی وفات بقول صاحب ثمرات الافکار بروز شنبہ
تاریخ وفات ساتویں رمضان ۱۲۵۳ھ پانچویں پورہ سنہ ۱۸۹۳ء کو ہوئی۔ کتاب الفوائد میں

بھی یہ تاریخ لکھی ہے۔

تقریب ہجری و عیسوی کی رد سے، رمضان ۱۲۵۲ھ، ۱۶ دسمبر ۱۸۳۶ء، ۲ پورہ سنہ ۱۸۹۳ء
ثابت ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

آپ کا مزار اطہر ساہن پال شریف گورستان لوشاہیہ میں اپنے والد صاحب کے
متصل غزلی رخ ہے۔

لے حضرت سید الہی بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ کا کچھ ذکر اسی جلد کے دوسرے طبقہ میں لکھا جائے گا۔ شرافت

قطعہ تاریخ

از حضرت مولانا سید حافظ قلی احمد پاکذات نوشاہ ثانیؒ

اُن سالک مسالک عرفان و معجزات
 از مشرق فنا چو مغرب بقا رسید
 صافی ضمیر و رہبر کامل رالی النجاست
 خلوت گزید روز حیاتش بہ شب برات
 رسید شد ز ہاتف تاریخ وصل او
 در گوش جان گفت کہ واصل پاکذات

۳ ۵ ۲ ۱

مادہ ہائے تاریخ

- | | |
|--------------|-------|
| ۱۔ مات بخیر | ۵۱۲۵۲ |
| ۲۔ رحمت خدا | ۵۱۲۵۳ |
| ۳۔ موجب بخشش | ۵۱۲۵۲ |

حضرت مولانا سید حافظ قُل احمد پاک ذات نوشاہ ثانی نوشاہی رحمۃ اللہ تعالیٰ

در مناقب ذات پاکِ شاہ قُل احمد ولی

قطبِ اقطابِ زمانہ نائبِ غوثِ جہاں

صاحبِ ارشادِ فخرِ الاصفیا	شاہِ قُل احمد ولی با صفا
خازنِ گنجینۂ اسرارِ حق	قاسمِ انوارِ ختمِ الانبیا
وارثِ غوثیت و عسکریانِ مآب	در ولایت بود بس مشکل کشا
دائمًا غواص فی بحرِ الشہود	شاهد بالغیب شمسِ الاولیا
نوشہ ثانی ز حق بودش خطاب	در جہاں مسندِ نشینِ اجتہا
از شرافت بیشتر بادِ اسلام	در حضورِ خاصِ بدرِ الاقطبا

آپ عارفِ ربانی، محبوبِ رحمانی، محرمِ اسرارِ جبروت، واقفِ رموزِ لاہوت،

اوصافِ جمیلہ نقادہ دودمانِ مصطفوی، سلالہ خاندانِ مقضوی، افضلِ ساداتِ علویہ،

اکملِ اہلِ بیتِ نبویہ، اشرفِ الاولیا، افتخارِ الاصفیا، غوثِ جہاں، نوشاہِ زمان تھے۔ آپ شیخ

الاسلام حضرت مولانا حکیم سید حافظ الہی بخش مظہر حق ابن سید حافظ نور اللہ شاہ فرشتہ صفات نوشاہی

برخورداری کے فرزند اکبر اور مرید و خلیفہ اعظم و سجادہ نشین تھے۔

آپ کی والدہ ماجدہ مولانا محمد غوث بن مولانا محمد فاضل قوم ران کی صاحبزادی تھیں، جو چکیاں

ضلع گجرات کے اکابر علماء وقت میں سے تھے۔

آپ کا نام نامی قُل احمد، کنیت ابوالامین، القاب پاکذات، نوشاہِ ثانی،

نام و لقب قبلہ عالم، فخر الاولیا تھے۔

تاریخ ولادت آپ کے والد صاحب کے ماں اولاد زینہ نہیں تھی۔ درگاہ سلیمانہ پر حاضر ہوئے وہاں عالم مشاہدہ میں حضرت سخی بادشاہ کا دیدار ہوا۔ انہوں نے فرمایا: تمہارے ماں لڑکا ہوگا جو دوم نوشتہ ہوگا۔ چنانچہ حسب بشارت سلیمانہ ۱۲۱۲ھ مطابق ۱۹۹۷ء مورخہ ۱۵ ربیع الثانی ۱۲۵۳ھ آپ متولد ہوئے۔

ان لفظوں سے آپ کی تاریخ ولادت ظاہر ہوتی ہے:

- ۱۔ "نخستہ قدم" (۱۲۱۲ھ)
- ۲۔ "ذاتِ عالی" (۱۲۱۲ھ)
- ۳۔ "ذاتِ سامی" (۱۲۱۲ھ)

تخلیک و ترمیم آپ کے دادا صاحب حضرت سید حافظ نور اللہ نے آپ کا نام قل احمد رکھا۔ قل ترکی زبان میں غلام کو کہتے ہیں۔ اس کا ترجمہ ہے احمد کا غلام۔ انہوں نے ہی آپ کو گڑھتی دی۔

تربیت آپ کی پرورش آپ کے جد امجد، جدہ محترمہ حضرت خان بی بی، اپنے والدین اور چچا بزرگوار سید خدابخش کے آغوشِ عاطفت میں ہوئی۔ سب بزرگ آپ پر نہایت مہربان تھے۔

تحصیلِ علوم جب آپ کی عمر پانچ سال کی ہوئی تو والدین نے آپ کو سبق پڑھانا شروع کیا۔ آپ نے اپنے دادا صاحب حضرت سید حافظ نور اللہ اور اپنے والد صاحب حضرت سید حافظ الہی بخش اور اپنے عم زاد بھائی حضرت مولانا سیہ غلام قادر بن سید عبداللہ بزورِ اری سے علم حاصل کیا۔ علم صرف و نحو و فقہ و حدیث و تفسیر و فرائض میں کامل ہوئے۔

کشفِ علوم منقول ہے کہ ابتدائے طالب علمی میں آپ کا فہم رسانہ تھا۔ سبق یاد نہ رہتا۔ آپ اپنے والد بزرگوار کے ایما سے دہلی، حضرت سخی بادشاہ پر حاضر ہوئے۔ ان کی رعایت کے فیض سے آپ پر علوم ظاہری و باطنی کے دروازے کھل گئے۔ قرآن مجید حفظ ہو گیا۔ اُس وقت حضرت شیخ بدیع بن شیخ فیض بخش سلیمانی کا عہدِ خلافت تھا۔ وہ بھی آپ پر مہربان ہوئے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو جو اسرار و تحقیق معرفت درگاہ سلیمانہ سے مجھ پر
فیوض سلیمانی منکشف ہوئے وہ بیان میں نہیں آسکتے۔ نہ ہی اس کے لیے الفاظ ملتے ہیں
نہ عوام ان کو ادراک کر سکتے ہیں۔

آپ کو درگاہ حضرت سخی بادشاہ سے حکم ہوا تھا کہ تم دوم نوشہ (نوشاہ
نوشاہ ثانی ہونا ثانی) ہو۔ اور آپ کو خلعت نوشاہت پہنایا گیا۔ اُس روز سے آپ
نوشاہ ثانی مشہور ہوئے۔

آپ نے فن کتابت نسخ اور تالیف اپنے نانا صاحب مولانا محمد غوث ساکن
فن کتابت چکریاں سے سیکھا اور اپنے بزرگوں کی طرح اس فن میں کمال حاصل کیا۔ آپ کے
خط میں تیزی اور روانی بہت تھی جیسا کہ آپ کی تحریرات دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے۔

جب آپ نے کمالات ظاہری پورے طور پر حاصل کر لیے تو کمالات باطنی
بیعت و خلافت کا شوق پیدا ہوا۔ اپنے جد بزرگوار حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حافظ نور اللہ
قدس سرہ کی بیعت کی اور ان کی توجہات سے مقامات سلوک حاصل کر کے خلافت و اجازت پائی۔
ان کے علاوہ اپنے والد ماجد حضرت سید حافظ الہی بخش سے بھی فیض کامل پایا۔ اور مجاز ہوئے۔

۱۲۳۷ھ میں درگاہ حضرت نوشہ صاحب تیسری جگہ منتقل ہوئی۔ اور

گاؤں کی نی آبادی ساہن پال شریف بھی نذر دریا ہو گیا۔ آپ چند سال ساہیا نوالہ میں
سکونت پذیر رہے تا آنکہ ۱۲۴۵ھ میں موضع ساہن پال تیسری جگہ نیا آباد ہوا۔ آپ نے اپنے
مکانات وہاں تعمیر کرواتے۔ آپ نے اپنے مکانات کی تاریخ تعمیر اس آیت شریف سے

نکالی وَ اَقْوَمُ اَمْرِي اِلَى اللّٰهِ

ایک مرتبہ آپ بیگو والہ ضلع سیالکوٹ میں اپنے مرید خاص
قطب وقت کی ملاقات مولوی حکیم کرم الہی فاروقی کے ہاں قیام پذیر تھے۔ حاضرین
کافی تعداد مجلس میں موجود تھے۔ آپ نے بذات خود اٹھ کر گوزہ میں پانی ڈالا اور دست بستہ ٹوڈ
کھڑے ہو گئے۔ چہرے کا رنگ زرد ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک درویش بڑی جلالیت والا وارد ہوا۔
اور دو تین گونٹ اس گوزہ سے نوش کر کے آپ کی طرف بظہر خوشنودی دیکھا اور چلا گیا۔ آپ نے

فرمایا یہ قلبِ وقت تھا۔ کابل سے چل کر وہی جا رہا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ ہماری خدمت قبول فرمائی اور ہم پر راضی گیا۔

آپ صاحبِ سماع تھے۔ لیکن مجلس منعقد کر کے پابندی اور اہتمام سے آپ کا **سماع و وجد** سننا ثابت نہیں۔ کہیں سے کوئی شعر سن لیا تو طبیعت کو سرور آگیا۔ اور حالتِ وجد طاری ہو گئی۔ آپ کے وجد کے حالات میں نے آپ کی سوانح عمری "نوشا و زمان" میں درج کیے ہیں۔ یہاں ایک واقعہ لکھا جاتا ہے۔

آپ کے برادرِ خور و حضرت سید پیر کھن شاہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سید غلام قادر نے زینحائے جامی "کایہ شعر پڑھا، سہ

زینحائے زینحائی رمیدہ

وزیں صوتِ معنی آرمیدہ

تو سن کر آپ کو وجد ہو گیا اور فرط ذوق سے جھومنے لگے۔

آپ نماز کی جماعت کرواتے۔ آپ کی قرأت نہایت پرتاثر ہوتی۔ مولوی نظام الدین **تأثیر قرأت** امام مسجد چھپنی ساہن پال بیان کرتے تھے کہ خیر اول بہت سخت تھا کبھی زم نہ ہوتا۔ ایک دن میں نے حضرت پاکذات نوشا و ثانی کے ویچے نماز پڑھی۔ آپ کی قرأت کی یہاں تک تاثیر ہوئی کہ مجھے وجد ہو گیا اور میں تڑپنے لگا۔ دوسرے مقتدی بھی متاثر ہوئے اور دستِ قلب تک فوبت پہنچی۔ نماز کے بعد آپ نے مجھے فرمایا کہ تم اپنی نماز دوبارہ پڑھ لو۔

آپ کے زمانہ خلافت و سجادگی میں ۱۲۵۸ھ میں حضرت نوشہ **تعمیرِ روضہ نوشا و عالیجاہ** گنج بخش کے مزار اطہر پر پاکی تیار ہوئی۔ شیخ امام الدین ناظم الملک ہوشیار پوری صوبہ دار کشمیر نے اپنے صرف سے یہ مبارک کام انجام دیا۔ آپ اس وقت مختار کار تھے عمارت کا سب کام آپ کے زیر اہتمام ہوا۔ تعمیرِ پاکی شریفین کی یہ تاریخ لکھی گئی ہے

بروضہ نوشا و نوشہ خواہاں

مردِ پاداد و سلاخ و عثمان

ج ر خ ن
۱۲ ۵ ۸

معمولات

آپ عبادت و ریاضت سے کبھی فارغ نہوتے۔ نماز پنجگانہ پر پوری

عبادت و ریاضت موانعت رکھتے۔ نماز باجماعت ادا کرنے کی کوشش کرتے۔

آپ کے برادر خور و حضرت سید پیر کھن شاہ گاہوری فرمایا کرتے کہ ہمارے بھائی صاحب

پاکذات نوشاہ ثانی ہمیشہ تہجد کے وضو سے اشراق اور ضحیٰ، اور ظہر کے وضو سے عشا پڑھا کرتے تھے۔

آپ روزانہ بوقت نصف شب اٹھ کر وضو کر کے نوافل تہجد بارہ رکعت

وظائف شبانہ روز ادا فرماتے۔ پھر قطب روپیہ کر گیا ہر مرتبہ سورہ منزل شریف پانچ

محل اجابت کے ساتھ وظیفہ کرتے۔ پھر قبلہ رو دو زانو بیٹھ کر کلمہ طیبہ ایک ہزار بار اور درود شریف

ہزارہ گیارہ سو بار پڑھا کرتے۔

سنت و فرض فجر کے درمیان سورہ فاتحہ اکتالیس بار پڑھتے۔ نماز فجر کے بعد اسم شریف

یا رحمن کل شیء و مراحمۃ یا رحمن ایک سو بار۔ درود شریف انبساط اللہم صل وسلم

علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا و مولانا محمد صلوة تبسط علینا بہا من

نعمک و مرزقک ایک سو بار۔ اللہ لطیف بعبادہ یرزق من یشاء و هو القوی العزیز

پانسو مرتبہ۔ دو بارہ درود انبساط ایک سو مرتبہ۔ پھر نوافل اشراق پڑھ کر تلاوت قرآن مجید فرماتے۔ اور

دلائل الخیرات، درود کبریت اہم، درود اکیر اعظم، درود مستغاث، اور ادھیجہ کا پورہ کرتے۔ اس کے

بعد نوافل ضحیٰ ادا کر کے درس پڑھاتے۔ گردنواح کے دیہات سارنگ، اگرویہ، رن مل، بھاگت،

مانگہ، باہو، چھنی ساہن پال وغیرہ سے طلباء آکر آپ سے فارسی کتابوں کی تعلیم پاتے۔

اس کے بعد آپ دو پہر کا کھانا کھا کر گرمیوں میں قدرے استراحت فرماتے اور سردیوں

میں ویسے ہی کتابت میں مصروف رہتے۔ اپنے صحن خانہ میں ایک چوٹا سا چوڑا بلور مسجید

بنایا ہوا تھا۔ اسی میں بیٹھ کر تمام وظائف ادا فرماتے اور اسی میں کتابت کرتے۔ عربی، فارسی

کتابیں بہت تحریر فرماتیں۔ تلہر کی نماز بھی وہیں ادا فرماتے۔

کبھی خیال آتا تو اپنے مقبرہ رقبہ میں چاہ ظاہر یوالتک بیرو میا حصہ کو جاتے اور

اپنی کھیتی باڑی کو ملاحظہ کرتے۔

نمازِ عصر کے بعد استغفار ایک سو مرتبہ پڑھتے اور تا نمازِ مغرب کسی سے بات چیت کرتے نمازِ شام کے بعد دو گانہ صلوٰۃ الاسرار اور نوافلِ اوابین چھ رکعت ادا فرماتے۔ قصیدہ غوثیہ گیارہ مرتبہ پڑھتے۔ اولِ آخر دو شریف ہزارہ گیارہ مرتبہ۔ اور اسم شریف غوثیہ بھی پڑھتے۔

پھر طعامِ شب تناول فرما کر قدرے مجلسِ شمس ہوتے اور مواعظ و نصائح سے لوگوں کو غفلت و منور کرتے۔ پہرات گزرے نمازِ عشا ادا فرماتے اور اس کے بعد استراحت فرماتے۔ آٹھ پہر میں ایک دفعہ درگاہِ عالیہ حضرت نوشہ گنج بخش اور اپنے بزرگوں کے مزارات کی زیارت سے بھی مشرف ہوتے۔

آپ اکثر یہ مناجات کیا کرتے،

مناجات

اللہم یا رب مفتوح للسانین فانا بیابک سائل مذنب فقیر حقیر ذلیل

خاضع خاشع وانت ربی غنی کریم رحیم فاعف عنی واغفر لی ذنوبی یا مولائی۔

آپ گاہ بگاہ نمازِ تسبیح بھی پڑھا کرتے اور دیگر کئی طور پر نوافل بھی ادا فرماتے اور مطالعہ

کتاب فقہ و تصوف بھی کیا کرتے۔

اخلاق و عادات

آپ ہر ایک پہلو سے اخلاقِ محسندی کا نمونہ تھے۔ اپنے والدین کی خدمت کرتے۔ اپنی اولاد پر شفقت رکھتے۔ اپنے مریدوں کی خبر گیری فرماتے۔ بیماروں کی عیادت کرتے۔ ہر کسی سے خلق و محبت سے پیش آتے۔ غریبوں، مسکینوں، یتیموں، یراؤں، مسافروں کی امداد فرماتے۔ سائلوں کو دروازہ سے خالی نہ لوٹاتے۔ سلف صالحین کی پیروی کو ہر وقت مد نظر رکھتے۔ سوائے خدا تعالیٰ کے کسی کا خوف نہ کرتے۔ تبلیغ و ہدایت کی خاطر سفر کو تشریف لے جاتے۔ اپنے درویشوں اور زیر سایہ لوگوں پر ہمیشہ نرمی کا برتاؤ کرتے۔ اصولِ تصوف پر کار بند رہتے۔ جب سفر سے واپس آتے تو اپنی برادری کے تمام گھروں میں جا کر ہر ایک کو ملتے۔ دیہاتِ قرب و چار میں جو یاد دوست ہوتے ان کی بھی خبر گیری کرتے۔ باریک شناس، محقق، مدقق، عالم، عارف تھے۔ علم ظاہری اور

باطنی کے دریائے ناپید انکار، فخرِ دوراں تھے۔ صنایعِ شعریٰ تھیں وغیرہ کو پسند فرماتے۔ شریعت و طریقت کے مسائل کو نہایت اچھے پیرایہ میں حل فرماتے۔

آپ کا طریقہ تھا کہ جس کسی مسکین و غریب کو دیکھتے اس کو پرورش کرتے سخاوت و فیاضی خفیہ صدقہ دینے کو پسند فرماتے۔ اگر کسی مرید کے ہاں تشریف لے جانے اگر وہ غریب ہوتا تو اپنی گزہ سے اس کو کچھ دے دیتے۔

آپ حدودِ ہجرت کے پرہیزگار تھے۔ لقمہ حلال کھاتے۔ بے نماز عورت کے تقویٰ اور ورع ہاتھ کا پکا ہوا کھانا نہ کھاتے۔ بعض عورتیں جو جادو اور ٹونہ وغیرہ کرتی ہیں ان کے گھر کا کھانا نہ کھاتے۔

آپ اسلام کی بہت تبلیغ فرمایا کرتے۔ کئی غیر مسلم آپ کی کوشش سے تبلیغِ اسلام حلقہٴ اسلام میں داخل ہوئے۔ ازاں جملہ:

۱۔ پنڈت کرم چند برہمن ساکن حسن والی ضلع گوجرانوالہ کو مسلمان کیا۔ اس کا نام شیخ کرم شاہ رکھا۔

۲۔ مشہور پٹھان ساکن کوٹ نورا ضلع گوجرانوالہ کو مسلمان کر کے اس کا نام عبدالعزیز رکھا۔ دونوں نو مسلم صاحبِ علم و ہدایت ہو گئے۔

آپ کسی کاراز افشانہ کرتے۔ لوگوں کے عیوب کو ڈھانپتے۔ ایک مرتبہ آپ پردہ پوشی کوٹ نورا میں نماز کی جماعت کروا رہے تھے۔ کسی معتدی کا وضو ٹوٹ گیا، لیکن نماز کے بعد کسی نے شرم کے مارے وضو نہ کیا۔ آپ نے فرمایا، اؤ ہم سب وضو کر کے نماز دہرائیں تاکہ اُس کا پردہ رہ جاوے۔

آپ کے اخلاق پر کافی مضمون آپ کی سوانح حیات نوشاہ زمان میں لکھا

جا چکا ہے۔

اشعارِ خوانی بعض اوقات آپ یہ اشعار پڑھا کرتے:

حق تعالیٰ کہ مالک الملک ست لیس فی الملک غیرۃ مالک

برساند بیک دگر مارا اِنَّهٗ قَادِرٌ عَلٰی ذٰلِکَ

ۛ نا کردہ گناہ در جہاں کیست ، بگو ہر کس کہ گناہ نکرو چوں زلیست بگو
من بدکنم و تو بد مکافاتِ دہی پس فرق میان من و تو چیست بگو

ۛ دل را اگر توصاف کنی ہم چو آئینہ بینی جمال دوست بچشمِ معائنہ
اور دلِ من ست و دلِ من بدستِ او چوں آئینہ بدستِ من و من در آئینہ

ۛ روزے کہ شود اِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ ہم در پئے آن اِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ
من امن دے بگرم اندر عرصات گویم صنما بآتی ذنبِ قتلست

ۛ لنگ و لوک و واز غیر و بے ادب سوئے او مے غیر حتی را مے طلب

ۛ خشک تار و خشک چوب و خشک پست از بجائے آید این آوازِ دوست

ۛ عارفان صائبِ سعد و نجسِ انجم فارغ اند مُصلح کل با ثابت و سیارِ گردوں کردہ اند

ۛ از مصحفِ رخسارِ اش خواندیم یک سیپارہ صندوقِ دل صد پارہ شد ہر پارہ سیپارہ

ۛ چہ استعداد نبود کار از اعجازِ نکشاید میسما کے تو اند کردینا چشم سوزن را

ۛ جب لکھا تھا عشق کا منصب میری تقدیر میں آہ کی نقدی علی صحرا ملا جاگیر میں

ۛ اے ابرو بہارِ ذرا تم کے برسیو جب یار آویں پاس تو پھر جم کے برسیو

آپ کا قدمیاز، رنگ گندم گوں، چہرہ بارعجب، فراخ پیشانی، بلند
 حلیہ اقدس بینی، روشن رخسار، بابتیں رخسار پر ایک مُستہ (موکہ) جو حسن کو
 دو بالا کرتا تھا۔ ابرو پیوستہ، گردن پر حضرت سخی بادشاہ نوری کے پنجہ مبارک کا نشان،
 سینہ فراخ، بازو قوی تھے۔ داڑھی مبارک بقدر ایک قبضہ کے سفید، سر کے بال دراز زلفیں،
 آپ کے جسم مبارک میں کچھ ایسی خوشبو تھی کہ جس کو چہرے سے گزرتے خوشبو پھلتی جاتی۔
 آپ کا لباس سادہ کھدر کا ہوتا تھا۔ گلے میں کرتہ، سر پر دستار سبز رنگ،
 لباس کمر میں شلوار، پاؤں میں سادہ نعلین پندریہ پہنتے تھے۔

عطیات

آپ کے بعض مریدوں نے قطعاً تاراضی آپ کو نذرانہ میں دیے تھے۔ حکومت
 خالصہ کی طرف سے بھی آپ کو کچھ زمین لوجہ اللہ ملی تھی۔ ان کی دستاویزات میرے کتب خانہ
 میں موجود ہیں اور ان کی نقلیں میں نے کتاب نوشاہِ زمان میں درج کی ہیں۔ یہاں دو عطیات
 کی نقلیں لکھی جاتی ہیں۔

مہر

”ست گور مہائے رام چند“

اوم

چوں دیریں ولا موازی شش بیگمہ زمین در موضع اگریہ در وجہ میاں شاہ قل احمد
 نبیرہ حضرت نوشاہ صاحب جو در وجہ دھرم ارتقا بشار الیہ ہاں دادہ شدہ بدستور قدیمی
 معاملہ زمین مذکورہ فصل فصل سال بسال میگرفتا باشند۔ و بدعائے اقبال سد کار عالی
 مشغول باشند۔ تحریر ۱۶ ماہ سادون سن ۱۸۹۵ء۔

(مہر بگور مہائے رام چند)

-۲-

”عاطان حکومت بداندند“

”موازی دو بیگمہ زمین بصید دھرم ارتقا از ابتدائے فصل خریف سن ۱۸۹۵ء در

موضع اگر وہ بفقیر شاہ کل احمد داوہ است۔ ہرچہ حاصلات در میان زمین مذکور گرد و بشار الیہ
داوہ باشند۔ وریں باب تاکید دانند۔ اول جلد سہمشت ۱۸۹۸ ب

مقامات

حق تعالیٰ نے آپ کو بلند مقامات عطا فرمائے تھے۔

مقامِ غوثیت آپ کو نصف رات کے وقت مسجد میں بوقت ذکر دیکھا کہ آپ کے
اعضائے علیحدہ علیحدہ پڑے ہیں۔ سر، پاؤں، بازو الگ پڑے ہیں۔ ان کے دیکھتے ہی
آپ صبح سلامت ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔
کتاب تذکرہ غوثیہ میں لکھا ہے کہ جس کے اعضا بوقت ذکر علیحدہ علیحدہ ہو جائیں وہ
غوثِ وقت ہوتا ہے۔

مقامِ نوشاہیت حضرت سخی شاہ سلیمان نوری قدس سرہ کی درگاہ سے آپ کو نوشاہِ ثانی
کا خطاب ملا اور حضرت شیخ بڑھا صاحب سجادہ نشین سلیمانی نے اس کو
تسلیم کیا اور دوسرے اکابر وقت بھی اس کے قائل ہوئے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور کو
مقامِ نوشاہیت بدرجہ اتم حاصل تھا اور حقیقی طور پر نسبت نوشاہیہ عالیہ کے وارث تھے۔

مقامِ قلندریت آپ کے درویش میاں شاہ محمد گاکھڑہ والے کہا کرتے تھے کہ میرے
پیشوا حضرت نوشاہِ ثانی "غوثِ زمان اور قلندرِ وقت تھے۔ واقعات
سے ثابت ہوتا ہے کہ بابا جنگو شاہ مجذوب نے جو قلندرِ مشرب تھے۔ آپ کے کمالات اور
قلندریت کا اعتراف کیا ہے۔

مہرِ ولایت حضرت سخی بادشاہ کے پنجگانہ نشان جو آپ کی گردن پر بعالمِ روحانیت لگا تھا۔
وہ عالمِ وجود میں بھی آپ کی گردن پر موجود تھا۔ گویا یہ آپ کے لیے مہرِ ولایت تھی۔

خوارق و کرامات

آپ کے کرامات و تصرفات لاتعداد تھے۔ ان میں سے اکثر کا تذکرہ میں نے کتاب

نوشاہِ زمان میں کیا ہے۔ یہاں چند کرامات تحریر کیے جاتے ہیں۔

آپ کا ایک مرید قاسم نام تارڑ ساکن پنڈی کاوشہرِ جہلم میں
دوبتی کشتی کو بچانا کسی مقدمہ کی تاریخ پر گیا ہوا تھا۔ واپسی پر دریائے جہلم میں
 کشتی پر سوار ہوا۔ دریا کے درمیان جا کر کشتی ڈگنگا نے لگی۔ قاسم نے اس وقت آپ کو مدد
 کے لیے پکارا۔ اسی وقت کشتی سلامت پارنگ گئی۔

ایک مرتبہ آپ وڈالہ چیمہ میں تشریف لے گئے۔ اتفاقاً وہاں
ایک جذامی کو اچھا کرنا پیرچین شاہ نقشبندی مجددی آلومہاریؒ بھی وارد ہوئے۔
 ایک شخص نے دونوں بزرگوں کی دعوت کی۔ بابا روڈے شاہ فقیر ملاستی رند مشرب وہاں کا
 رہنے والا تھا۔ ایک جذامی کو ساتھ لے آیا اور کہا کہ تم دو بزرگ بیٹھے ہو۔ اگر اس کو اچھا کرو
 تو تم پر کھانا حلال ہے۔ ورنہ یہاں سے چلے جاؤ۔ چنانچہ پیر صاحب آلومہاریؒ تو خاموش
 ہو گئے۔ آپ نے اس بیمار کو اپنے ہاتھ سے ایک لقمہ کھلایا اور ایک چھڑی پر نہانے کا
 حکم دیا۔ جب اس نے غسل کیا تو اسی وقت تندرست ہو گیا۔ بابا روڈے شاہ آپ کا تعریف
 دیکھ کر سلامی ہوا۔

ایک مرتبہ آپ کسی مرید کے ہاں تشریف لے گئے۔ وہ
بھینس کا حلیہ بدل جانا چور تھا۔ رات کو کسی جگہ سے جا کر ایک بھینس چڑا لیا۔ اور
 ایک مکان میں بند کر دی۔ صبح کو کھوجی کھوج لے کر وہاں آگئے اور موقع پوچھا کہ اس کو پکڑ لیا۔
 اس نے آپ کے سامنے الحاج کی کہ اگر حضور آج مجھے بچالیں تو آئینہ میں چوری سے توبہ
 کروں گا۔ آپ نے ان لوگوں کو فرمایا کہ بھینس اس مکان کے اندر ہے تم جا کر دیکھ لو، اگر
 تمہاری ہے تو لے جاؤ۔ چنانچہ انہوں نے جا کر دیکھا تو اس کا حلیہ بدل چکا تھا۔ وہ بجانے
 سیاہ کے سرخ رنگ اور بجانے گندمی کے ڈھیل ہو گئی۔ وہ چھوڑ کر چلے گئے۔ آپ کا تعریف
 دیکھ کر وہ مرید چوری سے تائب ہو گیا۔

ایک مرتبہ مولوی غلام رسولؒ ساکن قلعہ میہاں سنگھ نے آپ کی ملاقات
 اتفاقاً سے وجد کا شوق ظاہر کیا۔ آپ اپنے مرید مخلص حکیم کرم الہی فاروقیؒ بیگو والی کو

ساتھ لے کر ان کے پاس تشریف لے گئے۔ رات کو بلاخانہ پر ڈیرہ تھا۔ مولویوں کا سارا قبیلہ آپ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ رات کو مسائلِ شریعت و تصوف کی گفتگو ہوئی۔ مولوی صاحب کا ایک شاگرد صوفیا کا منکر تھا۔ اُس نے وجد کی کیفیت دریافت کی۔ آپ نے اثنائے کلام میں بلند آواز سے پڑھا قَدْ شَفَّهَا جَبَّار۔ اسی وقت مسائلِ مذکورہ مار کر چپت سے نیچے گر پڑا۔ صبح تک اسی حالت میں رہا۔ صبح کو ہوش میں آیا تو مرید ہو گیا۔

پانچ فرزند پیدا ہونے کی دعا
آپ کی دعا سے بہت لوگوں کو خدا تعالیٰ نے صاحبِ اولاد کیا
چنانچہ میں نے کئی واقعات کتابِ نوشاہِ زمان میں درج کیے ہیں
یہاں ایک واقعہ لکھا جاتا ہے۔

آپ ایک مرتبہ بس بھڑی شاہ رحمان پر جا رہے تھے۔ راستہ میں بمقام گاڑ گولہ درگاہِ حضرت شہ نزیب صاحب پر ڈیرہ نے قیام کیا۔ وہاں ایک عورت دودھ کا جام لے کر حاضر خدمت ہوئی اور سب صاحبزادگانِ نوشاہیہ کے حضور میں عرض کی کہ یہ دودھ وہ صاحبِ پُسن جو مجھ کو فرزند زینہ خدا سے دلوائیں۔ چنانچہ کسی صاحب نے پینے کی جرأت نہ کی بلکہ کہا کہ اس کی قسمت میں کوئی لڑکا نہیں۔ حضورِ والا نے دودھ نوش فرمایا۔ اور اُس کو بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ تم کو پانچ لڑکے عطا فرمادے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو قصائے معلق پر تصرف حاصل تھا۔

پانچ روپیہ روزینہ کی دعا
آپ کی دعا سے باصفا سے اکثر لوگوں کو ان کی استعداد کے مطابق روزینے عطا ہوئے۔ چنانچہ وہ حالات کتابِ نوشاہِ زمان میں لکھے گئے ہیں۔ ایک واقعہ لکھا جاتا ہے کہ جب مولوی حکیم کرم الہی فاروقی ساکن بیگوالہ ضلع سیالکوٹ آپ کے علاقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ تو آپ نے پوچھا: تمہارا ذریعہ معاش کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا، کتابت۔ آپ نے فرمایا، یہ کام چھوڑ دو آئندہ تم کو پانچ روپے روزانہ مل جایا کریں گے جو تمہارے خرچ کے واسطے کافی ہوں گے۔ چنانچہ تا زندگی ان کو باقاعدہ روزینہ ملتا رہا۔ بلکہ آج تک آپ کی اولاد بیان کرتی ہے کہ ہم کو وہ روزینہ بحال ملتا ہے۔

ایک مرتبہ آپ ہرٹسے والد میں تشریف لے گئے۔ ایک شخص

اقبال مندی کی دعا شرف نام زمیندار روزانہ آپ کی خدمت میں آکر بیٹھا۔ آپ

نے ایک دن پوچھا، تیری کوئی حاجت ہے، اس نے عرض کیا میں نہایت غریب اور مفلس

ہوں۔ آپ نے اُس کو اپنی چھڑی اور رومال عطا کیا اور فرمایا، جا کر ننگ جاری کرے۔ آئندہ

روزہ مسافروں کی خدمت کرنا۔ تمہارا نام قیامت تک روشن رہے گا۔ چنانچہ اس کو خدا نے

بڑا غنی اور دولت مند کر دیا۔ اور اس نے تازندگی ننگ جاری رکھا۔ اور حاتم طائی کی طرح وہ سخاوت

میں بڑا مشہور ہو گیا۔ اور اُس کا نام "چودھری شرف و ذراچ" تھا حال زبان زدِ خلایق ہے۔

ایک مرتبہ آپ بیگو والد میں تشریف لے گئے اور اپنے مرید

گھوڑیاں ملنے کی دعا حکیم کرم الہی فاروقی کو فرمایا کہ ہماری گھوڑی کو مصالحہ دو۔ اٹھو

نے عرض کیا مجھے گھوڑوں سے خوف آتا ہے کیونکہ میں نے کبھی گھوڑی نہیں رکھی۔ آپ نے فرمایا

اُس وقت تم کیا کرو گے جب تمہاری حویلی میں سات گھوڑیاں بندھی ہوں گی۔ چنانچہ انہوں نے

مصلحہ دیا اور خدا تعالیٰ نے ان کو سات ہی گھوڑیاں عطا فرمائیں۔ آج تک ان کی اولاد کے

پاس بھی گھوڑیاں رہتی ہیں۔

آپ اپنے بڑے پوتے سید حافظ روح اللہ پر بڑے

پوتے کو مسخرات کی دعا مہربان تھے۔ ان کو دُعا دی تھی کہ تم ہمیشہ خوشحال رہو گے

ور تمہارا رعب و اقبال دن بدن ترقی پر رہے گا اور خلایق کا رجوع تمہاری طرف کافی رہے گا۔

چنانچہ واقعی وہ اپنے زمانہ میں اپنے اقران و معاصرین سے فوقیت لے گئے۔

ایک بار آپ موضع چک گیا میں تشریف لے گئے۔ ایک

ایک بے نماز کو سزا زمیندار بڑا مالدار و دولت مند منکر تھا۔ آپ نے اس کو

فرمایا، نماز پڑھا کر۔ اس نے کہا مجھے کاروبار میں مصروفیت ہے نماز پڑھنے کی فرصت نہیں

مٹی۔ آپ نے فرمایا، اچھا فرصت ہو جاوے گی۔ چنانچہ اُس کا مال مویشی اور اولاد سب

مر گئے اور وہ تنہا رہ گیا۔

عملیات

آپ کے عملیات آپ کے تحریر کردہ بیاضوں میں بہت پائے جاتے ہیں۔ کتاب
ترات الاقنار میں سے چند عملیات یہاں درج کیے جاتے ہیں :

اگر کوئی شخص چہل کاف کو شوقِ الہی کے واسطے یا ہر نماز کے بعد بطور
طریق چہل کاف وظیفہ پڑھنا چاہے تو قبلہ کی طرف منہ کر کے پڑھے۔ اور اگر حُب کے
واسطے پڑھنا چاہے تو شمال کی طرف منہ کر کے پڑھے۔ اور اگر حصولِ دنیا کے واسطے پڑھنا چاہے تو
مشرق کی طرف۔ اور اگر عدو کے واسطے پڑھنا چاہے تو جنوب کی طرف منہ کر کے پڑھے۔ اور وقت
معین پر اکتالیس بار بلاناغہ ہر روز پڑھے۔ اگر زیادہ جلدی حصولِ مقصد کی ضرورت ہو تو دو چہل کاف یا
سچند وظیفہ لیا کرے ان شاء اللہ مقصود حاصل ہوگا۔ چہل کاف یہ ہیں : ۱۔

کفان سربك كہ يكفيك واكفنة	كفكافها لكمين كان من حلكا
تكر كرا ككر الكرا في كبدى	تحكى مشكشكة كللك الكلكا
كفان ما بى كفان الكاف كومتة	يا كوكبا كان تحكى كوكب الفلکا

نماز فجر کے بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم بہتر مرتبہ ،
کشائشِ رزق کے واسطے پھر اسم یا با سبط ایک سو بہتر بار پڑھے۔ اول
آخر درود شریف ہزارہ گیارہ مرتبہ پڑھے۔ ان شاء اللہ فراخیِ رزق نصیب ہوگی۔

اگر کوئی مشکل کام درپیش ہو یا کوئی تکلیف ہو تو ہر نماز
کشائشِ امور کے واسطے کے بعد یہ شعر سات مرتبہ پڑھا کرے :

سَهْلٌ فَسَهْلٌ يَا اَلٰهِي كُلُّ صَعْبٍ

بِحُرْمَةِ سَيِّدِ الْاِبْرَارِ سَهْلٌ

اگر دشمنوں کا خوف ہو تو قصیدہ غوثیہ کا
دشمنوں کے شر سے بچنے کے واسطے یہ شعر ہر نماز کے بعد پندرہ مرتبہ پڑھا کرے۔

عطافى رافعة نلت المنى لى

سرمدى لا تخف الله ربى

اول گیارہ بار اور آخر دس بار یہ درود شریف پڑھے اللہ صمد علی محمد و علی آل محمد
وبارك وسلم۔

اگر کوئی شخص بیمار ہو اور صحت کی امید نہ رہی ہو تو کچے سوت کی تیشیں تیار
حصار پیران پیر بیمار کے قد کے مطابق لے کر اُس پر تیشیں گریں دسے۔ اور بیمار کے
گلے میں باندھ دیوے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ شفا حاصل ہوگی۔ اور ہر ایک گز پر حضرت پیران پیر کا
حصار پڑھ کر دم کرے۔ حصار یہ ہے: ۱۔ درود شریف ایک بار ۲۔ سورۃ الناس ایک بار
۳۔ سورۃ فلق ایک بار ۴۔ سورۃ اخلاص ایک بار ۵۔ سورۃ کافرون ایک بار ۶۔ آیت الکرسی تین بار
۷۔ سورۃ فاتحہ سات بار ۸۔ سورہ قریش تین بار ۹۔ یا حافظ یا حفیظ یا ساقی یا وکیل
یا اللہ یا اللہ یا اللہ بحق کفیع عص و بحق حمصق ایک بار۔

اگر کسی کے دل کی حقیقت معلوم کرنا چاہے تو نازہ
دل کا راز معلوم کرنے کے واسطے وضو کر کے گیارہ مرتبہ یہ آیت شریف پڑھ کر
اپنے دائیں ہاتھ پر دم کر کے اُس شخص کی پشت پر رکھے۔ وہ اپنے دل کی حقیقت ظاہر کر دیے گا۔
یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم
الحکیم۔

اگر کسی چیز کے کاٹنے کا خوف ہو تو یہ آیت شریف تین
حفاظتِ جان کے واسطے مرتبہ پڑھ کر بچونک دیوے ہرگز کوئی چیز اس کو ضرر
نہ پہنچا سکے گی۔ آیت شریف یہ ہے، وَلٰكِنْ بَعْدَتْ عَلَيْهِمُ الشَّقَاءُ۔

تصنیفات

آپ کی متعدد تصانیفات ہیں:

یہ آپ کے درود و ظایف ہیں جو آپ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے
ابستان الاوراد یا آپ کی اجازتوں سے آپ کے مریدوں کو پہنچے تھے۔ ان کو
میں نے ۱۳۶۶ء میں مرتب کر کے ابستان الاوراد نام رکھ دیا ہے۔ اس میں مندرجہ ذیل

وظایف ہیں ۱

- ۱۔ اسماء الحسنیٰ ۲۔ اسماء النبیؐ ۳۔ درود اکبر ۴۔ درود ماہی ۵۔ درود شریف
- ۶۔ سورۃ اخلاص باموکل ۷۔ سورۃ منزل باعمل ۸۔ دعائے حزب البحر ۹۔ دعائے قدح
- ۱۰۔ ہفت آیات ۱۱۔ ترکیب دو گانہ صلوٰۃ الاسرار ۱۲۔ عملیات متفرق وغیرہ مضامین ہیں۔

یہ ادبی جواہر ریزے ہیں۔ میں نے آپ کی تحریرات سے ۱۳۷۸ھ میں مرتب کر کے ثمرات الافکار نام رکھ دیا ہے۔ مضامین کے لحاظ سے اس میں سولہ باب ہیں۔

- ۱۔ مہجیات و مناقبات ۲۔ حدیث ۳۔ تصوف ۴۔ وظایف ۵۔ عملیات ۶۔ شہرت
- ۷۔ تواریخ ۸۔ لطایف ۹۔ صنایع و بدایع ۱۰۔ غزلیات ۱۱۔ رباعیات ۱۲۔ ایسا فارسی وارد
- ۱۳۔ سوال و جواب ۱۴۔ ریختے ۱۵۔ قصائد ۱۶۔ مکتوبات

آپ کی مختلف تحریرات کو ۱۳۷۸ھ میں بنام وسائط العلوم مرتب کر کے تیرہ ابواب پر تقسیم کیا ہے۔ جو یہ ہیں:

- ۱۔ قرآن مجید و قرأت ۲۔ فقہ ۳۔ تصوف ۴۔ وظایف ۵۔ عملیات
- ۶۔ تواریخ ۷۔ انساب ۸۔ لغت ۹۔ طب ۱۰۔ قصائد ۱۱۔ غزلیات ۱۲۔ اشعار
- ۱۳۔ دستخط۔

آپ گاہ بگاہ شعری کہتے تھے۔ آپ کی تحریرات میں کئی اشعار ملتے ہیں جو شاعری آپ کی طبع رسا کا نتیجہ ہیں۔ چنانچہ اورادِ فتحیہ کے خاتمہ پر آپ نے اپنے یہ اشعار دعائیہ تحریر کیے ہیں:

چشم بر خوانِ کبریاے تو ام	اسے خدا کتریں گداے تو ام
شینا اللہ زباں بد رویرہ	میرسم بر در تو ہر روزہ
چوں سگاں خفتہ در کھین من اند	نفس و شیطان کہ نھم دین من اند
پوست بر من چو پوستیں بدرند	گر چہ خوار و بی کسم نگرند
ہر چہ آنم بہ است آنم وہ	از چہیں دشمنان امانم وہ

تاریخ گوئی آپ کو تاریخ گوئی کا بھی خاص ملکہ تھا۔ کئی بزرگوں کی تاریخ نامے و ولادت یا وفات کے مادے اور قطعے آپ کی یادگار ہیں۔ جو آگے بزرگوں کے حالات طبقہ دوم میں درج کیے جاویں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

مکتوبات

آپ کا ایک مکتوب دستیاب ہوا ہے جو تبرکاً لکھا جاتا ہے جو آپ نے اپنے کسی مخلص دوست کے نام لکھا ہے، یہ ہے:

”بندۂ مشتاق، شرمندہ اخلاق، دختہ تیر فراق، سوختہ آتش فراق، بستر زنجیر
آشنائی، پھپھہ دو ال محبت و جدائی، کشیدہ غم بجران و تنہائی، فقیر قل احمد عرض میدار و
حشر دشت و کرہ و بیاباں تو دادہ مارا

سے

ازاں روزے کہ از تو دور ماندم

میان درو و عنسم مہجور ماندم

چنانچہ ماہی بے آب و مجلس بے شراب و مطرب بے رباب و آساں بے ماہ و عروس بے شاہ
و قمری بے طوق و معشوق بے ذوق و مرغ بے دانہ و زلف بے شانہ و یوسف بے یعقوب

و خسرو بے شیریں۔ پس بریں حال پُر طلال چگونہ بگذرد سے

چرخش باشد کہ بعد از انتظار ہے بامیدے رسد امیدوار سے

چرخش باشد کہ بعد از ظم کشیدن خدا روزی کند دیدار دیدن

والسلام

تحریر کتب آپ کے ہاتھ مبارک کی لکھی ہوئی بہت کتابیں عربی و فارسی، اردو و پنجابی،
نظم و نثر میرے کتب خانہ میں موجود ہیں جن کی پوری فہرست میں نے آپ کی

سوانح حیات نوشاؤ زمان میں درج کی ہے۔

سبح مہر آپ کی مہر کا بیج تھا ’محل احمد منورست ز نور اللہ‘

کتاب تکمیل الایمان مصنفہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی آپ کی مکتوبہ موجود ہے۔
 دستخط اُس کے خاتمے سے آپ کا دستخط تبرکاً نقل کیا جاتا ہے۔

تحت تمام شد کتاب تکمیل الایمان لعون الملک الوہاب بروز و لغروز ہفتہ بوقت دوپہر
 ۱۲۲۸ ھ ہجری مقدس بدست خط فقیر حقیر اضعف من عباد اللہ الصمد فقیر قل احمد نبیرہ قدوة الواصلین
 و عمدة العارفين حضرت حاجی محمد نوش گنج بخش قادری قدس سرہ العزیز ساکن موضع صادق پور
 چک ساہن پال تحریر یافت۔

ہر کہ خواند دعا طبع دارم	زانکہ من بندہ گنہگارم
الہی پیامز سہ بندہ را	نویسندہ خوانندہ بینندہ را
کاتبِ این حروف نسخ کمال	موضعِ اوست چک ساہن پال
خوش مکانے بخشم بخشہ نور	خوش زمینے بدل بخشہ حال
سگ دربار گنج بخش قدیم	بر در اوقادہ بے پر و بال
دارم امید کو ز فضل عیم	میوہ بخشہ ز گلشن افضال
بندہ پُر گناہ قل احمد	ز کفارت ذنوب کرد نقال

آپ کا طریقہ تھا کہ اپنے دستخطوں کے بعد یہ دعا تحریر فرمایا کرتے تھے: اللہم ارزقنا

ببركات هذا الكتاب حسن العاقبة وخير الخاتمة برحمتك يا ارحم الراحمين!

ملفوظات

آپ کے ارشادات کو مفصل طور پر میں نے کتاب نوشاہِ زمان میں تحریر کیا ہے۔
 یہاں چند اقوال لکھے جاتے ہیں:

فرمایا: دل کے سات پرٹے ہیں۔ اول صدر، جس میں اسلام و شیطان کا تعلق ہے۔
 دوم قلب، جس میں ایمان و عقل کا تعلق ہے۔ سوم شغف، جس میں حُب کا تعلق ہے۔ چہام
 قواد، جس میں اثباتِ ذات کا تعلق ہے۔ پنجم محبة القلب، جس میں انوارِ تجلیاتِ الہی کا تعلق ہے۔
 ششم برتر، جس میں معرفت کا تعلق ہے۔ ہفتم اخف، جس میں انا کا تعلق ہے۔

فرمایا: اجسام ارواح کا عکس ہیں اور ارواح اعیانِ ثابۃ کا عکس۔ اور اعیانِ ثابۃ
اسمائے صفات کا عکس۔ اور اسمائے صفات اسمِ ذات کا عکس ہیں۔ ۷
چوتھے پردے پر وہ نتوانی کہ بینی پر وہ ذاتش بذراتِ جہاں بنگر کہ در ہر ذرہ مرآتش
جمالِ حق ز ذراتِ صفاتش میکند جلوہ صفت در کشورِ افعال و فعل از عین آیتش
تن تو مظهرِ جانست و جہانت مظهرِ اعیان چو اعیان مظهرِ اسماء و اسماء مظهرِ ذاتش
فرمایا: کشف القبور اور کشف القلوب، اولیاء اللہ کے نزدیک ایسے مرتبے ہیں
جیسے عورتوں کو حیض و نفاس کا آنا یعنی بلوغت کے آثار ہیں۔

فرمایا: سالک کے لیے ضروری ہے کہ نماز پنجگانہ پر موانعت رکھے۔ رمضان شریف
کے روزے پابندی سے رکھے۔ تلاوتِ کلام اللہ شریف بلاناغہ کرے اور تمباکو نوشی سے
قطعاً پرہیز کرے۔ اگر ان باتوں پر عمل کرے گا تو فائز المرام ہوگا۔
فرمایا: بخت یا در اور عقل کامل انسان کے واسطے ترقی کا زینہ ہیں۔
آپ کے چند مقالے اور چند مقولے میں نے کتابِ نوشاہِ زمان میں درج کیے ہیں یہاں
طوالت کے خوف سے نہیں لکھے۔

اولادِ کرام

آپ کی شادی حضرت سیدہ حسن بی بی صاحبہ بنت سیدہ حبیب اللہ بن سیدہ خدیجہ
برخوردار سے ہوئی۔ ان کے بطن سے دو صاحبزادے متولد ہوئے:
۱۔ حضرت سید محمد امین مختار السالکین۔ ان کے حالات آگے آتے ہیں۔
۲۔ حضرت سید محمد شفیع۔ ان کا ذکر طبقہ دوم کے آٹھویں باب میں آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

تلامذہ

آپ کے شاگردوں کا سلسلہ تو وسیع تھا۔ یہاں چند نام لکھے جاتے ہیں:
۱۔ حضرت سید غلام احمد المعروف پیر پور کے شاہ برادر آئی جناب ر

- ۲- حضرت سید فیض احمد المعروف پیر کھن شاہؒ برادرِ آن جنابؒ
 ۳- حضرت سید محمد امینؒ فرزند اکبر آنجنابؒ ۴- حضرت سید محمد شفیعؒ فرزند اصغر آن جنابؒ
 ۵- حضرت سید عافظ روح اللہ بن سید محمد امینؒ نمبرہ آن جنابؒ
 ۶- حضرت سید فاضل شاہ بن سید محمد امینؒ نمبرہ آن جنابؒ
 ۷- حضرت سید عافظ محمد شاہ بن سید محمد امینؒ نمبرہ آن جنابؒ
 ۸- حضرت سید عافظ اکبر علی بن سید محمد شفیعؒ نمبرہ آن جنابؒ
 ۹- میاں محرم باقندہ ساکن سارنگ ۱۰- میاں نجات باقندہ ساکن سارنگ

یارانِ طریقت

آپ اپنے والد بزرگوار کے بعد تیس سال تک مسند آرائے خلافت رہ کر پیشوا
 لوگوں کے لیے فیض رسانی کا ذریعہ بنے۔ روایت مشہور ہے کہ ایک لاکھ پچیس ہزار کس آپ کے
 مرید تھے، جن میں اکثر صاحبِ کمال ہو کر دُور دراز علاقوں میں پھلے گئے۔ آپ کے بائیس صوبوں
 یعنی خلفائے اکبر کے نام یہاں لکھے جاتے ہیں :

- ۱- حضرت مولانا سید محمد امینؒ مختار السالکین فرزند اکبر آنجنابؒ ساہن پال ضلع گجرات
 ۲- حضرت سید محمد شفیعؒ فرزند اصغر آنجنابؒ ۳- حضرت سید عافظ روح اللہؒ نمبرہ آنجنابؒ
 ۴- میاں جیون گوجر بجاڑؒ جٹ ۵- شیخ الدین المعروف دین علی فقیرؒ گاکھڑہ کلاں
 ۶- میاں شاہ محمد المعروف میاں ساہنادر ویسؒ ۷- مولوی حکیم کرم الہی بن مولوی غلام نبی فاروقی بیگوالہ سیالکوٹ
 ۸- مولوی حکیم غلام محی الدین امام مسجد چک گٹا سیالکوٹ
 ۹- مولانا حاجی غلام قادر شایق بن مولوی حکیم شیخ احمد فاروقیؒ رسول نگر گوجرانوالہ
 ۱۰- مولوی حکیم فیض رسول فاروقیؒ لدسے والہ چیمہ گوجرانوالہ
 ۱۱- شیخ سکندر شاہؒ نور پور چاہلاں
 ۱۲- مولوی شہاب الدینؒ امام مسجد ڈھب چیمہ
 ۱۳- میاں حکیم علی محمد بجاڑؒ ڈھب چیمہ
 ۱۴- شیخ تقی محمد ذوبؒ تلونڈی خجور والی
 ۱۵- شیخ کرم شاہؒ نومسلمؒ حسن والی
 ۱۶- مولوی قطب الدینؒ حسن والی

۱۷۔ مولوی فتح دین امام مسجد سرانوالی گوجرانوالہ ۱۸۔ شیخ توکل شاہ "جہام والد"

۱۹۔ مولوی میراں بخش بن پیر بخش فاروقی "اجٹکے"

۲۰۔ شیخ بخشا فقیر خادم حاضر باش "گھٹے والد"

۲۱۔ میاں ہدایت المعروف میاں ہادو بلوچ نبی شاہ شاہ پور

۲۲۔ حاجی الحرمین شیخ فقیر اللہ بہرامی "اپلیٹ ملک کاٹھیاواڑ"

چونکہ آپ نوشاہ ثانی تھے اس لیے حضرت نوشہ صاحب کی طرح آپ کے باؤں بانو

(خلیفہ اصغر) اور بہتر امرا (خلیفہ مجاز) بھی تھے۔ ان کے اسماء گرامی کی فہرست نوشاہ زہن

میں آپ کے حالات میں درج کی گئی ہے۔

طايفہ جنات میں بھی آپ کا ایک خلیفہ میاں غلام محی الدین نام جن تھا۔

آپ کے چند تبرکات موجود ہیں:

تبرکات ۱۔ آپ کے ہاتھ کی تحریر کردہ تمام قرآن مجید و کتابیں میرے گھر میں موجود ہیں اور

میں انہیں کے طفیل فضیلت علمی سے بہرہ ور ہوا ہوں۔

۲۔ آپ کی دستا مبارک اس وقت ۱۳۸۱ھ میں صاحبزادہ ممتاز احمد بن سید کرم الہی

کے گھر میں بمقام سہن پال شریف موجود ہے۔

۳۔ آپ نے دو عدد کفنئے حقیق کے، اور اپنی نعلین مبارک اپنے مرید میاں جیون گوجر کو

عطا فرمائے تھے۔ وہ آج تک اُس کے وارثوں کے پاس بمقام چند ضلع گجرات میں ہیں۔

مدحیات

آپ کی مدح میں میرے والد بزرگوار اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ اوام اللہ

برکات نے بہت قصائد اور غزلیات لکھی ہیں جو میں نے کتاب "نوشاہ زمان" میں درج

کر دی ہیں۔ یہاں اپنی ایک نظم لکھتا ہوں۔

زہے شاہ شاہاں قل احمد ست خلقتہ بدنیانگی احمد ست

ز اولاد نوشاہ صاحب کمال بحسب علی صاحب قال و حال

بزہد و ریاضات معروف بود بطاعاتِ محبوب مشغوف بود
 بجلد جہاں مشہر نامِ شاہ قضا و قدر بندہ رام شاہ
 بنو شاہیاں ہسم چو بدر منیر تحت ولایت شہ بے نظیر
 بعدش نبودہ کے مثل وے فضلاتِ دوران شاہ ہنستے
 بظاہر باس شریعت بر باطن کلاہِ طریقت بسر
 جمالِ خدا از جہینش عیاں شب و روز سیلِ فیوض رواں
 کمالاتِ صوری و ہم معنوی عطا شد ورا از جنابِ سخی
 ز حق بود نو شاہِ ثانی خطاب بشد از سخی بادشاہ فیضیاب
 کراماتِ شاہ بے عدد و پیشمار چو خورشید ہر جاٹے نورش نثار
 بسجاوہ نشہ گنج بخشش بہجاتِ اعلیٰ دو ایند رخس

واقعہ وفات

آپ اپنے آخری ایام میں جب مریدوں پر تشریف لے گئے تو سب کو رخصت کیا اور فرمایا کرتے کہ اب ہمارا سفرِ آخرت تیار ہے۔ چنانچہ آپ سفر میں بمقام پیرکوٹ متعل احمد انگر اپنے مرید گوہر حجام کے گھر تھے کہ سرگمی کے وقت جب تہجد کے لیے اٹھے تو آپ کو سانپ ڈس گیا اور آپ صبح کو وہیں انتقال فرما گئے۔ وفات کے وقت اسم یا غفور آپ کے ورہ زبان تھا۔

جس وقت آپ کا انتقال ہوا اس وقت آپ کے پوتے **ذکر الہی کا جاری ہونا** حضرت سیدہ مافطرہ روح اللہ اور آپ کے یارانِ خواص مولوی حکیم کرم الہی ساکن بیگو والہ اور مولوی شیخ فیض رسول ساکن لدھے والہ اور شیخ بخشا فقیر بہراہ تھے۔ انہوں نے آپ کے جسدِ اطہر کو ساہن پال شریف پہنچایا۔ شیخ غلام حسن بن شیخ بڑھا سیلمانی سجادہ نشین بجلوال شریف نے آپ کو غسل دیا۔ رات کو درگاہ عالیہ نوشاہیہ کے قدموں میں آپ کا جسم مبارک پلنگ پر پڑا تھا۔ نصف رات کے وقت سب

حاضرین پر غنودگی طاری ہو گئی تو آپ کے جسم پاک سے ذکر اسم ذات جاری ہو گیا۔ چنانچہ سب نے بیدار ہو کر بگویشیں ظاہر سنا۔

حضرت قبلہ عالم مولانا سید حافظ قلی احمد پاک ذات نوشا و ثانی کی تاریخ وفات وفات بقول صاحب کتاب الفوائد منگوار کی رات، وقت نماز تہجد ۲۳ ربیع الآخر ۱۲۸۶ھ ۲۴ ساون سنہ ۱۹۲۶ء کو ہوئی۔

تقریب پجری و عیسوی کے مطابق اُس روز سوموار پڑتا ہے، اور ۲ اگست ۱۸۶۹ء تھا اور ملکہ و کٹوریہ کا سالہ جلوسی تھا۔ وفات سے دوسرے روز تابوت میں بمقام ساہن پال شریف گورستان نوشاہیہ میں اپنے والد بزرگوار کے قدموں میں دفن ہوئے۔

قطعہ تاریخ

از حاجی الحرمین مولانا غلام قادر شایق فاروقی سولنگری

منظر سبارگاہِ خانی	پہنات کہ صاحبِ معارف
شیریں سخن بقول صادق	ممتاز خاندانِ نوشہ
در وعظ مسین و محقق	دانائے شریعت و طریقت
بر خلقِ خدا رحیم و شفیق	افصح بمقال و صاحبِ حال
در کشفِ وقیعتہ ہا مدق	در خواندن شعر خوش بیانی
اصلش قلی احمد ست فانی	نامش بقول احمد ست مشہور
در صدرِ نبیرہ ریخت بے شق	اسرارِ طریقتی کہ میداشت
باروژہ نوشہ گشت طوق	از لدغہ مار شد شہیدے
سہ شنبہ بقی شدت کھنق	از بیت سیم ربیعِ آخر
وہ وہ متشیرع و محقق	جستم چو سنین او خود گفت

لے حضرت سید حافظ قلی احمد کا ذکر اسی جلد کے دوسرے طبقے میں بھی لکھا جائے گا۔ شرافت

قلعہ دیگر

از حضرت مولانا مفتی غلام سرور قریشی لاہوری

کُل احمد بود چو ہمنام احمد رفت زان آخر بوقتِ خاتمہ در مجلسِ ختمِ الرسل احمد
چو جُست از ساقی دل سرورِ سرست تاریخش نداشت دریافت جامِ بخودی جزو کُل احمد

مادہ ہائے تاریخ

- ۱۔ از آیت شریف سبحن الذی اسوی بعدہ لیلًا ۱۲۸۶ م
- ۲۔ ذَلِك الْقَوْمُ الْعَظِيمُ ۱۲۸۶ م
- ۳۔ خورشیدِ دینِ محمدی ۱۲۸۶ م
- ۴۔ فروغ ۱۲۸۶ م

حضرت مولانا سید شاہ محمد امین مختار السالکین نوشاہی قدس سرہ

در مناقب ذاتِ پاک حضرت شاہِ امین

در سہنپال ست بحر عشقِ او ہر دم رواں

زبدہ آفاق محمد امین	عارف باللہ محقق مستین
قدوہ ابرار و حمید الزمان	سدوہ زبا و سعادت قرین
فخر زمن قبیلہ نوشتا ہیاں	کعبہ اقطابِ زمان زیب دین
شمعِ جمالش چو قمر روشن ست	در زہِ عشاقِ محبت گزین
ہست شرافتِ ہدیش سائلے	یافتہ از لطفش کو تر شمین

آپ غریقِ بحیرِ توحید، سائر میدانِ تجرید، وجود انوارِ رحمانی، نمونہ صفاتِ اوصافِ جمیلہ ربانی، صاحبِ فنا و بقا، مرکزِ دائرہ تسلیم و رضا، سرگروہِ اہل بیتِ رسالتِ نبویہ، حلقہِ روشن ضمیرانِ اہلِ فتوت، صاحبِ حقِ الیقین، سلطانِ العارفین، صاحبِ ذوقِ و شوقِ تھے۔ آپ حضرت مولانا سید حافظِ قل احمد پاک ذاتِ نوشاہِ ثانی ابنِ سید حافظِ الہی بخش منظرِ حقِ نوشاہی بر خور داری کے فرزندِ اکبر اور مریدِ خلیفہِ اعظم تھے۔

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت سیدہ حسن بی بی تھا۔ بنتِ سید حبیب اللہ بن

سید خدا بخش بن سید شاہ نقی بن سید رحمت اللہ عارف بن سید حافظ محمد بر خور دار

بحر عشق۔

نام و لقب آپ کا اسم گرامی محمد امین، کنیت ابو الفاضل، القاب مختار السالکین، متوکل تھے۔

آپ کی پیدائش شمراٹ الافکار اور کتاب الفوائد میں ۲۵ ذیقعدہ
تاریخ ولادت وقت نماز ظہر ۱۲۴۱ھ ۸ ربیع الثانی ۱۸۲۵ء تکھی ہے۔

تعمیر ہجری و عیسوی کے مطابق اُس روز ہفتہ کا دن تھا اور یکم جولائی ۱۸۲۶ء
۸ ستمبر ۱۸۸۳ء تک۔ آپ کے والد بزرگوار نے آپ کی تاریخ میں یہ اشعار لکھے،

از ولادت امین برخوردار سال تاریخ گفتش مختار

۱۲۴۱ ۱۲۴۱

عہ بشادی بگفتا بلند اخترم

۱- از آیت شریف الخیرات ۱۲۴۱

۲- مرضی اللہ عنہم ۱۲۴۱

۳- مظهر نکون ۱۲۴۱

آپ کو جب بزرگوار شیخ الاسلام حضرت مولانا حکیم سید حافظ الہی بخش
تخلیک و تقریر ۱۲۴۱ مظهر حق نوشاہی نے گڑھتی دی اور آپ کا نام محمد امین رکھا۔

آپ نے والد بزرگوار اور جد امجد کے اخوش میں تربیت پائی۔ اپنی پرواہی
تربیت و تعلیم حضرت خان بی بی گوہی بچپن میں دیکھا تھا۔

آپ کی عمر جب گیارہ سال ہوتی تو ۱۲۵۲ھ میں آپ کی سنت ختمہ ادا ہوئی۔ تعلیم ظاہری
اپنے والد صاحب اور حضرت مولانا سید غلام قادر بن سید عبداللہ برخوردار سے پائی۔ علم
ادب فارسی کی درسی کتابیں پڑھیں اور فن کتابت کی بھی کچھ مشقیں کیں۔

حصول علم ظاہری کے بعد آپ نے اپنے پدر بزرگوار قبلہ عالم فاضل
بیعت و خلافت حضرت مولانا سید حافظ قل احمد پاکذات نوشاہ ثانی کے دست

حق پرست پر بیعت کی اور ان کی توجہ سے مقامات سلوک پر عبور ہو گیا اور وصول الی اللہ سے
مشرف ہوئے۔ قبلہ عالم نے آپ کو خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا۔

ابتداءً احوال میں آپ نے حضرت نوشاہ گنج بخش قدس سرہ
زیارت نوشاہ عالی جاہ کے روضہ عالیہ میں چلہ کاٹا، توحضور نوشاہ عالی جاہ نے اپنے

جمال باکمال سے آپ کو نوازا اور فرمایا، بیابا کوئی فکر نہ کرو میں تمہارے ساتھ ہوں۔

والدینز رگوار نے آپ کو فرمایا، بیٹا! تم کو چاہیے کہ اپنے احوالِ عجیب کو کاشتکاری لوگوں کی نظر سے مخفی رکھو اور ستر احوال کے واسطے کاشتکاری سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں۔ چنانچہ آپ نے اپنے ملوک چاہ ظاہر یوالہ واقعہ رقبہ موضع سارنگ میں کاشتکاری شروع کی اور مدت العمر کرتے رہے۔

اوائل میں آپ کی حالت اس طرح تھی کہ غربت و مسکنت کے باعث کئی کئی روز فقر و فاقہ فاقہ سے گزر جاتے اور آپ جلاتے نہ تھے۔ گویا فقرِ تمکری کے پورے پورے وارث ہونے پر ہمیشہ دست با کار و دل بایاد رہتے۔

آپ نماز کی جماعت خود کرایا کرتے۔ آپ کی قرأت نہایت موثر ہوتی تھی۔ جو تاثیر قرأت ایک بار سن لیتا گرویدہ ہو جاتا۔

تعمیرِ روضہ نوشاہہ جب ۱۲۵۸ھ میں روضہ عالیہ حضرت نوشہ صاحبہ تعمیر ہوا اور آپ کے والد ماجد کے اہتمام سے کام ہو رہا تھا اس وقت آپ کی عمر مبارک ستر سال تھی۔ آپ اپنے ہاتھوں سے کام کرتے تھے۔ اور خدمتِ درگاہ میں کافی حصہ لیتے تھے۔ بزرگوں سے منقول ہے کہ ۱۲۵۹ھ میں

شادی میں غوثِ وقت کی شمولیت آپ کی شادی ہوئی تو جس روز گاؤں میں ڈرک روٹی تقسیم کر رہے تھے تو ایک لشکوٹ بند درویش آکر اس تقریب میں شامل ہوا۔ آپ کے والد ماجد حضرت نوشاہ ثانی نے اس کے چلے جانے کے بعد فرمایا یہ غوثِ وقت تھا۔ میں نے اس غوث کا پورا واقعہ آپ کی سوانح حیات "مرآة الایمن" میں درج کیا ہے۔

معمولات

آپ عبادتِ الہی میں بڑے سرگرم تھے۔ نماز پنجگانہ پر مواظبت رکھتے۔ روزانہ عبادتِ برکتِ نصف شب بیدار ہو کر وضو کر کے پچھلے نوافلِ تہجد لو افراستے اور کلمہ طیبہ اور درود شریف ہزارہ کے وظیفے کر کے مل جوتے یا گٹھواں چلاستے کیونکہ آپ ذراعت کیا کرتے تھے فجر کی نماز کے بعد تلاوتِ کلام اللہ شریف کرتے، کم از کم سوا سی پارہ ضرور منزل کرتے۔ یہی کلمہ

فریاد نامہ پنجاب غوثیہ جو آپ کے جد ماجد حضرت مولانا سید حافظ محمد حیات ربانیؒ نے نظم کیا تھا ،
پڑھا کرتے ، جس کا پہلا شعر یہ ہے :

اے شاہِ ملکِ معرفت فریاد رس فریاد رس

اے ماہِ ملکِ منقبت فریاد رس فریاد رسؑ

آپ نوافلِ اشراق ، ضمنی اور اوایین بلاناغہ پڑھا کرتے اور گاہ بگاہ نوافلِ تسبیح بھی پڑھتے ۔
آپ رمضان شریف کے روزوں کے علاوہ نفلِ روزے بھی رکھا کرتے تھے
نفلی روزے ایامِ بیض کے روزے ہر ماہ میں رکھتے ۔ جہادِ بالنفس کا خاص خیال ہوتا ۔
جس روز بارش جوتی یا آسمان ابر آلود ہوتا اُس روز بھی روزہ رکھ لیتے ۔ اور فرمایا کرتے روزہ
خواص کی غذا ہے ۔

قرآن مجید کی محبت آپ کو قرآن مجید سے خاص محبت تھی ۔ چھوٹی تعطیج کی حامل شریفین
ہر وقت اپنے پاس رکھتے جہاں قدرے کام میں وقف ملتا وہیں تلاوت
فرمائیے ۔ آپ کی روحانی غذا قرآن کریم تھا ۔

قرآن کریم کی قدس شناسی آپ قرآن کریم سننے کے بھی شایق تھے ۔ اگر کسی کو پڑھتا ہوا
سننے تو اس کی قدر کرتے ۔ ایک مرتبہ آپ گھنے والہ
میں تشریف لے گئے وہاں مسجد میں مولوی کرم الہی سورہ یس پڑھ رہے تھے ۔ ان کی آواز اچھی تھی
سن کر بہت محظوظ ہوئے اور ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی ۔

اخلاق و عادات

آپ متقی تشریح ، صوفی کامل ، ولی عابد تھے ۔ آپ کے عادات بزرگانِ متقین سے
ملتے تھے ۔ ہر ایک کام میں راست بازی کرتے ۔ کسی وقت یا بد خدا سے غافل نہ ہوتے ۔ ہر کسی
کے ساتھ محبت سے پیش آتے ۔ آپ کی شفقت کو دیکھ کر دشمن بھی ملیع ہو جاتے ۔ اپنے
خانگی کام کاج اپنے ہاتھ سے کرتے ۔ چوپایوں کو چارہ اپنے ہاتھ سے ڈالتے ۔ گائیوں ،
بھینسوں کا دودھ اپنے ہاتھ سے دہ لیتے ۔ اپنی سواری کے واسطے گھاس خود لے آتے ۔

سادہ مزاج ، لاطع ، بے سوال ، اہل مروت ، صاحبِ خلقِ محمدی تھے۔ تبحر و فخر و غرور آپ میں ہرگز نہ تھا۔ بڑوں کا ادب کرتے۔ کتابت ، قرأت ، زراعت ، تدریس سے مخلوقِ خدا کی خدمت کرتے۔ صنم کل اور خوش اخلاق تھے۔ جب کلام کرتے تو نہایت شیریں ہوتی۔ بسا اوقات اثنائے کلام میں آنسو بہہ جاتے۔ اہل قناعت و ایثار تھے۔ دوسروں کی حاجت کو اپنی حاجت پر مقدم رکھتے۔ کسی امر میں شریعت کا خلاف نہ کرتے۔ جب سفر میں جاتے تو دینِ اسلام کی تبلیغ کرتے اور جب واپس گھر آتے تو اپنے تمام برادران اور ہمسایوں اور یتیموں اور بیواؤں کی خبر گیری کرتے۔ بیماروں کی عیادت کرتے۔ دیہات گرد و نواح دن کل سازگ ، اگر وہ یہیں جا کر اپنے اجاب اور ارادت مندوں کے حالات سے آگاہی پاتے۔ ہر ایک کی دلداری کرتے۔ اپنی اولاد کو لکھنے پڑھنے کی تاکید فرماتے غرضیکہ تمام اوصافِ حمیدہ سے موصوف تھے۔

آپ کے فرزند اصغر حضرت سید حافظ محمد شاہ سے منقول ہے کہ چاہ ظاہر یو الہ بہت ایثار پرانا ہو کر منہدم ہو گیا تو سب شرکانے ارادہ کیا کہ نیا کنواں تیار کیا جاوے۔ تو آپ نے اپنی ملکیت زمین سے چند مرلے جگہ عطا فرمائی اور اس میں کنواں لگوایا گیا۔

فقیر سید شرافت عافہ اللہ کہتا ہے کہ تازمانہ حال ۱۳۸۱ھ میں وہ کنواں موجود ہے۔ آپ کے پوتے سید کرم الہی بن سید فاضل شاہ سے منقول ہے کہ ایک غریب پوری مرتبہ مجھ کو بچپن میں آپ اپنے ساتھ سفر میں لے گئے۔ ایک دن فتح گڑھ ضلع سیانکوٹ میں پہنچے۔ تو بس مرید کے ہاں ڈیرہ تھا وہ بہت مجلس و نادار تھا۔ آپ نے ازراہ رشتہ ضمیری ان کی حالت سے مطلع ہو کر فرمایا تم کوئی فکر نہ کرو۔ اپنے پاس سے ان کو موٹی عطا فرمائی۔ انہوں نے اس سے چاول نکال کر پکائے اور ہم نے کھائے۔

ایک مرتبہ آپ حضرت نور شاہ ولی کے عرس کی تقریب پر بمقام چک گیا تبلیغ اسلام (ضلع سیانکوٹ) تشریف فرما تھے۔ سماع و وجد ہو رہا تھا۔ ایک مشکبر سکہ بعد اپنی جورو کے وجد والوں سے تسخر کرنے لگا۔ آپ نے نعرہ لگایا تو وہ دونوں مرد عورت تڑپنے لگے۔ افاقہ ہونے پر حلقہ اسلام میں داخل ہوئے اور آپ سے بیعت کی۔

جہادِ بانفس آپ نفس کی مخالفت سے کبھی فارغ نہ رہتے اور غذا خواہ کیسی بے لذت ہوتی طیب خاطر سے کھا لیتے اُس سے نفرت نہ کرتے۔ ایک روز ایک مرید کے ہاں تشریف لے گئے اُن سے غلطی سے ہانڈی میں نمک زیادہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ وہ سخت تلخ ہو گئی آپ بلا دھڑک تناول فرما گئے اور بالکل نہ جتایا۔ جب انھوں نے خود کھایا تو معافی مانگنے لگے۔ آپ نے فرمایا تمہارا کوئی قصور نہیں جیسا خدا نے ہم کو بھیجا ہم نے کھا لیا۔ نفس کو لذت پہنچانا ہمارا مقصد نہ تھا۔

اشعارِ خوانی آپ کبھی کبھی یہ اشعار پڑھا کرتے اسے

در مسکنِ مورخانہ مار کہ دید در گردنِ اہلِ خرقہ زُنار کہ دید
ایں بجزواں از زناں وفا می طلبند اسپ وزن و شمیر وفا دار کہ دید

ہم جو آئے مثلِ شبِ سیرِ گلشنِ کر چلے آہِ حسرتِ دلِ بھری اور چشمِ تر غم کر چلے
دیکھ لے لے باغیاں اپنا چمن ہم گھر چلے کونجاوے اس طرح سوں جس طرح سوں ہم چلے

سے رات وہاں معشوقاں اگے عاشق رہنے خدمتگار راگ اونہائے آہیں نعیمی رومون جھکھن زار و زار
راز اونہائے چپ رہنے بھلیاں بربیاں ہندی سار اس خدا کر سے کم آساں جاں دون تاں چھو دن تار

سے گل گئے گلشن گئے جگل دھتورے رو گئے چل گئے عاقل جہاں سے بے شعورے رہ گئے
آپ میانہ قد، رنگ گورا چٹا، بلند بینی، کشادہ پیشانی، واڑھی مبارک
علیہ اقدس سفید بقدر تچہ انگشت دراز، سر کے بال کانوں کی لوتک، جسم مبارک
طاقتور تھا۔

آپ سفید لباس کو بہت پسند رکھتے تھے۔ فرماتے تھے کہ سفید کپڑا اس لیے
لباس بہتر ہے کہ جب میلا ہوا پھر صاف کر لیا۔ آپ گلے میں سادہ کرتہ اور سر پر

سفید دستار رکھتے تھے۔ آخر عمر میں ٹوپی رکھتے جو پیالہ کی طرح ہوتی۔ کمر میں تہبند نسواری رنگ اور اوپر چادر سفید کھدر کی ہوتی۔ سردیوں میں سیاہ کھبل (مُجورا) اوڑھتے تھے۔

آپ جب نیا کپڑا پہنتے تو چند مرتبہ سورہ انکوثر پانی پر پڑھ کر کپڑے پر چھڑک لیتے پھر پہنتے۔ سب کھانوں میں سے آپ کو چھپدار مرغن پراوٹھے بمبوشکر اور گوشت اور حلوہ غذا مرغوب تھے۔

خوارق و کرامات

آپ کے خوارق بہت ہیں جو میں نے آپ کی سوانح حیات "مرآة الایمن" میں درج کیے ہیں۔ تبرکاً چند کرامات یہاں تحریر کیے جاتے ہیں۔

آپ کے علم زاد بھائی سید واصل حق لاہوریؒ سے منقول ہے کہ ایک زمین کاٹے کرنا مرتبہ آپ سرگمی کے وقت ساہن پال شریف سے چلے اور تھامیل کا فاصلہ پیادہ چل کر ظہر کو امرتسر پہنچے اور ظہر کی نماز وہاں جا کر ادا کی۔

چودھری پیراں دتہ وڑائچ ساکن تلونڈی راہ والی کے ہاں اولاد زینہ نہیں تھی تو لید فرزند ایک مرتبہ آپ وہاں تشریف لے گئے اور ان کو بشارت دی کہ تمہارے گھر لڑکا پیدا ہوگا جو لمبی عمر والا ہوگا۔ چنانچہ حضور کی دعا سے لڑکا پیدا ہوا جس کا نام اروڑا رکھا گیا۔ وہ نوے سال کی عمر پا کر فوت ہوا ہے۔

اروڑا بن پیراں دتہ وڑائچ مذکور پر بڑھت کا دورہ تھا۔ اس کی وسعت رزق کی دعا والدہ نے حضور کے آگے التماس کی تو آپ نے ان کے حق میں دعا کی۔ خدا تعالیٰ نے ان کے رزق میں وسعت دی۔

ایک مرتبہ آپ نہالوچک میں تشریف لے گئے۔ کرم الہی ترکھان کی والدہ دولت مندی کی دعا نے بوجہ افلاس یینا کا ساگ پکایا۔ آپ نے اُس میں سے تین تھے کھائے اور ان کے حق میں دولت مندی کی دعا فرمائی۔ چنانچہ وہ تھوڑے ہی عرصہ میں فنی و باثروت ہو گئے۔

پس خوردہ میں برکت
ایک بار آپ سراں والی مضافات وزیر آباد میں تشریف فرما تھے۔
سربندھی لوہار کی والدہ نے شام کے وقت دودھ کا ایک پیالہ آپ کو
پلایا۔ آپ نے فرمایا صبح کو اگر مکھن پہلے سے زیادہ نکلا تو سمجھنا کہ فیر نے پیاسے ورنہ سمجھنا ضائع
ہو گیا ہے۔ چنانچہ صبح کو بہت زیادہ مکھن نکلا۔

شفائے مرض
لدھا ترکھان احمدگری سے منقول ہے کہ مجھے کئی روز سے دردِ دانت
کی تکلیف تھی اتفاقاً آپ ہمارے ہاں تشریف لانے اور مجھے دم کیا۔
اسی وقت درد جاتا رہا پھر ساری عمر نہیں ہوا۔

آسید کا دفع ہونا
آپ کے پوتے سید کرم الہی سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ بوٹا مچھیانہ
کی زوجہ کو جن کا آسید ہوا آپ نے وہاں جا کر اس کو فرمایا اے
جن! نکل جا۔ چنانچہ جن اسی وقت چلا گیا اور وہ عوزت تندرست ہو گئی۔

دیوار کا چلانا
ایک مرتبہ آپ چک گپتا میں حضرت نور شاہ ولی کے عرس پر تشریف فرما تھے
ایک شخص نے کرامت کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر ہم اس
دیوار کو حکم دیں تو اللہ تعالیٰ کے امر سے چل پڑے۔ یہ فرمانا ہی تھا کہ وہ دیوار چل پڑی اور چند
فٹ فوراً آگے بڑھ گئی۔ آپ نے فرمایا: ٹھہر جا، میں نے تو ویسے ہی بات کہ دی ہے تجھے
حکم تو نہیں دیا۔

حیوانات کو وجد کروانا
ایک مرتبہ آپ سائیں الہدین فقیر کے عرس پر بمقام گا کھڑہ کلان
تشریف لے گئے۔ بہت سارے درویشوں کا اجتماع تھا۔ مجلس
سماع میں وجد ہونے لگا۔ چودھری ناصر ڈاچ منکر فقرا تھا، اس نے تمسخر کیا اور ایک شخص
پیرانام ماچھی کو پیش کیا کہ اس کو وجد ہو تو ہم جائیں۔ چنانچہ آپ نے اس پر توجہ کی، تو وہ پھرنے
لگا اور چودھری ناصر پر گر پڑا۔ چودھری کو بھی وجد ہو گیا حتیٰ کہ تمام مجلس کو وجد و ذوق ہو گیا، بلکہ
حیوانات بھی متاثر ہونے سے خالی نہ رہے۔ پھر سب لوگ معتقد ہوئے۔

اسی طرح ایک مرتبہ میر تقی شاہی کے عرس پر بمقام چک گپتا ایک بکھ تھا نیدار کو
آپ کی توجہ سے وجد ہوا۔ آپ نے اس کو درخت پر نشان کروا دیا۔

ایک مرتبہ صوبہ بن سادہ جٹ بھکیانہ نے آپ کی زراعت سے سبز
ایک چور کو سزا گندم چوری کاٹ کر اپنی بھینس کو چارہ ڈالا۔ اسی دن سے اس کے
تھنوں میں لہو اور پیپ پڑ گئی۔ آخر تین ماہ کے بعد اس نے آکر معافی مانگ لی، تو معاملہ
صحیح ہوا۔

آپ اپنے فرزند اصغر حضرت سید حافظ محمد شاہؒ کو فرمایا کرتے
اپنے بیٹے کو علم کی دعا کہ تم تفسیر حسینی کا مطالعہ کیا کرو اور وعظ و تقریر بھی کیا کرو
ہم چاہتے ہیں کہ لکھانے پڑھانے اور مسائل پوچھنے میں سب لوگ تمہارے محتاج ہوں اور تم جواب
باصواب دیا کرو۔ چنانچہ واقعی حضرت شاہ صاحبؒ آپ کی دعا سے علامہ باکمال ہوئے۔ بلکہ
آج تک ان کی اولاد فضیلت علمی سے ممتاز ہے۔

آپ کی بیٹی حضرت سیدہ محمد بی بیؒ سے منقول ہے کہ جب حضور کا وقت وفاق
اپنی بیٹی کو دعا قریب ہوا تو میں رونے لگی اور عرض کیا کہ آپ کی زندگی میں تو مجھے کسی
کی محتاجی نہ تھی۔ اب کیا کروں گی۔ آپ نے فرمایا اتم کوئی خوف نہ کرو اللہ تعالیٰ تم کو رزق کشادہ
دیوے گا۔ چنانچہ ساری عمر میں کسی کی محتاج نہیں ہوئی۔

آپ کے نواسہ سید بدوح شاہ ساکن پانڈو کے زراعت کا کام
اپنے نواسہ کو دعا کرتے تھے۔ آپ نے ان کو دعا دی تھی کہ خدا تعالیٰ تمہارے چھتے
میں برکت کرے گا۔ اور یہ نصیحت کی کہ جو نیا کام شروع کرنا ہو جمعہ کے روز کیا کرنا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ
نے ان کو بہت بابرکت کیا تھا۔

آپ کے فرزند ارجمند حضرت سید حافظ محمد شاہؒ
اپنے پوتے کو اقبال مندی کی دعا کے ہاں اولاد زندہ نہیں رہتی تھی۔ ایک دن
آپ نے فرمایا، بیٹا! اللہ تعالیٰ تم کو فرزند زینہ عطا فرماوے گا جو صاحب عمر دراز اور با اقبال
ہوگا۔ چنانچہ ان کے ہاں حضرت سید غلام مصطفیٰ متولد ہوئے، جو آج ۱۳۸۱ھ میں بچہ ہفتہ سال
زندہ موجود ہیں اور بڑے صاحب اقبال ہیں۔

آپ کے تصرفات و کرامات بہت ہیں۔ وفات کے بعد بھی آپ سے کئی حالات عجیبہ

ظاہر ہوئے ہیں جو میں نے مرآة الایمن میں درج کیے ہیں۔

عملیات

آپ کو عملیات سے بھی کچھ شغف تھا۔ بعض یہ ہیں:

نظر بد کے واسطے اگر کسی کو نظر لگا جاوے تو یہ آیت شریف پڑھ کر دم کرے: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَمَا نَفَقَمَ مِنْ نَفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِنْ نَذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا لَلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ۔

فراخی رزق کے واسطے اگر کوئی شخص فراخی رزق چاہتا ہو تو نماز فجر سے پہلے کسی جاری پانی کے کنارہ پر بیٹھ کر آیت کریمہ ایک ہزار بار بلا ناغہ پڑھے اور اس کا وظیفہ دائمی رکھے۔ اللہ کریم اس کو بہت فراخ رزق نصیب کرے گا اور تمام لوگ اُس کے شہید و مفتون ہوں گے اور اس کے کاروبار میں ترقی ہوگی اور کئی مشاہدات حاصل ہوں گے۔ آیت کریمہ یہ ہے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔

ہلاکتِ اعدا کے واسطے اگر دشمن کو دُور کرنا یا ہلاک کرنا چاہے تو یہ لفظ سات بار کنکر پڑھ کر اُس کے گھر میں پھینک دے۔ امر الہی سے وہ مغلوب یا ہلاک ہو جائے گا۔ چند روز یہ عمل کرے۔ لفظ یہ ہے:

تَپْرُطُ شَهْنَشَاہُ بُولِیِّ نَعِیْبٍ ، نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ۔

وظیفہ وہ سورہ آپ فرماتے قرآن مجید کی آخری دس سورتیں ضرور یاد کر کے روزانہ پڑھنی چاہئیں۔ بڑی برکات کا موجب ہے۔

مکتوبات

آپ کا ایک مکتوب دستیاب ہوا ہے جو آپ نے سفر سے اپنے چھوٹے بھائی حضرت سید محمد شفیع کے نام لکھا تھا۔

برادر عزیز و افریقہ خوب خصال پسندیدہ افعال برادر عزیز محمد شفیع طالعمرہ۔ ازیں صوبہ

فقیر محمد امین السلام علیکم۔ واضح باد کہ میں جائے خیریت ست و صحت سلامتی شہما از
درگاہ رب العزت مدام مطلوب۔ امید کہ انشاء اللہ تعالیٰ امروز فردا درخانہ خود خواہم رسید
ضرور بر ضرور و دانند کہ میان صاحب جو و حافظ روح اللہ بطرف شمال رفتہ اند والسلام۔
سبح آپ کے نام مبارک کا سبح یہ ہے، محمد امین ست در دوسرا

ملفوظات

آپ کا کلام نصیحت آمیز ہوتا تھا۔ چند ارشادات یہاں لکھے جاتے ہیں۔ اگر زیادہ
دیکھنے ہوں تو میری کتاب مرآة الایمن میں ملاحظہ کریں۔
فرمایا: خدا تعالیٰ کی قدرت اور بے نیازی سے ہر وقت خوف کرنا چاہیے وہ جو چاہے
کر سکتا ہے۔

فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہو تو بارش ہو جاتی ہے۔ اگر اُس سے بھی بڑھ کر
مہربان ہو تو کھرا کر دیتا ہے یعنی بادل رسنے کے بعد دُھوپ کا نکل آنا اور آسمان کا
صاف ہو جانا اعظم ترین رحمت الہی ہے۔
فرمایا: جب آدمی طعام سیر ہو کر کھائے تو کاہلی و کسلندی بڑھ جاتی ہے اس لیے
طعام کم کھانا چاہیے۔

فرمایا: علم تو سب اچھے ہیں مگر سب میں سے تفسیر اور فقہ ہم کو زیادہ پسند و مرغوب
طبع ہیں۔

فرمایا: لوافل صبحی کے بعد غذا کھا کر دوپہر کو سو رہنا چاہیے کیونکہ غذا بخوبی ہضم
ہو جاتی ہے۔ اور تہجد کے واسطے بیدار ہونے میں آسانی ہو جاتی ہے۔ یہ قیلو لہ کرنا سنت نبویؐ
فرمایا: پیر ایک ہی ہونا چاہیے۔

فرمایا: جلانے والی ساری چیزوں سے بکڑی بہتر ہوتی ہے۔ یہ پاک ایندھن ہے۔

ازواج عارفات

آپ کی دو اولیہ تھیں:

اول۔ حضرت سیدہ عزیز بی بی المعروفہ اجی بیوی یا عجب بی بی صاحبہ بنت سیدہ لطف الدین بن سید علی محمد بر خورداری ساہن پالوی، ان کے بطن سے ایک لڑکا اور دو لڑکیاں متولد ہوئیں۔

دوم۔ حضرت گوہر بی بی بنت میاں خدابخش جموعہ راجپوت، جو موضع دھنویہ خورد علاقہ حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ کے ایک صاحب علم خاندان سے تھیں۔ ان کے بطن سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئے۔

اولادِ کرام

آپ کے تین فرزندار جنہ تھے،

۱۔ حضرت سید حافظ روح اللہ

۲۔ حضرت سید فاضل شاہ۔ ان دونوں کے حالات طبقہ دوم کے زیر باب میں آئیں گے۔

۳۔ حضرت مولانا سید حافظ محمد شاہ۔ ان کا ذکر آگے آتا ہے ان شاء اللہ۔

آپ کی چار بیٹیاں تھیں جن کے نام یہ ہیں: (۱) حضرت سیدہ صالحہ بی بی

منکوہ سید محمد علی شاہ بن سید غلام محی الدین بر خورداری ساکن پانڈو کے نو ضلع گوجرانوالہ۔

(۲) حضرت سیدہ عایشہ بی بی، یہ بچہ ایک سال بچپن میں فوت ہوئیں۔ (۳) حضرت سیدہ

محمد بی بی، یہ تارکہ مجرہ زاہدہ عابدہ عارفہ پاکباز تھیں۔ (۴) حضرت سیدہ روشن بی بی

منکوہ سیدہ اصل حق بن سید پیر مکن شاہ بر خورداری لاہوری۔

یارانِ طریقت

آپ نے اپنے والد بزرگوار کے بعد چوبیس سال تک سجادہ عالیہ نوشاہیہ کو زینت

بخشی اور کافی مخلوق کو اپنے فیض سے سیراب کیا۔ آپ کے بعض یاروں کے نام یہ ہیں:

۱۔ حضرت سید حافظ روح اللہ "فرزند اکبر آں جناب" ساہن پالی شریف (گجرات)

۲۔ حضرت سید پیر فاضل شاہ "فرزند ثانی آں جناب"

- ۳۔ حضرت مولانا سید عافظ محمد شاہؒ فرزند اصغر اُن جناب ساہن پال شریف ضلع گجرات
- ۴۔ کرم دین بن ساہن تارڑ اگر وہ
- ۵۔ شمس الدین بن ساہن تارڑ اگر وہ
- ۶۔ مکھن بن خدایار تارڑ اگر وہ
- ۷۔ کالو بن خدایار تارڑ اگر وہ
- ۸۔ پیر محمد ماچھی گا کھڑہ کلان
- ۹۔ میاں کرم الہی ترکھان چک نہالو گوجرانوالہ
- ۱۰۔ میاں سربندی لوہار سرانوالہ
- ۱۱۔ اللہ دتہ حمیہ حسن والی
- ۱۲۔ اروڑا خان دراپنچ راہوالی
- ۱۳۔ بڈھا ترکھان احمدانگر
- ۱۴۔ آہی ترکھان جھام والہ
- ۱۵۔ سزاوار خاکروب
- تبرکات آپ کے سر مبارک کی ٹوپی اور درود شریف مستغاث میرے پاس موجود ہے۔

مدحیات

آپ کی مدح شریف میں میرے والد بزرگوار اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ صاحب
دام برکاتہ نے بہت غزلیں و نظمیں لکھی ہیں جو میں نے مرآة الایمن میں درج کی ہیں، یہاں اپنے
چند اشعار لکھے جاتے ہیں۔

زہے ذاتِ حضرت محمد امیں	بمکبُتقا جامعِ فتنہ و دیں
بصدق و صفا کاملِ وقت بود	بدورانِ خود مثلِ شاں کس نبود
رہ معرفت جلد پیشش عیاں	ز فیضانِ حق میشدے شادمان
بستجادہ پدرِ عالی جناب	مشرف شدہ شاہِ عرفاں مآب
ہر آنکو بدرگاہِ شاں میر رسید	بحالِ خدا از جبینش بید
پس از خدا محو بودے مدام	ز اقرانِ خود داشت والا مقام
ز صوفیہ ثمانی نبودش کسے	ز جامِ محبت بنوشیدے

واقعہ وفات

آپ ملاقہ وزیر آباد سے سفر کر کے واپس آئے تو بیمار ہو گئے۔ معصومہ متورم ہو گیا۔

حکیم فضل احمد ساکن دو بوجی مضافات سیلاں نے تین ماہ تک آپ کا علاج کیا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔
 دن بدن مرض بڑھتا گیا پھر مولوی حکیم کرم الہی فاروقی ساکن بیگووالہ ضلع سیالکوٹ نے بھی ایک ماہ
 تک علاج کیا مگر کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ روز بروز مخالفت بڑھتی گئی۔ انھیں دنوں میں آپ کے
 بھتیجے سید عافظ اکبر علی کا انتقال ہوا تو آپ بوجہ نہ چل سکنے کے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے جنازہ
 پر گئے۔

پھر آپ کو اسہال شروع ہو گئے جو اکیس روز تک متواتر آتے رہے۔ بلکہ آخری سات
 روز بخار بھی شدید ہو گیا۔ باوجود شدت مرض اور کمزوری کے آپ نماز پنجگانہ ادا فرماتے رہے۔
 اور تلاوت کلام اللہ شریف کا بھی ناغہ نہ کیا۔

شب یکشنبہ کو آپ کی پیشانی پر پسینہ آ گیا۔ سب اہل خانہ و اولاد آپ کے گرد
 آخری رات جمع تھے۔ آپ نے فرمایا تم سو رہو، سویرے اٹھ کر تم نے کام کرنا ہے۔
 آپ کی بیٹی سیدہ محمد بی بی نے عرض کیا: یا قبلہ! آپ تو ہم سے رخصت ہو رہے ہیں آپ کے بعد
 ہمارا کون منس و غمخوار ہوگا؟ آپ نے فرمایا: بیٹی! اگر خدا تعالیٰ نے مجھ کو نور ایمان بخشا تو میں
 تمہارے ساتھ ہوں گا۔

آپ نے اپنے بیٹوں سید فاضل شاہ اور سید حافظ محمد شاہ کو فرمایا کہ دونوں بھائی
 وصیتیں میری اس بیٹی محمد بی بی کی خدمت کرنا اور اپنی بیویوں کو منع کرنا کہ اس کو کوئی تکلیف
 نہ پہنچاویں۔ اور فرمایا: نماز پنجگانہ قائم رکھنا، رمضان شریف کے روزے پابندی سے رکھنا،
 اور قرآن مجید کی تلاوت بلا ناغہ کیا کرنا۔ اور تمباکو نوشی سے پرہیز رکھنا۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دین و
 دنیا کے سب کام سنوارے گا۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا: مجھے شہد چٹاؤ چٹاؤ کئی بار آپ کو شہد چٹایا گیا
 آخری وقت تمام رات آپ ذکر الہی میں رطب اللسان رہے۔ آخر تہجد کے وقت
 آپ کی روح قفسِ منبری سے پرواز کر گئی اور محبوبِ حقیقی سے جا واصل ہوئی۔

آپ کو مولوی غلام حسین امام مسجد ساہن پال شریف نے غسل دیا اور کھد ر سفید کا
 تہبیز و تکفین کفن پہنایا گیا۔ ظہر کے وقت آپ کا جنازہ آپ کے چھوٹے بھائی حضرت

سید محمد شفیعؒ نے پڑھایا۔ جنازہ پر کافی مخلوق جمع ہو گئی تھی۔

حضرت مولانا سید شاہ محمد امینؒ کی وفات کتاب الفوائد میں شب یک شنبہ تاریخ وفات وقت نماز تہجد، ۱۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۰ھ، ۲۷ پوہ ستمبر ۱۹۲۹ء لکھی ہے۔
تعمیم پجری و عیسوی کے مطابق اُس روز ۸ جنوری ۱۸۹۳ء تھا۔ آپ گلزار ساہنپال شریف
گورستان نوشاہیہ میں اپنے والد بزرگوار حضرت نوشاہ ثانی کے قدموں میں ہے۔

قطعہ تاریخ

از اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ نوشاہی دام برکاتہ
محمد امین فوت شد نیک خو . امین و حیم و ولی پاک رو
چو پرسی ز ترحیل آں کان جوڈ . بگو بخشش حق ز تاریخ او
۱۳۱۰

ماہ ہائے تاریخ

- | | |
|-------|--------------------|
| ۱۳۱۰ھ | ۱۔ ولی بیدار مغز |
| ۱۳۱۰ھ | ۲۔ گلزار منسبح فیض |
| ۱۳۱۰ھ | ۳۔ زی عصمت |

عنہ حضرت سید محمد امین کا کچھ ذکر اسی جلد کے دوسرے طبقے میں لکھا جائے گا۔ شرافت

حضرت مولانا سید حافظ محمد شاہ نیک خستہ نوشاہی قدس سرہ

در مناقب ذاتِ پاکِ افتخارِ اولیا

حضرت سید محمد شاہ مخدوم جہاں

قلبِ اقطابِ زمانِ سید محمد شاہ پیر	مقدماتے واصلانِ سید محمد شاہ پیر
آفتابِ اوجِ عزتِ والی ملکِ بقا	رہنمائے گمراہانِ سید محمد شاہ پیر
واقفِ اسرارِ اذلی شمعِ بزمِ معرفت	پیشوائے سالکانِ سید محمد شاہ پیر
عالمی دینِ محمدِ نائبِ ذاتِ رسول	بادشاہِ کاطلانِ سید محمد شاہ پیر
مخزنِ سرِ حقیقتِ صابر و شاکرِ سخی	مرہمِ خستہ دلاںِ سید محمد شاہ پیر
وارثِ علمِ نبی شاہنشاہِ اہلِ کمال	کعبۂ قدوسیوںِ سید محمد شاہ پیر
فخرِ عالمِ شاہِ اعظمِ نورِ نوشہ گنجِ بخش	ہستِ محبوبِ جہاںِ سید محمد شاہ پیر
کامل و اکمل ولی در خاندانِ قادری	قلبہ نوشاہیاںِ سید محمد شاہ پیر
مکرمترینِ خادماںِ احقرِ شرافتِ پُر گناہ	دستگیر بے کساںِ سید محمد شاہ پیر

آپ عاشقِ ذاتِ خدا، محبوبِ معرفتِ کبریا، عالمِ بے ریا، عارفِ بے ہمتا
 اوصافِ جمیلہ قدوہ واصلانِ درگاہ، زبدۂ عارفانِ فیضِ پناہ، عمدۂ اقطابِ زمان،
 امامِ اوتادِ جہان، ظاہرِ بشریتِ آراستہ، باطنِ بطریقتِ پیراستہ، صاحبِ خلق و محبت
 و علم و علم و زہد و سخاوت و ذوق و شوق تھے۔ آپ حضرت مولانا سید شاہ محمد امین مختار اساکین
 بن سید حافظ قل احمد پاکذات نوشاہی ثمانی برخورداری کے فرزندِ اصغر اور مرید و خلیفہ اکبر و
 سجادہ نشین تھے۔

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت گوہر بی بی تھا جو حضرت مولانا خدابخش عرف ججو بہ
 ساکنِ دکنویہ خور و ضلع گوجرانوالہ کی صاحبزادی تھیں ابن مولانا سلطان محمد بن مولانا مستقیم بن
 مولانا مکرم۔

آپ کی ثانی کا نام حضرت امیر بی بی تھا۔

نام و لقب آپ کا نام نامی محمد شاہ، کنیت ابوالمصطفیٰ، القاب نیک اختر، شاہ صاحب، بدرالاولیاء تھے۔
تاریخ ولادت آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۸۱ھ مطابق ۱۸۶۵ء موافق سنہ ۱۹۲۱ء میں
بمقام ساہن پال شریف ہوئی۔

مادہ ہائے تاریخ

۱۔ از آیت شریف یقلون آیت اللہ اناء الیل وہم لیسجدون۔ ۱۲۸۱ھ

۲۔ نیک اختر ۱۲۸۱ھ

۳۔ فرزند خوشدل ۱۲۸۱ھ

۴۔ فرزند فرخ نہاد ۱۲۸۱ھ

۵۔ مشہور خلق ۱۲۸۱ھ

تخنیک و تسمیہ آپ کے جد امجد حضرت قبلہ عالم نوشاہ ثانی نے آپ کو گڑھی وی اور آپ کا
نام محمد رکھا جو بعد میں محمد شاہ مشہور ہوا۔

آپ نے آغاز میں اپنے دادا صاحب کے آغوش میں تربیت پائی۔ حضرت نوشاہ ثانی
تربیت آپ کے ساتھ بڑی محبت رکھتے۔ رات کو اپنے پاس سلاتے۔ جب آپ کلام
کرنا سیکھے تو آپ کو گلہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد سول اللہ سکھایا اور اس کے پڑھنے کی تلقین
فرمائی۔

آپ نے قرآن مجید اپنے والد اکرم حضرت مولانا سید محمد امین سے پڑھا۔ پھر پند نامہ
تحصیل علوم کریما، نام حق، پند نامہ شیخ عطار اپنے حقیقی چچا حضرت سید محمد شفیع سے پڑھے۔
اس کے بعد چندے حضرت مولانا سید غلام قادر بن سید عبداللہ برخورداری سے بھی تعلیم پائی۔

۱۲۹۴ء میں جبکہ آپ کی عمر تیرہ سال تھی۔ جناب والد صاحب آپ کو گاکڑہ کلان میں مولوی
جمال الدین حنفی کے درس میں چھوڑ آئے۔ آپ نے فارسی ادب کی کتابیں گلستاں و بوستان سعدی
و زبغانے جامی و سکندر نامہ نظامی و بہار دانش عنایت اللہ لاہوری اور فقہ کی مسرہ بی کتابیں

فیۃ المصلیٰ اور خلاصہ کیدانی، اور طب کی فارسی کتابیں میزان الطب وغیرہ وہاں سے پڑھیں۔ عرصہ پانچ سال میں علوم دینیہ سے فارغ ہو کر ۱۲۹۹ھ میں واپس تشریف لائے۔

علم ظاہری کے بعد آپ نے باطن کی طرف رجوع کیا اور اپنے والد بزرگوار حضرت مولانا سید شاہ محمد امین مختار السالکین نوشاہی کے ہاتھ مبارک پر بیعت کی اور تھوڑے ہی عرصہ میں مقامات سلوک قادریہ نوشاہیہ پر عبور حاصل کر کے خلافت طریقت اور اجازت سے مشرف ہوئے۔

والد بزرگوار کے بعد اپنے جد امجد کے چھوٹے بھائی حضرت سید پیر مکن شاہ لاہوری کی صحبت سے بھی فوائد حاصل کیے اور بعض اشغال کی اجازتیں پائیں۔ اس کے علاوہ حضرت پیر محمد علی شاہ بن پیر غلام محی الدین کرمانی قادری شیرگڑھی سے بھی کامل فیض پایا۔ ان کی توجہ عالی سے آپ کا افتتاح احوال ہوا۔

درگاہِ نوشاہِ عالیجاہ کی مرمت آپ کے زمانہ خلافت و سجادگی میں درگاہ عالیہ حضرت نوشہ صاحب کی مرمت و سفیدی ہوئی۔ ۱۳۱۱ھ تھا۔ سائیں عبداللہ درویش نے اپنے مصارف سے کروائی۔ مہارکانام محمد الدین تھا۔ سارا کام آپ کی مختاری و سرکردگی میں ہوا۔

معمولات

آپ بڑے صاحبِ عبادت و ریاضت تھے۔ اوراد و اشغال سے اپنے اوقات کو معمور رکھتے۔ آپ کے وظائف کی پوری تفصیل میں نے آپ کی سوانح عمری الموسوم بہ تذکرہ محمد شاہی میں درج کی ہے یہاں مختصراً لکھا جاتا ہے۔

آپ بوقتِ نصف شب اٹھ کر وضو کر کے بارہ رکعت نوافل تہجد وظائفِ شبانہ روز ادا فرماتے۔ اگر کبھی وقت کم ہوتا تو آٹھ رکعت پڑھ لیتے۔ لیکن تمام عمر کبھی نافرمانی نہیں کیا۔

اس کے بعد قطب کی رُخ کر کے سورہ منزل شریف گیارہ مرتبہ پڑھتے۔ کبھی پانچ محل اجابت

کے ساتھ پڑھتے کبھی دو محل کے ساتھ۔ پھر قبلہ دو زانو بیٹھ کر کل طیبہ گیارہ سو مرتبہ، درود شریف ہزار
گیارہ سو بار، درود شریف مبارک گیارہ سو بار، درود شریف خضریٰ گیارہ سو بار، آیت کریمہ ایک ہزار
بار، اسم اعظم ایک ہزار بار، سورہ اخلاص ایک ہزار بار، استغفار دو سو مرتبہ پڑھتے۔ پھر
سنت اور فرض فجر کے درمیان اکتالیس مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھتے۔

نمازِ فجر ادا کرنے کے بعد اسم ذات اللہ ایک ہزار بار۔ اور تسبیح سبحان اللہ و بحمدہ
ایک ہزار بار پڑھتے۔ سورج نکلنے تک مراقبہ کرتے۔ پھر نوافل اشراق چار رکعت ادا کر کے وظائف
سے فارغ ہوتے اور دعائے نیر مانگتے۔

قرآن مجید کی تلاوت بلا ناغہ ایک منزل کرتے۔ فہمی بشوق کے طریقہ کے مطابق ایک ہفتہ میں
ختم کیا کرتے۔ قرآن مجید آپ کی روحانی غذا تھی۔ کثرت تلاوت سے قرآن کریم آپ کے قلب میں
ایسا رچ گیا تھا کہ بسا اوقات آپ سوتے ہوئے بھی قرآن مجید پڑھتے رہتے تھے اور لوگ پاس بیٹھے
سننے لگتے۔

نمازِ عصر کے بعد بھی استغفار دو سو بار اور اللہ الصمد ایک ہزار بار پڑھتے۔ نمازِ شام
تک کسی سے کلام نہ فرماتے۔ حضرت نوشہ صاحبہ کے اس ارشاد پر پورے پورے عامل تھے۔

بعد عصر کے چپ کر رہے

شام تک ایہ حاضر رہے

ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی اور تسبیح فاطمہ ضرور پڑھا کرتے۔ نماز پنجگانہ پر مواظبت رکھتے۔
نوافل ضحیٰ آٹھ رکعت ادا فرمایا کرتے۔ شام کے بعد او ایمن چھ رکعت پڑھتے۔ گاہ بگاہ نماز تسبیح
بھی ادا فرماتے۔

آپ نماز باجماعت ادا فرمایا کرتے۔ اکثر اوقات جماعت بھی خود کروایا کرتے۔ نماز
جماعت فجر میں قرات طویل کرتے۔ مثلاً سورہ اعراف، ہود، یوسف، مریم، طہ،
انبیاء، نمل، قصص، مؤمن، رحمان، مرسلات وغیرہ پڑھا کرتے۔ آپ کی قرات بڑی پُر تاثیر
ہوتی۔ بعض مرتبہ مقتدی کثرت تاثیر کی وجہ سے گریہ وزاری کرتے تھے۔

ایک مرتبہ میں نے خود دیکھا کہ ٹاکمڑہ کلان میں آپ فجر کی جماعت کروا رہے تھے۔

ایک آدمی کو ایسا وجد ہوا کہ وہ تڑپنے لگا اور دونوں صفوں کے درمیان تڑپتا ہوا اور لیٹتا ہوا جنوب سے شمال تک چلا گیا اور ہُو ہُو کا ذکر اس کو جاری ہو گیا۔

آپ اگر کبھی اذان دیتے تو اس کی تاثیر سے بھی لوگ نہایت خوشوقت ہوتے اور اذان بعض اوقات کئی اشخاص کو وجد ہوتا بھی دیکھا گیا ہے۔

آپ رات کو بزرگانِ سلف کی طرح نوافل میں مصروف رہا کرتے۔ کبھی دو سو نوافل کی کثرت رکعت، کبھی پانسو رکعت نوافل ادا کیا کرتے۔ کبھی نوافل میں قرأت

طویل پڑھتے، تو آپ کا قیام لیا ہوتا ایک روز سیدہ طلحہ بنتی بنت سید قطب الدین برخوردارؒ نے حضور سے پوچھا، بھائی جی! میں رات کو جب کبھی بیدار ہوتی ہوں تو دیکھتی ہوں کہ آپ کے کونٹے پر کوئی آدمی روزانہ کھڑا ہوتا ہے اور میں کئی راتوں سے دیکھتی ہوں کہ وہ کھڑا ہی رہتا ہے۔ وہ کون شخص ہے۔ آپ نے انھانے احوال کی وجہ سے فرمایا کوئی ہوگا۔

آپ رمضان شریف کے روزے پابندی سے رکھتے۔ تراویح میں رکعت پڑھتے۔ عجمت روزہ خود کرواتے۔ تمام عمر آخری عشرہ رمضان شریف مسجد میں اتکاف بیٹھے رہے۔ اذکار و افکار و اوراد و اشغال میں مصروف رہتے۔ نقلی روزوں میں سے ہر ماہ میں ایام بیض کے روزے رکھتے رہتے۔ جس روز بارش ہو یا آسمان ابراؤد ہو خواہ کوئی موسم ہوتا آپ روزہ رکھ لیا کرتے۔ آپ ہر سال اپنے مال سے صدقہ فریضہ زکوٰۃ ادا کیا کرتے۔ غریبوں، مسکینوں، مسافروں، زکوٰۃ فریبوں کو اس میں سے حق ادا کیا کرتے۔ آپ نے اپنی کتاب الفوائد میں زکوٰۃ کا حساب جو سال بسال دیا کرتے تھے تحریر فرمایا ہے۔ صدقہ فطر اور قربانی بھی ضرور دیا کرتے۔

آپ اکثر با وضو رہتے۔ نلکے کا پانی تمام پانیوں سے زیادہ پسند فرماتے۔ کیونکہ طہارت تازہ اور پاک ہوتا ہے۔ غسل جمعہ و عیدین کو سنون طریقہ پر کیا کرتے۔ لباس میں پاکیزگی اور نفاقت کو مد نظر رکھتے۔

آپ رات کو بارگاہِ الہی میں زاری کیا کرتے اور مناجات کیا کرتے۔ کئی مرتبہ مناجات یہ شعر تکرار کیا کرتے

ناہیں کچھ شمار بدیاں میریاں تو ہیں بخشہاں صفتاں تیریاں

و عظمت و نصیحت مجلس میں حاضر ہوا متاثر ہونے سے خالی نہ رہا۔ آپ کی تقریر سادہ اور سُستہ ہوتی تھی۔ سامعین کو لطف آتا تھا۔ جو شخص آپ کی

زیارت درگاہِ نوشاہِ عالیجاہؒ کی ذاتِ گرامی سے بڑا عشق تھا۔ مدت اٹھارہ سال تک سرگھی کے وقت زیارتِ درگاہِ عالیہ کے لیے حاضر ہوتے رہے۔ اور فیضانِ نوشاہیہ سے بدرجہ کمال مستفیض ہوئے۔

فرصت کے وقت تصوف کی کتابوں کا مطالعہ کیا کرتے۔ اکثر اوقات آپ کے مطالعہ کتب زیر مطالعہ یہ کتابیں ہوتی تھیں:

۱۔ کشف المحجوب از حضرت داتا گنج بخش لاہوریؒ

۲۔ ایضاً العلوم از حضرت امام محمد غزالی طوسیؒ

۳۔ کیمیائے سعادت

۴۔ فتوح الغیب از حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

۵۔ غنیۃ الطالبین

۶۔ تذکرۃ الاولیاء از شیخ فرید الدین عطارؒ

کئی مرتبہ دیکھا گیا کہ کتاب سامنے رکھی ہے، مطالعہ فرما رہے اور آنکھوں سے

آنسو جاری ہیں۔

اخلاق و عادات

آپ کے اخلاق نہایت بلند تھے۔ اسوۂ حسنہ نبویہ کے مطابق انک لعلِ حنیقِ عظیم کے مصداق تھے۔ مہانوں اور مسافروں کی خدمت کرتے۔ چھوٹوں پر شفقت و رحم کرتے۔ بڑوں کا عزت و احترام کرتے۔ مسکینوں اور یتیموں کی خدمت جاں نثاری سے کرتے۔ بیماروں کی عیادت کو تشریف لے جاتے۔ کسی غریب کے گھر جانا عار نہ سمجھتے۔ مریضوں کو دوائی اپنے پاس سے مفت دیا کرتے۔ اگر کسی نے آدمی رات کو بلایا تو آپ خوشی سے چلے جاتے

اور کسی قسم کی فیس وغیرہ نہیں لیتے تھے۔ آپ کے ہاتھ مبارک میں شفا تھی۔ بے شمار مریضوں نے آپ کے انفاسِ میحانی سے صحت پائی۔ آپ اگر کبھی سفر میں ہوتے اور راستہ میں کوئی اپاہج یا بیمار دیکھ لیتے جو مشکل سے چل سکتا ہو تو خود گھوڑی سے اتر کر اُس کو سوار کر لیا کرتے اور خود ہمراہ پیادہ چلے جاتے۔ ہر روز و فصل میں سنتِ نبوی پر عمل پیرا ہوتے مگر کے کار و بار اپنے ہاتھوں سے کر لیا کرتے۔ ہانڈی پکالتے۔ دودھ دودھ لیتے۔ کپڑا سی لیتے۔ ہر ایک اعلیٰ و ادنیٰ سے خوش خلقی اور نرمی سے پیش آتے۔ کسی کی دل شکنی نہ کرتے۔ غریبوں اور محتاجوں کو اپنے پاس سے قرض حسد دیا کرتے۔ جب کبھی اُن سے بِن پڑتا واپس لیتے۔ کسی پر تشدد نہ کرتے۔ بعض دفعہ غریبوں کو قرض بخش دیا کرتے۔ واپس نہ لیتے تھے۔ تبلیغی دورے بھی کیا کرتے۔ مریدوں پر سفر کرتے تو اس کا مقصد راہِ حق کی تبلیغ ہوتی تھی۔

اگر کوئی حاسد یا دشمن آپ کو ایذا دیتا تو آپ اس کے مقابلہ میں اُس کے ساتھ نیکی کرتے۔ اور انتقام لینے کی کبھی کوشش نہ کرتے اور فرماتے: ۱۰

بدی را بدی سهل باشد جزا اگر مردی آخسین الی من اَسَا

یعنی برائی کا بدلہ برائی سے لینا آسان ہے۔ مرد وہ ہے جو بدی کرنے والے کے ساتھ نیکی سے پیش آوے۔ نیز فرماتے: ۱۱

بگذر ز جو بر خصم کرم کن کہ عاقبت در محفل لذتے ست کہ در انتقام نیست

یعنی دشمن کے ظلم سے درگزر کرو۔ معاف کرینے میں وہ لذت پائی جاتی ہے جو انتقام لینے میں نہیں ہوتی۔ نیز فرمایا کرتے: ۱۲

دفا کنیم و ملامت کشیم و خوش باشیم کہ در طریقہ ما کافری ست رنجیدین

یعنی ہم دفا کرتے ہیں اور ملامت برداشت کرتے ہیں اور خوش رہتے ہیں کیونکہ ہمارے طریقہ میں ناراض ہونا کفر کے مترادف ہے۔

اگر کوئی شخص آپ کو تکلیف پہنچاتا تو آپ اُس کو ملعون نہ ٹھیراتے۔ سب کچھ حق تعالیٰ کی طرف سے دیکھتے اور فرمایا کرتے: ۱۳

من از بیگانگان مسدگز ننالم کہ با من ہرچہ کرداں آشنا کرد

یعنی میں بیگانوں سے ہرگز شکایت نہیں کرتا، بلکہ میرے ساتھ جو کچھ کیا ہے اسی دوستِ حقیقی نے

کیا ہے۔

حافظ غلام محمد امام مسجد چھپنی ساہن پال سے روایت ہے کہ حضور انور فرمایا کرتے تھے
قوتِ حافظہ کہ ہم جس سورہ قرآن مجید یا کسی آیت شریف کو حفظ کرنے کے ارادہ سے
 دو مرتبہ پڑھ لیں تو وہ بفضلِ حق تعالیٰ یاد ہو جاتی ہے۔

آپ نفسانی لذتوں سے بالعموم کنارہ کش رہتے۔ کئی بار
 نفسانی لذتوں سے اجتناب ایسا ہوتا کہ تازہ کھانے کی موجودگی میں آپدات کا باسی
 ٹکڑا لے کر تناول فرمایا کرتے۔ نیز کھانا خواہ کیسا ہی بے لذت ہو آپ خوشی سے کھایا کرتے۔
 ایک مرتبہ عادل گڑھ میں ابراہیم کشمیری کی اہلیہ نے غللی سے گوڑا کدو پکا دیا۔ آپ خوشی سے
 کھا گئے اور بالکل نہ جھلایا۔

آپ سخاوت میں خاص منصب رکھتے تھے۔ کسی گد اگر مسکین کو دروازہ سے خالی نہ
 سخاوت چلانے۔ اور خفیہ صدقہ دینے کو زیادہ پسند فرماتے۔ رات کے اندھیرے میں صدقہ
 دیا کرتے تاکہ کوئی پہچان نہ لے۔

آپ پرہیزگار و متقی تھے شبہ والی چیزوں سے۔ اور کسی کی حق تلفی سے پرہیز
 تقویٰ و ورع کرتے۔ ایک روز آپ شام کا کھانا کھا کر باہر نکلے تو ایک کھیتی کے گرد
 بارہمتی دانٹ صاف کرنے کے واسطے اس سے ایک کائنا توڑا ماچا ہا۔ جب ہاتھ ڈالا تو فوراً
 خیال آیا کہ یہ کائٹے کھیتی کی حفاظت کے لیے زمینداروں نے گاڑے ہیں۔ اگر میں نے کائنا توڑا
 تو گویا ان کی حفاظت میں خلل اندازی کی۔ اور کھیتی کے نقصان کا یہی پیش خیمہ ہے۔ آپ نے اسی
 وقت ہاتھ پیچھے ہٹایا اور کائنا نہ توڑا۔

ایک مرتبہ آپ نے دیکھا کہ ایک ٹم ٹم والے نے سواریاں زیادہ بٹھائی تھیں
 رسم دل ہونا جو گھوڑے سے کھینچی نہیں جاتی تھیں اور وہ لاغر تھا۔ کوچبان اس کو
 چابک سے مار رہا تھا۔ دیکھ کر آپ کو غش آگیا اور بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ آپ کے ہیشیر زانو
 سینہ ہر لح شاہ نے منہ میں پانی ڈالا تو آپ کو ہر نفس آئی۔
 رعب و جلالیت آپ کا چہرہ انور بڑا با اعجب تھا ہر شخص دیکھتے ہی مرعوب ہو جاتا۔

صاحبزادہ سید فضل حسین بن سید غلام حسن بر خور داری کہا کرتے تھے کہ مجھے جس قدر خوف آپ سے آتا تھا ایسا کسی سے نہیں آتا تھا۔

ایک مرتبہ آپ اگریہ میں گئے۔ وارزہ میں تحصیلدار پچالیہ اُترا ہوا تھا۔ بہت مخلوق زمین پر بیٹھی تھی۔ آپ کو دیکھتے ہی سر و قد اٹھ کھڑا ہوا اور نہایت ادب سے سلام کیا اور چارپائی پر بٹھایا۔ ایک مرتبہ آپ نورپور چاہلاں ضلع گوجرانوالہ میں تشریف لے گئے۔

تھانیدار کو نصیحت وہاں ایک پٹھان تھانیدار کسی وقوعہ پر آیا ہوا تھا۔ آپ کو دیکھ کر آپ کا بڑا احترام کیا اور آپ سے نصیحت کا خواستگار ہوا۔ آپ نے فرمایا: سے

خواہی کہ خدائے بر تو بخشد با خلقِ خدا سے کن نکوئی

آپ بزرگانِ دین اور مشایخِ عظام کا بہت احترام کرتے اور بڑے بزرگوں کا احترام آداب سے ملاقات کرتے۔ اگر کسی درویش کی زیارت کو جاتے تو کچھ شیرینی بطور ہدیہ پیش کرتے۔ جب آپ کے شیخِ صحبت حضرت سید مکھن شاہ لاہوری کا دینا سے انتقال ہوا تو آپ نے ایک نسخہ قرآن شریف خود کر کے اُن کی رُوح مبارک کو بخشا۔

آپ گاہ بگاہ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے:

اشعار خوانی

عجب از مُو بر خِ معبود گشت مت و گز نہ عبد و معبود ست یک ذات

سینِ انساں گر نبود سے درمیاں اول و آخر نباشد غیر آن

تہیدستانِ قسمت را چہ سود از رہبرِ کامل کہ خضر از آبِ حیاں تپنہ مے آرد سکندر را

برہنگانِ طریقت بہ نیم جو نخرند قبا سے اطلسِ آن کس کہ از ہنر عاری ست

دمبدم دم را غنیمت دان و ہبدم شو بدم واقعِ دم باش و دم بڑد مبدم بجیب دم

اندروں شو با خداؤ و زبروں بیگانہ و شس این چنین زیباروش کم دیدہ ام اندر جہاں

کوشمہ بانے تو از بسکہ ہست رنگ آمیز نہ آشتی تو داند کسے نہ جگہ ترا

ترا چنانکہ توئی ہر نظر کجا بیند بقدر دانش خود ہر کسے کند ادراک

ذبیح جو رہے تو کے سے ہر اسم بہ رنگے کہ آئی سے شناسم

تصور اس کے موں رہنا فراغت اسکو کتھے ہیں۔ دوئی کو دور کر دینا عبادت اسس کو کتھے ہیں۔ آپ کا قد و قامت بلند، جسم بھارا لیکن موزوں، اعضا طاقتور، رنگ حلیہ اقدس گندم گوں، بینی بلند، پیشانی فراخ، رخسار روشن، آنکھیں موٹی اور خوب صورت، آبرو آپس میں ملے ہوئے، سر بڑا، سر کے بال کانوں کی تو تک، دانت نہایت سفید اور چمکیے، داڑھی مبارک بقدر چھ انگشت دراز، نصف بال سفید اور نصف سیاہ، چہر مبارک بارعب و پریمیت، سینہ کشادہ اور اس پر بال تھے۔ آپ کے جسم مبارک سے نور کے چمکارے نکلتے تھے۔

آپ کا لباس سادہ اور سفید ہوتا تھا۔ ویسی کھدر کا کرتہ، فراخ آستین، تہبند، لباس قنوجی بغیر بازو کرتہ کے نیچے رکتے۔ تین پٹ چادر ہوتی تھی، دستار مل کی پہنتے، گرمی کے موسم میں کرتہ اور دوپٹہ بھی مل کا ہوتا۔ سردیوں میں اوپر کھیس یا اون کی کوئی سفید رنگ استعمال کرتے۔ رات کے وقت بجانے تہبند کے نیلے رنگ کی دوپٹی پہنتے۔ پاپوش پوٹھاری قلع کی پہنتے۔ آپ کے شاگرد رشید میاں غلام محمد موچی مدت العمر آپ کو تیار کر کے دیتے رہے۔ تسبیح اور کنگھی اور مسواک ہمیشہ استعمال فرماتے۔ آپ کے جسم اور کپڑوں سے خوشبو آیا کرتی۔

مقامات

آپ اپنے آباؤ اجداد کی طرح کمالات ولایت و مقامات فقر سے متصف تھے۔ مولف کتاب ہذا فقیر سید شرافت نوشاہی عفا اللہ عنہ کا چشم دید واقعہ ہے کہ مقام غوثیت جس وقت حضور کی نماز جنازہ ہو چکی اور تمام حاضرین نے زیارت کی تو آپ اس وقت متبسم نظر آئے۔ اور سب لوگوں نے آپ کو مسکراتے دیکھا اور نہایت خوش ہوئے۔ ف، معارج الولاية اور خزینة الاصفیاء اور تذکرہ اویاسے ہند جلد دوم میں لکھا ہے کہ کسی شخص نے مولانا شیخ عبدالکریم پشاوری سے پوچھا کہ غوث کس کو کتھے ہیں؟ اور اس کی تعریف کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا، غوث وہ ہے کہ مرنے کے بعد اگر کوئی شخص اس کا چہرہ دیکھے تو

وہ نہیں دے۔

مقام محبوبیت
آپ کے جسم اطہر اور کپڑوں سے قدرتی طور پر خوشبو آیا کرتی تھی حالانکہ
بظاہر آپ نے کبھی خوشبو یا عطر کا استعمال نہیں فرمایا تھا۔ یہ آپ کی
محبوبیت کا نشان تھا۔

وفات سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی نے فرمایا ہے کہ محبوبانِ الہی کے وجود اور
کپڑوں سے قدرتی طور پر خوشبو آتی ہے۔ چنانچہ گلیم بابا صاحبؒ سے خوشبو آتی تھی۔

مقام حضور
آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ خواب میں ہم کو مجلسِ محمدی کی زیارت نصیب ہوئی
حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر ہمارے مرشدِ ارشدِ قدس سرہ
مکمل تمام پیرانِ طریقت و مشائخِ سلسلہ کی مجلس منعقد تھی۔ سب کی زیارت بیک وقت ہوئی اور
سب نے منظور فرمایا۔

حضرت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارتِ خواب میں ہونا بیداری کا حکم رکھتی ہے۔ حضرت شیخ
عبدالحق محدث دہلوی نے شرح فتوح الغیب میں ذکر کیا ہے کہ پیغمبروں اور ولیوں کا خواب میں
یکساں بیداری کا حکم رکھتا ہے۔

خوارق و کرامات

آپ کرامات و خوارق کا چشمہ تھے۔ اس قریب زمانہ میں کوئی بزرگ ایسا نہیں مگرا
جس سے اس قدر کثرت کے ساتھ کرامات ظاہر ہوئے ہوں ان کا مفصل تذکرہ میں نے کتاب
"تذکرہ محمد شاہی" میں کیا ہے۔ یہاں چند کرامات درج کیے جاتے ہیں۔

ایک وقت میں متعدد جگہوں پر موجود ہونا
مولوی رکن الدین امام مسجد وایاں والی چکٹ
ضلع شیخوپورہ سے منقول ہے کہ ایک بار

تذکرہ اولیائے ہند جلد ۱ ص ۹۱

مذکرہ کتب شاہ فقیر اللہ علی مکتوب ۲۱-۱۲ شرافت

آپ ہمارے گاؤں میں بجا ز مہر و ادب تیلی تشریف لائے۔ عشا کے وقت آپ کو مجلس میں بیٹھا ہوا چور ڈر کر
میں مسجد میں گیا تو آپ کو وہاں مصنیٰ پر بیٹھا ہوا پایا۔ میں متعجب ہوا اور دوڑ کر واپس آیا، تو آپ کو
ڈیرہ پر موجود دیکھا۔ تو مجھ کو آپ کی ولایت و کرامت کا یقین کامل ہو گیا۔
فان اولیاء اللہ کا ایک وقت میں کئی جگہ پر موجود ہونا شرعاً و عقلاً ممکن ہے۔ مولانا شاہ فقیر اللہ
علوی نے لکھا ہے:

فان الاولیاء یتشلون بالصور المثالیة فی الاماکن المختلفة مع بقاء

صور ہم الشخصیة فی مکانہم۔

بے شک اولیاء اللہ مختلف جگہوں پر مثالی صورتوں سے متشکل ہوتے ہیں حالانکہ ان کی شخصی
(اصلی) صورتیں اپنی جگہ پر قائم ہوتی ہیں۔

مولوی حاجی محمد علی قریشی صدیقی نارو والی سے روایت ہے کہ میں وایا نوالی چک ۲۶
مٹی ارض میں حضور کی بیعت ہوا اور مجھے درگاہ عالیہ حضرت نوشہ گنج بخشؒ کی زیارت کا
اشتیاق غالب ہو گیا۔ میں آپ سے اجازت لے کر ساہن پال شریف پہنچا۔ اور خیال تھا کہ
میں ناواقف ہوں، مجھے زیارت کون کروانے گا۔ سرگھی کے وقت کیا دیکھتا ہوں کہ آپ وہاں
موجود ہیں اور ساتھ ہو کر مجھے سب زیارتیں کروائیں اور پھر غائب ہو گئے۔ ساٹھ میل کا فاصلہ
وایاں والی سے بذکر کرامت طے کر کے تشریف لائے۔

آپ کے مرید کرم بخش حجام سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ میں سخت بیمار ہو گیا
فوراً امداد کو پہنچنا حتیٰ کہ زندگی سے مایوس ہو گیا۔ حالت یاس میں آپ کو یاد کیا کہ یا حضرت!
اپنا جلوہ دکھاؤ۔ میں قہقہہ کہتا ہوں کہ آپ اسی روز ہمارے گاؤں خالق پور میں تشریف لے آئے۔
بھلی گھوڑی پر سوار تھے آپ نے فرمایا، جس وقت تم نے یاد کیا ہے اسی وقت تم تمہاری طرف
چل پڑے ہیں۔ چنانچہ آپ کی دعا سے میں تندرست ہو گیا۔
ایک نگاہ سے کشف تک پہنچانا آپ ایک مرتبہ نور پور چاہلاں میں بجا ز سائیں

عہ مکتوبات شاہ فقیر اللہ مکتوب ۶ - ۱۲ شرافت

صدر الدین جوگی تشریف لے گئے مجلس میں کافی لوگ موجود تھے۔ آپ کی مریدہ کرم بی بی زوجہ وزیر! مراثی بوجہ شرم کے مجلس میں نہ آسکی، درپچھ سے آپ کی زیارت کی۔ جب آپ نے نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تو اس کی حالت دگرگوں ہو گئی اور اس کا قلب صاف ہو گیا۔ اور اس کی بعیرت کی آنکھ کھل گئی اور مکاشفہ سے دور دور کی چیزیں اس کو نظر آنے لگیں۔

مشاہدہ میں حج کروانا ایک مرتبہ مائی کرم بی بی موصوف نے عرض کیا کہ انبیا لوگ حج کے مشرف سے مشرف ہوتے ہیں۔ ہم غریب لوگ اس نعمت سے محروم ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، اگر چاہتی ہے تو قبلہ کی طرف دیکھ۔ جب اس نے دیکھا تو اس کی نظر کے سامنے سے پڑے ہٹ گئے اور زیارت کبرہ شریف حاصل ہو گئی۔ بیت اشر شریف سے فوراً کے تجلیات ظاہر ہو رہے تھے۔

مشاہدہ میں جنت و دوزخ دکھانا آپ کے ہمیشہ زانہ سیدہ بدوح شاہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ ہمارے ہاں پانڈو کے ہیں تشریف لائے۔ رات کو مجمع عام میں بہشت و دوزخ کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ میں نے کہا یہ سب فضول باتیں ہیں۔ نہ کسی نے بہشت دوزخ دیکھا ہے نہ کوئی اگتے جہان سے واپس آیا ہے جو صحیح پتہ بتا دے۔ حضور کو میرا یہ منکرانہ کلام سن کر سخت طیش آیا۔ آپ نے مجھ کو گھری نظر سے دیکھ کر فرمایا، دیکھ، جب میں نے دیکھا تو مجھے انکشاف ہو گیا۔ پڑے ہٹ گئے، بہشت و دوزخ و پھر آواز و درخت طوبی آنکھوں کے سامنے نظر آ گئے اور اولاد حضرت نوشہ صاحبہ کو سفید لباس میں طوبی کے سامنے میں بیٹھ دیکھا۔ اس وقت میں نے آپ کے سامنے اپنے کلام سے توبہ کی۔

خواب میں بزرگوں کی زیارت کروانا ایک مرتبہ مولوی میرا بخش امام مسجد ساہن پال نے اشتیاق ظاہر کیا کہ مجھے ملتان شریف کے بزرگوں کے مقابر دیکھنے کا شوق ہے۔ آپ نے فرمایا، اچھا زیارت ہو جاوے گی۔ چنانچہ مولوی صاحب نے خواب میں دیکھا کہ ملتان شریف پہنچا ہوں۔ آپ ہمراہ ہر کہ مجھے زیارت کروا رہے ہیں۔ چنانچہ صبح کو جب مولوی صاحب آپ کی خدمت میں پہنچے اور ابھی خواب بیان کرنا چاہتے تھے کہ آپ نے فرمایا، کیوں بھائی! زیارت اچھی ہو گئی ہے۔

ایک رویش کا حال سلب کرنا
 ایک مرتبہ آپ نورپور چاہلاں میں تشریف لے گئے۔
 وہاں ایک درویش روز مشرب سائیں جینکاں والہ
 نام آیا ہوا تھا۔ مسجد میں ڈیرہ رکھتا۔ شراب پیتا۔ لوگوں کو گالیاں دیتا۔ اس کی سوزات و رجوات
 بہت تھیں۔ آپ اس کو دیکھنے کے لیے گئے تو اس کے کلام سے حضرت غوث الاعظم کے متعلق
 بے ادبانه کلمات ظاہر ہوئے۔ آپ نے اسی وقت اس کا حال سلب کر لیا اور وہ خالی ہو گیا۔
 اسی روز سکھوں نے اُس کو مارا اور خراب و خستہ حال ہو کر چلا گیا۔

عملیات

آپ کو عملیات میں کافی دسترس تھی۔ آپ نے بہت سارے مجربات اپنی کتاب الغواذ
 میں درج فرمائے ہیں۔ چند عملیات ان میں سے لکھے جاتے ہیں۔

اگر کسی شخص کو درونیم سر ہو تو تین مرتبہ یہ الفاظ پڑھ کر اُس کو دم کرے
 درونیم سر کے واسطے ان شاء اللہ شفا ہوگی۔

یا کبیکج یا کبیکج یا کبیبی یا محمد یا محمد یا نبی

اگر دانتوں میں درد ہو تو یا محمد لکھ کر اُس کے سوراخوں
 درد دنداں کے واسطے میں رکھے۔

دیگر۔ سیاہ مریج یا لونگ پر یہ الفاظ پڑھ کر دانتوں میں چبائے۔ الفاظ یہ ہیں:

”الہی بکرمت حضرت خواجہ اویس قرنی درد دنداں دفع شود۔ ہرچ کند خدا کند۔“

اگر کسی کو درد سر یا درد دنداں یا درد ریح ہو تو یہ آیت شریف
 درد ہر قسم کے واسطے چند مرتبہ پڑھ کر اُس جگہ پر دم کرے: لَا عَلَمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا

إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ

اگر کسی کا دل کمزور ہو یا خفقان یا ڈر وغیرہ ہو تو یہ آیات شریف
 کورے پیالہ میں لکھ کر مریض کو پلائے۔ ان شاء اللہ شفا

ہوگی، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ وَیَشْفِ صُدُورًا قَوِیْمًا مُّؤْمِنِیْنَ۔ شِفَاءً لِّمَعَالِی

الضُّدُّ وَسِرٌّ - فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ - وَنُزِّلَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَمَرْحَمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ - وَ
 إِذَا مَرَضْتَ فَهُوَ شِفَاءٌ لَكَ - قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ -

یہ آیت شریف چند پرچوں پر لکھ کر مطلوب کو کھلا دے۔ یہ ہے
 محبت کے واسطے "تَأْكُلُونَ الثَّرَاثَ أَكْلًا لَمَمًا وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبَّ الْجَنَّةِ"

وگر، یہ عبارت لکھ کر طالب اپنے بازو پر باندھے، یا مقلب القلوب والا بصار قلب
 قلب فلان علی حب فلان سے

مدو یا الہی بنام محمد مدو یا محمد بنام خدا

اگر دو شخصوں کے درمیان بغض و عداوت ڈالنا ہو تو

عداوت و بغض کے واسطے چوہڑے کی قبر سے لکڑے کر اس پر آٹھ بار یہ آیت شریف پڑھو

اُن کے گھر میں پھینک دے۔ آٹھ روز یہ عمل کرے۔ اُن کی صورت حاضر رکھ کر عمل کرے۔ اور

لفظ بینہم کے بعد ان دونوں کا نام لے۔ آیت یہ ہے: وَالْقِيَامَ بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ

الْبَعْضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِعَادَ -

تصنیفات

آپ کی متعدد تصانیف موجود ہیں:

اس کو آپ کتاب التعمیرات بھی کہا کرتے تھے۔ اس میں علمی

۱۔ کتاب الفوائد مضامین کافی ہیں۔ اس کی کوئی ترتیب نہیں تھی۔ میں نے ۱۳۴۵ھ

میں اس کو مضامین کے لحاظ سے بیس باب پر مرتب کر دیا ہے۔ یہ ایک بے بہا علمی خزانہ ہے۔

اس میں آپ روزانہ اپنے آمدن اور خرچ کا حساب لکھا کرتے تھے

۲۔ روزنامہ محمد شاہی نیز مشہور واقعات کا تذکرہ بھی کہیں کہیں کر دیتے تھے ۱۳۲۰ھ

سے ۱۳۳۶ھ تک کا روزنامہ ہے۔

یہ آپ کے ارشادات عالیہ کا مجموعہ ہے جس کو آپ کے

۳۔ ملفوظات محمد شاہی فرزند ارجب مند اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ اودام

برکات نے بنام مستر مکتوم جمع کیا ہے۔

۴۔ مکتوباتِ محمد شاہی سفر اور حضر میں اپنی اولاد و مریدوں کے نام لکھے ہیں۔ یہ آپ کے پوتے میرے برادرِ خورد و طہا جزا وہ مولوی سید ابوالرضا بشیر احمد بشارت نے تاریخ وار ترتیب دے کر کتابی صورت میں جمع کیے ہیں۔

۵۔ مکاتیبِ محمد شاہی دستیاب نہیں ہوئے۔ اور آپ کے روزنامچے سے لُن کا پتہ چلتا ہے کہ فلاں دوست کو فلاں تاریخ پر خط لکھا۔ ان سب کی فہرست بھی دی ہے۔ یہ میں نے خود بڑی کوشش سے ترتیب دیے ہیں۔

۶۔ فہرستِ تفسیرِ حسینی کا تین بار مطالعہ کر کے آپ نے یہ فہرست مرتب کی تھی۔ آپ کو تاریخ گوئی کا علم کافی تھا۔ آپ کی بنائی ہوئی تاریخیں کچھ اسی کتاب کے تاریخ گوئی طبقہ اول میں آئندہ حالات میں آئیں گی اور کچھ طبقہ دوم میں درج ہوں گی یہاں صرف دو تاریخیں لکھی جاتی ہیں، مسجد و نوٹیاں والی کی تاریخ

از خرد تاریخِ جستم سالِ این عالی بنا
گفت بنویس از ندانی حسانہ دین خدا
دیگر

دوئی کو دور کر پہلے نظر کر دیکھ مردانہ کیا عمدہ ہے مزین ہے خدا کی یاد کا خانہ

یعنی مادہ تاریخ سے دو عدد تفریق کرنے سے سنہ تعمیر ظاہر ہوتا ہے۔

پیر فاضل شاہ بن پیر محمد علی شاہ کرمانی قادری شیر گڑھی ایک سید زادہ کی تاریخ کے ہاں لڑکا تولد ہوا تو آپ نے یہ تاریخ بنائی ہے

مصدر فیض و یمن چون بودہ اند آبا سے دے
شد عیاں تاریخ او از مصدر فیض و یمن

مکتوبات

کتاب مکتوبات محمد شاہی میں سے آپ کے دو مکتوب یہاں درج کیے جاتے ہیں،

مکتوب بنام سید غلام علی شاہؒ
آپ کے ہم جدی چچا صاحب حضرت سید غلام علی
شاہ بن سید قدم الدین برغوراریؒ نے آپ کو
کچھ قیمتی سامان کے ہمراہ موضع چیل ضلع شیخوپورہ میں بھیجا تاکہ بحفاظت وہاں پہنچاویں۔ آپ نے
وہاں پہنچ کر یہ مکتوب اُن کے نام بھیجا۔

حضرت صاحب۔ جناب اورم صاحب۔ السلام علیکم۔ از برکت دعائے
حضور پُر نور بصد خوشی بمنزل رسیدہ ایم۔ مگر درپائے آبلہ شد اند۔ و ہر اسباب کہ آنجناب
بتاکیہ سپردہ بودند کہ در نظر نامحرمان نیاید آن نیز محفوظ آمدہ است۔ تا بعد از امیدوار دعاست
کہ ہم چنان سفر آخرت نیز طے کردہ بمنزل مقصود جنت بعد اجاب رسیدہ شکرانہ تقا الہی بجا آیم۔
و رخت ایمان از نظر نامحرمان شیاطین الانس والجان محفوظ بریم و آبلہ پانبا شیم۔
یہ مکتوب آپ نے کرم الہی موچی ساکن دھنورہ خورد
مکتوب بنام کرم الہی موچی مضافات حافظ آباد کے نام لکھا۔

حامداً ومصلياً

عزیز کرم الہی زیادہ کرے اللہ تعالیٰ تجھ کو شوق اپنا اور ہدایت و سعادت۔ السلام
علیکم۔ بعد اس کے معلوم ہو کہ تمہارا تائب ہونا بہت پسند ہے، اور شریعت پر قائم ہونا
بھی۔ مگر پروردگار اپنے فضل سے قائم رکھے کیونکہ دمِ آخری کا اعتبار ہے نہ اول کا۔ کئی
زاہد عابد اخیر وقت ایمان سے خالی ہاتھ چلے گئے اور کئی رند بادہ نوش ایمان لے کر
منظور بارگاہِ الہی ہو گئے۔ خدا پاک کی کنہ میں کوئی دلیری نہ کرنی چاہیے۔ جیسا کہ میاں محمد
صاحب فرماتے ہیں اسے

سب جہان کو کینہ ایہو ہے تحقیق الہی
لیکن گنہ مبارک اُسدی کسے نہ لدھی آہی
صفت ادھی نون فہم نہ پوہتا ذاتی وہم نہ پاندے
اس ڈا بے کئی بیڑے ڈبے تختہ ہویا نہ باندے

اس میدان نہ چلے گھوڑا ریشہ حیرت دا گتے
 ہر جانی نہیں چلدی بھائی جیسے دی چترائی
 اس مجلس دا محرم ہو کے پھیر نہ مڑدا کوئی
 اس خوئی دیاؤں ڈرے عقل فکر دے سائیں
 جیکر تینوں طلب محمد اس رستے اڑیا
 نال ریاضت کریں صفائی سان فکر دی گس توں
 پیر طلب دے کھرسن او تھے اویں حب دے بالوں
 ایروریا مہانے باجوں لنگھن مول نہ ہوندا
 جنہاں ملاح منایا ناہیں پیرے چڑھے نہ اُسکے
 رستے چھوڑ تہی دا اڑیاں کوئی نہ منسزل لگدا
 رستے صاف تہی دے چکھے ہو نہ جانو کوئی

وانا کو تو اشارہ کافی ہے مگر کم لڑکے ہو اس واسطے زیادہ لکھنا پڑتا ہے کہ کسی طرح تم کو سمجھ
 آجاوے۔ پانچ وقت نماز۔ اور رمضان کے روزے۔ اور طلال کی روزی۔ اور منسزل
 قرآن مجید قائم کرو۔ اگر اس سے شوق زیادہ ہو تو ورد و تلاوت بہت ہیں۔ جو کچھ ہیں یاد ہے
 بوقت ضرورت بتا دیوں گے جس قدر اطاعت الہی زیادہ ہو یہی مراد ہے۔ اور یہی راستہ

اللہ کا ہے۔ زیادہ دعا و السلام

تحریر کتب آپ کے ہاتھ مبارک کی لکھی ہوئی کتابیں مندرجہ ذیل میرے کتب خانہ میں موجود ہیں:

۱۔ کتاب الفوائد

۲۔ مکتوبات محمد شاہی متفرق یعنی اصل مکاتیب ۴۔ روزنامہ محمد شاہی

۵۔ مناقب نوشاہی

۶۔ شہرہ جات خاندان نوشاہی

۷۔ سی حرفی ہائے مولوی حکیم محمد اشرف نوشاہی

دستخط آپ کا ایک دستخط علیہ شریف نبوی و پھار یار کبار کے خاتمہ سے تبرکاً

لکھا جاتا ہے

تمام شد علیہ عظام چار بزرگوار کرام رضی اللہ عنہم۔ اللہم اسرنا قنا ببرکاتہم
 حسن العاقبة وخیر الخاتمة برحمتک یا ارحم الراحمین۔ سراقمة فقیر محمد شاہ
 غیرہ حضرت نوشہ صاحب ۱۲ شوال ۱۳۱۶ھ

ملفوظات

آپ کے ارشادات عالیہ توبے شمار ہیں۔ یہاں بقدر گنجائش مکتوبات محمد شاہی
 اور ستر مکتوم سے انتخاب کر کے لکھے جاتے ہیں۔

فرمایا: علم پڑھنے میں سستی مت کرو۔ اور دینی علم پڑھو جس میں دونوں جہان کی عزت ہے۔

فرمایا: جہاں تک ممکن ہو تحصیل علم میں کوشش کرو۔

طلب کرو دن علم شد بر تو فرض

دگر واجب ست از پیش قطع ارض

فرمایا: طالب علم کو سبق کے علاوہ نماز اور منزل قرآن مجید اور مطالعہ کتب بھی کرنا چاہیے
 اس میں بے شمار فائدے ہیں۔

فرمایا: لڑکوں کو اگر علم نصیب ہو تو ایسا جو ہر نفیس اور کوئی نہیں۔ مگر پوری تحصیل ہو
 تو بہتر ہوتی ہے۔

فرمایا: ہماری طرف سے تمام مزیدوں کو یہی وصیت ہے کہ ضرور بصد ضرور علم حاصل
 کریں۔ جہاں تک ہو سکے سستی نہ کریں اور روزی رسان اللہ پاک ہے۔ ان اللہ ہنسوا
 الرزاق ذو القوة المتین۔

فرمایا: جس کتاب سے دینی مقاصد حاصل ہوتے ہوں اس کو خرید لینا چاہیے۔

فرمایا: حق تعالیٰ کا ارشاد ہے یفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید۔ اللہ جو چاہے
 کرتا ہے اور جو ارادہ کرے وہی حکم کرتا ہے۔

فرمایا: واللہ الہادی وعلیہ اعتمادی۔ اللہ ہی ہدایت دینے والا ہے۔ اور
 وہ پر میرا اعتماد ہے۔

فرمایا: ان الحكم الا لله عليه توكلت وعليه فليتوكل المتوكلون - یعنی حق تعالیٰ نے فرمایا ہے حکم اللہ ہی کا ہے میں نے اسی پر توکل کیا ہے۔ اور سب متوکلوں کو چاہیے کہ اسی پر توکل کریں۔

فرمایا: اپنے خالق مانگ کی اطاعت سے تکاسل مت کریں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کیمیائے سعادت میں فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص چاہے کہ خلقت میری اطاعت کرے تو وہ اپنے اللہ کی اطاعت کرے۔ جس قدر محبت اور اطاعت میں بڑھے گا اسی قدر خلقت کے دل میں اس کی محبت اور اطاعت ہو جاوے گی۔ یہ نسخہ مجرب اور معمول ہے۔ خواہ ازمالیوں۔

فرمایا: اپنے اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ کے حکم کی اطاعت فرض سمجھو۔ کاہلی مت کرو۔ یہ منافقوں کی صفت ہے۔ واذا قاموا الى الصلوة قاموا كسالة يراءون الناس۔

فرمایا: خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور والدین کی اطاعت کو فرض جانو۔

فرمایا: یادِ الہی میں قائم رہو اور شیطانی وسوسوں سے بچو۔

فرمایا: یادِ الہی میں غفلت نہ کرنی چاہیے۔ خبردار رہنا چاہیے۔

فرمایا: چاہیے کہ اپنے اللہ پاک کی یاد میں حسب طاقت ہر وقت خیال رکھیں کیونکہ یہ دنیا گزر جانے والی ہے۔ نہ ہمیشہ رہنے والی۔

فرمایا: گھر کے تمام آدمیوں کو یادِ الہی کی وصیت کرو کہ دنیا خواب کی طرح ایک خیال ہے۔

فرمایا: شب و روز جنابِ الہی میں متوجہ رہو۔

فرمایا: خدا تعالیٰ کی عبادت کرو اور اپنے اہل و عیال میں اتفاق رکھو۔

فرمایا: عورتوں کو چاہیے کہ اپنے گھروں میں ٹھیری رکھیں۔ نمازیں پڑھیں۔ زکوٰۃ دیا کریں۔ خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کیا کریں۔ وقرن فی بیوتکم ولا تبرجن تبرج الجاہلیۃ الاولیٰ واقمن الصلوة و اتین الزکوٰۃ و اطعن اللہ و رسوله۔

فرمایا، اپنے خالق مالک کو کارساز سمجھنا، سب کام چلاتا ہے۔ مگر تقویٰ شرط ہے۔

ومن یتق الله يجعل له مخرجاً ويرزقه من حيث لا يحتسب۔

فرمایا، شریعت فقر ہے۔ اور فقر شریعت۔

فرمایا، کسی صاحب شریعت کے پاس بیٹھ کر طریقہ ادب اور صفائی زبان سیکھو۔

یہ وہ گوئی خدا کی راہ نہیں۔

فرمایا، اگر عبادت الہی کا شوق ہو۔ اور رات کو نیند نہ کھلتی ہو تو سونے کے وقت

یہ دعا پڑھ کر سو رہا کرے نیند نہ آئے گی یا وقت پر کھل جائے گی۔ اللهم اجرنی فی

مصیبتی فاخلفنی خیراً منها۔

فرمایا، نماز جمعہ سے پہلے پاہیے کہ غسل کرے۔ اور قبروں کی زیارت کو جانے۔ گیارہ مرتبہ

سورہ اخلاص پڑھ کر اہل قبرستان کو بخٹے اور دل میں خیال کرے کہ میں نے بھی اسی جگہ آنا ہے۔

اس کے بعد نماز جمعہ پڑھے تو لذت اٹھائے گا۔

فرمایا، دیندار وہ ہوتا ہے جو دین محمدی کا تابعدار ہو خواہ وہ جدی مسلمان ہو یا

نومسلم ہو۔ اگر تو مسلم شخص دین کا پابند نہ ہو تو اس کو دیندار کہنا ٹھیک نہیں۔

فرمایا، غوث و قطب اولیاء اللہ ہرگز اصحاب کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتے۔ کیونکہ صحابہ

نے ظاہری آنکھوں سے حضرت سرور کو نبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اور ظاہری و

باطنی فیوض حاصل کیے۔ اور اولیاء اللہ نے صرف باطنی آنکھوں سے حضور کو دیکھا اور باطنی

فیوض حاصل کیے۔

فرمایا، اگر خانہ کعبہ شہادہا اللہ شرقاً کا حج کر کے حاجی کے اخلاق سدھریں

تو ایسے حج کا اُس کو کیا فائدہ؟

حج چہ باشد ز خود سفر کردن

فرمایا، عاشورہ کے روز امامین ہمامین حضرت امام حسن و حضرت امام حسین ادمان کی

اولاد اور اقربا کا ختم شریف کھنڈ کے حلو پر یا دودھ چاول پر یا کھیز پر کھنڈ ڈالی کر پائوسی

اور اچھی نذا پر دلانا چاہیے۔ اور کم از کم دو تین مومنوں کو ضرور کھلانا چاہیے۔

فرمایا: اگر ایک لاکھ پچیس ہزار مرتبہ کل طیبہ پڑھ کر کسی میت کو بخشا جاوے تو اس کی مغفرت ہوجاتی ہے۔

فرمایا: ستائیسویں پوہ کو ہمارے والد اکرم حضرت سید محمد امینؑ کا دنیا سے انتقال ہوا تھا۔ اس تاریخ کو حلوا یا کوئی اور لطیف کھانا شیریں یا نمکین پکا کر۔ اُن کی رُوحِ اقدس کا فاتحہ دلا کر دو یا تین آدمیوں کو سیر کر کے کھلانا چاہیے۔ اور یہ ختم شریفِ محبتِ دل اور خوشی سے کرنا چاہیے نہ مجبوری سے۔
فرمایا: استاد کا بڑا ادب کرنا چاہیے۔

فرمایا: ذوی الارحام کو خوش رکھنا۔ حق تعالیٰ کی رضا مندی کا باعث ہوتا ہے۔

فرمایا: محبت ہی ہر ایک چیز کا اصول ہے۔

فرمایا: خلقت نہ کیا کرو۔ ہوشیاری سے کام چلتا ہے۔

فرمایا: کریم وہ ہے کہ جس چیز کو کوئی قبول نہ کرے۔ اس کو وہ قبول کر لے اور انعام دیوے۔

فرمایا: جو چیز مطلوب نہ ہو اس کو طلب نہ کرو۔

فرمایا: خدا کی راہ میں قربانی ضرور کرنی چاہیے۔

فرمایا: جس شخص کا کام کرنے لگو اس میں دغامت کرو۔

فرمایا: درویشوں کے لیے سچ بولنا اور خلقت کو ادب سے پیش آنا ضروری ہے۔ اگر وہ

ایسا کریں گے تو تمام خلایق ان کی مسخر ہو جائیں گی۔ مسخراتِ خلایق کا اس سے زیادہ بہتر کوئی عمل نہیں۔

فرمایا: ہر ایک کے ساتھ خلق رکھو اور اپنے بھائیوں پر شفقت کرو۔ اور اپنی برادری میں

معتبری پیدا کرو۔

فرمایا: گھروں میں سب اہل خانہ کو صبر کی نصیحت کیا کرو۔

صبری کشاید در کام جاں

کہ جز صابری نیست مضاجح آن

فرمایا: مشکلات سے گھبراننا چاہیے ان مع العسر یسراً۔ اور اپنے عیال و اطفال کو

مغموم نہ ہونے دینا چاہیے۔ اور دل میں اطمینان رکھنا چاہیے کہ فزیزہ آدم پرہ کہ آتا ہے گزر

ماتا ہے۔

فرمایا: خذ ما صفا ودع ما كدر۔ یعنی اچھی چیز لے لو اور خراب کو چھوڑ دو۔

فرمایا: افراط و تفریط سے بچنا چاہیے۔

فرمایا: برایک کام میں اوسط طریقہ اختیار کرو اور فضولیات سے بچو۔

فرمایا: اکلو واشربوا ولا تسرفوا۔ یعنی حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کھاؤ پیو اور بے جا خرچ مت کرو۔

فرمایا: مسائل دنیاوی کسی کو لینا۔ دینا گھروں میں اپنے ہاتھ سے کرنا چاہیے تاکہ محتاجی

رفع ہو جاوے۔

فرمایا: و انما لازم ہے کہ افشائے راز نہ ہو کہ راز خزانہ ہے۔

فرمایا: جس کام میں اپنی بہتری معلوم کرو تو بیشک اس کے کرنے کی اجازت ہے۔

فرمایا: الوقت سیف قاطع۔ یعنی وقت کاٹنے والی تلوار ہے۔

فرمایا: قول معروف خیر من صدقہ۔ یعنی حق تعالیٰ کا ارشاد ہے

اچھی بات کرنا اس صدقے سے بہتر ہے جس کے پیچھے تکلیف پہنچائی جائے۔

فرمایا: محتاجی دنیا میں سخت ذلت ہے اور کسب عزت۔

فرمایا: اگر گائے بھینس شیردار ہو تو اپنے ہاتھ سے دودھ نکالو، کسی کی محتاجی نہ کرو۔

فرمایا: اگر مویشی گھر میں رکھے ہوں تو ان کی خدمت سے بھی دریغ نہ کرو۔

فرمایا: وعلى الله فتوكلوا ان كنتم مومنين یعنی حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر تم مومن ہو

تو اللہ تعالیٰ پر توکل کرو۔

معترفین کمالات

آپ کے اقراں و معاصرین آپ کے کمالات کے معترف تھے۔ ان کے اقوالِ مدحیہ میں نے

آپ کی سوانح حیات "تذکرہ محمد شاہی" میں مفصل تحریر کیے ہیں۔ یہاں چند اقوال لکھے جاتے ہیں۔

۱۔ آپ کے شیخِ محبت حضرت سید پیر محمد شاہ لاہوری فرمایا کرتے تھے: "میاں محمد شاہ

جیسا ہمارے تمام خاندانِ بلاوری میں کوئی شخص لائق اور نیک نہیں ہے"

۲۔ مولوی محمد فضل حسین دیشی ہاشمی نقشبندی مجددی امام مسجد چک ۴۵ ضلع گجرات ہوتے تھے

- حضرت سید محمد شاہ قطبِ زمان تھے اور میں ان کی قطبیت پر قسم اٹھا سکتا ہوں!
- ۳۔ آپ کے شاگرد رشید میاں غلام محمد موچی ساکن ساہن پال شریف کہتے تھے ہمارے استاد صاحب حضرت سید محمد شاہ اپنے زمانہ کے قطب تھے اور ہم لوگوں کا ان کی قطبیت پر اعتقاد تھا۔
- ۴۔ ایک مرتبہ عید الاضحیٰ کے موقع پر آپ گھر موجود نہیں تھے۔ اس لیے کسی دوسرے صاحب نے عید کی نماز پڑھائی۔ اس روز سب لوگوں کو آپ کی عدم موجودگی کا سخت صدمہ ہوا۔ حضرت سید نیاز محمد بن سید بوٹے شاہ برخوردار نے فرمایا کہ: اس سال ہماری عید رنڈی ہو گئی ہے!
- ۵۔ آپ کے معاصرین سب باشندگان ساہن پال کا اعتقاد تھا کہ جس شخص کا جنازہ حضرت سید محمد شاہ پڑھا دیوں وہ ضرور بخشا جاتا ہے۔

اولادِ کرام

- آپ کی شادی حضرت سیدہ فاطمہ بی بی بنت سید فضل الہی بن سید غلام قادر برخوردار سے ہوئی۔ ان کے بطن سے دو بیٹے ہوئے:
- ۱۔ حضرت سید سردار عالم بھر ایک ہفتہ انتقال ہوا۔
- ۲۔ اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ ادا م اللہ برکاتہ۔ ان کے حالات آگے آتے ہیں۔
- آپ کی ایک بیٹی سیدہ سردار بیگم تھی جو بچپن میں فوت ہو گئی۔

تلامذہ

- آپ نے ظاہری علم کی تدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ آپ کے شاگردوں کا سلسلہ تو وسیع تھا لیکن ان میں سے چند لوگوں کے نام لکھے جاتے ہیں۔
- ۱۔ اعلیٰ حضرت سید غلام مصطفیٰ نوشاہی مدظلہ فرزند آنجناب
- ۲۔ فقیر سید شریفینا احمد شرافت۔ مولف کتاب ہذا۔ پیرہ ابراہیم جناب
- ۳۔ صاحبزادہ سید بشیر احمد بشارت۔ پیرہ اصغر آں جناب
- ۴۔ سید شیر علی بن سید محمد شفیع برخورداری۔ برادر علم زاد آں جناب

- ۵۔ سید کرم الہی بن سید فاضل شاہ برخورداریؒ۔ برادرزادہ اکبر آنجنابؒ
- ۶۔ سید نور الہی بن سید فاضل شاہ برخورداریؒ۔ برادرزادہ اوسط آنجنابؒ
- ۷۔ سید غلام احمد بن سید فاضل شاہؒ برادرزادہ اصغر آنجنابؒ
- ۸۔ سید حاکم شاہ بن سید عطا محمد برخورداریؒ
- ۹۔ سید بوٹے شاہ بن سید کریم بخش برخورداریؒ
- ۱۰۔ سید محمد عالم بن سید پیر محمد برخورداریؒ
- ۱۱۔ سید حبیب اللہ بن سید اقبال علی برخورداریؒ
- ۱۲۔ مولوی میراں بخش بن میاں پیراں دتہ امام مسجد ساہن پال شریف
- ۱۳۔ میاں غلام محمد بن بھولا موچی ساہن پالویؒ
- ۱۴۔ مولوی امام الدین بن مولوی فضل الہی امام مسجد سارنگ
- ۱۵۔ میاں احمد الدین بن مولوی فضل الہی سارنگوی
- ۱۶۔ میاں عمر الدین بن میاں فتح عالم سارنگوی
- ۱۷۔ چودھری محرم بن قطب تارڑ ساکن اگرویہ
- ۱۸۔ سید محمد بی بی ہمشیر وسطی آنجنابؒ
- ۱۹۔ سیدہ روشن بی بی ہمشیرہ صغریٰ آنجنابؒ
- ۲۰۔ سیدہ سردار بیگم بنت سید پیر محمد برخورداریؒ

یارانِ طریقت

آپ نے اپنے والد ماجد کے بعد ستائیس سال تک مسندِ خلافتِ نوشاہیہ کی خدمات انجام دیں۔ اور بہت مخلوق کو اپنے فیض سے سیراب کیا۔ اُن میں سے سینکڑوں کی تعداد ہیں تذکرہ محمد شاہی میں مریدوں کی فہرست دی گئی ہے۔ یہاں آپ کے بائیس صوبے (خلیفے) تحریر کیے جاتے ہیں۔

۱۔ اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ فرزند آنجناب ساہن پال شریف گجرات

- ۲۔ سید غلام رسول بن سید فضل الہی، خسر پورہ آن جناب ساہن پال شریف گجرات
 ۳۔ میاں حبیب اللہ بن موج الدین بخارا
 ۴۔ مولوی میراں بخش بن پیراندہ امام مسجد
 ۵۔ مولوی نبی بخش بن پیراں دہ امام مسجد
 ۶۔ میاں غلام فقیر قوم موچی۔ اگر وہ
 ۷۔ چودھری خوشی محمد بن قایم وڑائچ چکبانوکلان
 ۸۔ سائیں ماہی شاہ بن امیر وڑائچ، میگر خورو
 ۹۔ سائیں فرمان علی رویش مجذوب بن نورخان قوم چھپرہ پتخت
 ۱۰۔ سائیں فرماں علی رویش مجذوب بن نورخان قوم چھپرہ پتخت
 ۱۱۔ سید جلال الدین بن سید محمد علی برخوردار پانڈو کے نو گوجرانوالہ
 ۱۲۔ میاں حامد موچی چھنی گھلا
 ۱۳۔ چودھری حسن محمد بن فضلدار چٹھہ۔ جھام والہ
 ۱۴۔ میاں عمر الدین بن محمد بخش بخارا۔ جھام والہ
 ۱۵۔ میاں وارث گلگو نورپور چاہلاں
 ۱۶۔ سائیں نواب شاہ مجذوب بن چوہتر قوم چاہل جونہ
 ۱۷۔ سائیں پیراں دہ پیراں والہ قلعہ دیدار سنگھ
 ۱۸۔ میاں احمد یار بن محمد بخش بخارا ڈھب چیمہ
 ۱۹۔ چودھری رحمت خان بن الہی بخش وڑائچ ونوٹیاں والی چک ۳۹ شیخوپورہ
 ۲۰۔ سائیں عمر شاہ بافندہ کوٹلی ہماراں سیالکوٹ
 ۲۱۔ مولوی حاجی محمد علی قریشی صدیقی نارووال سیالکوٹ
 ۲۲۔ مولوی عنایت اللہ بن میاں غلام حسین امام مسجد اٹاری شام سنگھ امرتسر

مدحیات

آپ کی مدح و توصیف میں آپ کے فرزند ارجمند اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ
 نوشاہی ادام اللہ برکاتہ نے بہت نظمیں لکھی ہیں جو میں نے کتاب تذکرہ محمد شاہی میں سب درج
 کی ہیں۔ یہاں ایک نظم لکھی جاتی ہے :

محمد شاہ اکمل پیر مخلوق
 ولی با مروت بود خوش خو
 معنی قدر عالی شان اکرم
 جمال یوسفی بخت سکندر
 مبارک بخت نور از نور نوشہ
 بخت واردش مہمور نوشہ
 بقلبش بود دائم شور نوشہ
 کویم و با سعادت پور نوشہ

پہرچِ نوشہی شمسِ منورِ مطیعیش انس و جن و عورِ نوشہ
 ہجومِ خادماں گردشِ شب و روزِ بھفتش وائما غشورِ نوشہ
 سب درگاہِ او شیرے بعالمِ عدسے رمز آں مقہورِ نوشہ
 ز بحرِ عشقِ خودے بخشِ قطرہِ کند چشمانِ حاسد کورِ نوشہ
 خدارا سونے نوشاہی نگاہے کہ ہستی عاشق و مشکورِ نوشہ

واقعات و وفات

آپ اپنی زندگی کے آخری دو سال سفر میں تشریف نہیں لے گئے۔ دولت خانہ میں ہی مقیم رہے۔ زائرین جوق در جوق آتے اور آپ کے فیض سے مستفیض ہوتے۔ وفات سے چند روز پہلے آپ نے نقلی روزے رکھنے شروع کیے۔ ابتدائے محرم شریف کے ایام تھے۔ گاؤں میں وہاں انفلو انزا کی شکایت تھی جس کو عوام جنگی بخار کہتے تھے۔ آپ ہر صبح و شام مریضوں کی خبر گیری کے لیے ان کے گھروں میں تشریف لے جاتے اور بیمار پرسی کرتے۔

بیٹے کو باطنی کھشش سے بلانا
 ایک روز آپ نے غسل کیا تو آپ کو سردی کی وجہ سے بخار ہو گیا۔ ان دنوں میں آپ کے فرزند دل بسند

اعلیٰ حضرت سید غلام مصطفیٰ بوسائیں مہاراجہ شاہ درویش بیگری کے علاقہ سیالکوٹ میں سمنہ پر گئے ہوئے تھے۔ جب آپ کو بخار زیادہ ہونے لگا اور طبیعت میں خفاقت بڑھ گئی۔ تو اہل خانہ نے عرض کیا کہ کوئی آدمی بھیج کر ان کو واپس بلا لیا جاوے تو بہتر ہوگا۔ حضور نے فرمایا کوئی فکر نہ کرو۔ وہ خود بخود آیا ہی چاہتے ہیں۔ چنانچہ دوسرے روز ہی وہ واپس آ گئے۔ اور بیان کیا کہ مجھے خواب میں ایک شخص نے یہ آیت شریف پڑھ کر سنائی وَتِلْكَ الْآيَاتُ نَدَّ اُولٰہَا بَيْنَ النَّاسِ (ہم ان دنوں کو لوگوں کے درمیان پھیر دیتے ہیں) اسی وقت دل نے گواہی دی کہ واپس چلوں۔ واللہ اعلم کیا معاملہ ہے۔ تو اب معلوم ہوا کہ یہ سب حضرت شاہ صاحب کا تصرف تھا۔

اپنی وفات کی خبر دینا
 آپ کو چند روز بخار آیا۔ پہلے حکیم سید برکت علی بن سید میراں بخش ہاشمی ساکن رنمل کا علاج کرتے رہے۔ کوئی فائدہ نہوا۔ تو

پھر سولنگر سے قاضی حکیم اللہ دتہ کو لایا گیا۔ ان کے علاج سے بھی کچھ افادہ نہ ہوا۔ آپ نے اپنے اعزہ و اقارب کو جو ہر وقت خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ فرمایا کہ آج کے بعد میرے تین گہنی دنیا میں باقی ہیں۔ پھر مجھے سفرِ آخرت درپیش ہے۔ یہ ارشاد سن کر سب محزون ہوئے۔

آپ اثنائے مرض میں باقاعدہ نمازیں ادا کرتے رہے۔ جب طاقت نہ رہی تو اشارہ ذکر و فکر سے ہی ادا فرماتے۔ زبان ذکرِ الہی میں مشغول تھی۔ جب کمزوری حد سے بڑھ گئی تو ذکرِ پاسِ انفاس جاری ہو گیا یعنی ہر دم کے ساتھ اللہ مسموع ہونے لگا۔

آپ کے صاحبزادہ حضرت سید غلام مصطفیٰ نے عرض کیا کہ اولاد کے حق میں دعائیں آپ کے بعد ہمارا کیا حال ہوگا۔ حضور نے انگشتِ شہادتِ آسمان کی طرف بلند کی اور فرمایا کہ تم خدا کے حوالے۔ اور وہی تمہارا حافظ و ناصر ہے۔

میری (شرافت کی) عمر اسی وقت بارہ سال تھی۔ اور میں بھی ان ایام میں بعارضہ بخار بیمار تھا۔ میرے والد ماجد حضرت سید غلام مصطفیٰ صاحب نے مجھے اٹھا کر آپ کے حضور میں پیش کیا۔ آپ نے میرے سر اور پشت پر اپنا ہاتھ پھیرا۔ اور پھر میرے چھوٹے بھائی صاحبزادہ سید بشیر احمد کو بھی جو اس وقت بعمر نو سال تھے۔ ہاتھ پھیرا۔ دونوں کو دعا دی۔ یہ واقعہ رات کے وقت گزرا۔

نصف رات کے وقت آپ نے شربت طلب کیا تو کھنڈ کا شربت دیا گیا۔ آخری وقت آپ نے نوش فرمایا۔ پھر ذکرِ اسمِ ذات میں مشغول ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد اللہ اللہ کہتے ہوئے جان جان آفرین کے سپرد کی۔ اور مرغِ روحِ قفسِ معصری سے پرواز کر گیا۔

آپ کے انتقال کے بعد آپ کے جسمِ شریف سے وفات کے بعد ذکر جاری رہنا، ذکرِ اسمِ ذات اللہ بلند آواز سے جاری ہو گیا۔ جس کو میں نے اپنے کانوں سے سنا اور آپ کی ہمشیر سیدہ محمد بی بی نے بھی سنا۔ دیر تک یہ ذکر حاضرین سنتے رہے۔

تجزیر و تکفین آپ کے مرید مولوی میراں بخش امام مسجد ساہن پال شریف نے آپ کے جسید اطہر کو غسل دیا اور سفید کھدر کا کفن آپ کو پہنایا گیا۔ حضرت مولانا سید احمد حق مفتی قصبہ جوکالیاں نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔ گردنوں کے دیہات سے کافی مخلوق جمع ہوگئی۔ سینکڑوں آدمیوں نے جنازہ میں شمولیت کا شرف حاصل کیا۔

آخری دیدار جب آخری دیدار کے لیے آپ کے چہرہ انور سے پردہ اٹھایا گیا۔ تو سب لوگوں نے زیارت کی سعادت حاصل کی۔ آپ کا چہرہ مبارک تبسم نظر آیا۔ آپ کا تبسم سب حاضرین نے چشمِ ظاہر دیکھا اور خوش ہوئے۔ اس واقعہ کو دیکھ کر سید شیر عالم رسولگریؒ اس قدر متاثر ہوئے جس کا اندازہ نہیں۔ اور آپ کو مخاطب ہو کر فرمایا "آپ کے مرتبہ کا ہماری تمام برادری میں کوئی بھی شخص نہ تھا۔" بوقتِ دوپہر آپ کو اپنے آباؤ اجداد کے چہارہں دفن کیا گیا۔

تاریخ وفات حضرت مولانا سید حافظ محمد شاہ نیک اخترؒ کی وفات بمرحمتین سال شب شنبہ ۱۳ نومبر ۱۹۱۸ء وقت نصف شب اول وقت نماز تہجد۔ ۲۲ محرم ۱۳۳۷ھ۔ ۲۹ اکتوبر ۱۹۱۸ء ۱۳ کالک سٹاٹ ۱۹۱۸ء کو ہوئی۔ آپ کا مزار شریف ساہن پال شریف گورستان نوشاہی میں اپنے والد بزرگوار کے پاس شرقی جانب ہے اور دونوں کے درمیان ایک قبر آپ کے بڑے بھائی صاحب کی ہے۔

قطعہ تاریخ

از اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ نوشاہی دام برکاتہ
چوں محمد شاہ از ماشد وداع مرجا گفتند در جنت بدو
چوں بمستم سال ترحیل ولی گفت ہاتف ورود قرآن شغل او

۱۵ لے حضرت سید حافظ محمد شاہ کا کچھ ذکر اسی جلد کے طبقہ دوم میں بھی لکھا جائے گا۔ شرافت

ماہ ہائے تاریخ

- | | |
|--------|-----------------------------------|
| ۶ ۱۹۱۸ | ۱۔ از آیت شریف کل نفس ذائقۃ الموت |
| ۱۳۳۶ھ | ۲۔ چہراغِ مجلس |
| ۱۳۳۶ھ | ۳۔ غیور الملک |
| ۱۳۳۶ھ | ۴۔ فسروغِ دوام |

اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ قبلہ نوشاہی

ادام اللہ برکاتہ و فیوضہ

در مناقب ذات پاک شاہ غلام مصطفیٰ

شاہباز اوج عرفان دستگیرِ کامل

آفتاب چرخ عرفان سالک رازِ نہاں
حضرت سید غلام مصطفیٰ ماہِ لفتا
غنیچہ گلزارِ وحدت زینتِ اہل صفا
افتخارِ سندِ حاجی نوشہ گنج بخش
قاسم فیض الہی نوشہ ثمالث لقب
کعبہ ارباب دانش آستانِ فیض او
ہم چو ماہِ چارہ سیمانے سے روشن بود
میرسد از یک نظر در بارگاہِ ایزدی
کے گنج و صف او در حیطہ تحریرِ من
از فضیلت در فضائل بیشتر افضال او
علم و حکمت ہم ولایت خادمان و گردش
در اماں وارد خداوند از حوادث روزگار
یا الہی باد و اتم سایہ عالی جناب
از شرافت و مبہم باد و اعلائے بشمار

مرجع اہل مطالب فخرِ جملہ خاندان
واقع سیرِ حقیقت رہنمائے گمراہاں
قبلہ حاجاتِ عالم مقتدا سے و اصلان
در سخاوت ہم شجاعت گشتہ معروضہ زمان
نورِ چشمِ عارفان شاہ سیرِ لامکان
جہد سانی میکنند از صدقِ دل قدویاں
در جہاں انوارِ فقرش مشتہر شد بیگماں
ہر کہ او گشت از ارادت خادمِ درگاہِ شاہ
آنکہ باشد اسم پاکش افضلیتِ رانساں
فضل او بر ہر منفضل افضل لتفضیل داں
جامع جملہ فضائل پشوانے انس و جان
شادی و عیش و مسرت در فرزاید ہر زمان
بر سر ماہیکساں چون نجم ہائے کھکشاں
عزت و اقبال باشد در رکابِ اُردواں

آپ و اصل در گاہِ ایزدِ متعال، عاشقِ ذاتِ ذوالجلال، سراجِ
اوصافِ جمیلہ، الواصلین، شمسِ المقربین، غوثِ زمان، قلبِ دوران، فردِ وحدت،

خلاصہ ہریت، عالمِ افہم، فاضلِ اعظم، سلطانِ الوقت، صاحبِ حال، اہلِ علم و علم و ذوق و شوق و راز و نیاز و سوز و گداز ہیں۔ آپ حضرت مولانا سید حافظ محمد شاہ نیک اختر سید ابن سید شاہ محمد امین مختار السالکین نوشاہی برخورداری کے فرزندِ یگانہ اور مرید و خلیفہ اعظم و سجادہ نشین ہیں۔

آپ کا اسم گرامی غلام مصطفیٰ، کنیت ابراہیم شریف، تخلص نوشاہی، لقب نام و لقب اعلیٰ حضرت، نوشاہِ ثالث، سلطانِ محبوبین، عالم، واعظ، شاعر، مورخ، مولف، محقق، پارسا ہیں۔

آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم شریف حضرت سیدہ فاطمہ بی بی تھا دختر سید نسب ماوری فضل الہی بن مولانا سید غلام قادر بن سید عبدالقدوس بن سید خیر اللہ بن سید فتح اللہ بن سید شاہ نظام بن سید عبداللہ حکیم بن سید حافظ محمد برخوردار بکر العشق بن حضرت نوشاہِ گنج بخش۔ آپ کی ولادت باسعادت بروز شنبہ ہفت ظہر، ۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۰۷ھ ۱۸ فروری ۱۸۹۰ء بھگن پور بمقام سہن پال شریف ہوئی۔

قطعہ تاریخ

از حضرت سید حافظ محمد شاہ نیک اختر

بفضل حق غلام مصطفیٰ زاد خداوند غلام مصطفیٰ باد

دیگر

از چوہدری مہر داد تارڑ ساہن پالیہ ساکن چھوہر انوالہ

غلام مصطفیٰ فرخندہ فالے	چو یوسف خوب رو صاحبِ جمالے
زبستانِ نوشاہی گل شکفتے	یقینِ دائم کہ آن ہر دو ہلا لے
چو دایہ دید متاسب آسمانی	عوشا چہرہ نہ بر او بود خالے
میاں جی ماوراں دم عوش بخرداں	کہ بر تو کرد شفقت ذوالجلالے

محمد شاہ را باشد مبارک کہ فرزندش شدہ نیکو خصالے

نواب خاں غلام مصطفیٰ باو
زاوّل مصر گویم سنہ و سالے

ماوہ ہائے تاریخ

- ۱۔ از آیت شریفہ "والذین ہاجروا و جاہدوا فی سبیل اللہ" ۱۳۰۶ھ
- ۲۔ "ومن یعتم با اللہ فقد ہدی الی صراط" ۱۳۰۶ھ
- ۳۔ "ذوالعرش" ۱۳۰۶ھ
- ۴۔ "خزانہ رحمتہ" ۱۳۰۶ھ
- ۵۔ رضا شاہ ۱۳۰۶ھ
- ۶۔ مشتاق سرور ۱۳۰۶ھ
- ۷۔ چشمہ فیض دو جہاں ۱۳۰۶ھ

آپ کو گڑھتی حضرت سید غلام نبی بن سید نور احمد بر غورداری "ساکن دھیر کے خورد
تکنیک متصل گرات نے دی۔ وہ اس روز یہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔

آپ کی جب ولادت ہوئی تو آپ کے جد امجد حضرت سید محمد امین صاحب مختار حیات
تربیت بابرکات تھے۔ آپ کو اٹھاتے اور بہلاتے اور بہت پیار کرتے۔ آپ کی ولادت کی
بادگار میں اپنے چاہ ظاہر یوالہ پر درخت توت لگایا جو کافی عرصہ تک موجود رہا۔ بعد ازاں اپنے
والد ماجد اور چھوٹی صاحبان سیدہ محمد بی بی و سیدہ روشن بی بی اور اپنی والدہ ماجدہ کے آغوش
عاطفت میں تربیت پائی۔

آپ نے اپنے والد بزرگوار حضرت سید محمد شاہ صاحب کی خدمت میں بمر
تحصیل علوم سات سال قرآن مجید ختم کیا۔ پھر علم ادب کی فارسی کتابیں پند نامہ کریم،
نام حق، پند نامہ شیخ عطار، فارسی نامہ، گلستاں، بوستاں، زلیخا، سکندر نامہ، انوار
سہیلی، بہار دانش، تحفہ سولیہ پانچ سال میں پڑھ لیں۔

بارہ سال کی عمر میں پرائمری سکول پنڈی کالو میں داخل ہوئے۔ تین سال میں پانچ جماعتیں پڑھیں۔ پھر پندرہ سال کی عمر میں بمقام دھریکاں ضلع گجرات حضرت مولوی محمد شیخ احمد حنفی نقشبندی مجددی کے درس میں داخل ہوئے۔ وہاں سے صرف میر، ذرا دی، زنجانی، مراح الارواح، نحو میر، شرح مائتہ عامل عبد الرسول، شرح مائتہ عامل، ہدایۃ النحو، کافیہ، ایسا غوجی، قال قول اور علم الفرائض میں سراجی، اور شتوی نیرنگ عشق وغیرہ کتابیں پڑھیں۔

پھر حافظ عالم الدین اگر وہ سے علم تجوید کے قواعد سیکھے اور قرآن مجید کا پارہ اول اور آخری دو پارے حفظ کیے۔ پھر کچھ عرصہ مولوی قاضی محمد امین حنفی نقشبندی مجددی کے پاس بمقام بھکھر پانوالی ضلع لائل پور بھی رہے۔ کتابت کی تھوڑی سی مشق کی۔

تحصیل علم کے بعد آپ نے کافی مطالعہ کیا اور ہر ایک علم و فن میں خاصہ ملکہ مطالعہ کتب حاصل کیا۔ مثلاً:

۱۔ علم تفسیر میں تفسیر نقرہ کار، تفسیر جلالین، تفسیر حسینی، تفسیر فتح العزیز، تفسیر موضع القرآن، تفسیر زاد الاخرت۔

۲۔ علم حدیث میں مشکوٰۃ المصابیح، اشعۃ المعانی شرح مشکوٰۃ، مسک الختام شرح بلوغ المرام، فتح المبین، ستہ ضروریہ۔

۳۔ علم فقہ میں شرح وقایہ، قدوری، غنیۃ المصلی، خلاصہ کیدانی، انواع العلوم مولوی عبد اللہ لاہوری، انواع حافظ برخوردار رانجا، انواع مولوی بارک اللہ، فتاویٰ نوشاہیہ، فتاویٰ نظامیہ، مالا بدمنہ وغیرہ۔

۴۔ علم مناظرہ میں انوار آفتاب صداقت، سیف چشتیانی، اعلائے کلمۃ اللہ وغیرہ

۵۔ علم تصوف میں شتوی مولانا روم، دیوان حافظ، دیوان غوث الاعظم، دیوان باہو، گنج الاسرار نوشتہ صاحب، احیاء العلوم، کیمائے سعادت، کشف المحجوب،

فتوح الغیب، غنیۃ الطالبین، کتوبات امام ربانی، سلک السلوک، اسرار قادر، سرکنون، حسنات العارفين، شمس العارفين، کلید التوحید، خیر الموائس وغیرہ۔

۶۔ علم تاریخ و تذکرہ میں کلمات موسیٰ، معارج النبوة، مدارج النبوة، سیرۃ النبی،

قصص الانبیا، ابوبکر صدیق الفاروق، سیرۃ النعمان، تذکرۃ الاولیا، نفحات الانس،
اسرار الاولیا، اخبار الاجیار، تحفۃ القادریہ، سفینۃ الاولیا، خزینۃ الاصفیا، تذکرہ نوشاہیہ
ثواقب المناقب، کنز الرحمت، مرآۃ السالکین، تحفۃ الابرار، تذکرہ خوشیہ وغیرہ۔

آپ نے بعد حصول کمالات ظاہری اپنے والد اکرم حضرت مولانا سید عافظ محمد شاہ
بیعت و خلافت نیک اختر بن سید محمد امین صاحب مختار کے ہاتھ مبارک پر بیعت طریقت کی۔
تھوڑے ہی عرصہ میں خلافت و اجازت کے شرف سے مشرف ہو کر کاٹلان روزگار سے ہو گئے۔

۱۔ آپ کو خواب میں حضرت نوشہ گنج بخشؒ نے اپنی بیعت سے نوازا۔ اور
بیعت روحی ذکر کلاطیبہ کی تلقین فرمائی۔ ایک بار حضرت نوشہ صاحبؒ نے آپ کو فرمایا،
السلام علیک۔ یعنی تجھ پر سلام ہو۔

۲۔ تاریخ ۹ رمضان ۱۳۶۸ء کو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار آپ کو
خواب میں ہوا۔ حضور نے آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں بطور مصافحہ لے کر آپ کو بیعت فرمایا اور
ایک بک شیرینی کا آپ کو عطا فرمایا۔

ف: فقیر سید شرافت عافہ اللہ کتاب ہے کہ روحی بیعت ہونا اولیا اللہ میں متعارف ہے۔
چنانچہ: ۱۔ صاحب مرآۃ الاسرار کو خواجہ بزرگ معین الدین چشتی نے عالم باطن میں بے واسطہ
مرید کیا۔ ۲۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے خواب میں مل کر صاحب اقباس الانوار کو
اپنے فیض سے مستفیض کیا اور تین اشغال بتائے۔ معدن اجبت۔ بنجام الاسرار، مراقبۃ الانوار۔
کلاہ تبرک ملنا ایک بار آپ مسجد ساہن پال شریف میں نماز مغرب کی جماعت کر رہے تھے
کہ حضرت سید پیر کھن شاہ لاہوریؒ مثالی صورت میں ظاہر ہوئے۔ اور
اپنی کلاہ مبارک آپ کو عطا کرنے کے لیے آپ کے سامنے مصلے پر رکھ دی اور وہ آپ نے
بچشم ظاہر معائنہ فرمائی۔

ف: فقیر سید شرافت عفی عنہ کتاب ہے کہ کشفی طور پر یا مثالی طور پر بزرگوں کا تبرکات عطا

غہ تذکرہ اولیائے ہند ج ۱ ص ۱۳ عہ تذکرہ ج ۱ ص ۲۵ شرافت

کرنا کتب صوفیہ میں ثابت ہے۔

۱۔ ایک صابری درویش کو کشف میں سلطان المشایخ خواجہ نظام الدین اولیاء نے

دستار عنایت کی ہے۔

۲۔ شاہ نعمت اللہ ولی قادری نے خواب میں احمد خاں خان خاناں کو تاج

مہرزنگ دیا پھر بیداری میں بھی بھیجائیے۔

پیشگوئی

آپ کے والد ماجد حضرت مولانا سید حافظ محمد شاہ کے ہاں اولاد زینہ نہیں تھی۔
 ان کے والد بزرگوار حضرت مولانا سید محمد امین صاحب نے ان کو فرمایا کہ تم درگاہِ حضرت
 سخی بادشاہ شیخ سلیمان نوری قادری پر بھلو الی شریف جا کر ان کے توسل سے دعا مانگو۔
 چنانچہ وہ درگاہِ سلیمان پر پہنچے تو ان کو مثالی صورت میں حضرت سخی پیر عالی جناب ملے اور
 فرزند ہونے کی بشارت دی۔ نیز فرمایا: تم کو یہاں آنے کی ضرورت نہ تھی بلکہ حضرت نوشہر صاحب
 کے توسل سے ہی کام ہو سکتا تھا۔ چنانچہ آپ بوجہ حکم سلیمانی متولد ہو کر صاحبِ کمال ہوئے۔

معمولات

آپ ہر وقت یادِ الہی میں مصروف رہتے ہیں اور اپنے اوقاتِ شریف کو اوراد و
 وظائف سے معمور رکھتے ہیں۔ آپ کے تمام معمولات کو میں نے کتابی صورت میں علحدہ جمع کیا ہے
 جس کا نام ہے "ہدایۃ السالکین المعروف معمولاتِ نوشاہی"۔

آپ نمازِ پنجگانہ پر موافقت رکھتے ہیں۔ نوافلِ تہجد کو پابندی سے ادا کرتے ہیں
 سورۃ مزمل شریف گیارہ مرتبہ، کلمہ طیبہ گیارہ سو بار، درود شریف ہزارہ گیارہ سو بار،
 درود مبارک گیارہ سو بار، آیت کریمہ گیارہ سو بار، اسم ذات گیارہ سو بار، تسبیح و

۱۔ تذکرہ ج ۱ ص ۱۰۰ ۲۔ تذکرہ ج ۲ ص ۱۴ شرافت

تجدید گیارہ سو مرتبہ، اللہ الصمد گیارہ سو بار، استغفار دو سو بار، شجرہ شریف قادر یہ نو شاہدہ ایک بار روزانہ بلاناغہ پڑھتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی کئی وظائف پڑھا کرتے ہیں۔

تلاوتِ قرآن مجید آپ کلام اللہ شریف بکثرت تلاوت فرماتے ہیں۔ کچھ عرصہ آپ دنس پارے روزانہ پڑھتے رہے۔ اور تین روز میں ختم کیا کرتے تھے۔

اب زمانہ حاضرہ میں سات منزلوں کے حساب سے پڑھا کرتے ہیں اور ہفتہ میں ایک ختم شریف کتے ہیں اثنائے تلاوت میں بعض اوقات آپ کو مشاہدات و مکاشفات و الہامات بھی ہو جاتے ہیں۔ اور بعض اوقات غیبی آوازیں آتی ہیں۔ آپ تمام عبادتوں سے تلاوتِ قرآن مجید کو افضل عبادت سمجھتے ہیں۔ آپ فرمایا کرتے ہیں کہ مجھ کو قرآنی فیضان ہے۔ آپ انبیائے کرام اور اولیائے عظام اور اپنے آباؤ مشائخ ذوالاحترام کو بکثرت ایصالِ ثواب کرتے رہتے ہیں۔

روزہ و زکوٰۃ آپ رمضان شریف کے روزے پابندی سے رکھتے ہیں کبھی ناغہ نہیں کیا، بلکہ گاہ گاہ ایامِ بیض کے روزے بھی رکھتے ہیں۔ اپنے مال سے سالانہ صدقہ فریضہ زکوٰۃ اور صدقات واجبہ فطر اور قربانی بھی ادا کیا کرتے ہیں۔

وظائف کا حساب اگرچہ وظائف کا حساب و تعداد صحیح طور پر نہیں ہو سکتا تاہم آپ کی تحریرات سے کچھ اندازہ ہوا ہے وہ درج ذیل ہے۔

آپ نے ایک جگہ بطور یادداشت لکھا ہے کہ ساٹھ سال کی عمر تک وظائف ذیل اس قدر پڑھے جا چکے ہیں:

- ۱۔ ختم ہائے قرآن مجید: تین ہزار ایک سو چونسٹھ ۳۱۶۴
- ۲۔ مگر طیبہ: ایک کروڑ انانوسے لاکھ اسی ہزار ۱۸۹۸۰۰۰۰
- ۳۔ درود شریف ہزارہ: ایک کروڑ انانوسے لاکھ اسی ہزار ۱۸۹۸۰۰۰۰
- ۴۔ رکعت ہائے نماز: نو لاکھ اکیس ہزار چار سو اسی ۹۲۱۴۸۰
- ۵۔ نوافل تہجد: دو لاکھ ستائیس ہزار سات سو ساٹھ ۲۲۷۷۶۰
- ۶۔ روزہ ہائے رمضان شریف: ایک ہزار چھ سو چالیس ۱۶۵۰

باقی اور ادکا کوئی حساب شمار نہیں

یہ حساب تیسٹھ سال کی عمر تک ہے۔ اب ستر سال میں آپ کی عمر چوبیس سال ہے۔ اور شب و روز تلاوت قرآن مجید اور اوراد و وظائف میں مشغول رہتے ہیں۔ اس لیے آپ کی عبادت کا صحیح اندازہ اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے۔ اور یہ اندازہ اس لیے لکھا گیا ہے کہ طالبانِ حق کو عبادت کی رغبت پیدا ہو اور اولیاء اللہ کے نقشِ قدم پر چلنے کا شوق غالب ہو۔

اخلاق و عادات

آپ اخلاقِ محمدی رکھتے ہیں۔ غریبوں، مسکینوں پر شفقت۔ امیروں اور رئیسوں سے اجتناب رکھتے ہیں۔ فخر و غرور و بکبر نام کو نہیں۔ صبر و شکر و توکل و رضا کے اوصاف سے موصوف ہیں۔ آپ کے خصائلِ سلف صالحین سے مطابقت رکھتے ہیں۔ سخاوت و ایثار و شجاعت کے اوصاف سے متصف ہیں۔ طبیعتِ نفاقت پسند اور تقویٰ شعار ہے۔ تبا کو نوشی سے اس قدر نفرت ہے کہ اگر کوئی شخص حقہ کو ہاتھ لگاٹے تو جب تک وہ دھون لے اس کے ہاتھ سے پانی پینا گوارا نہیں کرتے۔ اپنی پھڑی کبھی کتے کو نہیں لگاتے۔ ساری عمر میں کسی نے آپ کی زبان سے گالی یا بدزبانی کبھی نہیں سنی۔ جب مجلس میں بیٹھے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی کا آپ کو انتظار ہے۔ اربابِ مجلس کو نصیحتیں اور اچھے کلام اور بزرگوں کے اذکار سننا کہ ان کی قلبی استعداد کو تقویت پہنچاتے ہیں۔ آپ کا کلام سامعین کے حق میں کَذٰلِكَ لِنُذِیْقَہٗمُ فَاۡدَکَ کی تاثیر رکھتا ہے۔ حضرت نوشہ گنج بخشؒ اور اپنے بزرگانِ مشایخ سلسلہ سے آپ کو بڑا عشق ہے۔

آپ کی غذا اعلیٰ اور شبہات سے پاک ہوتی ہے۔ اکثر مرتبہ دیکھا گیا ہے کہ اگر کسی تقویٰ شخص نے دعوت کی اور اس کے کھانا میں شبہ تھا اور آپ نے غلطی سے تناول فرمایا تو اسی وقت بذریعہ قے باہر آگیا۔

آپ کا قد درمیانہ، رنگ گورا گندمی، پیشانی فراخ، سر کے بال سفید، حلیہ اقدس، کانوں کی لوتھک۔ سر کے بالائی حصہ سے بال صاف ہو گئے ہیں۔ بینی بلند،

لے حضرت شیخ داؤد کرمانی قادری شیرگرمیؒ بھی اسی طرح منظرانہ بیٹھے تھے۔ تذکرہ اولیائے ہند ص ۲۷ ص ۲۲۔ شرافت

ابرو متوسط کمانوں کی طرح، دائرہ مبارک ایک قبضہ سے زیادہ بال سفید۔ ابتدا میں مہندی لگایا کرتے تھے۔ لیکن اب کافی عرصہ سے چھوڑ دی ہے۔ بال چمکیلے، ایسے چمکتے ہیں جیسے سورج کی شعاعیں، یا طلا کی تاریں چمکتی ہیں۔ لب باریک، دانست پورے بتیس قائم۔ اور نہایت سفید و چمکدار۔ جب تبسم کریں تو ان میں سے چمکارا نکلتا ہے۔ بازو گول، سینہ فراخ، جسم بھارا، چلنے میں تیز رفتار۔ جب کبھی پیدل چلیں تو ہر اسی دوڑ دوڑ کر ساتھ چلتے ہیں۔

آپ کا لباس سفید ہوتا ہے۔ گرتہ طریزوں والا سفید، گریبان سامنے، دستار لباس مثل سفید۔ کبھی بوقت وظایف یا ادائیگی نماز ٹوپی گول بھی پہن لیتے ہیں۔ اور سویٹر بھی استعمال کرتے ہیں۔ پہلے سفید رنگ تہ بند پہنا کرتے تھے اب چند سالوں سے سبز رنگ تہ بند رکھتے ہیں۔ اپنے سب کپڑوں کے کسی کونہ پر اپنا نام نوشتا ہی لکھ رکھتے ہیں بلکہ دھاگے کاٹھوا لیتے ہیں۔

آپ سماع سن لیتے ہیں۔ نعت خواں لوگ آپ کے حضور میں پڑھتے ہیں۔ وجد و سماع کبھی کبھی آپ کو رقت قلب ہو جاتی ہے لیکن اپنے مزاج پر قابو رکھتے ہیں کبھی تڑپنے اور ہوش ہونے کی نوبت نہیں آتی۔

فضائل و کمالات

آپ کی ذات بستودہ صفات کو خدا تعالیٰ نے ہر طرح کے کمالات عطا فرمائے ہیں۔ آپ کے فضائل اس سے زیادہ ہیں کہ نوکِ قلم ان کا احصا کر سکے۔ یہاں مکتوبات محمد شاہی میں سے چند کلمات لکھے جاتے ہیں جو آپ کے والد بزرگوار نے آپ کے متعلق مدحیہ اور دعائیہ الفاظ ارشاد فرمائے ہیں۔

۱۔ عطیہ خدا۔ غلام مصطفیٰ۔ یکنون الدائم علی الصراط السوی والاہتدا“

۲۔ الدعاء لك ولائك ونزولك وخالاتك وعماتك ولاطفالها ولا

جائلك خصوصاً لجیب اللہ وغیر ذلک۔

لے مکتوب ۲۹ لے مکتوب ۲۱ شرافت

۳۔ "ہمارے عقاب سے ڈرنے کا تم کو اجر کثیر جناب باری سے دایرین میں نصیب ہو اور عزت و اقبال کی ترقی ہو۔"

۴۔ "تمہارے خطوں سے بھی ہم کو تسلی ہے۔"

۵۔ "وہو معکم اینما کنتم۔"

۶۔ "تم خود مجتہد ہو، جس طرح چاہا ہو عمل میں لاؤ۔"

۷۔ "اب تم بھی لایق ہو۔"

۸۔ "تمہارے پر کوئی بدظنی نہیں؟"

۹۔ "تمہارا کوئی خیال غلط نہیں معلوم ہوا جس پر ہم اعتراض کریں؟"

۱۰۔ "چنانچہ مناسب بود عمل آرنڈ زیر اکہ عمل تو معہ خالص نیت محض ہدایت سست و

عین صواب۔"

۱۱۔ "آفتاب یمن و اقبال بر سر فرزندان تابندہ باد۔"

۱۲۔ "ہم شب و روز بجناب ایزدی مستدعی ہیں کہ تم کو حیات، علم، ہدایت نصیب کرے۔"

۱۳۔ "دیر کردن این دعا گورا از ملاقات شمانا گوارست۔"

۱۴۔ "از تحریر باتا شیر آں خوش تقریر چنان سرور حاصل آید کہ شکر الہی ادا نیاید۔"

۵۔ اگر شکر حق تا بروز شمار

گذارم نباشد یکے از ہزار

الحمد لله ثم الحمد لله۔"

۱۵۔ "تم کو اس کے عوض میں ہدایت اور شوق الہی نصیب ہو، اور تیرے محبت کرنے والوں

کو بھی۔"

۳۷ مکتوب ۱۰۰ ۳۷ مکتوب ۹۹ ۳۷ مکتوب ۹۹، ۷۹ ۳۷ مکتوب ۹۹ ۳۷ مکتوب ۱۰۰

۳۷ مکتوب ۵۸ ۳۷ مکتوب ۱۱ ۳۷ مکتوب ۸۳ ۳۷ مکتوب ۲۳ ۳۷ مکتوب ۲۰

۳۷ مکتوب ۱۵ ۳۷ مکتوب ۱۵ ۳۷ مکتوب ۱۰۱ شرافت

۱۶۔ اللہ تعالیٰ در سفر و حضر حامی و معین شام باد۔

۱۷۔ آئینہ خود مالک ہو۔

۱۸۔ ترا بعد اطاعت انہی نارایاں کر دن بذریعہ خط ضرور سے باید کہ از دیر بے اختیار غم پیدا

میشود۔

۱۹۔ فان اللہ خیر حافظا و هو اسرحم الراحمین (اوسبجانہ) شمارا در حیطہ حفظ خود

مضمون خواهد داشت۔

۲۰۔ زیارت حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ در رؤیا ترا مبارکباد۔ ذات پاک بپرکت این

خواب اتباع صحابہ بمرسول صلی اللہ علیہ وسلم ترا روزی کناد آمین۔ و تکرار دیدار ایشان در

قیامت درجات و کلام تو موافق کلام ایشان باد کہ برائے امت تمام شدن نعمت

این ست در اعتقاد اہل سنت۔

۲۱۔ صراط آنجا کہ کس زلفت تو آنجا رسید۔

۲۲۔ و کذا لک یجتبیک ربک۔

۲۳۔ امید از عنایات الہی واثق ہے کہ یتیم نعمتہ علیک و الیک کما اتھا علی

ابویک۔

۲۴۔ ہر چہ گوئی تحصیل کردہ آید۔

۲۵۔ تم کو پروردگار نے علم اور علم اور ورع میرے سے زیادہ نصیب کیا ہے۔ امید از

عنایات الہی واثق ہے کہ اقبال بھی زیادہ دیوے گا اور اپنی نعمت تمام کرے گا

تیرے پر۔

۲۶۔ ہر کہ توجہت کند خدا اور محبت کند و ہر کہ عزت تو کند خدا پاک عزت او در دین

ببفزاید۔ والسلام علی من اتبع الہدی۔

۱۲ مکتوب ۱۲۵ ۱۳۵ مکتوب ۱۵۵ ۱۵۵ مکتوب ۸۰ ۱۴۶ مکتوب ۱۲۶ ۱۲۶ مکتوب ۱۲

۱۲۶ مکتوب ۱۲ ۱۲۶ مکتوب ۹۹ ۱۵۵ مکتوب ۱۰۲ ۱۵۵ مکتوب ۱۵۵۔ شرافت

مقامات

آپ کے مقامات و درجات عالیہ کثیر ہیں۔ یہاں بعض وہ واحیات درج کیجاتے ہیں جن سے کچھ آثار پائے جاتے ہیں۔

مقام فنا فی الشیخ آپ اپنے والد بزرگوار کے اتباع میں یہاں تک مشغول ہوئے کہ تمام اعمال و افعال و احوال میں اپنے آپ کو ان کا پورا پورا نمونہ بنا دیا۔ بلکہ بعض لوگوں کو دیکھنے سے آپ کی صورت بھی انھیں جیسی معلوم ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ آپ موضع گھٹے والہ ضلع گوجرانوالہ میں تشریف لے گئے۔ میں بھی ہمراہ تھا۔ وہاں میاں بڈھا نام مسجد خلافت کے واسطے آئے اور دیکھتے ہی ایسے متحیر ہوئے کہ ان کے تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اور کہا کہ یا حضرت! آپ تو دنیا سے رخصت ہو چکے تھے اب پھر دوبارہ زندہ ہو کر تشریف لے آئے ہیں۔ لوگوں نے بتایا کہ آپ حضرت سید محمد شاہ نہیں ہیں بلکہ ان کے صاحبزادہ ارجمند ہیں۔ میاں صاحب نے کہا کہ مجھے تو بعینہ وہی صورت نظر آئی۔ یہ سب فنا فی الشیخ کا نتیجہ تھا۔

مقام فنا فی الرسول آپ کمال اتباع نبوی کے درجہ مرتبہ فنا فی الرسول سے مشرف ہوئے۔ آپ کا ہر ایک قول و فعل و حال عین سنت نبوی کے مطابق ہوتا ہے۔ اسی لیے آپ خواب اور بیداری میں بکثرت دیدار نبوی سے مشرف ہوتے رہتے ہیں۔ اور آپ پر فیضان نبوی بے انتہا ہے۔

مقام فنا فی اللہ آپ بجز تلاوت کلام مجید فرماتے ہیں۔ روزانہ بلا ناغہ دس سوار سے جو شیخ صوفی کے لقب سے مشہور ہیں اور گیارہ سلسلوں میں اجازت یافتہ ہیں اور بزرگان اہل کشف سے ہیں۔ ایک مرتبہ درگاہ عالیہ نوشاہیہ میں تشریف لائے۔ آپ کو دیکھتے ہی فرمایا کہ آپ فنا فی الرسول کے مقام سے گزر چکے ہیں۔ اب آپ کا سیر مقام فنا فی اللہ میں ہے۔ اسی لیے تلاوت کلام پاک زیادہ فرماتے ہیں۔

آپ اکثر اذکار لسانی اور تلاوت کلام اللہ شریف میں معروف رہتے ہیں۔
مقام محبت صرفہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو مقام محبت صرفہ حاصل ہے۔ حضرت
 مولانا شاہ فقیر اللہ علوی شکار پوریؒ اپنے مکتوبات شریف مکتوب ۳۵ ص ۱۱۶ میں لکھتے ہیں:

”ولما وقعت معاملة العارفين بالمحبة الصرفة ينفع له الذكور اللساني و

تلاوة القرآن لرفع الدرجات الاخرية وانزاله الكدوسات البشرية والظلمات الجحمانية
 وقد ورد انه ليغان على قلبي واني لاستغفر الله كل يوم سبعين مرة۔“ یعنی جب عارف
 کا معاملہ محبت صرفہ سے پڑتا ہے تو اس کو آخرت کے درجے بلند ہونے اور بشریت کی کمورتوں اور
 جحانی اندھیروں کے دور کرنے کے واسطے لسانی ذکر اور قرآن کی تلاوت فائدہ مند ہوتی ہے جیسا کہ
 وارد ہوا ہے۔ (حضور علیہ السلام نے فرمایا) میرے دل پر گرد پڑ جاتی ہے اور میں ہر روز اللہ تعالیٰ
 سے شرم تہہ استغفار کرتا ہوں۔

آپ ابتدائے جوانی میں کلمہ طیبہ کا ذکر بکثرت کیا کرتے تھے۔ اور
مقام قرب کا حصول اب عالم پیری میں آپ کلام اللہ شریف سے عشق رکھتے ہیں۔
 اور نماز پنجگانہ کی پابندی اور محبت کمال رکھتے ہیں۔ یہ آپ کے وصول قرینہ کی دلیل ہے۔
 مکتوبات شاہ فقیر علویؒ مکتوب ۴۶ ص ۱۹۱ میں ہے:

”والسالك لما حكن في صدد قطع مدارج القرب فالكلمة الطيبة في

حقه السب وانفع وبعد الوصول الى موطن القرب تلاوة القرآن والصلوة
 على تفاوت الاوقات احسن۔“ سائنک جب قرب کے درجات طے کرنے کے درپے ہوتا ہے،
 تو کلمہ طیبہ کا ذکر اس کے حق میں بہت مناسب اور فائدہ مند ہے۔ اور جب مقام قرب میں
 داخل ہو جائے تو قرآن مجید کی تلاوت اور نماز اس کے لیے بہت بہتر ہے۔

کتب صوفیائے کرام فتوحات مکیہ وغیرہ میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ اگر کسی اپنے
مقام قطبیت مقبول ولی اللہ کو منصب قطبیت سے سرفراز فرمانا چاہتا ہے تو اس کو
 تاج پہنایا جاتا ہے۔ اور اس کا دنیا میں خواہ کوئی نام نہ ہو مگر اس کو اسماء الحسنیٰ میں سے
 کسی نام کے ساتھ عبودیت کی نسبت دے کر نام دیا جاتا ہے۔

چنانچہ اسی طریقہ کے مطابق اعلیٰ حضرت قبلہ ادام اللہ برکاتہ کے ساتھ واقعہ ظہور میں آیا۔ آپ بروز جمعہ ۲۷ رجب ۱۳۱۱ھ ۱۵ ربیع الاول ۱۳۱۲ھ کو تلاوتِ قرآن مجید فرما رہے تھے۔ جب یہ آیت شریف و ذکر فان الذکوی تنفع المؤمنین پڑھی تو عین بیداری میں آپ کے سر پر تاج شاہی رکھا گیا۔

اس تاج شاہی سے آپ کا مرتبہ قطبیت مراد ہے کیونکہ حکومت باطنی آپ کے سپرد ہوئی اس کے ساڑھے چار ماہ بعد بروز پھر شنبہ ۱۰ رجب ۱۳۱۲ھ کو آپ کلمہ طیبہ کے وظائف میں مشغول تھے کہ آپ کو عین بیداری میں حکم ہوا تیرا نام محمد عبدالرحمن ہے گویا اسم شریف رحمن کے کمالات آپ کو حاصل ہو گئے۔

ایک مرتبہ توحید کے غلبہ میں آپ کو ظاہر ہوا کہ آپ کے تمام جسم پر اسم ذات مقام توحید اللہ اللہ لکھا ہوا ہے۔

آپ کو حق تعالیٰ کی طرف سے کئی القاب کشفی یا الہامی طور پر عطا ہوئے الہامی القاب جن کا ذکر بعد تاریخ آپ کی تحریرات میں پایا جاتا ہے۔ یہاں اسم اللہ کے اعداد کے مطابق چھیاسٹھ القاب بترتیب حروف تہجی درج کیے جاتے ہیں:

۱۔ ابن نور اللہ	۲۔ اسلام	۳۔ الحاج	۴۔ امین
۵۔ اولاد نوشہ	۶۔ باباجی	۷۔ باتمیز	۸۔ باداجی
۹۔ بڑانیک	۱۰۔ بزرگ	۱۱۔ پانگی والا	۱۲۔ پریزنگار
۱۳۔ ٹھیک	۱۴۔ جواد	۱۵۔ حافظ قدرت اللہ	۱۶۔ حضوری رسول اللہ
۱۷۔ جنیظ	۱۸۔ حکیم	۱۹۔ خدا کا خزانہ	۲۰۔ دولت
۲۱۔ ذاکر	۲۲۔ رحمت	۲۳۔ رستم ہند	۲۴۔ زبردست صاحبزادہ
۲۵۔ سید	۲۶۔ شجرۃ النبی	۲۷۔ شہید	۲۸۔ شیخ الرئیس
۲۹۔ شیر علی	۳۰۔ صابر	۳۱۔ صاحب البیان	۳۲۔ صاحب ذوق
۳۳۔ نخل الرحمن	۳۴۔ عابد	۳۵۔ عاشق	۳۶۔ عالم
۳۷۔ علیم	۳۸۔ عین برکات	۳۹۔ غوثیت مآب	۴۰۔ فضل اللہ

۴۱	فیاض الناس	۴۲	تاری القرآن	۴۳	قدرت	۴۴	کریم
۴۵	کشورستان	۴۶	مبارک	۴۷	میش	۴۸	متقی
۴۹	محمد عبدالرحمن	۵۰	مصطفیٰ	۵۱	مقبول بیان	۵۲	موصی
۵۳	مولوی	۵۴	میاں جی	۵۵	تابی	۵۶	تامور
۵۷	نذیر	۵۸	نذیر حسین	۵۹	نصرت اللہ	۶۰	نور
۶۱	نور عالم	۶۲	نوشاہی	۶۳	ولی	۶۴	ہدیٰ للفقیرین
۶۵	یاقوت	۶۶	یہاں اللہ				

خوارق و کرامات

آپ کی ذات جامع الکملات منظر خوارق و کرامات ہے۔ آپ کی زبان پاک ماہ و ان قضا، جو کچھ منہ سے فرماتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے پورا ہو جاتا ہے۔ موجودہ وقت میں تمام اولاد حضرت نوحؑ میں بلکہ تمام خاندانِ نوحؑ ہی میں اس قدر سیف اللسان کوئی فرد نہیں ہے۔ آپ اپنے عمر میں لاثانی ہیں۔ آپ کے تصرفات قوی ہیں جس آدمی کو پوچھو وہ آپ کی کوئی نہ کوئی کرامت اپنی چشم دید بیان کرے گا۔ یہاں اس قدر گنجائش نہیں کہ سب کرامات بیان کی جاویں۔ اگر خدا تعالیٰ کی توفیق شامل حال ہوئی تو آپ کی علیحدہ سوانح حیات مرتب کی جاوے گی۔

آپ کی دعا سے کئی بے گھروں کے خانے آباد ہوئے۔ کئی بے اولادوں کے ہاں اولادیں ہوئیں۔ کئی بیماروں نے شفا پائی۔ کئی مفلس و نادار دولت مند ہوئے۔ کئی قیدیوں نے رہائی پائی۔ کئی جاہلوں اور کند ذہنوں کو علم عطا ہوا۔ کئی حاجت مندوں کی حاجتیں پوری ہوئیں۔ آپ کے متعلق بکثرت لوگ شہادت دیتے ہیں کہ ہم نے ایک وقت میں کئی جگہ پر ظہور آپ کو فلاں جگہ دیکھا ہے حالانکہ اُس وقت وہاں سے کوسوں دور مسافت بعیدہ پر کسی اور جگہ آپ تشریف فرما ہوتے ہیں۔ چنانچہ:

۱۔ مسیبان اللہ دتہ و پیراں دتہ پسرانِ گوہر بن جیون ماچھی ساکن وایاں والی چک ۲۷
ضلع شیخوپورہ نے اپنے بھائی احمد الدین کے جنازہ پر آپ کو دیکھا حالانکہ اُس وقت

آپ ٹوپہ عثمان ضلع گجرات میں تھے۔

۲۔ غلام رسول بن محمد خان تارڑ کو اس کے گاؤں وایاں والی چک، ۲ کے پاس طے،

حالا تک آپ اُس وقت ساہن پال شریف میں تھے۔

۳۔ میاں خاں موچی کے والد نے آپ کو ابدال (ضلع گوجرانوالہ) کے پاس نہراپڑ چناب

کے پل پر دیکھا حالانکہ آپ اس وقت ضلع گجرات میں تھے۔

۴۔ علی محمد بن محمد الدین ساکن راہوالی نے آپ کو گوجرانوالہ کے بازار میں دیکھا، حالانکہ

آپ اس وقت ساہن پال شریف میں تھے۔

۵۔ پیر مہتاب شاہ خشتی صابری کے ایک درویش کو آپ وایاں والی چک، ۲ کے راجپاہ

پر طے اور نوٹیاں والی واسے دوستوں کو اُس کے ہاتھ سلام بھیجا، حالانکہ اس

وقت آپ ساہن پال شریف میں تھے۔

۶۔ حیات محمد جام ساکن قلعہ ویدارسنگ نے آپ کو پٹنگ پور ضلع گوجرانوالہ میں دیکھا حالانکہ

آپ اُس وقت علاقہ گجرات میں تھے۔

۷۔ مسات خورشید بیگم زوجہ محمد صادق بن عبد اللہ تارڑ ساکن مکی اصحاباں والی نے آپ کو

شیخ پورہ کے بازار میں دیکھا حالانکہ آپ اُس وقت ساہن پال شریف میں تھے۔

۸۔ مسات سکینہ بی بی زوجہ سائیں مست علی درویش نے آپ کو ابن والی ضلع گوجرانوالہ

میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا، حالانکہ آپ اُس وقت علاقہ شیخ پورہ میں تھے۔

۹۔ سیدہ سکینہ بیگم زوجہ برادر م سیدہ بشر احمد بشارت مرحوم نے آپ کو درگاہ عالیہ حضرت

نوشہ گنج بخش میں دیکھا حالانکہ آپ اُس وقت علاقہ گوجرانوالہ میں تھے۔

ان تمام واقعات سے آپ کا قطب وقت ہونا ثابت ہے۔ کیونکہ ایک وقت میں

متعدد جگہوں پر موجود ہونا قطب کا صفت ہوتا ہے۔

زیارت بزرگان زندہ

آپ کو کافی بزرگان و مشایخ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ جن زندہ بزرگوں کی

آپ نے زیارتیں کی ہیں۔ اُن کے اسماء گرامی لکھے جاتے ہیں۔

حضرات برخورداری میں سے :

- ۱۔ سید بوٹے شاہ بن سید حافظ انہی بخش شاہن پال شریف
- ۲۔ سید پیر کھن شاہ بن سید حافظ الہی بخش شاہن پال
- ۳۔ سید فضل الہی بن سید غلام قادر
- ۴۔ سید اقبال علی بن سید غلام محی الدین
- ۵۔ سید کریم الدین سید اقبال علی
- ۶۔ سید عمر بخش بن سید لطف الدین
- ۷۔ سید غلام حسن بن سید قطب الدین ڈھلوی
- ۸۔ سید محمد علی بن سید غلام محی الدین پانڈو کے
- ۹۔ سید تقی شاہ بن سید امجد الدین پانڈو کے
- ۱۰۔ سید کریم الہی بن تقی شاہ
- ۱۱۔ سید رحیم الدین سید قاسم علی
- ۱۲۔ سید غلام حسین بن سید نور احمد
- ۱۳۔ سید سلطان احمد بن سید غلام نبی دھیر کے
- ۱۴۔ سید نظام الدین بن سید کریم الدین شیخ علی پور

حضرات ہاشمیہ میں سے :

- ۱۶۔ سید فضل عالم المعروف شاہ جیو بن سید نظام الدین رن مل
- ۱۷۔ سید گامے شاہ بن سید ناصر الدین رن مل
- ۱۸۔ سید بنے شاہ بن سید شیر شاہ رن مل
- ۱۹۔ سید باغ علی بن سید رحیم بخش
- ۲۰۔ سید پیر محمد بن سید غلام قادر

حضرات سلیمانیہ میں سے :

- ۲۱۔ شیخ شمس الدین حاجی بن شیخ قطب الدین چاودہ
- ۲۲۔ شیخ محمد احسن بن شیخ احمد جو مجذوب گھنگوال
- ۲۳۔ شیخ ملک شاہ بن شیخ گوہر شاہ رن مل
- ۲۴۔ شیخ سجاد شیر بن شیخ چمن شاہ رسول نگر
- ۲۵۔ شیخ فضل الدین بن شیخ احمد شاہ اگریہ

دیگر مشایخ وقت میں سے :

- ۲۶۔ پیر محمد علی شاہ بن پیر غلام محی الدین شاہ کرمانی قادری شیر گڑھ
- ۲۷۔ پیر فتح شاہ چشتی نظامی پھر سے
- ۲۸۔ پیر امیر شاہ سہروردی سوہرہ

۲۹۔ پیر محمد امین المعروف دستغیبی شاہ بن چمن شاہ نقشبندی مجددی اولہار

۳۰۔ پیر امانت علی شاہ سیالکوٹ

۳۱۔ خواجہ عبدالرسول بن خواجہ دوست محمد نقشبندی مجددی سجادہ نشین رتہ

۳۲۔ خواجہ محمد حسن نقشبندی مجددی ڈھڈیاں

علمائے کرام ہیں سے:

۳۳۔ مولوی محمد شیخ احمد بن مولوی حسن محمد حنفی دھریکاں

۳۴۔ مولوی محمد ابراہیم حنفی مجددی سیٹھل

۳۵۔ مولوی قاری حافظ محمد رفیق بن مولوی محمد صدیق حنفی نوشاہی کوٹ مومن

۳۶۔ مولوی عطاء محمد حنفی شادیوال

۳۷۔ مولوی غلام محمد حنفی سادھو کے

۳۸۔ مولوی محمود حنفی گنجہ

۳۹۔ مولوی حسن محمد حنفی پنڈی دھوٹھراں

۴۰۔ مولوی جمال الدین حنفی چشتی گاکھڑہ کلاں

۴۱۔ مولوی سید شریف شاہ خوارزمی حنفی گھووال

۴۲۔ مولوی حافظ عالم الدین قاری حنفی اگروہ

۴۳۔ مفتی صاحب رتہ

۴۴۔ مولوی غلام رسول کاتب بن مولوی احمد الدین حنفی عادل گڑھ

۴۵۔ مولوی محمد عظیم حنفی وزیر آباد

۴۶۔ مولوی نور عالم حنفی نقشبندی وزیر آباد

۴۷۔ مولوی حافظ عبد المنان اظہریش وزیر آباد

۴۸۔ مولوی گنج بخش حنفی جند یالہ صاحب والہ

۴۹۔ مولوی نور الحسن حنفی اولسی چینیٹ

۵۰۔ مولوی احمد الدین واعظ پادشہانا

زیاراتِ مزارات

آپ کو اولیاء اللہ کے مزارات کی زیارت کا بہت اشتیاق ہے اور زیارتِ قبور کو سنت سمجھتے ہیں۔ مندرجہ ذیل بزرگوں کے مزارات کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے،

- ۱۔ قلب الاولیاء حضرت نوشہ گنج بخش قادری ساہن پال شریف
- ۲۔ فرزدان و نمبرگان حضرت نوشہ صاحب " "
- ۳۔ حضرت میران مصطفیٰ نوشاہی ساہنپال
- ۴۔ حضرت باباجیون شہید اگرویہ
- ۵۔ حضرت قاضی خوشی محمد نوشاہی کنجاہ
- ۶۔ حضرت مولانا محمد اکرم عنایت نوشاہی کنجاہ
- ۷۔ حضرت شیخ صالح محمد نوشاہی چک سادہ
- ۸۔ حضرت شاہ دولادریانی سہروردی گجرات
- ۹۔ حضرت شیخ پیر محمد پھیار نوشاہی نوشہہ شریف
- ۱۰۔ حضرت شیخ میر شاہ سلطان بگا شیر نوشاہی لکھنوال
- ۱۱۔ حضرت میاں مہوں نوشاہی شیخپور
- ۱۲۔ حضرت شیخ فتح محمد سروانے
- ۱۳۔ سلطان الاولیاء حضرت سخی شاہ سلیمان نوری قادری جھلوال شریف
- ۱۴۔ حضرت بابا امام شاہ مجددی قادری چندالہ
- ۱۵۔ حضرت بابا گلاب شاہ مجددی نوشاہی رسول نگر
- ۱۶۔ حضرت شیخ صدر الدین نوشاہی رُکھ چٹھ
- ۱۷۔ حضرت شیخ صدر الدین حشتی پانڈو کے
- ۱۸۔ حضرت شاہ سروانی سہروردی پنڈوری کلاں
- ۱۹۔ حضرت جتی شاہ رحمان بخاری جلالی جتی شاہ رحمان
- ۲۰۔ حضرت شاہ عبدالسلام حشتی کیلیاں والہ
- ۲۱۔ حضرت شیخ جمال سہروردی کیلیاں والہ
- ۲۲۔ حضرت شیخ عبدالرحمن پاک نوشاہی بھڑی شریف
- ۲۳۔ حضرت شیخ الادو نوشاہی بھڑی شریف
- ۲۴۔ حضرت شاہ غریب نوشاہی گاجر گولہ
- ۲۵۔ حضرت حافظ برنورد قاضی نوشاہی بچہ چٹھ
- ۲۶۔ حضرت شیخ برنورد اہرل نوشاہی ہرل نوالی
- ۲۷۔ حضرت شیخ بیون شاہ نوشاہی چاہل
- ۲۸۔ حضرت بابا کبیر شاہ قادری میر شاہی وایا نوالی

- ۲۹۔ حضرت شیخ صالح محمد نوشاہیؒ چنیاں ۳۰۔ حضرت مولوی غلام رسول قادریؒ قلم مہاں سنگھ
- ۳۱۔ حضرت شیخ محمد پناہ نوشاہیؒ گلہوٹیاں
- ۳۲۔ حضرت شیخ رحمت اللہ شاہ المعروف رحمت سائیں نوشاہیؒ بیگو والہ
- ۳۳۔ حضرت شیخ نعمت اللہ المعروف حاجی دیوان سہروردیؒ خانقاہ ڈوگراں
- ۳۴۔ حضرت میاں علی بہاری اویسیؒ میانعلی
- ۳۵۔ حضرت شاہ ابو الخیر نوکھ ہزاری سہروردیؒ شاہ کوٹ
- ۳۶۔ حضرت مخدوم علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش جنیدیؒ لاہور
- ۳۷۔ حضرت شاہ خیر الدین ابو المعالی قادریؒ لاہور ۳۸۔ حضرت میاں میر صاحب قادریؒ لاہور
- ۳۹۔ حضرت شاہ محمد غوث قادریؒ لاہور ۴۰۔ حضرت شیخ داؤد کرمانی قادریؒ شیرگڑھ

خواب میں جن بزرگوں کا دیدار ہوا

آپ کی تحریرات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو مندرجہ ذیل بزرگان عظام کا دیدار پُر انوار عالم رؤیا میں ہوا ہے ان میں سے بعض حضرات کا دیدار متعدد مرتبہ ہوا۔ یہاں صرف اسماء گرامی لکھے جاتے ہیں تفصیل کی گنجائش نہیں۔

انبیاء کرام میں سے

- ۱۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام
- ۲۔ حضرت اسحاق علیہ السلام
- ۳۔ حضرت یعقوب علیہ السلام
- ۴۔ حضرت یوسف علیہ السلام
- ۵۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام
- ۶۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
- ۷۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

صحابہ کرام میں سے

- ۸۔ حضرت امام علی المرتضیٰؑ
- ۹۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہراءؑ
- ۱۰۔ حضرت امام حسینؑ
- ۱۱۔ حضرت بلال حبشیؓ

اولیائے ائمہ میں سے

- ۱۲۔ حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر چشتیؒ
 ۱۳۔ حضرت ختی شاہ رحمان بخاری جلالیؒ
 ۱۴۔ حضرت سید حافظ محمد بن خوردار بحر العشق نوشاہیؒ
 ۱۵۔ حضرت شیخ پیر محمد سحیار نوشہرویؒ
 ۱۶۔ حضرت سید رحمت اللہ عارف نوشاہیؒ
 ۱۷۔ حضرت سید مکن شاہ نوشاہی لاہوریؒ
 ۱۸۔ حضرت سید غلام علی شاہ نوشاہی خسر خود
 ۱۹۔ حضرت سید فضل الہی نوشاہی جد مادری
 ۲۰۔ حضرت سید حافظ محمد شاہ نوشاہی والد خود
 ۲۱۔ حضرت سید فاضل شاہ نوشاہی عم خود
 ۲۲۔ حضرت سید شیر علی نوشاہیؒ
 ۲۳۔ مولوی حکیم کرم الہی فاروقی نوشاہیؒ
 ۲۴۔ سائیں یاد اللہ مداریؒ
 ۲۵۔ سائیں یاد اللہ مداریؒ
 ۲۶۔ مولوی عبدالحق چشتیؒ ساکن ہر لاناوالی

محدثین میں سے

- ۲۸۔ حضرت امام مسلم بن حجاج نیشاپوریؒ

آبائے نبوی میں سے

- ۲۷۔ حضرت لامک بن متوشیح

شاعروں میں سے

- ۲۹۔ حضرت شیخ مصعب الدین سعدی شیرازیؒ
 ۳۰۔ شیخ محمد اکرم غنیمت کنجاہیؒ
 ۳۱۔ ڈاکٹر محمد اقبال لاہوریؒ

بادشاہوں میں سے

- ۳۲۔ ابوالمنظرفرمی الدین اورنگ زیب عالمگیرؒ

فرشتوں میں سے

- ۳۳۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام

مبارک مقامات میں سے

- ۳۴۔ کعبہ مکرمہ زاد ہا اللہ شرفاً وتعظیماً

خواب میں جن بزرگوں نے کچھ تبرک عطا فرمایا

آپ کو خواب میں مندرجہ ذیل بزرگوں نے تبرکات عطا فرمائے، جن کی تفصیل تو یہاں

بیان نہیں ہو سکتی۔ صرف نام لکھے جاتے ہیں۔

- ۱۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ کو کھانا کھلایا۔
- ۲۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ کو طعام کا تبرک کھلایا۔
- ۳۔ حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر چشتیؒ نے اپنے لنگر سے آپ کو خود کا شوربہ اور دانے عطا فرماتے اور نصف پراوٹھا بھی دیا۔
- ۴۔ حضرت سید غلام علی شاہ بن سید قدم الدین نوشاہی (خیر خود) نے آپ کو تین سو روپیہ عطا کیا۔
- ۵۔ ڈاکٹر محمد اقبال لاہوریؒ نے آپ کو کھانا کھلایا۔

خواب میں جن بزرگوں نے کچھ ارشاد فرمایا

- آپ کو خواب میں بعض بزرگوں نے کچھ ارشاد فرمایا۔ وہ یہ ہے :
- ۱۔ ایک شخص نے قرآن مجید کا رکوع لایستوی پڑھ کر سنایا۔ دوسرے شخص نے سورہ ملک کی تلاوت کی۔ خود اعلیٰ حضرت قبلہ لوام اللہ برکاتہ نے سورہ فرقان کا رکوع تبارک الذی جعل فی السماء بروجا پڑھنا شروع کیا۔ جب ویسٹون علی الارض ہونا تک پہنچے تو نیند ختم ہو گئی اور بیدار ہو گئے۔
 - ۲۔ حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانیؒ کی آواز آئی، ہم ہمارا مرید سفر نہیں جائے گا خوش رہے گا۔

مریدی لا تغف اللہ سبح

عطافی رافعة نلت المنی لی

۳۔ حضرت شیخ پریم چیمار نوشہرویؒ نے فرمایا: "کوڑ"

۴۔ حضرت سید مافظ محمد شاہ (اپنے والد ماجد) نے فرمایا: "بادشاہوں کا فاتح"

اکیا کر"

۵۔ سید شیر علی بن سید محمد طیفیؒ نوشاہی نے کہا: "عشق و محبت"

۶۔ مولوی عبدالحق چشتی نظامی ساکن ہر لائوالی نے اپنا یہ شعر سنایا ہے

”ما مریدانِ چشت سسرکاریم
نور نوریم پُر زاسراریم“

خواب میں جو جو آوازیں مسموع ہوئیں

آپ کو خواب میں بعض اوقات کچھ آوازیں آتی رہتی ہیں۔ بعض یہ ہیں:

۱۔ آواز آتی: هل اتيك حديث ضيف ابراهيم المکرهين۔

۲۔ آواز آتی: هو الهو هو هو الهو هو۔

۳۔ آواز آتی: محمدی ذوق۔

۴۔ آواز آتی: سے

”آں خداوندیکہ ہنگامِ محسّر
کرد قومِ نوط را زیر و زبر“

۵۔ آواز آتی: سے

”پاسے در زنجیر پیشِ دوستان
بہ زبا بیگانگان در بوستان“

۶۔ (مولف کتاب ہذا) شریف احمد شرافت کے حق میں ندا آتی: ع

”آنچہ خواباں ہمسہ دارند تو تنہا داری“

مشاہدہ میں جن بزرگوں کا دیدار ہوا

آپ کو اکثر اوقات تہجد کے بعد و نماز میں یا تلاوتِ قرآن مجید کے وقت

عین بیداری میں بزرگوں کی زیارتیں اور ملاقاتیں ہوتی رہتی ہیں۔ اولیاء اللہ نے فرمایا ہے کہ

عارفوں پر کبھی ایسا وقت طاری ہوتا ہے کہ ظاہری آنکھیں اور قلبی آنکھیں ایک ہو جاتی ہیں۔

انبیاء اور اولیاء اور ملائکہ کو وہ ظاہری آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔ ان کے اجساد ارواح کا حکم

رکھتے ہیں۔ اسی حالت کے متعلق بزرگوں نے فرمایا ہے: ارواحنا اجسادنا و اجسادنا

ارواحنا۔

آپ کی کتاب کے مسودہ میں بزرگوں کی ملاقات کے بے شمار حالات پائے جاتے ہیں۔ جن کو آپ نے تاریخ وار بطور تحدیث بالانعام اللہ ورج فرمایا ہے اور ہر ایک ملاقات کے ساتھ پورا واقعہ درج ہوتا ہے۔ سب کو تفصیل یہاں تحریر کرنا حیطہ فہم سے بعید ہے۔ یہاں صرف ان بزرگوں کے اسماء گرامی کی فہرست دی جاتی ہے جن کو آپ نے بیداری میں مشاہدہ فرمایا ہے۔

۱۔ وظایف پڑھتے ہوئے آپ کو تین مرتبہ دیدار الہی کا شرف حاصل ہوا، نور بے کیف کے تجلیات آپ پر وارد ہوئے اور پشم باطن دیکھا جو دیکھا۔

انبیاء کرام میں سے

- | | |
|--|--|
| ۲۔ حضرت آدم علیہ السلام | ۳۔ حضرت خضر علیہ السلام |
| ۴۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام | ۵۔ حضرت اسمعیل علیہ السلام |
| ۶۔ حضرت اسحاق علیہ السلام | ۷۔ حضرت یعقوب علیہ السلام |
| ۸۔ حضرت یوسف علیہ السلام | ۹۔ حضرت ایوب علیہ السلام |
| ۱۰۔ حضرت شعیب علیہ السلام | ۱۱۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام |
| ۱۲۔ حضرت عزیز علیہ السلام | ۱۳۔ حضرت داؤد علیہ السلام |
| ۱۴۔ حضرت سلیمان علیہ السلام | ۱۵۔ حضرت یونس علیہ السلام |
| ۱۶۔ حضرت زکریا علیہ السلام | ۱۷۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام |
| ۱۸۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام | ۱۹۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم |
| ۲۰۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خلفائے راشدین | |
| ۲۱۔ تمام انبیاء کرام کی مجلس شریف۔ | |

صحابہ عظام میں سے

- | | |
|--------------------------------|--------------------------------|
| ۲۲۔ حضرت ابوبکر صدیق اکبرؓ | ۲۳۔ حضرت عمر فاروقؓ |
| ۲۴۔ حضرت علی المرتضیٰؓ | ۲۵۔ حضرت عبداللہ بن رسول اللہؓ |
| ۲۶۔ حضرت طیب بن رسول اللہؓ | ۲۷۔ حضرت طاہر بن رسول اللہؓ |
| ۲۸۔ حضرت ابراہیم بن رسول اللہؓ | ۲۹۔ حضرت امام حسینؓ |

۳۱۔ حضرت صہیب رومیؓ

۳۳۔ حضرت سعدؓ

۳۰۔ حضرت بلال حبشیؓ

۳۲۔ حضرت سلمان فارسیؓ

۳۴۔ حضرت خالد سیف اللہؓ

تابعین میں سے

۳۶۔ حضرت عباسؓ

۳۸۔ حضرت علی اکبرؓ

۳۵۔ حضرت خواجہ اویس قرنیؓ

۳۷۔ حضرت امام زین العابدینؓ

زمانہ قبل از نبوت میں سے

۴۰۔ حضرت ابراہیم بن یوسفؓ

۴۲۔ حضرت عبد اللہ بن عبد المطلبؓ

۳۹۔ جملہ فرزندان حضرت یعقوب علیہ السلام

۴۱۔ حضرت عثمان بن یوسفؓ

اولیاء اللہ میں سے

۴۴۔ حضرت امام محمد مہدیؓ

۴۶۔ حضرت شاہ منصورؓ

۴۸۔ حضرت سید عبد الوہاب گیلانیؓ

۵۰۔ حضرت سید محمد جالب علویؓ

۵۲۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؓ

۵۴۔ حضرت سخی شاہ سلیمان نوریؓ

۵۶۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؓ

۵۸۔ تمام مجلس حضرت نوشہ صاحبؓ

۶۰۔ حضرت سید حافظ محمد برخوردار بحر العشقؓ

۶۲۔ حضرت سلطان بابو قادریؓ

۶۴۔ حضرت شیخ پیر محمد سحیار نوشہرویؓ

۶۶۔ حضرت شیخ صدر الدین دیوانؓ

۶۸۔ حضرت سید شاہ عصمت اللہ پہلوانؓ

۴۳۔ حضرت امام جعفر صادقؓ

۴۵۔ حضرت شیخ سہری سہلیؓ

۴۷۔ حضرت نوٹ الاعظم سید عبد العادری جیلانیؓ

۴۹۔ حضرت سید احمد گیلانیؓ

۵۱۔ حضرت خواجہ علاء الدین علی احمد صابرؓ

۵۳۔ حضرت شیخ داؤد بندگی کرمانیؓ

۵۵۔ حضرت سید علاء الدین غازی علویؓ

۵۷۔ حضرت سید حاجی محمد نوشہ گنج بخش علویؓ

۵۹۔ حضرت شاہ دولادریائی گجراتیؓ

۶۱۔ حضرت سید محمد ہاشم دریادلؓ

۶۳۔ حضرت شیخ عبد الرحمن پاکؓ

۶۵۔ حضرت قاضی خوشی محمد کنجاہیؓ

۶۷۔ حضرت شیخ فتح محمد سروانیؓ

- ۶۹۔ حضرت سید حافظ جمال اللہ فقیر اعظم
 ۷۰۔ حضرت شیخ مہر شاہ سلیمانی
 ۷۱۔ حضرت سید حافظ قل احمد پاکذات
 ۷۲۔ حضرت سید پیر مکن شاہ لاہوری
 ۷۳۔ حضرت سید غلام قادر نوشاہی
 ۷۴۔ حضرت سید فضل الہی (جدادری)
 ۷۵۔ حضرت سید محمد امین مختار
 ۷۶۔ حضرت سید حافظ محمد شاہ (والد)
 ۷۷۔ حضرت سید محمد علی شاہ کرمانی
 ۷۸۔ تمام مجلس پیران طریقت سلسلہ عالیہ قادریہ نوشاہیہ
 ۷۹۔ حضرت سید فاضل شاہ نوشاہی (دم)
 ۸۰۔ سایہ شاہ ہیکری

محدثین و فقہاء میں سے

- ۸۱۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کوفی
 ۸۲۔ حضرت امام برہان الدین علی مرغینانی
 ۸۳۔ حضرت امام محمد بن اسمعیل بخاری
 ۸۴۔ حضرت قاضی محمد امین
 ۸۵۔ حضرت مولوی شیخ احمد حنفی
 ۸۶۔ حضرت مولوی سید احمد جوکالوی

شاعروں میں سے

- ۸۷۔ حضرت خواجہ شمس الدین حافظ شیرازی
 ۸۸۔ حضرت مولانا محمد اکرم غنیمت کنجاہی
 ۸۹۔ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی
 ۹۰۔ حضرت حافظ برخوردار بچہ والا
 ۹۱۔ حضرت مولانا محمد ماہ صداقت کنجاہی
 ۹۲۔ ڈاکٹر شیخ محمد اقبال لاہوری

بادشاہوں میں سے

- ۹۳۔ سلطان سکندر رومی
 ۹۴۔ سلطان محمد امین اوزنگ زیب عالمگیر
 ۹۵۔ سلطان شہاب الدین شاہ بہمان

عاشقوں میں سے

- ۹۶۔ بیفت اللوک
 ۹۷۔ راجھا (حصید)
 ۹۸۔ مجنون عامری
 ۹۹۔ مرزا کھن
 ۱۰۰۔ مینوال (عزت بیگ)
 ۱۰۱۔ بدیع الجمال (پری)
 ۱۰۲۔ زلیخا
 ۱۰۳۔ کلہ خاتون

۱۰۵۔ سوہنی

۱۰۶۔ صاحبان

مستوراتِ عالیات میں سے

- ۱۰۷۔ حضرت خواجہ
۱۰۸۔ حضرت سارہؓ برقعہ پوش
۱۰۹۔ حضرت پابرهؓ برقعہ پوش
۱۱۰۔ حضرت آسیہؓ برقعہ پوش
۱۱۱۔ حضرت زینبؓ برقعہ پوش
۱۱۲۔ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلبؓ
۱۱۳۔ حضرت آمنہ بنت وہبؓ
۱۱۴۔ حضرت خدیجہ الکبریٰؓ
۱۱۵۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ
۱۱۶۔ حضرت فاطمہ الزہراءؓ
۱۱۷۔ جملہ بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۱۱۸۔ حضرت زینب بنت علیؓ
۱۱۹۔ حضرت بی بی جیونیؓ (والدہ نوشتہ)
۱۲۰۔ حضرت روئیل خاتونؓ (اہلیہ نوشتہ)
۱۲۱۔ حضرت بی بی راستیؓ مع فرزند خود
۱۲۲۔ اہلیہ شاہ جہاں بادشاہؓ
۱۲۳۔ حضرت سیدہ فاطمہ بی بیؓ (والدہ)
۱۲۴۔ حضرت سیدہ محمد بی بیؓ (عمہ کبریٰ)
۱۲۵۔ حضرت سیدہ روشن بی بیؓ (عمہ صغریٰ)
۱۲۶۔ حضرت سیدہ کاکوبی بیؓ

روحانیوں میں سے

- ۱۲۷۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام
۱۲۸۔ حضرت میکائیل علیہ السلام
۱۲۹۔ خورانِ جنت
۱۳۰۔ خشیتہ الرحمن نام خور
۱۳۱۔ خور سُرخ لباس
۱۳۲۔ سفید نور کے تجلیات
۱۳۳۔ روحانیوں کی ایک جماعت
۱۳۴۔ سُرخ نور کے تجلیات
۱۳۵۔ آفتاب
۱۳۶۔ ستارہ سُرخ رنگ
۱۳۷۔ لیلۃ القدر کا مشاہدہ (۲۱۔ رمضان ۱۳۷۳ھ) ۱۳۸۔ دنیا بصورتِ باکرہ

خواص یاروں میں سے

- ۱۳۹۔ میاں غلام محمد موچیؒ
۱۴۰۔ ساتیں خدائیں درویش
۱۴۱۔ صوفی رحمت علیؒ (مرید شرافت)

مقامات مقدسہ میں سے

۱۴۳- کعبہ شریف

۱۴۵- مسجد نبویؐ

۱۴۶- روضہ عالیہ حضرت سخی بادشاہؒ

۱۴۲- مکہ مکرمہ

۱۴۳- مدینہ منورہ

۱۴۷- مسجد اقصیٰ (بیت المقدس)

۱۴۸- روضہ اطہر حضرت نوشہہ گنج بخش قادریؒ

ان میں سے اکثر انبیائے کرام و اولیائے عظام کی ملاقات کا شرف آپ کو متعدد مرتبہ حاصل ہوا ہے، یہاں صرف نام ہی لکھے گئے ہیں۔

مشاہدہ میں بزرگوں کی ملاقات و زیارت کے وقت یہی آوازیں آئیں

بعض اوقات جب بیداری میں آپ کو بزرگوں کی ملاقات و زیارت کا شرف حاصل ہوتا ہے تو غیبی طور پر کوئی آواز بھی کان میں سنائی دیتی ہے۔ آپ نے ایسے واقعات کو تاریخوار لکھا ہے۔ مگر یہاں تبرکاً صرف چند غیبی آوازیں درج کی جاتی ہیں۔

(۱)

۱- نماز تہجد کے بعد اثنائے وظایف میں فوراً بے کیف آپ پر دیدارِ الہی عزوجل متجلی ہوا اور آواز آئی: "دیدار خدا تعالیٰ کا ہوا۔"

۲- پھر ایک مرتبہ نماز تہجد کے بعد سورہ منزل شریف کا ورد کر رہے تھے کہ آپ پر فوراً بے کیف ظاہر ہوا۔ اور آواز آئی، "یہ اللہ تعالیٰ ہے۔"

(۲)

حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت ہوئی تو آواز آئی: "حضرت خضر علیہ السلام" "خضر خواجه بل پئے۔"

(۳)

۱- حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت ہوئی تو آواز آئی، "یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔"

۲- پھر ایک مرتبہ زیارت ہوئی تو آواز آئی، "خلیل دلبر"۔

(۴)

حضرت یوسف علیہ السلام کی زیارت ہوئی تو آواز
آئی: "یہ رسول ہے۔"

(۵)

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متعدد مرتبہ زیارت ہوئی۔

- ۱- ایک مرتبہ زیارت ہوئی تو آواز آئی: "محمد اکرام اللہ"
- ۲- پھر ایک مرتبہ زیارت ہوئی تو آواز آئی: "رسول اللہ"
- ۳- پھر ایک مرتبہ زیارت ہوئی تو آواز آئی: "رسول شاہ"
- ۴- پھر ایک مرتبہ زیارت کے وقت آواز آئی: "یہ خاتم الرسل ہیں"
- ۵- پھر ایک مرتبہ زیارت ہوئی تو ندا آئی: "حضرت محمد رسول اللہ کا دیدار ہوا"
- ۶- پھر ایک مرتبہ دیدار ہوا تو آواز آئی: "یہ حضرت محمد رسول اللہ تمہارے معشوق ہیں"
- ۷- پھر ایک مرتبہ زیارت ہوئی تو آواز آئی: "ما نوقم اس کے امر کو"
- ۸- پھر ایک مرتبہ زیارت ہوئی تو آواز آئی: "جاہلاں توں کی قدر اسے"
- ۹- پھر ایک مرتبہ دیدار ہوا تو آواز آئی: "گیارہ سال"
- ۱۰- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے ساتھ مصافحہ کیا تو آواز آئی: "الحاج"
- ۱۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی بھی زیارت ہوئی۔ آواز آئی: "کعبہ میں ہیں"

(۶)

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زیارت ہوئی۔
حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زیارت ہوئی۔ آواز آئی: "یہ خدیجہ الکبریٰ ہے"

(۷)

حضرت عبد اللہ بن رسول اللہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑی زندگی کی
زیارت آپ کو ہوتی۔ اس وقت آواز آتی:

”جو کچھ مانگنا ہو عبد اللہ سے مانگو۔“

(۸)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت عبد المطلب کی زیارت آپ کو ہوتی تو آواز آتی:
”یہ عمر رسول اللہ ہیں۔“

(۹)

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

۱۔ حضرت امام ابو الحسن علی المرتضیٰ کی زیارت ہوتی تو آواز آتی: ”یہ شاہ علی ہیں۔“

۲۔ پھر ایک مرتبہ زیارت ہوتی تو آواز آتی: ”شاہ علی شیر خدا ہیں۔“

۳۔ پھر ایک مرتبہ زیارت ہوتی تو آواز آتی: ”یہ شیر خدا مشکل کشا شاہ علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔“

۴۔ پھر ایک مرتبہ زیارت ہوتی تو آواز آتی: ”اول کے امام مولا علی صغیر۔“

۵۔ پھر ایک مرتبہ زیارت ہوتی تو آواز آتی: ”جو حضرت داہوانی ہے۔“

(۱۰)

حضرت جبریل علیہ السلام کی زیارت کا شرف آپ کو حاصل ہوا

حضرت جبریل علیہ السلام تو آواز آتی: ”یہ جبریل امین ہیں۔“

(۱۱)

کعبہ شریف آپ کو کعبہ شریف کی زیارت ہوتی تو آواز آتی: ”داخل ہو جاؤ۔“

(۱۲)

آپ کو غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت غوث الاعظم کی زیارت ہوتی۔ آواز آتی:

”غوث اعظم۔“

(۱۳)

حضرت سخی شاہ سلیمان نوری قادریؒ کا دیدار ہوا تو آواز آئی،
حضرت شاہ سلیمانؒ "یہ سخی شاہ سلیمان ہیں۔"

(۱۴)

حضرت نوشتہ صاحبِ قدس سرہ

۱۔ قلب الاولیا حضرت نوشتہ گنج بخش قدس سرہ کی زیارت ہوئی تو آواز آئی، "عاجی۔"

۲۔ پھر ایک مرتبہ زیارت ہوئی تو آواز آئی، "نوشتہ پیروی مدد نال سارے کم چلے نہیں۔"

(۱۵)

حضرت سلطان باہوؒ حضرت سلطان العارفین کی زیارت ہوئی تو آواز آئی، "سلطان باہو۔"

(۱۶)

حضرت شیخ فتح محمدؒ شیخ فتح محمد رحمہ اللہ تعالیٰ ساکن چک سروانی کی زیارت ہوئی تو
شیخ فتح محمدؒ آواز آئی، "ولی اللہ۔"

(۱۷)

حضرت شیخ فتوحی شاہؒ ایک بزرگ کی آپ کو زیارت ہوئی جن کا نام معلوم نہ تھا۔ آواز آئی،
شیخ فتوحی شاہؒ "یہ فتوحی شاہ ہیں۔"

مشاہدہ میں جن بزرگوں نے آپ سے کلام کیا یا آپ کو کچھ ارشاد فرمایا

آپ کو مشاہدہ میں (بیداری میں) بزرگوں کی ملاقات کے دوران میں کبھی ہم کلامی کا
 شرف بھی حاصل ہوتا ہے جن بزرگوں نے آپ سے کلام کیا ہے وہ بطور اختصار یہاں لکھے جاتے ہیں۔

(۱)

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت و ملاقات
حضرت محمد رسول اللہؐ آپ کو بیشمار مرتبہ بیداری میں ہوتی رہتی ہے اور گاہ بگاہ
 حضور کلام بھی فرماتے ہیں۔ ازاں جملہ ۱

- ۱ - ایک مرتبہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے مصافحہ کیا اور فرمایا: السلام علیکم۔
- ۲ - پھر ایک مرتبہ فرمایا: "وجود سے سب سے گناہ نکالو۔"
- ۳ - پھر ایک مرتبہ فرمایا: "میرا نام رنگ شاہ ہے۔"
- ۴ - پھر ایک مرتبہ فرمایا: "تو ہمارے بہت صفت کی ہے۔ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ۔"
- ۵ - پھر ایک مرتبہ فرمایا: "من احیا سنتی فله اجر مائتہ شہید۔"
- ۶ - پھر ایک مرتبہ فرمایا: "بچھونا تیرے واسطے تیار ہے بچھا ہوا ہے۔"
- ۷ - پھر ایک مرتبہ فرمایا: "او نور عالم۔"
- ۸ - پھر ایک مرتبہ فرمایا: "میرا دل و گدائے میں مال ہی لگا چلاں۔"
- ۹ - پھر ایک مرتبہ فرمایا: "دو روپہ تیرا روز ہوگا۔"
- ۱۰ - پھر ایک مرتبہ فرمایا: "گل سن۔"
- ۱۱ - پھر ایک مرتبہ فرمایا: "چلو۔"
- ۱۲ - پھر ایک مرتبہ فرمایا: "تمہارے دشمنوں کے لیے چھریاں گھسا رہے ہیں۔"
- ۱۳ - پھر ایک مرتبہ فرمایا: "مسلمان وہ ہے جو اسلام پر جان قربان کرے۔"
- ۱۴ - پھر ایک مرتبہ فرمایا: "لیکن گل اسے۔"
- ۱۵ - پھر ایک مرتبہ فرمایا: "چھڑکنا نہیں۔"
- ۱۶ - پھر ایک مرتبہ فرمایا: "وہاں جاؤ۔"
- ۱۷ - پھر ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو فرمایا: "کلمینیا یا حمیرا حلی۔"
- ۱۸ - پھر ایک مرتبہ کتاب شریف التواریخ کو دیکھ کر فرمایا: "ایہ وہ جیسا کھی گئی اسے۔"

(۲)

- حضرت خضر علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام نے آپ سے مصافحہ کیا اور فرمایا:
- ۱ - "چودھریو! السلام علیکم۔"
 - ۲ - پھر ایک مرتبہ آپ کو فرمایا: "تینوں دواں جاناں وچ تار چھڈیا اسے۔"
 - ۳ - پھر ایک مرتبہ فرمایا: "اللہ نے سب علم ظاہر کر دیا۔"

(۳)

حضرت یحییٰ علیہ السلام نے آپ کو فرمایا: "لکھ روپیہ
تقدیر سال داشتہ (فتوحات غیبی)۔"

(۴)

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی زیارت ہوئی تو انہوں نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہاتھ کا اشارہ کر کے آپ کو
فرمایا: "وے ویکہ!"

(۵)

حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
زیارت ہوئی کہ پاؤں نیچے لٹکا کر چپا رپانی پر
بیٹھے ہیں اور فرماتے ہیں: "دنیا دی باتیں بکو اس ہے نہ سنا چاہیے۔"

(۶)

۱۔ حضرت سیدہ فاطمہ زہراؓ نے فرمایا: "توجہ باپ سے کرائیں۔"
۲۔ پھر ایک مرتبہ فرمایا: "تو رسول اللہ کا حضور ہی ہے۔"

(۷)

حضرت غوث الاعظمؒ شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ نے آپ کو فرمایا: "توں چل اتیری
گل میں دل کریناں۔"

(۸)

حضرت نوشہ صاحبؒ قلمب المشایخ حضرت نوشہ گنج بخشؒ نے آپ کو فرمایا: "نوشاہیا۔"

(۹)

حضرت سلطان بامہوؒ حضرت سلطان باہوقادریؒ نے فرمایا: "ہمارا ورد تو حق باہو ہے۔"

۱۰

بیگم شاہجہاں بیگم شاہجہاں بادشاہ نے یہ شعر پڑھ کر آپ کو سنایا:

سے تڑشاہ جہانی جہاں زد دست مدہ کہ بادشاہ جہاں را جہاں بکار آید

(۱۱)

جننی حور ایک جننی حور کی زیارت ہوئی تو اس نے آپ کو کہا "میں تمہانوں سرکار اچھا
لین آئی ہوں"

(۱۲)

ایک مرتبہ دو عدد حورانِ جنت کا دیدار ہوا تو وہ پڑھ رہی تھیں:

حورانِ جنت "اے سراجِ امتانِ مصطفیٰ"

(۱۳)

ایک مرتبہ اپنے والد ماجد حضرت مولانا سیدہ حافظ محمد شاہ کی زیارت ہوئی

سید محمد شاہ تو انہوں نے فرمایا: "میاں وارث سب سے اول ہے"

(۱۴)

۱۔ ایک مرتبہ اپنی والدہ سیدہ فاطمہ بی بی کی زیارت ہوئی انہوں

سیدہ فاطمہ بی بی نے فرمایا: "لڑکے دا گروا کڈھنی بھیناں"

(۱۵)

۲۔ ایک مرتبہ اپنی چھوٹی سیدہ محمد بی بی کی زیارت ہوئی۔ انہوں نے

سیدہ محمد بی بی فرمایا: "اب تو ختم کو ساہن پال جانے گا"

۳۔ پھر ایک مرتبہ ان کی آواز آئی: "جاہ اللہ دتہ کی خبر لے"

۴۔ پھر ایک مرتبہ ان کی زیارت ہوئی۔ آپ نے سلام کیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا:

"بھلا ہو دی توں رستم ہند ہے"

۵۔ پھر ایک مرتبہ انہوں نے یہ شعر پڑھا:

ولو القیت سری فوق میت
لقام بقدرۃ المولیٰ تعالیٰ

(۱۶)

مولانا احمد رضا خان حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی کی پردہ کے نیچے سے آواز

آئی۔ انہوں نے آپ کو کہا: ”مجھ قسیم کو بھی یاد کرو۔“

(۱۷)

میاں جملے شاہؒ میاں جملے شاہ سلیمانی اگر وہ یہ نے آپ کی شرگ پر ہاتھ لگا کر کہا، اس جگہ سے ہائی کوٹ نکلے گا، (یعنی جو کچھ حلقوم سے نکلے گا پورا ہوگا)

(۱۸)

سیدہ بشیر بیگمؒ سیدہ بشیر بیگم دختر سید کرم الہی کی آواز آئی: چاچا جی! سلام علیکم۔“

(۱۹)

ایک لڑکے نے بعالم مشاہدہ آپ کو کہا: تم کھانا پورا کھاتے ہو۔“

مشاہدہ میں جن بزرگوں نے کچھ تبرکات عطا فرمائے

آپ کو مشاہدہ (بیداری) میں اکثر بزرگوں کی ملاقاتیں ہوتی ہیں۔ ان میں سے جن انبیائے کرام اور اولیائے عظام نے آپ کو کچھ عطا فرمایا ہے وہ درج کیا جاتا ہے۔

(۱)

- ۱- حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ”مشیشہ کا ایک ٹکڑا“ عنایت کیا۔
- ۲- پھر ایک دفعہ ”برقی اور شیرینی“ کا تبرک عطا فرمایا۔
- ۳- پھر ایک دفعہ ”پانی کا پیالہ“ عطا فرمایا۔
- ۴- پھر ایک دفعہ ”شہراباً طوراً“ کا گلاس پلایا۔
- ۵- پھر ایک دفعہ ”روپیہ کا نوٹ“ عطا فرمایا۔
- ۶- پھر ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لنگر سے آپ نے حلوا اور بھنسا ہوا گوشت کھایا۔ اور دودھ بھی نوش کیا۔

(۲)

- ۱- حضرت خضر علیہ السلام نے آپ کو ”روٹی کا ایک ٹکڑا“ عطا فرمایا۔
- ۲- پھر ایک دفعہ ”چاولوں کا ایک ٹشت“ عطا کیا۔

(۳)

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراءؑ نے آپ کو "گھونگھنیاں" عطا فرمائیں۔

(۴)

- ۱۔ حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانیؒ نے آپ کو "پانچ عدد پتاسے" عنایت کیے۔
- ۲۔ پھر ایک مرتبہ آپ کو شیرینی کا تبرک "عطا فرمایا۔"

(۵)

ایک مرتبہ آپ کو اثنائے وظایف میں بعالم مشاہدہ "ہشتی میوہ" عطا ہوا۔

مشاہدہ میں جن بزرگوں نے آپ کے ساتھ مصافحہ

یا معانقہ کیا یا جن کے پیچھے آپ نے نماز ادا کی

آپ کے ساتھ مشاہدہ (بیداری) میں کئی بزرگان دین نے مصافحہ یا معانقہ کیے ہیں یا کئی بزرگوں کے پیچھے آپ نے نماز پڑھی ہے۔ پوری تفصیل تاریخوار تو آپ کی تحریرات سے معلوم ہو سکتی ہے یہاں صرف نام لکھے جاتے ہیں۔

۱۔ (i) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی پشت پر ہاتھ پھیرا۔

(ii) پھر ایک مرتبہ آپ کے ساتھ معانقہ کیا۔ یعنی آپ کو گلے لگایا۔

(iii) پھر ایک مرتبہ آپ نے ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔

(iv) پھر ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے مسجد الحرام میں نماز ادا کی۔

۲۔ ایک مرتبہ آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھی۔

۳۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کوفیؒ نے آپ کا ہاتھ مبارک اپنے ہاتھ میں لیا۔

۴۔ حضرت شیخ داؤد کرمانی قادری شیرگڑھی نے آپ کے ساتھ مصافحہ کیا۔

۵۔ حضرت نوشہرہ گنج بخش علوی قادریؒ نے آپ کو اپنے گلے لگایا۔

۶۔ حضرت شاہ دولادریائی گجراتیؒ نے آپ کے ساتھ مصافحہ کیا۔

۷۔ روحانیوں کی ایک جماعت نے آپ کے ساتھ مصافحہ کیا۔

مشاہدہ میں جو عبارتیں لکھی ہوئی سامنے آئیں

آپ کو مشاہدہ (بیداری) میں بعض اوقات کچھ عبارتیں لکھی ہوئی سامنے آجاتی ہیں۔ اور آپ ان کو پڑھ لیتے ہیں۔ آپ کی تحریرات میں تاریخوار ایسے واقعات پائے جاتے ہیں۔ یہاں چند عبارتیں لکھی جاتی ہیں۔

- ۱۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (بخط سبز لکھی ہوئی دیکھی گئی)
- ۲۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ
- ۳۔ یا رَحْمٰن (فور کے خط سے چمکتا ہوا نظر آیا)
- ۴۔ ہو معکم
- ۵۔ سیدی ہاشمی قریشی
- ۶۔ عثمان بن عفان
- ۷۔ اِنَّكَ باعِیْنِنَا
- ۸۔ فَتَحَّ قُلُوْبًا وَمَالًا

مشاہدہ میں جو اشعار غیبی طور پر سنے گئے

آپ کو بوقت مشغولی اور ادب بعض اوقات باقوت غیب سے موزوں کلام اشعار وغیرہ مسموع ہوتے ہیں جن میں بعض تو شعر اسے گزشتہ کے ہوتے ہیں اور بعض اشعار الہامی ہوتے ہیں جو کسی شاعر کا کلام نہیں ہوتے۔ آپ اپنی یادداشتوں میں تاریخ وار ان کو درج فرمایا کرتے ہیں۔ بعض ان میں سے یہاں درج کیے جاتے ہیں۔

عربی اشعار

- ۱۔ ایک مرتبہ بہشت سے آپ کو ایک مشتری کھانا کی آئی اور کسی نے یہ شعر پڑھا:
- ۵۔ انا فی حضرۃ التقرب و جدی (غوثیہ)
- ۵-۲۔ احب الصالحین و لست منهم
- ۳-۳۔ ان فی ذلک لآیت لِّقَوْمٍ یُّشْعُرُوْنَ (تبریزی)
- ۳-۴۔ امام المسلمین ابو حنیفہ (شافعی)

فارسی اشعار

- ۵-۵ لطیف و گرم گستر و کار ساز کو دارا سے ملک ست و دانائے راز (سعدی)
- ۵-۶ غرض نقشے ست کز ما بنا و ماند کہ ہستی رانے بنیم بقائے (سعدی)
- ۵-۷ حضوری گر ہے خواہی از و غائب مشوح حافظ
- (حافظ) متی مالتق من تموی دع الدنيا و امهلها
- ۵-۸ الہی غنچہ امید بکشا گلے از روضہ جاوید بنما (جامی)
- ۵-۹ برہنگان طریقت پر نیم جو نخرند قبائے اطلس آنکس کہ از ہنر عاریست
- ۵-۱۰ محمد سرور اہل شریعت محمد سرور اہل طریقت (الہامی)
- ۵-۱۱ مدد کن با پس پشت معنبر جناب شاہ جیلانی معطر (الہامی)
- ۵-۱۲ ہست این احقر غلام مصطفیٰ خاکپائے انبیاء و اولیا (الہامی)
- ۵-۱۳ بادشاہ چوں بر ملا پسند بود نہ خندا (عطار)
- ۵-۱۴ حبیب خدا اشرف انبیاء (سعدی)
- ۵-۱۵ باشد کہ باز بنیم آن یار آشنا را (حافظ)
- ۵-۱۶ ترسم یا نبی اللہ ترحم (جامی)
- ۵-۱۷ بوقت خاتمہ در مجلس ختم الرسل احمد (سرور)
- ۵-۱۸ نام میاں محمد است قلی (الہامی)
- ۵-۱۹ حبیب سخی شاہ معروف بود (الہامی)
- ۵-۲۰ زلف خمدار عاشق و معشوق (الہامی)
- ۵-۲۱ دل حق جائے گنبد اوست (الہامی)

اردو اشعار

- ۵-۲۲ خدایا تو بخشش سے سرور کر چراغ ہدایت سے پُر نور کر (الہامی)
- ۵-۲۳ تکلیف ہو جو دم کو نا و غسلی پوکارا شکل کشا مقدس حیدر بلا پیارا (الہامی)
- ۵-۲۴ زبان و دل سے اِلا اللہ جلا ہے (الہامی)

- ۲۵- ع خلق کو احمد پیارا سید لولاک ہے (الہامی)
- پنجابی اشعار
- ۲۶- ع صبارِ حقے رسول اللہ دے جائیں میرا احوال رو رو کے سنائیں (غلام رحیل)
- ۲۷- ع عشا کے بعد نہ سدر لگاؤں ترے ترے میل ہر ہر چشم پاون (غلام رحیل)
- ۲۸- ع نور تیرے وچ اللہ بھریا سو ہنا کر ماں والا
- اللہ اللہ ہر دم پڑھ توں فضل کرے حق تعالیٰ (الہامی)
- ۲۹- ع پڑھو کلمہ درو واں نوں ہزاراں ایر مشرودہ اہل سنت نوں بہاراں (الہامی)
- ۳۰- ع حبیب پیارا دو جگ اندر روشن تھیاء سزیا
- درجہ تیرا اچا کرسی اللہ با تمسینا (الہامی)
- ۳۱- ع اگر تیرا مناظر شاہ ہوئے تیرا ٹولہ بحسن جاہ ہووے (الہامی)
- ۳۲- ع خدا عزت تیری کر دا وڈا رتیرے گھر دا (مولود)
- ۳۳- ع ح : حکم جناب نوشاہیاں دا غوثِ قطب سرے اُتے مندے نیں (اشرف)
- ۳۴- ع دل جیسے ویسے پاک کوئی نہیں بھلک دا کچھ وساء رانجا (حسین)
- ۳۵- ع بھورے پٹکے دی لاج نو مشہ بھورے وایا (کافی)
- ۳۶- ع اساڈے تے ہویا کریم الہی (الہامی)
- ۳۷- ع بشیر احمد پٹے شادی دے جانا (الہامی)
- ۳۸- ع دنیا والے دی بے تابع سبھ تک آسمانی (الہامی)

عملیات

آپ اگرچہ عملیات میں کوئی شغف نہیں رکھتے۔ مگر بعض اوقات ضرورت مندوں کو کوئی عمل فرما دیا کرتے ہیں اور حق تعالیٰ آپ کی زبان مبارک کی تاثیر سے ان کو متمتع کر دیا کرتا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

بالِ خیر کے واسطے اگر کسی شخص کو بالِ خیر دینا ہو تو نمازِ فجر کے بعد الفاظِ ذیل ایک بار پڑھ کر دونوں

ہتھیوں پر پھونک کر وہاں پھیر لیا کرے۔ اسی طرح نوبار کرے تو اللہ تعالیٰ شفا دے گا۔ افسانہ

یہ ہیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نُوْر۔ حضرت خواجہ اویس قرنی بارگاہِ رسول۔
اگر کسی کو بواسیر ہو تو روزانہ عشا کے وقت وتروں کی پہلی رکعت میں بعد فاتحہ
بواسیر کے واسطے کے سورہ النّشراح، دوسری رکعت میں التین، تیسری رکعت میں اخلص
پڑھا کرے۔ اور نماز فجر کی سنتوں میں پہلی رکعت میں بعد فاتحہ کے سورہ النّشراح، دوسری میں
الفیل پڑھا کرے تو ان شاء اللہ شفا پاوے گا۔

اگر کوئی شخص ایسے راستہ میں چلے جس میں سانپ کاٹنے کا
دفعیہ سانپ کے واسطے خوف ہو یا وہاں بجزرت سانپ رہتے ہوں تو یہ آیت شریف
بلا تعداد پڑھتا جاوے تو سانپ یا دیگر موزی جانور راستہ سے ہٹ جائیں گے۔ یہ ہے:

سَلَامٌ عَلٰی نُوْجِ فِی الْعٰلَمِیْنَ وَكَذٰلِكَ یَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ۔

اگر آیت کریمہ پچیس روز تک روزانہ ایک ہزار مرتبہ پڑھ لیا کرے تو کبھی سانپ کو نہ

دیکھے گا۔

اگر چاہے کہ خداوند کریم دنیاوی دولت سے غنی کرے تو روزانہ
دولت مندی کے واسطے نماز تہجد کے بعد اسم شریف اللّٰهُ الصّمد ایک ہزار مرتبہ پڑھا کرے

اول اور آخر دو شریف اکتالیس مرتبہ پڑھ لیا کرے۔

اگر کوئی شخص روزینہ غیب چاہتا ہو تو روزانہ سورہ زخرف

روزینہ غیب کے واسطے پانچ مرتبہ پڑھا کرے۔

یہ عمل آپ نے اپنے چھوٹے فرزند صاحبزادہ سید بشیر احمد صاحب بشارت مرحوم کو

فرمایا تھا انہوں نے اس پر عمل کیا تو اس کے فوائد سے متمتع ہوئے۔

تصنیفات

آپ کی متعدد تصانیف ہیں:

۱۔ پنجابی ترجمہ کریمیا : حضرت شیخ سعدیؒ کے پند نامہ کریمیا کا ترجمہ پنجابی میں تحت اللفظ کیا ہے۔
 ۲۔ پنجابی ترجمہ نام حق ، حضرت مولانا شرف الدین بخاریؒ کے رسالہ فقہ نام حق کا پنجابی میں ترجمہ کیا ہے۔

۳۔ پنجابی ترجمہ شیخ عطارؒ : حضرت شیخ فرید الدین عطارؒ کے پند نامہ کا پنجابی ترجمہ کیا ہے۔
 ۴۔ پنجابی ترجمہ گلستاں : حضرت شیخ سعدیؒ کی کتاب گلستاں کا پنجابی ترجمہ کیا ہے۔
 ۵۔ رسالہ رفع سبابة : اس میں تشہد میں انجلی اٹھانے کے دلائل حدیث اور فقہ سے دیئے ہیں اور رفع سبابة کو سنت ثابت کیا ہے۔

۶۔ رسالہ طاعون : اس میں از روئے دلائل حدیث ثابت کیا ہے کہ طاعون یا وبا کے مقام سے بھاگنا سخت گناہ ہے۔

۷۔ رسالہ الخواص : اس میں اپنے پیران طریقت کے مختصر حالات لکھے ہیں۔

۸۔ دیوان نوشاہی : اس میں آپ کی پنجابی عزلیات ہیں۔

۹۔ پنج گنج نوشاہی : یہ آپ کی پانچ سحر فیوں کا مجموعہ ہے جو حضرت نوشہ صاحبؒ کی مدح میں ہیں۔

۱۰۔ نوشاہی نامہ : یہ آپ کے پنجابی اشعار کا مجموعہ ہے۔

۱۱۔ تفسیر نوشاہی : یہ سورہ مزمل شریف کی تفسیر ہے ، چند معتبر تفسیر سے مضمون لے کر اس کو مکمل کیا ہے۔

۱۲۔ خطبات نوشاہی : اس میں آپ نے اپنے پسندیدہ خطبے جمع کیے ہیں۔

۱۳۔ انوار نوشاہی : اس کا نام فیض محمد شاہی بھی ہے۔ یہ ستوات و سلس جلدوں میں نو ہزار

دو سو چوبتر صفحات ہیں۔ اس میں خاندان نوشاہی کے مبسوط حالات اور تاریخائے ولادت

اور وفات اور مدحیات وغیرہ درج کیے ہیں۔ اس میں بے شمار علمی حقائق ہیں۔ یہ کتاب

بے ترتیب ہے۔ بطور مسودہ یا بیاض ہے۔ اگر خدا تعالیٰ نے فقیر سید شرافت عافاہؒ

کو فرصت اور توفیق دی تو کسی وقت اس کو مرتب کیا جاوے گا۔ میری کتاب

شریعت التواریخ کا زیادہ تر ماخذ یہی کتاب ہے۔

۱۴۔ مجالس نوشاہی : آپ کی انیس مجلسوں کے ارشادات میں نے بنام ضیاء العارفین

جمع کیے ہیں۔

۱۵۔ ملفوظات نوشاہی، آپ کی زبان کے ملفوظات میں نے بنام کنز المعرفت چار جلدوں میں جمع کیے ہیں۔

۱۶۔ کنز القوائد؛ یہ آپ کے ملفوظات کا ایک مختصر رسالہ ہے جو آپ کے صاحبزادہ اصغر سید ابوالرضا بشیر احمد بشارت مرحوم نے جمع کیا ہے۔

۱۷۔ مکتوبات نوشاہی؛ یہ آپ کے مکتوبات عالیہ کا مجموعہ ہے۔ فارسی، اردو، پنجابی زبان میں منظوم اور منثور ہے۔ نصائح و ہدایات سے لیریز ہے۔ یہ ابھی زیر ترتیب ہے۔

۱۸۔ رقعات نوشاہی؛ اس میں آپ کے وہ مکتوبات ہیں جو دنیاوی واقعات کے متعلق سرسری طور پر آپ نے اولاد یا مریدوں کی طرف بھیجے۔ یہ بھی ابھی زیر ترتیب ہے۔

تاریخ گوئی

آپ کو تاریخ گوئی کافی ہے۔ مادہ ہانے تاریخ بنانے میں آپ بڑے ذکی اور فہیم ہیں۔ بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ فوری طور پر آپ تاریخ بنا لیتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا آپ کو الہام ہوتا ہے۔ آپ نے سینکڑوں کی تاریخیں بنائیں جو آپ کی قریبات میں لکھی ہوئی ہیں۔ یہاں بخوف طوالت درج نہیں کی گئیں۔

شاعری آپ فارسی، اردو، پنجابی زبان میں اشعار کہتے ہیں۔ آپ کے اشعار ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔

مکتوبات

آپ کے مکتوبات شریف سینکڑوں کی تعداد میں ہیں جو ابھی تک متفرق صورت میں ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ نے کبھی توفیق دی تو ان کو جمع کرنے کا خیال ہے۔ یہاں تین مکتوب لکھے جاتے ہیں۔

یہ مکتوب آپ نے میری طرف لکھا۔ اس میں میری کتاب مکتوب اول بطرف سید شرافت شریف التواریخ جلد اول کے متعلق اپنی رائے مبارک ظاہر فرمائی ہے۔

بِسْمِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
اور درودِ حسنة للعالمین

مجدد السلسلة النوشاہیة مہبط التجلیات الرحمانیة - نورعین الفقرو
السحاء - مخزن الولاية والعطاء - العیز شریف احمد مد عمرہ کمد بسم اللہ الاحد -
السلام علیکم وعلیٰ من اتبع الهدی - بعد دعائے حکم و علم کے واضح ہو کہ الحمد
للہ کثیراً کثیراً کہ تم کلینز و متعال اور خالق ذوالجلال نے علم تصوف عطا کیا ہے اور اپنے آباد کرام
و پیران عظام کے حالات بابرکات پڑھنے کے بعد تصنیف و تالیف کا شوق بھی مرحمت فرمایا ہے -
الشکر للہ کہ محققین سابقین کے مطابق اصول روایت و درایت کو مد نظر رکھ کر تصنیف شریف
مکمل ہوئی - کتاب شریف التواریخ دنیا میں چشمہ فیوضات نوشاہیہ ہے اور منبع برکات مصطفیٰ
ہے - طبعہ حفاظ اس سے آیتیں پڑھیں گے - طائفہ محدثین احادیث ملاحظہ کریں گے - مورخین
تواریخ کا مطالعہ کریں گے - حضرات صوفیہ طغوظات اولیاء اللہ سے ذوق حاصل کریں گے - شعراء
عربی، فارسی، بھاشا، اردو، پنجابی اشعار پڑھ کر مسرور ہوں گے - اہل انشا مکتوبات نبوی
مکتوبات نوشاہی پڑھ کر دل کی آنکھوں کو منور کریں گے - طالبان محبذہ معجزات و کرامات سے
مظاہر ٹھائیں گے - ادیبوں کو ادبی عبارتوں سے حقہ ملے گا - اللہ السبحان اس کتاب کو مقبول
خواص و عوام کرے اور تمہاری عمر زیادہ کرے - اور تمہاری اولاد و اجباب کو ترقی عشق غوثیہ
لصیب کرے - آمین بحرمۃ محمد الامین

”الداعی الی الحق والصفاء الفقیر سید غلام مصطفیٰ“

مکتوب دوم بطرف سید شرافت یہ مکتوب بھی آپ نے سفر سے میرے نام لکھا جو
نھیئت آمیز ہے -

عزیزم شرافت مقدس ضمیر
بخط خدا پاک باشی منیر
دگر نام اصلی شریف احمد ست
تو پسند گویم کہ یاد آمد ست

سلام تو باد و با افسر با
 بتوحید ایزد شوی مستقیم
 باصحاب و آتش بگو صد سلام
 شش ز مال و قالم تخت لے پسر
 بسوئے مریدان صادق یعتین
 پر و اصو بماندیم یک شب عزیز
 سیوم لیل ماندیم در پانڈ و وال
 بنزد علی چار میں شب ہاں
 بماندیم شب خمیں در بوسال
 بخانہ بیسایم تا ہشت روز
 فقیر خدا بخش و احمد بشیر
 بپا و خدا باش ثابت قدم
 بتقلید نعمان و فقر حسن
 باولاد نوشتہ باشی عزیز
 با داب پیراں شوی کاٹے
 بخرداں لشفقت بجاہل سکوت
 بیاراں محبت بدل جان کن
 ہمہ وقت حق یاد داری بدل
 بوقت ضرورت بگو خوش کلام
 ز انفال و اذکار شو زنگ دل
 مبارک سیر باش با خاص عام
 ز قبر بزرگان دین فیض جو
 بکن عرس مرشد بفضل الہ

دعائے حیات ابد با صفا
 محمد اولوالعزم دانی کریم
 صلوة و درود سے بہ سید انام
 بچشم عزیزان شوی معتبر
 پر سفر مبارک برفتیم ہیں
 بہ مانگٹ و گریل ماندیم نینز
 بفضل خدا ایزد ذوالجلال
 بماندیم در گوجہرا بیگان
 رسیدیم امروز نزد جلال
 خدا خیر دارد تو دلسرور
 مصنف ہر خوش بفضل تیر
 مطیع محمد نبی در قدم
 بغوث معظم مطیع شو بہ تن
 بعلم و بعقل و سخاوت تمیز
 بخدمات اعلیٰ شوی عالی
 عدو را بکلم و ادب وہ شہوت
 سوئے دین احمد با یقان کن
 ز خبث گنہ دل بر آری ز گل
 بوقت حسوشی عوشی بہ ام
 باورد مسنون کن رنگ دل
 بشیرین سخن چون رسول انام
 بغاٹہ زیارت درودش بگو
 ترقی کند دولت و چشم و جاہ

ثوابِ طعام و کلامِ خدا
 عمل کن بقدر آن شاہِ کتب
 زلفوظِ صلحا و عسرفا بخوان
 بجز علمِ قرآن و خبرِ رسول
 محبتِ بداری بہ نعمانیاں
 ز دربارِ نوشتہ بجو نورِ ذوق
 ز شعبان ۱۱ بسٹ دولے ولید
 چہل ہفت و سہ صد بدایاں یک ہزار
 ز نوشتا ہی مفقرد دعا
 بروجِ افارب رساں و انما
 بجز و قیاسِ معلیٰ رتب
 بذکرِ خدا باش با دوستاں
 مکن گفتگو نورِ چشمِ قبول
 مروت بسازی بہ نوشتا ہیاں
 بعشق و محبت بشو فوق فوق
 یک شنبہ این خط نوشتہ سید
 نوشتم چو مکتوب سالش شمار
 و رازی حیات و علوم و غنا
 یہ مکتوب آپ نے اپنے چھوٹے صاحبزادہ سید
 بشیر احمد بشارت کے نام لکھا۔ اس میں
 مکتوب سوم بطرف سید بشارت
 ذکر کے اقسام بیان فرمائے ہیں۔

”ہو“

”عمدۃ الاختیار میرے عزیز والاتبار۔ بزورِ وار بشیر احمد صلوات اللہ علیہ
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ واضح ہو کہ ذکر کی چار قسمیں ہیں؛
 اول؛ لا الہ الا اللہ۔ اس کو ذکرِ ناسوتی کہتے ہیں۔
 دوم؛ الا اللہ۔ اس کو ذکرِ ملکوتی کہتے ہیں۔
 سوم؛ اللہ۔ اس کو ذکرِ جبروتی کہتے ہیں۔
 چہارم؛ ہو ہو۔ اس کو ذکرِ لاہوتی کہتے ہیں۔
 بعض صوفیائے کرام زبان کے ذکر کو ناسوتی کہتے ہیں۔ اور دل کے ذکر کو ملکوتی۔ اور
 روح کے ذکر کو جبروتی۔ اور ستر کے ذکر کو لاہوتی کہتے ہیں۔
 بعض کے نزدیک زبان کے ذکر کو ذکرِ جسمی، اور فکر کے ذکر کو ذکرِ نفسی، اور مراقبہ کے
 ذکر کو ذکرِ قلبی، اور مشاہدہ کے ذکر کو ذکرِ روحی اور معاینہ کے ذکر کو ذکرِ ستری کہتے ہیں۔

بعض عارفوں کے نزدیک ناسوت یہ دُنیا ہے۔ اور ملکوت آخرت ہے۔ اور جبروت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا قُرب اور لاہوت حق تبارک و تعالیٰ کا وصال ہے۔

بعض عارفوں کے نزدیک عالم ناسوت کی پہچان شریعت کی راہ کی استقامت ہے۔ اور عالم ملکوت کی پہچان زاہدوں کی راہ کی استقامت ہے۔ اور عالم جبروت کی پہچان عارفوں کی راہ کی استقامت ہے۔ اور عالم لاہوت کی پہچان عاشقوں کی راہ کی استقامت ہے۔

میرے عزیز! جو لطائف عالم امر سے ہیں وہ یہ ہیں: قلب، رُوح، سِر، خفی، اخفی۔ اور ایک لطیفہ عام خلق سے ہے جو نفس ہے۔ قلب کا نور زرد، رُوح کا نور سُرخ، سِر کا نور سفید، خفی کا نور سیاہ، اخفی کا نور سبز، اور نفس کا نور بے کیفیت ہے۔ عالم امر کے پانچوں لطیفے ان انبیائے کرام کے زیر قدم ہیں۔ یعنی قلب حضرت آدم علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔ اور رُوح حضرت کُوح علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔ اور سِر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔ اور خفی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔ اور اخفی حضرت خاتم الرسل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیر قدم ہے۔

ان لطائف کی جگہ یہ ہے۔ لطیفہ قلب کی جگہ بائیں پستان سے دو انگل نیچے مائل بہ پہلو ہے۔ لطیفہ رُوح کی جگہ دائیں پستان سے دو انگل نیچے مائل بہ پہلو۔ لطیفہ سِر کی جگہ بائیں پستان کے برابر دو انگل ہے مائل بہ طرف سینہ۔ لطیفہ خفی کی جگہ دائیں پستان کے برابر دو انگل کے فاصلہ پر مائل بہ طرف سینہ۔ اور لطیفہ اخفی کی جگہ سینہ کے بیچ ہے۔ اور لطیفہ نفس کی جگہ پیشانی پر سجدہ کی جگہ ہے۔ اور لطیفہ قلبیہ یعنی اربعہ عناصر کی جگہ تمام بدن ہے۔ جب دل ذاکر ہو جاوے اور اللہ اللہ کے شوق سے بھر جاوے تو لطیفہ رُوح

کی طرف متوجہ ہووے۔ جب لطیفہ رُوح میں اللہ اللہ کی مبارک آواز گونجنے لگے تو پھر لطیفہ سِر کی طرف متوجہ ہووے۔ پھر لطیفہ خفی اور اخفی کی طرف بتدریج متوجہ ہووے۔ ہر حال سے ذکر اللہ اللہ جاری ہووے۔ اس کو سلطان الاذکار کہتے ہیں۔ فقط والسلام

”فقیر سید غلام مصطفیٰ نوشاہی ازساہن پال“

المہامات

آپ کو تہجد کے وقت اور اوروں کی تلاوت قرآن مجید کے وقت گاہ بگاہ الہامی طور پر کچھ کلمات مسومع ہوتے ہیں یا قلب پر القا ہوتے ہیں۔ آپ اپنی تحریرات میں تاریخوار لکھ لیا کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک سو چودہ^{۱۱۴} الہامات کو ترتیب حروف تہجی یہاں درج کیا جاتا ہے۔

الف

۱۵۔ انہ من سلیمان وانه بسم الله الرحمن

الرحیم بارش کی کنجی ہے۔

۱۶۔ انی نکر فیض۔

۱۷۔ ایتمے ای قبروا حکم اسے۔

۱۸۔ ایک لڑکا باغ سخن پر چلے گا۔

ب

۱۹۔ باباجی نماز پڑھو۔

۲۰۔ بالکل۔

۲۱۔ بسم الله الرحمن الرحيم۔ الحمد ذالک

الکتب لاسریب فیہ ہدی للمتقین۔

پ

۲۲۔ پانچ ذکر بہت اچھے ہیں۔

۲۳۔ پرانی رساں پھینک دو نیاز مان ہے۔

۲۴۔ پیغمبر کا حکم سنا دو جا کر۔

ت

۲۵۔ توبہ۔

۲۶۔ توبہ استغفار۔

۱۔ اُراں آجاؤ وڈیاٹی اسے

۲۔ استغفر سبقتی

۳۔ اسلام رحمت دولت

۴۔ اگر عقل کم ہو تو علم سے کام لو علم مدد دیتا ہے۔

۵۔ انوں قرآن پڑھا کر۔

۶۔ الا الله

۷۔ الحمد لله سبحان الله الحمد لله۔

۸۔ الله اكبر۔

۹۔ اللهم صل على محمد وعلى آل محمد بعدد

ما في جميع على الائمة

۱۰۔ الله هو۔

۱۱۔ الله هو الله هو۔

۱۲۔ المعراج مقاعد الصلوة۔

۱۳۔ العيس الصبح۔

۱۴۔ ان لا تنصروا فقد نصرت

الله۔

۲۶۔ توؤمنون بالله۔

ج

۲۸۔ جس جگہ آدمیوں کا مجمع ہوئے یا پانچ آدمی ہوں
تو ذکر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
کا کیا کرو۔

۲۹۔ جَلَّ شَانُهُ۔

ج

۳۰۔ چُپ۔

ح

۳۱۔ حافظ قدرت اللہ ہیں۔

۳۲۔ حالت دیوانگی ہے۔

۳۳۔ حق۔

۳۴۔ حق اللہ حق اللہ حق اللہ۔

۳۵۔ حیدر حیدر

خ

۳۶۔ خاکسار تا بعدار۔

۳۷۔ خدا کا خستہ زاد۔

۳۸۔ خلق الانسان عليه البيان۔

۳۹۔ خیر الراحمین۔

د

۴۰۔ دکھن کو جا۔

س

۴۱۔ سراب العرش العظیم۔

۴۲۔ سراب یترولا تعتر وتتم بالخیر۔

پڑھا کرو۔

۴۳۔ رکن عالم نوری کے گھر کھانا کھایا کرو۔
جتنے دن رہنا ہو۔

۴۴۔ رمز کی بات چاہیے۔

۴۵۔ روٹی اور نوکر۔

۴۶۔ روزہ گراں مایہ ہے۔

س

۴۷۔ سبحان الله الحمد لله۔

۴۸۔ سلطنت بدل گئی۔

۴۹۔ سوئے شرع رفتن۔

۵۰۔ سیتد۔

ش

۵۱۔ شام کی نماز جماعت مسجد میں کرائیں۔

۵۲۔ شاہاں واپسالہ فاروقی واصطبر۔

۵۳۔ شجرة النبی۔

ص

۵۴۔ صلوا علی کل قریش۔

ع

۵۵۔ عالم کی بات عالم سمجھتا ہے۔

۵۶۔ عليك ظل الرحمن

غ

۵۷۔ غور سے پڑھو۔

ف

۵۸۔ فقا عذاب الناس۔

۵۹۔ فقیروں درویشوں سے ہر کوئی ڈرتا ہے۔

۶۰۔ فکیف اذاجننا من کل امة بشہید

وجنابک علی ہوا ۶ شہیداً۔

۶۱۔ فلما جاء الکعبة۔

۶۲۔ قیاض الناس۔

ق

۶۳۔ قدرت

۶۴۔ قدمی ہذہ علی سرقبہ کل ولی اللہ۔

۶۵۔ قرآن شریف پڑھو۔

۶۶۔ قرآن مجید پڑھو ترجمہ آوے یا نہ آوے۔

۶۷۔ قرآن مجید تے اُتریا۔

۶۸۔ قلب فیوض ایمانی

۶۹۔ قل یا ایہا پڑھا کرو۔

ک

۷۰۔ کثرت باللہ۔

۷۱۔ کُشورستان۔

۷۲۔ کلام الہی۔

۷۳۔ کلام سننے والوں کو اچھی مثال دو کہ وہ

خوش ہو جائیں۔

۷۴۔ کلمہ۔

۷۵۔ کلمہ تیرہ سو بار۔

۷۶۔ کلمہ لکھو۔

۷۷۔ کلووا واشربوا بما اسلفتہ فی الایام

الغالیہ۔

۷۸۔ کفیعص۔ ذکر رحمة ربک عبداً

ذکریا۔

ل

۷۹۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

۸۰۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا کرو۔

۸۱۔ لا تحسبوا مثلی۔

۸۲۔ لا تذرا لیوم۔

۸۳۔ لا تشتروا بایا قی ثمنا قلیلاً۔

۸۴۔ نکھت تک گئی۔

۸۵۔ لے شربت پی لے۔

م

۸۶۔ مانک عالم روشن۔

۸۷۔ مبارک

۸۸۔ مریدوں کو اسم ذات فرمایا کرو۔

۸۹۔ مسجد میں تشریف لے جایا کرو۔

۹۰۔ مقبول ربانی۔

۹۱۔ مینوں قرآن مجید و امان اسے۔

ن

۹۲۔ نامور۔

۹۳۔ نذیر جو ادا۔

۱۰۴۔ ولی کو حضور خدا سہل اور جلد ہوتا ہے۔

۱۰۵۔ وما ارسلناك الا مبشراً۔

ھ

۱۰۶۔ ہندو بہت بُرے ہیں مسلمان چنگے ہیں۔

ی

۱۰۷۔ یا ابراہیم۔

۱۰۸۔ یا ایہا الناس اعبدوا سر بکرم۔

۱۰۹۔ یا جبرائیل یا امین یا حفیظ۔

۱۱۰۔ یا حسین یا حسین۔

۱۱۱۔ یا قوت بس۔

۱۱۲۔ یا محمد یا محمد یا محمد۔

۱۱۳۔ یوم القیمة۔

۱۱۴۔ یومنون بمثلہ نذیراً۔

۹۴۔ نماز پڑھا۔

۹۵۔ نور۔

۹۶۔ نورہم یسعی بین یدیہم و بایمانہم

سر بنا اتمم لنا فورنا۔

۹۷۔ نوشا ہی ساہن پال جا۔

۹۸۔ نو من ذاکرین۔

و

۹۹۔ واذنبی الذین امنوا اتقوا۔

۱۰۰۔ وامتکبر هو و جنودہ فی الارض۔

۱۰۱۔ و اوحینا الیہ لتنبیئناہم بامرہم

ہذا وہم لایشعرون۔

۱۰۲۔ و جو گجو۔

۱۰۳۔ وعدہ کر کے پھر جانا ایسا کام نہ کرنا چاہیے۔

الہامات جو بعض حضرات کے متعلق ہوئے ہیں

آپ کو بعض اوقات کشتی حالت میں یا مشاہدہ میں بعض حضرات کے متعلق الہامات یا نذائے غیبی ہوتے رہتے ہیں جو آپ بقید تاریخ اپنے مسودات میں تحریر کرتے رہتے ہیں۔ مختصراً یہاں کچھ لکھے جاتے ہیں۔

حضرت محمد رسول اللہ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آپ کو کئی الہامات ہوئے از انجملہ۔

۱۔ محمد

۲۔ محمد آیا

۳۔ رسالت پناہ

۴۔ جناب شہ عالم

۵۔ خلق محمدی

۶۔ دو جگہ سے سردار

۷۔ رسول من مان

۸۔ امت رحمت کریم

حضرت علی المرتضیٰ کے متعلق ۱۔ مشکل کشا ۲۔ حیدر کرار حیدر کرار
۳۔ میرا یار علی ہے۔

حضرت شاہ معروف کے متعلق شاہ معروف
حضرت سخی شاہ سلیمان نوری کے متعلق ۱۔ بہم من شاہ سلیمان ست۔
۲۔ حضرت شاہ سلیمان کو زندگی میں لوگ میاں صاحب کہتے تھے۔

حضرت نوشہ گنج بخش کے متعلق

- ۱۔ نوشہ صاحب۔
- ۲۔ نوشہ پیر۔
- ۳۔ نوشہ پیر نوشہ پیر۔
- ۴۔ نوشہ پیر سچا واں۔
- ۵۔ نوشہ حاجی گنج بخش۔
- ۶۔ یا نوشہ مدد کرو۔
- ۷۔ یا حضرت نوشہ گنج بخش۔ یا حضرت نوشہ
گنج بخش۔ یا حضرت نوشہ گنج بخش۔
- ۸۔ کوئی زبردست نہیں۔ کوئی زبردست
نہیں۔ سب سے زبردست نوشہ صاحب ہیں۔

حضرت سید محمد شاہ کے متعلق

- ۱۔ محمد شاہ پیر ہے اور کوئی نہیں۔
- ۲۔ پیراں دا پیر احمد شاہ۔
- ۳۔ اے نوشاہی! تیرا تیرے باپ حضرت محمد شاہ مرحوم کاج کے روز مکہ شریف میں اکٹھ ہوا ہے
۱۳۷۳ھ میں (بطور باطن)۔

سید غلام مصطفیٰ کے متعلق
اعلیٰ حضرت قبلہ ادام اللہ برکاتہ کو خود اپنے متعلق بھی کئی
الہامات و بشارات ہوئیں۔ مختصر طور پر یہاں بترتیب
حروف تہجی درج کی جاتی ہیں۔

- ۱۔ آئندہ تو کسی کا محتاج نہ ہوگا۔
- ۲۔ اسد سے نال داوڈا صبر والا کوئی نہیں آیا۔
- ۳۔ اس کو امام زین العابدین کے پیالہ میں
پانی دو۔
- ۴۔ السلام علیکم۔
- ۵۔ اللہ بہت فضل کرے گا۔ ہو رہی کریگا۔
- ۶۔ اللہ کا فضل حسد اکا فضل تم پر بہت
ہوگا۔

۲۷۔ تیرے دشمنوں کا بوٹا پٹ کے اُتار

سٹ چھڑیا سے

۲۸۔ تیرے دشمنوں کا مولیٰ پٹیا ٹوڑا۔

۲۹۔ تیری شادی عنقریب ہوگی (حورانِ جنت)۔

۳۰۔ تیرے گھر شے بھجاں گے توں فکر نہ کر۔

۳۱۔ تیرے وتوں شک لے ساڈے وتوں

پکتا ہے۔

۳۲۔ جبراً تہانوں لے جانا ہے۔

۳۳۔ دس گھر کو ٹکرا تیرا ہوگا۔

۳۴۔ دو دن کو تول جائے گا۔

۳۵۔ رحمت آنے دی امید ہے۔

۳۶۔ رسول پاک جے تہاڈے ول ٹر کے

اُجان۔ تہانوں آکھن اُنج کر د اُنج

کر د، ایس طرح کر د۔

۳۷۔ سب کچھ مل جائے گا۔

۳۸۔ سلام ہے جی۔

۳۹۔ صاحبزادے نوں ریاست مل گئی ہے۔

۲۱۔ تم کو آٹھ مرتبے زمین ملے گی (یعنی بہشت بہشت)۔ ۴۔ غوثیت مآب۔

۴۱۔ قرآن مجید پڑھتے پڑھتے جان تیری

نکل جائے گی۔

۴۲۔ قیامت تک میں تیرے ساتھ ہوں۔

۴۳۔ کچھ اُنج ذوق لے، کچھ اُنج ذوق لے۔

۴۴۔ کریم تو اس طرح نہیں کرتے۔

۷۔ اِنجے ہوئے دی مصطفیٰ جویں توں پیا

اُبنائیں۔

۸۔ ایس خاندان نوشاہی وچوں توجید بیان

کرنے والا ایسا طیا ای کوئی نہیں۔

۹۔ اے نوشاہی! تم کو پاکی ملے گی۔

۱۰۔ ایہ بزرگ ہے۔

۱۱۔ ایہ ٹھیک ہے۔

۱۲۔ بابا پاک رحمان سلام دیندا سا جھے۔

۱۳۔ باوا جی۔

۱۴۔ باوا صاحب نہیں۔

۱۵۔ بزرگ۔

۱۶۔ پانچ چھٹانک دودھ ہے۔ (دودھ عنایت)

(ہوا اور یہ حکم ہوا)

۱۷۔ پڑھیندگار پڑھیندگار۔

۱۸۔ تسلیاں تصیرا لاہورتے نہیں ویکھنا۔

۱۹۔ تم زبردست صاحبزادہ ہو سب سے۔

۲۰۔ تم علیم حکیم ہو۔

۲۱۔ تم کو آٹھ مرتبے زمین ملے گی (یعنی بہشت بہشت)۔ ۴۔ غوثیت مآب۔

۲۲۔ تمہارے بزرگوں کو سلام۔

۲۳۔ تمہاری صورت عین برکات ہے۔

۲۴۔ تو نور اللہ کا بیٹا ہے۔

۲۵۔ تیرا نام محمد عبدالرحمان ہے۔

۲۶۔ تیراں تے چوداں نوں فضل تے رحمت

ہوگی۔

- ۲۵۔ گڑاپٹ پھڑیا۔
 (یہ ایک دشمن کے متعلق آواز آئی)
 ۲۶۔ مصطفیٰ بڑانیک اے۔
 ۲۷۔ مولوی۔ مولوی۔ مولوی۔
 ۲۸۔ میاں جی۔ میاں جی۔
 ۲۹۔ میں محمد کے قلب میں بیٹھا۔
 ۵۰۔ نوشاہی کو فرماؤ۔ تمہاری عذاب سے ۵۵۔ یہ دلی ہے۔
 ۵۱۔ نوشہ صاحب کے دربار وچ خستہ زانہ
 پہا ہویا اسے تیری خاطر۔
 ۵۲۔ وچکار لیاں گلاں بہت اچھیاں ہونڈیاں نیں۔
 ۵۳۔ ہم بھی شیر علی ہیں اور تو بھی شیر علی ہے۔
 ۵۴۔ یہ نوشہ صاحب کی اولاد ہیں۔

شریف احمد شرافت کے متعلق آپ کو ۲۲ رمضان ۱۳۶۲ھ کو بعد از نماز تہجد الہام ہوا
 ”نوشہ دالاز شریف احمد اے“

کتاب شریف التواریخ کے متعلق

- ۱۔ (۱۱ رمضان ۱۳۶۲ھ کو آپ قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے۔ جب یہ آیت ان فی
 ذلک لایۃ و ما کان اکثرہم مؤمنین پڑھی تو آپ کو یہ الہام ہوا:)
 ”حضرت نوشہ صاحبؒ کی اولاد میں شریف احمد شرافت کی کتاب شریف التواریخ جیسی
 نہ کسی نے بنائی ہے نہ ہی کوئی بنائے گا۔“
- ۲۔ (شب برات ۵ رچیت سمنگنہ کو بوقت سحر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار پُر انوار
 آپ کو بیداری میں ہوا۔ حضور علیہ السلام نے کتاب شریف التواریخ کی پہلی جلد کو
 اپنے ہاتھ مبارک میں پکڑا ہے دائیں سے بائیں۔ اور بائیں سے دائیں کسی مرتبہ کھولی ہے۔
 اور فرماتے ہیں:)
- ”ای کتاب ودھیا لکھی گئی اے!“
- ۳۔ ”شرافت تیری کتاب دیکھ کر لوک وق ہو جان گے۔“

کتاب فتاویٰ عبدالحی کے متعلق ”فتاویٰ عبدالحی بہت اچھے“

ملفوظات

آپ کا کلام نصیحت آمیز اور پُر اسرار ہوتا ہے۔ بعض ارشادات یہ ہیں۔

فرمایا: مومن کا خُسن اور زیور ایمان ہے۔

فرمایا: انسان جتنا خوف کرے اتنا ہی خدا تعالیٰ سے قریب ہو جاتا ہے۔

فرمایا: جو کلام ذکرِ الہی سے خالی ہو وہ لغو اور بکواس ہے۔

فرمایا: سب ذکروں سے کلمہ طیبہ کے افضل ہونے کی یہ وجہ ہے کہ اس میں توحید کا

سبق ہے۔

فرمایا: کلمہ طیبہ کو دل سے پکانے والا دین اور دنیا میں ہر جگہ کامیاب ہوتا ہے۔

فرمایا: عوام الناس صرف زبان سے کلمہ پڑھتے ہیں اور خواص دل سے پڑھتے ہیں۔

فرمایا: اسم اعظم اللہ ہے۔

فرمایا: وسعتِ علم دولتِ خدا داد ہے۔ خدا جس کو عطا کرے۔

— ایک مرتبہ مولوی حاجی محمد شریف فاروقی ساکن لدھیانہ والہ چھپنے عرض کیا،

باطنی نماز سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: موتوا قبل ان تموتوا۔

فرمایا: درود شریف کو کثرت سے پڑھنے والا آدمی حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

کا حضوری اور مقرب ہو جاتا ہے۔

فرمایا: جس کی نیت میں اخلاص نہ ہو اس کی عبادتیں کام نہیں آتیں۔

فرمایا: گوشہ نشین ہو کر خاصاً جو اللہ اگر ایک ساعت بھی عبادت کی جائے تو بہت

فائدہ مند ہوتی ہے۔

فرمایا: سالک کو جب مراقبہ یا مکاشفہ یا مشاہدہ میں کچھ انوار و تجلیاتِ ذاتیہ مشہود ہوں

تو وہ اسی پر نہ اڑ رہے۔ بلکہ مقصودِ اصل بہت آگے ہے۔

فرمایا: شریعت کی پابندی ہی ساغرِ عشق ہے۔ جس نے اس کو نوش کیا وہی عاشق

حقیقی ہے۔

فرمایا : احکام شرعیہ دو قسم ہیں۔ اول عبادات ، وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق ہیں جو بندوں پر واجب ہیں۔ دوم معاملات ، جو بندوں کے حقوق ہیں۔ ایک دوسرے پر رعایتِ حقوق واجب ہے۔
 فرمایا : تین چیزوں کے متعلق سوال کرنا شریعت نے منع فرمایا ہے۔ ایک تو خدا تعالیٰ کی حقیقت کیفیت ، ماہیت ، گز کے متعلق۔ دوسرا عذابِ قبر کے متعلق کہ وہ کس طرح ہوگا۔ تیسرا مسئلہ تقدیر کے بارے میں۔

فرمایا : شریعت یہ ہے کہ نماز و روزہ کا پابند رہے۔ اور طریقت یہ ہے کہ کسی کو ایذا نہ دیے اور سخاوت کرے۔

فرمایا : سوائے اتباعِ نبویؐ کے کسی طرح نجات نہیں ہو سکتی۔ اگرچہ کتنی عبادتیں و ریاضتیں کرتا رہے جو خلافِ سنت ہوں۔

فرمایا : فقیر ہزاروں پروں کے آگے ہے۔

فرمایا : مست فقیر بمنزلہ بادشاہ ہوتا ہے۔

فرمایا : فقیر یہ ہے کہ دست با کار و دل بایار ہو۔ اور عبادتِ الہی خلوص نیت سے کرے۔

فرمایا : ہم کو صوفیوں کا طریقہ بہت پسند ہے۔

فرمایا : انسان چار قسم ہیں : اول عام ، دوم خاص ، سوم خاص الخاص ، چہارم اخص الاخص۔ انبیائے کرام اسی آخری قسم سے ہوتے ہیں۔

فرمایا : سچ بولنا اور حلال کھانا پیئیں گے کا کام ہے۔ یا وہ لوگ جو پیئیں گے کا قرب حاصل کر چکے ہوں۔

فرمایا : صبر و شکر خدا تعالیٰ کی بڑی نعمتوں سے ہیں۔

فرمایا : صبر یہ ہے کہ تو اس کی تکلیف و بلا پر ناخوش نہ ہو۔ اور شکر یہ ہے کہ تو اس کی عطا کردہ نعمتوں پر کفران نہ کرے۔

فرمایا : صدقے سے ایمان بڑھتا ہے۔

فرمایا : جو غریبی سے کہ انسان متحمل نہ رہے۔ جو بیمار۔ جو حوصلہ ہو۔ عہد کے

وقت اپنی طبیعت پر قابو پائے۔ جو انمردی یہ نہیں کہ کسی کو تلوار مارے یا اذیت پہنچائے۔
فرمایا: سخی کے چہرہ پر نور ہوتا ہے اور سخی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضوری
ہوتا ہے۔

فرمایا: کم کھانا، کم بولنا، کم سونا، ہمیشہ ذکرِ حق کرتا اور ویشوں کے احساق

سے ہے۔

فرمایا: ہر مرض کی دو تین طرح پر ہو سکتی ہے۔ اول صدقہ دینا۔ دوم دُعا یا دم

کرنا۔ سوم علاج کرنا۔

فرمایا: دنیا خواب خیال ہے۔

کلماتِ طیبات

آپ کی زبان سے ہر وقت کلامِ نصیحت آمیز جاری رہتا ہے۔ یہاں آپ کے چند کلمات

بترتیب حروفِ تہجی درج کیے جاتے ہیں۔

جھگڑا کرنے سے بچو۔

چچہ کو صاف رکھو۔

چھت پر سے نہ جھانکو۔

حسد نہ کرو۔

خیرات کرو۔

دوستانِ الہی سے محبت رکھو۔

دھیان مولا کی طرف رکھو۔

ڈر خدا کا ہر وقت رکھو۔

ڈھول کی آواز سے بچو۔

ذکرِ خدا بھرت کر دو۔

سراست بولو۔

سٹپیں سٹپیں نہ کرو۔

ا ادب کرو۔

ب بزرگوں کی خدمت کرو۔

بھ بھید فقر کا مخفی رکھو۔

پ پاک و صاف رہو۔

پھ پھرتی سے کام کرو۔

ت تصور شیخ کیا کرو۔

تھ تھوک قبلہ کی طرف نہ پھینکو

ٹ ٹیڑھا پن چھوڑ دو۔

ٹھ ٹھگ بازی سے بچو۔

ٹٹ ٹٹاب کا کام کرو۔

ج جاہلوں سے پرہیز کرو۔

نہ زاویہ نشین ہو جاؤ۔	ک کرم پیشہ بنو۔
ژ ژاڑ خانی نہ کرو۔	کھ کھانا طیب حلال کھاؤ۔
س سیرت کو اچھا کرو۔	گ گفنت گو قرآن حدیث کے مطابق کرو۔
ش شکر خدا کرو۔	گھ گھر کو ذکر سے معمور رکھو۔
ص صبر سیکھو۔	ل لہ تعالیٰ کسی کا کام کیا کرو۔
ض ضامن کسی کے نہ بنو۔	ہ مشایخ طریقت کی صحبت اختیار کرو۔
ط طالبِ مولا بنو۔	ن نیت صاف رکھو۔
ظ ظلم نہ کرو۔	و وقت کی قدر کرو۔
ع عاشقِ خدا بنو۔	ہ ہمت نہ ہارو۔
غ غیر خیالات سے بچو۔	لا لالین کلام نہ کرو۔
ف فقر سیکھو۔	ء اوسط درجہ کا کام کرو۔
ق قناعت اختیار کرو۔	ی یوم الجزا سے خوف رکھو۔

معترفین کمالات

آپ کے معاصرین علما و مشایخ سب آپ کے کمالات کے معترف ہیں اور آپ کے متعلق نیک اعتقاد رکھتے ہیں اور آپ کی مدح و توصیف کرتے ہیں۔ میں نے اکثر بزرگوں کے اقوال جمع کیے ہیں جو آپ کی سوانح حیات میں مفصل درج کیے جاویں گے۔ یہاں چند اقوال لکھے جاتے ہیں۔

۱۔ عالمِ قرآنی، طبیبِ روحانی، سیاحِ مالکِ ایشیا و یورپ حضرت خواجہ سید محمد حسین شاہ چشتی نظامی اجیری الملقب پر شیخ صحرائی بہاد پوری الشہور روہی والے پر صاحب جو اہل کشف سے ہیں اور اکابر مشایخ وقت سے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ:

حضرت سید غلام مصطفیٰ نوشاہی مقام فنا فی الرسول سے آگے گزر چکے ہیں۔ اور آپ کا سیر مقام فنا فی اللہ میں ہے۔ اسی لیے تلاوتِ کلام اللہ شریف زیادہ کرتے ہیں۔ آپ کا روحانی پرواز بڑا بلند ہے۔

- ۲۔ حضرت مولانا خواجہ محمد حسین خلیف الرشید مولانا خدابخش چشتی صابری امین آبادی فرماتے ہیں کہ: "حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ بڑے مقبول خدا ہیں۔"
- ۳۔ حضرت مولانا مولوی حکیم فضل حسین قریشی نقشبندی مجددی امام مسجد چک ۵۴ ضلع گجرات فرماتے تھے کہ "میں قسیمہ کتابوں کہ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ صاحب ولی اللہ اور قطب زمان ہیں۔"
- ۴۔ حضرت مولانا مولوی محمد صدیق مخدوم حنفی قادری امام مسجد گاجر گولہ ضلع گوجرانوالہ بیان کرتے ہیں کہ: "حضرت سید غلام مصطفیٰ صاحب نوشاہی بزرگوں کی اولاد اور بڑے صاحب علم و فضل درویش ولی اللہ ہیں۔"

اولاد

- آپ کی شادی حضرت سیدہ حسین بی بی صاحبہ دختر سید غلام علی شاہ بن سید قدم الدین برخورداری ساہنپالوی سے چہار شنبہ ۲۰ شعبان ۱۳۲۳ھ میں ہوئی۔ مادہ تاریخ "شجرہ طیبہ" ہے۔ اُن کے لطن سے اولاد ہوئی ہے۔ آپ کے دو بیٹے ہوئے:
- ۱۔ مولف کتاب بذائعیر سید ابوالریاض شریف احمد المتخلص بہ شرافت عفا اللہ عنہ اپنے حالات آگے لکھوں گا۔
- ۲۔ صاحبزادہ مولانا سید ابوالرضا بشیر احمد بشارت مرحوم۔ ان کے حالات طبقہ دوم کے گیارھویں باب میں درج ہوں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔
- اعلیٰ حضرت قبلہ ادا م اللہ برکاتہ کی پانچ بیٹیاں ہوئیں:
- ۱۔ سیدہ نذیر بیگم۔ متولدہ سہ شنبہ ۲۴ ربیع الاول ۱۳۲۱ھ۔ یہ صاحب علم و فقر ہے۔ زاہدہ عابدہ درویش خیال ہے۔ تارکہ مجرودہ ہے۔ گھر میں قرآن مجید کا درس جاری کر رکھا ہے۔ بہت ساری مستورات اس سے علم حاصل کر چکی ہیں۔ اور بہت مستورات اس کے حلقہ بیعت میں داخل ہیں اور ورد و وظائف میں مشغول ہیں۔ یہ اس وقت ۱۳۵۱ھ میں بھرپور پانچ سال زندہ ہے۔
- ۲۔ سیدہ رضیہ بیگم کبری۔ متولدہ ۱۳۲۳ھ۔ یہ چند ماہ عمر پا کر ۱۳۳۳ھ میں فوت ہو گئی۔

۳۔ سیدہ رضیہ بیگم صفرائی۔ متولدہ دوشنبہ۔ ۱۹ ربیع الآخر ۱۳۳۵ھ۔ منکوہ صاحبزادہ سید عبدالکریم المتخلص بہ عباسی بن سید عمر حیات بر خورداری ساکن چنبل ضلع شیخوپورہ۔

یہ صاحب بار و حد ہے۔ اخلاق حسنہ رکھتی ہے۔ اپنی سب بہنوں سے علم درویشی میں کمال ہے۔ اس کے دم درود دعا سے اکثر لوگوں کو فوائد پہنچتے ہیں۔ اس وقت بعر چھالیس سال زندہ ہے۔ اس کا ایک بیٹا خضر حیات اور ایک بیٹی زکیہ بیگم موجود ہیں۔

۴۔ سیدہ صفیہ بیگم۔ متولدہ دوشنبہ۔ ۴ صفر ۱۳۲۹ھ۔ منکوہ صاحبزادہ سید ممتاز احمد بن سید کرم الہی بر خورداری ساہنپالوی۔

یہ عسزیزہ بھی تعلیم یافتہ، نیک اطوار، حلیم الطبع، مسکین طبیعت، صاحب عقل و دانش ہے۔ اس وقت بعر بائیس سال زندہ ہے۔

اس کے تین بیٹے۔ ممتاز حسن و سرفراز احمد و دلنواز احمد، اور ایک بیٹی لطیفہ خانم ہے دونوں بڑے لڑکے بچپن میں فوت ہو چکے ہیں۔ چھوٹا بیٹا اور بیٹی موجود ہیں۔

۵۔ سیدہ رشیدہ بیگم۔ متولدہ چہار شنبہ۔ ۱۶ رجب ۱۳۲۳ھ۔ منکوہ صاحبزادہ حکیم سید مظفر حسین المتخلص بہ ظفر بن سید غلام احمد کاتب بر خورداری ساہن پالوی۔

یہ عسزیزہ صاحب علم۔ سلیقہ شعار بڑی ذہین و فطین، کاروبار خانگی میں لایق اور اپنے بزرگوں کے طریقہ پر کار بند ہے۔ اس وقت بعر اٹھتیس سال زندہ ہے۔

اس کے دو بیٹے محمد سبطین مرحوم و شفیق الرحمن موجود اور چار بیٹیاں زبیدہ بیگم و صداقت سلطانہ و رفاقت سلطانہ و شفقت نسیم موجود ہیں۔

میرے والد ماجد اعلیٰ حضرت قبلہ ادام اللہ برکاتہ کی ساری اولاد صاحب علم و فضل پابند شریعت ہے۔

یارانِ طریقت

آپ کو اپنے والد صاحب کے سجادہ ہدایت پر بیٹھے۔ اب چوالیس سال گزر چکے ہیں۔ آپ کے ارادت مندوں کا سلسلہ بہت وسیع ہے۔ یہاں حضرت نوشہ صاحب کے یارانِ طریقت

کی مناسبت سے آپ کے بائیس صوبے اور پونجہ یا نوا اور بہتر امر لکھے جاتے ہیں۔

بائیس صوبے

- ۱۔ مولف کتاب بذائق سید شریف احمد شرافت فرزند اکبر آنجناب مدظلہ ساہنیال گجرات
- ۲۔ سید بشیر احمد بشارت فرزند اصغر آنجناب ساہنیال شریف
- ۳۔ سید ریاض الحسن بن سید شرافت نمبرہ آنجناب
- ۴۔ سید سعید الطغر بن شرافت نمبرہ آنجناب
- ۵۔ سید عزیز احمد بن سید کرم الہی برخورداری
- ۶۔ سید محمد انور بن سید محمد برخورداری
- ۷۔ سائیں خدابخش المعروف بخش علی درویش شاعر و ژانچا نوالیہ
- ۸۔ سید مشتاق احمد بن سید فضل حسین ہاشمی زن مل
- ۹۔ سائیں اللہ دتہ درویش المعروف جمعدار مجذوب گاکھڑہ کلاں
- ۱۰۔ سائیں امام الدین درویش بن کرم دین موچی
- ۱۱۔ سائیں محمد حسین درویش بن رحمت موچی سوئیہ
- ۱۲۔ سید رسول شاہ بن سید حسن شاہ بخاری چک ساوا
- ۱۳۔ میاں سید محمد بن نور علی گوجر گورسی جندیوالی
- ۱۴۔ سید رحمت علی بن سید جلال الدین برخورداری پاندو کے نو گوجرانوالی
- ۱۵۔ میاں علی احمد بن محمد بخش خلیفہ نور پوری قلعہ دیدار سنگھ
- ۱۶۔ مولوی محمد اسحاق کاہلوں
- ۱۷۔ سائیں محمد شریف المعروف کرامت علی درویش بن الہدین خلیفہ نور پوری کوٹ کیسو
- ۱۸۔ سائیں سلطان علی المعروف ہرا بن علم دین لوہار ابوالفقہالی
- ۱۹۔ سائیں لال شاہ فقیر ہیر والا امین آباد
- ۲۰۔ سائیں عبداللہ المعروف مست علی درویش نو مسلم موکل سندھو

کھیل پور	کوٹ سارنگ	۲۱ - سائیں محمد حسین المعروف ننگا درویش
لاٹیل پور	بل چک ۴۷	۲۲ - چودھری نذر حسین بن محمد مالک بک

بونجہ بانوا

سجرات	ساہنپال شریف	۱ - چودھری سلطان بن فضل تارڑ
"	چھنی ساہنپال	۲ - چودھری رحمت خاں بن مولاداد تارڑ
"	"	۳ - چودھری محمد بن مولاداد تارڑ
"	اگرویہ	۴ - سائیں محمد نذیر ولد بدھا تارڑ
"	سارنگ	۵ - میاں عمر الدین بن میاں فتح عالم امام مسجد
"	ٹھٹھ نیک	۶ - میاں خوشی محمد امام مسجد
"	چک جانو کلاں	۷ - مستری احمد الدین ترکھان
"	ہیکر خورو	۸ - چودھری محمد الدین ولد مولاداد وڑاچ میونسپل کمشنر
"	ٹوپہ عثمان	۹ - چودھری ہدی خاں گوجر
"	جمنڈے وال	۱۰ - میاں راجہ بن نظام الدین موچی
"	"	۱۱ - میاں کرم دین بن راجہ موچی
"	"	۱۲ - صوفی نور الدین کشمیری
"	چک ساوا	۱۳ - میاں فتح الدین بن خدا بخش بن جوایا بن اللہ قہ بن خدایار گادر
سرگودھا	چک ۱۲۲	۱۴ - چودھری فضل الدین چیمہ
"	"	۱۵ - میاں فضل الدین گادر
"	چک ۵	۱۶ - سائیں رمضان مسلم شیخ
گوجرانوالہ	پانڈو کے ٹو	۱۷ - مولوی حکیم سلطان احمد بن میاں غلام فرید وڈو امام مسجد
"	"	۱۸ - میاں غلام مصطفیٰ المعروف صابر علی بن میاں غلام فرید
"	پنڈوری کلاں	۱۹ - میاں کرم الدین بن عمر بخش کشمیری

گوجرانوالہ	جہام والہ	۲۰ - چودھری سلطان بن فضلہ رچھہ
"	"	۲۱ - مستری فضل دین بن حسن محمد ترکھان
"	اوکھ بھائی کے	۲۲ - چودھری محمد عاشق اوکھ ایم - اسے
"	ٹھنسی بلوچ	۲۳ - میاں محمد شریف بن محمد بخش گلگہ
"	سنگو والی	۲۴ - بابو عبدالعزیز بن میاں فضل الدین ورزی
"	خانپور	۲۵ - صوفی خان محمد وڑائچ
"	تلونڈی راہوالی	۲۶ - چودھری بشیر احمد بن علی محمد وڑائچ
"	ابوالفتح والی	۲۷ - خوشی محمد بن باغ علی موچی
"	"	۲۸ - میاں خاں موچی
"	آلو شیدیو	۲۹ - مستری محمد الدین ترکھان
"	سراں والی	۳۰ - مستری خوشی محمد بن سربندھی لوہار
"	معروف آباد	۳۱ - چودھری حاجی کرم داد بن احمد یار وڑائچ
"	ایتن والی	۳۲ - بابا خسیب الدین لوہار
"	"	۳۳ - میاں سید محمد باقندہ
"	ابدال	۳۴ - محمد انور قصاب
"	باورے	۳۵ - مستری محمد حسین بن نور الدین لوہار
"	باورے پیارے	۳۶ - اللہ دتہ باقندہ
"	گورالہ	۳۷ - مولوی محمد حیات المحدث
سیاکوٹ	کوٹلی مہاراں	۳۸ - سائیں بہاول المعروف لسوڑھی شاہ
شیخوپورہ	وایاں والی	۳۹ - مہر وادیل
"	"	۴۰ - چودھری حاکم علی بن حسین تارڑ
"	"	۴۱ - چودھری خوشی محمد بن حیات محمد طور واواں
"	"	۴۲ - چودھری علی محمد بن حیات محمد طور واواں

- ۴۳ - مسٹر رحمت علی ظفر
 ۴۴ - چودھری محمد حسین المعروف ڈیلدار بن اللہ وترائچ
 ۴۵ - چودھری عبدالنہد بن غلام محمد وٹرائچ
 ۴۶ - مستری نظام الدین بن اللہ وترائچ
 ۴۷ - بابو منیر حسین
 ۴۸ - چودھری غلام احمد المعروف منگورک
 ۴۹ - میاں فضل الہی المعروف گہنا بنخرا امام مسجد نامہرا
 ۵۰ - میاں سلطان ماچھی
 ۵۱ - چودھری ذوالفقار علی بی - اے بن مولاداد چٹھہ نمبردار
 ۵۲ - چودھری دولت خاں ڈھلو
 اٹال والی شیخ پورہ
 ونڈیاں والی
 ساٹکلاہل
 مکی اصحابانوالی
 چک ۸۴ ملتان
 محراب پور نواب شاہ

بہتر امرا

- ۱ - چودھری اللہ دتہ بن سید محمد تارڑ
 ۲ - چودھری اللہ جویا بن جلال تارڑ
 ۳ - چودھری پہلا بن مولاداد تارڑ
 ۴ - رحمت کشمیری زائر بندا شریف
 ۵ - محمد دین تیلی
 ۶ - جلال بن حسن چٹھہ
 ۷ - رحمت خاں بن حسن چٹھہ
 ۸ - خوشی محمد بن احمد الدین موچی
 ۹ - چودھری غلام قادر وٹرائچ نمبردار چک جانوکلان
 ۱۰ - روشن بن ساہنہ وٹرائچ
 ۱۱ - شاد محمد بن مابلہ وٹرائچ
 ۱۲ - خوشی محمد بن گہنا وٹرائچ چک جانوکلان گجرات
 ۱۳ - گہنا بن جلال موچی
 ۱۴ - لہنا کشمیری
 ۱۵ - جلال بن گہنا ترکان چک ۴۵
 ۱۶ - سردار خاں بن غلام محمد وٹرائچ بیگنہ خور
 ۱۷ - محمد الدین موچی
 ۱۸ - الہدین بن کرم الدین موچی گاکڑہ کلاں
 ۱۹ - رحمت بن نواب گوجر ٹوپہ عثمان
 ۲۰ - احمد جام
 ۲۱ - اللہ دتہ تاسس
 ۲۲ - رحمت موچی
 جھنڈیوالی

- ۲۳۔ ریاض العز و امانت علی بن نبی بخش موچی داد گورت
 ۲۴۔ رانجام راسی پریم گوجرانوالہ
 ۲۵۔ حسین بن جانی چٹھہ پانڈو کے نو
 ۲۶۔ عطا محمد بن محمد حسین چٹھہ نوبرار
 ۲۷۔ جلال ترکھان جھام والہ
 ۲۸۔ نور محمد بن محمد الدین ماچھی گھٹے والہ
 ۲۹۔ ابراہیم گلگو کاٹو پیسہ
 ۳۰۔ نظام الدین بن جیون ماچھی سیدے والی
 ۳۱۔ محمد بشیر موچی پھالو کے
 ۳۲۔ ماسٹر نذیر احمد درزی سنگو والی
 ۳۳۔ ماسٹر بشیر احمد درزی گلگڑ
 ۳۴۔ مراد سیل راہ والی
 ۳۵۔ مستری محمد شریف ترکھان نور پور چابلاں
 ۳۶۔ اسماعیل موچی
 ۳۷۔ محمد شریف بن سلطان ماسی نوکر
 ۳۸۔ رحمت موچی نوگرواں
 ۳۹۔ غلام رسول بن اسماعیل لوہار سرالوالی
 ۴۰۔ علی احمد بن خوشی محمد لوہار
 ۴۱۔ عمر الدین شیخ
 ۴۲۔ حسین بن سعد صاحب شیخ معروف آباد
 ۴۳۔ رمضان المعروف گلام موچی کوٹلی عیسی
 ۴۴۔ الہدین اراٹیں ابن والی
 ۴۵۔ نور محمد بن الہداد پوہالہ چکیدار ٹھٹہ داد
 ۴۶۔ خوشی محمد بن فتح محمد زنگیز ابدال گوجرانوالہ
 ۴۷۔ غلام گوجر
 ۴۸۔ محمد علی گلگو
 ۴۹۔ معراج الدین بن الہ بخش موچی
 ۵۰۔ محمد بشیر بن الہ بخش موچی
 ۵۱۔ محمد حسین بن نور محمد ماچھی تلونڈی موٹے خاں
 ۵۲۔ احمد حسین بن نور محمد ماچھی
 ۵۳۔ خادم حسین بن نور محمد ماچھی
 ۵۴۔ رحمت علی بن سردار خاں طمی لورہ کی
 ۵۵۔ محمد عنایت گلگو
 ۵۶۔ محمد یوسف بن محمد عالم ہنبرا باور پیارے
 ۵۷۔ نور محمد بن خوشی محمد باجواہ میرالی والہ
 ۵۸۔ عبد الغنی موچی کوٹلی محلان
 ۵۹۔ محمد صادق بن عبد اللہ تارڑ کی اصحابانوالی شیخ پورہ
 ۶۰۔ غلام حیدر بن خان محمد تارڑ
 ۶۱۔ نظام الدین ماچھی
 ۶۲۔ سلطان موچی اٹاں والی
 ۶۳۔ رمضان بن الہی بخش مڑھیالہ
 ۶۴۔ سردار خاں سپرا
 ۶۵۔ بہادر بن حسین تارڑ وایاں والی
 ۶۶۔ اللہ دتہ بن گوہر ماچھی
 ۶۷۔ پراں دتہ بن گوہر ماچھی
 ۶۸۔ حسین کشمیری عادل گڑھ

۶۹۔ علم دین بن لاپور ۷۱۔ راج محمد بن کرم بخش موچی چک صوبہ لاپور
 ۷۰۔ اندوہ بن سعد صالح بھرو کے ۔ ۷۲۔ قاسم خاں بن مولاداد چدر چکٹ بہاولپور
 ان کے علاوہ آپ کے مریدوں کا سلسلہ بے شمار ہے یہاں سب کے نام درج
 کرنے کی گنجائش نہیں۔

مدحیات

آپ کی مدح شریف میں عقیدت مندوں نے بہت نظمیں لکھی ہیں جن میں سے اکثر پنجابی
 زبان میں ہیں۔ میں نے خود کچھ نظمیں فارسی میں بھی لکھی ہیں۔ یہاں سب کی گنجائش نہیں صرف ایک نزل
 فارسی اور ایک نظم پنجابی لکھی جاتی ہے۔

(۱)

از فقیر شرافت مولف کتاب ہذا

مقدمے و اصلاں سید غلام مصطفیٰ	قطبِ اقطابِ تماش سید غلام مصطفیٰ
رہنمائے گمراہاں سید غلام مصطفیٰ	آفتابِ اوجِ عزت والی ملکِ بقا
پیشوائے سالکوں سید غلام مصطفیٰ	واقف اسرارِ عرفان شمعِ بزمِ معرفت
بادشاہِ کلاں سید غلام مصطفیٰ	حالی دین محمد نائبِ ذاتِ رسول
مرہمِ خستہ دلاں سید غلام مصطفیٰ	مخزنِ سیرِ حقیقت صابر و شاکر سخی
کعبۂ قدوسیوں سید غلام مصطفیٰ	وارثِ علمِ نبی شاہنشاہِ اہل کمال
ہستِ مخدوم جہاں سید غلام مصطفیٰ	فخرِ عالم شاہِ اعظم نورِ نوشہ گنج بخش
قبضہ نوشاہیاں سید غلام مصطفیٰ	کامل و اکمل ولی درخاندانِ قادری
دستگیرِ بکیاں سید غلام مصطفیٰ	کترینِ خادماں سید شرافت بو ظفر

لے اعلیٰ حضرت سید غلام مصطفیٰ از شاہی کا کچھ ذکر اسی جلد کے دوسرے طبقہ میں بھی آئے گا۔ شرافت

(۲)

از مولانا سید پیر ابوالکمال غلام رسول شاہ برق ہاشمی از چک ساری

گنج بخش نوشہ مجورے والڑے تے واہ واکرم شاہ بجلوال کیتے
ہوئے پاک رحمان مشہور جگ تے نوشہ پردے جہاں جسمال کیتے

پئی دھم تمام جہان اندر جاری فیض شاہ ساہن پال کیتے
برق پیر سید مصطفیٰ شاہ تے گنج بخش نے کرم کمال کیتے

توں غلام احمد مصطفیٰ واہیں ایہ جہان تمام غلام تیرا

شرق و جنوب شمال اندر روشن دور توڑیں ہو یا نام تیرا

دے نی ساقیا عشق شراب دیا بھریا مستیوں چھلیا جسم تیرا

سُنیَا برق آواز میں عرشیاں توں عرش فرسش اندر فیض عام تیرا

حضرت پیر بابے مصطفیٰ شاہ تے واہ واکرم سوہنے مصطفیٰ کیتے

سید عارفاں واہادی کاطلاں دا سجدے عشق دے خوب ادا کیتے

فیضیاب جہان تمام ہو یا تیری نظر نے لکھاں صفا کیتے

برق، پیر نوشاہی توں جان واراں روشن ملک اچ جسدی ضیا کیتے

شاہ شریف احمد تے بشیر احمد بابے مصطفیٰ دی تصویر دونویں

بیشک مصحف عشق عرفان والا توں ہیں متن تے اوہ تفسیر دونویں

بحرالعشق وا جانشین ہیں توں تیرے جانشین اوہ ویر دونویں

نوشہ پردی برق اولاد وچوں بیشک ہیں اوہ بدر نیز دونویں

بحرالعشق سلطان وا لاڈلا توں اچا شان اے شاہ ابدال تیرا

ہونی دوزخ دی اگ حرام اُس تے جس نے صدق نہیں کیا جمال تیرا

فیناں والیا پیر نوشاہیا وے بقعہ نور ہو یا ساہنپال تیرا

اس تھیں دودھ کے ہو رکی شان ہوئے مدح خواں برق ابوالکمال تیرا

عمر مبارک

اعلیٰ حضرت قبلہ مولانا سید غلام مصطفیٰ نوشاہی کی عمر مبارک اس وقت ۱۳۸۱ھ میں چوبیس سال
 قمری ہے جو لفظ سید سے ظاہر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے نعلِ عاطفت کو اولاد و مسترشین کے
 سروں پر قائم و دائم رکھے۔ امین بحرمۃ محمد الامین و ادامہ اللہ برکاتہ و فیوضہ۔

مولف کتاب ہذا احقر العباد خادم آل محمد فقیر شریف احمد شرافت ہاشمی

نام و لقب شاعر میں تخلص شرافت۔ کتابت میں تخلص نفیس رقم۔
میرا نام شریف احمد ہے۔ کنیت ابو الریاض، ابو النضر۔ لقب فقیر سائیں، شرافت شاہ۔

نسب نامہ پداری ابن سید حافظ محمد شاہ بن سید شاہ محمد امین بن سید حافظ قل احمد پاکذات
نوشاہ ثانی بن سید حافظ الہی بخش مظہر حق بن سید حافظ نور اللہ مفتی رسولنگر بن سید حافظ محمد حیات ربانی
بن سید حافظ جمال اللہ فقیہ اعظم بن سید حافظ محمد برخوردار بحر العشق بن قطب الاولیاء و المشایخ حضرت سید
شاہ حاجی محمد نوشہ گنج بخش علوی قادری قدس اللہ اسرارہم۔

نسب نامہ ماوری غلام علی شاہ بن سید قدم الدین بن سید خد بخش بن سید حافظ نور اللہ
میرے والدہ صاحبہ کا نام نامی حضرت سیدہ حسین بی بی ہے بنت سید
مصروف رحمہم اللہ۔

تاریخ ولادت ۱۹ ستمبر ۱۹۰۷ء موافق ۱۳ اسوج سنہ ۱۹۶۴ء بمقام ساہن پال شریف
میری ولادت بروز شنبہ، وقت عصر، ۱۹ شعبان ۱۳۲۵ھ مطابق
اپنے نانا جان کے گھر میں ہوئی۔

تحنیک آن کو ان کے جد محترم حضرت سید حافظ قل احمد پاکذات نوشاہ ثانی نے۔ اور ان کو
ان کے جد بزرگوار حضرت سید حافظ نور اللہ نے گڑھتی دی تھی۔

تقرر اسم جب میری عمر سات روز کی ہوئی تو میرے والد صاحب اور جد امجد نے میرا نام
شریف احمد رکھا۔

ف شریف احمد کے اعداد چھ سو تینتالیس [۶۴۳] ہیں۔ اسماء الہی میں سے اس کے ہم اعداد یہ اسم ہیں :

۱- اللہ فتاح حلیم

۲- متین معطی واجد

۳- متین معطی و ہاب

۴- منتقم احد

قطعاً تاریخ میری تاریخ پیدائش کے قطعے میرے والد صاحب اور واد صاحب نے بنائے جو یہ ہیں :

(۱)

از حضرت سید حافظ محمد شاہ

شرفیت احمد ہوا جس روز پیدا	کہا ہر یک خوشی سے منہ دکھاؤ
کہا میں نے غلام مصطفیٰ کو	مبارک نام لڑکے کا بتاؤ
کہا اُس نے شرفیت احمد مقرر	جو تابع نام پچیسبر بناؤ
کہا تاریخ ہجری سال ہوئے	بآسانی عسر کو جس سے پاؤ
کہا کافی مکر اسم لا کر	شرفیت احمد شرفیت احمد بلاؤ

(۲)

شرفیت احمد مبارک فال جس روز	عنایت سے دیا نشان مطلق
کیا دل میں تفکر سال تاریخ	ہوا ارشاد یہ ہے بخشش حق

(۳)

از اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ نوشاہی

خداوند را حمد صد بار	بہ احمد صلوة فزون بے ریا
زہے طفل ماہر و خدا آفرید	با سلام و اکرام و نعمت مزید
بخدمت محکم فقیر و امیر	مبارک بگفتند خورد و کبیر
شرفیت احمدش نام اکرم نہاد	مساکین را قند و شکر ہاد
بفقر او غربا زر و سیم داد	چو اعیاد و نوروز گشتند شاد

پئے تہنیت التبر با آمدند
 ز صدیق اکبر بود صدق گیر
 ز عثمان حیا و سخاوت وفا
 تحمل بہ طبعش چو حضرت حسین
 مبارک مکرم معظم رشید
 بعلم و عمل باد اخلاص کیش
 بہ بستان نزشاہ عالی قدر
 چو باغ جمال اللہ پر بار شد
 علو ہمتی یا الہیش بخش
 محمد امینش بود مقتدا
 شفیعش بروز جزا مصطفیٰ
 بفقیر و تصوف شود پیش رو
 بتقلید نعمان ثنابت قدم
 بحفظش کتاب اللہ جملہ بود
 ز سال ولادت نداشت لطیف

بشادی دواں آشنا آمدند
 ز فاروق انصاف و علم منیر
 ز حیدر شجاعت توکل رضا
 چو حبشی بود عشق این نور عین
 بخلق حسن ہم زبیر و سعید
 بعقل و ضیا چون خضر بیش بیش
 شدہ طفل بر خوار بس خوب تر
 حیانتش بہ نور اللہ در بار شد
 قلی احمدش دار و شاہیش بخش
 محمد رفیقش بہر دوسرا
 باصحاب و اولاد و سے با وفا
 بحکمت پر نعمان احادیث گو
 بارباب تحقیق گیر و علم
 احادیث و تفسیر ضبطش شود
 شریف احمد است و محمد شریف
 ۶ ۲ ۶ ۲ ۶ ۲
 ۱ ۳ ۲ ۵

(۴)

شکر اللہ شد تولد طفل نیک
 ماہ صورت خوب سیرت چون عمر
 چون بستم سال تولید پس
 کرد نوشاہی دعا با صدق دل

نام پاکش دواں شریف احمد قرار
 بوستان نوشہی را گل شمار
 گفت ہاتف باد باقی اخبار
 خادم و اولاد و شاگردش ہزار

(۵)

بحمد اللہ مبارک بخت فرزند
 باغ نوشہی میمون خوش

عہدہ بر خوار کا محنت

ذکر پیدائش تاریخ گفتم شریف احمد امین از پیر نوشتہ
(۶)

سال پیدائش شریف احمد گفت ہفت زبیت شامی گیر
سال ہجری ست سب نخت جگر عیسوی سال بادخصبر منیر
(۷)

شریف احمد چو شد پیدا مبارک ظہر شش دان ز طیب خوبصورت
۱۳۲۵ھ

مادہ ہائے تاریخ

۱۔ از آیت شریف - سنہ ہجری - أُخِي الْمَوْفَى بِإِذْنِ اللَّهِ ۱۳۲۵ھ

۲۔ " " " ذَكَرْتُ مَبْرُكًا أَنْزَلْنَاهُ ۱۳۲۵ھ

۳۔ " " " سنہ عیسوی إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۱۹۰۷ھ

۴۔ " " " سنہ بکرمی إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِخَيْرٍ مُصَدِّقًا ۱۹۶۴ھ ب

سنہ ہجری بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا وَأَوْحُورًا

۵۔ السيد ابو الظر ۶۔ شاه بوریاض

سنہ عیسوی

۷۔ سید امین الدین شریف احمد شرافت جی

۸۔ پیر سید شریف احمد العلوی عباسی قادری نوشاہی

۹۔ ابو الریاض پیر شریف احمد

۱۰۔ سید ابو ظفر شریف احمد

سنہ بکرمی

۱۱۔ سید ابو الریاض امین الدین شریف احمد ۱۲۔ ابو الظر شریف احمد صاحب

لہ و لہ و لہ ان میں ایک عدد کم ہے۔ شرافت

تربیت میں نے زیادہ تر اپنے جد بزرگوار کے آغوش میں پرورش پائی ہے۔ آپ میرے ساتھ بہت محبت رکھتے تھے۔ سفر و حضر میں اپنے پاس رکھتے۔ اپنے ساتھ کھلاتے پلاتے اور سلاتے۔ مندرجہ ذیل حضرات کی کمال مہربانی اور شفقت میرے حال پر تھی۔

۱۔ میرے والد صاحب۔ اعلیٰ حضرت سید غلام مصطفیٰ دام برکاتہ۔

۲۔ میری والدہ صاحبہ۔ حضرت سیدہ حسین بی بی دامت برکاتہا۔

۳۔ میرے دادا صاحب۔ حضرت سید عافظ محمد شاہ۔

۴۔ میری دادی صاحبہ۔ حضرت سیدہ فاطمہ بی بی۔

۵۔ میرے دادا صاحب کی ہمیشہ صاحبہ۔ حضرت سیدہ محمد بی بی۔

۶۔ میرے نانا صاحب۔ حضرت سید غلام علی شاہ۔

۷۔ میری نانی صاحبہ۔ حضرت سیدہ شمس بی بی۔

۸۔ میرے نانا صاحب کی ہمیشہ صاحبہ۔ حضرت سیدہ عمر بی بی۔

۹۔ میری بڑی خالہ صاحبہ۔ حضرت سیدہ سجادہ بیگم المعروفہ کاکو بی بی۔

۱۰۔ میری چھوٹی خالہ صاحبہ۔ حضرت سیدہ صالحہ بی بی۔

تعلیم جب میری عمر بحساب قمری چار سال چار ماہ چار دن ہوئی تو بروز شنبہ ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ کو حضرت جد بزرگوار نے مجھے سبق شروع کرایا۔ پہلا سبق اپنی ہمیشہ صاحبہ زین المستورات زبدة العصومات حضرت سیدہ محمد بی بی سے پڑھوایا اور شیرینی و نذرانہ بھی انھیں کے پیش نظر کیا۔ بعد ازاں خود اپنے پاس تعلیم دیتے رہے۔ ۱۳۳۲ھ میں بعمر سات سال میں نے قرآن مجید ختم کیا جب میں کوئی پارہ ختم کرتا تو حضور حضرت مائی صاحبہ کو نذرانہ ادا کیا کرتے۔

پھر حضور انور نے علم ادب فارسی کی درسی کتابیں خود مجھے پڑھانا شروع کیں پنڈ نامہ کریم نامہ حق، پنڈ نامہ شیخ عطار، گلستان سعدی، بوستان سعدی، یوسف زلیخا جامی، سکندر نامہ بری نظامی مجھ کو سب پڑھائے۔ اسی اثنا میں اردو کے رسایل فارسی نامہ، واحسد باری، راہ نجات، حقیقۃ الصلوٰۃ، مصدر فیوض، رسائل و نئیات بھی پڑھا دیے۔ آپ میری ذہانت پر خوش ہوا کرتے تھے۔ ایک دو مرتبہ تکرار کرنے سے سبق مجھ کو یاد ہو جایا کرتا تھا۔ زمانہ

تعلیم میں کبھی آپ نے مجھ کو جھڑکا یا مارا نہیں۔ صرف پیار سے علم سینہ میں ڈال دیا۔ جب میری عمر بارہ سال کی ہوئی تو میں ان دنوں آپ سے سکندر نامہ پڑھا کرتا تھا۔ آپ کی طبیعت بعارضہ بنی عیسیٰ ہو گئی۔ میں کتاب لے کر آپ کے سامنے حاضر ہوا کہ سبق پڑھوں۔ آپ نے فرمایا: "ہماری طرف سے آج تم کو ٹھپٹی ہے۔ چنانچہ اس کے تیسرے روز بعد حضور کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے اپنے قبلہ گا ہی اعلیٰ حضرت مدظلہ کی خدمت میں سکندر نامہ ختم کیا۔ اور کتابیں بہار دانش، ثمنوی نیرنگ عشق، انوار سہیلی وغیرہ آپ سے پڑھیں۔ اور کتاب البصیرہ و کتاب النجیہ اور صرف بہانی کے چند سبق بھی حاصل کیے۔"

پھر جناب والد صاحب مدظلہ مجھ کو موضع عادل گڑھ ضلع گوجرانوالہ میں کتابت سیکھنا حضرت مولوی محمد حسین مبارک رقم کے پاس چھوڑ آئے جو اپنے زمانہ کے اعلیٰ خوشنویسوں سے ہیں اور تاحال ۱۳۸۱ھ میں حیاتِ بابرکات ہیں۔ میں نے دو سال ان کی خدمت میں رہ کر فن کتابت نسخ اور نستعلیق سیکھا اور قرآن مجید کی دو منزلوں کا ترجمہ بھی ان سے پڑھا۔ تفسیر حسینی سے مجھے سبق دیا کرتے تھے۔ ان دنوں میرا ذات کا قیام موضع ڈھب میں بنخانہ میاں احمد یار ترکھان ہوا کرتا تھا جو میرے دادا صاحب کے راسخ الاعتقاد مرید تھے۔

جب میری عمر پندرہ سال ہوئی تو حضرت جد اکرم کے عرس کے روز جو ہر بیعتِ طریقت سال شمسی تاریخ پر ہوا کرتا ہے۔ شبِ جمو، وقتِ عشا، ۲۵ صفر ۱۳۴۲ھ ۱۲ کنگ سمنٹ ۱۹۷۸ ب ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو اپنے والد بزرگوار مقبول بارگاہِ خدا میں بیعت مولانا سید غلام مصطفیٰ ادام اللہ فیوضہ و برکاتہ کے ہاتھ پر سلسلہ عالیہ قادریہ نوشاہیہ برخورداریہ میں بیعت کی۔ مجمع کثیر تھا۔ سب لوگ اُس وقت مغلوظ و مسرور ہوئے۔ آپ نے خاندانی وظائف کی اجازتوں سے مجھے سرفراز فرمایا۔

حضرت قبلہ گا ہی نے بروز سہ شنبہ، وقتِ ظہر، ۷ اربزی الحجہ ۱۳۴۲ھ ۱۶ مارچ ۱۹۸۳ء ۲۹ جون ۱۹۲۶ء کو مجھے زبانی طور پر اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا اور ارادت مندوں سے بیعت لینے کی اجازت عطا فرمائی۔ اس کے دو ماہ پچیس روز بعد ۱۲ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ بوقت صبح الہامی طور پر اجازت پا کر مجھ کو تحریری طور پر

خلافت سے نوازش کیا۔ اور اس خلافت دینے کی تاریخ کا مادہ قرآن مجید سے استخراج فرمایا
 "إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً" نیز فقیر سائیں کے لقب سے مفتخر فرمایا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد اپنے
 وقت خاص میں اپنی کمال مہربانی سے مجھ کو "شمس الفقرا" اور "مجدد خاندان نوشاہی" کے
 خطابات سے بھی مشرف فرمایا۔

حضرت قبلہ گا ہی مدظلہ نے چند نظیوں میرے متعلق ایسی
 نظم مشتمل بر مضمون خلافت لکھی ہیں جن کے مضمون سے خلافت کا اظہار ہوتا ہے۔
 بعض یہ ہیں :

(۱)

ماہ در آلیا شریف احمد	نور چشم مرا شریف احمد
زبدہ اصفیا شریف احمد	نور عین شریعت و عرفان
قدوہ اولیا شریف احمد	شاہ ملک طریقت و تحقیق
در جہاں مقدا شریف احمد	پیر اقران خویش روشن رو
نور نوشاہ را شریف احمد	عالم و فاضل و مدقن پاک
واقف رمزا شریف احمد	حافظ علم ظاہر و باطن
حاکم باصفا شریف احمد	بر سریر علوم نوشاہی

(۲)

شریف احمد معظم شیخ اکمل	عجب مرغوب خواستے مکمل
بعلیم فخر عالم شاہ اسعد	معزز ہم مکرم پیر ارشد
شریعت ہم طریقت ماخذ آن	ذ نور پیر نوشہ گنج عرفاں
بدین مصطفیٰ مشاق بے شق	مورخ حافظ و عالم محقق
بخلق اور اوہدیس فوق اللہ	دقیقہ سنج و گنج ذوق اللہ
بعرفان و حقیقت نیک پے اند	ذ قرآن و خبر اقوال سے اند
بمشق پیر نوشہ خوب مستند	مردانت ہدایت یاب ہستند

زنوشاہی دعائیں بیشتر باد
باولاد و مریدانش خدا شاد

(۳)

ناظم و ناثر مورخ با اثر داں شریف احمد مبارک خوبتر
عالم و فاضل معنی تربیت گفت نوشاہی دعائیں با عمر

(۴)

ہست تلمیذ جد شریف احمد اقباس علوم کرد از جد
کرد روشن بفاہر و باطن باد فیضش رواں مدام و ابد

بیعت روحی مجھ کو روحی بیعت کا شرف چار بزرگوں سے حاصل ہوا ہے :

۱۔ شاہباز لاسکان حضرت سخی شاہ سلیمان نوری قادری بھلوالیؒ۔

۲۔ اپنے حقیقی نانا صاحب حضرت سید غلام علی شاہ نوشاہی برخورداری ساہن پالویؒ۔

۳۔ حضرت میاں شیر محمد نقشبندی مجددی شرقپوریؒ

۴۔ حضرت سید مابی حافظ جماعت علی شاہ محدث شیرازی نقشبندی مجددی علی پوریؒ

مجھ کو اکثر مشایخ وقت کی صحبتوں سے استفادہ کرنے کا موقع ملا ہے۔ سب کا
مفیضانِ صحبت تو بیان نہیں ہو سکتا البتہ چند ایک کے نام لکھے جاتے ہیں :

۱۔ حضرت سید پیر کھن شاہ نوشاہی لاہوریؒ مجھ پر بڑے مہربان تھے مجھ کو فرمایا کرتے : یہ
بانکا صاحبزادہ ہوگا۔ ایک بار بچپن میں بیت بختی کرتے وقت آپ نے مجھ کو دعویٰ تو میں حریت مقابل
پر فوراً غالب آگیا۔ وفات کے بعد آپ نے خواب میں مجھے شکر پراوشا کا تبرک عطا فرمایا۔

۲۔ حضرت مولانا سید حافظ محمد شاہ میرے جد بزرگوار مرحوم۔ جو کچھ از قسم علوم مجھ کو حاصل ہوا ہے
وہ سب آپ کی دعائے باصفا کا نتیجہ ہے۔

۳۔ حضرت سیدہ سجادہ بیگم المعروفہ کا کو بی بیؒ۔ یہ میری حقیقی خالہ صاحبہ تھیں۔ آپ سے
مجھے بہت وظایف کی اجازتیں حاصل ہوئیں۔

۴۔ حضرت مولوی حکیم پیر غلام قادر شاہ اثر انصاری قادری نوشاہی برقندازی جالندھریؒ۔

۵ - حضرت خلیفہ حاجی آغا میر احمد صدیقی قادری نوشاہی پشاوریؒ

۶ - حضرت مولانا حکیم عبدالحی ہشتی نظامی ساکن ہرلاں والی ضلع گوجرانوالہ۔

۷ - حضرت خواجہ حضور بخش قریشی اسدی ہشتی نظامی ساکن قریشی والہ ضلع ملتان۔

۸ - حضرت خواجہ سید محمد حسین شاہ ہشتی نظامی اجیری الملقب بہ شیخ صحرائی بہاولپوری مدظلہ

انہوں نے سلسلہ ہشتیہ نظامیہ کی خلافت سے مجھ کو نوازش کیا۔

۹ - حضرت سائیں گوہر سہروردی ساکن جیندھر ضلع گجرات۔

۱۰ - حضرت میاں شیر محمد نقشبندی مجددی شرقپوریؒ

۱۱ - حضرت سید حاجی حافظ جماعت علی شاہ شیرازی نقشبندی مجددی علی پوری

ان سب بزرگوں کی ملاقاتوں کا تذکرہ اور ان سے وظائف حاصل ہونے کا بیان میری

مختلف کتابوں میں پایا جاتا ہے یہاں تحریر کرنے کی گنجائش نہیں۔

مجھ کو بزرگوں کی ملاقات و زیارت کی بہت محبت ہے۔

مشایخ وقت کی زیارتیں بزرگان ذیل کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں۔

۱ - طبقہ نوشاہیہ، برخورداریہ، ہاشمیہ، سلیمانہ، رحمانیہ، سچاریہ، صالحیہ وغیرہ میں

جن بزرگوں کے حالات لکھے گئے ہیں ۱۳۳۰ھ سے لے کر اُس کے بعد آج تک جن بزرگوں کی

وفاتیں ہو چکی ہیں سب کو میں نے دیکھا ہے اور ان کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے۔

۲ - سید اصغر علی شاہ گیلانی قادری نواسہ و سجادہ نشین درگاہ پیر نظام الدین بودیا نوالہ

لاہوریؒ

۳ - مخدوم سید خیرات حسین المعروف پیر شمس الدین شامن گیلانی قادری سجادہ نشین درگاہ

حضرت مخدوم سید محمد غوث الحسنی الجیلانی - اوچ شریعت ضلع بہاول پور۔

۴ - مخدوم سید شوکت حسین گیلانی قادری سجادہ نشین درگاہ سید موسیٰ پاک شہید ملتان شریف۔

۵ - پیر حیدر شاہ بن پیر بنے شاد گیلانی - ساکن جھیوراں والی ضلع گجرات۔

۶ - پیر خادم حسین بن پیر بہادر علی شاہ کرماتی قادری - اولادِ مطیع واؤد کرماتی ساکن شیرگڑھ۔

۷ - پیر عین شاہ خوارزمی قادری نوشاہی ساکن میتر نوالی ضلع سیالکوٹ۔

- ۸ - پیر صالح شاہ مشہدی قادری نوشاہی ساکن کوٹ رسولپوریاں ضلع گوجرانوالہ۔
- ۹ - میاں محمد فاضل قادری نوشاہی ساکن سمنڈپور ضلع سیالکوٹ۔
- ۱۰ - سائیں فرزند علی قادری نوشاہی ساکن فتح پوری ضلع شیخوپورہ۔
- ۱۱ - سائیں فتح محمد قادری نوشاہی ساکن لالہ موسیٰ ضلع گجرات۔
- ۱۲ - سائیں غلام رسول قادری نوشاہی برقدازی ساکن بڑکی ضلع راولپنڈی۔
- ۱۳ - دیوان محمد یوسف چشتی سجادہ نشین درگاہ حضرت بابا فرید الدین گنجشکر پاک پٹن ضلع ساہیوال۔
- ۱۴ - میاں علی محمد چشتی نظامی ساکن بستی شریف، حال وارد پاک پٹن۔
- ۱۵ - پیر محمد موسیٰ چشتی نظامی سجادہ نشین درگاہ خواجہ سلیمان چشتی تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان۔
- ۱۶ - پیر فضل شاہ چشتی نظامی غیرہ و سجادہ نشین درگاہ پیر حیدر شاہ چشتی ساکن جلالپور کیکناں۔
ضلع جہلم۔
- ۱۷ - پیر نواز شمس علی شاہ چشتی صابری ساکن گڑھی شاہو۔ لاہور۔
- ۱۸ - مولوی خدابخش چشتی صابری ساکن ایمن آباد۔ ضلع گوجرانوالہ۔
- ۱۹ - میاں حاتم علی ڈوگر سہروردی اولاد حضرت حاجی دیوان صاحب خانقاہ ڈوگراں۔
ضلع شیخوپورہ۔
- ۲۰ - پیر سید احمد نقشبندی مجددی ساکن چورہ ضلع کیمبلپور۔
- ۲۱ - پیر محمد حسین سجادہ نشین درگاہ پیر عزیز شاہ نقشبندی آلومہار۔ ضلع سیالکوٹ۔
- ۲۲ - پیر مقبول الرسول نقشبندی مجددی سجادہ نشین درگاہ مولوی غلام نبی صاحب لہ۔
ضلع جہلم۔
- ۲۳ - عظیم سائیں محمد احسن نقشبندی مجددی ساکن سنگرانہ ضلع گجرات۔
- ۲۴ - سائیں رمضان المعروف بنی فقیر مجذوب ساکن اوچ متبرکہ ضلع بہاولپور۔
- ۲۵ - سائیں کرم الہی مجذوب قادری عرف کائواں والد ساکن گجرات۔
- ۲۶ - سائیں عہاں مجذوب ساکن وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ۔
- ۲۷ - سائیں گورانڈہ مجذوب قادری نوشاہی ساکن ٹھٹہ عالیہ ضلع گجرات۔

۲۸۔ مائی اللہ رکھی مجذوبہ۔ ساکن سپرور۔ ضلع سیالکوٹ۔

۲۹۔ مائی فضلان مجذوبہ۔ ساکن گجرات۔

۳۰۔ مائی سوماں مجذوبہ۔ ساکن جلکے چٹھ۔ ضلع گوجرانوالہ۔

حضرت والد بزرگوار مدظلہ کی دعائے باصفا سے مجھ کو

خواب میں بزرگوں کی زیارتیں

عالم خواب میں بعض بزرگان دین کی زیارت کا شرف

حاصل ہوا ہے۔ بطور تحدیث بانعام اللہ ان کے نام درج کیے جاتے ہیں :

۱۸۔ حضرت مخدوم سید محمد غوث گیلانی قادری اچھی

۱۹۔ حضرت مخدوم سید مبارک حقانی قادری اچھی

۲۰۔ حضرت مخدوم سید عابد گنج بخش کلاں اچھی

۲۱۔ حضرت سخی شاہ سلیمان نوری قادری بھلوالی

۲۲۔ حضرت نوشہ گنج بخش قادری۔ متعدد مرتبہ

۲۳۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی

۲۴۔ حضرت جتی شاہ رحمان بخاری جلالی

۲۵۔ حضرت شیخ صدر الدین نوشاہی۔ رکھ چٹھ

۲۶۔ حضرت شیخ عبدالرحمن پاک پھڑیوالہ

۲۷۔ حضرت شیخ پیر محمد سچیار نوشہروی

۲۸۔ حضرت مرزا احمد بیگ لاہوری صاحب رسالہ

۲۹۔ حضرت سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان بخیر

۳۰۔ حضرت شیخ برخوردار ہرل۔ نوشاہی

۳۱۔ حضرت سید حافظ محمد حیات ربانی نوشاہی

۳۲۔ حضرت سید نور احمد بن سید خدابخش برخوردار

۳۳۔ حضرت سید احمد بخش بن سید اللہ دتہ برخوردار

۳۴۔ حضرت پیر محمد علی شاہ کرانی قادری شیرگرمی

۱۔ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام

۲۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

۳۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ متعدد مرتبہ

۴۔ حضرت امام ابو الحسن علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

۵۔ حضرت امام حسن مجتبیٰ

۶۔ حضرت امام حسین شہید کربلا

۷۔ حضرت امام علی زین العابدین

۸۔ حضرت امام محمد باقر

۹۔ حضرت امام جعفر صادق

۱۰۔ حضرت امام موسیٰ کاظم

۱۱۔ حضرت امام علی رضا

۱۲۔ حضرت امام محمد تقی

۱۳۔ حضرت امام علی نقی

۱۴۔ حضرت امام حسن عسکری

۱۵۔ حضرت امام محمد مہدی

۱۶۔ جمیع شہدائے کربلا رضوان اللہ علیہم

۱۷۔ حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی

- ۲۵۔ حضرت پرچہ شاہ بخاری حشری نظامی جلالپوریؒ ۳۸۔ حضرت سید فاضل شاہ بخاریؒ
 ۲۶۔ حضرت چانن امام المعروف پیر جانی شاہ گیلانی لاہوریؒ ۲۹۔ حضرت سید عارف محمد شاہ بخاریؒ میرے دادا صاحب
 ۳۰۔ حضرت سید غلام علی شاہ بخاریؒ میرے نانا صاحب ۴۰۔ حضرت میاں غلام مصطفیٰ بن سلطان مست نوشہرویؒ

فیضانِ رُوحی

اکثر بزرگوں نے خواب میں مجھ کو اپنے اور ادیا فیضان سے نوازش کیا ہے ان میں سے بعض کے حالات میری تالیفوں میں موقدہ موقدہ تحریر ہیں یہاں گنجائش نہیں۔ چند واقعات لکھے جاتے ہیں۔

شب چہار شنبہ - ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ کو بمقام مگھو پنڈی رسالہ صاحب کا ارشاد متصل چالیس ضلع گجرات بنانہ بڈھا کنگو۔ اُدھی رات کے وقت خواب میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ کا لباس سفید ہے، مشرق کی طرف منہ کر کے بیٹھے ہیں۔ میں سلام کر کے آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ چادر مبارک اوڑھ کر وہیں دراز ہو گئے ہیں۔ سر مغرب کو اور پاؤں مشرق کی طرف ہیں۔ میں آپ کے پاؤں دبانے لگا۔ اور آپ کے بائیں قدم پر بوسہ دیا۔ پھر آپ کے پاؤں مبارک کی کف مبارک کو اپنی زبان سے چلٹنے لگا۔ حضور اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اُس وقت کچھ لوگ اُس پاس اپنے کاروبار میں مصروف نظر آتے ہیں۔ میں نے چاہا کہ ان لوگوں کو حضور کی تشریف آوری سے آگاہ کروں۔ آپ نے فرمایا ان کو کیوں بتلاتے ہو! میں نے عرض کیا: یا قبلہ! یہ لوگ بے خبر ہیں۔ یہ نہیں سمجھتے کہ حضور کی زیارت کا شرف تمام نیکیوں سے بڑھ کر ہے۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ حضور کی زیارت سے ہی درجہ صحابیت سے مشرف ہوئے تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خوش ہو کر مجھ کو فرمایا: تو بھی اصحابوں کے پیچھے اُن کے ساتھ ہوگا۔ پھر میں بیدار ہوا۔

سید محمد غوث کا تبرک جن ایام میں میں اوچ متبرکہ میں چڈنشین رہا تھا تو ایک رات خواب میں حضرت مخدوم سید محمد غوث گیلانی اوچیؒ کا دیدار ہوا، تو آپ نے مجھ کو روٹی کھلائی۔ جب بیدار ہوا تو طبیعت بالکل سیر تھی۔

فت : ایک شخص کو خواب میں خواجہ بزرگ نے چھ روٹیاں عطا کیں۔ حضرت بابا فرید نے تعبیر کی کہ
تھیں کبھی تنگی نہوگی اور آسودہ حال رہو گے۔

سخی بادشاہ کا تبرک
ایک مرتبہ میں حضرت سخی بادشاہ شیخ سلیمان نوری کے روضہ اطہر
میں مراقبہ کر رہا تھا کہ حضرت سخی پیر کا دیدار ہوا۔ آپ نے مجھے
فرمایا: "نئے روٹی تے بوٹی۔"

پیر مکھن شاہ کا تبرک
ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ اس بھڑی شہداء رحمان متفقہ
حضرت سید پیر مکھن شاہ لاہوری چوتڑہ درگاہ رحمانیہ پر مغرب کی طرف
بیٹھے ہیں۔ میں نے آپ کو سلام کیا۔ آپ نے مجھ کو ایک پراوٹھا عطا فرمایا۔

سید غلام علی کا ارشاد
ایک مرتبہ خواب میں مجھ کو اپنے نانا صاحب حضرت سید غلام علی
شاہ کا دیدار ہوا۔ آپ نے مجھ کو فرمایا: سوا سپارہ قرآن مجید
اور چار مرتبہ درود اکبر پڑھا کرو۔

پھر ایک مرتبہ آپ خواب میں ملے تو فرمایا: روزانہ دو مرتبہ سورہ شَمَّ يَتَسَاءَ كُونُ
پڑھا کرو۔ تم کو دو روپے رہ زانہ بل جایا کریں گے۔

فت : شیخ محمد داؤد گنگوہی کو حضرت غوث الاعظم نے خواب میں گیارہ روپے اور ایک اشرفی
عنایت کی۔ اس روز سے ان کو کشائش ہو گئی۔

سید محمد شاہ کا ارشاد
اشناٹے چلے آئینی اوج متبرکہ ایک رات خواب میں مجھ کو
اپنے جد بزرگوار حضرت سید حافظ محمد شاہ کی زیارت ہوئی۔
آپ نے مجھ کو فرمایا: پڑھا کر سید کو نین۔ چنانچہ میں اس کو بطور درود شریف الفاظ ذیل
سے پڑھا کرتا ہوں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْكَوْنِيْنَ۔

پیر مہر علی شاہ کا فیض
ایک مرتبہ خواب میں مجھ کو حضرت خواجہ سید پیر مہر علی شاہ
چشتی نظامی ساکن گواڑہ شریف کی زیارت ہوئی۔ آپ نے

لے تذکرہ اولیائے ہند، ج ۱، ص ۱۲ لے تذکرہ اولیائے ہند، ج ۲، ص ۱۰۲ شرافت

مجھ کو چارپائی پر اپنے پاس بٹھایا اور فرمایا: یہ وظیفہ پڑھا کرو یا معزیٰ یا رحمن یا رحیم۔ چنانچہ اُس روز سے میں یہ وظیفہ پڑھا کرتا ہوں۔

ایک مرتبہ خواب میں مجھ کو حضرت میاں شیر محمد نقشبندی مجددی شرقپوریؒ میاں شیر محمد کا فیض کا دیدار ہوا۔ آپ نے مجھ کو بیعت فرمایا اور حکم دیا: سورہ یس پڑھا کرو۔

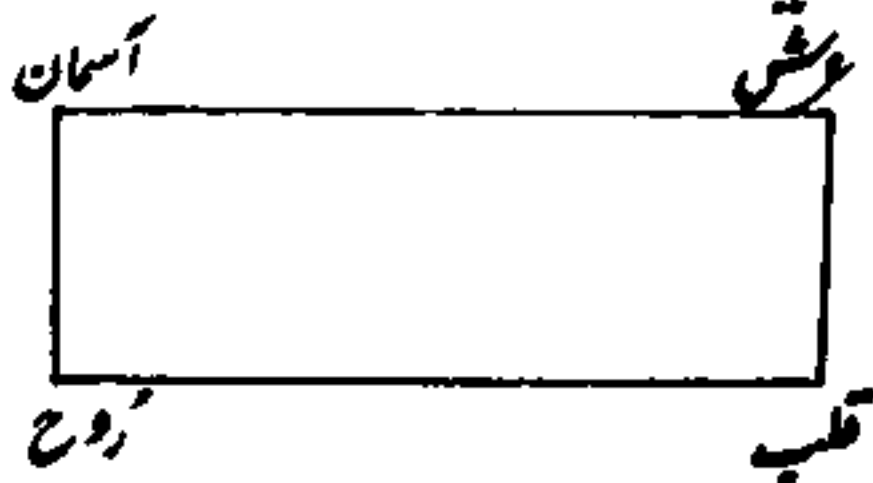
پھر ایک مرتبہ زیارت ہوئی تو آپ نے فرمایا: ”درد شریف تین ہزار مرتبہ پڑھا کرو۔“ ایک مرتبہ خواب میں مجھ کو حضرت سید پیرجماعت علی شاہ پیرجماعت علی شاہ کا فیض نقشبندی مجددی علی پوری کی زیارت ہوئی۔ آپ نے مجھ کو بیعت کیا اور فرمایا یہ وظیفہ پڑھا کرو:

۱۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔
۲۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ۔

۳۔ ”وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِنْ نَذْرٍ اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُهَا وَمَا لِلظَّالِمِیْنَ مِنْ اَنْصَابٍ۔“

پھر ایک مرتبہ آپ کی زیارت ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ نماز شام کے بعد ایک سو مرتبہ یا حی یا قیوم پڑھا کرو اور ہر چاند کے آخری عشرہ میں ایک روزہ رکھا کرو۔ تمہارے واسطے یہ کافی ہے۔

ایک مرتبہ مجھ کو خواب میں حضرت مولوی عبدالحق چشتی نظامیؒ مولوی عبدالحق کا فیض ساکن ہر لافوالی کی زیارت ہوئی تو آپ نے فرمایا ذکر اللہ چار ضربی کیا کرو۔ پہلی ضرب عرش پر، دوسری آسمان پر، تیسری روح پر، چوتھی قلب پر۔ اور یہ نقشہ بنا کر دکھایا:



جد بزرگوار کی نوازشات

میرے جد بزرگوار حضرت مولانا سید حافظ محمد شاہؒ میرے حال پر بہت مہربان تھے۔ بچپن میں مجھ کو آپ نے یہ وظیفہ تلقین فرمایا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ نِعْمَ الْمَوْلَى وَنِعْمَ النَّصِيرُ۔ نیز درود شریف مستغاث پڑھنے کی بھی اجازت فرمائی۔

آپ جب کبھی سفر میں تشریف لے جاتے اور میں گھر ہوتا تو آپ اپنے مکتوبوں میں مجھے نصیحتیں لکھ کر بیٹھے اور لکھنے پڑھنے کی تاکید فرمایا کرتے۔ مکتوبات محمد شاہی میں سے آپ کے اصناف درج کیے جاتے ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے خواب شریف احمد نخت جگر کی سچی کرے۔ آمین

۲۔ نخت جگر شریف احمد کو پیار۔ اور لکھنے پڑھنے کی وصیت۔ اور والد کی تابعداری کی تاکید۔ اور نماز کی پابندی۔

۳۔ جگر پارہ شریف احمد لکھنے پڑھنے کی کوشش کرے۔

۴۔ جگر پارہ عزیز شریف احمد را دست شفقت بر سر مالند۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ و علم نوالہ نسل شریف ایں شریف تاقیامت باقی سازاد و در دنیا و عقبی سرخ و وعزیز داراد۔ و از آفات و بلیات دایرین مصنون و محفوظ داراد۔ آمین ثم آمین

۵۔ عزیز شریف احمد را سر بسوزند کہ بوقت روانگی نالیدہ بخانہ رفت و تمام روز مرا مغوم و مہوم ساخت۔ شاید ذات پاک گریہ اورا بخندہ بدل نموده سواری خواہد داد۔ و او را سایت فی المنام یمشی علی الارض برجلین۔

۶۔ جگر شکنان شریف احمد و بشیر احمد تم کہ اللہ تعالیٰ عمر خضر اور علم خضر اور ہدایت خضر نصیب کناد۔

۷۔ شریف احمد سبق کا ناغہ نہ کرے۔

۱۔ مکتوب ۱۴۸ ۲۔ مکتوب ۱۴۶ ۳۔ مکتوب ۱۴۷ ۴۔ مکتوب ۶۱ ۵۔ مکتوب ۶۲ ۶۔ مکتوب ۸۲

۷۔ مکتوب ۹۳ شرافت

- ۸۔ شریف احمد اگر تندرست ہو تو کھنا پڑھنا شروع رکھے۔
 ۹۔ عزیز شریف دراز کرے اذھیاتی تمہاری ساتھ تندرستی کے۔
 ۱۰۔ شریف احمد کھنا پڑھنا ضرور شروع رکھے۔ تمام روز کھیلتا ہی نہ رہے۔
 ۱۱۔ اگر تم گھر رہے تو سبق اور کھانی مت چھوڑیں محبت سے سبق پڑھنا اور کھنا۔
 ۱۲۔ اگر تم کو صحت ہے تو ہمراہ ماہلا درویش آجاؤ۔ سیپارہ اور تختی اور کتاب ساتھ لے آؤ۔
 ۱۳۔ شریف احمد تم بھی پڑھا کرو اور گھر کے تمام آدمیوں کو یاد الہی کی وصیت کرو کہ دنیا خواب کی طرح ایک خیال ہے۔
 ۱۴۔ شریف احمد کے ناکہ داؤک بار آشنا سب کو دعا اور سلام۔

معمولات و عملیات

مجھ کو جو کچھ از قسم اوراد و وظائف اور عملیات بزرگوں سے حاصل ہوا ہے وہ میری کتاب عملیات شرافت میں درج ہے جو دو حصوں پر مشتمل ہے۔ ناظرین وہاں سے ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

تصنیفات

ابتداءً شعور سے مجھے کتابوں کے مطالعہ اور تصنیف و تالیف کا شوق رہا ہے۔ چنانچہ آج تک مندرجہ ذیل کتابیں تالیف ہو چکی ہیں۔ ان کے ناموں کی فہرست دی جاتی ہے، برتیب حروف تہجی۔

نام کتاب	زبان	علم	تاریخ تکمیل	کیفیت
۱۔ اذکار الابرار و حالات پر محمد سیپارہ	اردو	تاریخ	موم ۱۳۵۷ھ	یہ کتاب میاں نواب علی نوشہروی نے اپنے نام پر شایع کی۔

۸۔ مکتوب ۱۰۶ ۹۔ مکتوب ۱۰۶ ۱۰۔ مکتوب ۸۹ ۱۱۔ مکتوب ۱۰۵ ۱۲۔ مکتوب ۱۰۵

۱۳۔ مکتوب ۸۵ ۱۴۔ مکتوب ۶۷ شرافت

۲	اذکار الصالحین	اردو	تاریخ	ربیع الاول ۱۳۵۲ھ	تالیف کر کے مولوی محمد حیات شرف پوری کے نام کر دی۔
۳	اذکار نوشاہیہ	"	"	۴ محرم ۱۳۵۳ھ	اپنے آبا و اجداد کے حالات ہیں۔
۴	ارشاد الابرار و حالات شاہ برخوردار	"	"	محرم ۱۳۴۹ھ	یہ کتاب سجادہ نشین کا پہلا حصہ ہے۔
۵	ارمغان امینیہ	فارسی	مناسبات	۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۶۱ھ	سید محمد امین مختار کے مدحیات ہیں۔
۶	استبہا فی القاب النوشاہ	"	"	۱۳۶۰ھ	اس میں تین ہزار القاب ہیں۔
۷	اشارات محبت (المراسلۃ العظیم)	اردو	ادب	جمادی الاخریٰ ۱۳۷۱ھ	میرے اور سلیم لاہوری کے خطوط ہیں۔
۸	اعداد و التاریخ	"	تاریخ		زیر تالیف ہے۔
۹	انوار السیادت فی آثار السعادت	"	تحقیق	۱۳ رجب ۱۳۷۵ھ	مسئلہ سیادت میں ہے
۱۰	انوار الصالحین	"	تاریخ	۱۳۵۲ھ	تالیف کر کے پیر معصوم شاہ کے نام کر دی۔
۱۱	انوار نوشاہیہ	"	"	۴ رجب ۱۳۷۱ھ	حضرت نوشہ صاحب کی سوانح عمری ہے۔
۱۲	برکات المحبوب فی زیارة السالک المحبوب	"	تصوف	۴ صفر ۱۳۶۹ھ	پیر جماعت علی شاہ کی ملاقات کا ذکر ہے۔
۱۳	بستان الاوراد	"	وغنائف	ربیع الاخر ۱۳۶۶ھ	سید قلی احمد کے وظایف کو مرتب کیا ہے
۱۴	بیان الاسفار (سیر سیاحت)	فارسی	سفر نامہ	۳۰ ربیع الاخر ۱۳۵۹ھ	
۱۵	تاریخ الاقطاب	اردو	تاریخ	۲۶ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ	یہ شریف التواریخ کی پہلی جلد ہے
۱۶	تاریخ عباسی	"	"	۲۵ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ	حضرات سادہ علوی عباسی کا تذکرہ ہے
۱۷	تجلیات محبت (مقالات النورانی)	"	ادب	۸ رجب ۱۳۷۰ھ	میرے اور سرور کیانی کے خطوط ہیں۔
۱۸	تحفہ المحبین فی جواز سماع العاشقین	"	تحقیق	ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ	اس میں سماع کی اہمیت ثابت کی ہے
۱۹	تحفہ محبوب	"	علییات	۱۳۷۱ھ	
۲۰	تحقیق الاخبار من حیات السیاح	"	تاریخ	شعبان ۱۳۵۰ھ	رسالہ حیات سیاح کی تصحیح کی ہے۔
۲۱	تذکرۃ الخدوات	"	"		نوشاہی مستورات کے حالات میں
۲۲	تذکرۃ النوشاہیہ	"	"		زیر تالیف ہے۔
					یہ شریف التواریخ کی تیسری جلد ہے
					زیر تالیف ہے۔

۲۳	تذکرہ محمد شاہی	اردو	تاریخ	سوانح سید محمد شاہ۔ زیر تالیف ہے
۲۴	ترویج القلوب	"	تصوف و ادب	سید محمد حیات کا مسودہ ، زیر ترتیب ہے۔
۲۵	ثبات الایقان فی سفر الملتان	"	سفر نامہ	۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۲۴۱ھ
۲۶	ثمرات الافکار	"	تصوف و ادب	۱۱ صفر ۱۳۴۸ھ
۲۷	جذباتِ محبت	"	ادب	۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۶ھ
۲۸	جواز السجود التیمید من حضرت المجدویہ	"	مناظرہ	شوال ۱۳۵۶ھ
۲۹	جوامع الاسرار	فارسی	تصوف	۲۱ ربیع الاول ۱۲۴۳ھ
۳۰	جواہر مکنون	اردو	"	ارشادات نوشہ۔ پیر معصوم شاہ نے سرقہ کر کے اپنے نام سے شایع کر دیے۔ ہدایہ اللہ
۳۱	جواہر نوشاہیہ	"	تاریخ	۱۲۵۲ھ
۳۲	حقایق الآثار	"	تصوف	۱۵ جمادی الآخریٰ ۱۳۴۳ھ
۳۳	حقایق نوریہ	فارسی	"	سید نور اللہ کا مسودہ۔ زیر ترتیب ہے۔
۳۴	حدائق الانوار فی زیارة السادات الابرار	اردو	سفر نامہ	۲۰ محرم ۱۳۵۲ھ
۳۵	حدیقۃ الانساب	"	انساب	۱۷ محرم ۱۳۵۲ھ
۳۶	حیات ربانی	"	تاریخ	۲۴ شوال ۱۳۴۸ھ
۳۷	خزانہ الاسرار	"	تصوف	۲۵ ذی الحجہ ۱۲۷۵ھ
۳۸	خزینۃ النور (تاریخی نام)	"	تاریخ	۲۵ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ

۳۹	خصائص العقاید فی فضائل النبیؐ	اردو	قبلا ۱۲۸ محرم ۱۳۶۵ھ	خاندان قادری نوشاہی کے فضائل میں ہے۔
۴۰	خلافتِ اکبریہ (تاریخی نام)	منظرہ	۱۳۴۹ھ	یہ کتاب سجادہ نشین کا دوسرا حصہ ہے
۴۱	الخلافت فی رد النبیات	"	۱۳۴۹/۱۹۳۰ھ	یہ کتاب سجادہ نشین کا تیسرا حصہ ہے
۴۲	خلیفہ اعظم (مقامات برخوردار)	تاریخ	۲۰ شوال ۱۳۶۸ھ	سید محمد برخوردار کی سوانح عمری ہے
۴۳	در الیقین فی فضائل البیہم الرحمن الرحیم	عربی	۲۴ رجب ۱۳۵۶ھ	بسم اللہ شریف کے فضائل میں ہے
۴۴	دربائے لطافت (فہرست تصانیف شرافت)	اردو	۱۴ ذیقعد ۱۳۶۹ھ	یہ کتابوں کی فہرست ہے۔
۴۵	ذخائر الجواہر فی بصائر الزواہر (ارشاداتِ نوشاہیہ)	اردو	۲۶ رجب ۱۳۶۱ھ	حضرت نوشہ صاحب کے پانسویس ارشادات جمع کیے ہیں
۴۶	ذخیرہ علیات	"	۲۵ شعبان ۱۳۶۹ھ	اس میں علیاتِ سفلی ہیں
۴۷	رموز الطب	"	۲۹ رمضان ۱۳۶۸ھ	اس میں مجرب نسخبات ہیں
۴۸	رموز عشق	پنجابی	۱۲ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ	سخی امام شاہ کی سی حرفیوں کو مرتب کیا ہے۔
۴۹	روزنامہ محمد شرافت	اردو	سفر نامہ ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۶۳ھ	
۵۰	روزنامہ محمد شاہی	"	تاریخ	سید محمد شاہ کی تحریروں کو مرتب کیا ہے
۵۱	الروض الجنان فی احادیث بیہ عربی الانس والجان	عربی	۲۴ شعبان ۱۳۶۹ھ	
۵۲	روضۃ الزکیہ فی حقایق العلیہ	اردو	۱۲ محرم ۱۳۶۸ھ	سید الہی بخش کی تقریرات کو مرتب کیا ہے۔
۵۳	زاد العاطین	"	۱۳ شعبان ۱۳۵۶ھ	یہ علیاتِ شرافت کا پہلا حصہ ہے
۵۴	زبدۃ السلاسل	فارسی	۱۴ شعبان ۱۳۶۸ھ	مصریہ کرام کے سلسلوں کا شجرہ ہے

۵۵	زینت الاوراق در سفر نامہ عراق	اردو	سفر نامہ ۱۱، حجاج الاولیٰ ۱۳۶۱ھ	میاں نواب علی نوشہروی کا سفر نامہ	مبتب کیا ہے۔
۵۶	سجادہ نشین	"	منابرہ ۱۳۴۹ھ	سید محمد بخوردار کی سجادگی کے متعلق ہے۔	
۵۷	سیادت علویہ	"	تحقیق ۲۲، حجاج الاخر ۱۳۷۹ھ	علویوں کی سیادت کے اثبات میں ہے	زیر تالیف ہے
۵۸	سیرت نوشہری گنج بخش (مذکورہ شاہ علیہ)	فارسی	تاریخ		
۵۹	شاہد نامہ منظوم	فارسی ادب	۱۳۷۳ھ	حرف پنج "مک" ہے۔ نامکمل ہے۔	
۶۰	شریف التواریخ	اردو	تاریخ	پہلی، دوسری جلد مکمل، تیسری زیر تکمیل ہے	
۶۱	شمس الانوار منظوم	فارسی	تصوف ۶، ربیع الاخر ۱۳۷۳ھ	گنج الاسرار کا فارسی ترجمہ ہے	
۶۲	صاح التواریخ (تاریخ سلیمان)	اردو	تاریخ ۱۵، ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ	بادشاہوں کے سنہین جلوس اور وفات ہیں۔	
۶۳	صحیفہ مسائل (شاہدیات)	"	فقہ ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ	متفرق مسائل بطور سوال و جواب ہیں	
۶۴	صحیفہ نور	"	تاریخ ۱۰، ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ	سید نور احمد کی سوانح عمری ہے	
۶۵	غریب التعلین	"	منابرہ ۱۵، حجاج الاولیٰ ۱۳۶۰ھ	ایک مخالفت کی تردید میں ہے	
۶۶	ضیاء العارفین (مجالس نوشاہی)	"	تصوف ۳، محرم ۱۳۶۹ھ	غلام مصطفیٰ کی مجلسیں جمع کی ہیں۔	
۶۷	ضیافۃ اوبرارین اشعار اوتیار (مذکورہ شعرائے نوشاہیہ)	ادب		نوشاہی شاعروں کا تذکرہ،	زیر تالیف ہے۔
۶۸	طبقات النوشاہیہ	"	تاریخ ۲۰، حجاج الاخر ۱۳۸۱ھ	یہ شریف التواریخ کی دوسری جلد ہے۔	
۶۹	طراز الاولیا	عربی	تاریخ ۲۱، صفر ۱۳۷۴ھ	مشایخ قادریہ نوشاہیہ کے سادات ہیں	
۷۰	طریق الصالحین	اردو	عملیات ۲۴، شہادت ۱۳۷۹ھ	علیات شرافت کا دوسرا حصہ ہے	
۷۱	ظفر حفیہ بر فرقہ مرزائیہ	"	منابرہ ربیع الاول ۱۳۶۱ھ	مولوی تاج محمد کا مناظرہ تحریر کیا ہے	

۷۲	ظہور الانوار فی زیارة النبی المختار	اردو	علیہ	۱۱ ربیع الآخر ۱۳۶۲ھ	حضور علیہ السلام کی زیارت کے عمل ہیں
۷۳	عروة الوثقی فی آثار المصطفیٰ	"	تاریخ	"	سید غلام مصطفیٰ کی سوانح عمری زیر تالیف ہے
۷۴	علوم العترة	"	تفسیر	"	زیر تالیف ہے
۷۵	علییات شرافت	"	علییات	"	دو حصوں پر مشتمل ہے
۷۶	غرائب الاقوال و تاریخ ساہنپال	"	تاریخ	"	زیر تالیف ہے
۷۷	فردغ الحسن	"	"	۲۷ صفر ۱۳۵۸ھ	انجمن نوشاہیہ کے انعقاد کا واقعہ ہے
۷۸	فیض القادیہ فی سلسلہ النوشاہیہ	"	تصوف	ربیع الاول ۱۳۶۱ھ	ساکوں کے واسطے ضروری اشغال ہیں
۷۹	فیض چشتیہ	فارسی	"	۱۳ رذی الحجہ ۱۳۵۷ھ	پیر فضل شاہ کی ملاقات کا ذکر ہے
۸۰	قادیہ دعائیں	اردو	نص و وظا	۱۴ رجب ۱۳۶۴ھ	بعض دعائیں لکھی ہیں
۸۱	قطاس القادیہ بموازہ قرطاس النقطبندیہ	فارسی	تصوف	۲۱ صفر ۱۳۶۰ھ	قادیوں کی فضیلت نقشبندیوں کے
۸۲	کتاب الفوائد	"	مخلاق	۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۸ھ	سید محمد شاہ کی تحریر است کو مرتب کیا ہے
۸۳	کشف الحقایق	اردو	مناظرہ	۱۵ محرم ۱۳۸۰ھ	پیر معصوم شاہ کے رسالہ تذکرہ کا جواب ہے
۸۴	کلمات طیبات (مفہوم نیشاہیہ)	فارسی	تصوف	۱۱ ربیع الآخر ۱۳۷۷ھ	حضرت نوشہ صاحب کے ہزار کلمات مرتب کیے ہیں
۸۵	کلمات قدسیہ (فیض نقشبندیہ)	اردو	تصوف	۱۰ محرم ۱۳۴۶ھ	میاں شیر محمد شرقپوری کی ملاقات کا ذکر ہے۔
۸۶	کلید بخشش	"	تاریخ	۱۶ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ	سید الی بخش کی سوانح عمری ہے
۸۷	کنز المعرفت (مفہومات نوشاہیہ)	"	تصوف	۱۳۲۹ھ تا ۱۳۸۸ھ	چند جلدوں میں ہے

۸۸	گنج الاسرار	ہندی تصوف	۲۴ صفر ۱۲۶۳ھ	حضرت نوشہ صاحب کے اشعار کو مرتب کیا ہے
۸۹	گوہر آبدار	اردو	۱۲۶۸ھ	سائیں گوہر کی ملاقات کا ذکر ہے
۹۰	لطائف الاشارات	"	۵ صفر ۱۲۶۴ھ	حضرت نوشہ پیر کے چالیس ارشاد مرتب کیے ہیں۔
۹۱	لطائف علیہ	ادب	۱۲۶۳ھ	لطیفہ گوئی۔ ظرافت کے متعلق ہے
۹۲	لطائف گل شاہی	فارسی اخلاق	۱۲۶۸ھ	سید گل محمد کی تحریرات کو مرتب کیا ہے
۹۳	لمعاتِ محبت (کتاب المسطور)	اردو ادب	۱۲۸۵ھ	میرے اور طور قریشی کے خطوط ہیں
۹۴	لمعاتِ محبت (مکاتیب الاطرا)	"	۹ جماد الاخر ۱۲۶۱ھ	میرے اور اختر کے خطوط ہیں
۹۵	آثار الجہال	تاریخ	۲۴ شوال ۱۲۶۸ھ	سید جمال اللہ کی سوانح عمری ہے
۹۶	مرآة الامین	"	۲۵ جماد الاخر ۱۲۸۰ھ	سید محمد امین کی سوانح عمری ہے
۹۷	مرآة الحق	مناظرہ	۱۲۵۱ھ	قاضی نور محمد قطوی کا مناظرہ ہے
۹۸	مکتوبات شرافت	ادب		زیر ترتیب ہے
۹۹	النظائر والاشباه فی مناقب اولاد النوشاہ	فارسی مناقب	۲۳ جماد الاخر ۱۲۵۵ھ	اولاد حضرت نوشہ صاحب کے فضائل میں ہے۔
۱۰۰	نوشاہ زمان	اردو تاریخ	۲۸ ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ	سید قتل احمد پاکذات کی سوانح عمری ہے
۱۰۱	وعظ نوشاہی	"	۱۲ محرم ۱۳۵۹ھ	سید غلام مصطفیٰ کا وعظ ہے
۱۰۲	وسایط العلوم	فارسی اخلاق	۱۲ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ	سید قتل احمد کی تحریریں۔ زیر ترتیب ہے
۱۰۳	ہدایۃ الساکین (موت نوشاہی)	اردو تصوف	ربیع الاخر ۱۲۶۵ھ	سید غلام مصطفیٰ کا طریقہ عبادات ہے
۱۰۴	ہدیۃ لاجبہ در سفرنامہ خوشاب	"	۲ ربیع الاخر ۱۳۵۰ھ	جلال خوشاب کی زیارت کا ذکر ہے
۱۰۵	یادگار محبوب	ادب	۸ جماد الاخر ۱۳۵۵ھ	میرے خطوط شاہد رضا کے نام ہیں
۱۰۶	البراقیت والمرجان فی مناقب الشیخ عبدالرحمن	فارسی مناقب	۱۳ جماد الاخر ۱۳۵۵ھ	حضرت پاک صاحب کے فضائل میں ہے

ان کے علاوہ بھی کئی قیری تصنیفات ہیں جو بوجہ یاد نہ آنے کے اس فہرست میں درج نہیں ہو سکیں۔ مثلاً تذکرہ میرنواب صاحبہ اور جذباتِ عشق وغیرہ۔ بلکہ اور بھی کئی مسودات متفرق ہیں جو مضامین مختلفہ پر مشتمل ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کی تکمیل کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین

مکتوبات

میرے مکاتیب تو ہزاروں کی تعداد میں ہوں گے جو اپنے والد ماجد، اور برادران، اور اولاد، اور یارانِ طریقت اور احباب کی طرف لکھے جا چکے ہیں۔ ان کے پاس موجود ہوں گے۔ یہاں دو مکتوب بطور یادداشت درج کرتا ہوں۔

یہ اپنے ایک دوست کی طرف لکھا ہے جو مشرب
مکتوب اول بطرف یارِ مخلص وحدت الوجود رکھتے ہیں۔

” اللہ ورسولہ“

محبت پناہ شفقت دستگاہ برادر گرامی قدر دام الطافہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نامہ رسید و قاصد و دیگر خبر رسید
در حیرت م کہ جاں بگدا می کنم نثار

شفقاً۔ یاد کو یاد ہے۔ جو یاد کرے وہ شاد ہے۔ اور جو بھول جاوے وہ ناشاد ہے۔

اور ظاہر ہے کہ چو شاد ہے وہ بامراد ہے ذلک الفون العظیم۔ اور جو ناشاد ہے وہ بے مراد ہے
ذلک هو الخسران المبین۔

محم رازا۔ شادی و مسرت دنیوی ایک لحظہ یا ایک لمحہ ہے۔ اور وہ بھی اعتباری ہے

نہ حقیقت۔ خدا کرے کہ ابدی سرور اور دائمی خوشی نصیب ہو۔ اور وہ وہی ہے جو ہے۔

مگر ہوا ہوا ہوا الحق ہو ندائم غیر الہو

بنو نواز۔ اول کو آخر پر تقدم ہے۔ لیکن آخرین اول ہے۔ صرف پردہ کا پردہ ہے۔

مگر بصیرت والے کے لیے وہ بھی بے پردہ ہے۔

ع پر وہ بردار کہ صاحب نظراں فتنظر اند

واقف کارا۔ المحبة صحاب بين المحب والمحبوب۔ یہ کیوں؟ وہی تو وسیلہ تھا۔
پھر کیا ہوا؟ یہ بات فہم سے ارفع ہے۔ کیونکہ یہ کوئی بات ہی نہیں۔ اگر کچھ ہوتا تو ہوتا جب کچھ بھی نہیں تو
ہو کیا؟

جمال ہم نشیں در من اثر کرد

وگر نہ من ہماں غالم کہ ہستم

والله اعلم بحقیقة الحال۔

چہ تدبیر اسے مسلماناں کہ من خود را نمیدانم

نترسا و یہویم نہ گبرم نہ مسلمانم

هو الله الذی لا اله الا هو۔

و ما گو سید شرافت نوشا ہی عفا اللہ عنہ

مکتوب دوم بطرف مولوی احمد حسین خوشنویس عادل گڑھی
یہ ان کے ایک
مکتوب پتے کے
نوٹیدگی پر بطور تعزیت لکھا تھا۔

بِسْمِہِ سُبْحَانَهُ

اللَّهُ أَكْبَرُ مَاذَا الْحَادِثُ الْجَلُّ فَقَدْ تَغَلَّقَ سَهْمُ الْأَرْضِ وَالْجَبَلُ

معروف الفضائل معلوم الفواضل۔ محترم دوست عزیز القہ۔ مولانا احمد حسین صاحب

سلمہ اللہ تعالیٰ فی الدارین بحرمۃ رسول الثقلین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آہ خبر وحشت اثر۔

شومی قسمت کہ بجائے تنفیت نامہ کے آج میرا قلم اندوہ رقم تعزیت نامہ تحریر کر رہا ہے۔ افسوس۔

پھول تو دو دن بہا رہا نفسنا دکھلا گئے

حسرت ان فنجوں پہ ہے جو بن کھلے مرہا گئے

اس نادر جان کا وہ دمدمہ روح فرسانے دل کو مجروح کر دیا۔ اللہ جانتا ہے و کفی باللہ شہیداً

کیا کہوں اور کیا لکھوں۔

یہ زمانہ عالمِ خواب ہے پئے تشنہ مثلِ سراب ہے

جو مکاں ہے نفسِ بر آب ہے جو مکیں ہے مثلِ جناب ہے

آخر سوائے صبر کے کچھ چارہ نہیں۔ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ۔

اس عالمِ کون و فساد کی بے ثباتی اس کے حوادث سے ہر آن ظہور پذیر ہے۔ وہ لوگ

با برکت ہیں جو اس کی ناپائنداری کو مد نظر رکھ کر اس کو مسافر خانہ سے زیادہ وقعت نہیں دیتے۔ اور

اس کی ہر ایک چیز کو حکمِ کُلِّ مَنْ عَلَيْهَا فَإِنْ فَا فِي تَصَوُّرِ كَرْتِے ہوئے اُس ذاتِ پاک و یقی و حُبِّ

سَرَابِكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ کے بقا سے آگاہ ہو کر اس کے ساتھ لو لگاتے ہیں اور بحکم

قَلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ مَآ سَوَى اللّٰهِ سَآءَ مَا يَكْفُرُ بِهٖ كَرْتِے ہوئے اُس ذاتِ پاک و یقی و حُبِّ

ہر ایک امر میں حکمِ فَا تَأْخُذْهُ وَكَيْلًا اسی کو اپنا کارساز سمجھتے ہیں اور وہ افراد مبارک ہیں جو اپنی اس

موہوم زندگی اور تخیلہ جاتی کو حکمِ مَوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا اُس موجودِ مطلقِ هُوَ الْحَقُّ الْقَيُّوْمُ کی

ذات میں محو کر کے خلعتِ فنا حاصل کرتے ہیں اور وَ لَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً کی حیاتِ جاوید سے

جو بقا کی مترادف ہے سرفراز ہو کر سُرِّيْهِمْ اَلَيْتِنَا فِي الْاَفَاقِ وَفِي اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَّبِعَنَ لَهُمْ اَنْتَ

الْحَقُّ کی حقیقت سے آگاہ ہوتے ہیں۔ اُس وقت مَن عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ کا راز

ان پر منکشف ہو جاتا ہے اور بحکمِ كُلُّ شَيْءٍ يَّزْجِعُ اِلَيْهِ اَصْلِهٖ اِنِّهٗ اَصْلُ الْاَصْوَالِ کی طرف رجوع

کرتے ہیں اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ سَرَّاجِعُونَ۔ یہی حقیقتِ الحقایق اور کنز الکنوز ہے هُوَ الْاَوَّلُ وَ

الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ اللّٰهُ سَبَّحْهُ باقی ہوس۔

عالیجا یا ا کوائف مندرجہ کے مطالعہ سے دل سخت مشوش ہوا ہے حسبِ ارشادِ اُدْعُوْنِيْ

دستِ بدعا ہوں کہ اللہ کریم عزہ اسدہ اپنے فضل و کرم سے آپ کو بربہ متعلقین تمنااتِ دینی و دنیوی

سے دیرگاہِ فایز المرام رکھے۔

امید ہے کہ حضرت باری جَلَّ قَدْرُهُ بِكُمْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنِّهٗ اَسْمَعُ الدَّاعِیْنَ اِذَا دَعَاوْا اِلَيْهِ هُوَ السَّمِیْعُ

الْمُنِیْمُ۔

آگاہ ہونا چاہیے کہ انسان پر جو کچھ تنگی و مصیبت اور عیش و راحت وارد ہوتی ہے۔ وہ سب اللہ کی طرف سے ہوتی ہے مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ کسی کا کچھ اختیار نہیں۔ پس چاہیے کہ اپنے دل کو مضبوط رکھیں فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔

شکلے نیست کہ آساں نشود

مردے باید کہ ہر آساں نشود

آپ نے لکھا ہے کہ ہم کو گمان ہے کہ ہمارے گھر میں کسی نے جادو کیا ہوا ہے اور آپ اس کے متعلق دریافت کریں کہ کیا معاملہ ہے؟ میرے عزیز! اگرچہ ارشاد وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ برحق ہے لیکن اس کی تاثیر و مایعنا تر و ن پہ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ کے ساتھ وابستہ ہے تو جادو اور سحر کا اثر بھی راجع بطرف امر الہی ہوا۔ جیسا کہ مذکور ہوگا۔ لہذا اسی پر بھروسہ رکھنے سے سب کام آسان ہو جائیں گے وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ط

واقعی بزرگانِ عالمین سے کچھ ایسے طریقے منقول ہیں جو از روئے علم نجوم و تقاوی و غیرہ کے حکم وَالنَّجْمِ هُمْ يَفْتَدُونَ واقعاتِ مخفیہ کے پھرہ سے روشناس کراتے ہیں لیکن فِي الْحَقِيقَةِ ان کی حقیقت ظنیات کی حد سے آگے نہیں بڑھتی۔ اور ظن کی یہ حالت ہے کہ إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي عَنِ الْحَقِّ شَيْئًا بلکہ کئی جگہ حکم إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ یہی ظن گناہ کی حد پہ پہنچ جاتا ہے۔ تو پھر ظنیاتِ فالِ بانجوم کے باعث کسی شخص کو متمم کرنا اصولِ شریعت و طریقت کے خلاف ہے هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ اور ذاتی طور پر علمِ غیبِ خاصہ خداوندی ہے وَ عِنْدَنَا مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يُعَلِّمُهَا إِلَّا هُوَ۔ تو اصل حقیقت سوائے اس کے کوئی نہیں جانتا إِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى۔

لیکن ہے کہ آپ کو کسی خاص شخص پر جادو سحر کا یقین ہو جیسا کہ آپ کے کلام سے ظاہر ہو رہا ہے۔ مگر وہیں اہل خانہ کی رائے آپ کے برخلاف ہے تو پھر یقینِ کال نہ ہوا، محض ظن ہی رہا۔ اور آپ جیسے ذی علم اشخاص کو توہمات کا پابند رہنا آپ کی شان کے خلاف ہے۔ اور اگر یقیناً ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ خیال فرماتے ہیں تو مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلِيَهَا جو کرے گا سو بھرے گا۔ وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَعْلِهِ۔

خیر۔ جو کچھ بھی ہے اللہ کے اختیار میں ہے۔ يَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ۔

تیر ہر چند از کماں برسد
از کماندار بنید اہل حسد

ہر وقت اس کی جناب پاک سے بہتری کی امید رکھنی چاہیے۔ وَلَا تَأْتِيكُم مِّنْ رُّوحِ اللّٰهِ۔
اس کی رحمت و اسعہ ہر لمحہ انسان کے شامل حال ہے رَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ۔ آپ
ذکر حق کو ہاتھ سے نہ دیویں اور مطمئن رہیں۔ اَلَا يَذْكُرُ اللّٰهُ لَطْمِئِنُ الْقُلُوْبِ۔ وَالسَّلَامُ عَلٰى
مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى۔

انا الفقير المستهام سيد شريف احمد شرافت نوشاہی عنی عنہ

اولادِ مولف

میری شادی بروز یک شنبہ ۱۲ ربیع الآخر ۱۳۲۶ھ ۹ اکتوبر ۱۹۴۶ء ۲۲ اسوج
سن ۱۹۴۳ء کو بمقام پانڈو کے نو۔ ضلع گوجرانوالہ میں ہوئی۔ میری اہلیہ کا نام سیدہ فضل بیگم ہے۔
دختر سید بلال الدین بن سید محمد علی بن سید غلام محی الدین بن سید عبد اللہ بن سید خیر اللہ بن
سید فتح اللہ بن سید شاہ نظام بن سید سعد اللہ حکیم بن سید حافظ محمد برخوردار بحر العشق بن سید
العابین حضرت شاہ حاجی محمد نوشہ گنج بخش علوی قادری رحمہم اللہ تعالیٰ۔
میری شادی کی تاریخیں کئی صاحب علم شاعروں نے لکھیں۔ ان میں سے چند قطعات
یہاں درج کیے جاتے ہیں۔

قطعاتِ تاریخ

(۱)

از حضرت مولانا محمد سلام اللہ صاحب شایق ساکن چک عمر ضلع گجرات
جب شریف احمد کی شادی تھی قریب اور تھا قبول کا ہونا وصول
دل میں خواہش تھی مبارکباد کی تاکہ خود جا کر کہوں ہو کر شمول
یک تھی اک فکر مندی ہر گھڑی در نہ تھی کچھ بات رستہ تھانہ طول

ہو ترقی عمر کی ہر دم نصیب
مصرعہ تاریخ ہے یہ یادگار

(۲)

خانہ آبادی خدا سنانہ و نصیب
عزت ہر دو جہاں بخشہ مجیب
درد دل بر نیک و باگرد و صیب
شوق دل دارد مرا ہر دم قریب

اتفاق شمع و پروانہ مجیب

(۳)

از قبلہ گاہی اعلیٰ حضرت سید غلام مصطفیٰ نوشاہی مدظلہ

شد شریف احمد مزوج با طرب
فضل حق باشد ہمیشہ بر پسر
ذوق و عزت علم و عرفان بحساب
در دو عالم واردش آباد رب
باغ نوشاہی فزاند کردگار
فیض گیرد عالم از اولاد و سے
ہر کہ آید خوشہ چیند از چمن
دبدم طالع ترقی میکند
گفت نوشاہی ز سال عقد پاک

حسد شادی خرمی و انبساط

(۴)

بمدا اللہ شریف احمد مبارک
فزاید نسل و سے تا روز محشر
بعتہ پور نوشاہی عجب قال

مزوج شد بفضل اللہ تعالیٰ
بعلم و علم و زرق و عمر اعلیٰ
ز تاریخ نکاح تو ست اعلیٰ

اہلیہ موصوفہ کے بطن سے میرے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں سہیلوں کے نام یہ ہیں،
 اس کی پیدائش سے پہلے مجھ کو خواب آیا۔
 اول، صاحبزادہ سید ریاض الحسن مدظلہ ایک شخص مجھ سے پوچھتا ہے آپ کا نام
 کیا ہے؟ اس وقت میاں جلال الدین قادری ساکن پھالیہ میرے پاس گھر سے ہیں۔ وہ
 کہتے ہیں ان کا نام ابو الریاض ہے۔ چنانچہ اس کے بعد عزیز پیدا ہوا تو اس کا نام ریاض الحسن
 رکھا گیا۔

اس بشارت کے مطابق عزیز کی ولادت بروز پنجشنبہ، وقت صبح صادق ۱۲ ذی الحجہ الآخر
 ۱۳۴۹ھ ۲۶ ستمبر ۱۹۲۹ء ۱۱ اسوج سنہ ۱۹۸۶ء کو بمقام پانڈو کے نو اپنے نانا صاحب سید
 جلال الدین کے گھر میں ہوئی۔ تاریخی نام افتخار اللہ رکھا گیا۔ لیکن مشہور ریاض الحسن ہی ہوا جو
 الہامی تھا۔

قطعہ تاریخ ولادت

از حضرت مولانا محمد سلام اللہ شایق

کرم حمد ذاتِ خداوندگار	دیزیں پس کنم شکر نعمت ہزار
زبانِ تا بود در وہاں جائے گھر	شنائے محمد بود دلپذیر
حبیبِ خدا اشرفِ انبیا	کہ عرش مجیدشس بود متکا
سوارِ جہانگیراں براق	کہ بگزشت از قصر نیلی رواق
ہزاراں درود و ہزاراں دُعا	بروحِ محمد رسد از خدا
رسیدست این مژدہ جانفزا	ز خطِ غلامِ شبہ انبیا
مکنجد ازیں شادمانی من	زیادہ شدہ زندگانی من

۱ و ۲ و ۳ یہ تینوں اشعار پشاور کے ہیں۔

۴ مراد از اعلیٰ حضرت سید غلام مصطفیٰ مدظلہ شرافت

کہ از باغ خوبی ریاض الحسن
 ز نسل شریف سب بال ہما
 الہی بود در جہاں نیک نام
 طفیل جناب محمد امین
 طفیل جناب قل احمد بنام
 پئے حافظ نور ذات خدا
 طفیل جناب محمد حیات
 پئے جانشین شہ اولیا
 پئے قطب اقطاب دولت پناہ
 خدایا طفیل شہ گنج بخش
 شہنشاہ آفاق نوشہ پیر
 کرامات شاں در جہاں بحباب
 ز چیناب بر تر عنایات او
 روان ست سرچشمہ جود او
 نیرند مردان راہ خدا
 مرا خاندانی کہ نوشاہی است
 مرا خاندان بزرگان دین
 کم جان و دل را بر ایشان شمار
 الہی ہر ادات ہر دو جہاں
 خدایا تو آساں کنی مشکلات
 ز ثمانی ریح بود بست و یکم
 دیدست چون غنچہ پاک تن
 بود بر سرش سایہ مصطفیٰ
 طفیل محمد علیہ السلام
 سلامت بود بچہ نازنین
 الہی بہ بخشہ مراد تمام
 بود حاجت دین و دنیا روا
 فقیر خدا دوست فرخ صفات
 کہ بر خورد از مال و ملک بقا
 کہ بخشہ ہمہ گنج عرفان براہ
 ز فیضان عرفان رہ گنج بخش
 خدا را پئے مفلماں دستگیر
 نگنجد دریں تنگ میداں کتاب
 ز جہلم فزوں تر رعایات او
 ہمیشہ خدا پاک مسجود او
 مرا تجربہ شد ازیں بار بار
 بدینا و دیش شہنشاہی است
 عزیزست از مال و جاں بالیقین
 فدا میکنم جان و دل بار بار
 میتر کنی از پئے خواجگان
 بحق محمد علیہ الصلوٰۃ
 کہ شد جلوہ پاک او از عدم

۱۔ اس میں صنعت ہے کہ حضرت نوشہ صاحب تک نسب نامہ بھی درج ہے ۱۲ شرافت

چو جتیم تاریخ آں نورعین شدہ نام و سالش مظفر حسین

ماہ ہائے تاریخ ولادت

۱۔ از آیت شریف **إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ كَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ** ۱۳۴۸ھ

۲۔ مظفر حسین ۱۳۴۸ھ ۳۔ فضل اللہ نوشاہی ۱۳۴۸ھ

۱۳۴۸ھ

۴۔ افتخار اللہ

عزیز ریاض الحسن کی تعلیم میٹرک تک ہے اور بیعت طریقت اپنے جد بزرگوار اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ ادا م اللہ برکاتہ سے ہے اور خلافت بھی حاصل ہو چکی ہے۔ عزیز اپنے کاروبار دنیاوی اور دینی میں لائق ہے۔ آئندہ روزہ کی خدمت کرنے والا، خوش اخلاق، متواضع، کم گو ہے۔ پابند صوم و صلوة اور اوراد نوشاہی پر مواظبت رکھنے والا ہے۔ شریعت طریقت کی کتابوں کا مطالعہ رکھتا ہے۔ مشایخ کرام کی صحبتوں سے مشرف ہوتا رہتا ہے۔ اس کا سلسلہ طریقت بھی جاری ہے۔ کئی لوگ اس کے حلقہ بیعت میں داخل ہیں۔ بارکہ اللہ

عزیز کی شادی بروز جمعہ ۱۱ رذی الحجہ ۱۳۴۸ھ کو بمقام دھیر کے خورد ضلع گجرات۔ عزیز

سیدہ ارشاد بیگم کے ساتھ ہوئی جو سید محمد علی نوشاہی کی بڑی بیٹی ہے۔ وہ سید سلطان احمد کے بیٹے ہیں ابن سید غلام نبی بن سید نور احمد بن سید خدائش بن سید حافظ نور اللہ بن سید حافظ محمد حیات ربانی رحمہم اللہ۔

عزیز کی ایک لاکھی سیدہ ناہید سلطانہ ہے جو بروز پنجشنبہ وقت عصر ۱۲ شوال ۱۳۴۸ھ

کو پیدا ہوئی۔ اللہ کریم عزیز کو اولاد نرینہ سے مشرف فرمائے۔ آمین۔ عزیز ریاض الحسن کی عمر اس وقت تینتیس سال ہے سلمہ اللہ تعالیٰ۔

اس کی پیدائش بروز دو شنبہ

دوم، صاحبزادہ سید سعید الظفر طول عمرہ وقت صبحی کبرے۔ ۱۰ رجب ۱۳۵۵ھ

۵۔ اکتوبر ۱۹۳۶ء ۲۰ اسوج سمسٹ ۱۹۹۳ء کو بمقام ساہن پال شریف ہوئی۔ تاریخی نام سید الظفر رکھا گیا۔

قطعہ تاریخ ولادت

چو فرزند مسعود تویب گشت شدہ اسم پاکش سعید النضر
شرافت و گرجت تاریخ و سے سر و شم بگفتا عظیم القدر

تاریخ ختنہ عزیزاں

عزیز گرامی ریاض الحسن	سعید النضر غنچہ پاک تن
دو فرزند اولاد نوشاہ پیر	دو گوہر ز درج شہ دستگیر
دو لوٹے لالا ز دریائے نور	ز فیضان گل احمدی پر سرور
دو لخت جگر شاہ ملک بقا	جناب محمد شہ مصطفیٰ
زار شاہ عالی نبی جہاں	ز حکم حدیث شہ امتاں
بتاریخ ہفتم جمادے الاول	بروز جمعہ وقت عصر اول
بشد ختنہ ہمدو عالی قدر	شدند از طسیرتی نبی بہر دور
ز ملت براہیمی آمدنشان	ز فیض خلیل اللہ پر گشت جہاں
شرافت تفکد بدل ساز کرد	ز تاریخ آن ختنہ شدہ راز کرد

مادہ ہائے تاریخ ولادت

۱۔ عظیم القدر	۱۳۵۵ھ	۲۔ منظورالحسین	۱۳۵۵ھ
۳۔ محمد منظر حسن	۱۳۵۵ھ		

عزیز سعید النضر کی تعلیم بی۔ اے تک ہے۔ بڑا ذہین و فطین عالی دماغ صاحب حسن اخلاق ہے۔ اپنے جد عالی قدر اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ دام برکاتہ کی بیعت سے مشرف اور خلافت یافتہ ہے۔ یہ جب ابھی بچہ ہی تھا تو اعلیٰ حضرت فرمایا کرتے کہ "یہ عزیز الی وقت ہوگا۔ چنانچہ حضور کی دعا سے اب یہ علم میں بڑا بلند مرتبہ اور وسیع انجیال ہے۔ چند سالوں سے

لاہور محکمہ بجلی کے دفتر میں خزانچی کے عہدہ پر فائز ہے۔ اور لاہور کے علما و فضلا کی مجلسوں میں حاضر ہو کر مستفید ہوتا رہتا ہے۔ لاہور کے اکثر اہباب اس کے صاحب علم و فضل ہیں۔ اکثر دینی کتابوں کا مطالعہ رکھتا ہے۔ نماز چمکانہ پر مواظبت رکھنے والا ہے۔ تلاوت قرآن مجید بلا ناغہ کرتا ہے۔
 مہمانوں کی خدمت کرنے والا، بڑا مہذب و مؤدب ہے۔ زادہ اللہ علمہ و عملہ۔

عزیز کی شادی شنبہ، ۲۶ شعبان ۱۳۶۸ھ کو موضع چنیسل ضلع شیخوپورہ میں عزیزہ سیدہ زکیہ بیگم کے ساتھ ہوئی جو صاحبزادہ عبد الکریم عباسی کی بڑی لڑکی ہے۔ وہ سید عمر حیات کے بیٹے ہیں ابن سید غلام حسین بن سید نور احمد بن سید خدا بخش بن سید حافظ نور اللہ بن سید عارف محمد حیات ربانی نوشاہی برخورداری رحمہم اللہ۔

اللہ تعالیٰ عزیز سید الظفر کو عمر خضر و نجات سکندر عطا فرماوے اور اولادِ نیر سے منعم فرماوے۔ عزیز کی عمر اس وقت پچیس سال ہے۔ سلمہ اللہ تعالیٰ۔

میری مولف کتاب ہذا فقیر سید شرافت عفی عنہ کی تین لڑکیاں ہیں،

۱۔ عزیزہ سیدہ صدیقہ الکبریٰ۔ متولدہ شبِ دو شنبہ ۶ شعبان ۱۳۵۱ھ تعلیم یافتہ پیر بزرگوار، سلیقہ شعار، نیک اطوار ہے۔ اپنے دادا صاحب اعلیٰ حضرت قبلہ ادام اللہ برکاتہ کی بیعت سے مشرف ہے۔ عبادت و ریاضت میں اپنی تمام عمر لڑکیوں سے یگانہ ہے۔ بزرگوں کی زیارت سے خواب میں اکثر مشرف ہوتی رہتی ہے۔ اپنے والدین اور جدہ صاحبہ اور جد بزرگوار اور چھوٹی صاحبان وغیرہ کی خدمت گزار ہے۔ اس کی شادی صاحبزادہ محمد سلیم مدعرا سے ہوئی ہے ابن سید محمد شریف بن سید پیر محمد عالم بن سید پیر محمد بن سید شمس الدین بن سید اللہ دتہ بن سید فتح الدین بن سید محمد عظیم بن سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان بن سید حافظ محمد برخوردار بھرا عشق نوشاہی۔

عزیزہ کا ایک لڑکا بنام افتخار محمود بھرا ایک سالہ موجود ہے۔ سلمہ اللہ تعالیٰ

۲۔ عزیزہ سیدہ فہمیدہ خانم۔ المعروف حمیدہ بیگم۔ متولدہ دو شنبہ۔ ۵ ربیع الاول ۱۳۶۱ھ

قرآن مجید اور دینی کتابوں کا علم رکھتی ہے۔ امور خانہ داری اور کشیدہ کاری میں بہت دانا ہے۔ پابند شریعت ہے۔ اس کی شادی صاحبزادہ محسن اختر سے ہے۔ ابن سید شاہ ولی بن سید واصل علی بن سید پیر بھمن شاہ بن سید حافظ الہی بخش بن سید حافظ نور اللہ نوشاہی برخورداری۔ ساکن۔

موجی دروازہ - لاہور -

۳ - عزیزہ سیدہ عذرا بیگم - متولدہ یک شنبہ ۱۰ ربیع الآخر ۱۳۶۴ھ - اپنی چھوٹی سیدہ
نذیر بیگم سے قرآن کریم اور کتابوں کی تعلیم پائی ہے۔ بکثیدہ کاری کا فن بھی سیکھا ہے۔ پابند قرآن و
نماز روزہ ہے۔ سلمہا اللہ۔

تلامذہ

ہیں نے سلسلہ تدریس تو جاری نہیں کیا۔ البتہ بعض اشخاص نے مجھ سے سبق خوانی کی ہے۔

- ۱ - برادر عزیز صاحبزادہ سید بشیر احمد بشارت" ساہن پال شریف
- ۲ - صاحبزادہ سید عزیز احمد بن سید کرم الہی برخورداری"
- ۳ - صاحبزادہ سید منظور حسین بن سید بوٹے شاہ برخورداری"
- ۴ - صاحبزادہ سید الطاف حسین بن سید فضل حسین برخورداری"
- ۵ - میاں خدا بخش بن بدر الدین ترکھان
- ۶ - صاحبزادہ حیدر شاہ بن پیر محمد شاہ سلیمانی
- ۷ - صاحبزادہ سید الطاف حسین بن سید محمد انور ہاشمی
- ۸ - محمد روشن بن اللہ دتہ موجی
- ۹ - میاں محمد شریف بن میاں فخر الدین علما
- ۱۰ - میاں نور حسین بن میاں احمد الدین علما
- ۱۱ - میاں عزیز احمد بن میاں احمد الدین علما
- ۱۲ - میاں محمد یار بن جام سلیمان اراٹیں

غوث پور - ضلع بہاول پور

یارانِ طریقت

اپنے خواص یارانِ طریقت کے اسما ضلع وار یہاں لکھے جاتے ہیں:

- ۱ - مرزا محمد نذیر اختر بن میاں خدا بخش
- ساہنپال شریف گجرات

- ۲ - صاحبزادہ فاروق اعظم بن فیض محی الدین سچاری درود شریف گجرات
- ۳ - سید حیات شاہ بن سید حسن شاہ بھاکھری چک وساوا
- ۴ - سید غلام علی شاہ بن سید لال شاہ مشہدی ڈھوک شہانی
- ۵ - سائیں اللہ دتہ فقیر بن اروڑا
- ۶ - صوفی بشیر احمد درویش بن مولاداد جکھی
- ۷ - صاحبزادہ علی محمد بن حیات محمد رحمانی پٹری شاہ رحمان گوجرانوالہ
- ۸ - صاحبزادہ محمد اسماعیل بن حیات محمد رحمانی
- ۹ - صاحبزادہ عبدالرحیم ثانی بن غلام رسول رحمانی
- ۱۰ - صاحبزادہ خوشی محمد المعروف عمر الدین بن محمد عالم رحمانی
- ۱۱ - مولوی غلام حیدر امام مسجد غیبی
- ۱۲ - مولوی غشی نیاز احمد مدرس باورے
- ۱۳ - مستری محمد یوسف بن محمد رمضان نواں پنڈ
- ۱۴ - سائیں اللہ دتہ بن میاں علم الدین منصور والی
- ۱۵ - میاں محمد بوٹا المعروف ثنا اللہ بن اسماعیل جھام مدن چک
- ۱۶ - مولوی محمد بشیر حسین بن مولوی محمد الدین فاروقی فاضل دیوبند خطیب جامو گورستان شیخوپورہ
- ۱۷ - سید عبدالکریم عباسی بن سید عمر حیات بر خورداری چنبیل
- ۱۸ - مولوی محمد شفیع بن رکن الدین امام مسجد وایانوالی چک ۲۷
- ۱۹ - حکیم سردار علی بن حسن محمد شیخ
- ۲۰ - مولوی غلام نبی صوفی بن میاں راج محمد چک صوبہ لائل پور
- ۲۱ - سید عبدالغنی بن سید رحمت علی بر خورداری بڑجن میرپور
- ۲۲ - خلیفہ بشیر احمد المعروف خاور شاہ بن مسیحی گل محلہ کولہ سلطان شاہ پشاور شہر
- دیگر یاران ذی وقار
- ۱ - چودھری احمد الدین بن راجہ تارڑ سارنگ گجرات

- ۲ - میان احمد الدین بن محمد الدین درزی
- ۳ - میان مظفر حسین بن میان عبد الحکیم مخدوم
- ۴ - میان سردار علی بن محمد علی موچی ساہن پاروی
- ۵ - میان میانخان بن خوشی محمد موچی
- ۶ - میان امام الدین بن جلال کشمیری
- ۷ - چودھری محمد روشن بن شانان وڑاچ نمبردار
- ۸ - چودھری غلام رسول بن خوشی محمد وڑاچ
- ۹ - ساتیں محمد علی فقیر مجاور درگاہ شاہ روڈ ولی
- ۱۰ - صوفی رحمت علی موچی
- ۱۱ - ساتیں حرم علی بن خوشی محمد گلگو
- ۱۲ - ساتیں نور محمد درویش رنگریز
- ۱۳ - چودھری سردار خاں بن رحمت خاں وڑاچ
- ۱۴ - چودھری محمد بوٹا بن کالو پڈامیو سپل کمشنر
- ۱۵ - چودھری میراں بخش بن پیراں وڑاچ نمبردار
- ۱۶ - صوفی محمد بن علی موچی
- ۱۷ - میان رمضان گلگو
- ۱۸ - عاشق علی بن محمد حسین مسلم شیخ
- ۱۹ - مستری محمد بشیر بن احمد الدین ترکھان گوجر پوسی
- ۲۰ - میان بشیر احمد بن نصیر احمد صدیقی نقیب الفقرا
- ۲۱ - حاجی مستری محمد اسمعیل بن مستری چراغ دین لوہار
- ۲۲ - مولوی محمد حسین بن علم الدین لوہار
- ۲۳ - حکیم قاضی عبدالحق قریشی
- ۲۴ - میان عبد اللہ موچی
- اگرویہ گجرات
- ” ”
- ڈھل ”
- سیدا ”
- چک جانو کلاں ”
- ” ”
- ہیگر خورد ”
- ڈھوک شہانی ”
- ” ”
- باگڑیاں والہ ”
- جھیوراں والی ”
- نور پور پڈس ”
- گوجر پور ”
- جاجو وال ”
- ” ”
- چک ۵ ، سرگودھا
- سٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی
- قصہ خوانی پشاور شہر
- آبادی حاکم رائے گوجرانوالہ
- ابوالفتوحانی ”
- چک بیگ ”
- ابدال

- ۲۵ - چودھری عنایت اللہ سمر المعروف شہزادہ شاہد رضا بن رحمت علی لوزہکی گوجرانوالہ
- ۲۶ - چودھری قاسم علی سمر
- ۲۷ - میاں برکت علی کشمیری
- ۲۸ - رحمت علی موچی
- ۲۹ - ڈاکٹر محمد رفیق زنگریز
- ۳۰ - مستری عبد العزیز بن برکت علی لوہار
- ۳۱ - مستری محمد اسماعیل بن دین محمد لوہار
- ۳۲ - صوفی فتح علی بن شاہ محمد راجپوت
- ۳۳ - سائیں فرزند علی درویش
- ۳۴ - بابا دین محمد اراہیں
- ۳۵ - حکیم رحمت علی جراح
- ۳۶ - مولوی محمد حیون امام مسجد
- ۳۷ - چودھری اللہ لوک بن مولاداد تارڑ
- ۳۸ - چودھری عبداللہ بن رحمت خاں وڑاچ
- ۳۹ - چودھری سردار خاں بن رحمت خاں وڑاچ
- ۴۰ - رائے ملایم خاں بن مراد بیٹی
- ۴۱ - سائیں عبدالغنی المعروف مستان شاہ حجام
- ۴۲ - مسٹر محمد نذیر بن غلام محمد لوہار
- ۴۳ - چودھری غلام رسول خلیق وڑاچ
- ۴۴ - چودھری غلام حیدر بن خواجہ تارڑ
- ۴۵ - چودھری نور محمد بن محمد الدین رماڑ
- ۴۶ - چودھری محمد بشیر بن راجہ گوجر
- ۴۷ - سائیں محمد بوٹا اراہیں چٹان والہ
- ۲۸ - کوہلو والہ
- ۲۹ - کھڑیاں اچیاں
- ۳۰ - مرید کے شیخوپورہ
- ۳۱ - بیاناوالہ کلاں
- ۳۲ - بیاناوالہ خورو
- ۳۳ - کلی اصحابانوالہ
- ۳۴ - دایانوالہ
- ۳۵ - ونوٹیانوالہ
- ۳۶ - خیرپور شیخوپورہ
- ۳۷ - چک صوبہ لائل پور
- ۳۸ - محلہ فاروق گنج لاہور
- ۳۹ - چک ۶۲۸ مظفر گڑھ
- ۴۰ - چک ۲۰ ساہیوال
- ۴۱ - چک ۸۲ ملتان
- ۴۲ - چک ۱۹۰
- ۴۳ - چک ۶ بہاولپور

چک ۴	چودھری محمد نواز بن محمد الدین باجواہ
کھوڑا	۴۹ - سائیں احمد علی بن راج محمد موچی
مہراب پور	۵۰ - چودھری محمد صادق بن دولت خاں ڈھلو
سنجھور	۵۱ - صاحبزادہ عنایت حسین بن غلام محمد درزی
حقانی چوک	۵۲ - صاحبزادہ جاوید اختر بن سید فقیر محمد بر خورداری
پھم پانچاں	
خیرو پور	
نواب شاہ	
ساگھر	
کراچی	

یارانِ طریقت جو شاعر ہیں

میرے اجاب ذیل شاعر بھی ہیں جو اکثر پنجابی یا اردو میں شعر کہا کرتے ہیں۔ ضلع وار

لکھے جاتے ہیں۔

گجرات	ساہن پال شریف	اختر	۱ - محمد نذیر
"	"	عارف	۲ - رضا اللہ شاہ
"	چک ۵	خاکی	۳ - خوشی محمد
"	"	محمد	۴ - محمد خاں
"	جکھی	صوفی	۵ - ابو البرق بشیر احمد
"	"	پردیسی	۶ - محمد خاں
"	ڈھوک شہانی	شوق	۷ - عطا محمد
"	"	نذر	۸ - نذر محمد
"	ڈھل	بشیر	۹ - بشیر احمد
"	چک جانو کلاں		۱۰ - غلام رسول
"	"	سیال	۱۱ - عمر حیات
"	گاگھڑہ کلاں		۱۲ - الہ دین
"	پیر و شاہ		۱۳ - صفدر صغیر
"	ٹھٹھ نیک	فائق	۱۴ - غلام علی

بھیوران والی	سر دار	۱۵ - سردار خاں
نوشہ شریف	امین	۱۶ - محمد امین
لورنگی	شاہ	۱۷ - عنایت اللہ
"	ناز	۱۸ - عنایت اللہ
تمبولی	طور	۱۹ - محمد افضل
ابدال	شاہ	۲۰ - شکر الدین
"	ریاض	۲۱ - محمد ریاض
ابوالفتح والی	فائق	۲۲ - غلام رسول
مدن چک	نیک	۲۳ - نیک محمد
"	شہزاد	۲۴ - محمد ولایت
جھام والہ	عاشق	۲۵ - اللہ رکھا
اروپ	مسکین	۲۶ - غلام رسول
غیبی	نور	۲۷ - نور محمد
نواں پستہ	صوفی	۲۸ - محمد عالم
منصور والی	بشیر	۲۹ - محمد بشیر
چنبل	جاسی	۳۰ - عبدالکریم
ونڈیاں والی	شاہین	۳۱ - محمد شفیع
واپان والی	ماک	۳۲ - محمد ماک
تکی	اسلم	۳۳ - محمد اسلم
جیاں والہ	غلام	۳۴ - غلام محمد
"	یقین	۳۵ - یقین علی
خونی	منشا	۳۶ - محمد منشا
"	گنگار	۳۷ - غلام محمد

شیخوپورہ	خونی	کبیر	۲۸ - کبیر علی
"	"	شبیر	۲۹ - شبیر علی
"	مرید کے	دلدار	۳۰ - محمد ایاس
نواب شاہ	مہراب پور	احسن	۳۱ - محمد احسن
پشاور		خاور	۳۲ - بشیر احمد

عمر مؤلف

میری (شرافت کی) عمر اس وقت ۱۳۸۱ھ میں چھپن سال ہجری ہے۔ اللہ تعالیٰ شریعت و طریقت پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرماوے اور خاتمہ بالایمان ہو۔ سہ

یارب بہ نبی شافعِ یومِ نشور یارب بولی و قطب سرچشمہ نور
چوں سایہ من خاک نشیں را گرداں زیرِ علم حاجی نوشہ محشور

۱۔ مؤلف کتاب ہمایہ شرافت نوشاہی کا مزید ذکر شریعت التواریخ کی تیسری جلد موسم بہار ۱۳۸۱ھ میں شریف کے دستوں سے علامہ اللادہ دار نام میں لکھا جائے گا۔ شرافت

طبقة دوم

نو شاہید پر خوردار

س میں قطب الاقطاب حضرت نوشہ گنج بخش کے ذوقِ اگبر و خلیفہ عظام
حضرت مولانا سید حافظ محمد پر خوردار بحر العشق کی اولادِ اجاد و کرام ہے۔
س طبقہ میں گیارہ باب ہیں جن میں ترتیبِ نسب گیارہ پشتوں کے حالات
درج ہیں۔

سید شرافت

باب اول

قطب الاقطاب فرد الاحباب عمدہ علمائے اعلام

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حافظ

حاجی محمد نوشہرہ گنج بخش

مجدد اکبر علوی قادری قدس سرہ العزیز

ناقصاں را پیرِ کامل کا ملاں را رہنما
سر نشین اولیا چو نقطہ بر واسطے
ہم چو پروانہ بگردِ شمع باشد در مسا
کمترین خادمانش شد بعالم پیشوا
شاہد مقصود او را دار در بلے خدا

گنج بخش فیض عالم شاہِ نوشہرہ مقتدا
ہر دو چشمش باز در عرفاں چو لفظ ہائے ہو
بر مدارش از ہر اطراف ہر یک فیض جو
تا مداران جہاں بر مرقدش جا رو ب کوش
مراد شایق مسکین دعا کن اے جناب

آپ سلطان الافراد، برہان الاوتاد، امام اولیائے کرام، پیشوائے عرفائے
عظائم، عمدۃ اعیان شریعت، زبدۃ ارکان طریقت، سلاسل اہل بیت نبوی
مصلحتی، قطب الانام، غوث الایام، صاحب علم و فضل و فقر و معرفت تھے۔ آپ
علیٰ الرحمن الشرفین سید علاء الدین حسین غازی بن سید شمس الدین شہید علوی کے فرزند ارجمند تھے۔
طریقت و ارشاد، شہباز لامکاں، فرید الزماں، حضرت سخی شاہ سلیمان نوری فتاوری
سلسلہ سے حاصل کیا۔

آپ کے مفصل حالات شریف التواریخ کی جلد اول موسوم بہ تاریخ الاقطاب میں گزر
چکی ہے۔ اس کے بعد اسی جلد ثانی کے طبقہ اول کے آغاز میں بھی کچھ حالات لکھے گئے۔ اب طبقہ دوم
میں بھی بڑے کچھ احوال لکھے جاتے ہیں تاکہ اس طبقہ کی ابتدا بھی آپ کے نام پاک سے

ہو جائے۔

کتاب تشریف الفقرا میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ سیر و سیاحت کرتے ہوئے سیاحتِ سندھ ملک سندھ میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک شہر میں پہنچے تو میاں ماجھی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے آپ کی تعظیم و آداب بجا کر آپ سے وطن و مقام پوچھا۔ آپ نے فرمایا: میں تو ایک مسافر درویش پنجاب سے آیا ہوں۔ پھر ان سے تعریف پوچھی تو انہوں نے کہا کہ میں حضرت میاں نصیر محمد سروردی کا مرید ہوں۔ آپ نے فرمایا: میری طرف دیکھو۔ جب انہوں نے دیکھا تو آپ بعینہ میاں صاحب مذکور کی صورت میں بیٹھے نظر آئے تو وہ قدموں میں گر پڑے۔ جب وہاں سے اپنے مرشد صاحب کی خدمت میں پہنچے تو ان کو حضرت نوشہ صاحب کی صورت میں متشکل پایا۔ اس وقت ان کو معلوم ہوا کہ ان دونوں بزرگواروں کی حقیقت ایک ہے۔ چنانچہ حضور نے فرمایا: نوشہ نصیرست و نصیر نوشہ است۔ اُس کے بعد حضرت میاں ماجھی صاحب سندھی آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے اور فیضیاب ہو کر سندھ میں سلسلہ نوشاہیہ کی تبلیغ و ترویج کرنے والے ہوئے۔

ف اویا اللہ کسی دوسرے شخص کی صورت میں بھی متشکل ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ مکتوبات شاہ فقیر اللہ علوی مکتوب ۴۱ میں ہے: و هذا ليس بعيد لان النفوس الانسانية الكاملة و ان كانت لها اجسام مادية لكن يتشکلون باشكال غير اشكالهم المحسوسة في هذه الدار لقوة انسلخهم من ابدانهم و بعد انتقالهم الى الآخرة۔ اور یہ کوئی مشکل بات نہیں کیونکہ کامل نفوس انسانی اگرچہ مادی اجسام رکھتے ہیں۔ لیکن اپنے جسموں سے قوت انسلخ رکھنے کے باعث اس دنیا میں بھی، اور مرنے کے بعد قیامت تک بھی اپنی محسوسہ شکلوں کے سوا دوسری صورتوں میں متشکل ہو سکتے ہیں۔

مرزا احمد اختر گورگانی "کتاب تذکرہ اولیائے ہند میں، اور سفر حریم الشریفین شاہ شریف احمد مراد سروردی" کتاب ہفتاد اولیا میں لکھتے ہیں کہ

حضرت نوشہ صاحب نے اپنے والد ماجد کی طرح سائت حج پا پیادہ کیے اور دیارت حریم الشریفین مرادہما اللہ شرفاً و تعظیماً سے مشرف ہوئے۔

اگرچہ آپ کے تذکرہ نگاروں نے آپ کے سفر حج کا کوئی ذکر نہیں کیا مگر کتاب چہار بہار سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے تمام ممالک عرب و عجم کی سیر کی ہے تو یہ ممکن نہیں کہ آپ انہیں ممالک مقلاتِ مقدسہ کی سیر کریں اور زیارتِ حرمین الشریفین سے مشرف نہ ہوں۔ اور حج کے فریضہ اور فضیلت کو ترک کر دیں۔ بہر صورت آپ یقینی طور پر حج کی سعادت سے مشرف ہوئے اور حسبِ اقوال مورخین مذکور سات بار حج کیا۔

منقول ہے کہ حضرت نوح شاہ عالی جاہ جس شخص پر نگاہ ڈالتے اس کے لطائف جاری ہو جاتے۔ اور اس کا قلب ڈاکر ہو جاتا۔ ایک مرتبہ آپ کے مرید سعادت منہ شیخ رحمت اللہ ساکن نون حاضر خدمت ہوئے۔ آپ نے نگاہِ رحمت سے اُن کو دیکھا تو اُن کو سلطان الاذکار جاری ہو گیا۔ جب واپس گئے تو جس درخت کے پاس سے گزرتے اُس کے پتوں سے ذکر کی آواز مسموع ہوتی۔ اور گھاس کے پتوں سے بھی "تُو ہی اللہ، تُو ہی اللہ" کی آواز سنائی دیتی۔

کلماتِ طیبات

آپ کے ارشادات پہلی جلد میں لکھے جا چکے ہیں اور کچھ طبقہ اول میں بھی تحریر ہو چکے ہیں۔ چونکہ طالبوں کی اصلاح و ہدایت کے واسطے بزرگوں کے ملفوظات رہنمائے کامل کی حاجت ہوتے ہیں۔ اس لیے اب یہاں بھی آپ کے کچھ ملفوظات بیان کیے جاتے ہیں۔

فرمایا: پرہیزگاری کا بیج عذابِ الہی سے ڈرنا اور خوف کرنا ہے۔ چاہیے کہ عذابِ نزع اور عذابِ قبر سے ڈرتا رہے اور خدا کے اوامر پر پابند رہے اور نواہی سے بچے۔ اور حرام و مکروہات سے اجتناب کرے۔ جیسا کہ مسکین و مفلس آدمی دولت مندوں اور امیروں کی نعمتوں کے دسترخوان کے پاس بیٹھا ہو اور قسم قسم کے لذیذ اور خوش الوان کھانے سامنے دیکھ رہا ہو تو وہ ڈر کے مارے ان کو ہاتھ نہیں لگاتا کہ اگر میں نے ان کو چھیڑا تو مجھ کو سزا دیں گے اور عذاب میں گرفتار ہو جاؤں گا اور جان سے ہلاک ہو جاؤں گا۔ اسی طرح چاہیے کہ خدا کو حاضر دیکھے اور ناظر جانے۔ اور اس کے قہر سے دبدم ڈرتا رہے۔ خود بخود پرہیزگار ہو جائیگا۔

تھوڑے اور زیادہ پر۔ لذت والی اور بے لذت چیزوں پر قناعت کرے۔ اور چاہیے کہ پروردگار کو ماضی اور حال اور مستقبل کے ہر حال میں یکساں دیکھنے والا جانے، بنالے والا اور توڑنے والا وہی ہے پالنے والا اور جو ادینے والا وہی ہے۔ وہی تھا۔ وہ ہی ہے۔ وہ ہی ہوگا۔ اُس کے سوا سب نابود ہے اور نابود ہوگا۔

اسے درویشِ اخذِ تعالیٰ کے امر و نہی کو آپس میں ملانہ دو۔ کیونکہ اس کی تقدیر کی تلوار بہت تیز ہے۔ اس کی ذات سے ڈرنا اور کاہنہ تارہ۔ یہی پرہیزگاری کی بڑ ہے۔

اسے درویش! پرہیزگاری یہ ہے کہ اپنے پیر کا فرمان زندگی سے پیارا جانے۔ اور اس کا ڈر موت سے زیادہ رکھے۔ یہ نفسِ مستِ باہمی کی طرح ہے۔ اس کا ہاتھ شیطان کے ہاتھ میں ہے۔ اس کو محنت و مشقت میں ڈال۔ اور اعتقاد کی زنجیر سے اس کو باندھ دے۔ سب نیک صفات اور بلند درجات تجھ میں پائے جائیں گے۔ تیرے بچے خیال (خیالاتِ فاسدہ) اور حرام گوشت تجھ سے دور ہو جائے گا۔ اور تیرے دل کا زنگار اتر جاوے گا۔ اور شیشہ کی طرح صاف و روشن ہو جائے گا۔ ہو تو اقبل ان تموتوا یہی ہے۔ جوانی اور بڑھاپے کو ایک جیسا سمجھو۔ یہ دونوں بے وفا ہیں۔ ان سے کیا حاصل کرتے ہو۔ اگر تم چاہتے ہو کہ نہ مریں۔ تو مرنے سے پہلے مرو۔ ہمیشہ زندہ رہو گے۔ اُس وقت یہ جہانِ دگرگوں نظر آئے گا۔ اور اصل حقیقت منکشف ہوگی۔

فرمایا: جہان کی جو صورت نظر آرہی ہے یہ طلسم کی طرح فریب دینے والی اور دھوکا دینے والی ہے۔ اگر تم صاحبِ عقل و ہوش ہو تو اس کے فریب میں نہ آؤ۔ حسنِ خانی پر عاشق ہونا سراسر احمق ہے۔ یہ سب برقی جلوہ ہے۔ انخر میدانِ خالی ہے۔ جو کچھ میں بیان کرتا ہوں اس کو سنو اور اس پر عمل کرو۔ دنیا کا اصل خواب کی طرح جانو۔ جب یہ دامِ وحدانیت کی پھری سے کاٹو گے تو ذاتِ حق کی طرف راہ پاؤ گے۔ جو چیز فنا ہونے والی ہے اس سے کراہت کرو گے۔ تو تمہاری عقل کامل ہوگی۔ اور تم راحت و خوشی کے سینکڑوں خزانے حاصل کرو گے۔ خدا کی مہربانی جو تمہارے حال پر ہے اس کی قدر کرو۔ وہ بے زوال و بے ضرر ہے۔ اس کی شناخت کرو۔

فرمایا: دنیا کی انجمنِ ویران اور عقبے کی انجمنِ آباد و دائمی ہے۔ اگر اس جگہ دل لگاؤ گے تو وہاں تمہاری کوئی جگہ نہ ہوگی۔ دنیا والے اصحابِ ظلمت ہیں اور عقبی والے اصحابِ رحمت۔

دنیا والے ٹیکریوں کے خریدار۔ اور عقبے والے موتیوں کے خریدار ہیں۔ ان کو ایک جیسا شمار نہ کرو۔
 اگرچہ صورت میں سب مشابہ ہیں لیکن معنوں میں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ پگھل میں اور وہ گھل میں۔ یہ آسمان
 نیگوں ہمارے لیے بہت چکر لگاتا ہے۔ خدا کے مقبول بندے مروان خدا چلے گئے۔ یہ تمہارے باز
 اپنے چکر سے باز نہیں آیا۔ تمہاری آنکھیں جان بوجھ کر یہ باتیں دیکھتی ہیں اور باور نہیں کرتیں۔
 اور دنیا کی محبت کی جڑ دل سے نہیں اکھاڑتیں۔

اسے درویش! قانون درویشان کی طرح ہستی کا نقش دور کرو۔ اور صورت نیستی ثابت
 نہ کرو۔ رنگین صورتوں کو اپنے دل سے دور کرو۔ ورنہ انجام کار سولی پر چڑھائے جاؤ گے۔ اور بے صورتی
 اور بے رنگی کا نقش دل پر قائم کرو۔ بہت نفع اٹھاؤ گے۔

فرمایا: دنیا ہزاروں رنگ رکھتی ہے اور لوگوں کو اپنے اوپر مائل کرتی ہے۔ یہ منقش سانپ
 کی طرح ہے۔ جس کا زہر جان سے مار ڈالتا ہے۔ اگر سانپ کو مار دو۔ اور اس کا کشتہ کر کے
 کھاؤ تو زہر مار کے لیے تریاق ہو جاتا ہے۔ اور علاج کے کام آتا ہے۔

فرمایا: دنیا پارے کی طرح ہے۔ جو صورت میں چمکیلا اور جولان و دلربا ہے۔ لیکن اس کا
 کھانا بلا ہے۔ جو شخص اس کو کھا جاوے وہ بیمار لا دوا ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس کو مار دے۔
 یعنی کشتہ کرے۔ تو وہی اکیر بے نظیر بن جاتا ہے۔ اگر تم مرد ہو تو اس کو مار دو۔ ورنہ تم عورت
 ہی ثابت ہو گے۔ دنیا کا خریدار گھما ہے۔ دنیا کے گرو وغبار سے جو صاف ہو جائے وہ چنبیلی کے
 پھول کی طرح خوشبو ناک ہو جاتا ہے۔ میں بار بار سمجھاتا ہوں کہ دنیا کے بوجھ کو دور کرو۔ اس سے
 پورا پورا کنارہ کرو۔ تم کو اس کا پھل ملے گا۔ اور بارگاہِ حق میں باریابی ہوگی۔ اور اس کی فانی
 چمک مک سے آنکھیں پھیر لو تو تم چاند کی طرح روشن ہو جاؤ گے۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو عاجز و بے آبرو
 ہو جاؤ گے۔ دنیا کی طرف سے خیال ہٹا لو۔ اور حق کی طرف رجوع کرو۔ تھوڑے ہی عرصہ میں
 ارجمند ہو جاؤ گے۔ اگر میری بات پر راستی سے عمل کرو گے اور منزل کی پہچان کرو گے تو سب سے
 گونے سبقت لے جاؤ گے۔

فرمایا: اہل دنیا دیوانہ ہیں اور اپنے آپ سے بیگانہ ہیں۔ اس کے ظاہری سفید رنگ
 پر فریفتہ ہیں اور اس کی حقیقت سے بے خبری کے باعث اس کو ہاتھ سے نہیں پھینکتے۔ ایسی

اڑھیوں پر حیت ہے۔ جو اپنے زخموں اور بیماریوں کا سبب نہیں جانتے۔ اپنے دل کی ملامت اس زار سے روک لو۔ اس فانی گلزار کا دیکھنا عاجز و کمزور کرنے والا اور دل کو بیزار کرنے والا ہے۔

فرمایا: درویشوں کا کارخانہ زرنگاروں اور بازداروں کی طرح ہے۔ زرنگاروں کا قاعدہ ہے کہ پہلے کاغذ کی زمین کو صاف اور چمکیلا اور پڑھلا کرتے ہیں اس کے بعد اس پر لکھتے ہیں۔ جہاں سے کاغذ داغدار یا ناہموار ہو وہاں زرنگاری نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح بُرے افعال سے دل گرو آلود و رسیا ہوجاتا ہے۔ اس لیے ہدایت کا نقش قبول نہیں کرتا۔ سٹیشہ کی قدر تاپنا کو نہیں ہوتی۔

کانے والی کی خوش آوازی سے بہرہ بے نصیب ہوتا ہے۔ امساک کی لذت بھیرا کیا جانے۔ اور محبوب کے دیدار سے رقیب کو کیا خبر۔ جس طرح ہم نے بیان کیا ہے۔ پہلے تختہ دل کو صاف کرو۔ پھر بیستی کا نقش قبول کرے گا۔ اس کے بعد نقش ہمہ ازوست اور ہمہ اوست ظہور کرے گا۔

اسی طرح بازداروں کا قاعدہ ہے کہ تھے باز کو پکڑ کر اُس کی آنکھیں سی دیتے ہیں اور اُس کو ہمیشہ بیدار رکھتے ہیں سونے نہیں دیتے۔ اس کو غذا بہت تھوڑی اور بے لذت دیتے ہیں، اور دن رات اپنے ہاتھ پر رکھتے ہیں۔ بہت عرصہ تک وہ مضطر اور بے قرار رہتا ہے۔ ان مصلیخوں میں اُس کی بُری عادتیں دُور ہو جاتی ہیں۔ اور بے وفائی و نالائقی کی عادت اس سے نکل جاتی ہے اور فرمانبرداری کا جوہر اور بوجہ اٹھانے کا گوہر اس میں ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس وقت وہ بڑے بڑے لوگوں کا مقبول خاطر ہوتا ہے اور اس کا نشین بادشاہوں کے ہاتھ پر ہوتا ہے۔ اس نفس پیل مست کی چلبانی کرو۔ اور بازدار کی طرح اس کو قبضہ میں رکھو۔ ایک لمحہ بھر اس کے فعل سے غافل نہ رہو۔ یہی قانون فقر کی حکمت ہے۔ درویشی کا طریقہ بھی یہی ہے کہ پہلے لذتوں کو اپنے اوپر حرام کرے۔ تختہ سول کو پاک و صاف کر کے اس پر بیستی کا نقش کھینچے اور یہ خیال پختہ کرے تا آنکہ سوائے خالق حقیقی قیوم کے سب کچھ فنا معلوم ہو۔ جب طالب اس راز سے آگاہ ہوگا اور دل کی آنکھیں کھول دے گا۔ اور سب موجودات کو معدوم دیکھے گا۔ تو اس وقت ذات خالق یکتا ہی موجود نظر آنے لگی۔ ہستی دنیا کا کارخانہ ایک بال جتنا ہست نظر نہ آوے۔ ایسے ہو جاؤ کہ اس کو فریب جان کر تمہارا دل خود بخود اس سے پرہیز کر جاوے۔ اور ہرگز اس کی رغبت نہ کرے جیسا کہ کتوں اور بھیڑیوں سے ہرن بھاگتے ہیں۔ اور شکاریوں کے دام سے کتے بھاگتے ہیں۔

اور ان کو دشمن سمجھتے ہیں۔ ایسا ہی تم اس دنیا سے بھاگو اور اس کی صورت کو جناب و سرا
کی طرح دغا باز اور جاں گداز دیکھو۔ اور اس کی بے حقیقتی میں کوئی شک و شبہ نہ کرو۔

فرمایا، اسے درویش! اس نقش کے قائم کرنے کا یہ طریقہ ہے۔ جاننا چاہیے کہ خدا
نے انسان کو دو طرح کی آنکھیں عطا فرمائی ہیں۔ ایک جسمانی آنکھیں۔ جو آغاز نما۔ اور ظاہر

دیکھنے والی ہیں۔ دوسری عقل کی آنکھیں جو انجام بین اور باطن کو دیکھنے والی ہیں۔ اہل دنیا
عقلت کی گرد سے عقل کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے اور اہل توحید اور ارباب تحقیق نے جسمانی آنکھوں

کو مٹھوٹا سمجھا ہے۔ ان کے دیکھنے پر اعتماد نہیں کرتے اور ہر گھڑی عقل کی آنکھوں سے دیکھتے
تم جس چیز کو جسمانی آنکھوں سے دیکھتے ہو اس کا انجام عقل کی آنکھوں سے دیکھو۔ جس صورت

دیکھو سو چو کہ اس سے پہلے یہ کیسی تھی اور انجام اس کا کیا ہو گا۔ ہر منزل میں اس کا درجہ پہچان
جس چیز کا خیال کرو۔ اس کے ابتدا سے روانہ ہو جاؤ۔ اور منزل منزل پر دیکھتے دیکھتے اس

انجام تک پہنچو اور اس کے اخیر کو دیکھو۔ آخر اس کا خاک ہے۔ اس کو خاک جان کر اور خاک
اُس سے دل اٹھاؤ۔ مثلاً پھول کو جسمانی آنکھ سے دیکھتے ہو۔ تو اسی وقت اُس پر عقل کی آنکھ

کھولو۔ اور ابتدا سے دیکھتے جاؤ کہ پہلے یہ بیج تھا چند روز زمین میں پوشیدہ رہا۔ قدر
حالت سے اس کو دوسری صحت ملی۔ اور وہ زمین سے پھوٹ پڑا۔ ہوتے ہوتے بڑا

بن گیا۔ پھر اس کی صورت اور نام بدل گیا اور پھول بن گیا۔ اس کے ماضی کو اس طرح
پھر اُس کے مستقبل کو دیکھو کہ آئندہ کیا صورت پکڑے گا۔ پھر اس کو خشک اور بے رنگ

کھلایا ہوا دیکھو۔ پھر اس کے پیچھے چلے جاؤ۔ پُرانا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر خاک میں ملا ہوا
اس وجہ سے عقل کی آنکھوں سے اس کا انجام دیکھو کہ خاک ہے۔ ایسا خاک بناؤ کہ اُس

ہستی کا کوئی اثر نہ رہے اور عقل کی آنکھیں ایسی کھل جائیں اور تیز بین ہو جائیں کہ ج
آنکھوں کی بینائی ان کے سامنے شرمندہ اور مٹھوٹی ہو کر گم ہو جاوے۔ لیکن شروع سے اُس

ہر منزل پر اُس کی صورت کو اپنے سامنے تخیل میں اس طرح ثابت و درست کرو کہ
کوئی فرق نہ رہے۔ بعینہ اس کی صورت کا نقشہ سامنے کھڑا نظر آوے۔ بہت مدت تک

ایسی مشق میں مشغول رہو۔ اور اس نقش خستی کو کمال تک پہنچاؤ کہ ہستی کا نقش تمہارے سا
Marfat.com

بالکل دور ہو جاوے۔ جب تم اس مقام پر پہنچو گے اور اس پر قائم ہو جاؤ گے۔ تو اس سے آگے دوسرا راستہ کھلے گا۔

فرمایا: یہ نہ سمجھو کہ جس شخص نے اپنی ہستی اور جہان کی ہستی کو مٹا دیا وہ مُردہ ہو گیا۔ اور مردہ سے کیا کچھ ہو سکتا ہے؟ نہیں، وہ مردہ نہیں، کہ دیکھنا، سُنا، بولنا، سمجھنا، بیٹھنا اور اٹھنا اُس میں ظاہر ہے۔ مُردہ وہ ہوتا ہے جس میں جس حرکت نہ رہے۔ جو شخص یہ جانتا ہے کہ دنیا کی صورت اور میری صورت دونوں فنا ہیں۔ وہ حقیقی زندہ ہے۔ بلکہ اُس کے نزدیک اہل دنیا سب مُردہ ہیں۔ جو کہ اصل مدعا سے بے خبر ہیں۔ اس شخص نے اپنے مخالفوں کو فنا کیا۔ اور اُن کے غلبہ کو دودھ کر دیا۔ وہ موت سے لاپرواہ ہو گیا۔ اُس کو مرنے سے اور مرنے والوں سے کیا غرض؟ فرمایا، جب صورت ظاہری فنا ہو گئی اور ہستی کا نقش کمال کو پہنچا۔ تو پھر ہستی (واجب الوجود) کی ہستی کو ثابت کرو۔ اور یہ جان لو کہ دنیا کی ہستی (اگرچہ) مقرر ہے۔ لیکن چونکہ یہ ممکن الوجود ہے) اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ ہمارا ہونا یا نہ ہونا۔ ہماری خوشی یا تکلیف ہم سے نہیں۔ یہ سب اُسی ذات سے ہے (ہم از دست) میں ذرہ ہوں وہ آفتاب ہے۔ اُسی کی تابش سے میری یہ حرکت ہے۔ جس طور پر وہ چاہے میں حرکت کرتا ہوں ورنہ میری خجد و جہد سراسر ناکام ہے۔ اس طور پر ہستی ذات مطلق کو قائم کرو۔ اور ہر چیز اسی سے دیکھو۔

فرمایا: جو شخص بیمار ہو، طبیبان تجربہ کار اس کی غیر طبعی خلط کو تشخیص کر کے اس کے خارج کرنے کے واسطے پہلے منضبات کو عمل میں لاتے ہیں۔ اور اُس کچی خلط کو پکا کر سہل اور نصد سے اس کا ازالہ کرتے ہیں۔ اس کے بعد مرض کے دفع کرنے کے لیے دوائی کرتے ہیں۔ اگر مرض سردی سے ہو تو علاج گرم۔ اور اگر مرض گرمی سے ہو تو علاج سرد۔ اگر مرض خشکی سے ہو تو علاج رطب۔ اگر مرض رطوبت سے ہو تو علاج خشک کرتے ہیں۔ اور اس کو غذا تھوڑی تھوڑی اور بے نمک و بے مزہ دیتے ہیں۔ اور چلوں اور گوشتوں کے کھانے سے پرہیز کر دیتے ہیں۔ کچھ عرصہ اسی پر اکتفا کرتا ہے۔ پھر مقوی دوائیں دینا شروع کرتے ہیں کہ اس کے اعضاءے رئیسہ اور اعصاب کو قوت پیدا ہو جاوے اور ضعف قوی دور ہو جائے۔ قوت ماسک و جاؤہ و دافعہ ہر ایک اپنی جگہ پر صیح ہو جاوے اور ہاضمہ میں کیلوس و میگوس میں تفاوت نہ رہے۔

اُس وقت اس کی پرہیزات اور پابندیوں کو دور کر دیتے ہیں اور اجازت دے دیتے ہیں کہ اب جو چاہو کھاؤ۔ اب تم تندرست و توانا ہو۔ اب تم کو کوئی غذا نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ معاذ اللہ اگر پرہیز کے وقت وہ بد پرہیزی کرے تو بلاک ہو جاوے۔ یا کوئی دوسرا مرض پیدا ہو جاوے جس کے علاج سے اطبا عاجز آجائیں۔ اگر پرہیز کے دوران میں اس کو لغزش واقع ہو جاوے تو پھر وہ رٹے گا کہ میرا آرام کہاں گیا۔ پھر صحت کا مرغ دام میں نہ آئے گا۔ اور اس کو ہر گلی کوچہ میں تلاش کرے گا۔ اسی طرح درویشوں کے مذہب میں خواہش دنیا ایک بہت بڑی بیماری ہے۔ اور اہل دنیا مریض ہیں۔ جب تک اصول حکمت کے مطابق (پہلے نقش ہستی موبہوم کو نہ مٹائیں) اس مرض سے خلاصی نہیں پاسکتے۔ اس مرض کی اعراض ہر ایک ہڈی کے مغز تک سرایت کر چکی ہیں۔ اور رگ رگ اور بال بال میں غلبہ پا چکی ہیں۔ جب تک ان امراض کی حکومت وجود سے نہ نکالیں ہم از دست کا نقش قائم نہیں ہو سکتا۔ جس طرح مریض جسمانی کو صحت ہو جانے کے بعد کوئی غذا ضرر نہیں پہنچاتی۔ اسی طرح مریض روحانی کو بعد صحت کے صورت ہستی کوئی مضرت نہیں پہنچا سکتی۔ فرمایا: اگر مریض طبیب سے دوائی لے کر اپنے پاس رکھ چھوڑے اور اس کو استعمال نہ کرے تو ہرگز کوئی فائدہ نہیں پاسکتا۔

اے درویش! میں تیرے ساتھ اس قدر محنت اور کوشش کرتا ہوں اگر میری نصیحتوں پر عمل کرو گے تو فائدہ دیکھو گے۔ اور اگر ان کو افسانہ جہان کر سکو گے تو کچھ نفع نہ پاسکو گے۔ فرمایا: اے درویش! ہر ایک کام کی بنا سننے اور سمجھنے پر ہے۔ جس چیز کے اوصاف پہلے سنے جاویں اُس کے دیکھنے کا اشتیاق بڑھ جاتا ہے۔ اور جب اُس کو دیکھ لے تو اُس کے حاصل کرنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ پھر جب اس کے حصول کی کوشش کرتا ہے تو اہلہ اس کو پالیتا ہے۔

فرمایا: اگر درویش ہر کام کو خدا کی طرف سے نہ دیکھے تو اس کو درویش نہ کہنا چاہیے۔ بلکہ وہ بے ہوش اور باس فردش ہے۔ اگر گودڑی مُردے کو پہنا دیوں تو کیا فائدہ؟ جب تک جاندار نہ ہوگا تو خواب ہی رہے گا۔ مذہب فقیر یہ ہے کہ کسی سے کوئی عرض نہ رکھے سب کچھ اُسی ذات سے ہے۔

فرمایا: درویشوں کے کلام سے درویشی سیکھو اور فائدہ حاصل کرو۔

فرمایا: بعض اوقات درویش لوگ کسی شخص کو خلاف شرع کام کی اجازت دے دیتے ہیں (یا اس سے منع نہیں کرتے) ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ جو کچھ اس کی قسمت میں لکھا ہوا ہے وہ تو کم و بیش ہو نہیں سکتا۔ وہ ہر صورت میں اس کو مل کر ہی رہے گا۔ نصیحت کرنے اور نیکی کی طرف بلانے پر کوئی فائدہ مترتب نہیں۔ اس کو امور مناہی کی اجازت دیوں شاید اس کی بدیوں کا حساب اس کی زندگی میں پورا ہو جاوے۔ اور بقیہ عمر اس کو نیکی میں گزارنے کی توفیق مل جاوے۔

اسے درویش! فقیران اہل بقا کے کلام کلام مغز سمجھو۔ کسی کی تعریف و ذمت نہ کرو۔ کسی کے ذمہ کچھ نہیں۔ قسمت لکھنے والے نے جس کام پر کسی کو لکھا وہ اسی کام میں مشغول ہے۔ تم کو چاہیے کہ دوست و دشمن کو یکساں جانو۔

اسے درویش! آرام و تکلیف اسی کی طرف سے بچاؤ۔ ہوش کی آنکھوں سے دیکھو اور عقل سے خیال کرو۔ حکیم و علیم و بصیر و حاکم خدا ہی ہے۔ اس کے سوا کون ہے جو خوشی اور غم دے سکتا ہے۔ تمام حرکات و افعال و قہر سرکار کے کھلے کے مطابق ظاہر ہو رہے ہیں۔

اسے درویش! میری باتیں سنو اور طالب مولو فقیر بنو، امیر نہ بنو۔ بیکس اور عاجز و حقیر بنو۔ آسمان پر چڑھ جانے اور کچھ بننے کی آرزو نہ کرو بلکہ دل کے خیال میں ہی امانت (میں ہونے) کو راہ نہ دو۔ نفس گمراہ کو ایسی گوشالی کرو کہ ٹیڑھا پن چھوڑ کر سیدھی راہ پر چلنے لگے۔ اپنے خیال کو ذات حق میں لگانے کی مشق کرو۔ وقت کو تعینت جانو۔ اور جانے سعادت کو دام میں لانے کی کوشش کرو۔ ایسا نہ ہو کہ نفس تجھ کو الٹی سمجھ میں لگا دیوے اور تجھ کو نفس ذات کے قایم کرنے سے روک دیوے۔ اگر کوئی شخص چیز بننے کا دعویٰ کرتا ہے تو اس کو کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اگر تو بندہ ہے تو قہری کوئی حرکت تیرے اختیار میں نہیں۔ یہ سب حرکات ارادہ پروردگار کے مطابق ظہور میں آرہی ہیں۔ اگر تو اپنے آپ اپنے کاموں کا کرنے والا اور اپنے کاموں کا مختار ہے (یعنی فاعل مختار ہے) تو تو بندہ نہیں۔ بلکہ تو پروردگار بنتا ہے بندے میں اور خدا میں ہی فرق ہے کہ خدا تعالیٰ جو کچھ چاہے کر سکتا ہے اور بندے سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ جو چیز خود فعل ہو وہ فاعل کیسے ہو سکتی ہے۔

فرمایا: اے درویش! تو ہی طالب اور عاشق ہے۔ تو ہی مطلب ہے۔ تو ہی موجود ہے۔ اور تو ہی نابود ہے۔ تو اپنی قیمت نہیں جانتا۔ اس راز کا محرم نہیں۔ سونا چاندی بھی تو ہے اور تانہا جست بھی تو ہی ہے۔

اے درویش! اگر تو یکرنگی کا لباس پہنے اور وحدت کی شراب کا جام نوش کرے تو اس کے نشہ میں کفر اور اسلام کی قید تجھ سے دور ہو جاوے۔ ہوش اور بیہوشی کی زنجیر سے خلاصی پاوے۔ اگر تو جام جہان بین سے اپنے چہرہ کو دیکھے تو نہ دین و مذہب ہے نہ بیٹنی۔ اگر حقیقی زلف کا قیدی ہو جاوے تو تجھ کو خوشی و غمگینی سے کچھ سروکار نہ رہے۔

فرمایا: اے درویش! تو کس کے دیکھنے کی طلب رکھتا ہے۔ تیرے بغیر یہاں کون سا سخن شناس اور سخندان کون ہے۔ جب یہ بات ثابت و مقرر ہو چکی ہے کہ ذاتِ حق کا غیبر موجود نہیں۔ اور خدا ایک ہی موجود ہے۔ تو پھر خدا جو کون ہے۔

فرمایا: ہم نے تمام ذراتِ عالم میں دیکھا اور ہر خیال میں غور کیا: تو بس خدا ہی خدا نظر آیا۔ هو الله الذی لا اله الا هو۔

اولادِ کرام

حضرت نوشاہ عالیجاہ کے دو فرزند تھے:

اول حضرت سید عارف محمد بن خردار بکر العشق سجادہ نشین آنجناب۔ ان کا مفصل ذکر پہلے طبقہ میں گزر چکا ہے۔ اور مختصر تذکرہ آگے دوسرے باب میں آئے گا۔ ان شاء اللہ
دوم حضرت سید محمد ہاشم دریادل۔ ان کے حالات قیصرے طبقہ کے دوسرے باب میں آئیں گے۔

آپ کی ایک صاحبزادی حضرت سیدہ سائرہ خاتون تھیں۔ جن کا مزار قصبہ ہسلاں ضلع گجرات میں ہے۔

خلفائے عظام

حضرت نوشہ صاحب کے یارانِ طریقت تو بے شمار تھے۔ البتہ مشہور طور پر

سہ یہ تمام ارشاداتِ عالیہ کتاب چار بہار سے لیے گئے ہیں۔ شرافت

آپ کے خلفا کی یہ تقسیم بیان کی جاتی ہے۔ بائیس صوبے (خلیفہ اکبر) بونجر بانوا (خلیفہ اصغر)۔
بہتر امرا (خلیفہ مجاز)

اس جگہ کتاب گلزار فقرا مصنفہ حضرت مولانا حکیم کرم الہی قریشی فاروقی قادری نوشاہی ساکن بیگودالہ ضلع سیالکوٹ سے آپ کے بونجر بانوا تحریر کیے جاتے ہیں۔

- | | |
|--|---|
| ۱۔ <u>میراں مصطفیٰ</u> ۔ ساہنپالوی | ۲۰۔ <u>میاں عبدالرشید</u> بقولے عبدالرشید |
| ۲۔ <u>شاہ حجاز</u> | ۲۱۔ <u>میاں خلاص</u> |
| ۳۔ <u>شیخ امام الدین</u> | ۲۲۔ <u>شیخ عبدالرسول</u> |
| ۴۔ <u>شیخ عظمت اللہ</u> | ۲۳۔ <u>شیخ عبدالنبی</u> |
| ۵۔ <u>شیخ نصر اللہ</u> | ۲۴۔ <u>شیخ جان نور</u> |
| ۶۔ <u>شیخ جمال اللہ</u> | ۲۵۔ <u>شیخ عبدالقادر</u> |
| ۷۔ <u>میاں حاجی</u> (مکتب دار سیالکوٹ) ۲۶۔ <u>شیخ عبدالرحیم</u> | |
| ۸۔ <u>شیخ خان محمد</u> | ۲۷۔ <u>میاں عابد</u> |
| ۹۔ <u>شیخ عبدالسلام</u> | ۲۸۔ <u>میاں کریم</u> |
| ۱۰۔ <u>شیخ فضل</u> | ۲۹۔ <u>شیخ نانوں</u> (قوم بھک رانجھ) |
| ۱۱۔ <u>شیخ عبدالہادی</u> | ۳۰۔ <u>شیخ کریم الدین</u> |
| ۱۲۔ <u>شیخ عبدالحق</u> | ۳۱۔ <u>شیخ عبدالکریم</u> |
| ۱۳۔ <u>شیخ رحمت اللہ</u> (ساکن نون ضلع گجرات) ۳۲۔ <u>میاں رشید</u> | |
| ۱۴۔ <u>شیخ نظام الدین</u> | ۳۳۔ <u>شیخ محمد حسن</u> (رہتاسی) |
| ۱۵۔ <u>حافظ عبدالرحمن</u> | ۳۴۔ <u>شیخ اسمعیل</u> (دوگم) |
| ۱۶۔ <u>میاں شریف</u> | ۳۵۔ <u>شیخ مستقیم</u> |
| ۱۷۔ <u>شیخ ظریف</u> | ۳۶۔ <u>میاں مرید</u> |
| ۱۸۔ <u>میاں لالہ جوگی</u> | ۳۷۔ <u>شیخ واسع</u> |
| ۱۹۔ <u>شیخ عبدالواحد</u> | ۳۸۔ <u>شیخ فتح الدین</u> |

۳۹ - شیخ محمد یار	۴۶ - شیخ قایم
۴۰ - شیخ شہیل	۴۷ - شیخ فتح محمد
۴۱ - میاں مراد	۴۸ - میاں طلال
۴۲ - شیخ صادق	۴۹ - شیخ قاسم بقول شیخ سلیم
۴۳ - شیخ احمد	۵۰ - شاہ میر
۴۴ - شیخ اقدیار	۵۱ - شیخ بدرالدین
۴۵ - سید عمر	۵۲ - میاں حافظ

تاریخ وفات

حضرت نوشہ صاحب کا انتقال دوشنبہ ۸ ربیع الاول ۱۰۶۴ھ ۲۶ جنوری
۱۹۵۴ء پورہ سمٹ آباد کو ہوا۔ روحہ اقدس ساہن پال شریف ضلع گجرات پنجاب
میں ہے۔

قطعہ تاریخ

از کتاب انوار القادریہ

نوشہ گنج بخش مستلزم فیض چونکہ بنمود نوش جام وصال
منظر فیض قدس بود ازاں فیض قدسی فتادہ مادہ سال
مادہ تاریخ : انتخابی۔

باب دوم

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حافظ محمد برادر بکر العشق
رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ سلالہ اولیائے کبار، خلاصہ اصفیائے ابرار، جامع علوم عقلیہ و نقلیہ،
اوصافِ جمیلہ مخزنِ اسرارِ حقیقیہ ابدیہ، غوثِ الاوان، قطبِ الزمان، سید الافراد، عمدۃ
الاولیاد، صاحبِ علم و فضل و ادب و عظمت و جلال و ذوق و شوق تھے۔ سید العارفین شیخ الاسلام و
المسلمین حضرت مولانا سید حافظ حاجی محمد نوشہ گنج بخش علوی قادری کے فرزند اکبر اور خلیفہ اعظم و
سجادہ نشین تھے۔

آپ اپنے والد بزرگوار کی بیعت سے مشرف تھے اور آپ کو مرتبہ
فنائی شیخ کا مرتبہ فنائی شیخ حاصل تھا اور آپ کو مقامِ نوشاہت بدرجہ اتم حاصل تھا
اور آپ ٹیلِ نوشہ تھے۔ کتابوں کے لحاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ چالیس صفتوں میں حضرت
نوشہ صاحب کے اوصاف سے متصف تھے اور ان کے ہم رتبہ تھے۔ مثلاً:

۱۔ حضرت نوشہ صاحب حضرت سخی بادشاہ کے منظور نظر تھے۔ آپ بھی ان کے منظور نظر تھے۔

- | | |
|------------------------------------|-------------------------------|
| ۲۔ آنجناب کو پہلے جذبِ عطا ہوا۔ | آپ بھی پہلے مجذوب ہوئے۔ |
| ۳۔ آنجناب بعد میں سالک ہوئے۔ | آپ بھی بعد میں سالک ہوئے۔ |
| ۴۔ آنجناب نے ظاہری علم پڑھا۔ | آپ نے بھی ظاہری علم حاصل کیا۔ |
| ۵۔ آنجناب حافظِ قرآن کریم تھے۔ | آپ بھی حافظِ قرآن مجید تھے۔ |
| ۶۔ آنجناب اپنے اخفا میں کوشش کرتے۔ | آپ بھی اخفا پسند تھے۔ |
| ۷۔ آنجناب نے لاہور کی سیر فرمائی۔ | آپ نے بھی لاہور کی سیر کی۔ |

- ۸۔ آنجناب نے متعدد سفر کیے۔
- ۹۔ آنجناب حج سے مشرف ہوئے۔
- ۱۰۔ آنجناب مرتبہ غوثیت و قطبیت رکھتے تھے۔
- ۱۱۔ آنجناب میں جس قدر زور ولایت تھا۔
- ۱۲۔ آنجناب نے جو مقاماتِ فقر طے کیے۔
- ۱۳۔ آنجناب وہاں نواز تھے۔
- ۱۴۔ آنجناب نے تیرکمان سے جنگ کیا۔
- ۱۵۔ آنجناب سیفِ زبان تھے۔
- ۱۶۔ آنجناب صاحبِ سماع و وجد تھے۔
- ۱۷۔ آنجناب مستغرقِ بحق رہتے تھے۔
- ۱۸۔ آنجناب مجرموں کے گناہ معاف کرتے تھے۔
- ۱۹۔ آنجناب کی دماغ سے بیمار شفا پاتے تھے۔
- ۲۰۔ آنجناب نے گھوڑے کی سواری کی ہے۔
- ۲۱۔ آنجناب قبحِ شریعت تھے۔
- ۲۲۔ آنجناب کے حق میں پہلے بزرگوں نے پیشگوئیاں کی ہیں۔
- ۲۳۔ آنجناب کا شہرہ تمام جہان میں تھا۔
- ۲۴۔ آنجناب کے مدارجِ دن بدن بڑھتے گئے۔
- ۲۵۔ آنجناب نے سخی بادشاہ کے مریدوں کی تکمیل کی۔
- ۲۶۔ آنجناب حضرت سخی پیر کے افضل خلیفہ تھے۔
- ۲۷۔ آنجناب علم کو دوست رکھتے تھے۔
- ۲۸۔ آنجناب نے ظاہری علم کی تدریس فرمائی۔
- آپ نے یہی متعدد سفر کیے۔
- آپ نے بھی حج مبارک کیا۔
- آپ بن مرتبہ غوثیت و قطبیت سے مشرف ہوئے۔
- آپ میں بھی اتنا ہی زور ولایت تھا۔
- آپ نے بھی وہی مقامات طے کیے۔
- آپ بھی وہاں نواز تھے۔
- آپ نے بھی تیرکمان پاس رکھا۔
- آپ بھی سیفِ اللسان تھے۔
- آپ بھی اہلِ وجد و سماع تھے۔
- آپ بھی مستغرقِ فی التوحید رہتے تھے۔
- آپ بھی مجرموں کی خطائیں معاف کرتے تھے۔
- آپ کی انا سے بھی بیمار شفا پاتے تھے۔
- آپ نے بھی گھوڑے کی سواری کی ہے۔
- آپ بھی قبحِ شریعت تھے۔
- آپ کے حق میں حضرت نوحہ عالی جاہ نے پیشگوئیاں کیں۔
- آپ کا شہرہ بھی تمام جہان میں ہوا۔
- آپ کے احوال بھی ترقی پر رہے۔
- آپ نے حضرت نوحہ صاحب کے مریدوں کی تکمیل کی۔
- آپ حضرت نوحہ صاحب کے افضل خلیفہ تھے۔
- آپ بھی علم و علما کو دوست رکھتے تھے۔
- آپ نے بھی ظاہری علم کی تدریس کی۔

- ۲۹۔ آنجناب صاحب خوارق وکرامات تھے۔
 آپ بھی اہل خوارق وکرامات تھے۔
- ۳۰۔ آنجناب صاحب مقامات عالیہ تھے۔
 آپ بھی صاحب مقامات عالیہ تھے۔
- ۳۱۔ آنجناب ہدیہ قبول فرمایا کرتے تھے۔
 آپ بھی ہدیہ قبول فرمایا کرتے تھے۔
- ۳۲۔ آنجناب کی جس پر نظر غیرت ہوئی وہ
 راندہ درگاہ ہوا۔
- ۳۳۔ آنجناب نے کئی معزوروں کے فیض
 سلب کیے۔
- ۳۴۔ آنجناب دنیا داروں سے پرہیز رکھتے تھے۔
 آپ بھی دنیا داروں سے محترز رہتے۔
- ۳۵۔ آنجناب نے بیٹوں کو علم دینیہ پڑھایا۔
 آپ نے بھی کوشش سے بیٹوں کو علم پڑھایا۔
- ۳۶۔ آنجناب نے مجھ کو اپنا۔
 آپ بھی کبیل پوش رہا کرتے تھے۔
- ۳۷۔ آنجناب کو شاہان مغلیہ کی طرف سے جاگیر
 عطا ہوئی تھی۔
- ۳۸۔ آنجناب جسم قد آور تھے۔
 آپ بھی جسم قد آور شجاع تھے۔
- ۳۹۔ آنجناب نے نکاح کیا اور اولاد ہوئی۔
 آپ نے بھی نکاح کیا اور اولاد ہوئی۔
- ۴۰۔ آنجناب ساہن پال شریف ہیں مدفون ہوئے۔
 آپ بھی وہیں مدفون ہوئے۔
- ان تمام اوصاف سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ حضرت نوشہ صاحب سے مماثلت تامہ اور مناسبت بیکر رکھتے تھے اور نوشاہ وقت تھے۔

اوراد و وظائف

آپ منجملہ دوسرے اوراد کے دعائے کیمیائے سعادت کا روزانہ وظیفہ کیا کرتے تھے

جو یہ ہے :

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ التَّوْبَةُ وَاَنَا الْعَبْدُ لَمَنْ يَنْتَعِ الْعَبْدُ اِلَّا التَّوْبَةُ يَا سَمِيْعُ

- ۲ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْخَالِقُ وَأَنَا الْمَخْلُوقُ فَمَنْ يَدْعُ الْمَخْلُوقَ إِلَّا الْخَالِقُ يَا رَبِّ -
- ۳ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْقَادِرُ وَأَنَا الْمَقْدُورُ فَمَنْ يَدْعُ الْمَقْدُورَ إِلَّا الْقَادِرُ يَا رَبِّ -
- ۴ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْبَاعِثُ وَأَنَا الْمَبْعُوثُ فَمَنْ يَدْعُ الْمَبْعُوثَ إِلَّا الْبَاعِثُ يَا رَبِّ -
- ۵ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمَالِكُ وَأَنَا الْمَمْلُوكُ فَمَنْ يَدْعُ الْمَمْلُوكَ إِلَّا الْمَالِكُ يَا رَبِّ -
- ۶ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْغَنِيُّ وَأَنَا الْفَقِيرُ فَمَنْ يَدْعُ الْفَقِيرَ إِلَّا الْغَنِيُّ يَا رَبِّ -
- ۷ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْقَوِيُّ وَأَنَا الضَّعِيفُ فَمَنْ يَدْعُ الضَّعِيفَ إِلَّا الْقَوِيُّ يَا رَبِّ -
- ۸ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْقَيُّومُ وَأَنَا الزَّائِلُ فَمَنْ يَدْعُ الزَّائِلَ إِلَّا الْقَيُّومُ يَا رَبِّ -
- ۹ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْغَفُورُ وَأَنَا الْمُدْنِبُ فَمَنْ يَدْعُ الْمُدْنِبَ إِلَّا الْغَفُورُ يَا رَبِّ -
- ۱۰ اللَّهُمَّ أَنْتَ الرَّحِيمُ وَأَنَا الْخَاطِئُ فَمَنْ يَدْعُ الْخَاطِئَ إِلَّا الرَّحِيمُ يَا رَبِّ -
- ۱۱ اللَّهُمَّ أَنْتَ الدَّيَّانُ وَأَنَا الدَّائِرُ فَمَنْ يَدْعُ الدَّائِرَ إِلَّا الدَّيَّانُ يَا رَبِّ -
- ۱۲ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمُعِثُّ وَأَنَا الْمُسْتَعِثُّ فَمَنْ يَدْعُ الْمُسْتَعِثَّ إِلَّا الْمُعِثُّ يَا رَبِّ -
- ۱۳ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمُجِيرُ وَأَنَا الْمُسْتَجِيرُ فَمَنْ يَدْعُ الْمُسْتَجِيرَ إِلَّا الْمُجِيرُ يَا رَبِّ -
- ۱۴ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمُجِيبُ وَأَنَا الدَّاعِي فَمَنْ يَدْعُ الدَّاعِي إِلَّا الْمُجِيبُ يَا رَبِّ -
- ۱۵ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْعَزِيزُ وَأَنَا الدَّلِيلُ فَمَنْ يَدْعُ الدَّلِيلَ إِلَّا الْعَزِيزُ يَا رَبِّ -
- ۱۶ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمُعْطَى وَأَنَا السَّائِلُ فَمَنْ يَدْعُ السَّائِلَ إِلَّا الْمُعْطَى يَا رَبِّ -
- ۱۷ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمُنْجِي وَأَنَا الْغَرِيقُ فَمَنْ يَدْعُ الْغَرِيقَ إِلَّا الْمُنْجِي يَا رَبِّ -
- ۱۸ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْغَفَّارُ وَأَنَا الْمُتَضَرِّعُ فَمَنْ يَدْعُ الْمُتَضَرِّعَ إِلَّا الْغَفَّارُ يَا رَبِّ -
- ۱۹ اللَّهُمَّ أَنْتَ الشَّافِي وَأَنَا الْمَرِيضُ فَمَنْ يَدْعُ الْمَرِيضَ إِلَّا الشَّافِي يَا رَبِّ -
- ۲۰ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْبَاسِطُ وَأَنَا الْمَبْسُوطُ فَمَنْ يَدْعُ الْمَبْسُوطَ إِلَّا الْبَاسِطُ يَا رَبِّ -
- ۲۱ اللَّهُمَّ أَنْتَ الرَّحْمَنُ وَأَنَا الْعَاصِي فَمَنْ يَدْعُ الْعَاصِي إِلَّا الرَّحْمَنُ يَا رَبِّ -
- ۲۲ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْحَافِظُ وَأَنَا الْمَجْرُومُ فَمَنْ يَدْعُ الْمَجْرُومَ إِلَّا الْحَافِظُ يَا رَبِّ -
- ۲۳ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْبَصِيرُ وَأَنَا الْأَعْمَى فَمَنْ يَدْعُ الْأَعْمَى إِلَّا الْبَصِيرُ يَا رَبِّ -
- ۲۴ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْفَتَّاحُ وَأَنَا الْمَسْجُوعُ فَمَنْ يَدْعُ الْمَسْجُوعَ إِلَّا الْفَتَّاحُ يَا رَبِّ -

- ۲۵ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْعَالِمُ وَأَنَا الْعَاقِلُ فَمَنْ يَدْعُ الْعَاقِلَ إِلَّا الْعَالِمُ يَا رَبِّ -
- ۲۶ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمَعْبُودُ وَأَنَا الْعَابِدُ فَمَنْ يَدْعُ الْعَابِدَ إِلَّا الْمَعْبُودُ يَا رَبِّ -
- ۲۷ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمُفْرَحُ وَأَنَا الْمَعْمُومُ فَمَنْ يَدْعُ الْمَعْمُومَ إِلَّا الْمُفْرَحُ يَا رَبِّ -
- ۲۸ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْعَادِلُ وَأَنَا الْمَظْلُومُ فَمَنْ يَدْعُ الْمَظْلُومَ إِلَّا الْعَادِلُ يَا رَبِّ -
- ۲۹ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْقَاسِمُ وَأَنَا الْمَقْسُومُ فَمَنْ يَدْعُ الْمَقْسُومَ إِلَّا الْقَاسِمُ يَا رَبِّ -
- ۳۰ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْهَادِي وَأَنَا مُتَّحِيرٌ فَمَنْ يَدْعُ الْمُتَّحِيرَ إِلَّا الْهَادِي يَا رَبِّ -
- ۳۱ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمُحْيِي وَأَنَا الْمَيِّتُ فَمَنْ يَدْعُ الْمَيِّتَ إِلَّا الْمُحْيِي يَا رَبِّ -
- ۳۲ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْوَهَّابُ وَأَنَا الْمُجْرِمُ فَمَنْ يَدْعُ الْمُجْرِمَ إِلَّا الْوَهَّابُ يَا رَبِّ -
- ۳۳ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْعَفْوُ وَأَنَا الْمُسِيءُ فَمَنْ يَدْعُ الْمُسِيءَ إِلَّا الْعَفْوُ يَا رَبِّ -
- ۳۴ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْحَقُّ وَأَنَا الْبَاطِلُ فَمَنْ يَدْعُ الْبَاطِلَ إِلَّا الْحَقُّ يَا رَبِّ -
- ۳۵ اللَّهُمَّ أَنْتَ الشَّاهِدُ وَأَنَا الْمَشْهُودُ فَمَنْ يَدْعُ الْمَشْهُودَ إِلَّا الشَّاهِدُ يَا رَبِّ -
- ۳۶ اللَّهُمَّ أَنْتَ الشَّهِيدُ وَأَنَا الْمَشْهَدُ فَمَنْ يَدْعُ الْمَشْهَدَ إِلَّا الشَّهِيدُ يَا رَبِّ -
- ۳۷ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْخَالِصُ وَأَنَا الْمُخْلِصُ فَمَنْ يَدْعُ الْمُخْلِصَ إِلَّا الْخَالِصُ يَا رَبِّ -
- ۳۸ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْحَاكِمُ وَأَنَا الْمَحْكُومُ فَمَنْ يَدْعُ الْمَحْكُومَ إِلَّا الْحَاكِمُ يَا رَبِّ -
- ۳۹ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْجَامِعُ وَأَنَا الْمُتَفَرِّقُ فَمَنْ يَدْعُ الْمُتَفَرِّقَ إِلَّا الْجَامِعُ يَا رَبِّ -
- ۴۰ اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّيِّدُ وَأَنَا الْمُبْتَهَلُ فَمَنْ يَدْعُ الْمُبْتَهَلُ إِلَّا السَّيِّدُ يَا رَبِّ -
- ۴۱ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْبَاقِي وَأَنَا الْغَائِبُ فَمَنْ يَدْعُ الْغَائِبَ إِلَّا الْبَاقِي يَا رَبِّ -
- ۴۲ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْكَرِيمُ وَأَنَا اللَّئِيمُ فَمَنْ يَدْعُ اللَّئِيمَ إِلَّا الْكَرِيمُ يَا رَبِّ -
- ۴۳ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْكَاشِفُ وَأَنَا الْمُضْطَرُّ فَمَنْ يَدْعُ الْمُضْطَرَّ إِلَّا الْكَاشِفُ يَا رَبِّ -
- ۴۴ اللَّهُمَّ أَنْتَ الشَّافِي وَأَنَا الْعَلِيلُ فَمَنْ يَدْعُ الْعَلِيلَ إِلَّا الشَّافِي يَا رَبِّ -
- ۴۵ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْأَمِينُ وَأَنَا الْخَائِفُ فَمَنْ يَدْعُ الْخَائِفَ إِلَّا الْأَمِينُ يَا رَبِّ -
- ۴۶ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْوَارِثُ وَأَنَا الْمَرْزُوقُ فَمَنْ يَدْعُ الْمَرْزُوقَ إِلَّا الْوَارِثُ يَا رَبِّ -
- ۴۷ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْغَفُورُ وَأَنَا الْعَاصِي فَمَنْ يَدْعُ الْعَاصِي إِلَّا الْغَفُورُ يَا رَبِّ -

۴۸ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْكَبِيْرُ وَاَنَا الْعَاصِيْ فَمَنْ يَدْعُ الْعَاصِيْ اِلَّا الْكَبِيْرُ يَارَبِّ -

۴۹ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمُعْزُ وَاَنَا الذَّلِيْلُ فَمَنْ يَدْعُ الذَّلِيْلَ اِلَّا الْمُعْزُ يَارَبِّ -

۵۰ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ سَيِّدِيْ وَمَوْلَايْ وَخَالِقِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَاعْتِقِنِيْ مِنَ الْمَسَارِ -

يَا مُجِيْبُ رَوْحَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ اٰلِهِ
اَجْمَعِيْنَ -

اس کے علاوہ آپ نوافل تہجد و اشراق و ضحیٰ و آدابین و تسبیح وغیرہ اور اذکار و افکار اور
مراقبات و تلاوت قرآن مجید سے اپنے اوقات عزیز کو معمور رکھتے تھے۔ کوئی دم آپ کا یاد الہی سے خالی
نہ جاتا تھا۔ اس کے علاوہ تدریس و تبلیغ اور ترویج سلسلہ قادریہ نوشاہیہ میں مصروف و مشغول رہتے تھے۔

کرامات

آپ سے کرامتیں بکثرت ظاہر ہوتی تھیں۔ زیادہ تر پہلے طبقہ میں لکھی جا چکی ہیں۔ از انجملہ
منقول ہے کہ ابتدائے احوال میں ایک روز آپ موضع قبیگے میں
آپ کی نافرمانی کا خمیازہ اپنے سسرال کے گھر بحالت استغراق بیٹھے تھے۔ ہمسایہ کی
ایک لڑکی چرخہ کات رہی تھی اور ساتھ ساتھ گیت گارہی تھی۔ آپ کو نغمہ سن کر وجد ہوا۔ وہ لڑکی چپ
ہو گئی۔ آپ نے فرمایا یہ گانا پھر بولو۔ اس نے گستاخانہ کہائیں مطربہ نہیں ہوں جو بار بار گاؤں! امر الہی
سے اس لڑکی کو پیٹ میں سخت درد شروع ہو گیا۔ ہر چند علاج کیے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اس کے
والدین کو اصل واقعہ کا پتہ چلا تو انہوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگی۔ آپ نے فرمایا
دوبارہ وہی گیت بولے۔ چنانچہ اس نے گانا شروع کیا تو اسی وقت شفا ہو گئی۔

منقول ہے کہ آپ کے زمانہ سجادگی میں ایک مرتبہ
آپ کی دعا سے بارش ہونا اساک باراں ہوا۔ ساون کا مہینہ گزر گیا۔ اس
مہینے کا ایک دن باقی رہتا تھا کہ لوگوں نے آپ کے حضور میں حاضر ہو کر بارش کے لیے دعا کی

لہ رسالہ احمدیگ۔ کنز الرحمت ۱۲ شرافت

التماس کی۔ آپ نے ہاتھ اٹھا کر درگاہِ حق تعالیٰ میں دعا کی :
 ”ہُن اک دن رہ گیا ساون وا، کئی کرنا ایں مینہ وساون وا“
 امرِ حق سے اُسی وقت بارش شروع ہو گئی اور ملک شاداب ہو گیا۔

مکتوبات

آپ کے دو مکتوب طبقہ اول میں گزر چکے ہیں۔ ایک مکتوب یہاں لکھا جاتا ہے۔ جس کا واقعہ یہ ہے کہ ایک بڑھیا نے آپ کی جناب میں التماس کی کہ میرے ہاں دو لڑکیاں ہیں میں ان کی شادی کرنا چاہتی ہوں میرے پاس کوئی چیز نہیں۔ آپ نے اس کو ایک رقمہ نواب صاحب کی طرف لکھ کر دیا جس کے الفاظ یہ تھے :
 ”عاجز پتا یا ! ایں مجوزہ از بار دو عاجزہ عاجز۔“

چو عاجزہ رہا سندہ دانم ترا
 دریں داوری چوں نخوانم ترا“

چنانچہ نواب صاحب نے یہ رقمہ دیکھتے ہی اس کو مالا مال کر دیا۔

مناجات پنجاب غوثِ عظیم

یا خاندانِ با صفت یا شیخ عبدالقادر	یا دودمانِ مصطفیٰ یا شیخ عبدالقادر
یا رہنمائے عارفان یا شیخ عبدالقادر	یا شاہباز لا مکاں یا پاکباز عاشقان
برچرخِ ہفتم بام تو یا شیخ عبدالقادر	یا شاہِ شاہان نام تو ہے چشمِ وحدتِ جام تو
من خود ندانم حال تو یا شیخ عبدالقادر	یا آلِ حسین آل تو آن نقطہ بر خالی تو
بر فرقِ مردم پانے تو یا شیخ عبدالقادر	بر عرشِ اعظم جائے تو بر لامکاں ماوائے تو
باتق تعالیٰ ناز تو یا شیخ عبدالقادر	در طورہ واقصی راز تو در گوشِ روح آواز تو
وہر حقیقت سفتہ یا شیخ عبدالقادر	حکمِ شریعت گفتہ راہِ طریقت رفتہ
در بحرِ جاں مرجاں توئی یا شیخ عبدالقادر	عارف توئی عرفاں توئی ساک توئی سلطان توئی

سر حلقہ چل تن توئی زان پختن یک تن توئی
 در مذہب اعظم توئی در مشرب اہم توئی
 سر دفتر غریبا توئی در ویش ہم فترا توئی
 عالم توئی عادل توئی مفتی توئی فاضل توئی
 ملا توئی قاضی توئی شہید توئی غازی توئی
 با سروران سرور توئی سلطان دین پرور توئی
 دانا بہر حکمت توئی بینا بہر قدرت توئی
 صافی توئی صوفی توئی کافی توئی کوی توئی
 سرہنگ لایہوتی توئی اسرارناسوتی توئی
 اسرار جاں دانستہ وز قید تن وارستہ
 با عشقبازاں عاشقی با صد قبازاں صادقی
 زاہد بگویم زاہدی عابد بگویم عابدی
 ہم راکنی ہم ساجدی ہم احمدی ہم حامدی
 ہم مجبی ہم جامنی ہم مسمی ہم سامی
 ہم آفتاب خاوری ہم بادشاہ داوری
 عقل ست در سفسوز تو عشق ست نار افزو تو
 نار از تو روشن میشود بار از تو سوسن میشود
 سید توئی صاحب توئی با جد خود نائب توئی
 سینگی ز تو پُر نور شد قوسی ز تو مشہور شد
 در قاب تو سینہ قدم غارت بکن تاج ارم
 عالم ہم حیران تو بہر سیرت و بر شان تو
 پیش تو حیران عقل کل در گلشن عالم تو محل
 تو ز ہر وان را رہبری ہم جسب سبیل را شہری

میزان حق منسب توئی یا شیخ عبدالقادر
 در منصب اکرم توئی یا شیخ عبدالقادر
 خوش فہم ہم شعرا توئی یا شیخ عبدالقادر
 از آسماں نازل توئی یا شیخ عبدالقادر
 با داد حق راضی توئی یا شیخ عبدالقادر
 دہندہ آن حیدر توئی یا شیخ عبدالقادر
 با عزت و با عظمت توئی یا شیخ عبدالقادر
 آنکس کہ معروفی توئی یا شیخ عبدالقادر
 ملکوت جسودتی توئی یا شیخ عبدالقادر
 خود را بجاناں بستہ یا شیخ عبدالقادر
 من ہرچہ گویم لایقی یا شیخ عبدالقادر
 حقا عجائب شاہدی یا شیخ عبدالقادر
 از نسل نژاد آدمی یا شیخ عبدالقادر
 ہم لعدای ہم لامعی یا شیخ عبدالقادر
 از غیب میداں آوری یا شیخ عبدالقادر
 چرخ دو عالم روز تو یا شیخ عبدالقادر
 خار از تو گلشن میشود یا شیخ عبدالقادر
 از چشم ما غائب توئی یا شیخ عبدالقادر
 عالم ز تو معمور شد یا شیخ عبدالقادر
 بر مدد منداں کن کرم یا شیخ عبدالقادر
 مشکل ہمہ آسان تو یا شیخ عبدالقادر
 وارث توئی بعد از رسل یا شیخ عبدالقادر
 در آسماں با منبری یا شیخ عبدالقادر

ہفت آسماں اوراق تو یا شیخ عبدالقادر
 مار اندکبے یافتہ یا شیخ عبدالقادر
 از بہر حق کاری کند یا شیخ عبدالقادر
 وصفت نیاید در زماں یا شیخ عبدالقادر
 در ولبری کامل شدی یا شیخ عبدالقادر
 پاک از تمامی امتی یا شیخ عبدالقادر
 فردوس صحن کوئے تو یا شیخ عبدالقادر
 گر جاں بگویم ہم شود یا شیخ عبدالقادر
 چون قاب قوسین عشوات یا شیخ عبدالقادر
 از خویش گردد بے خبر یا شیخ عبدالقادر
 ماہ است بازہرہ جہیں یا شیخ عبدالقادر
 یک عرض دارم پیش تو یا شیخ عبدالقادر
 چیزے کہ گوئی آں کسم یا شیخ عبدالقادر
 سرے عیاں باماں بکن یا شیخ عبدالقادر
 سرپوش تو افکنده ام یا شیخ عبدالقادر
 ماور پدھسم ماوری یا شیخ عبدالقادر
 چون چشم بر تو دوختہ یا شیخ عبدالقادر
 ہر لحظہ گوئم دمبدم یا شیخ عبدالقادر
 غمگین دلم را شاد کن یا شیخ عبدالقادر
 تاصحت یا ہم کمال یا شیخ عبدالقادر
 از فضل خود بخشائیم یا شیخ عبدالقادر
 چون بلبلاں نالاں شوم یا شیخ عبدالقادر
 در درماں درماں شوی یا شیخ عبدالقادر

سبوحیاں مشتاق تو قدوسیاں عشاق تو
 آں گیسوان یافتہ ابریشے بر تافتہ
 آں طرہ طراری کند باہر کسے یاری کند
 باشد اگر ہر مودہاں در ہر دہانے صد زباں
 از نور حق حاصل شدی حق را ازاں واصل شدی
 خیزد چو بانگ امتی آنجا سراج امتی
 والشمس وصف روئے تو واللیل مدح ہوئے تو
 طوبی ز قدرت کم شود علت مسیحا دم شود
 ماں ابروان دکشت آں مہرب چوں مہوشت
 چشمان تو شمس و قمر بر ہر کسے افتد گذر
 آں ال دندان ال دین پروین دارد بر تریں
 من بندہ درویش تو من عاشق دلریش تو
 بر درگت من کیستم خود را ندانم پیستم
 در درماں درماں بکن آنکہ ازاں آساں بکن
 تو خواجہ من بندہ ام از خدمتت شرمندہ ام
 ہر چیز را تو قادری زان رو کہ عبد القادری
 رحمتے بایں دل سوختہ آتش بجاں افزوختہ
 دست بدامانت زدم از لطف خود بگذار دم
 آخر ما ہم یاد کن از عنسم دلم آزاد کن
 شیخا بحق ذوالجلال بر روئے من دست بجال
 یک شب چہ شد گر آئیم در خواب رو بنمائیم
 بر نیزم در قصاں شوم پیش تو من قرباں شوم
 یک شب چہ شد ہماں شوی این خستہ جاں اجاں شوی

احوالِ دل گویم تو مقصودِ کل جویم ز تو
 ہر چیز میگوید گدا با چون من وصف ترا
 چشمان من یعقوب شد چون در سلیمان خوب شد
 گر بر سرم آری گذریا سویم اندازی نظر
 دیگر معالجات مانده ام افسون نامت خوانده ام
 تا نام تو قطب علی در وادی ہر بیدی
 نام تو اسرارِ ازل کردن تو ان دفع اجل
 ہر درد را در ماں ز تو ہر مشکلی آسان ز تو
 رحمتی بکن اے شاہ من با این کسے چون گاہ من
 حافظ ز تو دارد رجا چشمان او را کن نما
 بر تو بحق آن یمن کامل طلوعش بہر من
 ہر چند کند و کالم سونے گناہاں مانم
 چون ساکلاں را دوستی شاہی سخاوت خواستی
 بسیار جفا بدم جس لایق نباشد پیش و پس
 گزین گدائے در بدرگتانی شد در گذر

روشن شود موئم ز تو یا شیخ عبدالقادر
 شک نیست از فضل ترا یا شیخ عبدالقادر
 چون فہرہ ایوب شد یا شیخ عبدالقادر
 چشم شود شمس و قمر یا شیخ عبدالقادر
 گذار پس در مانده ام یا شیخ عبدالقادر
 آسان بکن ہر مشکلی یا شیخ عبدالقادر
 با صدق گر سازی عمل یا شیخ عبدالقادر
 از حق شدہ فرماں تو یا شیخ عبدالقادر
 بنام سونے حق راہ من یا شیخ عبدالقادر
 بخشد خداوندش بہت یا شیخ عبدالقادر
 در حق من بکش من یا شیخ عبدالقادر
 اما بہ پیشت سالم یا شیخ عبدالقادر
 از بہر بخشش خواستی یا شیخ عبدالقادر
 پیش ترا بس یک حرف یا شیخ عبدالقادر
 امید دارم این فتور یا شیخ عبدالقادر

مملوک و خدمت گار تو مشغول در اذکار تو

در ویش برخوردار تو یا شیخ عبدالقادر

باتمام رسید وصفِ حضرت غوثِ پاکِ اول و آخر وہ مرتبہ درود بخواند و پانزہ بار این

وصف بخواند ہر مطالب بجز اول آید بینہ و کرمہ

تحریرات

آپ کے ہاتھ مبارک کی چند تحریرات میرے کتب خانہ میں موجود ہیں۔

ذکر کی فضیلت میں یہ حدیث ہے: "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا

اخبوکم بخیر اعمالکم و ازگناہا عند ملیکم و اسرفھا درجاتکم و

تحریرات

خیر لکم من انفاق الذهب والورق وخیر لکم من ان تلقوا عدوکم فتضربوا اعناقکم قالوا
بلی قال ذکر اللہ“

فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا میں تم کو ایک ایسا عمل نہ بتاؤں جو سب سے بہتر ہے
اور خدا کے ہاں سب اعمال سے پاکیزہ تر ہے اور درجوں کے لحاظ سے سب سے بلند ہے اور سونا
اور روپے خرچ کرنے سے تمہارے لیے بہت بہتر ہے۔ اور دشمنوں کے ساتھ جہاد کرنے اور ان کو
قتل کرنے اور خود شہید ہونے سے بھی تمہارے حق میں زیادہ بہتر ہے۔ سب نے عرض کیا فرمائیے۔
تو حضور نے فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

تحریر دوم یہ ایک رباعی ہے جو مشرب توحید و جود کی کو ظاہر کرتی ہے:

رباعی

چوں چشمِ پوشم از تو بدل جلوہ گر توئی در زانکہ دیدہ باز کنم در نظر توئی
کس در درونِ دیدہ و دل نیست غیر تو دائم بر پیش دیدہ و دل جلوہ گر توئی
(مکتوبہ ۱۰۶۸)

اولادِ کرام

آپ کے چنے صاحبزادے تھے:

۱۔ حضرت سید عنایت اللہ زاہدؒ

۲۔ حضرت سید سعید اللہ حکیمؒ

۳۔ حضرت سید رحمت اللہ عارفؒ

۴۔ حضرت سید نعمت اللہ عزمہ پہلوانؒ

۵۔ حضرت سید سعید اللہ محمدؒ

۶۔ حضرت سید مافکہ جمال اللہ فقیر اعظمؒ

یارانِ طریقت

آپ سے جنے شمار مخلوق کی یاریاں ہوئی۔ آپ کے یارانِ طریقت کی فہرست طبقہ اول

میں گزر چکی ہے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

مدحیات

آپ کی مدح میں بہت لوگوں نے طبع آزمائی کی ہے۔ جن کو میں نے تفصیل سے اپنی کتاب مقاماتِ برخوردارِ یہ میں درج کیا ہے اور کچھ پہلے طبقہ میں آپ کے حالات میں دو نظمیں دی ہیں۔ یہاں بھی دو پنجابی نظمیں لکھی جاتی ہیں:

(۱)

از حضرت مولوی محمد حبیب اللہ قادری حنفی مصنف تفسیر نعمانی

حضرت توشہ دا فرزند اک برخوردار گرامی	عشقِ حقانی سے ریائیں اود تیراک دوامی
وعدت دے دیراؤں واقف برخوردارِ حقانی	سینہ صاف آئینہ دل دا نور انوارِ پچانی
جام استوں مست اکھیں ہر ویلے برخوردارِ	ہراک نظر اُنہاندی مستی خانے دی ہماری
ساقی ازل اکھاں وچ مستی اتنی آہی پانی	نیم نگاہوں اسدیوں عالم سی لبریز ہر گاہی
جان کلام اہدی تھیں جھڑے موقی معنیوں والے	وچ طومارِ عرفان اودے سببان نام ہر حالے
استغراقی بجراندی اوس خواصی پانی	خودی کنوں بخود ہوتی تھیں کیتی اوس رسائی
اُسے آبِ کرم تھیں تازہ گلشنِ علم ادب دے	اُسے قہروں ملک گناہاں سڑیا نال غضبے
نالِ خلوص چٹھے دروازہ جو درگاہِ ولایت	
برخورداروں برخوردارِ پاؤں شانِ شہامت (کنزِ الرحمت پنجابی)	

(۲)

از شہزادہ شاہد رضا شرافتی ساکن لورہ کی ضلع گوجرانوالہ

بچھے دو فرزند خدائے گنج بخش دے تانیں	سورج چند مثال دو ہاں دی ظاہر کیتی سائیں
حافظ برخوردار وڈیرا بکسر عشقِ یگاناں	شاہ ہاشم دریا دل چھوٹا عاشق مردِ ربانان
شانِ بلند دو ہاں دا آہا باہر حد حسابوں	گنجِ فقر دے مالک دونوں پایا فیضِ جنابوں
فانی دنیا اتوں جس دن توشہ کرن تیاری	لگے چڑھن جہازِ بہشتی نال خدا دی یاری
اپنی جگہ خلیفہ کیتا وڈا پت پیارا	بن مالی تے باغِ سمائیں حافظ برخوردار

بخش دتی دستار مبارک نامے تحت لو شاہیاں
 اک وصیت کر ساں بیٹا دانشمند سیا نے
 اپنے ہتھیں خدمت کرنی جو کوئی درتے آوے
 بحر العشق خطاب تسانوں بخشیارب جنابوں
 ہائی صوبے نوشہرہ سندھ حاضر سن اُس ویلے
 ہر اک تائیں حضرت نوشہ ایہ فرمان سنایا
 نامے فقر خزانہ بخشے پھر پھر ورت صراحیوں
 ظاہر باطن لنگر جاری رکھنا نال دھیانے
 ادنیٰ اعلیٰ جو کوئی ہوئے خالی مول نہ جاوے
 دن دن فیض حقیقت والا طہی و دھ حسابوں
 بر خوردار پیارے شے سنگ سبناں نے ہتھ ویلے
 گدی اپنی دا میں مالک بر خوردار بسنا یا
 اگوں جو کج لینا ہوئے اس کووں آ منگو
 ہر شے ایتھوں ہوگ میسر ہرگز تائیں سنگو (نوشہ عشق)

تاریخ وفات

شاہ بر خوردار کی وفات بقول صبح بروز اتوار ۵ ذیقعدہ ۱۰۹۳ھ کو ہوئی۔ مزار مبارک
 موضع ساہی پال شریف، گورستان نوشاہیہ میں، بلند چوڑہ پر سنگ مرمر سے بنی ہوئی ہے۔
 رحمة الله عليه رحمة واسعة۔

قطعہ تاریخ

از مولانا حکیم غلام قادر شاہ اثر انصاری برقعہ ازلی جالندھری
 شد ز دنیا چوسوئے دار قرار
 آں حق آگاہ شاہ بر خوردار
 زیب سجادہ حضرت نوشہ
 حافظ نادیر کلام اللہ
 سال ترحیل آں ولی اکمل
 آمدہ منبع فیوض اجسل

۱۔ حضرت شاہ حافظ بر خوردار بحر العشق کے مزید حالات شریف التواریخ کی تیسری جلد موسوم بہ
 تذکرۃ النوشاہیہ کے پہلے حصہ تحائف الاطہار نام میں لکھے جائیں گے۔
 ۲۔ مادہ تاریخ میں ایک عدد کم ہے ۱۲ شرافت

ماہ ہائے تاریخ

۱۔ فیاضِ عالمیان

۲۔ ابرِ فیض

۳۔ غنی پاکباز

۴۔ اصالتِ شعار

باب سوم

اس میں اُن بزرگانِ بر خوردار یہ کے حالات ہیں جو حضرت نوشہ صاحب سے تیسری پشت ہیں

سید عنایت اللہ زاہد

نخستین عنایت اللہ باعسذوجاہ کہ زائیدہ بود او بعد نوشاہ
ششس یازدہ سال ترکِ طعم برو کرد حسمان توجہ تمام

آپ مورث مقاماتِ ناسوت، عالمِ مقالاتِ ملکوت، محرمِ درجاتِ جبروت،
اوصافِ جمیلہ منظرِ حالاتِ لاہوت، غوثِ وقت، مرجعِ خلائق تھے۔ آپ حضرت سید
حافظ محمد بر خوردار بر خور العشق بن حضرت نوشہ گنج بخش کے فرزند اکبر تھے۔

آپ کی ولادت باسعادت شہر میں ہوئی۔ مادہ تاریخ ہے:
تاریخ ولادت "آفتابِ مثال"۔

آپ نے اپنے جدِ امجد حضرت نوشہ صاحب کی آغوش میں تربیت پائی۔ آنحضرت آپ کے
تربیت ساتھ بہت پیار کرتے تھے۔ آپ صحنِ خانہ میں کھیلتے تو آنجناب دیکھ کر خوش ہوا کرتے۔
منقول ہے کہ حضرت نوشہ صاحب کے صحنِ خانہ میں ٹاہلی کے
آنجناب کی خوش طبعی تین درخت تھے۔ جن میں دو سیدھے اور بلند تھے۔ اور ایک
ٹیرھا اور پست تھا۔ آپ ایک روز کھیلتے ہوئے اُن کے گرد پھر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ یہ
جو دو ٹاہلیاں سیدھی ہیں یہ میری ہیں اور جو پست اور کج ہے وہ حضرت باوا جی صاحب کی ہے
آنجناب آپ کی یہ بھولی بھالی باتیں سن کر بہت خوش ہو رہے تھے۔ اتفاقاً اسی رات کو اندھیری

آئی۔ وہ دونوں سیدھی ٹاہلیاں گر پڑیں۔ اور جو ٹیڑھی تھی وہ محفوظ رہی۔ صبح کو آنجناب نے طش طبعی سے فرمایا عنایت اللہ! تمہاری ٹاہلیاں کہاں گئیں دیکھو ہماری ٹاہلی تو موجود ہے۔

آپ نے اپنے والد بزرگوار سے علوم ظاہری کی تحصیل کی۔ علم فقہ و حدیث و ادب تسلیم میں پوری دسترس حاصل ہوئی۔

آپ کی بیعت اپنے والد بزرگوار حضرت سید حافظ محمد برخوردار بھراہلقی "بیعت و خلافت سے تھی۔ انہیں سے خرقہ خلافت و اجازت حاصل کیا۔ ان کی وفات کے بعد حضرت شیخ عبدالرحمن پاک صاحب بھڑی والد سے بھی تربیت و تکمیل پائی اور اعلیٰ مقامات آپ پر منکشف ہوئے۔

آپ بحکم تفکروا ستغراق تفکر ساعتہ خیر من عبادة ستین سنہ (ایک گھڑی کا تفکر و استغراق تفکر ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہوتا ہے) زیادہ اوقات تفکر و تدبر و جذب و استغراق میں مشغول رہتے۔ یاد اللہ میں پورا پورا انہماک تھا۔

مقامات

حضرت پاک صاحب بھڑی والد کی توجہ سے آپ پر مقام صمدیت کھل گیا۔ اور مقام صمدیت آپ اس بلند مقام پر فائز ہوئے۔ کھانا پینا بالکل ترک ہو گیا۔ صاحب کوزہ رحمت نے لکھا ہے کہ آپ نے گیارہ سال تک کچھ نہ کھایا۔ حد شش یا زودہ سال ترک طعام لیکن علامہ شیخ محمد باہ صدقت کنجاہی نے ثواقب المناقب میں لکھا ہے کہ آپ نے تازلیست کچھ نہیں کھایا پیا۔

میں عنایت اللہ خلف الصدق ان صبح نفس کہ حسن گندم گون او خیر مایہ قرص آفتاب بود عمرے بزم آسایے گردوں گرد آب و دانہ نگشت۔

۱۶۵ قلمی ص ۱۶۵ شرافت

اور اس بھوک و پیاس سے آپ کے جسم پر کسی پڑمردگی و کمزوری کے آثار نہیں پائے جاتے تھے۔ جسم مبارک اصلی حالت پر رہتا تھا۔

مقامِ غوثیت ذکر کے وقت آپ کے اعضاِ علیہ علیہ ہو جایا کرتے تھے۔

فائدہ : صوفیائے کرام کا ارشاد ہے کہ جس کے اعضا ذکر کے وقت الگ ہو جائیں۔ یہ غوثیت کی دلیل ہے۔ تذکرہ غوثیہ میں اسی طرح مذکور ہے۔

کرامات

آپ سے خوارق و کرامات بہت ظاہر ہوا کرتے تھے۔

چودھری بخٹاور نمبر دار سے منقول ہے کہ آپ زراعت ذکر کے وقت اعضا کا علیہ ہو جانا پیشہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ عثمان میں آپ کے

کما دکا کھیت تھا۔ آپ اس کی محافظت کے لیے دن رات وہیں گڑھال میں رہتے۔ ایک رات میں آپ کی زیارت کو گیا تو دیکھا کہ آپ کے تمام اعضا علیہ علیہ پڑے ہیں۔ میں نہایت متعجب و متعجب ہوا اور خیال کیا کہ شاید آپ کو چور قتل کر گئے ہیں۔ میں شور و غوغا کرنے کو تیار تھا کہ آپ کے چھوٹے بھائی سید شاہ عصمت اللہؒ غیب سے وہاں ظاہر ہو گئے اور فرمایا: "بخٹاور! یہ خدا تعالیٰ کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔ اس کو ظاہر نہ کرنا۔" لیکن میں نے اپنی کم ظرفی سے راز کھول دیا۔

فائدہ : بزرگوں پر ایسے حالات کا طاری ہونا کچھ مشکل نہیں۔ چنانچہ شیخ جمال الدین عین حقیقی کے اعضا بوقت ذکر علیہ ہو جاتے تھے۔ (تذکرہ اولیائے ہند، ۲ ج، ص ۳۸)

اولاد آپ کی اولاد زینہ نہیں ہوئی۔ تین بیٹیاں تھیں:

۱۔ سیدہ صاحب خاتون۔ منکوہ سید شیر محمد بن سید عصمت اللہؒ عزنہ پہلوان۔

۲۔ سیدہ عایشہ بانو۔ منکوہ سید گل محمد بن سید شاہ عصمت اللہؒ

لے تذکرہ لاشاہیہ ۱۲ شرافت

۲۔ سیدہ ناظرہ بانو۔ منکوحہ سید شاہ نظام بن سید سعد اللہ حکیم۔

آپ نے اپنی تمام جائداد اپنی تینوں بیٹیوں کے نام لکھ دی۔ اس کی تحریر **تملیک جائداد** بلفظہ درج کی جاتی ہے:

تملیک نامہ

باعت تحریر ایسے طور آنکھ چوں شیخ عنایت اللہ
ولد حقایق آگاہ شیخ برخوردار ولد معارف
دستگاہ شیخ حاجی محمد نوشہ در حالت صحت احکام
شرعیہ تصرف امور دنیویہ و اخرویہ آنچہ امتداد
اقتضا از جنس و نعوت و تعداد و حمل و مواشی و دور
بیوت مع حقوق و منافع و اراضی و چاہ یا
التمنا از قبیل و کثیر در ملک و تصرف مالکانہ
بے مشارکت شریک و مزاحمت سہم تا وقت
تحریر داشت بمسما ت صاحب خاتون و
عائشہ بانو و ناظرہ بانو بنات صسبہ
خود بہ و تملیک کرد و قبض اشیا
موجودہ واقع شد و دیگر ذوی الفروض
و عصبات را از وراثت خود خارج و
محروم ساختہ ہرستہ بنات مسطورہ خود
را بورا ثت خود مخصوص و معین کرد اگر
در بین حیات یا بعد حیات احد سے از
ذوی الفروض و عصبات وراثت
شیخ عنایت اللہ مذکور را دعوائے
کنند و از بنات مسما ت مسطورات

ترجمہ تملیک نامہ

ان سطور کے لکھے جانے کا یہ سبب ہے کہ
شیخ عنایت اللہ نے جو احتیاق آگاہ شیخ
برخوردار کے بیٹے ہیں۔ اور معارف دستگاہ
شیخ حاجی محمد نوشہ صاحب کے پوتے ہیں بجا
صحت اور وارو ہونے احکام شریعت کے اور
قابل ہونے امور دنیاوی اور اخروی کے
جو کچھ مال و متاع از قسم جنس اور نقدی اور
کپڑوں اور پوشیموں اور مکانات اور گھروں کے
مع حقوق اور منافع اور زمین اور کنوؤں جاگیر والوں
کے کم یا زیادہ کسی شریک کی حصہ داری اور
کسی ساتھی کی رکاوٹ کے بغیر اس تحریر
کے وقت تک اپنے ملک اور قبضہ مالکانہ میں
رکتے ہیں۔ اپنی حقیقی بیٹیوں مسما ت صاحب خاتون
اور عائشہ بانو اور ناظرہ بانو کو بہہ اور تملیک
کردی ہیں۔ اور ان بہہ کی ہونی چیزوں کا
قبضہ واقع ہو گیا ہے۔ اور دوسرے ذوی الفروض
اور عصبات کو اپنی وراثت سے خارج اور
محروم کر کے اپنی تینوں بیٹیوں کو اپنی وراثت
کے واسطے مخصوص اور مقرر کر دیا ہے۔ اگر

شیخ عنایت اللہ کی زندگی میں یا ان کی وفات کے بعد ذوی الفروض اور عصبیات میں سے کوئی شخص ان کی وراثت کا دعویٰ کرے اور ان کی بیٹیوں سے حصہ طلب کرے تو وہ نہ سنا جاوے گا۔ اور غیر مشروع ہوگا۔ اس لیے یہ چند کلمے تملیک نامہ کے طور پر اور بیٹیوں کی تخصیص وراثت کے واسطے اور ذوی الفروض والعصبیات کو خارج کرنے کے واسطے لکھے گئے ہیں کہ کسی شخص کو مزاحمت کا شائبہ اور دخل اندازی کا موقع نہ رہے۔ تحریر یہ بتاریخ ۲۶ ربیع الاول ۱۱۳۰ھ۔ گواہ شد شاہ عصمت اللہ۔ گواہ شد حافظ جمال اللہ۔ گواہ شد شیر محمد قادری۔ گواہ شد محمد یقین رہتاسی۔ گواہ شد حافظ ادریس۔

سید عنایت اللہ کی وفات بعد پچاسی سال ۱۱۳۰ھ میں ہوئی۔ قبر تاریخ وفات ساہن پال شریف، گورستان نوشاہیہ میں ہوئی۔

مادہ ہائے تاریخ

۱۔ فاضل ہادی دہر (۱۱۳۰ھ)

۲۔ نجستہ زادے (۱۱۳۰ھ)

۱۔ مفسر مشہور دہر (۱۱۳۰ھ)

۳۔ آب دیائے افضال (۱۱۳۰ھ)

طلب ترکہ نماید نامسوع ست و غیر مشروع بنا براں ایں چند کلمہ بطریق تملیک نامہ و تخصیص وراثت بہ بنات و تحسیر ذوی الفروض و العصبیات وغیرہم نوشتہ شد کہ بیچ کس را شائبہ مزاحمت و مداخلت نماید۔ تحریر فی التاریخ بیستہم شہر ربیع الاول ۱۱۳۰ھ۔

شہد بجا فیہ۔ مہر (علیک العصمت یارحمان)

شہد بجا فیہ۔ مہر (حافظ جمال اللہ)

گواہ شد۔ شیر محمد قادری

گواہ شد۔ محمد یقین رہتاسی

گواہ شد۔ حافظ ادریس۔ بلفظہ

۱۔ یہ اصل تملیک نامہ آج کل سید محمد شریف بن سید محمد عالم صاحب بر خور داری و صلواتہ کے گھر میں

سید سعد اللہ حکیم

زہے شاہ سعد اللہ مردِ حکیم

کہ صحت از ویافتے ہم سقیم

آپ غواصِ بحرِ شریعت، گوہرِ لہجہ طریقت، لولونے لالائے حقیقت،
اوصافِ جمیلہ دُر دریاے معرفت، کامل روزگار تھے۔ آپ حضرت سید حافظ محمد بن خرداد
 بحر العشق بن حضرت نوشہ گنج بخش کے دوسرے فرزند تھے۔

آپ کی ولادت سنہ ۱۰۶۰ھ میں ہوئی۔ الفاظ غنی، معدن فیوض سے
تاریخ ولادت تاریخ پیدائش ظاہر ہوتی ہے۔

منقول ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے تو حضرت
دعائے حضرت نوشہ صاحب نوشہ صاحب نے آپ کو محبت سے دیکھا اور
 فرمایا اس کی آنکھیں شہبازوں کی طرح دیکھتا ہوں۔ یعنی اولیائے معاصرین پر مثل شہباز ہوگا۔
 (رسالہ احمد بیگ)

آپ نے اپنے جد امجد اور والد بزرگوار کی گود میں پرورش پائی۔ حضرت نوشاہ علیجاؤ
تربیت کی آپ کے ساتھ بہت محبت تھی۔ آپ اُس وقت چار سالہ عمر کے تھے۔ جب
 روٹی کا وقت ہوتا تو آپ آنجناب کو کھانا کھانے کے واسطے بلانے جایا کرتے۔ آنجناب کا
 نواسہ میاں تاج الدین اور آپ دونوں ہم عصر تھے۔ دونوں حضور پر نور کی گود میں بیٹھنا
 چاہتے۔ تو آپ میاں تاج الدین کو دھکیل کر دور کر دیتے اور خود گود میں بیٹھ جاتے۔ آنجناب
 تبسم ہوتے اور فرماتے سعد اللہ عظاماً جگلا دیتا ہے کہ میں ان کا وارث ہوں اور تاج الدین کو
 ہماری وراثت سے دور کر دیتا ہے۔ (رسالہ احمد بیگ)

منقول ہے کہ حضرت نوشہ صاحب آپ کو ہر روز دو پیسے خرچ کے
بچپن میں فیاضی واسطے دیا کرتے تھے۔ ایک دن پوچھا: میاں سعد اللہ! پیسے کہاں
 خرچ کرتے ہو؟ آپ نے عرض کیا، باواجی! اسی نام مطرب میرے پاس روزانہ گایا کرتی ہے

اس کو دے دیا کرتا ہوں۔ آنجناب آپ کی فیاضی سن کر بہت خوش ہوئے۔ (رسالہ احمد بیگ)
 فائدہ: اسی طرح شیخ عبدالقدوس گنگوہی بچپن میں ایک میراث کا گانا سنا کرتے تھے، بلکہ
 ان کو جد بھی ہو جاتا تھا۔ (تذکرہ اولیائے ہند، ج ۲ ص ۵۰)

آپ نے دینی علوم کی تحصیل اپنے والد بزرگوار سے اور عم عالی قدر حضرت سید
 تسلیم محمد ہاشم دریا دل سے کی۔ علم طب میں بھی کمال حاصل کیا۔

آپ نے بیعت طریقت اپنے والد اکرم حضرت سید حافظ محمد بزوردار
 بیعت و خلافت بحر العشق کے ہاتھ پر کی اور عرصہ قلیل میں خلافت سے مشرف ہوئے۔

آپ علم طب میں اپنے زمانہ میں لاثانی تھے۔ منقول ہے کہ آپ کے ہاتھ
 طبی کمالات میں ایسی تاثیر تھی کہ مادر زاد مریض اندھے اور جذامی وغیرہ آپ سے شفا
 پاتے تھے۔ گویا جسمانی و روحانی بیماریوں کا علاج آپ نے اپنے ذمہ لیا ہوا تھا۔ اپنے حالات باطنی
 کو طب کے پردے میں پوشیدہ رکھا تھا۔

عام طور پر یہ بات مشہور ہے کہ آپ کی حکمت و فراست اس حد تک تھی کہ بیمار کی
 نبض اور چہرہ دیکھ کر اس کے چھ ماہ گزشتہ کے حالات اور غذا میں بیان فرما دیتے تھے۔
 میں کہتا ہوں کہ یہ امور کرامت اور کشف سے تعلق رکھتے ہیں فن طب سے متعلق
 نہیں ہو سکتے۔

کرامات

آپ سے خوارق و کرامات ظاہر ہوا کرتے تھے۔

منقول ہے کہ جب آپ کی شادی ہوئی تو
 بھینس اور اس کے بچہ کا مرجانا والد بزرگوار نے آپ کو خانگی طور پر عطا کیا
 ایک بھینس شیردار تھی اس کا بچہ آپ کو دیا۔ اور بھینس چھوٹے صاحبزادہ سید نصرت اللہ کو

لے رسالہ احمد بیگ ۱۲ شرافت

عنایت فرمائی۔ آپ کو یہ بات ناگوار گزری اور فرمایا: یا تو یہ بچہ بھی نصرت اللہ کو دے دو یا بھینس بھی مجھے دے دو۔ اور یہ تقسیم اگر اسی طرح رہی تو دونوں مرجاویں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ کے حسب الارشاد آٹھویں روز دونوں مر گئے۔ (رسالہ احمد بیگ)

منقول ہے کہ آپ موضع بھاگت کے رقبہ میں کاشت

دشمنوں کا سزا پانا کروایا کرتے تھے۔ موضع دھریکاں کا نمبر دار سید انام

آپ کے مزار عوں کو بہت تنگ کیا کرتا۔ آپ صبر و تحمل سے کام لیا کرتے۔ آخر جب اس کا

ظلم حد سے بڑھ گیا تو آپ نے فرمایا: سید! اب تک ہم نے بڑا درگزر کیا مگر تو ظلم سے باز

نہیں آیا۔ اب تو خدا تعالیٰ کے غضب میں گرفتار ہو گا۔ چنانچہ چند ہی دنوں میں اس کے دو بیٹے

جو جوان اور بڑے لایق تھے مر گئے۔ اور اس کا مال و اسباب ڈاکوؤں نے لوٹ لیا۔ اور

وہ خود نابینا ہو گیا اور در بدر گدائی کرنے لگا۔ آخر اسی ذلت میں مر گیا۔ (تذکرہ نوشاہیہ)

آپ کے تین بیٹے تھے:

اولاد ۱۔ سید شاہ نظام

۲۔ سید محمد سلطان المعروف شاہ سلطان صاحب

۳۔ سید محمد نتمو

سید سعد اللہ حکیم کی وفات بمصر سن ۱۱۲۵ھ میں ہوئی۔

تاریخ وفات قبر ساہن پال شریف، گورستان نوشاہیہ میں ہے۔

مادہ ہائے تاریخ

۱۔ از آیت شریف و ادخل الجنة (۱۱۲۵ھ)

۲۔ جواہر فضل

۳۔ حضور عالی

۴۔ صوفی فخر جہان

سید رحمت اللہ عارف

شہ رحمت اللہ بغضب و جلال

کہ او بود سیف اللسان با کمال

آپ نجم منور شریعت، کوکب ثاقب طریقت، شمس فیانے حقیقت، بدر منیر
اوصافِ جمیلہ معرفت، صاحبِ کرامت و خوارق و زہد و ورع و تقویٰ و سخاوت و
شجاعت تھے۔ آپ حضرت سید حافظ محمد برخوردار بحر العشق بن حضرت نوشہ گنج بخشؒ کے
تیسرے فرزند تھے۔

آپ کی ولادت ۱۲۶۳ھ میں ہوئی۔

تاریخ ولادت ۱۔ مادہ تاریخ از آیت شریف فائدہ الملائکۃ۔ (۱۰۶۳-۵)

۳۔ رُخ مبارک

۲۔ منزل فیض الہی

دعائے حضرت نوشہ صاحبؒ
آپ کی جیب پیدائش ہوئی تو حضرت نوشہ صاحبؒ
نے آپ کو دیکھا اور آپ کے حق میں درازی عمر

کی دعا فرمائی۔ (رسالہ احمد بیگ)

چنانچہ آپ سو سال سے متجاوز ہو کر فوت ہوئے۔

آپ نے ظاہری تعلیم اپنے والد بزرگوار سے پائی۔ بعد ازاں چندے شیخ نور محمد اگریہ
تعلیم والا کے پاس پڑھتے رہے۔ پھر کچھ عرصہ سیالکوٹ میں درس گاہِ علمی میں داخل رہے۔
وہاں اساتذہ سے علوم حاصل کر کے دستارِ فضیلت پائی۔ (تذکرہ نوشاہیر)

بیعت و خلافت
آپ کی بیعت طریقت اپنے پدر بزرگوار حضرت سید حافظ محمد برخوردار
بحر العشق سے تھی۔ سلوک قادریہ نوشاہیر پورا کر کے خلافت و اجازت
سے مشرف ہوئے۔

حضرت پاک صاحبؒ سے عقیدت
آپ کو حضرت شیخ عبدالرحمن پاک پھر لوالہؒ
سے خاص محبت و عقیدت تھی۔ کئی مرتبہ

اُن کے پاس جایا کرتے اور اُن کے حق میں فرمایا کرتے کہ پاک صاحبؑ کے ادنیٰ خادم بھی عشق و محبت میں یکتائے روزگار ہوتے ہیں۔ (تذکرہ نوشاہیہ)

آپ کو حضرت پاک صاحبؑ کے خلیفہ بزرگ حضرت شیخ بزخوردار ہرل سے محبت
سُسرال میں امین آباد جاتے ہوئے اُن کے پاس ہرلاں والی میں ٹھہرا کرتے۔ بلکہ ایک مرتبہ اپنے چھوٹے بھائی سید شاہ عصمت اللہ صاحبؑ کو بھی ان کے پاس لے گئے۔ لور دونوں حضرات کے درمیان رابطہ اتحاد قائم کروایا۔ (تذکرہ نوشاہیہ)

کرامات

آپ صاحبِ خوارق و کرامات تھے۔ طبیعت میں جلالیت غالب تھی اس لیے جو شخص آپ سے بالمقابل ہوا یا اُس نے مخالفت کی وہ ضرور سزا یاب ہوا۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ پرگنہ ہیلان کے حاکم نے آپ کی زراعت پر لگان زیادہ لگا دیا اور وصولی کے واسطے اپنا سپاہی بھیج دیا۔ آپ کو اُس پر بہت غصہ آیا اور خود کچھری میں جا کر اُس کو فرمایا تو نے ہماری طرف سپاہی بھیجا ہے پس ہم نے تجھ کو مسندِ حکومت سے اتار کر نیچے پھینک دیا ہے۔ چنانچہ اسی روز لاہور سے اس کی معزولی کا پروانہ آگیا۔ اور وہ خراب اور خستہ حال ہو کر وہاں سے چلا گیا۔ (تذکرہ نوشاہیہ)

منقول ہے کہ آپ کے استاد شیخ نور محمد اگروہ والا کی کاشت موضع بابو کے رقبہ میں تھی۔ وہاں کے نمبردار مہربان نامی نے ان سے لگان زیادہ طلب کیا۔ وہ آپ کو سفارش کے واسطے اُس کے پاس لے گئے۔ آپ نے ہرچیز اس کو سمجھایا مگر مہربان نے تسلیم نہ کیا۔ آپ نے غصہ میں آکر دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور بددعا کی کہ خدا تم کو ویران کر دے۔ امر الہی سے اسی وقت آسمان سے آگ برسنی شروع ہو گئی، جس سے تمام گھاؤں جل کر خاکستر اور ویران ہو گیا۔ (تذکرہ نوشاہیہ)

فائدہ : آگ کا برسننا قابل تعجب نہیں۔ اولیاء اللہ کی کرامات سے ایسا ہونا ممکن ہے۔ چنانچہ شیخ
سوندھاچستیؒ کی بددعا سے ایک رہزنوں کے موضع کو آگ لگ گئی۔ (تذکرہ اولیائے ہند، ج ۲، ص ۱۵۱)

منقول ہے کہ ایک دن آپ سوار ہو کر شکار کو تشریف لے جاتے تھے
محمد قلی کا گھوڑے سے گرنا۔ محمد قلی بن چودھری ساہن پال تارڑ جو سات سو روپیہ کی

قیمتی گھوڑی پر سوار تھا۔ اس نے اپنے خزو تکبر میں آکر آپ کی گھوڑی کو سخت چابک مارا۔ آپ
نے غصہ کی حالت میں اُس پر نگاہ کی۔ اُسی وقت اُس کی گھوڑی سیخ پا ہو کر اُلٹی گر پڑی اور مر گئی۔
اس کو بھی سخت چوٹیں آئیں۔ آپ نے فرمایا کہ اب تو کبھی گھوڑی پر سوار نہ ہوگا۔ چنانچہ وہ ایسا
مغلس ہو گیا کہ ساری عمر گھوڑی نصیب نہ ہوئی۔ (تذکرہ نوشاہیہ)

فائدہ : بزرگوں کی مخالفت سے بچنا چاہیے ورنہ سزا ضرور ملتی ہے۔ چنانچہ حاکم دیاپور نے خواجہ
فرید الدین گنج شکرؒ سے ایک زمین کے مناقشہ میں مخالفت کی تو گھوڑے سے گر کر اس کی گردن
ٹوٹ گئی۔ (تذکرہ اولیائے ہند، ج ۱، ص ۷۳)

منقول ہے کہ ایک بار مرشد قلی بن چودھری ساہن پال تارڑ
مرشد قلی کا ذلیل ہونا نے آپ کی گھوڑی چرائی۔ آپ نے واپس طلب کی تو اُس نے
دینے سے انکار کر دیا۔ آپ نے فرمایا، آج کے بعد تو کبھی گھوڑی پر سوار نہ ہو سکے گا اور نہ سواری کے
قابل رہے گا۔ امر الہی سے اس کو بوا سیر ہو گئی۔ یہاں تک تنگ ہوا کہ رات کو اٹا ہو کر مقعد پر
جو تیاں لگواتا۔ آخر اسی حال میں مر گیا۔ (تذکرہ نوشاہیہ)

آپ کی اہلیہ محترمہ قصبہ امین آباد (ضلع گوجرانوالہ) کے ایک معزز خاندان سے تھیں۔ اُن
اولاد کے بطن سے دو بیٹے پیدا ہوئے۔

۱۔ سید محمد تقی المعروف شاہ تقن الملقب بہ تقی الدہر ۲۔ سید ابن یحییٰؒ

سید رحمت اللہ کی وفات بعد ایک سو چار سال ۱۱۹۶ھ میں ہوئی۔ قبر

تاریخ وفات ساہن پال شریف گورستان نوشاہیہ میں ہوئی۔

قطعہ تاریخ

از حضرت مفتی غلام سرور لاہوریؒ

شہرِ چورمخت ازیں جہاں پرورد ہست تاریخ آں شہ ابرار

رحمت اللہ ولی رہبر، نیز رحمت اللہ معدن الانوار

(خزینۃ الاصفیاء ج ۱، ص ۲۰۸)

مادہ ہائے تاریخ

۱۔ نور افضل ۲۔ مظہر ایزد ۳۔ واقعہ شریعت ۴۔ خورشید لوانے

سید نصرت اللہ محدثؒ

شہ نصرت اللہ کہ از یادِ حق
ذہمزا دگاں بردگوئے سبق

آپ محبوبِ رب المعبود، صاحب الفضل والجمود، وارثِ مقامِ محمدی،
اوصافِ جمیلہ واقعہ اسرارِ سرمدی، قلب الوقت، امام الصوفیہ تھے۔ علم و علم و وجد
سماع میں شہرہ آفاق تھے۔ آپ حضرت سید عاقل محمد بر خودار بکر العشق بن حضرت نوشہ گنج بخشؒ کے
پوتے فرزند تھے۔

تاریخ ولادت آپ کی ولادت ۱۰۶۹ھ میں ہوئی۔ مادہ تاریخ "خداوند تلج" ہے۔
تحصیلِ علوم آپ نے علومِ دینیہ مروجہ کی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے پائی۔ ان کے بعد
گیلیاں والہ میں علامہ شیخ محمد تقیؒ کے پاس کچھ مدت تک تعلیم پاتے رہے۔ حضرت نوشہ صاحبؒ
نے خواب میں ان کو تاکید فرمائی کہ ہمارے پوتے نصرت اللہ کو اچھی طرح پڑھاؤ۔ اُس دن سے
علامہ موصوف آپ کی بہت تعظیم و تکریم کرتے اور کوشش سے پڑھاتے بلکہ کھانا بھی اپنے ساتھ
کھلاتے تھے۔ (مذکرہ نوشاہیہ، نواقب المناقب)

صاحبِ کز الرحمت نے یہ واقعہ حضرت شیخ جمال ساکن کیلیا نوالہ کے متعلق لکھا ہے اور ثابت کیا ہے کہ سید نصرت اللہؒ ان کے پاس تعلیم پاتے رہے۔

بعد ازاں آپ سیالکوٹ میں تشریف لے گئے۔ علمِ حدیث و فقہ و تفسیر کو بدرجہ کمال حاصل کیا اور دستارِ فضیلت پائی۔ (رسالہ احمدیگی)

آپ نے بیعتِ طریقت اپنے والد بزرگوار حضرت سید حافظ محمد بن خوردار بھراہی کے ساتھ کی۔ اور خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔

آپ اپنے والدِ اکرم کے نہایت منظور نظر تھے۔ چنانچہ جب والد کا منظور نظر ہونا انہوں نے فرزندوں کی شادیاں کیں اور ہر ایک کو علیحدہ گھروں میں آباد کیا تو آپ کو دوسروں سے اعلیٰ اشیا اور سامان دیا۔ بحسن شیر عطا فرمائی یہ واقعہ سید سعد اللہ حکیم کے حالات میں گزر چکا ہے۔ (تذکرہ نوشاہیہ)

منقول ہے کہ آپ کی چند ملائیمہ رند مشرب فقروں رندوں کی صحبت سے متاثر ہونا سے محبت ہو گئی۔ ان کی صحبت و الفت کی وجہ سے آپ پرست کے نشہ کا استعمال کرنے لگے۔ یہاں تک کہ بوزن نوپسہ نانک شاہی کے ایک وقت میں استعمال کرتے۔ (رسالہ احمدیگی)

آخر بزرگانِ طریقت اور آباؤ اجداد کی توجہ سے آپ کو اپنی غلطی اور سچی توبہ کا حصول صحبتِ ناجنس کی شامت کا احساس ہوا تو آپ نے یکبارگی نشہ ترک کر دیا اور سچی توبہ کا مقام حاصل ہوا۔ گزشتہ پرتاعتف و حسرت کرتے رہتے۔ اس کے بعد آپ صوفی طبع اہل زہد و ریاضت، تشریح، متدین، پارسا ہو گئے۔ اور روز بروز آپ کا کام ترقی پر رہا۔ (رسالہ احمدیگی)

بعد میں آپ نے حضرت مرزا احمد بیگ لاہوری صاحبِ رسالہ سے فیضِ صحبت بھی فیضِ کامل پایا۔ علامہ شیخ محمد باہ صدائقت کنجاہی ثواقب المناقب میں

لکھتے ہیں: تیاں نصرت اللہ در شکست نفس کافر از لشکر شاہ نصرت اللہ صاحب نے نفس کافر کو

توجہ میاں احمد بیگ مددیافت۔
شکست دینے کے لیے مرزا احمد بیگ کی توجہ
کے لشکر سے مدد پائی۔

حضرت مرزا احمد بیگ لاہوری اپنے رسالہ الاعجاز الموسوم بہ مقامات حاجی
وجد و ذوق بادشاہ میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم دونوں سیالکوٹ میں چند روز اکتھے
رہے۔ ایک دن شوقِ الہی سے آپ کو وجد ہو گیا۔ حکم ظنوا المؤمنین خیراً۔ آپ نے مجھ پر نصیحت
کیا کہ یہ درد و ذوق آپ کی توجہ سے ہوا ہے۔ اگرچہ حضور کو ذاتی تاثیر تھی۔ لیکن مجھ پر اعتقاد کرنا
آپ کا کمال تواضع و انکسار و حسن عقیدت کا ثبوت ہے۔

آپ کی مجلس مبارک میں اکثر وجد و تاثیر رہتی تھی۔ بے شمار مخلوق آپ کے
تاثیرِ صحبتِ فیضِ صحبت سے مستفیض ہوئی۔

آپ مہر کا استعمال کرتے تھے۔ نقشِ نگین یہ تھا، [فقیر نصرت اللہ]
نقشِ نگین کئی تحریروں پر آپ کی مہر ثبت ہے جو مولف کتاب ہذا کے پاس

موجود ہیں۔

آپ کے تین بیٹے تھے؛ (۱) سید گل محمد المعروف شاہ گھلا
اولاد (۲) سید لطف اللہ المعروف شاہ پھلا (۳) سید شہیر
آپ کی سات بیٹیاں تھیں؛

- ۱۔ سیدہ عنایت بانو
- ۲۔ سیدہ ہدایت بانو
- ۳۔ سیدہ مہر بانو
- ۴۔ سیدہ فرزانہ بانو
- ۵۔ سیدہ فیض بانو
- ۶۔ سیدہ ملک بانو، منکوچہ میاں منگاہیلانی

۷۔ سیدہ بخت بانو، منکوچہ سید محمد تقویٰ بن سید سعد اللہ حکیم بر خورداری
سید نصرت اللہ کی وفات بعد ایک سو ایک سال ۱۷۱۱ھ میں ہوئی۔
تبرساہن پال شریف گورستان نوشاہیہ میں ہے۔ تاریخ وفات

قلعہ تاریخ

از حضرت مفتی غلام سرور لاہوری

رفت از دنیا چو در حُسدِ بریں نصرت اللہ رہبر کون و مکان

رستم عشق، است سالتش کنِ رقم پیر نصرت و اصل کامل، بخوان

(خزینۃ الاصفیاء، ج ۱، ص ۲۰۸)

مادہ تاریخ، تاسم بہشت بریں

حضرت پید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان

خاک کوئے عصمت اللہ قبلہ گاہِ عالم ست
کوہِ طور از بامِ عالی جنگِ باموشی کند
انتقامِ تنگِ دستی از کشائش سے شود
بارِ غمِ بردوش در منسزل پریشاں میروم
گر قبولیت ندارم ہست امیدِ درت
بیکس بر کس ندارم دعویٰ جسز بندگی

ایں قدر عرض ست باقی نیت عرض ما دیگر

از شبِ تارم چہ پروا چون تو ماہِ عالم ست

آپ نورِ شبستانِ وحدت، آفتابِ آسمانِ ہدایت، شاہسوارِ میدانِ

اوصافِ جلیلہِ احدیت، گرم تازِ عرصہِ ربوبیت، شمسِ العارفین، زبدۃِ المقربین،

کائن بالحق و ہائین عن الخلق، صاحبِ وجد و تواجد و سماع و ذوق و شوق و عشق و محبت تھے۔

فقر میں شانِ بلند و مقاماتِ ارجمند رکھتے تھے۔ آپ حضرت سید حافظ محمد برطور دار بھرا لعلی

بن حضرت نوشہ گنج بخش کے پانچویں فرزند ارجمند تھے۔

نام و لقب آپ کا نام نامی عصمت اللہ، لقب گرامی نوشہ ثانی، حمزہ پہلوان تھا۔

تاریخ ولادت آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۷۱ھ میں ہوئی۔ ماہہ تاریخ "شیخ الاسلام ہے۔
 آپ نے ظاہری علم کی تحصیل اپنے والد بزرگوار اور عم حقیقی سید محمد ہاشم دریادل
 تحصیل علوم اور مولوی شیخ نور محمد ساکن اگر وہ، اور علامہ شیخ محمد تقی صاحب ساکن کیلیا نوالہ
 سے پائی۔ قرآن مجید بھی حفظ کیا۔ علوم منقول و معقول کی سند حاصل کی۔ (تذکرہ نوشاہیہ)

واقعہ بیعت

آپ نے ابتدائی تعلیم روحانیت اپنے والد بزرگوار حضرت سید حافظ برخوردار بحر العشق
 سے پائی۔ بیعت و خلافت سے مشرف ہوئے۔ باایں ہمہ ابھی تعلیم کو جاری رکھا تھا، شیخ محمد تقی
 کے پاس گلیاں والہ میں پڑھتے تھے اُن کا بیٹا میاں مرزا راہِ فقر میں سامی تھا۔ اُس کو
 دیکھ کر آپ کا اشتیاق بڑھ گیا۔

آپ نے حضرت نوشہ صاحب کے خلفا کی خدمت
 مشایخ نوشاہیہ کے پاس جانا میں جانا شروع کیا۔ پہلے شیخ رحیم داد سلیمانی کے
 پاس جلاواں شریف میں گئے۔ انھوں نے نوافل پڑھنے اور روزے رکھنے کی تلقین کی۔ آپ نے
 کچھ عرصہ اس طریقہ پر عمل کیا مگر کشائش احوال نہ ہوئی۔ پھر آپ نے سفر اختیار کیا۔ نوشہ شریف
 میں حضرت شیخ پیر محمد سبیر کے پاس گئے۔ وہاں سے مطلب حاصل نہ ہوا۔ پھر کنجاہ میں حضرت
 قاضی رضی الدین کے پاس گئے۔ وہاں بھی تسکین خاطر نہ ہوئی۔ پھر قلعہ رہتا سس میں حضرت سید
 شاہ محمد شہید بجا کرئی کے پاس گئے اور اپنا مدعا ظاہر کیا۔ انھوں نے فرمایا،

صاحبزادہ جیو۔ اول بعلم ظاہر کوشید۔ فقر دور
 صاحبزادہ صاحب۔ ابھی علم ظاہر پڑھنے میں
 غارت شاست کلمۃ البصر بشما حاصل خواہ شد۔
 کوشش کرو۔ فقر آپ کے گھر میں ہے۔
 (تذکرہ نوشاہیہ)

چنانچہ آپ واپس چلے آئے۔
 آپ کے دل میں ہر وقت بے چینی رہتی تھی۔ ایک دن
 سید محمد ہاشم دریادل کا ارشاد آپ کی ملامت طبع کو دیکھ کر آپ کے چچا جان حضرت

سید محمد ہاشم دریادل نے فرمایا: بیٹا! اگر راہِ حق کی طلب ہے تو شیخ عبد الرحمن کے پاس موٹے بھڑی میں جاؤ۔ یہ فرمان سنتے ہی آپ کو ان کا عشق پیدا ہو گیا۔

یارانِ پاک صاحب سے ملاقات
ایک دن اپنے بڑے بھائی سید رحمت اللہ
عارف کے ہمراہ اپنے سسرال قصبہ امین آباد

میں تشریف لے گئے۔ وہاں سے واپسی پر موضع ہرلاں والی میں شیخ برخوردار ہرلاں کی ملاقات ہوئی۔ وہ حضرت پاک صاحب کے اکابر خلفا میں سے تھے۔ ان کی حالت دیکھ کر، اور ان کی زبان سے اوصافِ رحمانیہ سن کر عشق بڑھ گیا۔ پھر ایک درویش شیخ محمد صادق نام کی ملاقات ہوئی۔ وہ بھی یارانِ پاک صاحب سے تھا۔ اس کا درد و شوق دیکھ کر آپ کا دل بے قرار ہو گیا۔ اور عشق کی آگ تیز تر ہو گئی۔

آپ نے اپنے بھائی صاحب سید رحمت اللہ عارف کو ہرلاں والی سے
بھڑی شریف پہنچا واپس رخصت کر دیا اور خود حضرت شیخ عبد الرحمن پاک کی خدمت میں

بمقام بھڑی شریف حاضر ہوئے اور اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ انہوں نے ستر احوال کرتے ہوئے فرمایا کہ تم اپنے دادا صاحب کے فقیروں کے پاس جاؤ، سب صاحبِ تاثیر ہیں۔ آپ نے عرض کیا سب کو دیکھ بھال کر آیا ہوں کسی کے پاس میرا حصہ نہیں ہے۔ اب اگر حضور نے بھی ایسا ہی چلایا تو پھر کسی غیر خاندان میں جا کر مرید ہو جاؤں گا۔ آپ جہاں میرا ادب کریں گے میرے پیر کا بھی کریں گے۔ حضرت پاک صاحب بڑے غیور تھے۔ ان کی غیرتِ طریقت نے یہ گوارا نہ کیا کہ ہمارا مرشد زادہ کسی غیر کے آگے دستِ سوال دراز کرے۔ اس لیے اپنی اہلیہ محترمہ حضرت زہرہ بیگم اور اپنے بڑے بھائی شیخ الہداؤ سے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ صاحبزادہ صاحب شیر کے بچے ہیں مجھے ان سے خوف آتا ہے۔ ان دونوں نے کہا کہ اگرچہ شیر کے بچے ہیں لیکن ہیں مہربانی کی حالت میں۔ نیز انہیں کے جد امجد کا نور آپ کے پاس ہے۔ اگر کچھ عنایت کر دو تو کوئی حرج نہیں۔ اگر دریا سے ایک مٹکا بھر لیا جاوے تو کیا پانی کم ہو جاتا ہے۔ یا ایک چراغ سے دوسرا چراغ روشن کر لیا جاوے تو اس کے نور میں کمی واقع ہو جاتی ہے؛ یہ باتیں سن کر حضرت پاک صاحب مہربان ہو گئے اور فرمایا: صاحبزادہ صاحب! ہم نے ہر چند ٹالنے کی کوشش کی مگر تم ثابت قدم

رہے۔ تم بے فکر رہو۔ تمہارا فیض باطنی واقعی ہمارے پاس ہے۔ لیکن اب واپس چلے جاؤ۔
پھر کسی وقت آنا۔ چنانچہ آپ ان کے فرمان کے مطابق واپس چلے آئے۔ گندم کی کٹائی کا موسم تھا
وہ روز گزرا ہے۔ وہ روز سے پوری فراغت حاصل کر کے دوبارہ بھڑی شریف میں خدمت عالیہ
میں حاضر ہوئے۔ (تذکرہ نوشاہیہ)

منقول ہے کہ جب آپ دوبارہ حضرت پاک صاحب کی خدمت میں
حجرہ میں مستکشف ہونا گئے تو انہوں نے ایک حجرہ میں آپ کو چلہ بٹھایا۔ باہر سے رازہ
منتقل کر دی۔ روزانہ ایک مرغی ذبح کر کے ایک آٹا رکھی اُس میں ڈال کر خوب پکاتے اور گیارہ
روٹیوں کے ساتھ اندر بھیج دیتے۔ آپ سب کھانا کھا جاتے۔ رات کو ایک آٹا دو دو گرم کر کے
شکر ڈال کر آپ کو پلا دیتے۔ اور آٹھ پہر میں صرف فجر کے وقت ایک کوزہ پانی وضو کے واسطے
اندر پہنچاتے۔ اسی طرح تین دن گزر گئے۔ تیسرے روز حضرت پاک صاحب نے پوچھا: صاحبزادہ
صاحب! تم کو قضائے حاجت کی ضرورت لاحق نہیں ہوتی؟ آپ نے عرض کیا: جناب عالی!
سب کچھ اندر ہی جذب ہوتا جاتا ہے۔ حضرت پاک صاحب من کر بہت خوش ہوئے اور
فرمایا: تمہارے اندر اس قدر عشقِ حقیقی کی آگ ہے کہ اس قدر کثیر کھانا اندر ہی جذب
ہو چکا ہے اور اُس کا کچھ فضلہ نہیں بنا، اور ابھی تم راہِ خدا کی طلب رکھتے ہو۔ (تذکرہ نوشاہیہ)
فائدہ: فقیر شرافت عافہ اللہ کہتا ہے کہ ابھی تک وہ حجرہ درگاہ رحمانیہ بھڑی شریف
میں موجود ہے اور زائرین اس کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔ اکثر بزرگوں کے حجرے
اپنے مشائخ کی درگاہوں میں موجود ہیں۔ چنانچہ بابا فرید صاحب کا حجرہ درگاہ خواجہ قطب
صاحب دہلی میں، اور خواجہ نظام الدین اویا کا حجرہ درگاہ بابا فرید صاحب پاک پٹن میں،
اور حضرت نوشہ صاحب کا حجرہ درگاہ سلیمانہ بھلوال شریف میں۔ نیز آپ کا طعام کثیر
کھا جانا اور اُس کا اندر میں جذب ہو جانا بہت بڑے تصرف کا نشان ہے اور بزرگان
جلیل القدر پر ایسے حالات گاہ بگاہ طاری ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ کتاب خلاصۃ العارفین میں ہے
کہ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی نے فرمایا ہے کہ میں نے دس سال تک مردوں والا
مجاہدہ کیا ہے۔ یعنی روزانہ دس من روٹیاں اور ایک گائے کا گوشت میری غذا تھی۔ وہ

سب کچھ اندر ہی جذب ہو جاتا تھا۔

چنانچہ حضرت پاک صاحبؑ نے آپ کو افتکاف پورا ہو چکنے کے بعد بیعت ارشاد بیعت ارشاد و حکیم سے نوازا۔ اور معائنہ کر کے فیض روحانی سے مالا مال کر دیا۔ (تذکرہ نوشاہیہ)

بیعت کے بعد حضرت پاک صاحبؑ نے آپ کو اپنی خدمت میں منازلِ فتنہ کا طے کرنا رکھا اور روزانہ آپ پر توجہ فرماتے۔ اور مقاماتِ سلوک طے کرواتے۔ حتیٰ کہ پچھلے دن میں مرتبہ فنا فی الشیخ، فنا فی الرسول، فنا فی اللہ سے عبور کرا کے مرتبہ بقا باللہ تک پہنچا دیا اور نصیحت فرمائی کہ اب کچھ عرصہ دنیاوی لذات ترک کر کے کہیں جا کر یاد الہی کرو۔ (تذکرہ نوشاہیہ)

آپ خدمتِ شیخ سے رخصت ہو کر موضع ہرنوالی میں شیخ برخوردار ہرل کے پاس چلے گئے۔ شیخ برخوردار ہرل کے پاس قیام میں شیخ برخوردار ہرل کے پاس چلے گئے۔ گاؤں سے باہر ان کے کنویں پر مقام کیا۔ شب و روز عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے۔ ستائیس دن وہاں قیام کیا۔ پھر خلائق کا ہجوم اطراف و جوانب سے آپ کے پاس آنے لگا۔ جب آپ نے دیکھا کہ لوگوں کی آمد و رفت سے شغلِ باطن میں خلل واقع ہوتا ہے تو وہاں سے چل دیے۔ اسی طرح چند مکان یکے بعد دیگرے تبدیل کیے۔

کچھ عرصہ کے بعد حضرت پاک صاحبؑ نے آپ کو اپنے پاس بلایا۔ خلافت کا حاصل ہونا اور خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا اور نصیحت کی کہ اب سیر و سیاحت کو چھوڑ کر اپنے دولت کہہ پر رہو۔ اور وہیں ذکر و فکر میں اشتغال رکھو۔ اور مخلوقِ خدا کی رہنمائی کرو۔ آپ حضرت شیخ کے حکم کے مطابق ساہن پال شریف میں تشریف لائے۔ (تذکرہ نوشاہیہ)

منقول ہے کہ جس وقت حضرت پاک صاحبؑ نے آپ کو روزینہ غیب جاری ہونا رخصت کیا تو دعا فرمائی کہ مصارفِ ظاہری کے واسطے تم کو سو روپیہ (۱۳۴) روزینہ درگاہِ الہی سے مل جایا کرے گا۔ جب آپ واپسی

منع برکرن کے پاس سے گزرنے لگے تو وہاں ایک موچی، رویش صاحب باطن جو تیسراں رہا تھا۔ اس نے بنظر کشفی حالات سے آگاہ ہو کر آپ کو بلایا اور کہا: صاحبزادہ صاحب! تپ پاک صاحب نے آنا بڑا روحانی بادشاہ ہوتے ہوئے آپ کو دیا کیا، صرف سواری پر، پونے چار روپے (۱۲) ہم نے اپنی طرف سے دیئے۔ اب آپ کو پانچ روپے (۱۵) دینے ملا کرے گا جو آپ کے مسافر خانگی کے لیے کافی ہوگا۔ چنانچہ اس کے بعد یہ دینے آپ کو ہمیشہ ملتا رہا۔

بلکہ تاحال آپ کی اولاد کو بھی یہ روزینہ ملتا ہے۔ چنانچہ آپ کی اولاد میں سے سید فضل حسین بن سید غلام حسن دھلو اللہ کہا کرتے تھے کہ اب تک وہ روزینہ ہسم کو رہتا ہے۔

روبو کشتی درگاہ منقول ہے کہ آپ جب واپس ساہن پالی تشریف لائے تو روزانہ صبح کے وقت درگاہ حضرت نوشہ گنج بخش میں جھاڑو دیا کرتے اور پانچ روپے چاہے پر جا کر یاد الہی کرتے۔ اور رات کو جنگل و سید میں ذکر کیا کرتے۔ اور پاؤں بچھتی نہیں پینتے تھے۔ سر پر پانچ گز شرعی دستار اور عجم پر صرف ایک بھورا ہوتا تھا۔ وہ سال آپ نے خدمتِ جا رو ب کشتی کو انجام دیا۔ پھر آپ پر تمام باطنی مقامات منکشف ہو گئے۔ (تذکرہ نوشاہیہ)

توحات ظاہری کا افتتاح منقول ہے کہ ابتدائے احوال میں آپ پر عزت و مسکنت کا دورہ تھا۔ ایک مرتبہ شیخ پیر محمد پیر شہروی درگاہ تشریف نوشاہیہ پر آئے۔ آپ نے ان کے آگے اپنی تنگی معیشت کا ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا: صاحبزادہ صاحب! میں آپ کے دولت خانہ پر حاضر ہو کر آپ کے لیے دعا کروں گا۔ چنانچہ وہ آپ کے گھر آئے اور آپ کے حق میں دعا کی، اور فرمایا کہ نعمت باطنی تو آپ کو میرے بھائی شیخ عبدالرحمن سے مل گئی ہے اور دولت ظاہری میری طرف سے آپ کو مبارک ہو۔ آپ کا لنگہ جاری رہے گا اور کبھی تنگ دستی نہ ہوگی۔ چنانچہ اس کے بعد آپ کو دولت دنیاوی کی بھی کچھ پروا نہ رہی۔ یہ واقعہ حضور نے خود

اپنی زبان مبارک سے حضرت شہیر قلندر لاہوریؒ کے سانسٹے بیان کیا اور فرمایا کہ ظاہری دولت مجھے حضرت پیمار صاحبؐ سے عطا ہوئی۔ تحلیف قدسیہ میں آپ کا ارشاد دیکھا ہے:

مراں دولت کہ می بینی مرا شد
ز کم ذات آن مرشد دعا شد

فائدہ: مولف کہتا ہے کہ کئی بزرگوں پر ایسے حالات وارد ہوئے کہ نعمتِ باطنی ایک سے ملی اور نعمتِ ظاہری کسی دوسرے سے۔ چنانچہ حضرت سلطان المشایخ خواجہ نظام الدین اولیا دہلویؒ پر اوائل میں بہت فائقے آتے تھے۔ ایک روز ایک فقیر دق پوش آیا اور کھانا مانگا۔ اُنھوں نے ایک ہانڈی جس میں جو کھا اٹا پکا یا جا رہا تھا سامنے لارکھی۔ اُس نے ہاتھ ڈال کر کھایا، جو باقی بچا وہ ہانڈی توڑ دی۔ اور کہا کہ نعمتِ باطنی تو نے فریڈ سے پانی اور فائزہ ظاہری ہم نے توڑ دیا۔ اس روز سے ان کی فتوحات بڑھ گئی۔ (تذکرہ اولیائے ہند،

ج ۱، ص ۹۲)

اس کے بعد آپ پر ہر طرف سے خلائق کا رجوع ہوا۔ لوگ جوق در جوق رجوع خلائق آ کر فیض یاب ہوتے۔ ایک مرتبہ آپ رہتاس ضلع بہلم میں تشریف لے گئے۔ خلقت کا اس قدر رجوع آپ کی طرف ہوا کہ زیارت کرنے والوں نے شہر کے مصری، پتاسے، قند وغیرہ کل شیرینی ختم کر دی۔ وہاں کے تمام باشندے آپ کے معتقد اور اکثر صاحبِ حال ہو گئے۔ ایک رئیس بہتہ منی رام فوجدار رہتاس آپ کا مرید ہوا اس نے بڑے اونٹ، گھوڑے، نیچے، تانبے کی دگیں اور برتن، مال و زر نقد، اور اسباب کثیر نذرانہ میں پیش کیا۔ (تذکرہ نوشاہیر)

منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ لاہور میں تشریف لے گئے۔ لاہور میں شاندار استقبال شیخ عبدالغفور چشتیؒ گھوڑے، اونٹ، ہاتھی، پالکیاں لے کر ہمراہ خلق کثیر پانچ میل آگے سے چل کر استقبال کو آئے اور اپنے مکان پر ڈیرہ کروایا۔ اور اپنے پر اور اپنے تمام اہل خانہ پر توجہ کی درخواست کی۔ آپ نے سب پر توجہات فرمائیں اور ان کو فیض سے مالا مال کیا۔ حتیٰ کہ ان کی ایک گیارہ سالہ لڑکی

بھی توجہ کی تو وہ دوپہر تک بیہوش پڑی رہی۔ لاہور کے بڑے بڑے رؤساء خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے اور فیضیاب ہوتے۔ مثلاً شیخ فتح محمد ہشتی اور حکیم سلطان اور حکیم محمد مراد اور حکیم محسن زمان خاں آپ کی توجہ سے سرفراز ہوئے۔ (تذکرہ نوشاہیہ)

جاگیر کے مقدمہ کی رونداد

منقول ہے کہ سید العارفین حضرت نوشہ گنج بخش نے حافظ محمد بن خوردار بحر العشق کی سجادگی اپنی حیاتِ طیبہ میں حضرت پیمار صاحبؐ وغیرہ اجابِ طریقت کی التماس پر اپنے بڑے صاحبزادہ حضرت سید حافظ محمد بن خوردار بحر العشق کو اپنا ولیعهد و سجادہ نشین مقرر کر دیا اور سب یارانِ نوشاہیہ نے بسر و چشم منظور کر لیا۔ اور اس تقریرِ خلیفہ پر سب نے تحسین و مسرت کا اظہار کیا چنانچہ یہ پورا واقعہ مفصل با اسناد طبقہ اول میں حافظ بحر العشق کے ذکر میں گزر چکا ہے۔

جب حضرت نوشہ صاحبؐ کی دنیا سے رحلت ہوئی تو جو خادم و مرید و ربار فیض آثار پر حاضر ہوتا وہ سب انھیں کے آگے نذرانہ ادا کرتا۔ اور جاگیر موضع ٹھٹھ عثمان و بادشاہ پورفتا بمکہ امی ایک لاکھ تیرہ ہزار ایک سو ساٹھ دام جو عہد شاہجہاں بادشاہ سے مصارفِ درگاہِ نوشاہ عالیجا کے واسطے بطور انعام و التمناعطا ہوئی تھی۔ وہ بھی انھیں کو پہنچی۔

جب حضرت سید محمد ہاشم دریادلؒ نے دیکھا کہ سجادہ نشینی اور نذریناز کے علاوہ جاگیر سے بھی ہمارا کوئی تعلق نہ رہا تو ان کو یہ بات شاق گزری، اور ارادہ کیا کہ ہم ہجرت کر کے مکہ شریف کو چلے جاتے ہیں اور حج کر کے بح اہل و عیال وہیں رہیں گے اور بقیہ عمر وہیں گزاریں گے۔

(رسالہ احمدیگ)

حافظ صاحبؐ کو کسی معتمد کے ذریعہ اس ارادہ کا پتہ چل گیا تو وہ سخت مضطرب ہوئے اور اپنے چوٹے بھائی کی جدائی کو سخت محسوس کیا۔ اس لیے ان کو بلا کہ حقیقت واقعہ دریافت کی

انہوں نے سچ سچ بیان کر دیا۔ تو حافظ صاحب چشم پر آب ہوئے۔ اور تمام جاگیر سید دریا دل کو سپرد کر دی۔ اور فرمایا: جس طرح چاہو اس کو صرف کرو۔ مگر ہمارے اہل و عیال کا بھی خیال رکھنا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی زندگی میں نہایت انصاف سے کام لیا۔

آخر جب دونوں حضرات یکے بعد دیگرے دنیا سے سید محمد سعید دولا کا جاگیر قبضہ رحلت فرمائے تو چونکہ سید دریا دل کے صاحبزادے ابھی خور و سال تھے۔ اس لیے اُن کا خسر پورہ شیخ نجم الدین جو صاحبزادوں کا حقیقی ماموں تھا سوہان گھر کا اور جاگیر کا متولی رہا۔ اس نے بھی اپنی تولیت میں مسغانہ برتاؤ رکھا۔ آخر جب ان کے فرزند اصغر سید محمد سعید صاحب دولا جوان ہوئے اور اپنے والد اکرم سید دریا دل کے عہدہ کو سنبھالا تو چونکہ ان کی طبیعت سخت اور مزاج میں تشدد تھا۔ اس لیے چند سالوں کے بعد اپنے عم زاد بھائیوں کو جاگیر سے جواب دے دیا اور خود متصرف ہو کر باقی اولاد حضرت نوشہ صاحب کو بے دخل کر دیا۔ یہ جاگیر قبضہ ۱۱۲۰ھ میں وقوع میں آیا۔ جیسا کہ شاہی دستاویزات سے ثابت ہوتا ہے ان کی پوری عبارتیں تیسرے طبقہ میں سید محمد سعید دولا کے ذکر میں لکھی جاویں گی۔

جب سید محمد سعید دولا شاہی عدالت میں استعاضہ کر کے جاگیر کا حصہ حاصل کرنا ہاشمی جاگیر پر ہوا بعض خود متصرف ہو گئے تو فرزندان حافظ بحر العشق ان سے بطور برادری حصہ طلب کرتے رہے۔ مگر انہوں نے کچھ پروا نہ کی اور نہ حصہ دیا۔ آخر حضرت سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان نے جب دیکھا کہ نرمی و صلح سے کوئی نتیجہ ظاہر نہیں ہوتا تو آپ نے بمشورہ برادران سلطان فرخ سیر بادشاہ وقت کے آگے استغاضہ پیش کر دیا اور اپنی حقوق طلبی کی۔ بادشاہ نے اپنا فرمان مہر لگا کر نواب قلب الملک کی طرف بھیجا۔ اُس نے سید میر منصبدار کو جو محکمہ تقسیم کے افسر تھے حکم دیا کہ موقع پر جا کر تحقیقات کر کے ان کا فیصلہ کرو۔ چنانچہ سید میر منصبدار قراول تقسیم بمع سوار ناظم صوبہ ساہیوال شریف آئے اور گرد و نواح کے تمام زمینداروں اور مقدمان کو بلا کر واقعہ کی حقیقت سے آگاہ ہوئے اور

زمینداروں کے روبرو راضی جاگیر کو تقسیم کر کے نصف حصہ بنام فرزند ان سید حافظ محمد برخوردار
بحر العشق اور نصف حصہ بنام سید محمد سعید دولا خلف سید محمد ہاشم دریا دل و راج کیا اور فریقین کو
اپنے اپنے حصص پر قبضہ دے دیا۔ اس فیصلہ سے ہمیشہ کے لیے سادات برخوردار یہ اور سادات
ہاشمیہ کے درمیان سے جاگیر کے متعلق تنازع رفع ہو گیا۔

جس وقت فریقین کے درمیان صلح ہوئی تو سید محمد سعید دولا نے
صلح نامہ کی دستاویز ایک تحریر لکھ کر سادات برخوردار یہ کو دی جس پر اپنا جاگیر پر
خود متصرف ہونا اور دوسرے برادران کو بے دخل کرنے کا اقرار کیا اور جو کچھ اس کی آمدن سے کھا بیٹھے
تھے اس کے متعلق اقرار کیا کہ بلا عذر و حیلہ عند الطلب ادا کر دوں گا۔ اس صلح نامہ یا اقرار نامہ کی نقل
یہ ہے :

محمد فرخ سیر بادشاہ
۱۱ ۲۸
غازی سید میر فدوی

ترجمہ اقرار نامہ

عرض یہ ہے کہ منگہ شیخ محمد سعید ولد شیخ محمد ہاشم
ولد قدوة الواصلین حضرت شیخ حاجی محمد
(نوشتہ) مرحوم ہوں۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ موضع
ٹھٹھ عثمان اور بادشاہ پور فنا جو کہ تپہ رسول پور
ہیلاں، پرگنہ ہرات، دو آب چناب، صوبہ
پنجاب میں واقع ہیں۔ اور ایک لاکھ تیرہ ہزار
ایک سو ساٹھ دام کی جمع میں حضرت شاہجہاں
بادشاہ کے زمانہ سے بموجب استحقاق حضرت
(نوشتہ صاحب) مرحوم کی اولاد کو عطا ہوتے
اور میں مقرر مذکور (شیخ محمد سعید) نے ان پر

عرض ازیں بعد آنکہ منگہ شیخ محمد سعید ولد شیخ
محمد ہاشم ابن قدوة الواصلین حضرت شیخ حاجی
محمد مرحوم ام اقرار سے نمایم کہ چون موضع ٹھٹھ عثمان
و بادشاہ پور فنا علمہ رسول پور ہیلاں پرگنہ ہرات
دو آب چناب منافع صوبہ پنجاب بکج یک لک
سیرہ ہزار یک صد و شصت دام از عہد حضرت
شاہجہاں بادشاہ غازی بعد معروض استحقاق
ہ اولاد حضرت مرحوم مرمت شدہ بود و من مقرر
مذکور خود متصرف شدہ با اولاد حضرت جنس
ندادہ بودم چنانکہ وکیل اخوت پناہ شیخ

بطور خود قبضہ کر کے حضرت کی باقی اولاد کو بے دخل کر دیا ہوا تھا۔ چنانچہ جہاں صاحبان شیخ عصمت اللہ وغیرہ فرزندان شیخ برخوردار ولد حضرت (نوٹ صاحب) مرحوم کا وکیل حضور پر نور (بادشاہ وقت) میں پہنچا اور یہ سارا واقعہ عرض اقدس میں پہنچایا اور سند درگاہی جو نواب قطب الملک کی مہر سے مزین تھی لاکر دیوان صوبہ کے مطابق حاصل کی۔ اور سیادت و رفعت مآب سید میر منصب دار جو حضور فیض گنجور (بادشاہ وقت) کی طرف سے بموجب نواب قطب الملک کی دستی مہر کے تقسیم کا افسر مقرر ہو چکا تھا۔ نیز ایک پروانہ اسی کام کے متعلق نائب ناظم کے نام بھی ارسال ہو چکا تھا۔ چنانچہ (سید میر منصب دار) خود ناظم صوبہ کے ایک سوار کو ساتھ لے کر موقع پر آیا اور بموجب حکم حکم (شاہی) ہر ایک چیز اچھی یا خراب سب کو نصفاً نصف کر کے ہر ایک کو حقہ علحدہ کر کے دے دیا اور ہم لوگوں نے اپنی رضا و رغبت سے اس تقسیم پر آپس میں صلح کر لی ہے۔ اور میں مقرر مذکور (شیخ محمد سعید) لکھ کر دیتا ہوں کہ جو کچھ اس تقسیم سے پہلے میں خود متصرف ہوا ہوں وہاں متصرفانہ مذکور کے زمینداروں کے واصلات کے

عصمت اللہ وغیرہ پسران شیخ برخوردار ولد حضرت مرحوم بحضور پر نور رسیدہ ہیں معنی بعرض اقدس رسانیدہ سند درگاہی ناطق بہر نواب قطب الملک آوردہ مطابق دیوان صوبہ حاصل ساختہ سیادت و رفعت مآب سید میر منصب دار کو قراول تقسیم از حضور فیض گنجور بموجب دستک بہر نواب قطب الملک تعیین شدہ بود و نیز پروانہ بنام نائب ناظم دریں مادہ صادر یافتہ بود خود معہ سوار ناظم صوبہ آمدہ بموجب حکم حکم تقرر نیک اندر بد بالمانصافہ قسمت جتہ علحدہ بہر یک کردہ دادہ و بایاں برضائے و رغبت خود بر تقسیم مذکور صلح در میان آوردیم و من مقرر مذکور نوشتہ میدہم کہ آنچه سابق ازین قسمت بطور خود متصرف شدہ ام بر طبق واصلات زمینداران مواضعات مذکور بلا عذر و حیلہ عند الطلب نصف محصول متفرقہ ادا نمایم۔ بنا بر این ای چند کلمہ بطریق تمسک نوشتہ داوم کہ ثانی الحال سند باشد۔ تحریر فی التاریخ یازدہم رجب ۱۲۰۶ جلوس والا۔

مطابق نصف آمدنی بغیر کسی عذر کے عند الطلب
 ادا کر دوں گا۔ اس لیے یہ چند کلمے بطریق تمسک
 لکھ کر دیتا ہوں کہ کسی دوسرے وقت کے لیے
 سدر ہے۔ تحریر بتاریخ ۱۱ رجب ۱۳۲۷
 جلوس والا۔

اس واقعہ سے ان لوگوں کو متنبہ ہونا چاہیے جو سید محمد ہاشم دریادل
 ایک غلطی کا ازالہ کو گدی نشین سمجھتے ہیں۔ اور ان کے بعد سید محمد سعید دولا کو سجادہ نشین
 جانتے ہیں۔ اگر سید دریادل گدی نشین ہوتے تو ان کو ترک وطن کا ارادہ کرنے کی کیا ضرورت تھی
 اور سید محمد سعید صاحب کا یہ اقوال نامہ خود اس بات کا شاہد عادل ہے کہ وہ گدی نشین نہ تھے بلکہ
 جاگیر پر بلا رضامندی برادران جبراً قبضہ کیا ہوا تھا۔ سجادگی کے یہ شرائط نہیں کہ دوسروں کی حق تلفی
 کرے۔ اور خود متصرف ہو۔ بلکہ سجادہ نشین وہ ہوتا ہے جس کو والد یا مرشد اپنی رضامندی سے
 دوسروں سے ممتاز کر کے اپنی جگہ پر نیابت عطا فرماوے۔ جیسا کہ سید حافظ محمد برخوردار بحر العشق
 خلیفہ ہونے تھے۔ کما ہونی کنوا لرحمت۔ ۵

عطا شد نیابت بر پسر بزرگ
 نمودند تحسین بکار سترگ

اگر کسی نے سید محمد سعید کو سجادہ نشین لکھا ہوگا تو محض ان کے وقتی اقتدار کے اعتبار
 سے لکھ دیا ہوگا کیونکہ جاگیر پر قبضہ ہونے کا عہد اُن کا حاکمانہ عہد تھا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ سجادگی
 علیحدہ بات ہے اور جاگیر کا قبضہ علیحدہ بات۔ بوقت تنازع کے سجادگی و خلافت درگاہ نوشاپور
 سادات برخورداریہ کے پاس ہی تھی۔

ان واقعات سے یہ اندازہ نہ لگانا چاہیے کہ ان بزرگوں کی آپس میں عداوت تھی۔
 حقیقی صلح ہرگز نہیں۔ غلطی کا ہوجانا انسانی فطرت میں داخل ہے وہ خیالات جو ایک دوسرے
 کے دلوں میں بیٹھے ہوں گے وہ الفاظ "صلح در میان آوردم" سے رفع ہو گئے اور سب صحابی
 آپس میں یک جسم و یک جان ہو گئے۔ اُن کے اختلاف کو حضرت موسیٰ و ہارون کے اختلاف کی

طرح، یا حضرت علی المرتضیٰؑ و طلحہ و زبیر کے اختلاف کی طرح نیکی پر محمول کرنا چاہیے۔ کسی شخص کو حق نہیں کہ ان پر معتز ضامن بکشتانی کرے۔

میر عبد الہادی سے جاگیر کا روپیہ وصول کرنا
منقول ہے کہ ایک مرتبہ میر عبد الہادی نام
ایک حاکم نے آپ کے مواضعات جاگیر
سے مبلغ آٹھ سو تیس روپے جبراً وصول کر لیے اور لاہور چلا گیا۔ حضرت سید شاہ عصمت اللہؒ حمزہ پلو
برخورداری اور حضرت سید محمد سعید دولاہاشمیؒ یعنی دونوں بجائیوں نے بالاتفاق اپنے وکیل کے ذریعہ
عدالت لاہور میں استغاثہ کر کے وہ روپیہ واپس لیا۔

اس واقعہ کی نوعیت اس تحریر سے ظاہر ہوتی ہے:

عنایات یزدانی و تفقدات خلیفہ ربانی شامل
حال خیر مال سیادی و شہامت پناہ۔ بسالت
معالی دستگاہ۔ امارت مرتبت خان بلند
مکان خلد ملکہ ابداً باد وریں و لا وکیل شیخ
عصمت اللہ و محمد سعید التماس نمود کہ
مرضع ٹٹھ عثمان و بادشاہ پور فغان
اعمال پرگنہ ہرات۔ دو آبہ چونب تابع
صوبہ پنجاب بجمہد امی یک تک و سیزوہ ہزار
ویک صد و شصت دام از عہد بادشاہ
غفران پناہ بہشت آرام گاہ مشہول
تفضل دادار مفضل قدس منزلت حضرت
شاہجہاں بادشاہ غازی در وجہ انعام و
التمنا موکلان مقررست میر عبد الہادی نام
کہ نائب حنیف علی خاں بود بالاتفاق
ذمیداران آنجا ہشصد و بیست و سہ روپیہ
خدا تعالیٰ کی مہربانیاں۔ اور بادشاہ وقت کی
نوازشیں۔ سرداری اور دہد بہ والے۔ شوکت اور
بلندی والے۔ امارت کے مرتبہ والے۔ خان
بلند مکان کے حال خیر مال کے شامل رہیں۔ آپ کا
ملک ہمیشہ رہے۔ اس وقت شیخ عصمت اللہ
اور محمد سعید کے وکیل نے التماس کی ہے کہ موضع
ٹٹھ عثمان اور بادشاہ پور فنا۔ جو کہ غلہ پرگنہ ہرات۔
دو آبہ صوبہ پنجاب میں واقع ہے۔ اور اس کی
جمع ایک لاکھ تیرہ ہزار ایک سو ساٹھ دام ہے۔
بادشاہ غفران پناہ بہشت میں آرام پانے والے۔
خدا کی دی ہوئی بزرگی والے۔ فضیلت کی پاکیزہ
منزلت والے۔ حضرت شاہجہاں بادشاہ غازی
کے زمانہ سے انعام اور جاگیر کے طور پر موکلان مذکور
کے پاس موجود ہے۔ میر عبد الہادی نام نے جو کہ
حنیف علی خاں کا نائب تھا۔ اس علاقہ کے

زینداروں کے ساتھ مل جل کر مبلغ آٹھ سو تیس روپیہ ان مواضع سے جبراً وصول کر کے قابض ہو گیا ہے۔ اور اب وہ دارالحکومت لاہور میں قیام رکھتا ہے۔ اُمید ہے کہ اُن روپوں کا واپس کرانا۔ آپ سرداری اور دبدبہ واسلے کی وجہ سے ہو سکے گا۔ چونکہ سرکاری دفتر والا کے کاغذات سے ظاہر ہو گیا ہے کہ دیہات مذکور جو علمہ پرگنہ مسطور میں ہیں حضرت شاہجہاں بادشاہ کے عہد سے انعام و التمنا کے طور پر مسیان مذکور کے نام پر مقرر ہیں۔ اور اس عہد مبارک موجودہ میں بھی بحال ہیں اس لیے لکھا جاتا ہے کہ اس مقدمہ حاضرہ پر غور کر کے مبلغات متصرف میر عبد الہادی مذکور سے لے کر حق داروں کو دلاویزی تاکہ رافغان اپنے حق کو پالیں۔ اور دوبارہ اس مقدمہ کی نالش درمیان میں نہ آوے۔ ماہ ربیع الثانی کے اندر شہر جلوس مبارک میں لکھا گیا ہے۔

بتقدی ازاں موضع وصول کردہ متصرف شدہ و الحال او در بلدہ دار السلطنت لاہور قیام وارد۔ امیدواری ست کہ در باب استرداد آں بہ آں سیادی و شہامت پناہ میسر شود۔ از انجا کہ از روئے سررشتہ دفتر والا ظاہر شد کہ مواضع مذکور علمہ پرگنہ مزبور از عہد حضرت شاہجہاں بادشاہ در وجہ انعام التمنا مومی ایہا مقررست و در عہد مبارک نیز بحال ماندہ۔ لہذا انگاشتہ سے آید کہ بغور ایں مقدمہ وارسیہ بر تقدیر وقوع وجہ متصرف عالی را از مسیہ عبد الہادی مذکور بدہانتہ کہ رافغان بحق خود برسند و کتر ازیں جہت نالش میان نیاید۔ ماہ ربیع الثانی شہ ہشتم از جلوس مقدس و معلی صورت تحریر یافت یہ لے

پیش گوئی

منقول ہے کہ آپ کے متعلق سید الاقطاب حضرت نوشہ گنج بخش نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ ہمارے پوتوں میں سے ایک مرد ملک معرفت کا بادشاہ ہوگا۔ اگر ہمارے زمانہ میں وہ پیدا ہوتا تو ہم خود اس کی تربیت کرتے۔ لیکن وہ ہمارے بعد متولد ہوگا۔ اور کمالات روحانی

لے یہ اصل تحریر سید محمد شریف بن سید محمد عالم دہلوی کے گھر میں موجود ہے ۱۲ شرافت

حاصل کرے گا۔

چنانچہ یہ بشارت آپ کے حق میں پوری ہوئی اور آپ نے معرفت میں بلند مقام حاصل کیا۔

معمولات

آپ شریعت و طریقت کے پورے پورے پابند تھے۔ نماز پنجگانہ، نوافل تہجد بلاناغہ اور افراتے تلاوت قرآن مجید، اور اداسامہ پر موافقت رکھتے۔

دعا کے زیارت آپ نماز فجر کے بعد تیس مرتبہ یہ دعا پڑھا کرتے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یا ہر جانی یا منسانی یا متسانی یا عیاشی یا ملاذمی یا مرادی یا معافی یا معافی یا دوائی

یا شفائی یا کفائی یا کفنی ہستی و اقض حاجتی یا غفور یا غفور و اغفر لی

خطیبی یوم یبعث من فی القیور یا اللہ یا اللہ یا اللہ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

ف: مولف نے پرانے بیاضوں میں بزرگوں کے ہاتھوں کا کھادیکھا ہے کہ جو شخص اس دعا کو

روزانہ تیس مرتبہ پڑھا کرے اس کو ثواب میں خدا تعالیٰ کی زیارت نصیب ہوگی۔ جو شخص گیارہ

مرتبہ پڑھے اس کو زیارت نبوی حاصل ہوگی۔ اس کو اگر جاہل پڑھے تو علم نصیب ہوگا۔ اگر مفلس

پڑھے تو دولت مند ہو جائے گا۔ لباس و جگہ پاک ہو اور بصدق دل پڑھے۔

وظیفہ توفیق عبادت آپ نماز فرض کے بعد یہ دعا گیارہ مرتبہ پڑھا کرتے:

“اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُ بِكَ عَلٰی طَاعَتِكَ”

ف: مولف کتاب ہے کہ جو شخص یہ دعا روزانہ پڑھا کرے تو اس کو درگاہ الہی سے عبادت کی توفیق

ملتی ہے۔

آپ فجر کی سنت اور فرضوں کے درمیان یہ دعا گیارہ مرتبہ پڑھا کرتے،

وظیفہ مجاہدہ نفس “اَللّٰهُمَّ قَوِّنِ فِیْ سَبِیْلِکَ وَاسْتَعْمِلْنِیْ بِطَاعَتِکَ”

ف: جو شخص یہ دعا روزانہ پڑھے خدا تعالیٰ اس کو نفس اور شیطان پر غالب کر دیتا ہے۔

وظیفہ دفع بلیات آپ صبح کے وقت یہ بیسواں اسم الہی ایک سو پانچ مرتبہ پڑھا کرتے،

يَا دَجِيمُ كُلِّ صَرِيحٍ وَ مَكْرُوبٍ وَ نِيَاثَةٍ وَ مَعَاذَكَ يَا مَرْحِيمُ -

فت: جو شخص اس اسم کو فجر کے بعد بعد از مذکور پڑھا کرے تو مخلوق اس کی مطیع و فرماں بردار ہوگی۔ اور تمام بلاؤں اور تکلیفوں اور مشکلوں سے خلاصی پائے گا۔ دونوں جہان کے مقصود و مطلوب اس کو حاصل ہوں گے۔ اور اگر کسی معین شخص کے لیے پڑھے گا تو وہ مطیع و مسخر ہوگا۔

مقول ہے کہ آپ حد سے زیادہ ریاضت و مجاہدہ کرنے والے تھے۔ ایک ریاضت و مجاہدہ مرتبہ حضرت شیخ عبدالرحمن پاک نے آپ کو کسی آیت شریف کا وظیفہ فرمایا کہ دریا میں کھڑے ہو کر پچیس مرتبہ روزانہ پڑھا کرنا۔ اور پچیس روز تک بلا ناغہ اس کا ورد کرنا۔ آپ جب گھر پہنچے تو وہ آیت آپ کے حافظہ سے اتر گئی۔ خیال کیا کہ بار بار خدمت شیخ میں حساباً خلاف ادب ہے۔ اور یہ آیت بھی قرآن مجید میں موجود ہے۔ چونکہ آپ حافظ قرآن مجید تھے اس لیے دریائے چناب میں کھڑے ہو کر روزانہ پچیس ختم قرآن کرنے لگے۔ اور یوں نہی چلے پورا کیا۔ اور اس کے کمالات سے بہرہ ور ہوئے۔

مولف کہتا ہے کہ عوام ظاہر بینوں کی نگاہ میں روزانہ چالیس مسئلہ طی قرآن مجید قرآن ختم کرنا طاقت انسانی سے بعید ہے۔ لیکن اولیاء اللہ کے نزدیک یہ کوئی مشکل نہیں۔ یہ روحانی کمالات و کرامات میں داخل ہے۔ اور بزرگانِ سلف سے ایسے واقعات منقول ہیں۔

۱۔ بہت سے صحابہ و تابعین سے مروی ہے کہ وہ لوگ ایک رکعت میں قرآن شریف ختم کیا کرتے۔ بلکہ بعضوں نے مغرب اور عشا کے درمیان چار ختم کیے اور یہ کرامت کی بات ہے۔ اس میں کچھ اعتراض نہیں۔ (بخیرات الحسان)

۲۔ حضرت امام علی المرتضیٰ اپنا بایاں قدم رکاب میں دیکھتے اور قرآن پڑھنا شروع کرتے اور وہاں قدم رکاب تک پہنچنے سے پہلے پورا قرآن ختم فرمالتے۔

۳۔ حضرت امام علی المرتضیٰ عظیم سے چل کر باب کعبہ تک پہنچنے میں پورا قرآن ختم کر لیا کرتے۔ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ)

۴۔ علامہ قسطلانی نے ارشاد الساری میں ذکر کیا ہے کہ میں نے ابوطاہر کو دیکھا اور سنا ہے

کہ وہ رات دن میں دس ختم سے زیادہ پڑھتے۔ اور شیخ الاسلام برہان بن ابی شریعت نے کہا کہ وہ رات دن میں پندرہ ختم پڑھتے۔

۵۔ بزرگوں نے دیکھا ہے کہ کعبہ شریف میں ایک بزرگ طواف کی حالت میں قدم قدم پر ایک ختم قرآن لفظاً پڑھتے تھے۔ (تذکرہ اولیائے ہند، ج ۱، ص ۴۸)

۶۔ حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکرؒ نے فرمایا ہے کہ ہم طواف کعبہ کر رہے تھے ہمارے آگے ایک بزرگ طواف کر رہے تھے۔ جہاں سے وہ قدم اٹھاتے ہم وہاں قدم رکھتے۔ انہوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور فرمایا: فرید! میری یہ کیا متابعت کرتے ہو میری باطنی متابعت کرو۔ میں روزانہ ایک ہزار ختم قرآن کرتا ہوں تم بھی کیا کرو۔ میں نے یہ سن کر خیال کیا کہ یہ قرآن پر معنا عبور کر لیتے ہوں گے۔ انہوں نے میرے خیال سے آگاہ ہو کر مڑ کر دیکھا اور فرمایا: اسے فرید! میں معنا نہیں پڑھتا بلکہ لفظاً لفظاً و حرفاً حرفاً پڑھتا ہوں۔

۷۔ شیخ موسیٰ سدرانیؒ سے منقول ہے کہ وہ رات دن میں تشریح ختم کرتے تھے۔ (نفحات الانس)

۸۔ حضرت علی مرتضیٰؒ کے بارہ میں منقول ہے کہ انہوں نے ایک رات میں تین لاکھ ساٹھ ہزار قرآن ختم کیے۔ (میزان الشریعۃ العکبری)

مولوی محمد عبدالعزیز خطیب جامعہ مزنگ لاہور۔ رسالہ زاد الآخرة فی مسائل الجنائزۃ

میں لکھتے ہیں کہ علامہ سید عبدالغنیؒ نے حدیث قدسیہ میں فرمایا ہے:

یہ امر ان اولیاء اللہ کے لیے کوئی مشکل کام نہیں	ولا یتبع ہذا علی اولیاء اللہ
جن کی روحانیت نے ان کی جسمانیت پر قلبہ	تعالیٰ الذین غلبتہم روحانیتہم علی
پایا ہے اور روح امر الہی سے ہے۔ اور	جسمانیتہم والروح من امر اللہ
امر الہی آنکھ جھپکنے کی طرح ہے۔ جیسا کہ	وامر اللہ کلمہ البصر کما اخبر اللہ
حق تعالیٰ نے اس سے خبر دی ہے۔ اور قرآن	تعالیٰ و عرض کلمات القرآن کلما
کے کل کلمات مع معانی کے ولی کی زبان پر	مع معانیہا فی لسان ولی کلمہ بالبصر
آنکھ جھپکنے میں پیش کیے جاتے ہیں۔ اور یہ	ما ہو ببعید واللہ علی

کل شیء قدير۔
خدا تعالیٰ کے نزدیک کوئی مشکل نہیں۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

آپ ذکرِ ہر نفعی اثبات کا شغل رکھتے اور ذکرِ آرزو بھی کیا کرتے اور مریدوں کو اذکار و اشغال بھی ذکرِ آرزو کراتے۔ شغلِ پاسِ انفاس بھی معمول تھا۔

اخلاق و عادات

آپ کریم نفس صاحبِ اخلاقِ حمیدہ، نیک اطوار تھے۔ اپنے آبا و اجداد کی طرح عیشِ تحقیقی میں رنگین تھے۔

آپ سماع سنتے تھے۔ اکثر سماع کے وقت آپ کو وجد بھی ہو جاتا تھا۔ اس قدر سماع و وجد سکر و مستی کا غلبہ ہوتا کہ گاہ بگاہ وجد کی حالت میں بالاخانہ سے نیچے زمین پر گر پڑتے۔ مگر آپ کو کچھ آسیب عائد نہ ہوتا۔ اگر تو آدمی پر نظر فرماتے تو یکبارگی تڑپنے لگتے۔ اور دو تین پہر تک مدہوش رہتے۔ آپ کی آمد و رفت اگر وہیں میں بہت تھی۔ وہاں کے چھوٹے بڑے سب آدمی آپ کی توجہ سے اہلِ وجد و حال ہو گئے۔ آپ نہایت گرم تاثیر تھے۔ (تذکرہ نوشاہیر) ف و مولف کہتا ہے کہ سماع کے وقت خیالات کے جمع ہونے کی وجہ سے توجہ میں زیادہ تاثیر ہو جاتی ہے اور بزرگانِ دین حاضرین کو توجہ سے مست کر دیتے ہیں۔ چنانچہ شیخ عبدالخالق صابری لاہوری بھی سماع کے وقت جس پر نظر ڈالتے وہ مست و بہوش ہو جاتا۔ (تذکرہ اولیائے ہند ج ۲ ص ۱۱۰)

منقول ہے کہ ایک مرتبہ موضع ساہن پال شریف وغیرہ کا خراج چودھری ضمانت اٹھانا بزرگ جہر و اجیر سپہان رحمان علی بن ساہن پال تارڑ سے ادا نہ ہو سکا۔ نواب خرد منڈخان فوجدار نے انھیں لاہور میں حوالات کر دیا۔ حضرت سید شاہ عصمت اللہ صاحب برخورداری اور حضرت محمد سعید صاحب ہاشمی نے ان کی حالت پر رحم فرماتے ہوئے چار ہزار پانچ سو روپیہ میں ان کی ضمانت اٹھا کر ان کو رہا کر دیا۔

زمینداروں کا بیوفانی کرنا
 زمینداروں نے بیوفانی کی۔ اور بجائے اس کے کہ
 احسان شناسی کرتے اٹا مفروز ہو گئے اور عدالت میں
 تاریخ معہودہ پر حاضر نہ ہوئے اور نہ روپیہ ادا کیا۔ اس لیے عدالت نے دونوں حضرات ضمانت کو
 لاہور میں گرفتار کر لیا۔ تکالیف قدسیہ میں ہے :۔

گریندہ ہمسہ زانجاز سردار
 شدہ در معامت صاحب گرفتار

پھر عدالت نے آپ دونوں حضرات کا مال و متاع ضبط کر کے ضمانت کا روپیہ وصول کیا۔

زمینداروں کا مخالفت کرنا
 جب دونوں حضرات نے ان سے روپیہ طلب کیا تو وہ انکار
 کر گئے۔ بلکہ مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے۔ اور حضرات موصوف
 کی مخالفت میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا۔ اسی کش مکش کے دوران میں حضرت سید عصمت امجدؒ کا تو
 انتقال ہو گیا۔ بعد میں سید شیر محمدؒ اور سید گل محمدؒ (آپ کے فرزند ان) اور سید محمد سعیدؒ کے
 ساتھ برسہا پر خاش ہوئے اور نوسو اس گاؤ میں ان حضرات کی مسمیان عقلت و مصطفیٰ و مدرو و غیرہ
 زمینداروں نے ٹوٹ لیں۔

عدالت میں استغاثہ کر کے مال واپس لینا
 حضرات مذکور نے ہر چند کوشش فرمائی
 کہ زمینداروں کو ہدایت ہو جاوے
 اور وہ صلح و آشتی سے مال و زر واپس کر دیں لیکن انھوں نے تسلیم نہ کیا اور مخالفانہ برتاؤ جاری
 رکھا۔ آخر ان حضرات نے مجبور ہو کر عدالت لاہور کے بڑے افسر کی طرف اس کے بھائی سے
 سفارش نامہ لکھوا کر بطور استغاثہ پیش کیا۔ اس نے زمینداران مذکور کو گرفتار کر کے وہ
 ضمانت کا روپیہ اور مال مویشی واپس دلوائے۔

سفارش نامہ اس سفارش نامہ کی عبارت یہ ہے۔ بلفظہ نقل کی جاتی ہے :

برادر گرامی قدر از جسمند از جان عزیز
 ہر بان من بطور پوست کہ بزرگ جہر و اجہری
 میرے بھائی۔ بزرگ قدر والے۔ جان سے
 عزیز۔ میرے ہر بان ثابت ہوا ہے کہ
 موضع صادق پور چک ساہن پال کے سکنا

صوبہ پنجاب ازراہ خدمت شیخ محمد سعید و شیخ عصمت اللہ
 مرحوم اولاد قدوة الواصلین حاجی محمد نوشہ قادری
 قدس سرہ را بعوض چار ہزار و پانصد
 روپیہ زرخ و مند خاں فوجدار تہ اول مال
 ضامن دادہ گریختند چنانچہ فوجدار مذکور مال و
 متاع آنہا ضبط نمودہ مبلغ بابت ضامنی را
 بتعدی از ضامنان مذکور گرفتند۔ الحال زمینداران
 مسطورین بادائے مبلغ مذکور نید ہند۔ و عظمت
 چودھری و مصطفیٰ امدد و غیرہ نہ صدر اسس
 گاؤمیش شیخ محمد سعید و شیخ شیر محمد و شیخ گل محمد
 و شہ مرحوم مذکور را بتاراخت بردند۔ لہذا انگاشتہ
 سے آید کہ مبلغ مذکور و مواشی مسطور بانکاں بدہاند
 کہ شاکر باشند۔ والسلام

بزرگ جہرا اور اجیری وغیرہ زمینداروں نے فریب
 اور دھوکھا کر کے شیخ محمد سعید اور شیخ عصمت اللہ
 مرحوم اولاد قدوة الواصلین حاجی محمد نوشہ
 قادری قدس سرہ کو چار ہزار پانچ سو روپیہ
 میں خرد مند خاں فوجدار افسر مال کے پاس
 ضامن دیا ہے اور خود بھاگ گئے ہیں۔ چنانچہ
 فوجدار مذکور نے ضامنان مذکور پر تعدی کر کے
 ان کا مال و متاع ضبط کر کے ضامنی کے
 مبلغات وصول کیے ہیں۔ اب وہ زمیندار
 مبلغات مذکور ادا نہیں کرتے اور عظمت
 چودھری اور مصطفیٰ امدد و غیرہ نے شیخ
 محمد سعید اور شیخ شیر محمد اور شیخ گل محمد و ارثان
 (شیخ عصمت اللہ) مرحوم کی نوسو بھینس
 لوٹ مار کر لی ہے اور تاراج کر کے لے
 گئے ہیں۔ لہذا آپ کو لکھا جاتا ہے کہ
 مبلغات مذکور اور مویشیان مسطور ان سے
 لے کر مالکوں کو دلا دیوں تاکہ وہ مشکور
 ہوں۔ والسلام

جن ایام میں مقدمہ ضمانت کے دوران میں آپ
 لاہور تشریف لے گئے، تو حضرت پھار نوشہروی

شہر قلعہ لاہوری سے ملاقات

لے سفارش نامہ کی اصل تحریر سید محمد شریف بن سید محمد عالم کے گھر میں بتعام ڈمبل موجود ہے۔

شرافت

کے خلیفہ صادق حضرت کلمیر المعروف شمیر قلندر کے پاس مقام رکھا۔ اور اُن کی ملاقات سے خوش ہوئے۔ انہوں نے آپ کی خدمات کو اپنی سعادت سمجھا۔ اور نذرانہ بھی پیش کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم قلندر مشرب ہو۔ تمہارے نذرانہ کی ضرورت نہیں۔ لیکن انہوں نے بعد الحاح عرض کی کہ آپ اس ناچیز کا ہدیہ ضرور منظور کریں۔ چنانچہ آپ نے قبول فرمایا۔ (تحائف قدسیہ)

آپ کا رنگ سفید گورا سرخی نائل، نعل آبدار کی طرح چمکتا تھا۔ پیشانی فراخ، حلیہ اقدس ابرو پیوستہ، بینی بلند، رخسار روشن، دانت نہایت سفید، پھیلے اور گتھے، ریش مبارک پُر اتبہ، آنکھیں موٹی خوبصورت ان میں سرخ ڈورے تھے۔ سینہ چوڑا اسرار الہی کا خزینہ، کف وسیع، پنج مضبوط، انگلیاں دراز اور موٹی، جسم بھارا اور موزوں، قد و قامت بلند اور رعب دار تھا۔ ہر ایک آدمی دیکھ کر مرعوب ہو جاتا تھا۔ (تذکرہ نوشاہیہ)

آپ کا لباس سادہ ہوتا تھا۔ کھدر کا سفید رنگ کرتہ۔ سر پر پانچ گز دستار۔ لباس جسم پر سیاہ کجیل یعنی بھورا استعمال فرماتے۔ (تذکرہ نوشاہیہ)

سجع مہر آپ کی مہر پر یہ الفاظ کندہ تھے [عَلَيْكَ الْعِصْمَةُ يَا رَحْمٰنُ] اس میں یہ صنعت بھی ملحوظ ہے کہ اپنے نام کے ساتھ اپنے شیخ عبدالرحمن صاحب کا نام بھی درج کرایا ہے اور معنا خدا تعالیٰ کے مدحیہ الفاظ ہیں۔

کرامات

آپ سے خوارق عادات بکثرت صادر ہوتے تھے۔ کسی شخص نے آپ سے کرامت کے متعلق سوال کیا آپ نے فرمایا کرامت دکھانا ولی اللہ کے نزدیک بالکل ادنیٰ شے ہے۔ اگر کوئی شخص کرامت دیکھنا چاہے تو وہ ہماری جوتی کی نوک سے دیکھ سکتا ہے۔

کشفِ کوئی آپ کو کشفِ جلی حاصل تھا۔ لوگوں کے ضمیر پر اطلاع پانا اور دُور دراز کے

۱۰ آپ کی یہ مہر اجمل سید محمد شریع بن سید محمد عالم بر خور داری کے گھر میں بتعام داخل موجود ہے۔ میں نے بھی زیارت کی ہے ۱۲ شرافت

حالات سے مطلع ہونا آپ کو حاصل تھا۔ آپ اپنے دولت خانہ پر بیٹھے ہوئے فریاد کرتے کہ حضرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم اب فلاں جگہ ہیں اور فلاں کام کر رہے ہیں۔ (تذکرہ نوشاہیہ)

گرمی عشق آپ میں محبت کی تاثیر اور عشق کی گرمی اس قدر تھی کہ جو شخص آپ کے کوچہ سے گزر جاتا وہ مست و بخود ہو جاتا تھا۔ اور جو شخص آپ کی گھوڑی کو گھاس ڈالتا وہ بھی وجد سے بہوش ہو جاتا۔ (تذکرہ)

جسم کا پانی ہو جانا آپ کے برادر زادہ اور داماد سید ابوسعید مرتاض بن سید حافظ جمال اللہ فقیر اعظم برخورداری سے منقول ہے کہ ایک دن حضور قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے اور میں آپ کو پنکھا ہلا رہا تھا کہ اچانک آپ پر حالت عجیب طاری ہوئی۔ تمام جسم آپ کا پانی ہو کر جوش مارنے لگا اور مثل دُر شاہوار کے چمکتا تھا۔ میں نہایت متحیر و متعجب ہوا۔ دو ساعت تک یہ حالت رہی۔ بعد میں دست بستہ کھڑا رہا۔ آخر ایک شخص نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا تو اسی وقت آپ کا جسم از سر نو قائم و برقرار ہوا۔ جیسا کہ زمین سے نیا سبزہ اگتا ہے (تذکرہ)

ف؛ فقیر سید شرافت عافہ اللہ کہتا ہے کہ اولیاء اللہ پر ایسی حالت کا طاری ہونا ممکن ہے۔ اس کو عالم تنزیہ کا تہلی کہتے ہیں۔ چنانچہ کئی بزرگوں پر ایسے حالات وارد ہوئے ہیں۔ مثلاً:

۱۔ صاحب اقباس الانوار نے لکھا ہے کہ خواجہ بزرگ اجیری مرقبہ میں مشغول تھے۔ عالم تنزیہ جسید منور پر غالب ہوا تو آپ چالیس روز تک کسی کو نظر آئے۔ (تذکرہ اولیائے ہند، ج ۱، ص ۱۲)

۲۔ ایک سنیاسی فقیر کرامت سے پانی ہو گیا تو پھر حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ بھی پانی ہو گئے۔ (تذکرہ اولیائے ہند، ج ۲، ص ۵۱)

۳۔ سید احمد رفاعیؒ عشق میں جل کر پہلے خاکستر ہو گئے۔ پھر پانی ہو گئے۔ (تذکرہ اولیائے ہند، ج ۲، ص ۹)

بند رازوں میں سے اندر آ جانا چودھری بختاوردنمبر دار محمد عثمان سے روایت ہے کہ ایک نجات میں نے سید عنایت اللہ زاہد کے اعضا ملوہ ملوہ دیکھے تو وہ اویلا کر ناچا۔ ناگاہ دیکھا کہ شاہ عصمت اللہؒ سیاہ گھوڑی پر

سوار غیب سے تشریف لے آئے اور وہاں آ موجود ہوئے۔ مجھے باز فاش کرنے سے منع فرمایا۔
میں پیلے سے بھی زیادہ حیران ہو گیا کہ آپ گھوڑی سمیت دیواریں پھانڈ کر کس طرح اندر آ گئے۔
حالانکہ دروازے بھی بند تھے اور مکان بھی مستقف تھا۔ (تذکرہ نوشاہیہ)

منقول ہے کہ جب آپ کی صدائے کشف و کرامت اقصائے عالم میں
مجدوب بنا دینا پہنچی تو دور دور علاقوں سے لوگ آ کر فیضیاب ہونے لگے۔ چنانچہ
حضرت غوث الاعظمؒ کی اولاد امجاد میں سے سید محمد غوث بن سید حسن بادشاہ گیلانیؒ پشاور سے
چل کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر حلقہ ارادت میں داخل ہوئے اور فیض کامل پایا۔ آپ کا
اتنا ادب کرتے کرتے کہ کس تک پیادہ آتے۔ اور کبھی حضور کے چہرہ انور کی طرف نہ دیکھا بلکہ آپ کے
قدموں پر نظر رکھتے ایک مرتبہ چند دوستوں سمیت حضور میں آئے۔ رخصت کے وقت آپ نے ایسی
توجہ فرمائی کہ قصبہ حسن ابدال تک سارے مست و مجذوب اور عشق حقیقی سے سرشار ہی چلے گئے۔
دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہ تھی۔ وہاں جا کر ہوش میں آئے۔ (تذکرہ نوشاہیہ)

صاحب تذکرہ نوشاہیہ نے لکھا ہے کہ آپ نے خود فرمایا کہ
شیشہ کا ٹوٹ جانا ایک دن ہمارے دل میں خیال گزرا کہ شیخ نجم الدین کبریٰؒ سے
یہ کرامت منقول ہے کہ اگر مٹی کے پچے برتن پر نظر کرتے تو وہ پک جاتا۔ اگر پتے پر نظر کرتے تو وہ
ٹوٹ جایا کرتا تھا۔ اس خیال کو مد نظر رکھ کر ہم نے ایک شیشہ (بوتل) پر نظر کی جو طاقچہ میں
پڑا تھا۔ بجز دیکھنے کے وہ ریزہ ریزہ ہو کر گر پڑا۔

منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت پاک صاحب بھڑلوالہؒ
تین روز میں سلوک پورا کرانا کے آگے عرض کیا کہ مجھے خدا کا راستہ بتاؤ۔ اُس
وقت آپ بھی اس مجلس میں موجود تھے۔ انہوں نے سائل کا کام آپ کے سپرد کر دیا۔ آپ نے اس کو
فرمایا کہ کھانا پینا ترک کر کے سات دن تک خلوت گزریں ہو جا۔ اُس نے عمل کیا۔ تین روز کے بعد
باہر نکل آیا اور کہا کہ میرا مقصد تین ہی دن میں حاصل ہو گیا ہے۔ آپ نے اس کو طاہت فرمائی
کہ اگر تو چار دن اور صبر کر جاتا تو دیکھتا کہ کیسے احوال و مدارج تم پر منکشف ہوتے ہیں۔ (تذکرہ)
ایک پلید قلب کو پاک کرنا منقول ہے کہ آپ کے مرید حافظ محمد صدیق رہتاسیؒ نے

عرض کیا کہ میرا بھائی بڑا شریف و بدکار ہے۔ اگر آپ اس پر توجہ فرمادیں تو شاید اس کی حالت سدھ جائے۔ آپ نے اس پر دو مرتبہ توجہ فرمائی۔ لیکن کچھ اثر ظاہر نہ ہوا۔ آخر تیسری نگاہ میں اس کو تاثیر ہوئی اور زمین پر ترپنے لگا۔ آپ نے پانی منگو کر اپنی دونوں ہاتھ دھوئے اور فرمایا کہ اس کا دل نہایت پلید تھا۔ اس کے دھونے اور پاک کرنے سے ہمارے ہاتھ مٹوٹ ہو گئے ہیں۔
(تذکرہ نوشاہیہ)

منقول ہے کہ رہتاس میں ایک عورت نے عرض کیا کہ ہمارے بے اولاد کو اولاد ہونا
ہاں اولاد نہیں ہوتی۔ آپ نے ایک روٹی کے تین ٹکڑے کر کے اس کو دیے اور فرمایا کہ دو حصے تیرا شوہر کھاوے اور ایک حصہ تم کھاؤ۔ جب وہ لے گئی تو دوسری بے اولاد عورتوں نے اس سے پھین کر دو ٹکڑے کھائے۔ تیسرا ٹکڑا اس عورت و مرد نے آدھا آدھا کر کے کھایا۔ امر الہی سے سب عورتوں کو ایک ایک لڑکا پیدا ہوا اور ان کو تمام یعنی جوڑا پیدا ہوا۔
حضرت سید حافظ محمد حیات ربانیؒ "تذکرہ نوشاہیہ میں لکھتے ہیں "الحال جوان اندو
صاحب اولاد شدند" یعنی اب وہ لڑکے جوان ہیں اور صاحب اولاد ہیں۔

آپ کے مرید شیخ غلام حسین لاہوریؒ سے منقول ہے کہ میں نے جب
خواب میں بلانا
پہلے آپ کا نام مبارک سنا تو اشتیاق زیارت غالب ہوا۔ پھر خیال کیا کہ جب تک آپ اپنا جمال نہیں دکھائیں گے حاضر نہیں ہوں گا۔ چنانچہ اسی رات فجر کو حضور خواب میں ملے اور فرمایا کہ ہم فیروں کا کیا دیکھنا ہے۔ آپ کے اس کلام سے میرے دل میں تاثیر ہوئی۔
دوسرے روز لاہور سے روانہ ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ (تذکرہ نوشاہیہ)

منقول ہے کہ آپ کو شیخ بنو خرد دار ہرل کے ساتھ بہت محبت تھی۔
مراد منگو کا ہلاک ہونا
ایک دفعہ ان کو مراد نام منگو کا زمیندار نے حکومت کے غور سے قید کر لیا۔ آپ ان کو رہا کروانے کے لیے وہاں تشریف لے گئے۔ اس نے زمانا۔ آپ نے اس کو بدوعادی کہ تو نے فقرا کی نافرمانی کی ہے تو قتل ہو جائے گا اور تیرا گوشت کتے کھائیں گے۔ چنانچہ اسی طرح ہوا کہ ایک دن مراد نے کسی گاؤں پر چڑھائی کی۔ رات کے وقت دو شخصوں نے اگر اس کو قتل کر دیا اور اس کا گوشت کتوں کے آگے ڈالا۔ (تذکرہ نوشاہیہ)

منقول ہے کہ مرنی نام قانونگو متوطن میرالی والد۔ شیخ برخوردار
 مرنی قانونگو کا سزا پانا ہر آن کو تکلیف دیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ آپ اس کے پاس گئے
 اور فرمایا کہ میاں برخوردار فقیر لوگ ہیں۔ ان کے خیال سے باز آجا۔ اُس نے متکبرانہ کہا کہ خدا نے
 بھی کیا بے جا کام کیا ہے کہ اس کو فقیر کر دیا ہے۔ حضور کو اس کے کلام سے بے حد غصہ آیا۔ اور
 فرمایا کہ فقیر پہاڑ ہوتے ہیں جو شخص ان سے ٹکراتا ہے وہ چور ہو جاتا ہے! اس نے کہا کہ اگر میں
 مر گیا تو بھی اولاد کو کہ جاؤں گا کہ برخوردار کا خیال نہ چھوڑیں۔ آپ نے فرمایا تم نے خوب کیا ہے
 کہ اولاد بھی یا اولاد ہی پہلے تیری اولاد مرے گی اور پھر تو مرے گا۔ چنانچہ ابھی تھوڑے ہی دن
 گزرے تھے کہ حاکم وقت نے بناوٹ کے جرم میں پہلے اس کے بیٹوں کو قتل کیا اور پھر اس کو
 مروادیا۔ (تذکرہ نوشاہیہ)

منقول ہے کہ شریف تارڑ ساکن اگر دیہ آپ سے
 شریف تارڑ کا خستہ حال ہونا زمین کا مکان زیادہ طلب کرتا۔ آپ نے فرمایا ہم
 فقیر ہیں ہم سے پورا لو، زیادہ طلب کرنا مناسب نہیں۔ اس نے نہ مانا۔ اور کہا کہ اگر تم فقیر ہو
 تو میرے ہاتھ خشک کر دو یا جلادو۔ آپ نے فرمایا کہ ہاتھ خشک کرنے سے کیا بنتا ہے ہم
 تیری جڑیں خشک کریں گے۔ ابھی چند ہی روز گزرے تھے کہ اس کے لڑکے اور لڑکیاں
 مر گئیں اور مال و متاع چوروں نے لوٹ لیا اور خود خراب حالت ہو کر مرا۔ (تذکرہ)

منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضور بعد اپنے چھوٹے
 میاں مہیوں کا فیض سلب کرنا بھائی سید حافظ جمال اللہ فقیہ اعظم کے کسی
 تقریب سے موضع شیخپور میں تشریف لے گئے وہاں حضرت پیمار صاحب کا خلیفہ میاں مہیوں
 رہتا تھا۔ اُس کا شہرہ عام تھا۔ دُور دُور سے خلیق اُس کے پاس آتیں۔ آپ نے فرمایا کہ
 اگر اس کا چہ چا اسی طرح رہا تو پھر دُوسرے کسی فقیر کا نام کوئی نہیں لے گا۔ اس کا جھنڈا
 قلم کرنا چاہیے۔ چنانچہ آپ نے ایک ہی نگاہ سے اس کا تمام فیض سلب کر لیا۔ اُسی دن سے
 اُس کا شہرہ جاتا رہا۔ اور کوئی سلسلہ فقر آگے جاری نہیں ہوا۔

(تذکرہ نوشاہیہ)

عملیات

آپ کو عملیات میں بھی کافی دسترس تھی۔ عملیات ذیل آپ کے فرمودہ ہیں،
 ماہِ رَجَبِ کے پہلے پختہ میں چاندی کی انگشتری پر یہ حروف مقطعات
 بارہ نعمتوں کا طنا نقش کریں اور ہاتھ میں پہنیں۔ اس کی برکت سے تمام مطالب
 حاصل ہوں گے اور بارہ نعمتیں ملیں گی۔ یہ ہیں:

آلَمَ - آتَمَصَّ - آتَرَ - آتَمَرَا - كَهَيْعَصَّ - ظَهْ - طَسَمَ - طَسَّ -

لَسَّ - صَّ - حَسَمَ - حَمَمَسَقَ - قَ - نَ -

اگر کسی عضو میں درد ہو تو اس عضو کا نام عربی زبان میں لے کر اس کے
 درد پر قسم کے واسطے ہر حرف کے پہلے ان گیارہ حروف میں سے ایک ایک حرف ضم کر کے
 لکھیں۔ اب ت م ث ط ظ ف ك ل ل ا ی۔ مثلاً اگر درد سر ہو تو عربی میں سر کو ساس کہتے ہیں۔
 تو اس طرح لکھیں: اس بر تو ثو ظو ظو فو کو لرو لادرو۔ اء یا تا نا طا ظا فا کا لا دیا۔
 اس بس لس طس فس کس لس لاس یس۔ اس تعویذ کو پاس رکھنے سے درد دفع
 ہوگا۔

حروفِ تہجی میں سے بے نقط حروف کو پانسو بار پڑھ کر شکر پر
 تسخیرِ خلق کے واسطے دم کر کے کنویں میں ڈال دے جہاں سے لوگ پانی پیں۔ مخلوق کا
 کافی رجوع ہوگا۔ مجرب ہے۔

معتبرین کمالات

آپ کی توصیف و تعریف میں بزرگوں نے بہت کچھ فرمایا ہے۔ از انجملہ
 ۱۔ حضرت مولانا حافظ محمد عموری ہیلانی سے منقول ہے کہ سید شاہ عصمت اللہ کے لیے
 ہم سے لڑکی کا رشتہ طلب کیا گیا۔ لیکن ہم نے نہ دیا۔ بعد میں مجھے خواب میں نظر آیا کہ شاہ عصمت اللہ
 کا مرتبہ حضرت سید محمد باشم مدیادل جتنا ہوگا بکر نوشاہ ثانی ہوں گے۔ اس کے بعد ہم کو

حسرت رہی کہ ہم نے کیوں رشتہ نہ دیا۔ (تذکرہ نوشاہیر)

۲۔ حضرت سید محمد غوث گیلانی لاہوریؒ نے اپنے رسالہ تصوف یعنی اسرار الطریقت میں آپ کی

تعریف ان الفاظ میں کی ہے اور اپنا مستفیض ہونا بیان کیا ہے،

نسبت جذبہ غالب داشتند۔ گاہے در وقتِ
آپ جذبہ کی نسبت غالب رکھتے تھے۔ اور کبھی
سماع توجہ میکردند و بحضور اثر از حرکت قلب
سماع کے وقت توجہ کرتے تھے تو حاضرین پر
یارت و گریہ میشد از صحبت ایشان متاثر
دل کی حرکت یا نرمی اور رونے کا اثر ہوتا تھا
اکثر شدم و رقت اکثر در مجلس ایشان
آپ کی صحبت سے میں بہت متاثر ہوا۔ آپ
میشد۔ اگرچہ حرکت قلب سابق ہم بسیار بود
کی مجلس میں اکثر رقت ہوتی تھی۔ اگرچہ
اما گریہ و درد از صحبت ایشان بسیار شد۔
حرکت قلب مجھے پہلے ہی بہت تھی مگر رونا
اور درد آپ کی صحبت سے بہت زیادہ ہو گیا۔

اولادِ کرام

آپ کی اہلیہ محترمہ قصبہ امین آباد ضلع گوجرانوالہ کے ایک معزز گھرانہ سے تھیں۔ انہیں کے

بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کے تین بیٹے تھے، ۱۔ سید شیر محمدؒ ۲۔ سید گل محمدؒ

۳۔ سید محمد عظیمؒ

آپ کی ایک صاحبزادی بھی تھیں جن کا نکاح اپنے برادر زاوہ سید ابوسید مرتاض بن سید حافظ
جمال اللہ فقیہ اعظمؒ سے کر دیا تھا۔

یارانِ طریقت

آپ سے بے شمار مخلوق خدا مستفیض ہوئی۔ آپ کے خواص یاروں کے نام کتاب

تذکرہ نوشاہیر اور مناقبات نوشاہیر سے لکھے جاتے ہیں؛

۱۔ سید محمد سلطان المعروف شاہ سلطان بن سید سعد اللہ حکیمؒ، برادر زاوہ آنجناب سہا بن پال شریف

- ۲۔ سید شاہ نظام بن سید سعد اللہ حکیم برخورداریؒ برادرزادہ آنجناب ساہن پال شریف
- ۳۔ سید محمد تقویٰ بن سید سعد اللہ حکیم برخورداریؒ
- ۴۔ سید محمد تقی المعروف شاہ نقمن بن سید رحمت اللہ عارفؒ
- ۵۔ سید ابن یحییٰ بن سید رحمت اللہ عارف برخورداریؒ
- ۶۔ سید صبغۃ اللہ بن سید ابن یحییٰ برخورداریؒ
- ۷۔ سید گل محمد المعروف شاہ گھلا بن سید نصرت اللہ محدثؒ
- ۸۔ سید لطف اللہ المعروف شاہ پھلا بن سید نصرت اللہ محدثؒ
- ۹۔ سید شہیر بن سید نصرت اللہ محدث برخورداریؒ
- ۱۰۔ سید شیر محمد بن سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پهلوانؒ فرزند آنجناب
- ۱۱۔ سید گل محمد بن سید شاہ عصمت اللہؒ
- ۱۲۔ سید محمد عظیم المعروف عظیم شاہ بن سید عصمت اللہ مدون دھوا
- ۱۳۔ سید ابوسعید مراض بن سید حافظ جمال اللہ فقیر اعظمؒ برادرزادہ آنجناب
- ۱۴۔ سید حافظ محمد حیات ربانی بن سید حافظ جمال اللہؒ
- ۱۵۔ سید عبیدت شاہ شہید بن سید محمد سعید دولاہاشمیؒ
- ۱۶۔ سید محمد ابابہم المعروف براہم شاہ بن سید محمد سعید ہاشمیؒ
- ۱۷۔ سید عبد الرسول بن سید محمد سعید ہاشمیؒ
- ۱۸۔ سید فقیر اللہ بن سید محمد سعید ہاشمیؒ
- ۱۹۔ سید سلطان محمد بن سید محمد سعید ہاشمیؒ
- ۲۰۔ شیخ عبد الجلیلؒ آپ کا ہمشیر زادہ
- ۲۱۔ چودھری عبدالواحد بن محمد علی تارڑ
- ۲۲۔ چودھری شادمان بن محمد علی تارڑ
- ۲۳۔ میاں اسلام فقیر قوم تارڑ
- ۲۴۔ شیخ نور محمد بخاریؒ

اگر وہ

عجرات	۲۵- شیخ سید فقیر	جوکالیان	۲۶- شیخ ناکب باقذہ	
سداکنبو	۲۷- شیخ عبدالکریم	سداکنبو، سرگوشا	۲۸- شیخ عبدالرحیم	
	۲۹- حافظ ادیس صاحب	"		
بھڑی شاہ رحمان	۳۰- شیخ محمد زمان دولاہن شیخ ابراہیم نواسہ پاک صاحب			
ایمن آباد	۳۱- شیخ فیض بخش	ایمن آباد	۳۲- شیخ درگاہی صاحب	
	۳۳- شیخ محمد غوث بن سید حسن بادشاہ گیلانی پشاور		لاہور	
لاہور	۳۴- شیخ عبدالغفور چشتی	لاہور	۳۵- شیخ فتح محمد چشتی	
"	۳۶- حکیم سلطان صاحب	"	۳۷- حکیم محمد مراد	
"	۳۸- حکیم محسن زماں خاں	"	۳۹- شیخ غلام حسین	
"	۳۹- شیخ عبدالکریم	"	۴۰- میاں گولا قوال	
مہتاس	۴۱- میاں بولا درزی	مہتاس	۴۲- میاں الہداد درزی	
"	۴۲- میاں خوشحال درزی	"	۴۳- میاں ہصو	
"	۴۳- سید انور صاحب	"	۴۴- حافظ محمد صدیق افتخار	
"	۴۴- حافظ محمد مخدوم متعلم	"	۴۵- آغا بدایع بیگ	
پشاور	۵۰- میر محمد تقی	پشاور	۵۱- شیخ علی فقیر	
سید	۵۲- حاجی یار بیگ	جلال آباد، افغانستان	۵۲- شیخ حاجی صاحب	
ہندوستان	۵۳- سید نور اللہ	سامانہ ریاست پٹیالہ	۵۵- شیخ بیگ مجنون اٹاواہ- ہندوستان	
	۵۴- شیخ محمد کالی صاحب		۵۶- میاں احمد فقیر	
	۵۸- شیخ امام علی شاہ		۵۹- شیخ لال شاہ	
	۶۰- شیخ مراد علی		۶۱- مرزا جلال بیگ	
	۶۲- بی بی معروفہ صاحبہ		۶۳- بی بی دولتی صاحبہ گورانی	
	۶۴- ہتہ منی رام فوجدار مہتاسی			

مؤلف کتاب ہذا فقیر سید شرافت عفا اللہ عنہ کو خواب میں آپ کی زیارت فیض بشارت زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ آپ نے میری طرف نگاہ شفقت سے دیکھا۔

آپ کے جسم مبارک کے کپڑے اور مہر مبارک آپ کی اولاد میں سے سید محمد شریف بن تیرکات سید محمد عالم بر خور داری کے گھر میں بقلم ڈھل متصل سرانے عالمگیر ضلع گجرات موجود ہیں۔ میں بھی زیارت سے مشرف ہوا ہوں۔

مدحیات

آپ کی مدح و توصیف میں کئی بزرگوں نے نظلیں لکھی ہیں۔ یہاں صرف اپنی ایک غزل لکھتا ہوں۔

شاہ شاہاں قطبِ دورانِ عصمت اللہ شاہ پیر	مخزنِ اسرارِ یزداں عصمت اللہ شاہ پیر
آفتابِ برجِ عصمتِ اخترِ اوجِ فلک	خازنِ جنتِ گلستاں عصمت اللہ شاہ پیر
مطلعِ انوارِ قادرِ رہنمائے سالکان	سائرِ توحید و عرفان عصمت اللہ شاہ پیر
قلبِ اربابِ دانش کعبہ قدوسیہاں	نائب و مختارِ سبحان عصمت اللہ شاہ پیر
زینتِ اوراقِ اشجارِ جہاں شد اسمِ او	معدائے حور و غلماں عصمت اللہ شاہ پیر
شہِ عطا از نزد حق نقشبِ چو حمزہ پہ سلوان	فقر رازانِ ہست سلطان عصمت اللہ شاہ پیر
از شرافتِ بیشتر بادا ثنا و صد سلام	بر مزارِ پیرِ پیراں عصمت اللہ شاہ پیر

واقعہ وفات

آپ چودھری بزرگمہر واجیر پیران رحمان علی تارڑ کی ضمانت کے مقدر میں لاہور تشریف لے گئے۔ جیسا کہ یہ واقعہ صحیحے گزر چکا ہے۔ وہاں حضرت شہیر قلندر سے ملاقات کی اور ان کو فرمایا کہ تم میرے لیے استخارہ کرو۔ میرا ارادہ ہے کہ یا تونج کو چلا جاؤں یا دہلی کی سیر کروں۔ ان میں سے میرے لیے کون سا سفر اچھا ہے۔ صبح کو قلندر صاحب نے فرمایا کہ جناب عالی آپ کہیں بھی نہ جاویں حضور کا

وقتِ وصال قریب ہے۔ واپس تشریف لے جاویں۔ چنانچہ آپ واپس ساہن پال شریف آ گئے اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد دنیا سے انتقال ہو گیا۔ (تحلیف قدسیہ)

آپ ایک روز شام کی نماز ادا کر رہے تھے۔ دو رکعتیں آپ نے کھڑے سجدہ میں انتقال ہو کر پڑھیں تیسری رکعت کے سجدہ میں گئے تو آپ نے بلند آواز سے نعرہ لگایا ہو۔ اور جان بحق تسلیم کی۔ (تذکرہ)

وفات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے آخری وقت میں نماز کی تاکید فرمائی تھی الصلوٰۃ الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم (نماز پڑھنا۔ نماز پڑھنا۔ غلاموں سے احسان کرنا) آپ نے حضور نبی کریم کے فرمان پر عمل کر کے دکھایا کہ نماز پڑھتے ہوئے جنت الفردوس کو سدھارے۔ نیز اولیاء اللہ میں سے کسی خواص کو یہ منصب حاصل ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ حمزہ دہر سو کی وفات بھی نماز مغرب کی تیسری رکعت کے سجدہ میں ہوئی تھی۔ (تذکرہ اولیائے ہند،

ج ۲ ص ۶۶)

شاہ عصمت اللہ کی وفات منگلوار کی رات۔ وقت نماز شام۔ بارہویں رجب ۱۱۳۶ھ مطابق انیسویں ماہِ حیت ۱۸۵۱ء کو ہوئی۔ مرقد منور ساہن پال شریف، گورستان نوشاہیہ میں ہے۔

آپ کا مزار پہلے خام تھا ۱۳۶۱ھ میں اولاد نے پختہ سنگ مرمر سے کتبہ مزارِ اقدس بنوایا جس پر یہ کتبہ لگا ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ - اٰخِرِیْ
آرام گاہ قدوة السالکین امام العارفین حضرت شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان فرزندِ نجم و
خلیفہ اکرم حضرت حافظ شاہ محمد برخوردار بجز العشق علوی عباسی قادری نوشاہی قدس اسرار ہما۔
تاریخ وصال شب سہ شنبہ بوقت نماز شام بتاریخ دوازدهم رجب ۱۱۳۶ھ۔

۱۔ حضرت سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان کا کچھ ذکر شریف التواریخ کی تیسری جلد موسوم بہ تذکرۃ
النوشاہیہ کے دوسرے حصہ لطائف الاخبار نام میں بھی لکھا جائے گا۔ شرافت

قطعہ تاریخ

زعالم مشد چو در غلید معسلی جناب شیخ صادق عصمت اللہ
 زول جستم چو سال ارتعاش خرد فرمود عاشق عصمت اللہ
 بنا کردہ صاحبزادہ محمد شریف صاحبزادہ الطاف حسین صاحب اولاد حضور رحمۃ اللہ علیہ
 در ۱۳۷۱ھ

مادہ ہائے تاریخ :

- ۱- آیت شریف ذلک الفوز الکبیر
- ۲- خاتم الاولیا بودہ
- ۳- دریائے افضال
- ۴- معروف خلایق

حضرت حافظ جمال اللہ فقیہ اعظم

جناب جمال اللہ خاص الہ
 بودے ز ذکرش جدا بیچ گاہ

آپ عمدہ اولیائے زماں، قدوہ اصغیانے دوران، شہباز اوج فوت،
 اوصاف جمیلہ شہسوار میدان مروت، نیچہ الاقطاب، سیفۃ الاجاب، رضی العالم،
 غوث الافخم تھے صاحب ذکر و فکر و وجد و سماع تھے۔ آپ حضرت سید حافظ محمد بر خوردار بحر العشق
 بن حضرت نوشہ گنج بخش کے فرزند ششم یعنی سب سے چھوٹے بیٹے اور مرید و خلیفہ اعظم تھے۔
 آپ کی ولادت ۱۰۷۰ھ میں ہوئی اور اپنے والد صاحب اور دیگر
 تاریخ ولادت اساتذہ کرام سے تعلیم و تربیت پائی اور علم و فضل میں کمال ہوئے۔
 مادہ تاریخ ولادت "محیط اعظم"۔

آپ ایک مرتبہ تبلیغ اسلام اور ترویج سلسلہ قادریہ نوشاہیہ کی خاطر
 تبلیغی سفر جہان آباد کی طرف تشریف لے گئے۔ بہت مخلوق کو اپنے باطنی فیض سے
 سیراب کیا۔ جس شخص پر نظر توجہ ڈالتے وہ مست بادہ الست ہو جاتا۔ آپ بڑے صاحب باطن

اور اہل تاثیر تھے۔

آپ شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت میں کامل اکمل تھے۔
 اولاد کے حق میں دُعا ظاہری و باطنی علوم سے بہرہ مند تھے۔ علم کا شوق ہر دم تازہ تھا
 جب آخری مرض میں بیمار ہوئے تو آپ نے اولاد کے حق میں دعا مانگی کہ اے مولیٰ کریم عز اسماء
 میری اولاد میں قیامت تک علم جاری رکھنا۔ چنانچہ آپ کی دعائے مستجاب کی بدولت آج تک
 آپ کی اولاد سے بڑے بڑے مشاہیر علامہ اور حفاظ اور مشائخ ہوتے چلے آئے ہیں۔
 آپ کے مفصل حالات زندگی میں نے کتاب ماثر الجمال میں لکھے ہیں۔ نیز آپ کے
 کرامات و مقامات طبقہ اول میں مستقل طور پر لکھے جا چکے ہیں۔ یہاں ترتیب نسب کے لحاظ
 سے مختصر تذکرہ کر دیا ہے۔

آپ کی کتاب حقایق الآثار سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ مندرجہ ذیل
 اور دو وظایف وظایف پڑھا کرتے تھے۔

(۱)

اللَّهُمَّ طَهِّرْ لِسَانِي مِنَ الْكُذْبِ وَقَلْبِي مِنَ النِّفَاقِ وَعَيْنِي مِنَ
 السَّرْيَانِ وَبَصِيرِي مِنَ الْخِيَانَةِ فَإِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ
 بِمَا تُخْفِي الصُّدُورُ يَا سَيِّدَ السَّادَاتِ وَيَا عَالِمَ السِّرِّ وَالْخَفِيَّاتِ وَيَا مُجِيبَ الدَّعَوَاتِ
 وَيَا مُنْزِلَ الْبَرَكَاتِ وَيَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ وَيَا سَامِعَ الدَّعَاءِ وَيَا لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ
 يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔

(۲)

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ بِعِزَّتِكَ وَقُدْرَتِكَ يَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ بِحَقِّكَ
 وَمَهَبَّتِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قُوْبِحْ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔

(۳)

اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا وَ لَكَ الشُّكْرُ وَ لَكَ الْبِحْنَةُ وَ لَكَ الْعِظَمَةُ
 وَ لَكَ الْعُدَّةُ وَ لَكَ الْكِبْرِيَاءُ وَ لَكَ السُّلْطَانُ وَ لَكَ الْإِمْتِنَانُ

وَ لَكَ الْمُهَابَةُ وَ لَكَ الْإِجَابَةُ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا رَحْمَنُ يَا رَحِيمُ يَا مَلِكُ يَا
 قُدُّوسُ يَا سُبُّوحٌ يَا قُدُّوسٌ يَا أَحَدٌ يَا صَمَدٌ يَا قَادِرٌ يَا مُقْتَدِرٌ يَا مَرَّاتِي يَا فَتَّاحُ يَا عَلِيمٌ
 يَا قَابِضُ يَا بَاسِطُ يَا مُعْزٍ يَا مُدَلِّ يَا سَمِيعٌ يَا بَصِيرٌ يَا حَكِيمٌ يَا عَدِيلٌ يَا لَطِيفٌ يَا خَبِيرٌ
 يَا حَلِيمٌ يَا عَظِيمٌ يَا غَفُورٌ يَا شَكُورٌ يَا عَلِيُّ يَا حَفِيفٌ يَا جَلِيلٌ يَا كَرِيمٌ يَا رَقِيبٌ يَا مُجِيبٌ
 يَا وَاسِعٌ يَا حَكِيمٌ يَا دُودٌ يَا مَجِيدٌ يَا بَاعِثٌ يَا شَرِيدٌ يَا حَقُّ يَا حَقُّ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ
 يَا رَحْمَنُ يَا رَحِيمُ يَا رَحِيمٌ يَا مَغِيثٌ يَا مَغِيثٌ يَا مَغِيثٌ يَا مَغِيثٌ يَا مَغِيثٌ يَا مَغِيثٌ
 عَلَانِيَتِي فَأَقْبِلْ مَعْدِرَتِي وَ تَعَلَّمْ حَاجَتِي فَأَغْفِرْ لِي ذُنُوبِي لِأَنَّكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ
 فَقَدْ عَذَابَ النَّارِ اللَّهُمَّ إِنَّ هَذَا خَلْقٌ جَدِيدٌ وَرَأَيْتُكَ قَدِيمٌ وَرَأَيْتُكَ عَلَى مَا تَشَاءُ
 قَدِيرٌ - اللَّهُمَّ هَذَا عَذَابٌ فَرَاتٌ وَ مِلْحٌ أُجَاجٌ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مَغْفِرَتِكَ وَ مَرْحَمَتِكَ
 يَا رَبِّ الْعَالَمِينَ وَ صَلَّى اللَّهُ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ أَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ -

(۴)

وَعَلَى جَامِعِ
 عَدَدْتُ بِكُلِّ هَوْلٍ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ بِكُلِّ هَيْمٍ وَ
 عَيْمٍ مَا تَشَاءُ اللَّهُ كَانَ وَ بِكُلِّ كَرْبٍ لَا نَهْمَ لَاحَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ
 الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ وَ بِكُلِّ ذَنْبٍ أَسْتَعْفِرُ اللَّهَ وَ بِكُلِّ ضَيْقٍ حَسِبِي اللَّهُ وَ بِكُلِّ مُصِيبَةٍ إِنَّا لِلَّهِ
 وَ بِكُلِّ عَجُوبَةٍ سُبْحَانَ اللَّهِ وَ بِكُلِّ نِعْمَةٍ الْحَمْدُ لِلَّهِ مَا مِنْ نِعْمَةٍ مِنْ اللَّهِ وَ بِكُلِّ
 رِضَاءٍ أَشْكُرُ لِلَّهِ وَ بِكُلِّ قَضَاءٍ وَ قَدْ رَتَوْتُ عَلَى اللَّهِ وَ بِكُلِّ طَاعَةٍ وَ مَعْصِيَةٍ
 لَاحَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ وَ بِكُلِّ مَرَهَبَةٍ وَ سَرَفَةٍ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ عَلَى آلِ
 مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ وَ سَلِّمْ عَلَيْهِ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ -

آپ کا نکاح مولانا حافظ شکر اللہ حقنی مفتی قصبہ کچھ چٹھ (ضلع گوجرانوالہ) کی صاحبزادی
 اولاد سے ہوا تھا۔ ان کے بطن سے دو بیٹے پیدا ہوئے؛

۱۔ سید ابوسعید مرقاضی

۲۔ سید حافظ محمد حیات ربانی مصنف کتاب تذکرہ نوشاہیہ

یارانِ طریقت آپ کے یارانِ طریقت کے اسماء میں سے ہیں جو کچھ ہیں

سید حافظ جمال اللہؒ کی وفات منگلوار کی رات، وقت نماز شام،
تاریخ وفات بارہویں ربیع الثانی ۱۳۲۲ھ میں ہوئی۔ مزار مبارک ساہن پال شریف،
 گورستان نوشاہیہ میں درگاہ عالیہ سے مغربی جانب چوتڑہ پر نچتہ بنی ہوئی ہے۔ مرحمت اللہ علیہ۔

قطعہ تاریخ

از حضرت سید حافظ محمد حیات ربانی مصنف تذکرہ نوشاہیہ

از وفاتش بے سرو بے پاشدند علم و کرم و فیض و فضل و فقر و صبر

(ل - م - ی - ض - ق - ب)

مادہ ہائے تاریخ؛

۱۱۴۲ھ

۱ - آیت شریف انا کذلک نجزی المحسنین

۱۱۴۲ھ

۲ - فضل کبیر

۱۱۴۲ھ

۳ - امر قضا

۱۱۴۲ھ

۴ - تسبیح خوان

۱۱۴۲ھ

۵ - مرد خردمند

سے حضرت سید حافظ جمال اللہ فقیہ اعظم کا کچھ ذکر شریف التواریخ کی تیسری جلد موسوم بہ تذکرۃ النوشاہیہ
 کے دوسرے حصہ لطایف الاخیار نام میں بھی لکھا جائے گا۔ شرافت

باب چہارم

اس میں ان بزرگوں کے ذکر ہیں جو حضرت نوشہ صاحب سے چوتھی پشت ہیں۔

سید شاہ نظام

آپ سرگروہ صوفیہ کرام، مقبول درگاہ ذوالاکرام، صاحب صبر و شکر و قناعت تھے۔ آپ سید سعد اللہ حکیم بن سید حافظ محمد برخوردار بحر العشق نوشاہی کے بڑے بیٹے تھے۔ بیعت و خلافت اپنے علم حقیقی سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان برخورداری سے رکھتے تھے۔

آپ حلیم الطبع، خوش خلق، فقیر کامل تھے۔ خوارق و کرامات کا ظہور آپ سے ہوتا تھا۔ آپ کی اہلیہ کا نام سیدہ ناظرہ بانو بنت سید عنایت اللہ زاہد برخورداری تھا، جو اولاد آپ کے چچا کی بیٹی تھیں۔ ان کے لطن سے اولاد ہوتی۔

۱۔ سید عطاء اللہ

آپ کے تین بیٹے تھے: ۱۔ سید فتح اللہ

وفات: ۱۱۵۸ھ

۲۔ سید امان اللہ

سید شاہ سلطان

آپ کا اصلی نام محمد سلطان تھا۔ آپ سید سعد اللہ حکیم بن سید حافظ محمد برخوردار

۱۔ مناقبات نوشاہیہ

۲۔ حضرت سید شاہ نظام کا کچھ ذکر شریف التواریخ کی تیسری جلد موسوم بہ تذکرۃ النوشاہیہ تیسرے صفحہ معارف الابرار نام میں بھی لکھا جائے گا۔ شرافت

بحر العشق کے دوسرے بیٹے تھے۔ بیعتِ طریقت اپنے چچا بزرگوار سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان سے تھی۔ سلوک قادریہ نوشاہیہ پورا کر کے خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔
 آپ کے دو بیٹے تھے: (۱) سید پیر شاہ (۲) سید پیر شاہ۔ یہ لا ولد اولاد فوت ہوئے۔

تاریخ وفات شاہ سلطان کی وفات ۱۱۵۴ھ میں ہوئی۔ مدفون گورستان نوشاہیہ۔
 مادہ ہائے تاریخ: (۱) آیت شریف يعلمہم الکتیب وال حکمة ۱۱۵۲
 (۲) مرد شیخ (۳) رشک خلد

سید محمد نٹھو

آپ سید سعد اللہ حکیم بن سید حافظ محمد بن خردار بحر العشق نوشاہی کے تیسرے بیٹے تھے۔ فیضِ طریقت و خرقہ خلافت اپنے عم حقیقی سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان سے پایا۔ صاحبِ علم و فضل تھے۔

آپ کی مہر پر یہ الفاظ کندہ تھے:
 سبح مہر [فقیر محمد نٹھو شیخ سعد اللہ]

یہ مہر ایک وثیقہ پر ثبت ہے جو ۱۱۳۹ھ میں فرزند ان و بنیرگان سید حافظ محمد بن خردار بحر العشق نے باہمی رقبہ چاہات تقسیم کیا تھا۔ وہ وثیقہ اصل مواہیر بزرگاں سے مزین مولف کتاب ہذا فقیر سید شرافت عفا اللہ عنہ کے کتاب خانہ میں موجود ہے۔

آپ کا نکاح اپنے چچا کی بیٹی سیدہ بنت بانو بنت سید نصرت اللہ محدث بن خرداری اولاد سے ہوا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔ آپ کے تین بیٹے تھے: (۱) سید فتح خان (۲) سید خان ملک (۳) سید نیک عالم وفات: ۱۱۹۲ھ

۱۔ مناقبات نوشاہیہ

۲۔ مناقبات نوشاہیہ شرافت

سید شاہ تقنؒ

آپ کا اسم شریف محمد تقی، لقب تقی الدہر، مشہور نام شاہ تقن تھا۔ آپ سید رحمت اللہ عارف بن سید حافظ محمد برخوردار بحر العشقؒ کے فرزند اکبر تھے۔

آپ کی والدہ ماجدہ قصبہ امین آباد ضلع گوجرانوالہ کے ایک معزز خاندان سے تھیں۔

آپ کی بیعت طریقت اپنے چچا صاحب سید شاہ عصمت اللہؒ حمزہ پہلوان سے تھی۔ خلافت اور اجازت سے مشرف ہوئے یہ

آپ نہایت امین و دیانت دار تھے۔ آپ کی دیانتداری خزانہ برداری درگاہ شریف کے باعث سب برادری نے آپ کو درگاہ عالیہ نوشاپور

کا کلید بردار اور خزانچی بنایا ہوا تھا۔ چنانچہ سید حافظ محمد حیات ربانی بن سید حافظ جمال اللہ فقیہ اعظمؒ اپنی ایک تحریر میں لکھتے ہیں کہ مبلغ بیس روپے صاحب شگھیہ شاہ تقنؒ کے پاس جمع ہیں۔

آپ کے چار بیٹے تھے: (۱) سید اللہ بخشؒ (۲) سید قادر بخشؒ (۳) سید فیض بخشؒ
اولاد (۴) سید خدا بخشؒ
وفات ۱۱۶۰ھ

سید ابن مبینؒ

آپ سید رحمت اللہ عارف بن سید حافظ محمد برخوردار بحر العشقؒ کے فرزند اصغر تھے خود خلافت اپنے چچا سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوانؒ سے پایا۔

آپ کی والدہ محترمہ قصبہ امین آباد کے ایک اہل علم و فضل خاندان سے تھیں۔

اولاد آپ کے دو بیٹے تھے: ۱۔ سید محبوب شاہؒ

۲۔ سید صبیحہ اللہؒ

وفات ۱۱۶۲ھ

۱۲ مناقباتِ نوشاپور شرافت

سید شاہ گھلا

آپ کا نام گل محمد المعروف شاہ گھلا تھا۔ آپ سید نصرت اللہ محدث بن سید حافظ محمد برخوردار بحر العشق کے بڑے بیٹے تھے۔ خرقہ خلافت اپنے عم حقیقی سید شاہ عصمت سے حمزہ پہلوان سے پایا۔ یقین بزرگ تھے۔ لاولد فوت ہوئے۔

وفات ۱۱۸۶ھ

سید شاہ پھلا

آپ کا نام لطف اللہ المعروف شاہ پھلا تھا۔ آپ سید نصرت اللہ محدث بن سید حافظ محمد برخوردار بحر العشق کے دوسرے بیٹے تھے۔ خلافت و اجازت اپنے چچا صاحب سید شاہ عصمت اللہ سے پائی۔ اہل عبادت و ریاضت تھے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

وفات ۱۱۸۹ھ

سید شہیر

آپ سید نصرت اللہ محدث بن سید حافظ محمد برخوردار بحر العشق کے تیسرے بیٹے تھے۔ بیعت اور خلافت اپنے عم بزرگوار سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان سے رکھتے تھے یہ آپ اخلاق بلند اور اوصاف ارجمند سے متصف تھے۔ اولاد آپ کے ایک ہی فرزند سید خدایا صاحب تھے جو طفولیت میں گزر گئے۔

وفات ۱۱۹۱ھ

سید شیر محمد

زہے آن شیر در وادی سرمد کہ نام روشنش شیر محمد
شمال نفس را چوں شیر در دزد رگِ حسد و ہوا را دم بزد

آپ حضرت سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان بن سید حافظ محمد برخوردار بحر العشق

لہوئے و تگہ مناقباتِ نوحاریہ ۱۲ شرافت

نوشاہی کے فرزند اکبر اور مرید و خلیفہ تھے۔ علم ظاہری کی تحصیل بھی کافی کی ہوتی تھی۔
 آپ شریعت کے پابند، صاحبِ ذکر و فکر، صاحبِ المذہب
 عبادت و ریاضت قائم الیقین رہتے۔ اذکار و اشغالِ قادریہ کے پابند تھے۔ صاحب
 تذکرہ نوشاہیہ نے لکھا ہے کہ آپ رات کے پچھلے پہر اٹھ کر ذکر آرزو کیا کرتے ہیں اور شیر کی طرح
 گرجتے ہیں تلاوتِ قرآن مجید اور ذکرِ الہی آپ کی روحانی غذا تھی۔

اخلاق و عادات

آپ کی نظر میں شاہ و گدا یکساں تھے۔ مساوات کا پورا پورا لحاظ تھا۔ جس شخص پر
 آپ کی نگاہ پڑتی وہ مست و مجذوب ہو جاتا۔
 آپ کی مجلس میں سماع بہت ہوا کرتا تھا۔ آپ کی توجہ سے عوام الناس بھی
 سماع و وجد متاثر ہوتے اور رقت قلب اور وجد ہو جاتا۔

آپ کو خلافت میں قبولیت عامہ حاصل تھی۔ تمام پنجاب میں عوام اور
 قبولیت عامہ لاہور میں خصوصاً آپ کا فیض عام تھا۔ جب کبھی وہاں تشریف لے جاتے
 تو لاہور کے رؤسا و اُمراء آپ کے استقبال کو آیا کرتے تھے۔

آپ کو اپنے برادرِ عم زاد حضرت سید حافظ محمد جیات ربانی بن
 اخوت و محبت سید حافظ جمال اللہ فقیر اعظم کے ساتھ بہت محبت تھی۔ ان کی
 علمیت و فضیلت کو مد نظر رکھتے ہوئے کتاب تذکرہ نوشاہیہ لکھنے کا مشورہ آپ نے ہی
 ان کو دیا۔ اور آپ کے حسب الارشاد انہوں نے ۱۳۱۱ھ میں اس کو تالیف کر کے
 مکمل کیا۔ کچھ مسودہ آپ نے بھی لکھ کر دیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو اپنے خاندان
 کی ترقی کا خاص احساس تھا۔ اس لیے تاریخ لکھنے کے محرک ہوئے۔

خاندانی تاریخ کا شوق ایک مرتبہ آپ بمبئی میں عبد الرحیم صاحب لاہور تشریف

لے گئے وہی تذکرہ نوشاہیہ ۱۲ شرافت

لے گئے وہاں مولانا محمد شفیع قادریؒ کے پاس کتاب ثواقب المناقب مصنفہ شیخ محمد ماہ صدق
کنجاہیؒ آپ کے ملاحظہ سے گزری۔ آپ نے ان سے عاریتاً لے کر مولوی قدرت اللہ سے
وہ نسخہ نقل کروا کر حاصل کیا اور واپس ساہن پال شریف آکر اپنے پاس سے کتاب تذکرہ
نوشاہیہ کا نسخہ میاں محمد غوثؒ سے نقل کروا کر مولانا محمد شفیع مذکور کو لاہور میں بھیجا۔ انھوں نے
اس نسخہ کے خاتمہ پر اپنی طرف سے یہ عبارت درج کی :

نسخہ ثواقب المناقب مقامات حاجی بادشاہ
جوکہ غنیمت کنجاہیؒ کے بھتیجے طبع عالی والے
میاں محمد ماہ نے تصنیف کی ہے۔ اتفاقاً بندہ
محمد شفیع قادری کے ہاتھ میں پہنچا۔ قطبوں کے
نیچوہر میاں شیر محمد صاحب اور میاں عبدالرحیم
صاحب دارالسلطنت لاہور میں تشریف لائے اور
میری معرفت مولوی قدرت اللہ سے نقل
کروا کر لے گئے اور چکساہنپال شریف میں
پہنچ کر یہ مجموعہ دلپسند میرے دوست میاں
محمد غوث صاحب سے لکھا کر میرے پاس
ارسال کیا۔ خداوند کریم مہربان اپنی نوازش اور
کمال کرم کے باعث حضرت شیخ بخش صاحب کے
مناقب اس سراپا گنہگار کی بخشش اور معجز کا وسیلہ بنا دیے۔

یہ نسخہ ثواقب المناقب مکتوبہ مولوی قدرت اللہ۔ آج کل صاحبزادہ الطاف حسین بن سید فضل حسین

برخورداری کے گھر میں بمقام نوشہر پور موجود ہے ۱۲

مجموعہ سے مراد تذکرہ نوشاہیہ ہے۔ اور یہ نسخہ مکتوبہ میاں محمد غوث آج کل سید پرولی بن سید

عارف حق برخوردارؒ کے گھر میں بمقام مزنگ لاہور موجود ہے۔ اسی نسخہ کے خاتمہ سے میں

نے یہ عبارت یہاں نقل کی ہے ۱۳ سید شرافت

اس واقعہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو خاندان نوشاہی کی تاریخی کتابوں سے خاص دلچسپی تھی۔

آپ حکم الہی اور فرمان رسالت پناہی کے مطابق گھر میں ستر اور گھر میں پرہ داری کا لحاظ پرہ داری کا خاص لحاظ رکھتے۔ حتیٰ کہ برادران ہم جدی کو بھی

حرم خانہ میں آنے کی اجازت نہ تھی۔ چنانچہ ایک مرتبہ سید عبدالرسول بن سید محمد سعید دولاہاشمی نے جو آپ کے ہمسایہ تھے آپ کے صحن خانہ کی طرف اپنے مکان کی باریاں رکھیں اور اپنا پرنا لہ بھی آپ کے کوچہ میں رکھا۔ آپ نے ان کو بہتیرا سمجھایا کہ ہم اہل ستر ہیں اس لیے اس طرف باریاں نہ رکھو اور پرنا لہ بھی معمول قدیم کے مطابق اپنی حویلی میں رکھو۔ لیکن انہوں نے مانا۔

آخر آپ نے یہ مقدمہ رائے گوردت تل ابین و فوجدار گجرات کے سامنے پیش کیا۔ انہوں نے مرزا صاحب بیگ متوسل سرکار کو قراول مقرر کر کے موضع ساہن پال شریف میں بھیجا کہ از روئے عدالت سید شیر محمد صاحب حق بجانب ہیں۔ اس لیے ان کا فیصلہ موقوف پر جا کر کرو۔ چنانچہ مرزا مذکور نے باریاں اور پرنا لہ کو سید عبدالرسول کی حویلی میں درست کروایا اور مندرجہ ذیل تحریر فیصلہ مصدقہ حکومت بمبہ موہیر گواہان لکھ کر دی۔ اس تحریر کی نقل مہ ترجمہ یہ ہے :

ذلك كذلك

[مہر حاکم وقت]

این ذکریت ریاسی اکبر عبدالرسول خلف میاں
محمد سعید مرحوم اولاد قدوة الواسلین
حضرت نوشہ حاجی بتحدی خلافت معمول
نادوان حویلی خود بر کوچہ حقایق آگاہ میاں
شیر محمد برادر عہد جدی خود نہادہ
بود و عہد دیکھ ہائے بطرف
خانہ ہائے اہل ستر داشتہ
میاں شیر محمد مذکور از راہ برادری

یہ ایک یادداشت ہے اس بیان میں کہ
عبدالرسول ولد میاں محمد سعید مرحوم نے
جو اولاد و اصلوں کے پیشوا حضرت نوشہ حاجی
سے ہے معمول کے خلاف جبراً اپنی حویلی کا
پرنا لہ اپنے ہم جدی بھائی حقایق آگاہ میاں
شیر محمد کے کوچہ کی طرف رکھا تھا اور ان کے
اہل ستر گھر کی طرف باریاں بھی بنائی تھیں۔
میاں شیر محمد نے ہر چند برادرانہ طور پر عبدالرسول

مذکورہ کہا کہ اپنے پرانے معمول کے مطابق حویلی کا پرناہ اپنے صحن میں رکھو۔ مگر اس نے ہرگز تسلیم نہ کیا۔ ناچار میاں شیر محمد نے اس مقدمہ کو بندی اور اقبال کی پناہ واسلے رائے گوردت مل امین و فوجدار چکلہ گجرات کے سامنے پیش کیا۔ رائے صاحب نے عدالت کی رُو سے حق میاں شیر محمد کی طرف تحقیق کر کے مرزا صاحب بیگ متوسل سرکار کو قراول مقرر کر کے حکم دیا کہ عبدالرزاق کی حویلی کے پرناہ کو کوچہ سے ہٹا کر پرانے طریقہ کے مطابق حویلی کے اندر ٹھیک کروائے۔ قراول مذکور نے طرفین کے مسکن موضع صادق پور ساہنپال میں پہنچ کر باریاں اور حویلی کے پرناہ کو حویلی کے صحن میں درست کر دیا۔ جس شخص کو اس واقعہ کے صحیح ہونے اور اس بات کی سچائی پر اطلاع ہو وہ خدا کے واسطے اس تذکرہ کے نیچے اپنی گواہی درج کرے۔

گواہ شد محمد نعیم اور محمد مراد اور محمد منور اور ابوتراب

قادری۔

مہر "محمد نعیم قادری"

مہر "محمد منور"

مہر "ابوتراب قادری"

گواہ شد۔ فقیر عبدالکریم

گواہ شد۔ فقیر محمد رئیس

ہر چند بہ عبد الرسول مرقوم گفت کہ موافق معمول قدیم ناودان حویلی در صحن خود دارو مشارالیه اصلاً روا دار نفس الامر شد۔ لاچار میاں شیر محمد این مقدمہ را بجنور بندگان رفتہ اقبال پناہ رائے گوردت مل امین و فوجدار چکلہ گجرات ظاہر نمود رائے صاحب از روئے عدالت حق بجانب میاں شیر محمد تحقیق کردہ مرزا صاحب بیگ متوسل سرکار قراول مقرر کردہ تعین فرمودند کہ ناودان حویلی عبدالرسول را از سر کوچہ دُور کردہ موافق معمول اندرون حویلی درست بکناند۔ قراول مذکور در موضع صادق پور ساہنپال کہ مسکن طرفین مست رسیدہ دیکھ و ناودان حویلی را اندرون صحن حویلی درست کنانید۔ ہر کرا بر صحت این حال و صدق این مقال اطلاع باشد حسباً تذکرہ خود را در ذیل این تذکرہ ثبت نماید۔

گواہ شد محمد نعیم و محمد مراد و محمد منور و ابوتراب

قادری۔

مہر "محمد نعیم قادری"

مہر "محمد منور"

مہر "ابوتراب قادری"

شہد بانیہ۔ فقیر عبدالکریم

شہد بانیہ۔ فقیر محمد رئیس

شہدِ بانیہ - فقیر محمد شاکر
گواہ شد - حافظ خمیس الدین
گواہ شد - غلام رسول
گواہ شد - بندہ روپ نارائن

گواہ شد - فقیر محمد شاکر
گواہ شد - حافظ خمیس الدین
گواہ شد - غلام رسول
گواہ شد - بندہ روپ نارائن

بلغفہ

آپ مطالعہ کتب کا شوق رکھتے تھے۔ آپ کے کتب خانہ کی ایک کتاب شرح
کتابی شوق عقاید نسفی قلمی پر یہ عبارت تحریر ہے:

"مالکہ صاحبزادہ بلند اقبال عالی تبار میاں شیر محمد ولد زبدة الفقر والا تقياً شيخ
عصمت اللہ ولد شيخ برخوردار ولد حضرت نوشہ حاجی رحمہ اللہ تعالیٰ"

آپ کی مہر کا صحیح یہ تھا:

صحیح مہر [از نور عصمت اللہ شیر محمد ست]

کئی قلمی تحریروں پر یہ مہر ثبت ہے۔

کرامات

ایک مرتبہ آپ لاہور میں تشریف فرما تھے۔ مرزا محمد شاکر بالا خانے پر بیٹھا تھا۔ اس پر
تائیر نگاہ آپ کی نگاہ پڑی۔ بجز نظر کرنے کے وہ تڑپ کر نیچے گر پڑا۔ امدیر تک وجد و حال
کٹا رہا۔ باوجودیکہ نیچے پختہ فرش تھا۔ مگر اس کو کوئی تکلیف اور ایذا نہ پہنچی۔

سردار جسپت رائے فوجدار امین آباد کا شیوہ تھا کہ وہ شیخ
برخوردار ہرل کو بہت تکلیف پہنچایا کرتا۔ ایک مرتبہ آپ

لے یہ اصل تحریر سید محمد شریف بن سید محمد عالم برخورداری کے گھر میں بتعام ڈھل متصل برائے عالمگیر موجود ہے۔
لے یہ قلمی کتاب موضع کیر انوالہ متصل گھوڑال ضلع گجرات میں سید نور الہدی شاہ خوارزمی مرحوم کے
کتب خانے میں موجود ہے ۱۶ شرافت

سفارش کے طور پر اُس کے پاس تشریف لے گئے۔ اور فرمایا کہ یہ فقیر لوگ ہیں۔ ان کی ایذا رسانی سے باز آؤ۔ اُس نے نہ مانا۔ آپ نے جلالت سے فرمایا تجھ پر قہر نازل ہوگا۔ چنانچہ اُسی رات ایک گواں بھاگھوڑا نقرہ رنگ اس کا مر گیا۔ دوسرے روز خدمت میں آکر قدمبوس ہوا اور معافی لی۔

پھر ایک دفعہ جسبت رائے مذکور نے شیخ برخوردار ہرل "جسبت رائے کا معزول ہونا" کے قریبیوں میں سے دو شخصوں کو قید کر لیا۔ آپ ان کی رہائی کے لیے تشریف لے گئے، پر اُس نے نہ مانا۔ آپ ناراض ہو کر لاہور چلے گئے۔ وہاں سے آپ کے مرید نواب زکریا خاں بہادر نے بھی اس کو خطوط لکھے۔ مگر اس کو کچھ اثر نہ ہوا۔ آخر آپ کی غیرت سے وہ بیمار ہو گیا۔ مرنے تک زہت پہنچ گئی۔ پھر اس نے قیدیوں کو رہا کر دیا اور حضور کی درگاہ میں دعائے خیر کے واسطے درخواست بھیجی۔ آپ نے فرمایا وہ تندرست تو ہو جاوے گا، لیکن آج کے بعد کبھی کبھی نہ کرے گا۔ چنانچہ وہ تندرست ہو گیا اور کسی جرم کی سزا میں عمدہ سے معزول کر دیا گیا اور قید کر کے ملتان میں بھیج دیا گیا۔

آپ کے مرید میاں محمد صادق لاہوری سے منقول ہے کہ میں اوائل ایک مرید کا نظر نہ آنا میں نواب زکریا خاں بہادر کا نوکر تھا۔ ایک دن نواب مجھ پر ناراض ہو گیا میں اس کے خوف سے ایک مکان میں چھپ گیا۔ نواب نے نوکروں کو بھیجا کہ جو اس کو ڈھونڈ کر لاوے اس کو انعام دوں گا۔ وہ جستجو کرتے ہوئے میرے پاس آ پہنچے۔ اس وقت میں نے اپنے پشوا سید شیر محمد کو مدد کے لیے پکارا۔

سے سارباں بار من الفت و خدا را مدد سے

کہ امید کرمت بہدم این محل کرد

آپ نے ایسی غائبانہ توجہ فرمائی کہ میں ان کی نظروں سے پوشیدہ ہو گیا اور ہرگز نظر نہ آتا تھا۔ خواجہ یاقوت خاں وغیرہ اشخاص کے ہاتھ بھی میرے جسم پر پڑے مگر کسی نے مجھ کو معلوم نہ کیا اور نہ نظر آیا۔

لے دئے تذکرہ نوشاہیہ ۱۲ شرافت

ف : موصوف کہتا ہے کہ بزرگوں کی توجہ سے نظر نہ آنا ممکن ہے چنانچہ شاہ ترکمان کے تصرف سے ایک مہاجن دشمنوں کو نظر نہ آیا۔

لفظاً۔ آپ فرمایا کرتے تھے فقیر میں دو وصف ہوتے ہیں، مہر اور قہر۔ فقیروں کی مہر سے دنیا کی آبادی ہے اور دنیا میں ہر طرح کی آسائش ہوتی ہے۔ اور فقیروں کے قہر سے زمانہ میں کالیف و صورتیں آتی ہیں۔

آپ کا نکاح اپنے عم بزرگ کی بیٹی سیدہ صاحبہ خاتون بنت سید عنایت اللہ زاہد سے اولاد ہوا تھا۔ ان کے بلن سے اولاد ہوئی۔

آپ کے پانچ بیٹے تھے،

۱۔ سید محمد ماہر

۲۔ سید محمد واسع

۳۔ سید محمد ماہ

۴۔ سید محمد شاہ

۵۔ سید باغ شاہ

۱۔ مرزا حیات اللہ لاہوری

۲۔ مرزا محمد شاکر لاہوری

یارانِ طریقت

۳۔ شیخ عبدالرحیم فقیر لاہوری

۴۔ میاں محمد صادق لاہوری

۵۔ نواب زکریا خاں المعروف نواب خاں بہادر سیف الدولہ دلیر جنگ پسر نواب عبدالصمد خاں لاہوری

سید شیر محمد کی وفات ۱۱۹۵ھ میں ہوئی۔

تاریخ وفات

مدفن گورستان نوشاہیہ۔

ماہ نامے تاریخ، ۱۔ آیت شریف فلاخوت علیہم ولاہم یحزنون۔ ۲۔ ناظم قدسی

سید گل محمد

نسبہ باغِ جنت گل محمد نسیم خلق اور مغزِ احمد

گلوئے ملک اور گلدستہ زیبا کو خوشے او معطر کرد مارا

آپ حضرت سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان بن سید حافظ محمد پر خوردار بھرا عشق کے

لے تذکرہ اولیائے ہند، ج ۳، ص ۱۳۲ لے تذکرہ نوشاہیہ ۱۲

لے سید شیر محمد کا پھر ذکر شریف التواریخ کی تیسری جلد کے تیسرے حصہ معارف الابرار نام میں بھی آئے گئے

دوسرے فرزند اور مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ قصبہ امین آباد کے ایک معزز گھرانہ سے تھیں۔
 آپ اپنے آبا و اجداد کے طریقہ پر پورے پابند تھے۔ ریاضت و مجاہدہ
 اخلاق و عادات اور زہد میں عالی پایہ رکھتے۔ درویش بے ریا اور فقیر با صفا تھے۔ فنِ کتابت
 کے بھی ماہر تھے۔ فقر میں مقام بلند رکھتے تھے۔

معمولات

آپ اور اوقادریہ پر مواظبت رکھتے تھے۔ ہر روز گیارہ مرتبہ قصیدہ غوثیہ بھی پڑھا کرتے
 آپ سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص چاہے کہ قصیدہ غوثیہ کی
 ترتیب زکوٰۃ قصیدہ غوثیہ زکوٰۃ ادا کرے تو چاہیے کہ چالیس روز تک اکتالیس بار پڑھا کرے
 اور اس مدت میں روزہ بھی رکھے اور جلالی اشیاء سے پرہیز کرے۔ اور اگر جالی سے بھی
 پرہیز رکھے تو بہتر ہے۔ اور چلہ پورا ہو چکنے کے بعد ہر روز سرگھی کے وقت یا فجر کی نماز کے بعد
 گیارہ مرتبہ روزانہ پڑھا کرے۔ انشاء اللہ جو مطلب بھی چاہے گا حاصل ہوگا۔ اول و آخر میں
 سُو بَارُو دِ شَرِیْفِ پڑھ لیا کرے۔ درود شریف یہ ہے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی
 مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاَمِیِّ وَعَلِیِّ اَبِیْ مُحَمَّدٍ

کرامات

آپ صاحبِ خوارق و کرامات تھے۔ جو شخص آپ کی مخالفت کرتا سزا یاب ہوتا۔
 منقول ہے کہ موضع تک کا ایک زمیندار آپ کا بے ادب ہوا۔
 مخالف کا سزا پانا نفع حقیقی نے اس کو تباہ کر دیا۔ بجز اس کی شامت سے
 تمام گاؤں ویران ہو گیا۔
 عملیات آپ عاملِ کامل تھے۔ جیسا کہ آپ کی تحریرات سے ظاہر ہوتا ہے۔

۱۶ لطیف گل شاہی ۱۲ ۱۷ تذکرہ نوشاہیہ ۱۲ شرافت

آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص ہر روز یہ اسما ہزار بار پڑھا کرے
کٹائش رزق کے واسطے وہ پروردگار حقیقی کے حکم سے ایک ہفتہ میں غنی ہو جاوے گا۔

روزِ شنبہ میں يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ ہزار مرتبہ۔

روزِ یکشنبہ میں اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ہزار مرتبہ۔

روزِ دو شنبہ میں سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ ہزار مرتبہ۔

روزِ شنبہ میں يَا اللَّهُ يَا رَحْمَنُ يَا رَحِيْمُ ہزار مرتبہ۔

روزِ چہار شنبہ میں حَسْبِيَ اللَّهُ نِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ہزار مرتبہ۔

روزِ پنجشنبہ میں يَا غَفُوْرُ يَا رَحِيْمُ ہزار مرتبہ۔

روزِ جمعہ میں يَا ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ہزار مرتبہ۔

تصنیفات

آپ کے ہاتھ کا قلمی بیاض مجھ کو میاں سید محمد کے گھر سے ملا جو بندگی شیخ داؤد
کرمانی شیرگڑھی کے خلیفہ بزرگ شیخ سلیمان قادری مدفون چھینے (سلف گو جرانوالہ) کی
اولاد سے ایک مہتمم بزرگ ہیں اور شہر گو جرانوالہ کے محلہ احمد پور میں سکونت رکھتے ہیں۔
اس بیاض کو میں نے مضامین کے لحاظ سے بائیس باب میں ترتیب دے کر ۱۳۶۸ھ میں
بنام کتاب لطایف گل شاہی مرتب و مکمل کیا ہے۔

مکتوبات

آپ کا ایک مکتوب دستیاب ہوا ہے جو آپ نے اپنے زمانہ طالب علمی میں اپنے
والد بزرگوار کو لکھا تھا۔ وہو ہذا۔

۱۲۔ لطایف گل شاہی ۱۲۔ یہ بیاض آج کل محلہ رتیا نوالہ، شہر گو جرانوالہ میں چودھری
شاہ نواز بن سردار خاں بن میاں سید محمد مذکور کے گھر میں موجود ہے ۱۴۔ شرافت

”هو القادر۔ صاحب قبلہ و مہربان فیض بخش و فیض رسان الیوم جو سلامت۔
 ازیں جانب کترین فرزند ان فقیر گل محمد بعد از آداب بندگی معروض میدارد کہ صاحب و قبلہ
 سلامت آنچہ ایشان گفتہ اند بر سر و ختم است۔ و لیکن تا ہنوز کتاب بوستان تمام نشدہ
 است۔ چونکہ کتاب مذکور تمام میشود بعد ہر چہ بفرمایند ای عاجز بجا آورد۔ بر سر ما
 سایہ عالی مدام باد۔“

مقالات

آپ کے علمی مقالے بیاض میں موجود ہیں۔ از انجملہ ایک شعر کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

ۛ

مقالہ

ذریائے شہادت چوں نہنگِ لا بر آرد ہو
 تیمم فرض گرد و نوح را در عین طوفانش

ذریائے شہادت عالم ظاہری ست۔ و نہنگِ لا کہ لا باشد مراد نفی و نیز صوفی یعنی لا نفی
 ما سوا است۔ و از ہو مراد ہست یعنی از نیست ہست شود و از ہو مراد لا موجود الا ہو۔
 چوں صوفی بایں منزل برسد بجز تجل انوار الہی غیر نماند و چوں غیر نماند خود را فراموش کردہ
 خود نماند پس باید کہ ہم بدیں وصول مراتب و ما خلقت الجن و الانس الا ليعبدون در
 عمل آرد۔ تیمم مراد رجوع شدن سوئے حق تعالیٰ و نیز تیمم قصد کردن بسوئے خاک چسہ
 یعنی ہم بدیں مراتب مذکورہ خود را شناسد یعنی بستہ بندہ و خدا خدا۔ نوح مراد ساک
 یعنی ساک را۔ طوفان یعنی در عین مرتبہ احدیت در عین طوفان مراں نیستی پائے

شیخ فتح محمد نے کتاب کربا آپ کے واسطے تحریر کی جس کا یہ دستخط ہے:
 کتب خوانی ”تمام شد کتاب پند نامہ از تصنیف حضرت شیخ سعدی شیرازی قدس سرہ“

ۛ یہ اصل مکتوب سید محمد شریعیہ ڈھلوالہ کے گزریں موجود ہے ۱۱

ۛ لطیف گل شاہی ۱۲ شرافت

بتاریخ سیزدہم شہر شعبان سنہ یکہزار یک صد و پانزدہ ہجری۔ مالکذ صاحبزادہ عالی تبار
میاں گل محمد ولد حقایق و معارف آگاہ میاں عصمت اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ و ابقاہ کا تبہ فقیر
فتح محمد برائے خواندن صاحبزادہ مرقوم تحریر یافت۔

آپ کے ہاتھ مبارک کی لکھی ہوئی کتاب پند نامہ شیخ عطارؒ ۱۱۲۲ھ کی
تحریر کتب لکھی ہوئی موجود ہے۔

قصیدہ غوثیہ سے آپ کا دستخط تبرکاً نقل کیا جاتا ہے۔
دستخط "تمت تمام شد قصیدہ حضرت پیر دستگیر بدست خط فقیر گل محمد"

آپ کی مہر کا صحیح یہ تھا:

صحیح مہر [در باغ عصمت اللہ بشکفت گل محمد]

آپ کا نکاح اپنے عم بزرگ کی بیٹی سیدہ عایشہ بانو بنت سید عنایت اللہ زاہد سے
اولاد ہوا تھا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کے چھ بیٹے تھے:

- | | |
|-------------------|-------------------|
| ۱۔ سید مراد علیؒ | ۲۔ سید محمد علیؒ |
| ۳۔ سید دوست محمدؒ | ۴۔ سید محمد زمانؒ |
| ۵۔ سید فیض العلیؒ | ۶۔ سید نور علیؒ |

آپ کی کتاب لطایف گل شاہی میں آپ کے ایک مرید کا نام صاحب ولد
یا رخصاں و ڈوہ مستی ساکن ڈنگہ لکھا ہے جو بچہ چار ماہہ والدین نے آپ کا مرید کر دیا۔

سید گل محمدؒ کی وفات بروز اتوار بوقت چاشت ۱۹ ماہ ذی الحجہ ۱۱۶۵ھ
تاریخ وفات مطابق ۱۵ رجب ۱۸۱۳ھ میں ہوئی۔ مدفون گورستان نوشاہیہ۔
مادہ اسے تاریخ:

۲۔ گل خورشید

۱۔ غنی طالع

لے حضرت سید گل محمدؒ کا مزید ذکر شریف التواریخ کی تیسری جلد موسم بہ تذکرۃ النوشاہیہ کے قمرے سے
معارف الابراہیم نام میں بھی لکھا جائے گا۔ شرافت

سید محمد عظیمؒ

شہا بل جیا نامش عظیم ست چو پدر خود رحیم و بس کریم ست
محمد شافع اسم عظیمیش خدا سازد بدولت مستقیمیش

آپ سلطان ملک ولایت، چراغ فلکِ ہدایت، بحر الحقایق والاسرار،
اوصافِ جمیلہ مصدر العلوم والانوار، سید العارفین، امام السالکین، شیخ الصوفیہ
صاحبِ عشق و محبت و ذوق و شوق و وجد و سماع تھے۔ آپ حضرت سید شاہ عصمت اللہ
حمزہ پہلوان بن سید حافظ محمد برخوردار بحر العشق کے فرزند اصغر اور مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کے
والدہ ماجدہ قصبہ امین آباد سے تھیں۔

آپ نے سلوک باطنی بدرجہ کمال طے کیا۔ طریقہ نوشاہیہ پر
ریاست جموں میں ورود پورے پورے کار بند تھے۔ ہر دم یادِ الہی کا شوق تھا۔
اپنا آبائی وطن ساہن پال شریف ترک کر کے ریاست جموں و کشمیر میں جا آباد ہوئے۔
زہد و عبادت میں یکتائے زمانہ تھے۔ عمر کا اکثر حصہ پہاڑوں اور جنگلوں میں بسر فرمایا۔ گوشہ نشین
کو پسند فرماتے۔

ریاست جموں میں آپ کو قبولیتِ عامہ نصیب ہوئی۔ اور بہت ساری
قبولیتِ عامہ مخلوق آپ کے فیض سے سیراب ہوئی۔ اُس علاقہ میں آپ کا نام
عظیم شاہ اور عظیم جی مشہور ہے۔ لوگ آپ کے مزار پر فطیں مانتے اور مرادیں پاتے ہیں۔
عام نذر آپ کی بکری کا بچہ ہے۔ اُس علاقہ میں جب کسی کی نئی شادی ہوتی ہے تو دو گھا
و دوہن پہلے آپ کے مزار پر آتے ہیں اور ایک روپیہ اور مولیٰ و مہندی نذرانہ چڑھاتے ہیں
اور سلام کر کے واپس جاتے ہیں۔

آپ نے اپنی عبادت گاہ کے پاس ایک کنواں ۱۱۴۶ھ میں تعمیر
کنویں کی تعمیر کروایا جس کی تاریخ اس مصرع سے ظاہر ہوتی ہے: ع
[یاد بدہ چاہِ محمد عظیم]

تذکرہ نوشاہیہ میں ہے کہ جب آپ کو وجد ہوتا تھا تو دو تین پہر تک بیہوش
وجد و ذوق رہتے تھے۔ آپ نہایت گرم تاثیر صاحبِ جذبہ تھے۔ جس پر نظر ڈالتے وہ
بخود ہو جاتا۔

ف ۱ وجد کے وقت بیہوش ہو جانا یا مرنے تک نوبت پہنچ جانا عشق کا نشان ہے۔ اور
کئی بزرگوں سے ایسا منقول ہے۔ چنانچہ :

۱۔ شیخ محمد سلیم صابریؒ سماع کے وقت مثل مُردہ کے ہو جاتے تھے اور تین چار روز
تک بیہوش رہتے تھے یہ

۲۔ شیخ عارف لاہوریؒ کو اس قدر وجد ہوتا تھا کہ قریب المرگ ہو جاتے تھے
حضرت سید عمر بخش بن خوردارؒ رسولنگریؒ نے رسالہ بخشش گدا میں آپ کا
شاعری ایک شعر لکھا ہے :۔

محمد عظیم احمد لایم گفت حق

نے من نہ تو نہ دیگر کس نسبت غیر حق

آپ خوشنویس بھی تھے۔ تحریر کتب کا اشغال رکھتے۔ مندرجہ ذیل کتب ہیں
تحریر کتب آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی، اولاد کے پاس موجود ہیں :

۲۔ آداب لباس

۱۔ نجات المسلمین

۳۔ فقر نامہ

دستخط تینوں کتابوں سے آپ کے دستخط نقل کیے جاتے ہیں :

۱۔ نجات المسلمین کا دستخط "تہ بتوفیق الحق روز جمعہ بتاریخ عرہ شہر ربیع الآخر

۱۱۴۴ھ نسخہ نجات المسلمین بید عبد الضعیف فقیر پر تقصیر محمد عظیم صورت اتمام یافت"

۲۔ رسالہ آداب لباس مصنف شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ کا دستخط۔

"اللهم اغفر لکاتبہ ولم کتب لہ ولجميع المؤمنین والمؤمنات و

لہ تذکرہ اولیائے ہند، ج ۲، ص ۸۹ عدا ایضاً ص ۱۱۰ شرافت

المسلمین و المسلمات و وفقہم للعمل بہ و اغفر لکلہم و لمصنفہ بلطفہ و کمال کرہمہ۔
 روز و شنبہ وقت چاشت بتاریخ دوئم ماہ ربیع الثانی ۱۱۳۷ھ صورت اتمام یافت۔ از دست
 تبار الاقدام اہل اللہ فقیر محمد عظیم آہن۔ رب العالمین۔

۳۔ فقیر نامہ کا دستخط تمام شد فقیر نامہ بوقت زوال بتاریخ ہفتم شہر شوال ۱۱۳۷ھ جلوس
 احمد شاہ بہادر شاہ غازی ۱۱۶۶ھ ہجری نبوی بدست خط فقیر محمد عظیم برائے برخوردار نیک عالم
 طلوعہ تحریر یافت۔ محمد عظیم ست از عصمت اللہ۔
 صحیح مہر آپ کی دو مہریں تھیں :

۱۔ پہلی مہر آپ نے ۱۱۳۷ھ میں بنوائی جس پر یہ صحیح کندہ تھا:
 [شد از عصمت اللہ محمد عظیم]

۲۔ دوسری مہر آپ نے ۱۱۶۵ھ میں بلور کی بنوائی جس پر یہ صحیح منقوش تھا،
 [محمد عظیم ست از عصمت اللہ]

مولف نے دونوں مہروں کی زیارت کی ہے۔
 اولاد آپ کے چھ بیٹے تھے،

- | | |
|------------------|-------------------|
| ۱۔ سید محمد اکرم | ۲۔ سید محمد مکرم |
| ۳۔ سید رکن الدین | ۴۔ سید محکم الدین |
| ۵۔ سید فیض بخش | ۶۔ سید فتح الدین |

آپ سے بہت لوگوں نے خلافت پائی۔ کتاب مناقبات نشاہیہ میں
 یارانِ طریقت لکھا ہے کہ آپ کے فرزندان اور برادر زادگان اور ہم جدی بیعتیے، سب

آپ کے مرید تھے۔ جن کے اسماء یہ ہیں:

- | |
|--|
| ۱۔ سید فتح اللہ بن سید شاہ نظام برخورداری ساہنپال شریف |
| ۲۔ سید عطا اللہ بن سید شاہ نظام |

لے یہ دونوں مہریں سید محمد شریف بن سید محمد عظیم کے گھر میں بقام داخل موجود ہیں ۱۲ شرافت

- ۳۔ سید خان ملک بن سید محمد نقویؒ ساہن پال
 ۴۔ سید نیک عالم بن سید محمد نقویؒ ساہن پال شریف
 ۵۔ سید اللہ بخش بن سید شاہ تقیؒ
 ۶۔ سید قادر بخش بن سید شاہ تقیؒ
 ۷۔ سید فیض بخش بن سید شاہ تقیؒ
 ۸۔ سید خدا بخش بن سید شاہ تقیؒ
 ۹۔ سید محمد مابرو بن سید شیر محمدؒ
 ۱۰۔ سید محمد واسح بن سید شیر محمدؒ
 ۱۱۔ سید محمد ماہ بن سید شیر محمدؒ
 ۱۲۔ سید محمد شاہ بن سید شیر محمدؒ
 ۱۳۔ سید باغ شاہ بن سید شیر محمدؒ
 ۱۴۔ سید مراد علی بن سید گل محمدؒ
 ۱۵۔ سید محمد علی بن سید گل محمدؒ
 ۱۶۔ سید دوست محمد بن سید گل محمدؒ
 ۱۷۔ سید محمد زمان بن سید گل محمدؒ
 ۱۸۔ سید فیض العلی بن سید گل محمدؒ
 ۱۹۔ سید نور علی بن سید گل محمدؒ
 ۲۰۔ سید محمد اکرم بن سید محمد عظیمؒ فرزند آجتاب
 ۲۱۔ سید محمد مکرم بن سید محمد عظیمؒ فرزند آجتاب
 ۲۲۔ سید رکن الدین بن سید محمد عظیمؒ
 ۲۳۔ سید محکم الدین بن سید محمد عظیمؒ
 ۲۴۔ سید فیض بخش بن سید محمد عظیمؒ
 ۲۵۔ سید فتح الدین بن سید محمد عظیمؒ
 ۲۶۔ سید ضیاء اللہ بن سید محمد حیاتؒ
 ۲۷۔ سید مراد اللہ بن سید محمد حیاتؒ
 ۲۸۔ سید عباد اللہ بن سید محمد حیاتؒ

مدح شریف آپ کے اوصاف میں اپنی ایک نظم یہاں لکھا ہوں:

زہے اہل ارشاد و فیضِ عظیم
 وجودش منور ز انوارِ غیب
 عشق و بذوق و بفقہ و بحد
 شہنشاہِ والا محمد عظیم
 ولی خدا بود بے ظن و زب
 ز اقران خود گوئے سبقت رہود
 کمالات او درجاں بیشتر
 رسانیدہ بالائے عرفاں کند
 بخلق حسدا داد گنج سخا
 کہ از دے بے خلق شدہ بہر یاب
 گرفتہ بصد شوق دلانِ اوست
 زہے اہل ارشاد و فیضِ عظیم
 وجودش منور ز انوارِ غیب
 عشق و بذوق و بفقہ و بحد
 شہنشاہِ والا محمد عظیم
 ولی خدا بود بے ظن و زب
 ز اقران خود گوئے سبقت رہود
 کمالات او درجاں بیشتر
 رسانیدہ بالائے عرفاں کند
 بخلق حسدا داد گنج سخا
 کہ از دے بے خلق شدہ بہر یاب
 گرفتہ بصد شوق دلانِ اوست

تاریخ وفات سید محمد عظیمؒ کی وفات ۱۸۴۲ء میں ہوئی۔

مدفن آپ کا مزار پُرانوار موضع دھماوا، علاقہ کسنگان، ضلع میرپور، ریاست جمن میں ہے۔
پختہ چار دیواری بنی ہوئی ہے۔ پاس پتھر کی عمارت سے مسجد اور کنواں بھی موجود ہے۔

مادہ ہائے تاریخ:

۱۔ آیت شریفہ دستقاہم مرہم شراباً طہوراً۔

۲۔ آیت شریفہ فقد ہدی الی صراط مستقیم۔

۳۔ خورشید جلال ۴۔ لسان الغیب ۵۔ خورشید دین

سید ابوسعید مرآضؒ

امام زماں حضرت ابو سعید کہ در عشق میگفت هل من مزید

بزد و ورع ثمانی شان نبود رہ معرفت بر عالم کشود

آپ شاہباز اوج طریقت، یکہ تاز میدان معرفت، خلاصہ خاندان علویہ،
اوصافِ جمیلہ سرگروہ دوومان نوشاہیہ، فخر المشایخ مقبول درگاہِ خدا تھے۔ آپ
حضرت سید حافظ جمال اللہ فقیہ اعظم بن سید حافظ محمد بن خوردار بحر العشق کے فرزند اکبر تھے۔
آپ نے اپنے والد ماجد سے مدرسہ نوشاہیہ میں تعلیم پائی۔ علوم دینیہ میں
تعلیمِ کامل ہوئے۔ علم نجوم و جفر میں بھی اچھی مہارت تھی۔

آپ کی بیعتِ طریقت اپنے والد اکرم حضرت سید حافظ جمال اللہ
بیعت و خلافت فقیہ اعظم کے ساتھ تھی۔ البتہ تربیت و تکمیل اور فیضِ صحبت اپنے
عم بزرگ اور خسر حضرت سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان سے پایا۔ اور ان کے فیضِ صحبت سے

حضرت سید محمد عظیمؒ کا مزید ذکر شریف التواریخ کی تیسری جلد موسوم بہ تذکرۃ النوشاہیہ کے
تیسرے حصہ معارف الابرار نام میں لکھا جائے گا۔

کتاب الفوائد قلبی ۱۲ شرافت

مرتبہ کمال کو پہنچے۔ ان کی کمال مہربانی آپ کے حال پر تھی۔ خلوتِ خاص میں جہاں کسی کو پاس آنے کی اجازت نہ ہوتی تھی وہاں آپ کو ساتھ رکھتے بلکہ

عبادت کا شوق سر تاج اور کھلائے اولیاء اللہ سے تھے۔ ایک روز گوشہ میں بیٹھ کر یادِ الہی میں مستغرق تھے اور محوِ شہود ذات تھے۔ آپ کے دونوں صاحبزادے پاس کھیل رہے تھے۔ انہوں نے کھیلتے ہوئے شور مچا دیا۔ آپ کی کیسوئی دیکھتی میں فرق آ گیا۔ جلالت میں ہو کر فرمایا:

”جاؤ، تہانوں پھٹکی پوسے۔“

اسی وقت امرِ الہی سے دونوں صاحبزادے تڑپنے لگے اور جان بحق تسلیم ہوئے۔
 ف: مولف کہتا ہے کہ محبتِ الہی میں شغف ہو تو ایسا ہی ہو۔ حدیث شریف میں آیا ہے
 من شغلك عن الحق فهو طاغوتك۔ یعنی جو چیز خدا کے ذکر سے غافل کر کے تجھ کو اپنے ساتھ مشغول کرے وہی تیرا بت ہے۔ آپ نے اپنی اولاد کو اسی لیے خدا تعالیٰ کی محبت میں متربیان کر دیا۔

منقول ہے کہ آپ رات کو دریاٹے چناب کے کنارے پر جا کر مخلوقِ خدا پر رحم عبادت کیا کرتے تھے۔ وہاں پاس ہی ایک سورنی نے بارہ بچے جنے ہوئے تھے۔ سردیوں کا موسم تھا۔ آپ ان کو چھڑی سے ہلاتے اور دھوپ میں لٹانے تاکہ سردی سے محفوظ رہیں۔ اس سورنی کا نام پھٹی رکھا ہوا تھا۔

کرامات

آپ مستجاب الدعوات اور صاحبِ خوارق و کرامات تھے۔ بے اولاد کو دعا دینا ایک بانجھ عورت نے آپ کے آگے التجا کی کہ میری تمام عمر

لے تذکرہ نوشا ہیہ ۱۲ شرافت

گزر رہی ہے اولاد کا منہ نہیں دیکھا، اب مایوس ہو چکی ہوں۔ آپ نے فرمایا: خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہونا چاہیے۔ اور دعا دی کہ بجائے بھتی کی رال ہوگی۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے اس کو بارہ بیٹے عطا فرمائے۔

منقول ہے کہ آپ اپنی ملکیت زمین میں خود کاشت کیا کرتے تھے۔ ایک مفقود الخیر کو لا حاضر کرنا دن چوہڑے کو اپنے کما کی گوڈی کے لیے کہا۔ اُس نے عرض کیا کہ کافی عرصہ گزر چکا ہے میری چوہڑی کہیں چلی گئی ہے کوئی پتہ نہیں کہ کہاں گئی۔ آپ قطب زمان ہیں آپ کے ہوتے ہوئے میں تکلیف میں ہوں۔ آپ نے فرمایا تو ہمارے کام چل آج ہی وہ آجاوے گی۔ چنانچہ وہ گوڈی چلا گیا، جب شام کو گھر آیا تو آگے چوہڑی روٹیاں پکا رہی تھی۔ اُس نے ماجرا پوچھا تو چوہڑی نے کہا کہ میں دہلی میں تھی فلاں جلیہ کا ایک درویش گدا کرنے کو آیا، میں اس کو اٹا دینے لگی تو اس نے بازو سے پکڑ کر مجھے اس جگہ پہنچا دیا ہے۔ وہ حسیلہ سید ابوسعیدؒ کا تھا۔

ف: کسی کو دور سے ایک لمحہ میں لا حاضر کرنا، صاحبِ تصرف اولیاء اللہ سے کوئی مشکل نہیں۔ کئی بزرگوں سے ایسے واقعات منقول ہیں۔

۱۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ اپنے تصرف سے ایک نوسال کے مفقود الخیر کو ملک روم سے بیک لمحہ دہلی لے آئے۔

۲۔ حضرت میاں میر لاہوریؒ نے ایک شخص کی مفرد باندی کو ایک آن میں لا حاضر کیا۔ منقول ہے کہ جنات کے بہت افراد آپ کے حلقہ ارادت میں داخل تھے، جنوں کا مرید ہونا اور آپ کی خدمت سے فیضیاب ہوتے تھے۔

ف: فقیر سید شرافت عافہ اللہ کہتا ہے کہ ایک مرتبہ میرے نانا صاحب حضرت سید غلام علی بن سید قدم الدین برخورداری ساہن پالویؒ کو جنات اپنے ہمراہ جنگل میں لے گئے تھے۔ اور انجنوں نے بتایا تھا کہ ہم سید ابوسعیدؒ کے مریدوں میں سے ہیں۔

لے تذکرہ اولیائے ہند، ج ۱، ص ۳۲ لے تذکرہ، ج ۳، ص ۴۶ شرافت

تصنیفات

آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ایک تحریر دستیاب ہوئی ہے "مقدمہ نوروز عالم" بہ زبان فارسی ہے۔ علم نجوم سے تعلق رکھتی ہے، جس میں تمام سال کے حالات پر بحث کی ہے۔ اس کی اصل عبارت یہاں درج کی جاتی ہے۔

مقدمہ نوروز عالم

"مقدمہ آنست کہ نوروز عالم افروز از ابتدائے غزہ شہر محرم الحرام بزرگچہر در زمان نوشیروان عادل در علم حکمت مقرر نموده و جمیع حکیمان و ندیمان و طبیبان و کاتبان و جوگیاں و مہندساں و توریست خوانان و لغزگویان و سائران بر دہر کہ ایشان تجربہ کردہ دیدہ اند برائے نوشیروان کتابے از علم حکمت تصنیف کردند کہ کیفیت تمام سال از سعد و نحس معلوم شود و تاثیر و خاصیت ہفتہ و ہر چہ عمل افتد احوال مردمان و چہار پایاں و زرخ غلہ و باران رحمت الہی و زحمت مردمان و پرندگان و درندگان از شیر و غیرہ و تمامی کیفیت خلق و حقیقت سعد و نحس در ہفتہ نوشتہ اند۔ بزرگچہر گوید اگر خواہی کہ حقیقت تمام سال بشناسی بنگر کہ نوروز عالم غزہ محرم کہ ام روزست۔

اگر نوروز عالم غزہ محرم الحرام روز یکشنبہ باشد۔ آن سال مبارک ست در ان قحط نیفتد و سلطان راستارہ بہرام بود۔ کار قوی گردد۔ ملک و مملکت آرمیدہ باشد۔ باران و فسادار شود۔ و غلہ ارزاں گردد و بار درختاں نیک شود۔ و مرغان و دواں و چہار پایاں را خطہ نہ باشد۔ و پنہ کم گردد اما پاکیزہ شود۔ و شیر چہار پایاں زیادہ شود۔ بازرگاناں را در راہ خطرہ نہ باشد۔ با و مخالف نغیزد و گندم خوب شود۔ خر بوزہ شیریں گردد۔ مہتران روئے زمین آرمیدہ باشند۔ یک زناں را در دستاں بسیار گردد۔ کچھ بسیار شود و کودکاں بیماری بسیار بینند۔ آتش سخت نغیزد۔ گاہ بامراد شود۔ آفتاب گرفتہ شود۔ زمستان ضعیف باشد۔

اگر نوروز عالم افروز غزہ محرم الحرام روز دو شنبہ باشد در ان سال سلطان راستارہ قمر شود۔ کار بادشاہی ضعیف باشد۔ باران و فادار گروہ زحمت بسیار شود۔ مہتران روئے زمین

کم شوند۔ و زرخ غلہ میانہ، و ہر جانب موت و فتنہ باشد۔ مردم ضعیف و ویران شوند۔ در راہ امن
باشد۔ بازرگانان محفوظ باشند۔ درختان بارگیرند۔ شیر چار پایاں و کنجد و پنہ خوب گردد۔ بیماری
بسیار شود و مردم گردد و کار دین پناہ خوب گردد۔ زراعت بسیار نیکو بود۔ پرندگان و درندگان
را خطرہ نباشد۔ فتنہ برپا شود۔ کاه بسیار گردد۔ با وسعت خیزد۔ درختان بشکفتند۔ آتش
خیزد۔ گوسفندان بسیار شوند۔ بیماری تاجراں باشد۔

چون نوروز عالم غزہ محرم الحرام روز سہ شنبہ باشد در آن سال سلطان راستارہ مرخ
باشد۔ در آن سال قحط باشد۔ باران بے وقت گردد۔ کشتکار زبون شود۔ رعیت ویران شود۔
امن نباشد۔ سوداگراں را سود نرسد۔ امیراں با یکدیگر جنگ کنند۔ کشتن چار پایاں شود۔ میوہ
بار کم گیرد۔ شیر چار پایاں کم گردد۔ و نیشکر گراں بود۔ و فرزندان و خدمت گاراں از پدر
صاحب پیروں از حکم باشند۔ بزخم گردد۔ و پنہ و کنجد و نیشکر گراں باشد۔ عدل نباشد
امیراں بے جا شوند۔ خلق ہلاک گردد۔ یکے از مشرق و یکے از مغرب در آید۔ و با وسعت خیزد۔
درختان بشکفتند۔ آفتاب گرفتہ شود۔ طغ بارد۔ زلزله در زمین پیدا شود۔ و در بیج چیز برکت نباشد۔
باران بے وقت نازل شوند۔ کشت کار تباہ گردد۔

چون نوروز عالم غزہ محرم الحرام روز چہار شنبہ باشد۔ در آن سال سلطان راستارہ
عطار د باشد۔ فتنہ پیدا گردد۔ در زمین ہندوستان نیکی نباشد۔ باران بے وقت نازل شود۔
و کار سلطان تلف گردد۔ و کار ہائے دولت در بستہ گردد۔ پنہ و نیشکر و کنجد گراں گردد۔ مرغان
و دواں را بیماری باشد۔ کشتن چار پایاں شود۔ غلہ عزیز گردد۔ خلق پرانگندہ گردد۔ در راہ
امن نباشد سوداگراں را نقصان برسد۔ ماہتاب گرفتہ شود۔ طغ بارد۔ امیراں بمیرند۔
و در میان خود با جنگ نمایند۔ انگور و خر بوزہ بسیار شیریں گردد۔ چار پایاں کم شوند۔ ہر بارہ
آتش خیزد۔ بیماری سخت بود۔ مرگ تونگراں باشد۔

چون نوروز عالم غزہ محرم الحرام روز پنج شنبہ باشد۔ در آن سال بر سلطان ستارہ مشتری باشد۔
زرخ غلہ خیلے ارزاں۔ و باران رحمت الہی حسب المدعا شود۔ بر رشتے زمین فتنہ و خطرہ نباشد۔
سلطان اتقانت پذیرد۔ ہر کار ہائے خوب شود۔ تو انگراں بخوشی و خرمی بگذرانند۔ جانوراں

در پناہ باشند۔ نشاط بسیار شود۔ رعیت آباد گردد۔ سوداگران را نفع برسد۔ در راه امن باشد۔
 زمان رادر و پستان شود۔ کودکان را بیماری برسد۔ در آخر زمستان سرما شود۔ در آن سال
 آتش نباشد باد سخت خیزد۔

چون نوروز عالم غزه محرم الحرام روز جمعہ باشد۔ آن سال فراخ باشد۔ گندم وافر گردد۔
 کار سلطنت ضعیف نباشد۔ در مردمان فساد برپا شود۔ و جوئے با از بہر طرف جاری و ظاہر
 شود۔ ہمہ چیز نیک شود۔ کشتکار میانہ گردد۔ و در زمستان سرما بسیار شود۔ باران در آخر
 باشد۔ گندم نیک شود۔ میوہا بسیار شیریں گردد۔ چہار پایاں را خطرہ نباشد۔ باد مخالف
 خیزد۔ مردمان میانہ باشند۔ سوداگران را سود میانہ برسد۔ بیماری گران نگرود۔

چون نوروز عالم غزه محرم الحرام روز شنبہ باشد۔ سلطان را ستارہ زحل باشد۔
 فتنہ بسیار خیزد۔ ملوکاں با یکدیگر جنگ کنند۔ رعیت خراب شود۔ در آن سال قطع راہ گردد۔ سوداگران
 را سود نباشد۔ چہار پایاں را موت و بیماری باشد تنگی سال باشد۔ واللہ اعلم بالصواب بلفظ
 آپ کا نکاح اپنے عم بزرگ حضرت سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان کی دختر نیک اختر
 اولاد سے تھا۔ ان کے لبوں سے اولاد ہوتی۔

آپ کے دو بیٹے تھے :

۱۔ سید محبوب شاہ

۲۔ سید شیر شاہ

آپ کی تین بیٹیاں تھیں :

۱۔ سیدہ پیرزادی۔ منکوہ سید محمد اکرم بن سید محمد عظیم برخورداری

۲۔ سیدہ صاحبزادی۔ منکوہ سید محمد مکرم بن سید محمد عظیم

۳۔ سیدہ قادرہ بانو۔ منکوہ سید حافظ نور اللہ فرشتہ صفات بن سید حافظ محمد حیات

ربانی برخورداری۔

آپ کے مندرجہ ذیل تبرکات موصوف کتاب ہذا فقیر سید شرافت عفا اللہ عنہ کے

تبرکات محرم میں موجود ہیں :

۱۔ دستار مبارک سفید رنگ ۲۔ ٹوپی مبارک ۳۔ رومال

سید ابو سعید کی وفات ۱۱۶۷ھ میں ہوئی۔ مدفون گورستان نوشاہیہ۔
تاریخ وفات مادہ ہائے تاریخ :
۱۔ اہل نظر ۲۔ فاضل نور

حضرت سید حافظ محمد حیات بانی

آپ واقعہ اسرار توحید، عارف انوار تفرید، عاکف مقام احدیت، سائر
اوصاف جمیلہ، میدان واحدیت، جمال حقیقت مستدیر، مخزن رموز احمدیہ، صاحب علم و
فضل و حکمت و اور باطریقت تھے۔ آپ حضرت سید حافظ جمال اللہ فقیہ اعظم بن سید حافظ
محمد بن خردار بحر العشق ذی شاہی کے فرزند اصغر اور مرید و خلیفہ اعظم تھے۔
آپ کی والدہ صاحبہ حضرت مولانا حافظ شکر اللہ حنفی مفتی پچھ چٹھہ کی بیٹی تھیں۔
آپ بڑے فیاض، غریب پرور، مسکین نواز، صاحب حسن خلق، کریم النفس تھے۔
اخلاق و عادات جہاں نوازی میں خصوصیت رکھتے۔ اپنے معاصرین اور اقران میں علم و
فضائل میں یکتا تھے۔ اپنے ہم جہدی برادران آپ کی علمیت و فضیلت کے معترف تھے اور
سب آپ کے شاگردان رشید تھے۔

آپ حضرت نوشہ صاحب کی اولاد امجاد میں سے پہلے فرد ہیں جنہوں نے
خاندان پر احسان اپنے خاندان کی تاریخ لکھنے کا اقدام کیا۔ رسالہ مرزا احمد بیگ
لاہوری کا نام مکمل نسخہ آپ کو اپنے برادر بھدی حضرت سید شیر محمد بن سید شاہ عصمت اللہ
عزہ پہلوان سے ۱۳۱۲ھ میں دستیاب ہوا۔ اور ان کی التماس کے مطابق آپ نے مزید حالات
خاندان اس میں داخل کر کے کتاب تذکرہ نوشاہیہ تالیف کی۔ بعد کے سب مورخین مثلاً
مفتی غلام سرور لاہوری، مولف خزینۃ الاصفیاء، اور مرزا احمد اختر دہلوی، مولف تذکرہ اولیاء ہند،
اور قاضی امام بخش جام پوری مولف حدیقۃ الاسرار، اور مرزا آفتاب بیگ عرف نواب بیگ
چشتی مولف کتاب تحفۃ الابرار وغیرہ کا ماخذ یہی کتاب ہے۔
آپ کے حالات و کرامات کا مفصل تذکرہ طبقہ اول میں کیا جا چکا ہے، یہاں

ترتیب نسب کے لحاظ سے چند سطور لکھ دی گئی ہیں۔

نیز میں نے کتاب حیات ربانی میں آپ کے حالات زندگی مفصل لکھے ہیں، جو آپ کی سوانح عمری ہے۔

آپ کا نکاح حضرت مہربانو دختر شیخ عنایت اللہ مفتی بچہ پتھہ سے تھا۔ ان کے اولاد بطن سے چار فرزند پیدا ہوئے:

۱۔ سید حافظ نور اللہ فرشتہ صفات

۲۔ سید ضیاء اللہ رسول نگری

۳۔ سید مراد اللہ

۴۔ سید عباد اللہ

یاد ان طریقت آپ کے اجاب کی مفصل فہرست آپ کے حالات طبقہ اول میں لکھی جا چکی ہے۔

سید حافظ محمد حیات کی وفات ۱۱۶۳ھ میں ہوئی۔ مزار مبارک ساہنپال شریف
تاریخ وفات گورستان نوشاہیہ میں مغربی چبوترہ پر ہے۔

ماہ نامے تاریخ:

۱۔ شیخ نورابہ

۲۔ مفتی حلیل

۳۔ ہو قطب العظیم

۴۔ مخزن اسرار و باب

حضرت سید حافظ محمد حیات ربانی کا مزید ذکر شریعت التاریخ کی تہذیبی ماہنامہ سیدۃ النور شاہدہ کے تیسرے حصہ معارف الابرار نام میں لکھا جائے گا۔ ۱۲۔ شراکت

باب پنجم

اس میں ان بزرگوں کے ذکر ہیں جو حضرت نوشہ صاحبؒ سے پانچویں پشت ہیں۔

سید فتح اللہؒ

آپ سید شاہ نظام بن سید سعد اللہ حکیم بر خورداریؒ کے فرزند اکبر تھے۔ بیعت و خلافت حضرت سید محمد عظیم دھماوائی بن سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوانؒ سے تھی۔ آپ کی والدہ کا نام سیدہ ناظر بانوبنت سید عنایت اللہ زاہد بر خورداری تھا۔ آپ عاشق ذاتِ خدا، علم ظاہر و باطن میں یگانہ، صاحب فیض و برکت، فخر المشایخ تھے۔ آپ کے تین بیٹے تھے: ۱۔ سید خیر اللہؒ ۲۔ سید عکمت اللہؒ ۳۔ سید رزق اللہؒ اولاد مہتران ذکر دونوں صاحبزادے لا ولد فوت ہوئے۔

سید فتح اللہؒ کی وفات ساتویں ربیع الثانی ۱۱۹۰ھ میں ہوئی۔ مدفون

تاریخ وفات گورستان نوشاہیہ۔

مادہ ہائے تاریخ:

۲۔ شمس معرفت

۱۔ برد اللہ مضجعہ

۴۔ ظہیرت

۳۔ مخزن الاسرار

سید عطاء اللہؒ

آپ سید شاہ نظام بن سید سعد اللہ حکیم بر خورداریؒ کے دوسرے فرزند تھے۔ خرد خلافت حضرت سید محمد عظیم دھماوائی بن سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوانؒ سے پایا۔

لے وٹے مناقبات نوشاہیہ ۱۲ شرافت

آپ کی والدہ کا نام سیدہ ناظرہ بانو بنت سید عنایت اللہ زاہد بر خور داریٰ تھا۔
آپ اہل تقویٰ و ورع تھے۔

اولاد آپ کے ایک ہی فرزند سید موج الدین تھے۔ مدفون گورستان نوشاہیہ
وفات ۱۱۹۵ھ

سید لمان اللہ

آپ سید شاہ نظام بن سید سعد اللہ حکیم بر خور داریٰ کے قبیلے فرزند اور مرید و خلیفہ تھے۔
والدہ ماجدہ کا نام سیدہ ناظرہ بانو بنت سید عنایت اللہ زاہد تھا۔ دنیا سے لا ولد سہارے۔
وفات ۱۱۹۸ھ

سید نور شاہ

آپ سید شاہ سلطان بن سید سعد اللہ حکیم بر خور داریٰ کے فرزند اکبر اور مرید و خلیفہ تھے
صاحب یمن و برکت تھے۔

اولاد آپ کے ایک ہی فرزند سید امام بخش تھے۔
تاریخ وفات سید نور شاہ کی وفات ۱۱۸۳ھ میں ہوئی۔ مدفون گورستان نوشاہیہ۔
مادہ تاریخ، ذکر مبارک

سید فتح خاں

آپ سید محمد نقشبین سید سعد اللہ حکیم بر خور داریٰ کے فرزند اکبر تھے۔ والدہ کا نام سیدہ
بخت بانو بنت سید نصرت اللہ محدث بر خور داریٰ تھا۔ ۱۱۲۹ھ میں پیدا ہوئے۔ والد بزرگوار
نے مادہ تاریخ لکھا۔ غلام باب احمد نیز "شمع معرفت" سے بھی سال ولادت ظاہر
ہوتا ہے۔ بچپن میں ہی فوت ہو گئے۔

وفات ۱۱۳۹ھ

سید خان ملک

آپ سید محمد نقشبین سید سعد اللہ حکیم بر خور داریٰ کے دوسرے فرزند تھے خرقہ خلافت و

اجازت حضرت سید محمد عظیم دھماوائیؒ بن سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوانؒ سے رکھتے تھے۔
 آپ کی والدہ کا نام سیدہ بخت بانو بنت سید نصرت اللہ برخورداریؒ تھا۔
 آپ کی کوئی اولاد باقی نہیں رہی۔ وفات ۱۲۰۱ھ۔

سید نیک عالمؒ

آپ سید محمد نقیون سید سعد اللہ حکیم برخورداریؒ کے تیسرے فرزند تھے۔ خرقہ خلافت
 حضرت سید محمد عظیم دھماوائی بن سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوانؒ سے رکھتے تھے۔
 آپ کی والدہ کا نام سیدہ بخت بانو بنت سید نصرت اللہ محدث برخورداریؒ تھا۔
 آپ نے علم ظاہری کی پوری تحصیل کی۔ عبادت و ریاضات میں شہرہ آفاق تھے۔
 علم و عبادت کتب تصوف کا مطالعہ رکھتے۔ خصوصاً اسرار الطریقت مصنف سید محمد غوث
 لاہوریؒ اکثر زیر مطالعہ رہتی۔

آپ کی کوئی اولاد باقی نہیں رہی۔ صرف ایک خلیفہ سید محمد حسن بن سید خدابخش
 یارانِ طریقت برخورداری ساہن پالویؒ تھے۔
 سید نیک عالمؒ کی وفات اتوار۔ ساتویں شعبان ۱۲۲۶ھ میں ہوئی۔
 تاریخ وفات مدفون گورستان نوشاہیہ۔

مادہ ہائے تاریخ :

- ۱۔ آیت شریف فہم مکرمون فی جنات النعیم
- ۲۔ آیت شریف اجراً عظیماً
- ۳۔ چہراغ ایزد

سید اللہ بخشؒ

آپ سید شاہ نقی بن سید رحمت اللہ عارف برخورداری کے بڑے بیٹے تھے۔

لہ و لہ مناقبات نوشاہیہ ۱۲ شرافت

خزوق خلافت حضرت سید محمد عظیم دھماوائی بن سید شاہ عصمت اللہ عمرہ پہلوان سے حاصل کیا
 اور خلافت چرے۔ وفات ۱۲۰۷ھ

سید قادر بخش

آپ سید شاہ تقن بن سید رحمت اللہ عارف برخورداری کے دوسرے بیٹے تھے۔
 بیعت و خلافت حضرت سید محمد عظیم دھماوائی بن سید شاہ عصمت اللہ عمرہ پہلوان سے رکھتے تھے۔
 اولاد انتقال کیا۔ وفات ۱۲۱۰ھ

سید فیض بخش

آپ سید شاہ تقن بن سید رحمت اللہ عارف برخورداری کے تیسرے بیٹے تھے۔
 خلافت و اجازت حضرت سید محمد عظیم دھماوائی بن سید شاہ عصمت اللہ عمرہ پہلوان سے رکھتے تھے۔
 آپ پانچ پڑوسی والے قحط کے زمانہ میں چک چودھری ضلع گوجرانوالہ میں چلے گئے۔ ایک باقندہ
 عورت سے نکاح کر لیا۔ اس سے ایک لڑکا کرم بخش پیدا ہوا۔ اس کے تین لڑکے تھے۔

سید خدا بخش

آپ سید شاہ تقن بن سید رحمت اللہ عارف برخورداری کے چوتھے بیٹے تھے۔ بیعت
 طریقت حضرت سید محمد عظیم دھماوائی بن سید شاہ عصمت اللہ عمرہ پہلوان کے ہاتھ پر کی۔
 اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔

اولاد آپ کے چار بیٹے تھے:

۱۔ سید شرف الدین

۲۔ سید محمد حسن

۱۔ مناقبات نوشاہیہ

۲۔ مناقبات نوشاہیہ

۳۔ مناقبات نوشاہیہ ۱۲ شرافت

۳۔ سید فتح الدینؒ

۴۔ سید صیب اللہؒ

آپ کی دو بیٹیاں تھیں :

پہلی بیٹی۔ سید عبداللہ بن سید خیر اللہ بر خورداری پانڈوک والہ کی منکوحہ تھیں۔

دوسری بیٹی۔ سید موج دین بن سید عطاء اللہ بر خورداری ساہنپالوی کی منکوحہ تھیں۔

سید خدابخش کی وفات بروز سوموار، ساتویں شعبان ۱۱۷۲ھ میں

تاریخ وفات ہوئی۔ مدفون گورستان نوشاہیہ۔

مادہ ہائے تاریخ :

۱۔ منبع عقل و خرد ۲۔ بے نظیر

سید محبوب شاہؒ

آپ سید ابن یمن بن سید رحمت اللہ عارف بر خورداری کے فرزند اکبر اور خلیفہ برحق تھے۔

اولاد آپ کے ایک صاحبزادہ سید صدیق شاہ لاہوری تھے۔

وفات ۱۲۱۰ھ۔

سید صبغۃ اللہؒ

آپ سید ابن یمن بن سید رحمت اللہ عارف بر خورداری کے فرزند اصغر تھے۔
صاحب تحفہ سعید قدسیہ نے آپ کو شیخ بنت جمال جلیو الہ کامریہ لکھا ہے
بیعت و خلافت جن کا ذکر کتاب ہذا کی تیسری جلد موسوم بہ تذکرۃ النوشاہیہ کے دوسرے
باب میں آنے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

اور صاحب مناقبات نوشاہیہ نے آپ کو حضرت سید شاہ عصمت اللہ مخزوم پہلوان بن
سید حافظ محمد بر خورداری بجا العشق کے خلیفوں میں لکھا ہے۔ جن کا ذکر اسی طبقہ کے تیسرے باب
میں گزر چکا ہے۔ مگر ہے کہ آپ کو دونوں بزرگوں سے فیض حاصل ہوا ہو۔

حقائق و معارف آپ نے سلوک قادریہ پورا کیا۔ علم ظاہری و باطنی کے دریا تھے۔

حقائق و معارف توحید میں بے مثل تھے۔

منقول ہے کہ ایک دفعہ آپ لاہور میں تشریف لے گئے۔ وہاں شہیر قلندر سے گفتگو میر معین الملک المعروف میر منو کے خانساں غیاث الدین کے گھر گیا رحویں شریف کے عرس کی تقریب میں مشایخ لاہور جمع تھے۔ آپ کو بھی دعوت تھی۔ آپ وہاں چلے گئے۔ حضرت شہیر قلندر لاہوری خلیفہ حضرت پھیار نوشہرویؒ بھی وہاں موجود تھے۔

صاحبِ تحائف قدسیہ نے لکھا ہے۔

ز نونہ صبغۃ اللہ نور دیدہ

وگر مجلس درانجا در رسیدہ

کسی بات سے شہیر قلندرؒ اور حضور آپس میں ناراض ہوئے۔ روکھی چکی باتیں آپس میں ہوئیں۔ رات کو حضرت نوشہ صاحبؒ خواب میں ملے اور فرمایا: بیٹا! فقیروں کو آپس میں محبت رکھنی چاہیے۔ صبح اٹھ کر آپ شہیر قلندرؒ کے پاس گئے اور رات کا ماجرا کہہ سنایا۔ اُس وقت آپ کے غلوص و اتحاد کو دیکھ کر شہیر صاحبؒ نے آپ کی تعریف اور اپنی کسرتی ان الفاظ میں بیان کی

بفرمودہ کہ حق بخشید بر تو

تو شاہی بندہ ام صلح ز حق گو

یعنی آپ کو خدا نے معاف کر دیا ہے آپ بادشاہ میں اور میں غلام ہوں۔ اور صلح بہتر ہے۔ چنانچہ دونوں راضی ہو گئے۔

معمولات

آپ اوراد و اذکار میں مشغول رہا کرتے۔

آپ نماز فجر سے پہلے ایک ہزار مرتبہ اسم شریف پڑھا کرتے، یا سحیٰ یا
 وکیلہ اسم اعظم $\text{قِیُومُ بِرُوحْمَتِكَ اَسْتَعِیْثُ}$

لے تحائف قدسیہ ۱۲ شرافت

نماز فجر کی سنت و فرض کے درمیان ایک سو بار یہ استغفار پڑھا کرتے: سُبْحَانَ
اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ اسْتَغْفِرُ اللَّهُ - اور
 فرمایا کرتے کہ جو شخص یہ استغفار پڑھے اس کو بہت فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

آپ نے فرمایا ہے کہ دروناف کے لیے یہ آیت شریف لکھ کر دین
 دروناف کے واسطے نافع ہے أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ
 آپ کبھی کبھی یہ اشعار پڑھا کرتے،

شعر خوانی
 رباعی از حضرت خواجہ فضیل وحی کابلی

شب عالمہ ایست تا چہ زاید بنم انگشت زمانہ با کہ سایہ بنم
 از اول وقت ہر چہ آمد دیدم تا آخر وقت ہر چہ آید بنم
 تعریف تفنگ عشق

چشم عشق حقیقی والی دل کہ تجویز شہرائے
 جہاڑ چنگاری دریاں والی تن توڑا سوز بکھائیے
 پیشوں کو لے سکے بھرنے دہچ قالب قلب ٹھلائیے
 سوزن جہر کلامت کز تھیں پیالہ صبر جمائیے
 رک نشانہ بزرغ والا درزش دھیان دھیائیے
 کوصاف اکنج فولادی شوقوں ضرب سترانی لائیے
 ساز سرو و تفنگ محبت سول سپاوی لائیے
 ذکر وں کلا دبا فکر دی خیال قبول چلائیے
 جوش بڑوشوں چنگ پلیتہ دار و شرم اٹھائیے
 تاں وچ پریم رسالے چہرا حکم ہم لکھائیے

آپ کی مہر کا صحیح یہ تھا:

صحیح مہر [صیغۃ اللہ رنگ نوشہ یافت]

وفات ۱۲۱۸ھ

یہ مہر کتاب تذکرہ نوشا ہے قلمی پر ثبت ہے۔

سید محمد امجد

آپ سید فیروز محمد بن سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پلواری بر خورداری رو کے فرزند اکبر تھے

یہ اس کتاب تذکرہ نوشا ہے قلمی کانسوز آج کل سید پیر علی بن سید عارف حق لاہوری کے لکھے

میں موجود ہے۔ ۱۲ شرافت

نزو خلافت اپنے عم عالی قدر سید محمد عظیم دھماوانی سے حاصل کیا۔
 آپ کی والدہ کا نام سیدہ صاحبہ خاتون بنت سید عنایت اللہ زاہد برخورداری تھا۔
 وفات ۱۱۸۵ھ

سید محمد واسع

آپ سید شیر محمد بن سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان کے دوسرے بیٹے تھے۔ خرقہ
 خلافت اپنے چچا صاحب حضرت سید محمد عظیم دھماوانی سے حاصل کیا۔
 آپ کی والدہ کا نام سیدہ صاحبہ خاتون بنت سید عنایت اللہ زاہد تھا۔ بے اولاد
 وفات پائی۔ وفات ۱۱۹۲ھ

سید محمد ماہ

آپ سید شیر محمد بن سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان کے تیسرے بیٹے تھے بیعت
 خلافت اپنے حقیقی چچا حضرت سید محمد عظیم سے تھی۔
 آپ کی والدہ کا نام سیدہ صاحبہ خاتون بنت سید عنایت اللہ زاہد تھا۔ کوئی اولاد
 باقی نہ رہی۔ وفات ۱۱۹۶ھ

سید محمد شاہ

آپ سید شیر محمد بن سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان کے چوتھے فرزند تھے۔ بیعت طریقت
 اور خلافت ارشاد اپنے عم بزرگوار حضرت سید محمد عظیم دھماوانی سے تھی۔
 آپ کی والدہ کا نام سیدہ صاحبہ خاتون بنت سید عنایت اللہ برخورداری تھا۔
 تسلیم آپ نے ظاہری تعلیم حضرت سید حافظ جمال اللہ نقیہ اعظم برخورداری سے پائی۔

لے لے لے لے لے مناقباتِ نوشاہیہ - ۱۲ شرافت

علم فقہ و حدیث و تفسیر و تصوف پر عبور کیا۔ چند سے مفتی مولوی شیخ عبداللہ مفتی مجتہد چھٹے سے بھی تحصیل کی علم و عوت اسماء اور اسرار الحروف میں بھی آپ کو کافی دسترس تھی۔

عملیات

آپ کو عملیات میں کافی مہارت تھی۔ آپ کے ایک بیاض سے آپ کے بعض عملیات تجربہ کر کے کئے جاتے ہیں۔

اگر کسی کا چارپایہ چوری ہو جاوے تو یہ چوری شدہ جانور کے واپس آنے کے لیے دعا نماز فجر سے لے کر عصر تک لگاتار پڑھتا

رہے، أَصْبَحْتُ فِي حُبِّ اللَّهِ۔ اور یہ دعا نماز شام سے لے کر فجر تک متواتر پڑھتا رہے، وَأَمِيتُ فِي أَمَانِ اللَّهِ۔ اس کلام کی برکت سے گم شدہ چارپایہ واپس آجائے گا۔

اگر چاہے کہ کسی اسم کی دعوت کرے اور رجعت نہ ہو تو یہ حصار پڑھے، حصار کرنے کا طریقہ آیۃ النحری خالد و ن تمک ایک بار، چاروں قل بسم اللہ کے ساتھ ایک مرتبہ۔ حروف تہمی بسم اللہ کے ساتھ ایک بار، اور یہ اسم ابرصا صبر صا صا صا حصار صا اللہ محمد پار صا بحق یا بدوح ایک پڑھ کر ائیں طریحونکے، پھر دوسری بار یہ سب پڑھ کر ائیں طریح تیسری بار پڑھ کر آگے پھونکے۔ چوتھی بار پڑھ کر پیچھے۔ پانچویں بار پڑھ کر اوپر کو۔ چھٹی بار پڑھ کر نیچے۔ ساتویں بار پڑھ کر اپنے سارے جسم پر پھونکے۔ پھر یہی دعا پڑھ کر شہادت کی انگلی پر پھونک مار کر تین مرتبہ پھر اگر تین تالییاں بجائے۔ خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کلام پاک کی برکت سے حق تعالیٰ کے حفظ میں رہے گا۔ اور دعوت میں کسی طرح کی کوئی تکلیف نہ ہوگی۔

اگر سونے کے وقت شہادت کی انگلی اپنے منہ پر رکھ کر یہ دعا پڑھ کر انگلی پر دم کر کے تین مرتبہ پھر اگر تین تالییاں بجا کر سو رہے تو کوئی آفت دخل نہ کرے گی۔

پھر دوا کے دن تازہ دھنوکہ کے دو گانہ ادا کرے حروف تہمی کے نصاب کی ترتیب ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پانچ بار پڑھے۔ سلام کے بعد حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پاک کا فاتحہ پڑھے۔

اس کے بعد تمام حروف الف با تا ی تک کو آٹھ فیں بار پڑھے۔ اس کے بعد ہر ایک حرف کو علوہ علوہ ہزار بار پڑھے۔ اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پانچ کو بٹھنے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

جمرات کو۔ ہر ایک حرف کو پانسو پڑھ کر خلفائے اربعہ (چار بار کبار) کے ارواح کو بٹھنے تو قتل ادا ہو جاوے گا۔

جمہ کو۔ ہر ایک حرف کو دو سو پچاس مرتبہ پڑھ کر ثواب حسن بصری کی روح کو بٹھنے، عشرت ادا ہو جاوے گا۔

ہفتہ کو۔ ہر ایک حرف کو ایک سو پچیس بار پڑھ کر خواجہ حبیب تہجدی کی روح کو بٹھنے دو در ادا ہو جاوے گا۔

اقوار کو۔ ہر ایک حرف کو پچاس بار پڑھے۔ قبول دعوت کا بدلہ ادا ہو جاوے گا۔

پھر سووار، مشکل وار، بدھوار کو تینوں روز ہر ایک حرف کو ہزار بار پڑھے۔

اس کے بعد ہر روز ہر ایک حرف کو علوہ علوہ ایک سو بار پڑھا کرے۔ اس کے بعد جس

اسم یا آیت یا سورۃ کو پڑھے گا تاثیر ہوگی اور اس کا عمل ہو جاوے گا۔ گویا کہ اس نے زکوٰۃ ادا کر دی ہے۔ یہ زکوٰۃ ایک ہفتہ میں تمام ہو جاوے گی۔ جلالی اور جمالی کی پرہیز رکھے۔ بصیحت تمام نصیب ہوگی۔

حروفِ تہجدی کے پڑھنے کا طریقہ
نوحندے پختہ کو صبح کے وقت غسل کرے۔ آیت الکرسی
ایک بار۔ چاروں قبل ایک بار پڑھ کر اپنے گرد بھونکے۔
اس کے بعد شروع کرے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یا اللہ یا اول یا اسرافیل بحق یا اللہ یا اللہ۔ دوسرے

اس طور پر یا ب یا ت یا ث تا ی تک۔

پہلے روز الف سے ی تک تمام حروف تین بار پڑھے۔ اس کے بعد مندرجہ بالا طور پر

الف کو ایک سو مرتبہ۔ اس کے بعد یا ب ایک سو مرتبہ۔ اسی طریقہ پر سب حروف کو ایک ایک سو بار پڑھے۔

حروف تہجی کے خواص

الف — یا اللہ یا اسرائیل بحق یا الف۔ اگر کوئی شخص بر صبح کو آداب نکلنے سے پہلے ہزار بار لفظ الف الف پڑھے۔ جب ایک سو بار پڑھ لے تو یا اللہ یا اسرائیل ایک بار۔ اور لفظ اللہ ایک بار کے پڑھنے کے درمیان کسی سے کلام نہ کرے۔ اس قدر نعمت اور دولت اس کی طرف رجوع ہوگی جو حساب میں نہ آسکے گی۔ اور اگر ہزار الف لکھ کر اپنے پاس رکھے تو یہی فائدہ رکھتا ہے۔

اگر اتوار کے دن کاغذ کے ہزار پرچوں پر الف لکھ کر گندم کے آٹے میں ہزار غلوں نہ بسنا کر چلتے پانی میں ڈال دیوے۔ تو جس حاجت کی نیت سے ڈالے گا وہ پوری ہوگی۔ چاہے کسی کے شروع میں ہر حرف کے ساتھ دس بار حق تعالیٰ کا اسم اور فرشتہ موکل کا اسم پڑھ لے۔ پھر ختم کرنے کے بعد انیس بار پڑھ لیا کرے۔ مجرب ہے۔

ب — یا جبرائیل یا بدوح بحق یا ب۔ ہر حاجت کے لیے اور قیدی کو خلاص کرانے کے لیے ہر روز نو سو بار یا پانسو بار پڑھے اور قیدی کو لکھ کر دے تاکہ وہ اپنے پاس رکھے فوراً رہا ہوگا۔

جو شخص ہزار بار لکھ کر اپنے پاس رکھے۔ وہ خلقت کے درمیان عزیز اور محترم ہو جائیگا۔ اگر اس کو ہزار بار روزانہ پڑھا کرے تو اس پر اقبال کا دروازہ کھل جائے گا اور لوگوں کی آنکھوں میں عزیز ہو جائے گا۔ اور اگر اسی قدر لکھ کر اپنے پاس رکھے تو یہی حکم رکھتا ہے۔ خلقت میں محبوب اور مقبول ہو جائے گا۔

ت — یا عزمہ ائیل یا تو اب بحق یا ت۔ اگر ہر روز ہزار بار پڑھے تو اس پر اقبال کا دروازہ کھل جائے گا اور لوگوں کی نظر میں عزیز ہو جائے گا۔ اور اگر اسی قدر لکھ کر اپنے پاس رکھے تو یہی حکم رکھتا ہے۔

ث — یا میکائیل یا باحث بحق یا ث۔ اگر کوئی شخص کسی کے نام پر اس کو ساٹھ بار پڑھے تو ان کی آپس میں محبت بڑھ جاوے گی۔ اگر اسی قدر لکھ کر گلے میں ڈال دیوے

تو اس کو کوئی تکلیف نہ پہنچے گی اور نہ ہی وہ ڈرے گا۔ اگر کچھ کر مریض کو کھلا دیوے تو وہ شفا پا جاوے گا۔

ج۔۔۔۔۔ یا کلکائیل یا جمیل بحق یا ج۔ اگر کوئی شخص اعتقاد درست کے ساتھ رات کو ہزار بار پڑھا کرے سات رات تک نام نہ کرے۔ ساتویں رات کو حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھے گا۔

ح۔۔۔۔۔ یا تکافیل یا حان بحق یا ح۔ اگر کوئی شخص کسی درد میں مبتلا ہو تو تین ہزار بار ہر روز پڑھ کر اس جگہ پر ہاتھ پھیر دے۔ شفا ہو جائے گی۔ اگر دو سو بار پڑھ کر مٹی پر دم کر کے دشمنوں کی طرف پھینک دے تو وہ مہربان ہو جائیں گے۔ اگر راستہ میں پیادہ چل رہا ہو تو ستر بار پڑھ کر ہاتھ پر دم کر کے اپنے رانوں اور ٹانگوں اور پاؤں کے تلووں پر تل دیوے تو تمسکاوٹ نہ ہوگی۔

خ۔۔۔۔۔ یا ہیکائیل یا خالق بحق یا خ۔ اگر نماز عشا کے بعد غلوت میں بیٹھ کر دو ہزار بار پڑھ کر غائب کی طرف پھونک دیوے غائب کی خبر آ جاوے گی۔ اگر ہر رات کو ہزار بار پڑھا کرے تو غائب خود بخود آ جائے گا۔ اگر سات بار لکھ کر اپنے سر حانہ کے نیچے رکھ کر سو جاوے تو غائب کو خواب میں دیکھے گا۔

د۔۔۔۔۔ یا اھرائیل یا دیان بحق یا د۔ اگر ہزار بار پڑھے تو جو شخص اس کو دیکھے گا اس کا دوست بن جائے گا۔ اگر ہر روز صبح کے وقت سورج نکلنے سے پہلے ہزار بار پڑھا کرے اس کی حاجت پوری ہوگی۔ اگر کسی شخص کے نام پر ستر بار پڑھے تو وہ شخص آ جاوے گا۔

ذ۔۔۔۔۔ یا اھراطیل یا ذوالجلال بحق یا ذ۔ اگر ہر روز پان سو مرتبہ اس کا ورد رکھے تو نعمت بے زوال ہاتھ میں آوے گی اور اس کی دولت کو زوال نہ ہوگا۔ اگر ستر بار پڑھ کر کھانے پر دم کر کے کسی کو کھلا دیوے تو اس کی آنکھوں میں عزیز ہو جاوے گا۔

ر۔۔۔۔۔ یا اھواکیل یا مراب الرحمان بحق یا ر۔ اگر کوئی شخص سات سو بار پڑھ کر یا حیرری کا فذ پر لکھ کر سفید مرغ کے گلے میں باندھ دیوے۔ اور سات بار اس کے کان

میں پڑھ دیوے۔ اور رات کو مرغ کے اوپر سر پوش دے کر اس کو اپنے سر کے نیچے رکھ کر سو جاوے تو دینے کو خواب میں دیکھے گا۔

ز۔ یا شرمائیل یا نرا کی بحق یا نرا۔ جو شخص ہر روز پانسو بار پڑھا کرے۔ سب لوگ اس سے خوف کھائیں گے۔ اور اگر اسی قدر لکھ کر اپنے پاس رکھے تو یہی حکم رکھتا ہے۔
س۔ یا ہمو اکیل یا سمیع بحق یا س۔ جو شخص ہر روز نمازِ ظہر کے بعد ستر بار پڑھا کرے۔ مرتبہ ولایت اس پر منکشف ہو جائے گا۔ اگر اسی قدر لکھ کر بچے کے گلے میں ڈال دیوے تو وہ باتیں کرنے لگے گا۔ اگر اسی قدر لکھ کر اپنے پاس رکھے تو کوئی سختی نہ رہے گی۔ اگر اسی قدر لکھ کر بیمار کو کھلا دیوے تو شفا کے کامل پاجا دے گا۔

ش۔ یا ہمرائیل یا شہید بحق یا ش۔ اگر سونے کے وقت دو سو بار یا بیس بار کسی حاملہ عورت کی نیت سے پڑھے تو خواب میں معلوم ہو جائے گا کہ اس کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی۔ اگر کوئی عورت حاملہ نہ ہوتی ہو تو اسی قدر لکھ کر اس کو کھلا دیوے تو وہ باردار ہو جائے گی۔

ص۔ یا اہجمائیل یا صمد بحق یا ص۔ اگر منزل سے چلنے کے وقت پانسو بار پڑھے تو زمین طے ہو جاوے گی اور دن میں ہی اپنی منزل پر پہنچ جائے گا۔ اگر تین سو بار ہر روز پڑھا کرے تو آنکھوں میں نور بڑھ جاوے گا۔

ض۔ یا عطکائیل یا قابض بحق یا ض۔ اگر ہر روز ہزار بار پڑھا کرے تو اس کا دل قوی ہو جاوے گا۔ اور اگر اسی قدر لکھ کر اپنے پاس رکھے۔ اس کے دل کی کمزوری دور ہو جاوے گی۔ اگر اسی قدر ہر روز پڑھا کر دیوانہ پر دم کرے تو وہ عاقل ہو جاوے گا۔
ط۔ یا اسماعیل یا طاہر بحق یا ط۔ اگر کسی کے نام پر ہر روز ستر بار پڑھا کرے تو وہ شخص اس کی محبت میں بقرار ہو جاوے گا اور مطیع ہو جاوے گا۔ اگر پلٹے لکھ کر جلا دیوے تو وہ شخص بقرار ہو جاوے گا۔

ظ۔ یا لومائیل یا ظاہر بحق یا ظ۔ اگر ہر صبح کو ستر بار کسی شخص کے لیے پڑھے تو وہ مطیع ہو جاوے گا۔ اگر نمازِ ظہر کے بعد ہزار بار پڑھے تو عالموں کے شر سے

خلاصی پائے گا۔ اگر نو سو بار لکھ کر مرگی والے کے گلے میں ڈال دیوے تو وہ شفا پاوے گا۔

ع ————— یا لومائیل یا عظیم بحق یاع۔ اگر کسی کے نام پر سات سو بار کستوری اور

گلاب اور کیر سے لکھے تو وہ شخص مطیع ہو جاوے گا۔ اگر اسی قدر لکھ کر اپنے پاس رکھے تو وہ بیقرار

ہو جاوے گا۔ اور اگر اسی قدر پڑھ کر شکر پر دم کر کے اس کو کھلا دیوے تو وہ مطیع ہو جاوے گا۔

اگر کوئی شخص قید سخت میں ہو تو اپنی انگلی سے زمین پر ایک سو ایک بار ع لکھ کر

مٹا دیوے۔ غیب سے کوئی اس کا سفارشی ظاہر ہو جاوے گا۔ اور دو تین دن میں وہ رہا ہو جاوے گا۔

غ ————— یا لومائیل یا عظیم بحق یاع۔ اگر ہر روز دشمن کی نیت سے ایک ہزار

اور ستر مرتبہ پڑھا کرے وہ قید ہو جاوے گا۔ اگر اسی قدر حنظل کے پتے پر لکھ کر کسی کے گھر میں

ڈال دیوے یا دفن کر دیوے تو اس گھر پر برق گرے گی۔

ف ————— یا سرفمائیل یا فاتح بحق یاف۔ اگر ہر روز ایک کنکر پر ایک مرتبہ

پڑھ کر دشمن کے مکان میں ڈالتا رہے وہ مکان گر پڑے گا۔

اگر اپنے نام اور اپنی والدہ کے نام پر اور اپنے مطلوب کے نام اور اس کی والدہ کے

نام پر حریری کاغذ پر ایک ہزار بار لکھ کر فلیتہ بنائے۔ مطلوب مطیع ہو جاوے گا۔

اگر ہر روز پرانی قبر کی مٹی پر چالیس بار پڑھ کر دشمن کے گھر میں ڈالتا رہے تو اس

گھر میں لڑائی پڑ جاوے گی۔

ق ————— یا عطاوئیل یا قدوس بحق یاق۔ اگر ہر روز چار سو بار پڑھے تو اس

کی سب حاجتیں پوری ہو جاویں گی۔ اگر اسی قدر لکھ کر کسی شخص کی نیت سے وزنی پتھر کے

نیچے رکھ دیوے تو اس کی نیند باندھی جاوے گی۔

ک ————— یا حرونائیل یا کافی بحق یاک۔ جو شخص ہر روز دو سو بار پڑھے۔

خدائی اسرار اس پر منکشف ہوں گے۔

اگر اسی قدر لکھ کر اپنے پاس رکھے تو لوگوں کی نظر میں عزیز ہو جاوے گا۔

ل ————— یا طاطائیل یا لطیف بحق یال۔ جو شخص ہر روز ہزار بار پڑھ کر

اپنے اوپر چھونک دیا کرے وہ خلقت میں عزیز ہو جاوے گا۔ اگر چاہے کہ دشمن کی آنکھوں سے

پوشیدہ ہو جاوے تو سات سو بار پڑھے دشمنوں کی نظر سے غائب ہو جاوے گا۔

م — یامروہائیل یا مہیمن بحق یا مہ۔ جو شخص ہر روز نماز عصر کے بعد نو سو بار پڑھا کرے۔ اس کے کسب میں برکت ہوگی۔ اگر کوئی شخص مقروض ہو تو ستر بار پڑھے قرض سے خلاصی پا جاوے گا۔ اگر اسی قدر کھ کر پتھر کے نیچے رکھ دے اور اس پر پانی ڈال دیوے تو لوگوں کی نظر میں عزیز ہو جاوے گا۔

ن — یا حولا ئیل یا نورا بحق یا ن۔ جو شخص ہر روز ستر بار پڑھے یا کھ کر اپنے پاس رکھے وہ لوگوں کے شر سے محفوظ رہے گا۔ اگر نماز جمعہ کے بعد اسی قدر پڑھے تو حضرت ذوالجلال عزہ اسمہ کو خواب میں دیکھے گا۔ اگر دو سو بار یا ہزار بار پڑھے گا تمام جہان اس کے دل میں آجائے گا۔ اگر حرف ن کو بے شمار مرتبہ کھ کر کسی قبر کے اوپر رکھ دے۔ اور اس کے اوپر مٹی کا ایک ڈھیلا رکھ دے۔ تو جس گاؤں یا شہر کی نیت کرے گا وہ اس کو نظر آ جاوے گا۔

و — یامرفتمائیل یا وہاب بحق یا و۔ اگر کسی کی زبان بندی کے واسطے ساٹھ بار پڑھے تو اس کی زبان باندھی جاوے گی۔ اگر ہلاکی دشمن کے واسطے ہر روز ہزار بار پڑھے تو دشمن ہلاک ہو جاوے گا۔ اگر کسی جگہ لوگوں کے سامنے جانے سے ڈرتا ہو تو ستر بار پڑھ کر چلا جاوے۔ کوئی شخص اس کے مقابلہ پر نہ ہو سکے گا۔

ھ — یامروہائیل یا ہادی بحق یا ہ۔ (موقف کتا ہے کہ بیاض مذکور سے حرف ھ اور ی کی تشریح کا مضمون کرم خوردہ تھا اس لیے یہاں تحریر نہیں ہو سکا) آپ دنیا سے لا ولد فوت ہوئے۔

سید محمد شاہ کی وفات بروز سوموار بیسویں ذی الحجہ ۱۰۷۰ھ کو ہوئی۔

تاریخ وفات مدفون گورستان نوشاہیہ۔

مادہ تاریخ، "والی خوش اطوار"

سید باغ شاہ

آپ سید شیر محمد بن سید شاہ محبت اللہ حمزہ پہلوان برخورداری کے پانچویں

فرزند تھے۔ خلافت و اجازت اپنے چچا بزرگوار حضرت سید محمد عظیم دہلویؒ سے حاصل کیا۔
 آپ کی والدہ کا نام سیدہ صاحب خاتون بنت سید عنایت اللہ زاہدؒ تھا۔
 لا ولد فوت ہوئے۔ وفات ۱۱۷۵ھ

سید مراد علیؒ

آپ سید گل محمد بن سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان برخورداریؒ کے فرزند اکبر تھے۔
 بیعت و خلافت اپنے عم گرامی قدر حضرت سید محمد عظیم دہلویؒ سے تھی۔
 آپ کی والدہ کا نام سیدہ عائشہ بانو بنت سید عنایت اللہ زاہدؒ تھا۔ کوئی اولاد
 نہیں ہوئی۔ وفات ۱۱۸۵ھ

سید محمد علیؒ

آپ سید گل محمد بن سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوانؒ کے دوسرے بیٹے تھے۔
 خود خلافت اپنے حقیقی چچا حضرت سید محمد عظیمؒ سے حاصل کیا۔
 آپ کی والدہ کا نام سیدہ عائشہ بانو بنت سید عنایت اللہ زاہدؒ تھا۔ لا ولد
 انتقال کیا۔ وفات ۱۱۹۰ھ

سید دوست محمدؒ

آپ سید گل محمد بن سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوانؒ کے تیسرے فرزند تھے۔
 بیعت طریقت اپنے عم عالی قدر حضرت سید محمد عظیم دہلویؒ سے کی۔ سلوک قادریہ پورا کر کے
 خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔
 والدہ کا نام سیدہ عائشہ بانو بنت سید عنایت اللہ زاہدؒ تھا۔

۱۷ گاہ گاہ مناقبات نوشاہیہ ۱۲ شرافت

آپ نے اپنے والد بزرگوار سید گل محمد اور دیگر اساتذہ کرام سے تعلیم پائی۔ حضرت سید
تحصیل علم حافظ جمال ائمہ فقیر اعظم بر خرداری سے علوم معقول و منقول حاصل کر کے سند فضیلت
پائی۔ علم فقہ و حدیث و تاریخ و نجوم میں کافی دسترس تھی۔

آپ اور ادا قادریہ نوشاہیہ کے پورے پورے پابند تھے۔ کلمہ طیبہ، درود شریف
معمولات ہزارہ کا وظیفہ تھا۔ نماز فجر کے بعد اور نماز عصر کے بعد مسبعتا عشر پڑھا کرتے۔

مقالات

آپ نے کوئی مستقل تصنیف تو نہیں چھوڑی۔ البتہ ایک بیاض پر آپ کی تحریری یادگاریں
ہیں جن میں سے بعض بطور مقالہ یہاں تحریر کی جاتی ہیں۔
مقالہ اول یہ آپ نے ایک تاریخی واقعہ لکھا ہے جس میں نادر شاہ کے تاراجِ دہلی کا واقعہ
لکھا ہے۔

سلطان نادر شاہ کا ملک ہندوستان میں آنا	درد و سلطان نادر شاہ در ملک ہند در ۱۱۵۱ھ
غزہ شوال عید رمضان کے دن ۱۱۵۱ھ	ہجری نبوی و بیت و یک سال سنہ محمد شاہ
جلوس محمد شاہ بادشاہ میں ہوا۔ فصل خریف	بادشاہ غزہ شوال روز عید رمضان فصل خریف
بونت نیل ماہنگ کے مہینہ میں دریائے چناب	بونت نیل در ماہ ماہ بردیا سنے چناب رسیدہ
پرہنچا اور ملک میں لوٹ مار چھائی۔ دہلی کی	ملک راتاخت نمودہ بادشاہی دہلوی گرفتہ
بادشاہی پر قابض ہوا۔ خزانے اپنے قبضہ	خزانہ بادشہ خود نمودہ ملک را باز با محمد شاہ
میں لایا اور پھر محمد شاہ کو ملک عطا کر کے ایران کو	بخشیدہ خود روانہ بہ ایران شد۔
چلا گیا۔	

مقالہ دوم یہ ایک تاریخی واقعہ ہے جس میں نجوم کا بھی تعلق ہے۔

یادداشت عجوبہ نور فصل خریف تنگوز نیل	یادداشت عجوبہ نور فصل خریف تنگوز نیل
خریف تنگوز نیل ۱۱۵۶ھ جلوس محمد شاہی	۱۱۵۶ھ جلوس محمد شاہ و در ۱۱۵۶ھ ہجری نبوی
ہجری نبوی ماہ ذی الحجہ کے اخیر میں ایک ستارہ	در اخیر شہر ذی محمد ستارہ از جانب مغرب ہویدا

مغرب کی طرف سے ظاہر ہوا کہ اس کا شعلہ آتش بازی کے باغ کی طرح نکلتا تھا، بڑا عجیب اور قابل دید تھا۔ ماہ محرم الحرام کے بیس روز گزرنے تک وہ ظاہر رہا پھر غروب ہو گیا۔ پھر مشرق کی طرف سے ظاہر ہوا لیکن اس کا شعلہ کچھ کم اور ٹیڑھا تھا۔ ایک ہفتہ رہا۔ پھر کم ہو گیا۔ ان دنوں بارشیں بہت ہوئیں۔ ماہنگ کے مہینہ میں شروع ہو کر چند رگیوں جیت تک رہیں۔ چاروں طرف حاکموں کا ظلم بجد ہو گیا۔ دنیا میں بد امنی بہت پھیل گئی۔ غلہ کا نرخ کچھ سستا تر تھا لیکن سوانے پسر کے دن ہاتھ نہیں آتا تھا بلکہ ایسی تکلیف اور سنگدلی اس وقت بھی واقع نہیں ہوئی تھی جن ایام میں غلہ کا بجاؤ سناٹ پڑی ہو گیا تھا۔ ماہ ساون کے شروع سے ہی علاقہ لاہور اور سیالکوٹ اور گجرات اور پہاڑوں میں بارشیں بہت اچھی ہوئیں۔ اور مغربی علاقوں میں ہزارہ سے لے کر چنیوٹ کی حد تک کہیں بارش نہ ہوئی۔ اور ماہ بجادروں کے شروع سے تمام ملک میں بے شمار بارشیں ہوئیں خصوصاً بائیسویں بجادروں کو بارش کی بھڑی ایسی لگی کہ بارہ پرتک متواتر رہی۔ ایسا ہوا کہ گویا قیامت آگئی۔ چاروں طرف سے دیواریں گر رہی تھیں اور لوگ نزع کی حالت میں جان سے ہاتھ

شد کہ شعلہ او مثل باغ آتش بازی سے برآمد تعجب و تماشا شد قریب بیست روز مور شہر محرم الحرام ظاہر ماند بعد ازاں فرورفت باز از جانب مشرق پدید آمد لیکن شعلہ او قدر سے کم کچھ یک ہفتہ ماند و باز کم شد۔ در ان ایام باران بسیار شدند۔ در ماہ مانہ شروع شدند تا پانزدہم ماہ چتر بارش شد۔ ظلم حکام بر چہار طرف از حد شد۔ تملکہ بے امنی در جهان بسیار و بجد بود۔ غلبہ بموجب قدر ارزاں اما سوائے پسر دانہ بدست نیامدے۔ بلکہ این حالت در ایام ہفت چوبینہ نرخ غلہ سختی و سیاہ دلی نشدہ بود کہ دریں ایام روڈا شد۔ من ابتدائے ماہ ساون در ملک لاہور و سیالکوٹ و گجرات و کوہسار باران بموجب قدر خوب شدند۔ و در ملک غروب از حد ہزارہ و از حد چنیوٹ باران ہیچ نشد۔ من ابتدائے اول ماہ بجادروں باران در تمام ملک از حد زیادہ شدند۔ خصوصاً بتاریخ بیست و دوم ماہ بجادروں بھڑی باران بارش دو آزدہ پہر چنان شد کہ گویا قیامت روڈا ہر چہار طرف دیوار ہائے افتاد۔ و مردمان مثل جان کندن کارل افتادہ از جان دست شستہ و نا امید شدہ بودند تا بروز

آخر بفضلِ حق خیر شد۔ ہمیں روز کہ روز
 پنجشنبہ بود سیلان آب دریا آمد بشب
 جمعہ کہ بیت چہارم ماہ بھادروں
 بود چنان سیل آمد کہ تمام شب مردمان
 باو ہو میگردند۔ وقت یک پسر باقی
 شب آب ایستاد و کم شد۔ ہمارے آرام
 دل شد۔ سہ روز آفتاب برآمد۔ روز چہارم
 باز باران شد۔ مردمان عالم از دست
 باران تنگ شدند۔ و زراعت تمام تلف شد۔
 ایں ماجرا در تمام عالم رونداہ بود۔ لغایت
 بیست ہشتم ماہ مذکور ایں حالت گذشتہ و اشد
 اعلم کہ چہ خواہد شد۔

دھو کہ زندگی سے نا امید ہو چکے تھے۔ تا آنکہ دن
 کے آخر وقت میں اندھنائی کے فحش سے خیر
 ہو گئی۔ اسی روز کہ ویروار کا دن تھا۔ دریائے
 چناب میں بڑا سیلاب آ گیا۔ جمعہ کی رات کو کہ
 چوبیس بجادوں کی تاریخ تھی۔ ایسا سیلاب
 آیا کہ ساری رات لوگ شور و فغان کرتے رہے
 پہرات باقی رہتی تھی کہ پانی کا چڑھاؤ رک گیا۔
 اور کچھ کم بھی ہو گیا۔ قدرے دل کو آرام آیا۔
 تین روز سورج نکلتا رہا۔ چوتھے دن پھر
 بارش ہو گئی۔ دنیا کے لوگ بارش کے ہاتھ سے
 بہت تنگ آ گئے اور فصلیں سب ضائع ہو گئیں
 یہ واقعہ سارے ملک میں پیش آیا۔ ماہ مذکور کی
 اٹھائیسویں تاریخ تک یہی حالت گزرتی رہی۔
 خدا جانے کینہہ کیا کچھ ہوگا۔

مقالہ سوم یہ رباعی آپ نے نسخہ کیا کے متعلق تحریر فرمائی ہے۔

رباعی

خوش گفت شمس مغرب لاورد تو تیا
 باغون تیرہ تر کن دانگہ بنار کنی

رسالہ زکی نامہ اور توکل نامہ سے آپ کا دستخط یہاں درج کیا جاتا ہے:

دستخط - تمت تمام شد۔ بید فقیر دست محمد بخت خاطر خود نوشتہ شد۔

بح ہنر آپ نے مسئلہ میں ہر جوانی اہم پر یہ صحیح کتہہ تھا۔

لہ بیاض لطیف نعل شاہی ۱۱ شرافت ۱۲ ایضاً شرافت

[در باغ عصمت اللہ گل بہت دوست محمد]

اس پر یہ عنایت بنی ہوئی ہے کہ اس مصرع میں تین پشتوں کے نام آگئے ہیں۔
 داد صاحب کا نام عصمت اللہ، والد صاحب کا نام گل محمد، اپنا نام دوست محمد۔
 آپ لا ولد فوت ہوئے۔ مدفون گورستان نوشاہیہ۔

وفات ۱۱۹۲ھ

سید محمد زمان

آپ سید گل محمد بن سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان بر خورداری کے چوتھے بیٹے تھے۔
 شرفِ خلافت اپنے عم بزرگوار حضرت سید محمد عظیم و ہماوانی سے حاصل کیا۔
 آپ کی والدہ کا نام سیدہ عائشہ بانو بنت سید عنایت اللہ زاہد تھا۔ لا ولد انتقال کیا۔

وفات ۱۱۹۶ھ

سید فیض علی

بعض شہروں میں آپ کا نام فضل علی لکھا ہے۔ آپ سید گل محمد بن سید شاہ عصمت اللہ
 حمزہ پہلوان کے پانچویں فرزند تھے۔ بیعت طریقت اپنے چچا صاحب حضرت سید محمد عظیم سے تھی۔
 خلافت اور اجازت بھی حاصل تھی۔
 آپ کی والدہ کا نام سیدہ عائشہ بانو بنت سید عنایت اللہ زاہد تھا۔ آپ لا ولد فوت ہوئے۔

وفات ۱۲۰۵ھ

سید نور علی

آپ سید گل محمد بن سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان کے چھٹے فرزند تھے۔ خلافت و
 اجازت اپنے عم عالی قدر حضرت سید محمد عظیم سے تھی۔
 آپ کی والدہ کا نام سیدہ عائشہ بانو بنت سید عنایت اللہ زاہد تھا۔ آپ بے اولاد
 چلے۔

وفات ۱۲۰۹ھ

لے وٹے وٹے مناقبات نوشاہیہ ۱۲ شرافت

سید محمد اکرمؒ

آپ حضرت سید محمد عظیم دھماوائی بن سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان کے فرزند اکبر اور مرید و خلیفہ تھے۔

آپ کا نکاح اپنی حقیقی پھوپھی کی بیٹی سیدہ پیرزادی بنت سید ابو سعید مرتاضؒ سے تھا۔ ان کے بطن سے دو بیٹے پیدا ہوئے:

۱۔ سید جیون شاہؒ
۲۔ سید حسین شاہؒ

وفات ۱۲۱۹ھ

سید محمد مکرمؒ

آپ حضرت سید محمد عظیم دھماوائی بن سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان بر خور داری کے دوسرے بیٹے اور مرید و خلیفہ تھے۔

آپ کا نکاح اپنی پھوپھی کی بیٹی سیدہ عاجزادی بنت سید ابو سعید مرتاضؒ سے تھا۔ نکاح لیکن کوئی اولاد نہ ہوئی۔ وفات ۱۲۲۳ھ

سید رکن الدینؒ

آپ حضرت سید محمد عظیم بن سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان کے تیسرے بیٹے اور مرید و خلیفہ تھے۔ صاحب علم و فضل و برکت و یمنی تھے۔

آپ کے دو بیٹے تھے:

اولاد ۱۔ سید نور محمدؒ ۲۔ سید دین محمدؒ دونوں بچپن میں فوت ہو گئے۔

وفات ۱۲۲۵ھ

سید محکم الدینؒ

آپ حضرت سید محمد عظیم بن سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان کے چوتھے بیٹے اور مرید و

لے دوئے مناقبات نوشاہینہ ۱۲ شرافت

خلیفہ تھے۔

آپ نے علوم دینیہ مروّجہ کی پوری تحصیل کی۔ فنِ کتابت نستعلیق بھی سیکھا۔ علم تصوف تعلیم کی کتابوں کا مطالعہ رکھتے۔

آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتاب اسرار الطریقت فارسی مصنفہ شاہ محمد غوث لاہوری دستخط موجود ہے۔ اس پر سے آپ کا دستخط تبرکاً نقل کیا جاتا ہے:

”تمام شد رسالہ تصوف من تصنیف قدوة الواصلین حضرت سید محمد غوث قدس سترہ العزیزہ روز شنبہ دویم شہر رمضان المبارک وقت نماز ظہر سنہ ۱۲۸۰ ہجری بدست خط فقیر حقیر محکم دین برائے مطالعہ میاں نیک عالم مرقوم نمودہ شد“

آپ کا دنیا سے لاوہ انتقال ہوا۔

سید محکم الدین کی وفات بروز پنجشنبہ، اٹھائیس شوال ۱۲۲۹ھ میں ہوئی۔ تاریخ وفات موضع دھاوا علاقہ کسنگان ضلع میرپور میں اپنے والد صاحب کے پاس دفن ہوئے۔

ماہہ ہائے تاریخ،

۱۔ ہادی بختاور ۲۔ ظل رحمان

سید فیض بخش

آپ کا لقب خلیفہ صاحب تھا۔ آپ حضرت سید محمد عظیم بن سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان کے پانچویں بیٹے اور مرید و خلیفہ تھے۔

آپ نے فارسی علم، ادب و فہم میں کافی مہارت حاصل کی۔ علمی شوق تھا۔ اپنے بھائیوں کے تعلیم ساتھ نہایت بہرہ روی رکھتے۔

یہ کتاب سید محمد شریف بن سید محمد عالم کے گھر میں موجود ہے ۱۲
سید محکم الدین کا کچھ ذکر شریف التواریخ کی تیسری جلد کے چوتھے حصہ میں آئے گا۔ شرافت

آپ کے بڑے بھائی سید محمد اکرم موضع دھماوا سے ساہن پال شریف کو تشریف لے گئے۔
مکتوب بعد میں آپ نے ان کو ایک مکتوب بھیجا جو درج ذیل ہے:

”انوت پناہ عطفوت و محنت دستگاہ حضرت انوان صاحب جو سلمہ اللہ تعالیٰ۔“

ازیں صوب عقیدت گزین عبودیت آئین خلیفہ فیض بخش بعد ابراہیم لوازیم تقدیم مشہور رائے سامی باد
مجاری حالات ایں جائے بعون عنایت الہی بہرہ و جوہ بخیر ست۔ صحت تندرستی آن مہر بان از
درگاہ قاضی الحاجات استدعا ئے می نمایم۔ دریں و لاصورت ایں ست ازاں روزے کہ آن
مہر بان ازیں جائے مرض گشتہ مراجعت دل مبدل براندہ شدہ۔ تا حال التحریر اصلاً آمد
ایشال بطور زسیدہ ازیں معنی حیرانی و سرگردانی روندادہ۔ بناؤ مقصد عمر افزائے اوقات گرامی
گردد کہ سوانحات آنجائے من و عن نوشتہ بایں جانب مبذول فرمایند۔ زیادہ آداب!

آپ زاد لد فوت ہوئے۔ مدفون دھماوا۔ ضلع میرپور۔

وفات ۱۲۳۲ھ

سید فتح الدین ڈھلوی

آپ مخزن انوار ربانی، معدن اسرار یزدانی، حجة العارفين، امام الساکین
اوصاف جملہ دلیل اہل حقیقت، شہباز اوج معرفت، صاحب تجرید و تفرید تھے۔ آپ
حضرت سید محمد عظیم دھماوائی بن سید شاہ عصمت اللہ عمرہ پہلوان کے چھٹے فرزند اور مرید و
خلیفہ تھے۔

آپ علم ظاہر و باطن میں بے مثل تھے۔ آپ کو طریقہ سلوک قادریہ نوشا پور پورا
کمالات حاصل تھا۔ آپ کی زبان تیر قضا تھی۔ جو کچھ فرماتے وہی ہو جاتا۔ مستجاب الدعوات
تھے۔ بے شمار لوگ آپ کے فیض سے مستفیض ہوئے۔

منقول ہے کہ جب آپ کے والد بزرگوار حضرت سید محمد عظیم نے
ڈھل شریف کی آبادی موضع دھماوا میں وفات پائی تو آپ ان کے بعد غزوه اور اداس
ہو کر وہاں سے چل پڑے۔ کسی جگہ دل نہیں ملتا تھا۔ چند عرصہ شہر جہلم کے پاس موضع ٹاٹیا نوالہ
میں قیام فرمایا۔ وہاں بھی طبیعت کو سکون حاصل نہ ہوا۔ آخر وہاں سے بھی چل دیے۔

خیال کیا کہ اپنے آبائی وطن ساہن پال شریف میں چلے جاویں۔ اس علاقہ میں آپ کے مریدوں کا حلقہ وسیع تھا۔ جب ان کو آپ کے ارادہ کا پتہ چلا تو سب آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ ہم لوگ آپ کی جدائی برداشت نہیں کر سکتے۔ آپ اسی علاقہ میں تشریف رکھیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایک بلند جگہ پر آپ کو ایک حجرہ بنا دیا۔ آپ وہاں دن رات یادِ الہی میں مشغول رہتے۔ کچھ عرصہ کے بعد موضع بٹی ٹنن کو دریائے جہلم نے بڑو کیا تو وہاں کے باشندوں نے آکر حضور کے آس پاس مکانات بنالیے اور گاؤں کا نام ٹوہل رکھا۔ آپ مدتِ عمر وہیں سکونت گزریں گے۔

کرامات

آپ سے اکثر خوارق و کرامات ظاہر ہوتے تھے۔

منقول ہے کہ آپ کے پاس گائیاں بہت ہوتی تھیں۔ آپ کے درویش عجیب و سخت باہر سے چرلاتے آپ نے اپنے گھر کے صحن میں بیری کا پودا لگایا۔ اس کو بجائے پانی کے گائیوں کے دودھ سے سینچا کرتے۔ وہ بڑا درخت بنا۔ اس کا پھل بہت شیریں ہوا کرتا تھا۔

فت: مؤلف کتاب ہذا فقیر سید شرافت عافا اللہ نے وہ بیری کا درخت دیکھا ہے۔ لیکن اس پندرہ سال گزر گئے ہیں آپ کی اولاد نے وہ کاٹ دیا ہے۔

آپ کی اہلیہ محترمہ کا نام سیدہ عظمت بی بی تھا۔ ان کے بطن سے آپ کا ایک اولاد صاحبزادہ سید اللہ دتہ نام پیدا ہوا۔

یارانِ طریقت آپ سے بہت لوگوں نے خلافت پائی۔

۱۔ سید خیر اللہ بن سید فتح اللہ برخورداری پانڈو کے

۲۔ سید موج الدین بن سید عطاء اللہ برخورداری ساہن پال شریف

۳۔ سید اللہ بخش بن شاہ نقن برخورداری ۴۔ سید قادر بخش بن شاہ نقن برخورداری

۵۔ سید فیض بخش بن شاہ نقن برخورداری چک چوہدری

۶۔ سید خدا بخش بن شاہ نقن برخورداری ساہن پال شریف

- ۷۔ سید شرف الدین بن سید خدا بخش بر خورداری ساہن پال شریف
 ۸۔ سید فتح الدین بن سید خدا بخش
 ۹۔ سید حبیب اللہ بن سید خدا بخش
 ۱۰۔ سید اللہ دتہ بن سید فتح الدین فرزند آنجناب دھل شریف
 ۱۱۔ سید حافظ الہی بخش بن سید حافظ نور اللہ ساہن پال شریف
 ۱۲۔ سید فتح محمد بن سید ضیا اللہ رسولنگر ۱۳۔ سید محمد بخش بن سید ضیا اللہ رسولنگر
 ۱۴۔ سید عبدالعزیز بن سید خیر اللہ پانڈو کے ۱۵۔ سید سلطان محمود بن سید خیر اللہ پانڈو کے
 ۱۶۔ سید علی محمد بن سید موج الدین ساہن پال شریف
 ۱۷۔ سید شمس الدین بن سید اللہ دتہ نبیرہ آنجناب دھل شریف
 ۱۸۔ سید قلب الدین بن سید اللہ دتہ ساہن پال شریف
 ۱۹۔ سید احمد بخش بن سید اللہ دتہ
 ۲۰۔ سید علم الدین بن سید علی محمد ساہن پال شریف
 ۲۱۔ شیخ عظمت شاہ درویش فتح آباد ۲۲۔ شیخ لطف شاہ فتح آباد
 ۲۳۔ میاں خلیفہ ۲۴۔ پنڈت سنت رام رسولنگر
 سید فتح الدین کی وفات بروز پنجشنبہ، وقت نماز عصر، چھویں ماہ صفر
 تاریخ وفات ۱۲۲۷ھ میں ہوئی۔ دوسرے روز جمعہ کے دن دفن ہوئے۔
 آپ کا مزار پُر انوار موضع دھل شریف متصل سرائے عالمگیر تحصیل کھاریاں ضلع گجرات
 میں دریائے جہلم کے جنوبی کنارہ پر ہے۔ گاؤں سے جنوبی طرف پختہ پار دیواری بنی ہوئی ہے۔

قطعہ تاریخ

شاہباز وحید فتح الدین پر دشمنیہ شاہ زمان
 حضرت سید فتح الدین کا کچھ ذکر شریف التواریخ کی تیسری جلد موسم بہ تذکرۃ النواشاہ کے چوتھے
 حصہ کا شمار نام میں لکھا جائے گا ۱۲ شرافت

زاہد بے مثال و عارف بود کاشف راز ہائے کون و مکان
مرحل گشت زین سرائے فنا در بقایافت عز و رفعت و شان
چوں خرافت بجمت تاریخش گفت ہاتف مہکین باغ جناب

مادہ ہائے تاریخ ،

۱۔ خسرو دوران ۲۔ رشک بہشت ۳۔ چراغ پاک

سید محبوب شاہ

آپ سید ابوسعید مراض بن سید حافظ جمال اللہ فقیر اعظم برخورداری کے فرزند اکبر تھے۔
آپ کی والدہ سید شاہ عصمت اللہ عمرہ پہلوان کی بیٹی تھیں۔ آپ بچپن میں فوت ہو گئے۔
وفات ۱۱۵۰ھ۔

سید شیر شاہ

آپ سید ابوسعید مراض بن سید حافظ جمال اللہ فقیر اعظم کے فرزند اصغر تھے۔ آپ
کی والدہ سید شاہ عصمت اللہ عمرہ پہلوان کی بیٹی تھیں۔ آپ کا صغر سنی میں ہی انتقال ہو گیا۔
وفات ۱۱۵۰ھ۔

سید حافظ نور اللہ فرشتہ صفات

امام نماں شاہ نور اللہ است کہ از راز ہائے خدا آگہ است
آپ مخزن اسرار الہی ، مہبط انوار نامناہی ، سر حلقہ اولیائے کرام ، سر گروہ
صوفیائے عظام ، صاحب زہد و تقویٰ تھے۔ آپ حضرت مولانا سید حافظ محمد حیات ربانی بن
سید حافظ جمال اللہ فقیر اعظم کے فرزند اکبر اور مریدہ خلیفہ اعظم تھے۔

آپ کی والدہ صاحبہ کا نام حضرت مہربانو بنت شیخ عنایت اللہ بن شیخ احمد
مفتی بچہ چٹھہ تھا۔

علم و فضل میں اپنے معاصرین سے فائق تھے۔ آپ کے ہاتھ مبارک کی
تحریرات بہت کچھ دستیاب ہوئی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ

تصرف اور فقہ اور لغت اور عملیات میں کافی دسترس رکھتے تھے۔ جہاد و ریاضت اور حسن اخلاق اور وعظ و تقریر میں یکساں تھے۔ اور بڑے صاحبِ قہر و کرامات تھے۔

آپ کے حالات طبقہ اول میں مفصل لکھے جا چکے ہیں۔ یہاں ترتیب نسب کے لحاظ سے مختصر تذکرہ کر دیا ہے۔ نیز میں نے آپ کی مستقل سوانح عمری بنام صحیفہ نور لکھی ہے۔ اس میں آپ کے حالات و مقامات کو تفصیل تمام لکھا ہے۔

آپ کی دو اولاد تھیں:

ازواج ۱۔ سیدہ قاورہ بانو بنت سید ابوسعید مراض۔ ان سے کوئی اولاد نہیں۔

۲۔ حضرت خان بی بی۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کے دو بیٹے تھے:

اولاد ۱۔ سید حافظ الہی بخش مظہری ۲۔ سید خدابخش

آپ کی تین بیٹیاں تھیں:

۱۔ سیدہ بخت بھری۔ منگور سید عبداللہ بن سید خیر اللہ زور داری ساکن پانڈو کے۔

۲۔ سیدہ نور بھری۔ منگور سید حبیب اللہ بن سید خدابخش ساہنپالوی۔

۳۔ سیدہ صلاح بی بی۔ منگور سید فتح محمد بن سید ضیاء اللہ رسولنگری۔

سید حافظ نور اللہ کی وفات بروز جمعہ ششم صفر ۱۲۲۹ھ میں ہوئی۔

تاریخ وفات مدفون گورستان نوشاہی۔

مادہ ہائے تاریخ ۱۔ شیخ اعلیٰ درجہ ۲۔ اادی فرخندہ سیر

سید ضیاء اللہ رسولنگری

زہے شاہ ضیاء اللہ مرد نجیب کہ در راہ عرفان وارد نصیب

آپ حضرت سید حافظ محمد حیات ربانی بن سید حافظ جمال اللہ فقیر اعظم کے در سے

بیٹے اور مریدِ خلیفہ تھے۔ آپ کی والدہ کا نام حضرت مہربانہ بنت شیخ عنایت اللہ مستی پور چٹوڑی تھا

تاریخ ولادت کتاب ثمرات الافکار سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی ولادت ۱۱۵۰ھ میں

ہوئی۔ جمعہ کا دن تھا۔ لفظ "فیض کرم" سے تاریخ پیدائش ظاہر ہوتی ہے۔
 آپ نے تربیت و تعلیم بھی اپنے والد بزرگوار سے پائی۔ آپ بڑے زاہد، عابد،
 تربیت و تعلیم پر ہیزگار، صوفی مشرب تھے۔ قصہ رسول مکر ضلع گوجرانوالہ میں سکونت
 رکھتے تھے۔

آپ نے فیضانِ طریقت کی تکمیل حضرت سید محمد عظیم و سماوانی بن سید
 شاہ عصمت اللہ عمرہ پہلوان سے کی۔ ان کی طرف سے بھی خلافت و اجازت
 حاصل ہوئی۔

آپ کے دو بیٹے تھے:

اولاد ۱۔ سید فتح محمد
 ۲۔ سید محمد بخش

یارانِ طریقت آپ کے خواص مریدان سے یہ افراد قوم تارڑ سے اگر وہیہ کے رہنے والے تھے،

- | | |
|--------------------------|---------------------|
| ۱۔ بہت بن برخوردار | ۷۔ شیر بن بلوچ |
| ۲۔ اشرف بن قادر بخش | ۸۔ امام بخش بن بلوچ |
| ۳۔ جعفر بن قادر بخش | ۹۔ سادون بن براہم |
| ۴۔ لطف بن قادر بخش | ۱۰۔ تلابن براہم |
| ۵۔ کلیم اللہ بن محمد یار | ۱۱۔ قطب بن محمد یار |
| ۶۔ نور بن بلوچ | ۱۲۔ مبارک بن شہریار |

سید ضیاء اللہ کی وفات بصرہ چوہدری سال بروز سوموار، انیسویں
 تاریخ وفات ربیع الآخر ۱۲۳۳ھ ۴۔ چھاگن سہ ماہ ۱۸۶۶ء ۵۔ فروری ۱۸۱۹ء کو
 ہوئی۔ مدفون گورستان نوشاہیہ۔

مادہ تاریخ:

۱۔ آیت شریف فلا غالب لکم
 ۲۔ عزت خانقاہ

۱۔ حضرت سید ضیاء اللہ کا مزید ذکر شریف التواریخ کی تیسری جلد موسم بہ تذکرۃ النوشاہیہ کے
 چوتھے حصہ ناشر الاجار نام میں لکھا جائے گا۔ شرافت

سید مراد اللہؒ

آپ حضرت سید حافظ محمد حیات ربانی بن سید حافظ جمال اللہ فقیر اعظم کے تیسرے بیٹے تھے۔ آپ کی والدہ کا نام حضرت مہربانو بن شیخ عنایت اللہ بن شیخ احمد مفتی بچہ چٹھہ تھا۔ سید محمد عظیم کے مرید تھے۔

آپ کی ولادت باسعادت بدھوار کی رات، نماز شام کے بعد، تاریخ ولادت چوبیس بجادی الثانی ۱۱۵۶ھ میں ہوئی۔ جوانی کی عمر میں لاؤلفوت ہوئے۔ وفات ۱۱۹۲ھ

سید عباد اللہؒ

آپ حضرت سید حافظ محمد حیات ربانی بن سید حافظ جمال اللہ فقیر اعظم کے چوتھے بیٹے تھے۔ آپ کی والدہ صاحبہ کا نام حضرت مہربانو تھا بنت شیخ عنایت اللہ بن شیخ احمد مفتی بچہ چٹھہ۔ آپ کی وفات شباب میں ہو گئی۔ آپ کی بیعت طریقت حضرت سید محمد عظیم بن شاہ حسمت اللہ سے تھی۔ آپ لاؤلفوت ہوئے۔ وفات ۱۱۹۷ھ

باب ششم

اس میں ان بزرگوں کے ذکر ہیں جو حضرت نوشہ صاحب سے چھٹی پشت ہیں۔

سید خیر اللہ پانڈو کی والدہ

آپ یگانہ آفاق، برگزیدہ خلاق، صاحب زہد و تقویٰ تھے۔ آپ سید فتح اللہ بن سید شاہ نظام بر خورداری کے فرزند اکبر تھے۔ بخت خلافت حضرت سید فتح الدین ڈھلوی بن سید محمد عظیم بر خورداری سے حاصل کیا۔

آپ نے طریقہ سلوک پورا حاصل کیا۔ بایمانے غیبی آپ ساہن پال شریف پانڈو کے میں ورود سے چل کر بتعام پانڈو کے ضلع گوجرانوالہ تشریف لے گئے۔ وہاں کے ارادت مندوں نے آپ کو جگہ دی اور مکانات تیار کر دیے۔ آپ مدت العمر وہیں یادِ الہی میں مشغول رہے۔ علم ظاہر و باطن میں یگانہ تھے۔

اولاد آپ کے دو بیٹے تھے،

۱۔ سید عبداللہ

۲۔ سید سلطان محمود

آپ کی ایک بیٹی سیدہ نور بی بی نام تھیں جو سید خدائیش بن سید حافظ نور اللہ فرشتہ صفات بر خورداری ساہن پالوی کی منگولہ تھیں۔

سید خیر اللہ کی وفات بروز منگلوار، ساتویں ربیع الاول ۱۲۰۵ھ میں

تاریخ وفات ہوئی۔ مزار مبارک پانڈو کے ضلع گوجرانوالہ میں ہے۔

ماہ ہائے تاریخ، ۱۔ آیت شریفین یطاف علیہم بصفح من ذہب

۲۔ آیت شریف اتینال ابراہیم الکتب

۱۲ شرافت

سید موج الدین

آپ سید عطاء اللہ بن سید شاہ نظام برخورداری کے فرزند ارجمند تھے۔ خرقہ خلافت مجازت حضرت سید فتح الدین دہلوی بن سید محمد عظیم دھماوائی سے حاصل کیا۔
آپ کانکاج سید خدا بخش بن سید شاہ تھن برخورداری کی صاحبزادی سے ہوا۔ ان کے اولاد بطن سے ایک ہی فرزند سید علی محمد پیدا ہوئے۔ وفات ۱۲۳۵ھ

سید امام بخش بلانی والد

آپ سید نور شاہ بن سید شاہ سلطان برخورداری کے فرزند ارجمند اور مرید و خلیفہ تھے۔ برگزیدہ درگاہِ خدا مشایخِ وقت سے تھے۔

آپ بایمانے ربانی موضع ساہن پال شریف سے چل کر موضع بلانی تحصیل بلانی میں ورود کھاریاں میں تشریف لے گئے اور وہاں سکونت اختیار کی۔ اکثر لوگ آپ کے فیض سے مستفید ہوئے۔

اولاد آپ کے دو بیٹے تھے،

۱۔ سید شرف الدین ۲۔ سید کرم الدین

آپ کی ایک بیٹی سیدہ شرف بی بی تھیں جو سید علم الدین بن سید علی محمد ساہنپالوی کی منگوتھیں۔

سید امام بخش کی وفات ۱۲۱۱ھ میں ہوئی۔ مزار شریف موضع بلانی ضلع تاریخ وفات حجرات میں ہے۔

مادہ ہائے تاریخ ۱۔ حجرات ۲۔ تاریخ

۳۔ آیت شریف جادو بالبیت والنہر والکتاب

لہ مناقباتِ نوشاہیہ ۱۲ شرافت

سید شرف الدین

آپ سید خدا بخش بن سید شاہ تقی بن خور داری کے فرزند اکبر تھے۔ خرقہ خلافت حضرت سید فتح الدین ڈھلوی بن سید محمد عظیم سے حاصل کیا۔ آپ اسم باہمی دین اسلام کا شرف تھے۔
لاولہ فوت ہوئے۔ وفات ۱۲۵۷ھ۔

سید حسن محمد

آپ سید خدا بخش بن شاہ تقی کے دوسرے بیٹے تھے۔ خرقہ خلافت و ارشاد حضرت سید نیک عالم بن سید محمد محمود خور داری سے حاصل کیا۔
نام و لقب آپ کا نام حسن محمد۔ بعض شعروں میں محمد حسن۔ لقب حسن صاحب بوزے والد تھا۔

اخلاق و عادات

آپ منکر الزناج، متواضع، متحمل، بردبار تھے۔ طبیعت فقیرانہ تھی۔ خودی، تکبر، ریاکاری، تصنع سے بالکل صاف تھے۔ تمام عمر فقر و فاقہ اور غربت و مسکنت میں گزار دی۔
منقول ہے کہ ایک دفعہ ملک میں سخت قحط پڑا۔ غلہ کا ملنا جا رُوب کشتی درگاہ نوشاہیہ مشکل ہو گیا۔ تمام برادران ساداتِ خور داری نے آپ کی غربت کو مد نظر رکھ کر آپ کو درگاہ عالیہ نوشاہیہ کا جا رُوب کشتی مقرر کر دیا تاکہ نذر و نیاز و چڑھاوا کو اپنے صرف میں لایں۔ اور آپ کے ایام سہولت سے بسر ہوں۔ آپ نے کئی سال تک مجاورت کی خدمت انجام دی۔

ف، مزاراتِ بزرگان کی جا رُوب کشتی موجب حصول فیضان ہوتی ہے۔ اکثر بزرگان دین نے یہ خدمات انجام دی ہیں۔ چنانچہ پیر کبار بن شوریہ بن خویشگل افغان اپنے پر خواہر مود و وحشی کے

۱۲ مناقباتِ نوشاہیہ ۱۲ شرافت

مزار پر جا رو بہ کش رہے۔

آپ زمانہ جا رو بہ کشی کے بعد سب براءری کی طرف سے درگاہ عالیہ کے خزانچی
دیانت داری مقرر رہے۔ آمدن و خرچ کا سب حساب آپ کے ہاتھ میں تھا۔ آپ بٹے
امین و دیانتدار تھے۔ منقول ہے کہ ایک مرتبہ حساب کرنے میں ایک دھیلے کا فرق آ گیا۔ وہ آپ کے
ذمہ نکلا۔ اس سے آپ تمام عمر فکر مند رہے کہ وہ مجھ سے کہاں صرف ہوا۔

منقول ہے کہ آپ کے زمانہ مجاورت میں خدا تعالیٰ نے آپ کے لیے روزینہ غیب
روزینہ غیب مقرر کیا تھا۔ وہ یک روزانہ صبح کے وقت آپ کو روضہ عالیہ حضرت نوشہ صاحبہ کی
زیارت کے لیے جب حاضر ہوتے تو آگے ایک مرغ خن کو اہل پنجاب بوزا کہتے ہیں دروازہ کے
باہر بٹپٹا ہوا پایا جاتا۔ آپ اس کو پکڑ کر ذبح کر لیتے اور گوشت پکا کر خود بھی کھاتے اور روٹیوں کو
بھی کھاتے۔ اسی طرح ایک بوزا روزانہ مل جایا کرتا، تا آنکہ قحط کے ایام گزر گئے۔ ایک روز آپ
روضہ شریف کے اندر گئے تو آگے کوئی شخص جو آر کی دُنیاں (خوشے) نذرانہ رکھ گیا تھا۔ وہ آپ نے
لے کر بھون کر کھائیں۔ دوسرے روز صبح کو وہ بوزانہ پایا گیا۔ آپ نے عرض کیا یا حضرت! آج
میرا روزینہ نہیں ملا۔ مزار اطہر سے آواز آئی، "ہن تیری دُنیا پک پی اے" چنانچہ اس روز
کے بعد دن بدن ملک میں غلہ کی فراوانی ہوتی گئی اور قحط دُور ہو گیا۔

ف: چونکہ آپ کو روزینہ غیب ملا تھا اسی واسطے عوام میں مشہور ہے کہ آپ کو عرش سے بوزا
آتا تھا۔ اسی مناسبت سے آپ کو بوزے والا کہتے ہیں۔ بہر کیف اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے
کہ آپ موسوی الشرب تھے۔ اور آپ کی ولایت موسوی تھی جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو
غیب سے من اور سلوی آیا کرتا تھا۔

مقامات

مقام کلیمی منقول ہے کہ آپ کو خدا تعالیٰ سے ہکلامی کا مرتبہ حاصل تھا۔ ایک چادر جتنا پردہ

لے مذکورہ اوپر سے ہند 'ج ۲ ص ۸۷ شرافت

حائل تھا۔ پردہ کے نیچے سے کلام ہوتا تھا اور آپ سنتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے اولاد کے واسطے درخواست کی تو آواز آئی کہ تمہاری قسمت میں اولاد نہیں۔
اس واقعہ سے بھی آپ کا موسوی الشرب ہونا ثابت ہوتا ہے۔

کرات

آپ حضرت نوشہ صاحبؒ کے نہایت منظور و مقبول تھے۔ اگر کسی درگاہِ نوشاہیہ میں منظور ہی شخص کو زیارتِ نوشاہِ عالی جاہ کا اشتیاق ہوتا تو وہ آپ کی خدمت میں عرض کرتا۔ آپ اس کو گردن سے پکڑ کر روئے الطہر کے سامنے لے جاتے اور دروازہ کی سیڑھیوں پر اس کا سر رکھ دیتے اور التجا کرتے: 'با واجی! اس مشتاق دیدار کو اپنا جمال دکھاؤ' اسی وقت اس کو زیارت ہو جایا کرتی۔

ف: بزرگوں کی زیارت کروادینا اولیٰ اللہ کے آگے کوئی مشکل نہیں۔ چنانچہ ملا شاد قادری جس کسی کو چاہتے دیدارِ نبویؐ اور دیدارِ صحابہؓ اور دیدارِ غوثیہؒ کو ادیا کرتے۔

منقول ہے کہ پشاور سے ایک ایک پشاور میں درویش درگاہِ نوشاہیہ میں آیا اور کئی روز تک معتکف رہا۔ لیکن اس کی مراد دلی حاصل نہ ہوئی۔ جب ناکام جانے لگا تو آپ نے اس کو ایک وظیفہ بتلایا اور فرمایا: آج رات یہ پڑھ کر سو رہو۔ چنانچہ وہ پڑھ کر دربارِ شریف کے اندر سو رہا۔ اسی رات خواب میں حضرت نوشہ صاحبؒ کی زیارت سے مشرف ہو گیا۔ سویرے اُس نے عرض کیا: یا حضرت! زیارت تو ہو گئی لیکن کلام نہیں ہو سکا۔ آپ نے فرمایا: آج پھر پڑھ کر سونا۔ چنانچہ رات کو زیارت بھی ہوئی اور کلام کا شرف بھی حاصل ہوا اور وہ فایزہ المرام ہو کر پشاور گیا۔

ایک دہلوی رئیس کو مستفیض کرنا منقول ہے کہ دہلی کے ایک رئیس خواجہ شاہ محمد نام کو

خواب میں حضرت نوشہ صاحبہ کی زیارت ہوئی اور فرمایا کہ تم ساہن پال شریف میں آؤ۔ وہ بمخیل و چشم سفر کرتا ہوا درگاہ شریف پر حاضر ہوا۔ سب صاحبزادگان سادات نوشاہیہ نے اس کا خیر مقدم کیا۔ آپ شادہ لباس میں وہاں پہنچے۔ وہ ٹیس دیکھتے ہی آپ کے قدموں پر گھر پڑا اور کہنا کہ یہی وہ صورت تھی جس نے مجھ کو زیارت کروائی۔ اور یہاں بلایا۔ چنانچہ وہ آپ کی بیعت ہو کر کاٹلان وقت سے ہو گیا۔

آپ کے مرید تو بہت ہوں گے لیکن آپ کا سلسلہ فقر اسی ایک درویش یارانِ طریقت خواجہ شاہ محمد دہلوی المعروف شیخ چراغ علی سے جاری ہوا۔ اولادِ پسنی شاہ سلیمان نوری اس کی مرید ہو گئی۔ اس کی قبر چاہوہ ضلع سرگودھا میں ہے۔ سید حسن محمد کا مزار مبارک گورستان نوشاہیہ میں موجود ہے۔ قبر کچی ہے۔

وفات ۱۲۶۱ھ

سید فتح الدین

آپ سید خدابخش بن سید شاہ تقی بر خور داری کے تیسرے بیٹے تھے۔ خلافتِ طریقت حضرت سید فتح الدین بن سید محمد عظیم دھماوائی سے حاصل کی۔ صاحبِ برکات متکاثرہ تھے۔ آپ کی اہلیہ کا نام حضرت کیم خاتون تھا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔

اولاد آپ کے تین بیٹے تھے، ۱۔ سید حاجی الہدین ۲۔ سید فضل الدین ۳۔ سید قطب الدین

آپ کی تین بیٹیاں تھیں:

۱۔ سیدہ اللہ جوانی منکوچہ سید گوہر شاہ بن سید قدم الدین ماشمی رن ملوی؟

۲۔ سیدہ فضل بی بی منکوچہ سید غلام قادر بن سید لطف الدین ماشمی رن ملوی؟

۳۔ سیدہ حیات بی بی منکوچہ سید قدم الدین بن سید خدابخش بر خور داری ساہنپالوی؟

تاریخ وفات سید فتح الدین کی وفات بروز ویر وار نویں ربیع الثانی ۱۲۶۸ھ

لہ مناقبات شاہیہ ۱۲ شرافت

میں ہوئی۔ مدفون گورستان نوشاہیہ۔
مادہ تاریخ، چراغ دین

سید حبیب اللہؒ

آپ سید خدابخش بن سید شاہ تقن برخورداری کے چوتھے بیٹے تھے۔ بیعت طریقت اولہ
خلافت حضرت سید فتح الدین ڈھلوی بن سید محمد عظیم سے حاصل تھی۔ آپ زاہد، عابد، پارسیا
اور پیر سزاگار تھے۔

آپ کا نکاح سیدہ نور بھری بنت سید حافظہ نور اللہ فرشتہ صفات سے تھا۔ ان کے
اولاد بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کے دو بیٹے تھے:

۱۔ سید امام بخشؒ
۲۔ سید ایزد بخشؒ

آپ کی تین بیٹیاں تھیں:

۱۔ سیدہ حسن بی بیؒ۔ منکوچہ سید قل احمد پاکذات نوشاہ ثانی بن سید حافظ الہی بخش

مظہر حق برخورداری ساہن پالویؒ

۲۔ دوسری بیٹی۔ منکوچہ سید غلام محی الدین بن سید عبداللہ پانڈوکویؒ

۳۔ تیسری بیٹی۔ منکوچہ سید پیر شاہ بن سید صدیق شاہ لاہوریؒ

سید حبیب اللہؒ کا سنہ وفات ۱۲۶۹ھ ہے۔ قبر گورستان نوشاہیہ میں ہے۔

سید صدیق شاہؒ

آپ کا نام محمد صدیق المشہور صدیق شاہ تھا۔ آپ سید محبوب شاہ بن سید ابن یمن
برخورداری کے فرزند ارجمند اور مرید و خلیفہ تھے۔ آپ مشایخ اہل صفوت و برکت سے تھے۔

لے مناقبات نوشاہیہ ۱۲ شرافت

آپ کا سلسلہ پیری مریدی کافی تھا۔ خصوصاً علاقہ ملتان میں آپ کا عام فیضان تھا۔ سکونت لاہور آپ سانڈنی پر سوار ہو کر ملتان کو تشریف لے جایا کرتے۔ راستہ میں لاہور میں بھی کچھ عرصہ قیام پذیر رہتے۔ آخر ازا و تمندان لاہور کے اصرار سے وہیں رہائش اختیار کی۔ جس وقت آپ نے لاہور میں توطن اختیار فرمایا تو اندرون موچی دروازہ لاہور میں زمین خریدنا گزر چھ دیوانی، محلہ سید نظام بخاری، کٹرہ دل شہ میں ایک مرلہ زمین بقیہ پنڈرہ روپیہ مسمی ہری سنگہ بن بھوانی سنگہ راجپوت سے خرید کی۔ اور اس میں ایک مکان تیار کیا، جس میں مدت العمر رہے۔

بیعنامہ کی نقل اس زمین کا بیعنامہ بجزوف ذیل تحریر ہے:

نقل مطابق اصل

[مہر بجزوف گورکھی]

ح

[مہر بجزوف گورکھی]

۱۸۸۰ء
سری اکال سہائے
امیر دار السلطنت لاہور
سمت
مبارک از ماہ چیت

اقرار معتبر شرعی نمود طالعاً مخیراً باسم و نسب خود مسمی ہری سنگہ بن بھوانی سنگہ بن دل شہ قوم راجپوت پوریہ بریں وجہ کہ من مقرر مذکور بیع کردم و فروختم بیع بات ثبات بدست مسمی محمد صدیق بن محبوب شاہ بن ابن یمن بن رحمت اللہ بن برخوردار بن عمران پناہ حاجی محمد نوشہ مرحوم مغفور ہنگی و تمامی یک قطعہ زمین مقدار یک مندرہ واقع اندرون صحارہ پورہ دار السلطنت لاہور۔ در گزر چھ دیوانی، محلہ سید نظام بخاری، محلہ کٹرہ دل شہ، محدود بحدود دار لہ۔ شرقی آن متصل ست۔ غربی آن متصل ست۔ شمالی آن متصل ست۔ جنوبی آن متصل ست۔ بجمع حدود و حقوق حق و ملک موروثہ خود را مبلغ پانزدہ روپیہ جید تمام وزن راجتہ الوقت من سکہ عالی کہ نصفہ ہفت و نیم روپیہ موصوفہ است و مشتری مذکور تمام حدودہ بطبعہ مذکورہ را از من مقرر مذکور مبلغ مسطور از مال خود برائے خود شرا کرد و خرید نمود و لقا بعض شرعی و

بدین مذکورین قیدین مذکورین بشرط واقع شدہ۔ بیعاً و شراً و قبضاً صحیحاً شرعاً جایزاً
 نادماً تاماً لا ین فیہ ولا تعذر صفئاً واحداً مشتلاً علی الایجاب والقبول جامعاً
 جمیع شرائطہما و مشتری مذکور مقرر مذکور را دریں اقرار مسطور تصدیق نموده و مسی مرلی بن مشاق
 بن گوپال از توہم ارورہ اخبار کرد مذکور تمام محدودہ مبیعہ مذکورہ حق موروثہ با یح مذکورہ بودہ و بحق
 غیر مشنول نیست تا زمان این عقد۔ و بر تقدیر استحقاق شرعی در مبیعہ مذکورہ ما منسبران
 مذکوران نما من درک شدیم برائے مشتری مذکور و مشتری مذکور کفالتہ مرقومہ را فی مجلسہما
 قبول نموده۔ تحریر فی التاریخ دویم ماہ جمادی الاولیٰ ۱۲۲۳ھ ہجری مقدس۔ حلیہ مقرر
 مذکور گندم رنگ بن حلیہ مرلی مخبر مذکور گندم رنگ بن
 گواہ شد دیال واس۔ مہر [محمد عظیم محلہ دار] مہر [بجروت گورکھی] گواہ شد جاری دیال واس
 گواہ شد میر فتح علی۔ گواہ شد قدرت اللہ معمار۔ گواہ شد امام بخش تیلی۔ گواہ شد محمد بن تیلی۔
 گواہ شد نور اباغبان۔ مہر

اکال سہائے
 بہتار چوتڑہ

حضرت نوشہ صاحب کے تبرکات میں سے ایک گنگلی آباد اجداد سے وراثتاً
 نوشتاری تبرک آپ کو پہنچی تھی بے
 اولاد آپ کے دو بیٹے تھے، ۱۔ سید امام شاہ ۲۔ سید پر شاہ

۱۔ بیٹا مرکا اصل کاغذ کج کل ۱۳۶۹ھ میں سید پیرولی بن سید عارف حق کے عمر میں متصل باغ
 گل حکیم، مزنگ، لاہور میں ہے۔ اور وہ مکان آج کل سید حکیم احسن ولی بن سید واصل حق کے قبضہ میں ہے
 اور فی زمانہ اندرون موچی دروازہ، لال کٹوہ، گلی لٹھ ماراں میں واقع ہے۔ محلہ کے پرانے نام
 بوجہ انقلابات زمانہ تبدیل ہو گئے ہیں ۱۲

۲۔ یہ گنگلی بھی اب سید حکیم احسن ولی کے پاس ہے ۱۲

شرافت

آپ کی ایک بیٹی سیدہ مہربانی بی" تھیں۔
یارانِ طریقت آپ کے دونوں بیٹے بھی خلیفے تھے۔ ۳۔ میاں محمد بخش تارکش لاہوری
اس کی قبر آپ کے پاس چار دیواری میں ہے۔

سید صدیق شاہ" کا مزار لاہور میں بمقام مزنگ موجود ہے۔ پختہ چار دیواری ہے۔ کچھ
مدفن زمین بھی قبر کے نام تھی۔ چند سال ہوئے ضبط ہو گئی ہے۔
وفات ۱۲۵۵ھ

سید حیون شاہ"

آپ سید محمد اکرم بن سید محمد عظیم برخورداری" کے فرزند اکبر اور مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کی
والدہ کا نام سیدہ پیرزادی بنت سید ابو سعید مراض تھا۔ آپ کی کوئی اولاد باقی نہیں رہی۔
وفات ۱۲۵۹ھ

سید حسین شاہ"

آپ سید محمد اکرم بن سید محمد عظیم" کے فرزند اصغر اور مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کی والدہ کا
نام سیدہ پیرزادی بنت سید ابو سعید مراض تھا۔
یہ صاحبِ تمایف قدسیہ نے لکھا ہے کہ آپ شیخ بخت جمال جنگی والدہ کے مرید تھے۔
لیکن یہ بات تاریخی لحاظ سے غلط ہے کیونکہ شیخ بخت جمال کی وفات ۱۱۶۲ھ میں ہوئی۔
اس وقت سید حسین شاہ" ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ آپ کے جد بزرگوار حضرت
سید محمد عظیم" کا انتقال ۱۱۸۴ھ میں ہوا۔ ان کی وفات سے چند سال بعد پیدا ہوئے۔
آپ دنیا سے لاولد فوت ہوئے۔ وفات ۱۲۶۳ھ

سید اللہ و تہ دہلوی"

آپ حضرت سید فتح الدین بن سید محمد عظیم برخورداری" کے فرزند ارجمند اور
مرید و خلیفہ تھے۔ طریقت میں مقام بلند رکھتے تھے۔ آپ کی والدہ کا نام سیدہ
عظمت بی بی" تھا۔

آپ کے اخلاق کیریمانز تھے۔ اور آدابِ تعریف سے خوب واقف تھے۔
اخلاق و آداب وہاں نواز اہل سخاوت تھے کبھی مجذوب نہ کبھی سالک ہوتے۔

کرامات

کشفی نگاہ آپ موضع ڈھل مضافاتِ جہلم میں سکونت رکھتے تھے۔ آپ کے بیٹے جب کبھی
 ساہن پال جاتے تو آپ وہیں سے ازراہ کشف دیکھ کر فرما دیا کرتے کہ اب ہمارے
 لڑکے فلاں کام کر رہے ہیں یا فلاں جگہ ہیں۔ حالانکہ دونوں گاڈوں کے درمیان چالیس میل کا فاصلہ ہے۔
 منقول ہے کہ آپ کے پاس ایک عمدہ گھوڑی تھی جس کو آپ نے شوق سے
دشمنوں کا سزا پانا پالاتھا۔ ہمارا جگانِ خالص نے آپ سے چھین لی۔ جب طویلہ میں لے گئے
 تو اس نے سب ملازموں کو لائیں مار مار کر بیہوش کر دیا اور بھاگ کر آپ کے پاس آگئی۔ اور وہ
 سکہ سزا اسی روز درِ قونج سے واصلِ جہنم ہوا۔

گھنٹھی کا سر سے اوپر چلا جانا منقول ہے کہ ایک مرتبہ ہمارا جہ رخصت سنگھ کے
 سپاہیوں نے آپ کو نندیم کا ایک گٹھا اٹھانے کو کہا
 کہ ہم کو فلاں جگہ پہنچاؤ۔ آپ اٹھا کر ان کے پیچھے چل پڑے۔ جب تھوڑا فاصلہ چلے تو انھوں نے
 مڑ کر دیکھا کہ گٹھا آپ کے سر سے دو بالشت اونچا جا رہا تھا۔ آخر وہ آپ کے قدموں پہنچے
 اور نذرانہ دے کر رخصت کیا۔

آپ کے ہاتھ کی بعض قلمی تحریریں اولاد کے پاس موجود ہیں جن میں سے ایک فالنامہ
تحریرات تیرگا بلفظ یہاں درج کیا جاتا ہے۔

فالنامہ حضرت شاہ مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ

اول یک بار فاتحہ دستہ بار اخلاص بخواند بعدہ فال بیند چنانچہ ہر مطلب کہ باشد
 بر آید انشاء اللہ تعالیٰ۔

ب ب ا ا ی ت ت ت ب ب
 س س س خ خ ا س و و م م

ی ی س س ع ک ف ف ط ق
ا ا ش ا ل ک ی ی ل ص
س س خ ی ی ن ق ق ب و
خ ب و ن م ک ی ن م د
و د ب ب د ب ا ی ی ن
ب ا ا د د ف ا س س
س س س ک ہ ت ب س س
ت ت ت ن ت ی ی ی ی

باید کہ بریں حروف ہائے انگشت شہادت بہند و از انجانے کہ داشتہ باشد آن حرف
اول بنویسد و آن حرف را گذاشتہ زدہ بشمار دو و حرف ہائے بنویسد تا ہمہ حرف جمع کردہ بخواند۔
جواب خود بخود خواهد برآمد لیکن با وضو حال خواهد انداختہ: بِارْقِیْمِ اللّٰهِ دُتَا

آپ کے تین بیٹے تھے، ۱۔ سید شمس الدین، ۲۔ سید قطب الدین

اولاد ۳۔ سید احمد بخش

آپ نے اپنے تینوں بیٹوں کے متعلق بشارتیں زمانی تھیں۔ ارشاد کیا کہ شمس الدین
فقیر ہوگا، قطب الدین امیر ہوگا اور احمد بخش قبر دین ہوگا۔

آپ اپنے بیٹوں کی مناسبت سے جس شخص کے تین بیٹے ہوتے اس کو بہت عزیز

رکھتے۔

سید اللہ دتہ کی وفات بروز جمعہ بوقت چاشت۔ اٹھائیسویں ذی الحجہ

تاریخ وفات ۱۲۵۹ھ کو ہوئی۔ آپ کی قبر موضع ڈھل شریف بر لب دریائے جلم میں

اپنے والد بزرگوار کے پاس چار دیواری میں محوط ہے۔

ماوہ ہائے تاریخ،

۱۔ آیت شریف لَهُمُ الْبَشْرَىٰ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۳۔ آیت شریف وَهُوَ خَيْرٌ مِنَ النَّاصِرِينَ

۲۔ باغ نور

۲۔ قیل ادخل الجنة

سید حافظ الہی بخش مظهر حقؒ

آپ عاشق ذاتِ خدا، مقبول بارگاہِ کبریا، صاحبِ علم و حکمت و تجرید و تفرید تھے۔ آپ حضرت سید حافظ نور اللہ فرشتہ صفات بن سید حافظ محمد حیات ربانی برخورداری کے فرزند اکبر اور مرید و خلیفہ تھے۔

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت خان بی بی تھا۔

آپ نے سلوکِ قادریہ نوشاہیہ پورا کیا۔ تعلیم ظاہری و باطنی اپنے اخلاق و عادات والد بزرگوار سے پائی۔ قرآن مجید حفظ کیا۔ فنِ کتابت بھی سیکھا۔ آپ بڑے عالی قدر طبیب، مہمان نواز، غریب پرور، فیض رسان، شاہ زور، شہسوار تھے۔ کرامات و خوارق اکثر ظاہر ہوتے تھے۔

آپ کے حالات طبقہ اول میں مفصل لکھے جا چکے ہیں۔ یہاں ترتیب نسب کے لحاظ سے مختصر تذکرہ کر دیا ہے نیز میں نے آپ کی ایک مستقل سوانح عمری بنام کلید بخشش لکھی ہے جس میں آپ کے حالات و مقامات و کرامات تفصیل لکھے ہیں۔

ازواج آپ کی دو اہلیہ تھیں:

- ۱۔ دختر مولوی محمد غوث بن مولوی محمد فاضل قوم راں ساکن چکریاں ضلع گجرات۔ ان کے بطن سے ایک بیٹا اور چار بیٹیاں ہوئیں۔
- ۲۔ حضرت محمد بانو بنت مرزا جہان محمد منل۔ ان کے بطن سے دو بیٹے پیدا ہوئے۔

اولاد آپ کے تین بیٹے تھے:

- ۱۔ سید حافظ قل احمد پاکذات نوشاہ ثانی ساہنپالویؒ
- ۲۔ سید غلام احمد المعروف بوٹے شاہؒ
- ۳۔ سید فیض احمد المعروف مکھن شاہ لاہوریؒ

آپ کی چار بیٹیاں تھیں:

- ۱۔ سیدہ رسول بی بی منکوہ مولوی صاحب ساکن ڈھب چیمہ۔ ضلع گوجرانوالہ

۲۔ سیدہ گوہر بی بیؒ۔ منکوہ مولوی امیر بخشؒ ساکن جیک ضلع گجرات۔

۳۔ سیدہ زینب بی بیؒ۔ منکوہ حافظ کریم بخشؒ ساکن کوٹ ستار۔ ضلع گجرات۔

۴۔ سیدہ امام بی بیؒ۔ منکوہ سید نور احمد بن سید خدا بخشؒ برخورداری دھیرکویؒ

آپ سے بے شمار مخلوق فیضیاب ہوئی۔ آپ کے بانی صوبے۔ طبقہ اول میں

یارانِ طریقت آپ کے یاروں کی فہرست میں لکھے جا چکے ہیں۔ یہاں آپ کے باؤں بانوا

(بونجہ بانوا) لکھے جاتے ہیں۔

۱۔ نجابت خاں بن غازی خاں ساہنپالیہ ۲۔ محمد غوث بن کریم داد تارڑا گرویہ

۳۔ پیر بخش بن نور احمد ۴۔ امیر بخش بن نور احمد ۵۔ پیر بخش بن بہل ۶۔ عمر بخش بن بہل

۷۔ چمن بن بہل گرویہ ۸۔ ولید ابن کریم بخش ۹۔ قدر واد بن کریم بخش ۱۰۔ نیک محمد بن کریم بخش

۱۱۔ خدایا بن مراد بخش ۱۲۔ فتحید بن محمد زماں ۱۳۔ نامدار بن محمد زماں گرویہ ۱۴۔ الہدین بن برخوردار

۱۵۔ عبد اللہ بن خدایا ۱۶۔ صاحبزادہ بن عبد اللہ ۱۷۔ خاشعہ بن عبد اللہ ۱۸۔ راجہ بن عبد اللہ

۱۹۔ کھیرا بن عبد اللہ گرویہ ۲۰۔ علی بن عصمت اللہ ۲۱۔ ساہنپا بن حکم ۲۲۔ امام بخش

۲۳۔ ہدایت ۲۴۔ ہاشم ۲۵۔ عزیز اللہ گرویہ ۲۶۔ عالم

۲۷۔ میر احمد ۲۸۔ چمن ۲۹۔ فضلا ۳۰۔ کریم

۳۱۔ آبرو ۳۲۔ مہمہ گرویہ ۳۳۔ لطفت ۳۴۔ قادر بخش

۳۵۔ علی ۳۶۔ بنگس ۳۷۔ جویا ۳۸۔ جیون

۳۹۔ عمتہ گرویہ ۴۰۔ چنوں ۴۱۔ لنگری ۴۲۔ پیرا

۴۳۔ نانک ۴۴۔ سیدا ۴۵۔ جویا ثانی ۴۶۔ خواجہ گرویہ

۴۷۔ سلطان ۴۸۔ وریام ۴۹۔ حاجی ۵۰۔ وانم

۵۱۔ نثار چکریاں ۵۲۔ بوڈھا کھتری رحمۃ اللہ علیہم۔

سیدہ حافظہ الہی بخشؒ کی وفات بروز ہفتہ وقت نماز عصر۔ ساتویں رمضان

تاریخ وفات ۱۲۵۳ھ کو ہوئی۔ مدفن گورستان نوشاہیہ۔

۱۲۵۲ھ

لے حضرت سیدہ حافظہ الہی بخشؒ کی تاریخ وفات کی تفسیر جلد سوم بہ تذکرۃ النوشاہیہ کے

پانچویں حصہ عوارف الانوار نام میں بھی لکھا جائے گا ۱۲ شرافت

قطعہ تاریخ

از حضرت سید حافظ قُل احمد پاکذات نوشا و ثانی

الہی بخش زیر تاریخ طارم
 فروزاں شد چو خور بر چرخ چارم
 پر سیدم من از حالش بگفت
 کہ بر خور دارم و ہم بختیارم
 ۱۲۵۳ ۱۲۵۲

مادہ تاریخ ۱

آیت شریف ہو خیر المناصرین۔

سید خدا بخش

آپ گنجینہ سعادت، خزانہ معرفت، صاحبِ یمن و برکت تھے۔ آپ حضرت سید حافظ نور الدین سید حافظ محمد حیات ربانی بر خور داری کے فرزند اصغر تھے۔ خرقہ خلافت و اجازت شیخ پچھلے شاہ بن شیخ فتح الدین سلیمانی رسولنگری سے حاصل کیا۔

آپ اپنے پیرو شغفمیر کے کمال شید اور عاشق تھے۔ ایک دفعہ پیر صاحب نے چلہ نشینی آپ کو درگاہ عالیہ نوشاہیہ کے اندر چلہ بٹھایا۔ کھانا پینا ترک کر دیا۔ جب اٹھارہ روز گزر گئے تو بھوک نے سخت غلبہ کیا۔ طبیعت مضطرب ہو گئی۔ اسی بیقراری میں اونگھ آگئی۔ اپنے پیر صاحب خواب میں ملے اور شیرینی عطا فرمائی۔ آپ نے شیرینی کھالی اور سیر ہو گئے۔ جب بیدار ہوئے تو طبیعت پر تھی۔ چالیس روز بڑی تسکین سے گزرے۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے اپنے پیر صاحب شیخ پچھلے شاہ کے حضور حضور مجلس محمدی میں زیارت نبوی کا اشتیاق ظاہر کیا۔ انہوں نے آپ کو اپنی

ایک چھڑی عنایت کی کہ یہ اپنے پاس رکھو اور جمعرات کو گھر جا کر سو رہو۔ چنانچہ اسی رات آپ کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مع خلفائے راشدین زیارت ہو گئی۔ مجلس محمدی منعقد تھی حضرت ابو بکر صدیقؓ، آنحضرتؐ کے دائیں طرف بیٹھے تھے اور عثمان ذوالنورینؓ بائیں جانب۔ اور حضرت عمر فاروقؓ، آنحضرتؐ کو چوری کر رہے تھے۔ حضرت شاہ ولایت علی المرتضیٰؒ نے آپ کو

بازو سے پکڑ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے پیش کیا۔

کرامات

آپ سے خوارق و کرامات بھی ظاہر ہوتے تھے۔ مستجاب الدعوات تھے۔

منقول ہے کہ ایک دفعہ باشندگان موضع سارنگ نے آپ کے حضور میں چشمہ کا ظہور التماس کیا کہ ہم نے نیا کنواں تعمیر کیا ہے۔ ایک مہینہ گزر چکا ہے کہ ٹنگ نہیں آتا۔ ہم بہت تنگ آچکے ہیں۔ کھئی (دیپلج) ڈالی ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا، اب تمہاری مصیبت ختم ہو چکی ہے۔ صرف دو سیلے اور لگاؤ ٹنگ آجاوے گا۔ چنانچہ واقعی ایسا ہوا۔ نیچے سے پانی کا چشمہ اُبل آیا۔

منقول ہے کہ آپ کے مرید برخوردار باغبان ساکن کھوسرنے ایک مرتبہ لڑکے کا پیدا ہونا عرض کیا کہ یا حضرت! میری پانچ لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے۔ جب میرے کڑم اور رشتہ دار آیا کریں گے تو ایک لڑکا کس کس کی باگ پکڑے گا اور کس کس کی خدمت کرے گا۔ آپ نے مراقبہ کیا اور فرمایا خدا تعالیٰ تجھے ایک اور لڑکا دے گا اس کا نام محمد رکھنا۔ چنانچہ آپ کی دعا سے لڑکا پیدا ہوا۔ اس کا نام محمد بخش رکھا۔

فقیر سید شرافت عفا اللہ عنہ نے بابا محمد بخش باغبان مذکور کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ نوٹے سال کی عمر پا کر فوت ہوا۔

منقول ہے کہ آپ کے پوتے سید غلام نبی بن سید نور احمد جوانی کے زمانہ پوتے کو تادیب میں اپنے بازو پر چاندی کا بازو بند رکھا کرتے۔ آپ نے کئی مرتبہ ان کو سمجھایا کہ چاندی کا زیور پہننا مرد کو شرعاً حرام ہے، یہ اتار دو۔ وہ لیت و لعل ہی کرتے رہے۔ ایک دن آپ نے فرمایا کہ اگر اس کو چور لے گئے تو تم بازو ڈالو گے۔ چنانچہ امیر الہی ایسا ہوا کہ رات کو گھر کا سارا مال و اسباب چور لے گئے صبح کو خبر ہوئی تو آپ لے فرمایا، خدا کا شکر ہے کہ بازو بند تو دفع ہوا اگر فال تو مال بھی چلا گیا لیکن کچھ خوف نہیں۔

بے ادب کو سزا منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ نور پور چاہلاں میں تشریف فرما تھے

وہاں مہجیوں کے رٹکے کی شادی تھی۔ آپ سادہ طبیعت اور سادہ لباس تھے۔ روٹی کے وقت عوام الناس میں مل کر چوکی میں بیٹھ گئے۔ رات کا وقت تھا کسی نے پہچانا نہیں۔ کوئی پر ویسی فقیر سمجھ کر اٹھا دیا۔ دوسری بار بیٹھے، پھر بھی اٹھا دیا۔ تیسری بار بھی ایسا ہی ہوا۔ آپ کی طبیعت میں جوش آگیا اور جلالیت سے فرمایا کہ تمہارے گھر میں کبھی اتفاق نہ ہوگا اور ہر سال کے بعد تم کو ایک مصیبت بھی پیش آیا کرے گی۔ چنانچہ واقعی ایسا ہی ہوتا رہا۔

منقول ہے کہ ایک دفعہ آپ نے ترکمان کو فرمایا کہ میں دروازہ کی چوکھٹ بنا دو۔ اس نافرمانی کا نتیجہ نے لکڑی کو دیکھ کر کہا کہ اس سے ادھی چوکھٹ بن سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا: تم شروع کرو ساری بن جائے گی۔ وہ نہ مانا۔ اس بات پر کئی بار تکرار ہوا۔ آخر آپ نے جوش میں آکر فرمایا، اگر نہیں بنانا تو گھر جا کر مر۔ امر الہی ایسا ہوا وہ گھر جاتے ہی مر گیا۔

وفات کے بعد کرامت

آپ کی وفات کے بعد آپ کی پوتی سیدہ عمر بی بی بنت سیدہ قدم الدین پوتی کی خبر گیری کی آنکھیں بیمار ہو گئیں۔ گھر میں مسکینی حالت تھی پیسہ پاس نہ تھا۔ جس سے کوئی علاج کرتیں آپ خواب میں ان کو ملے۔ اور فرمایا، بیٹی! گنڈا زرگ ساکن اگر وہ ہمارے زیورات بنایا کرتا تھا اس کے ذمہ چھ آنے ہمارے رہتے ہیں وہ اس سے لے کر تین روز دودھ گھی کھنڈ ٹا کر گرم کر کے پیو شفا ہو جاوے گی۔ چنانچہ انہوں نے اسی طرح کیا اور شفا یاب ہو گئیں۔

آپ کا ایک مکتوب یہاں تبرکاً نقل کیا جاتا ہے جو آپ نے اپنے فرزند اصغر سید مکتوب قدم الدینؒ کی طرف لکھا تھا:

برخوردار سعادت الطوارقۃ العین راحت جان میاں قدم الدین۔ از انچہ باید مقرون و بہرچہ شاید مصئون باد۔ بعد دعائے بے ریا مزید عمر و حیات و ترقی جاہ و درجات معلوم آں بصارت چشم و نظارت جسم باد۔ الخ

آپ کا نکاح سیدہ نور بی بی بنت سید خیر اللہ بن سید فتح اللہ برخوردارؒ سے تھا۔ اولاد ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کے دو بیٹے تھے :

۱۔ سید نور احمد ۲۔ سید قدم الدین

آپ کی دو بیٹیاں تھیں :

۱۔ سیدہ بھاگ بھری ۔ منکوہ سید احمد بخش بن سید اللہ دتہ بر خورداری دہلوی

۲۔ سیدہ کرم بھری ۔ منکوہ سید الدین بن سید عبد اللہ پانڈوکوی

یارانِ طریقت آپ کے ارادت مندوں کا حلقہ وسیع تھا۔

۱۔ سید نور احمد بن سید خدا بخش فرزند آنجناب ساہن پال شریف

۲۔ سید قدم الدین بن سید خدا بخش فرزند اصغر

۳۔ سید غلام نبی بن سید نور احمد پیرہ آنجناب دھیر کے خورد

۴۔ سید غلام علی بن سید قدم الدین " ساہن پال شریف

۵۔ مولوی متاب دین بن خدایار امام مسجد ڈھب چیمہ

۶۔ شیخ بھوپور شاہ فقیر قوم سندھو

۷۔ شیخ متان شاہ فقیر خادم حضوری ساہن پال شریف

۸۔ خدا بخش بن پیر بخش مارڑاڑو ۱۸۔ شرف الدین بن نان مارڑاڑو ۲۸۔ چون اگویہ ۳۸۔ چن مرانی اگویہ

۹۔ دادو بن پیر بخش " ۱۹۔ شیر اگویہ ۲۹۔ فتح دین " ۲۹۔ بر خوردار رگیز " " ۴۰۔ گھنسیہ " ۴۰۔ سراب دین " ۴۱۔ محمد بخش " ۴۱۔ بر خوردار بلغان کھور " ۴۲۔ خدایار " ۴۲۔ وارث " ۴۲۔ وارث " ۴۳۔ سید بن فیض بخش " ۴۳۔ قدم دین " ۴۳۔ الہداد " ۴۳۔ الہداد " ۴۴۔ جویا " ۴۴۔ جویا " ۴۵۔ فیض " ۴۵۔ فیض " ۴۶۔ فضل بن بلند " ۴۶۔ گوہر " ۴۶۔ جتو " ۴۶۔ جتو " ۴۷۔ ڈوالتقار بن نان " ۴۷۔ ودھایا " ۴۷۔ محمد " ۴۷۔ محمد

آپ کی ایک چادر مبارک مولف کتاب ہذا فقیر سید شرافت عفا اللہ عنہ کے گھر میں موجود ہے۔
تبرکات یہاں شادیوں کے موقع پر لوگ لے جا کر طعام پڑھاتے ہیں تو طعام میں برکت ہوتی ہے۔
یہ چادر مجھ کو اپنے نانا صاحب حضرت سید غلام علی بن سید قدم الدین کے گھر سے حاصل ہوئی ہے۔
سید خدا بخشؒ کی وفات ۱۲۷۷ھ میں ہوئی۔

تاریخ وفات مدفون گورستان نوشاہیہ۔

مادہ ہائے تاریخ،

۱۔ منظر اسلام ۲۔ درویش خانقاہ

سید فتح محمد رسول نگریؒ

آپ زبدۃ الاقطاب، فرد الاجاب، فخر المشایخ و المتصوفین، راہنماے خلق اللہ،
ہادی سبیل اللہ، صاحب وجد و سماع و ذوق و شوق و محبت تھے۔ آپ سید ضیاء اللہ بن سید حافظ
محمد حیات ربانی برخورداری کے فرزند اکبر تھے۔ بزرگ خلافت و ارشاد حضرت سید فتح الدین ڈھلوی بن
سید محمد عظیم دھماوانی سے حاصل کیا۔

آپ کی ولادت ۱۲۹۷ھ میں بمقام رسول نگر ضلع گوجرانوالہ میں ہوئی۔ وہیں
تاریخ ولادت تربیت اور تعلیم پائی۔

مادہ تاریخ، طوبی نظیر،

اخلاق و عادات

آپ علم ظاہر و باطن کے عالم تھے۔ مدارج فقر و مراتب سلوک پورے طے کیے۔ زہد و
عبادت و ریاضت و توکل و صبر و شکر و قناعت آپ کا پیشہ تھا۔

حضرت سید خدا بخشؒ کا کچھ ذکر شریف التواریخ کی تیسری جلد موسوم بہ تذکرۃ النوشاہیہ کے پانچویں
حصہ عوارف الانوار نام میں لکھا جائے گا ۱۲ شرافت

آپ نہایت متقی، ذاکر، عابد، لاسوال، فقیر کامل، عارف ربانی، محرم
 پرہیزگاری، رازبجانی تھے۔ کسب طیب، زراعت، پیری مریدی کرتے۔ مشتبہ طعام سے
 پرہیز رکھتے۔ ہاتھ کی کمائی سے کھانا مہیا کرتے۔ مونیج کا بان ہاتھ سے ہاٹ کر فروخت کر کے اپنی
 روٹی کھاتے تھے۔ کسی کا سوال رد نہ کرتے۔ رحم دلی، انصاف، تصور و تفکر و مراقبہ میں محور رہتے۔
 آپ کے دم درد اور گٹ تعویذ میں شفا تھی۔

آپ سماع کے دلدادہ تھے۔ سماع میں اکثر آپ کو وجد بھی ہو جایا کرتا تھا۔ وجد کی
 سماع و وجد حالت میں آپ کا چہرہ مبارک سُرخ ہو جاتا اور جوش کی حالت میں کھڑے ہو جاتے۔
 اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کر کے لفظ هُوَ فرماتے۔ اسی وقت تمام اہل مجلس مع قوالان مرتباً تم بیل
 کی طرح تڑپنے لگتے۔ ہر ایک کو وجد ہو جاتا۔

آپ خواجہ حافظ شیرازی کا یہ شعر پڑھا کرتے: سن
 شعر خوانی عفا شکار کس نشود دام باز چیں

کانجا ہمیشہ باد بدست دست دام را

منقول ہے کہ قوم گوندل نے موضع باہو کو آباد کرنا چاہا۔ لیکن
 حضرت نوش صاحب ہمکلامی باشندگان مانگہ اور اگریہ نے روک دیا اور آپ کے آگے
 التماس کی کہ حضور دینا فرمادیں کہ باہو آباد نہ ہو۔ آپ نے فرمایا اکل بتاویں گے۔ دوسرے روز
 فرمایا کہ آج رات ہم نے حضرت نوش صاحب کی خدمت اقدس میں عرض کی تھی لیکن حضرت سیدہ
 سائہ خاتون صاحبہ نے نوش صاحب آگے التجا کر رہی تھیں کہ باوا جی! میں باہو کو آباد کرانا
 چاہتی ہوں اور فتح محمد روکتا ہے۔ لہذا پھر پھر صاحبہ کی عرض منظور ہو گئی ہے۔ اب باہو ضرور آباد
 ہو کر رہے گا تم لوگ کوئی رکاوٹ نہ کرو۔ چنانچہ اس کے بعد موضع باہو آباد ہو گیا اور آج تک آباد ہے

کرامات

آپ کے ہاں تجھ ہو کر فوت ہو گیا۔ آپ کے چھوٹے بھائی سید محمد بخش نے کہا
 ندائے غیبی کہ آپ درگاہ عالیہ نوشاہیہ میں اولاد کے لیے عرض کریں۔ آپ نے فرمایا

عرض کیا ہے لیکن آواز آئی ہے "نہیں" اس لیے اب کوئی اولاد نہیں ہوگی۔
منقول ہے کہ ایک مرتبہ میاں خواجہ ساکن پنڈی کالونے عرض کیا کہ مجھ کو علم
میاں خواجہ کو دے گا طب بالکل تھوڑا ہے۔ لوگ دو ایساں پوچھنے آتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم
بلا خوف کچھ نمک مرچ بنا دیا کرو اللہ تعالیٰ شفا دیوے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کرتا۔ اکثر لوگ ان کے
علاج سے صحت یاب ہو جاتے۔

تصنیفات

آپ نے کوئی مستقل تصنیف نہیں چھوڑی۔ البتہ آپ کے بعض اشعار پائے جاتے ہیں
جن سے تصوف و اخلاق اور شرب توحید و جود کی ترشح ہوتا ہے۔

قطعہ آپ کے برادرزادہ سید محمد بخش رسولنگری نے کتاب آب حیات میں آپ کا یہ قطعہ درج
کیا ہے :۔

دل ز حرص و کینہ خالی کن کہ تا مومن شوی خاک و سنگ بردن بہ بیت اللہ شعار کافرست
کار ہر صاحب دے بر سینہ خود خنجر زدن سینہ دیگر رازدن ایس بخش کار جابرست
سفلہ را اسباب دنیا خوشتر از عقبے بود عارفان را ایس متاع از بول غائط بدترست
رباعی رسالہ بخشیش گد میں آپ کی یہ رباعی درج ہے :۔

بار بار دیدہ ام رسول کریم گفت ہر بار احمد لا میم
فتح دیں پیر من چو کرد نگاه خود بخود بودم و نہ دیگر بیم
آپ کا نکاح اپنے عم بزرگ کی بیٹی سیدہ صلاح بی بی بنت سید حافظ نور اللہ فرشتہ صفا
اولاد سے تھا۔ ان کے بطن سے صرف ایک فرزند سید محمد بخش پیدا ہوئے۔

یارانِ طریقت آپ سے اکثر مخلوق خدا سیراب ہوئی۔ از انجملہ
۱۔ سید بہاء الدین بن سید محمد بخش "برادرزادہ آنجناب" رسول مگر
۲۔ سید محمد بخش بن سید محمد بخش
۳۔ سید الہی بخش بن سید عبدالرسول ہاشمی
زن مل

۴۔ سید محمد بخش بن سید محمد جعفر ہاشمی - رن مل

۵۔ سید کریم بخش بن سید محمد بخش ہاشمی

۶۔ سید سلطان محمود بن سید قدم الدین ہاشمی

۷۔ سید شرف الدین بن سید سلطان محمد ہاشمی

۸۔ سید دیدار بخش بن سید قطب الدین ہاشمی

۹۔ سید غلام رسول بن شاہ مغل ہاشمی

۱۰۔ سید حیات بخش بن سید نور حسن ہاشمی

۱۱۔ سید فتح دین بن سید عبدالرسول ہاشمی مندر الزوالہ

۱۲۔ میان الہدین ۱۶۔ میان صدیق جٹا نوالی ۲۰۔ میان خواجہ پنڈی کالو

۱۳۔ شیخ میان خاں ۱۷۔ میان نور محمد ۲۱۔ میان ڈوہنگا رسول نگر

۱۴۔ میان گل محمد بانڈ جٹا نوالی ۱۸۔ میان ریحان ۲۲۔ میان محمد بخش فقیر

۱۵۔ میان خیر محمد ۱۹۔ میان امام بخش ۲۳۔ میان پر بخش خیاب

۲۴۔ میان بلندار

آپ کی تعریف میں حکیم جے سنگھ ساکن گوجرانوالہ نے ایک فارسی قصیدہ

قصیدہ مدحیہ بہت عمدہ لکھا ہے۔ وہ ہونڈا قصیدہ ہے

ہزار منت واحسان بدرگہ یزداں کہ از کرم ز عدم زد رقم بہر دو جہاں

چو خواست فخر جہاں در جہاں کند روشن وجود فتح محمد نمود در دوراں

زہے وجود کہ از جود او ہزار وجود چو شاہدان چین از صبا شود خداں

کلاہ مرتبہ او ز آسماں بگذشت بصدق دل شدہ اقبال بندہ درماں

مگس بسایہ اقبال او جا باشد سگ درش ز سگ ہفت مرد نیک واں

ہمیشہ بوسہ زند بردش ز روئے نیاز لب فلک بعد اخلاص و رتبہ کیواں

زمانہ نازکناں بر وجود مسودش کہ چرخ اسپ جہاں را بپوشد عنان

ہر آنکہ پیش درش برد مشکل خود را بلطف و رحمت خود ساخت زود تر آساں

کشاد سایہ طوبی ز فیض چوں بزین مانند نام ز حاتم بصورت دوراں

از ازاں بگرد زمین آسماں طواف گرفت
 ہلال عید از ازاں گشت خلق را محبوب
 بیک نفس بدلِ خادش فرود آید
 فلک چو دید مقاشش برام نگر بگفت
 بصد تجمل مجلس بخود چو آراید
 بشرقی دیدن بزمش رسید حور و قصور
 برقت رفتن او سوئے بارگاہ رو بد
 قضا دیر فلک را ازاں خرد بخشید
 اگر نماز او ایس اندریں زمانہ چہ عنسم
 مقام غیب کہ شبلی ندید او برسید
 حساب زیچ و محسلی ز لوح او حرف ست
 وجود او بجهان فنا چو جاں بوجود
 ز فیض عالم ارواح راز ما دارد
 ز فرشتہ تاب سر عرش رفتش یک گام
 ظلم و شعبہ و تکمیر نیز نیر نجات
 ندید ہر مس وز زشت و قطب و ظلموس
 زحل و عقد دہ شرح من ہم تاویل
 دگر فصیح چو او مادر زمانہ ندا د
 حساب دہندہ سہ فلسفہ و نحو و نجوم
 بدیع و جبر و معانی و لغت و صرف و اصول
 اگر ز نار کند امتحاں بحسبہ ثقیل
 میان داد سخن گر رود سخن ز عروض
 رود چو بحث ز موجود و ممکن و واجب

کہ تا بخاک درش سجده با کند چو کہساں
 کہ مثل ناخن پایش بخورش داشت نشان
 شریعت ست و طریقت حقیقت و عرفاں
 بخلدیاں کہ شدہ رام نگر باغ جنساں
 فلک ز چشم کواکب باں شود نگر اں
 پری پرے زدہ گردید صورت ایواں
 ہمیشہ خار ریش حور از سر مرثکاں
 کہ تا ثنائے کمالات او نہد بزباں
 کہ صد چو ادب در درس او سبق خواناں
 ز درسیں اوشدہ ادیس سماج دانایاں
 ز مکتبش شدہ اسرار جفر ابجد خواں
 کلام او بنیایں بچو منطق از برہاں
 لبش پر از ازکار و دانش پر از عرفاں
 نامہ راز ازل تا ابد باو پنہاں
 بچشم ہمت و الاش بازی طفسلاں
 ہر آنچہ دید ز دور نجوم و راز قضاں
 دہد چو شیر بہ تفسیر نقطہ مسیلاں
 ہزار چند فرود از بلاغت سبحاں
 سرود و طب و صطرب و رمل و علم بیباں
 ز علم او ہمہ جزوے چو حکمت نقماں
 زمین چو سنگ بسجد بہ پلہ میزاں
 ز بحر نوزدہ باشد خسزار بحر میاں
 بیباں کند بمقولات دہ ز چند چہاں

پئے طوافِ زِ اِخْلَاصِ رُوحِ شَيْخِ عَطَّارِ
 ہر آنکہ گشتِ غلامش ز ہر بونِ مویس
 گدافت زہرہ شیراں ز آتشِ قہرش
 کمالِ بیتِ العمور بر درش محتاج
 بسوئے کوشش ہر کس کہ یک قدم میرفت
 پئے حصولِ مرادست خادش بہ نسیاز
 الہی از مددِ فضلِ خاص و عام کرم
 بایں عرض کہ شدہ در جنابِ حضرتِ حق
 کہ تا بنجاکِ درِ عمر بخش خاک شود

بگر چشمش پر کار و ارشد گرداں
 بلاشور شور ذکر ایزد سبحان
 ز ہمیش شدہ لرزاں و جوہِ پیلِ دماں
 سخاچہ دستِ گدا پیش او عطا جویاں
 ز خود گذشت و نشستہ بخلوتِ رحمان
 رود دعا بخدا ہر سحر ز پیر و جواں
 مدام دار و رُاشاد و عزم و خندان
 خدائے قادرِ مطلق قبول سازد آں
 بگشت طالبِ جے سنگو بردش قرباں

سید فتح محمدؒ کی وفات بمرچہ ہتر سال قری بروز شنبہ، پندرہویں ماہ
 ذیقعد ۱۲۶۱ھ مطابق تیسویں ماہ کاتیک سنہ ۱۹۰۲ء میں ہوئی۔ مدفون

گورستان نوشاپور۔

مادہ ہائے تاریخ،

- ۱۔ آیت شریفہ فنادتہ الملئکة و هو قائم یصلی ۱۲۶۱ھ
- ۲۔ خورشید عالم ۱۲۶۱ھ
- ۳۔ رضوان مقدس ۱۲۶۱ھ

سید محمد بخش رسولنگریؒ

آپ سید ضیاء اللہ بن سید حافظ محمد جیات ربانی بر خرداری کے فرزند اصغر تھے۔ خرد
 خلافت حضرت سید فتح الدین ڈھلوی بن سید محمد عظیم و حادانی سے حاصل کیا۔
 تاریخ ولادت آپ کی ولادت ماہ محرم سنہ ۱۲۰۰ھ مطابق گم سنہ ۱۸۴۳ء میں بمقام رسولنگر
 ہوئی۔ مادہ تاریخ، مع معرفت
 لے مناقباتِ نوشاپور، شرافت

آپ کی طبیعت میں ذوقِ مستی و جذبہ و شرم و حیا و تاثیر بحد کمال تھا۔ لوگوں کو آپ جذبہ کمال کی تاثیر نگاہ سے بہت فیض ہوتا تھا۔

معتول ہے کہ جب آپ کے بڑے بھائی سید فتح محمد رسولنگریؒ کا دنیا سے انتقال ہوا ادب و حیا تو ذوق کرنے کے وقت آپ نے فرمایا کہ آج مجھے اپنے بھائی صاحب کی زیارت کر لینے وہ۔ کیونکہ جس روز سے میں نے ہوش سنبھالی ہے ادب اور شرم و حیا کی وجہ سے آج تک میں ان کے چہرہ مبارک کی طرف کبھی نظر اٹھا کر نہیں دیکھا۔

آپ کے دو بیٹے تھے،

اولاد ۱۔ سید بہاؤ الدینؒ ۲۔ سید عمر بخش رسولنگریؒ

آپ کی پانچ بیٹیاں تھیں،

۱۔ سیدہ فضل بی بیؒ۔ منکوہ سید بوٹے شاہ بن سید حافظ الہی بخش مظہر حق بر خور داریؒ
۲۔ سیدہ امیر بی بیؒ۔ منکوہ سید محمد شفیع بن سید حافظ گل احمد پاکذات نوشاہ شانیؒ

بر خور داری ساہن پانوی

۳۔ سیدہ حسن بی بیؒ۔ منکوہ سید غلام حسن بن سید نور احمد بر خور داری ساہن پانویؒ

۴۔ سیدہ گوہر بی بیؒ۔ منکوہ سید غلام محمد بن سید حسن محمد ہاشمی زملویؒ

۵۔ سیدہ حسین بی بیؒ۔ یہ خاندان حافظ مسوری صاحبہ میں شادی شدہ تھیں۔

(۱) میاں یار محمد ماشکی (۲) میاں الہی بخش فقیر (۳) میاں خدا یار

یارانِ طریقت (۴) میاں الہ یار (۵) میاں محمد (۶) میاں محمد بخش (۷) میاں نور محمد

(۸) میاں شمس الدین (۹) میاں پیر بخش گوجر (۱۰) میاں الہدین (۱۱) میاں پیر بخش دیگر

(۱۲) میاں حسن محمد (۱۳) میاں کرم داد (۱۴) میاں الہ داد (۱۵) میاں محمد بخش دیگر

(۱۶) میاں عبداللہ (۱۷) میاں گنجو (۱۸) میاں فیض اللہ (۱۹) سید لال شاہ

(۲۰) سید ماہر شاہ (۲۱) سیدستان شاہ (۲۲) بخشیش گدا۔ ر۔

(تلقین نوشاہی قلمی ق ۱۰۹ ب)

تاریخ وفات سید محمد بخشؒ کی وفات بمربطہ ۱۳۸۰ سال قمری کے بروز بدھوار بستاریخ

یومِ محرم الحرام ۱۲۶۶ھ مطابق اکیسویں ماہِ کالمک سہ ماہ ۱۹۰۵ء میں ہوئی۔ مدفون گورستانِ نوشاہیہ

قطعہ تاریخ

از حضرت مولانا سید حافظ قلی احمد پاکذات نوشاہی ثانیؒ

محمد بخش کاں مرحوم و مغفور بروضات الجنان شد شاد و مسرور

ز تاریخ وصالش جستم از جاں بگفتا منزلش در روضہ نور

۱۲۶۶

مادہ ہائے تاریخ:

۱۔ خداپرست ۱۲۶۶ھ

۲۔ نور بغداد ۱۲۶۶ھ

۳۔ حوضِ جنت ۱۲۶۶ھ

باب، ہفتم

اس میں ان بزرگوں کے ذکر میں جو حضرت نوشہ صاحبہ سے ساتویں پشتیں۔

سید عبداللہ پانڈوکوی

آپ اہل مکاشفہ و مراقبہ صاحب جذب و سکر و عشق و نسبت تھے۔ آپ سید شیر احمد بن سید فتح اللہ بر خور داری پانڈوکوی کے فرزند اکبر تھے۔ بیعت و خلافت حضرت سید فتح الدین ڈھلوی بن سید محمد علیم دھماوائی سے تھی۔

آپ کی طبیعت حسن پسند واقع ہوئی تھی۔ بحکم اللہ جمیل و محیب الجمال حُسن پسند ہونا حُسن و جمال کو پسند کرتے تھے۔ اور حدیث شریف النظرۃ الاولى لك كنه طابق حسین و جمیل لوگوں کو دیکھا کرتے۔ اگر کوئی نئی دلہن ڈولی میں آتی تو آپ اس کو بھی دیکھتے۔ اور خدا تعالیٰ کی صنعت سے متاثر ہوتے۔

ز صنعتِ رُخِ صانعِ یافتہ

رُخِ از ماسوی اللہ بر تانفتہ

منقول ہے کہ آپ جس دلہن کا چہرہ دیکھ لیتے تو اس کے آئندہ حالات غیبی کا انکشاف سب نیک و بد حالات آپ پر منکشف ہو جاتے اور اس کی اولاد ہونے والی کی تعداد بھی بیان فرما دیتے۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ ایک نئی دلہن ڈولی میں آئی۔ آپ اس کو منکر عورت کو سزا ملنا دیکھنے کے لیے مجذوبانہ حالت میں چلے گئے۔ اس نے چہرہ چھپایا اور آپ کو جھڑک دیا۔ آپ ویچے ہٹے تو اس کی صورت مسخ ہو کر بندریا بن گئی۔ پھر اس کے شوہر اور سسرال

لہ مناقباتِ نوشاہیہ ۱۲ شرافت

والوں نے آپ سے معذرت کی اور معافی لی۔ آپ مہربان ہوئے تو اس کی صورت صحیح انسانی ہو گئی۔
منقول ہے کہ جو شخص آپ کی مخالفت کرتا اس کے گھر میں مہارت و
مخالفتوں کا ویران ہونا نفاق پڑ جاتا اور وہ ویران و تباہ ہو جاتا۔

ازواج آپ کی دو اہلیہ تھیں،

۱۔ پہلی بیوی۔ سید خداجن بن سید شاہ نقی برخورداری کی بیٹی تھیں۔ ان کے بطن سے کوئی اولاد
نہیں ہوئی۔

۲۔ سیدہ بخت بھری۔ بنت سید حافظ نور اللہ فرشتہ صنعات برخورداری۔ ان کے بطن سے
اولاد ہوئی۔

اولاد آپ کے تین بیٹے تھے، ۱۔ مولانا سید غلام قادر ۲۔ سید غلام محی الدین
۳۔ سید الہدین

سید عبداللہ کی وفات بروز ویروار، اکیسویں شعبان ۱۲۵۲ھ میں ہوئی۔
تاریخ وفات آپ کی قبر موضع پانڈو کے کلاں ضلع گوجرانوالہ میں تھی۔ ۱۳۰۶ھ میں نرسہ
لوڈ چناب کی کھدائی ہوئی تو آپ کی قبر نہر کی مشرقی پٹری کی بھرتی کے نیچے دب گئی۔ اُس وقت سے
نشان قبر ناپید ہے۔ آپ کی اولاد میں کوئی ایسا لائق شخص نہیں ہو سکا جو آپ کی قبر کا نشان وہاں
بنا دیتا۔

مادہ ہائے تاریخ، ۱۔ پاک نیٹک نظر ۲۔ باب مرغوب

سید سلطان محمود

آپ سید خیر اللہ بن سید فتح اللہ برخورداری پانڈو کوئی کے فرزند اصغر تھے۔ خرقہ خلافت
حضرت سید فتح الدین ڈھلوی ہی سید محمد عظیم و حماد اٹی سے حاصل کیا۔
آپ صاحب فضل و کمالات تھے۔ دنیا سے لاو لافوت ہوئے۔
وفات ۱۲۵۵ھ۔

لے مناقبات لڑش ہیہ ۱۲ شرافت

سید علی محمدؒ

آپ سید موج الدین بن سید عطاء اللہ برخورداری کے اکلوتے بیٹے تھے خرقہ خلافت حضرت سید فتح الدین دحلویؒ سے حاصل کیا۔ آپ کی والدہ سید خدیجہ بنت سید شاہ تقی کی بیٹی تھیں۔ آپ کی اہلیہ کا نام حضرت جان بی بیؒ تھا۔ ان کے بطن سے دو بیٹے پیدا ہوئے؛ اولاد اسید لطف الدینؒ ۲۔ سید علم الدینؒ

سید علی محمدؒ کی قبر گورستان نوشاہیہ میں ہے۔ وفات ۱۲۶۰ھ

سید حافظ شرف الدین میردہ والہؒ

آپ سید امام بخش بن سید نور شاہ برخورداری بلانی والہ کے فرزند اکبر تھے۔ خرقہ خلافت شیخ ماہی شاہ بن شیخ موج الدین رن ملویؒ سے حاصل کیا۔ تاریخ ولادت آپ کی ولادت ۱۲۱۰ھ بمقام بلانی ضلع گجرات میں ہوئی۔ مادہ تاریخ "بخشش" تعلیم آپ نو سال کے تھے کہ والد ماجد کا دنیا سے انتقال ہو گیا۔ آپ مو اپنے چھوٹے بھائی سید کرم الدینؒ کے موضع بلانی سے چل نکلے اور موضع جند شریف کے درس میں جا داخل ہوئے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں قرآن مجید حفظ کیا۔ فن تجوید بھی سیکھا اور چند سال میں علم فقہ کی کتابیں بھی پڑھیں۔

بیعت طریقت آپ جب علم سے بہرہ ور ہوئے تو اپنے استاد صاحب سے بیعت ہونے کی درخواست کی۔ انہوں نے فرمایا کہ تمہارا فیض رنمل میں شیخ ماہی شاہ سلیمانیؒ کے پاس ہے۔ چنانچہ آپ وہاں پہنچ کر ان کی بیعت سے مشرف ہوئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں خلافت تک پہنچے۔ خلوت گزینی شیخ صاحب کی اجازت سے آپ نے موضع آہی میں جا کر ایک ٹیلہ پر ایک گٹیا بنائی اور اس میں چار پتے کیے۔ آپ کو فیضان کثیر حاصل ہوا۔

۱۲ مناقبات نوشاہیہ ۱۲ شرافت

آپ چندے موضع بلانی میں قیام پذیر رہے۔ پھر وہاں سے چل کر موضع میرہ کی آبادی لارہ موٹے کے نواح میں ایک صحرا میں قیام کیا وہاں درخت ہائے چھپر کے جھنڈ تھے۔ ان کو کاٹ کر میدان صاف بنایا اور وہاں رہائش کے واسطے ایک مکان بنایا۔ اس پاس کے بعض لوگوں نے بھی آکر حضور کے پاس مکانات تعمیر کر لیے۔ رفتہ رفتہ وہ گاؤں آباد ہو گیا جس کا نام میرہ رکھا گیا۔ آپ ساری عمر وہیں رہے۔

کرامات

منقول ہے کہ ایک دفعہ ماہِ چیت میں آپ نھر کی نماز پڑھ کر مسجد سے نکل بادل کو ہٹا دینا رہے تھے کہ دُھور بادل چڑھ آیا۔ باشندگانِ دیہہ نے عرض کیا کہ اگر یہ بادل برسا تو اولے پڑنے سے تمام فصل مارے جائیں گے۔ آپ نے عصا سے اشارہ کیا تو فوراً وہ بادل دُور ہٹ گیا اور چاریل دُور جا کر برسا۔

منقول ہے کہ آپ کے فقیرِ تیم علی نام نے پھگوڑے کی چٹنی کھانی جذامی کو تندرست کرنا اس پر سانپ کے زہر کا اثر تھا۔ اس کے کھانے سے اس کا جسم پھٹ گیا اور جذام ہو گیا۔ اس نے بہت علاج کیے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ ایک روز اس نے خدمت میں عرض کیا۔ آپ اس وقت حقہ پی رہے تھے۔ فرمایا، لو ہمارے جوٹے حقہ سے ایک کھس لگا کر اس کا دُھواں اپنے اندر رکھو باہر نہ نکالو۔ شام کا وقت تھا اس نے حکم کی تعمیل کی۔ صبح کو امرالہی سے وہ بالکل تندرست ہو گیا۔

آپ کی تعریف زمانہ کے مشایخ بھی کرتے تھے۔ میاں راجہ بن نظام الدین معترفین کمالات موچی ساکن جھنڈے والی سے منقول ہے کہ سید بونے شاہ صاحب بھووالے کہا کرتے تھے کہ سید شرف الدین اس وقت نوشاہی خاندان کے چراغ ہیں۔

آپ کی اہلیہ موضع چک جانی کے ایک اہل علم خاندان سے تھیں۔ ان کے بطن سے اولاد اولاد ہوئی۔ آپ کا ایک بیٹا تھا جس کا نام شاہ مانا تھا۔ آپ کی چار بیٹیاں تھیں،

- ۱۔ سیدہ نیاز بی بیؒ۔ منکوہ سید قطب الدین بن سید فتح الدینؒ ساہنپالوی
- ۲۔ سیدہ تاج بی بیؒ۔ منکوہ سید امام بخش بن سید حبیب اللہ ساہنپالویؒ
- ۳۔ سیدہ راج بی بیؒ۔ منکوہ سید نور الدین بن سید کرم الدین چک جانی والد
- ۴۔ سیدہ حثمت بی بیؒ۔ منکوہ سید چراغ الدین بن فضل الدین ساہنپالویؒ

یاد ان طریقت آپ سے علاقہ گوجر اکثر مستفیض ہوا۔ از انجملہ

- ۱۔ سید نور الدین بن سید کرم الدین برادر زاوہ آنجناب چک جانی
- ۲۔ شیخ قطب الدین کانگڑہ متصل ملوٹ ۳۔ شیخ پیراں دتہ ٹھیکے
- ۴۔ شیخ جمہر گلگو منگلیا ۵۔ میاں نور الدین گوجر جھنڈے والی
- ۶۔ شیخ تیمم علی فقیر

۷۔ قاضی سلطان محمود قادری اوان شریف والے بھی آپ کی درگاہ سے فیض یافتہ تھے۔ یہاں سے بہت کچھ حاصل کیا۔

سید شرف الدین کی وفات بعمر ایک سو سال ۱۳۱۷ھ میں ہوئی۔ آپ کی قبر تاریخ وفات موضع میرہ متصل لالہ موسیٰ ضلع گجرات میں ہے۔ گاؤں سے باہر جنوبی طرف چار دیواری بنی ہوئی ہے۔

مادہ ہائے تاریخ، ۱۔ اکسیر اعظم ۲۔ مکرّم نعت

سید کرم بن چک جانی والد

آپ سید امام بخش بن سید نور شاہ برخورداری بٹانی والد کے فرزند اصغر اور مرید و خلیفہ تھے۔ آپ نے اپنے بڑے بھائی سید حافظ شرف الدین کے ہمراہ موضع جنڈ شریف سے تعلیم قرآن مجید پڑھا اور قدرے تعلیم پائی۔

آپ نے بعض ارادت مندوں کی استدعا پر بٹانی سے چل کر موضع چک جانی کو چک جانی میں قیام اپنی رہائش سے نوازا۔ وہاں کے لوگ آپ کی بڑی قدر کرتے تھے۔ درگاہ سلیمانیر میں منظوری منقول ہے کہ آپ کے گھر زینہ اولاد نہیں ہوتی تھی۔ اس

مقصد کو لے کر آپ بجلوال شریف میں درگاہ حضرت سخی شاہ سلیمان نوریؒ پر حاضر ہوئے۔ رات کو مزار پر مقفل رہے۔ آدھی رات کو شیر کی دکھالی آئی۔ پھر سانپ نظر آیا۔ لیکن آپ استقامت سے بیٹھے رہے۔ پھر خود حضرت سخی بادشاہؒ بستر پر اہن پہنے، سر پر کلاہ، گلے میں باقوت کی تسبیح درخشاں، ایک ہاتھ میں عصا، دوسرے ہاتھ میں دو نیچے کلمہ طیبہ کا ذکر کرتے ہوئے قبر مبارک سے بچدہ ظاہر ہوئے۔ اور فرمایا: لو تمہارے یہ دو نیچے ہوں گے۔ آپ صبح کو خوش و خوش چلے آئے۔ آپ کی اہلیہ کا نام حضرت فاطمہ بی بیؒ تھا جو چک جانی کے علما خاندان سے تھیں۔ ان کے اولاد بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کے دو بیٹے تھے: ۱۔ سید نور الدینؒ ۲۔ سید نظام الدینؒ
آپ کی چار بیٹیاں تھیں:

- ۱۔ سیدہ نور بیگمؒ منکوہ سید سلطان علی بن سید گوہر شاہ ہاشمی رملویؒ
 - ۲۔ سیدہ زینب بی بیؒ۔ منکوہ سید شاہ رانا بن سید شرف الدین برخوردارؒ میردہ والے۔
 - ۳۔ سیدہ متاب بی بیؒ۔ منکوہ مولوی خواجہ دین علی ہسلانی مناوریؒ
 - ۴۔ سیدہ حیات بیگمؒ۔ منکوہ سید علی احمد بن سید بوٹے شاہ برخوردارؒ ساہنپالویؒ
- سید کریم الدینؒ کا مزار موضع چک جانی، علاقہ گوجر، ضلع گجرات میں ہے۔
وفات ۱۲۹۱ھ

سید حاجی الہ دینؒ

آپ سید فتح الدین بن سید خدائش برخوردارؒ ساہنپالویؒ کے فرزند اکبر اور مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کی والدہ کا نام حضرت کریم خاتونؒ تھا۔ آپ صاحب علم و حلم و جود و سخاوت تھے۔ تاک الدنیا مشایخ وقت سے تھے۔ آپ کو زمانہ شباب میں زیارت حرمین الشریفین کا اشتیاق غالب ہوا۔ حج حرمین الشریفین تو آپ زاد سفر لے کر حج کو روانہ ہو گئے۔ حج سے مشرف ہو کر پھر پتہ نہیں چلا کہاں گئے۔ عرب شریفین میں رہ گئے یا وطن آئے۔ بہر صورت واپس ساہنپال شریف

نہ پہنچے!

منقول ہے کہ آپ کے چھوٹے بھائی سید فضل الدین نے بہت علاقوں میں پھر کر آپ کو تلاش کیا لیکن آپ کہیں سے نہ ملے۔ اور نہ آپ کا کوئی سراغ ملا۔

ایک مرتبہ آپ نے کسی آدمی کے ہاتھ ایک قرآن مجید قلمی، اور ایک بلوری ٹکین اپنے تبرکات بھائیوں کو تحفہ بھیجا۔ نگین پر یہ حروف بخط نسخ کندہ تھے؛ اللہم صل علی محمد

وعلیٰ آل محمد بعدد کل داع و دواء

ف؛ یہ دونوں چیزیں آج کل ۱۳۴۹ھ میں صاحبزادہ فرمائش دین بن سید عمر الدین برخورداری کے گھر میں بقام ساہن پال شریف موجود ہیں۔ مولف بھی زیارت سے مشرف ہوا ہے۔

انتباہ

۱۳۴۶ھ کا واقعہ ہے کہ ایک شخص مرزا چراغ الدین نام موضع بولاگرھی، علاقہ شیرگڑھ، ضلع لاہور کا رہنے والا، یہاں ساہن پال شریف میں آیا۔ اس نے دعویٰ کیا کہ میں سید الہدین کی اولاد سے ہوں۔ آپ جج کر کے واپسی کے وقت موضع بولاگرھی میں رہ گئے تھے۔ وہاں آپ نے نکاح کیا تھا اور آپ کی اولاد ہوئی۔ چند گھر آپ کی اولاد سے وہاں آباد ہیں۔ زمین وغیرہ ملکیت بہت ہے۔ اب ہم اپنے خاندان سادات نوشاہیہ سے میل ملاقات اور رشتہ ناطہ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ شخص اپنا شجرہ نسب حضور سے اس طرح ملاتا تھا: مرزا چراغ الدین بن کرم دین بن نور محمد بن غلام محمد بن سید الہدین صاحب نوشاہی!

سید عمر بخش رسو لنگرہی کی ایک تحریر سے ظاہر ہوا ہے جو انہوں نے اپنی کتاب تعلقین نوشاہی قلمی کے حاشیہ، ورق ۸۲ ب پر لکھی ہے کہ سید الہدین ۱۲۳۹ھ میں جج کو گئے واپس ہو کر ملتان سے چھپس کوس دور خان گڑھی کے قریب موضع کھنٹی سین میں سکونت اختیار کی وہیں ایک عورت سے نکاح کیا۔ اُس سے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہوئی۔ ۱۲۴۰ھ میں وفات پائی۔ اسی سال رسول نگر کے قریب اس گاؤں میں تیل خریدنے کے لیے گئے۔ سید الہدین کے بیٹے سے وہاں ملاقات ہوئی۔ شرافت

مولف کتاب ہے کہ ہم نے اس مسئلہ کی تحقیق کی۔ میرے دوست مولوی محمد حیات شرفپوری مولف کتاب گلزارِ نوشا ہی نے لاہور کے دفتر سے کاغذات مال بندوبست ۱۸۶۸ء نکلوا کر اس کے شجرہ نسب کی نقل لی۔ اس کا شجرہ نسب اس طرح پر ثابت ہوا:

”مرزا چراغدین بن کرم دین بن نور محمد بن غلام محمد بن بخش بن احمد بن بستوگوت اراہیں سپال“

پس ثابت ہو گیا کہ مرزا چراغدین مذکور اپنے دعویٰ میں جھوٹا تھا۔ وہ قوم اراہیں گوت سپال ہے۔ اگر آئندہ زمانہ میں وہ شخص یا اس کی اولاد یا برادری میں سے کوئی شخص ایسا دعویٰ کرے تو اُس کو خاندان میں قطعاً شامل نہ کیا جائے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ سید الہدین کی کوئی اولاد تا حال صحیح طور پر ثابت نہیں ہوئی۔

سید فضل الدین بڑھن والہ

آپ سید فتح الدین بن سید خدابخش ساہنپالوی کے دوسرے بیٹے تھے۔ خود خلافت و ارشاد سید شمس الدین بن سید اللہ دتہ برخورداری ڈھلوی سے حاصل کیا۔ آپ کی والدہ کا نام حضرت کریم خاتون تھا۔

آپ کی پیدائش ساہن پال شریف میں ہوئی۔ تربیت اور تعلیم بھی ولادت و تربیت یہیں پائی۔ علم ظاہری مولانا سید غلام قادر بن سید عبداللہ سے پڑھا۔ آپ کتابوں کا مطالعہ رکھتے۔ کتاب تحفہ نصایح فارسی منظوم مصنفہ شیخ یوسف مطالعہ کتب گداہشتی آپ نے حضرت سید حافظ قل احمد پاکذات نوشاہ تانی سے لے کر مطالعہ کی۔

آپ کی شادی ریاست جموں میں ہوئی۔ آپ کے خسر میاں جان محمد ریاست جموں میں ورود اولاد نہ نہ نہیں رکھتے تھے۔ اس لیے وہ آپ کو اپنے پاس لے گئے اور اپنے گھر بار اور نکل جانداو اور پیری مریدی کا وارث بنایا۔ آپ وہیں موضع بڑھن میں سکونت پذیر ہوئے۔

آپ کے حق میں عجیب فیصلہ منقول ہے کہ جب آپ کے خسر میاں جان محمد کا انتقال

ہوا۔ اور آپ اُن کے مریدوں کے وارث ہونے۔ تو علاقہ پوٹھوہار کا ایک پیر آکر مدعی ہوا کہ ان دیہات کے لوگ میرے مرید ہیں۔ اس بات پر تنازع بڑھ گیا۔ فیصلہ کے لیے فریقین نے موضع ملوٹ کی نچایت کو منتخب کیا۔ انھوں نے دونوں بزرگوں کو مسجد میں بٹھا کر یہ فیصلہ کیا کہ ایک خور و سال خور کے لئے ایک بن بزرگ کی گود میں یہ بچہ خود بخود جا کر بیٹھ جاوے۔ وہ مریدوں کی گود میں آکر بیٹھ گیا۔ اس طیب فیصلہ کو دیکھ کر موضع ملوٹ، موہا

یہ دن آپ کے مرید ہو گئے اور وہ پیر سخت شرمندہ ہو کر چلا گیا۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ پہاڑ میں چلے نشین ہوئے۔ قرآن مجید اکلہ طیبہ، شیر کو کھانا دینا۔ درود شریف کا ورد کرتے تھے۔ ایک روز اثنائے تلاوت میں ایک شیر آپ کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا، اسے شیر! میں جانتا ہوں کہ تم کو سب کو لگی ہے اور آج تمہیں غذا نہیں ملی۔ تم موضع گربون میں چلے جاؤ وہاں ہمارے موشی ہیں ان میں سے ایک گائے کھا لینا۔ شیر چلا گیا اور جا کر گائے کھالی۔

ف : فقیر سید شرافت عافہ اللہ کہتا ہے کہ آپ کی اولاد میں سے سید محمد عالم بن نظام الدین بڑھن والد کمارتے تھے کہ آج تک آپ کا یہ ارشاد صحیح ہے کہ ہر سال آپ کی اولاد کے مرثیوں میں سے ایک گائے یا بکری شیر آکر کھا جاتا ہے۔

منقول ہے کہ آپ کے زمانہ میں ضلع میر پور ریاست جموں میں آپ کے فضائل و کمالات معاصرین چار اویا اللہ موجود تھے:

۱۔ خود آپ یعنی سید فضل الدین مقیم بڑھن ۲۔ سید عالم شاہ سنڈاری

۳۔ شیخ گورام مقیم دھرا لنگاں ۴۔ سید صاحب مجذوب مقیم ڈھنگروٹ

ایک مرتبہ ایک کابلی درویش صاحب جذبہ و جلالیت اس ملاقہ میں آ گیا۔ وہ فقیروں کے احوال سلب کر لیا کرتا تھا۔ اس نے ان چاروں بزرگوں پر نگاہ جلالیت ڈالی۔ تین تو مسلوب الحال ہو کر مر گئے اور آپ پر کچھ اثر نہ ہوا۔ وہ درویش آپ کا معتقد اور کمالات کا معترف ہو گیا۔

کرامات

قفلوں کا خود بخود کھل جانا منقول ہے کہ آپ کے بڑے بھائی سید الہدین جوانی میں

حج کو تشریف لے گئے۔ مگر واپس نہ آئے۔ آپ ان کی تلاش کو نکلے۔ اور بہت سارے علاقوں میں جستجو کی۔ مگر ان کا کوئی پتہ نہ چلا۔ اثنائے سفر میں آپ کو ایک روز ڈاکوؤں نے پکڑ لیا۔ اور آپ کو سات کوٹھڑیوں کے اندر بند کر دیا۔ باہر سے دروازوں کو قفل لگا دیے۔ رات ہوئی تو آپ نے نکلنے کا ارادہ کیا۔ جس قفل کو اندر سے ہاتھ نکاتے وہ خود بخود کھل جاتا۔ اسی طرح آپ ساتوں دروازوں سے باہر نکل آئے۔ دوسرے قیدی جو آپ سے پہلے کے تھے وہ بھی آپ کے ساتھ قید سے خلاص ہوئے۔

منقول ہے کہ ایک ساہوکار کے قتل کے الزام میں آپ کے دو مرید ہتھکڑیوں کا لوٹ جانا گرفتار ہو گئے۔ تھانیدار نے دونوں کو ہتھکڑیاں لگائیں۔ آپ کو خبر ہوئی تو آپ نے جا کر اس کو کہا کہ یہ دونوں بے گناہ ہیں ان کو چھوڑ دو۔ اس نے نہ مانا۔ آپ نے نگاہ فرمائی تو دونوں کی ہتھکڑیاں ٹوٹ گئیں اور رہا ہو کر چلے آئے۔

منقول ہے کہ ایک شخص نے بارہ سال تک دولت مندی اور سعادت مندی کی دعا آپ کی خدمت کی۔ آپ نے رخصت کے وقت ایک بھڑی اس کو عنایت کی اور فرمایا کہ اس کی نسل قیامت تک تیرے گھر میں رہے گی اور تو سعادت مند بھی ہو جائے گا۔ چنانچہ گائیوں کے ریوڑ آج تک اس کی اولاد کے پاس موجود ہیں اور جب وہ شخص فوت ہوا تو اس کے بیٹے نے جو بیس ختم قرآن مجید کر کے اس کی روح کو ایصالِ ثواب کیا۔ یعنی وہ سعادت مند بھی ہو گیا۔

ایک رات اسی گائیوں والے مرید کو چوروں نے نعت لگائی۔ مرید کو خواب میں تنبیہ کرنا وہ سویا ہوا تھا آپ خواب میں اس کو لے اور فرمایا، اٹھ۔ وہ نہ اٹھا۔ پھر فرمایا، اٹھ۔ پھر بھی نہ اٹھا۔ تیسری دفعہ آپ نے اس کی پشت پر دو عاصے مارے۔ وہ اٹھ بیٹھا۔ اس کے بیدار ہونے سے چور بھاگ گئے اور اس کا مال و اسباب بچ گیا۔

آپ کے پڑوتے سید محمد عالم بن سید نظام الدینؒ کہا کرتے تھے کہ میں نے دونوں عاصوں کے نشان اس کی پشت پر اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں جو تمام عمر اس کو موجود رہے۔

منقول ہے کہ موضع دھراں گگاں میں ایک شخص نے
پیدائش سے پہلے خچر کا حلیہ بتانا گھوڑی خریدی۔ وہ باردار تھی۔ آپ نے فرمایا: یہ
سفید ماتھے والا خچر جنے گی۔ چنانچہ اسی طرح ہوا۔

منقول ہے کہ ایک دفعہ آپ کے گھر سے پانسو روپے نقد اور قیمتی کپڑے
چوروں کا اندھا ہو جانا چوروں نے اٹھالیے۔ جب مکان سے باہر نکلنے کا ارادہ کیا تو اندھے
ہو گئے۔ ساری رات سرگردان رہے۔ صبح کو اپنا قصور معاف کروایا اور ہر چیز واپس کی۔

منقول ہے کہ ایک دفعہ کسی وقوعہ پر تھانیدار موضع بڑجن میں
بے ادبوں کا سزا پانا آیا۔ گاؤں کے نمبردار نے اُس کی روٹی کے لیے آپ کے
گھر سے بے اجازت اٹھا لے لیا۔ آپ نے فرمایا: ہمارا آٹا تم سب کو تکلیف دے گا۔ چنانچہ جب
تھانیدار نے روٹی کھائی تو رات کو دو مرتبہ چارپائی سے نیچے گرا۔ اُس نے عقدہ سے سپاہیوں کو
مارا۔ سپاہیوں نے نمبردار اور چوکیدار کی پٹائی کر دی کہ یہ شرارت تم نے کی ہے۔ وہاں کے
سب زمینداروں نے مل کر تھانیدار کو پیٹا۔ آپ کا ارشاد بالکل ٹھیک ہوا۔

وفات کے بعد کرامات

آپ کی قبر منور پر آج تک ہر جمعرات کو شیر اگر سلام کرتا ہے اور دم سے
شیر کا سلام کرنا جھاڑو دے کر چلا جاتا ہے۔

فت: شیر کا قبر پر سلام کرنا کچھ جائے تعجب نہیں۔ حضرت خواجہ علاء الدین علی احمد صابر خستہ
کے روضہ کا بھی شیر جھاڑو کرتا ہے۔

آپ کی اہلیہ کا نام حضرت شہامت بانو بنت میاں جان محمد مغل تھا۔ ان کے بطن سے
اولاد آپ کے دو بیٹے متولد ہوئے:

۱۔ سید شاہ نواز
۲۔ سید چراغ دین

لے تذکرہ اولیائے ہند، ج ۲، ص ۵ شرافت

آپ کے مرید تو بہت ہوں گے۔ لیکن آپ کے ایک درویش شیخ علم الدین ساکن
یارِ طریقت پنڈی کا نام صرف معلوم ہو سکا ہے۔

سید فضل الدین کی وفات ماہِ رجب اور بقولے ماہِ شوال ۱۲۹۰ھ میں ہوئی۔ آپ کا
تاریخ وفات مزار شریف موضع بڑجن، علاقہ گس گمان، ضلع میرپور، ریاست جموں میں
چار دیواری بنی ہوئی ہے۔

ماہِ ہائے تاریخ، ۱۔ شیخ فقیر، ۲۔ گلشن فیض

سید قطب الدین

آپ سید فتح الدین بن سید خدا بخش برخورداری کے تیسرے فرزند تھے۔ خرقہ خلافت
شیخ احمد شاہ بن شیخ جیون شاہ سلیمانی ساکن اگر وہ سے حاصل کیا تھا۔

منقول ہے کہ آپ کی شادی کا کام شروع تھا۔ تاریخ مقرر ہو چکی تھی۔ اٹاپسا
شادی کا واقعہ ہوا تھا کہ دریائے چناب میں سیلاب آگیا اور سب سامان اور اموال بہ گئے۔
آٹے کو چادروں میں باندھ کر درختوں پر لٹکا دیا گیا۔ بعد میں ساہن پال دیا برد ہو گیا تو والدین نے
ساہنیا نوالہ میں بیٹھ کر آپ کی شادی کا کام انجام دیا۔

چونکہ ساہن پال شریف ۱۲۳۴ھ میں دریا برد ہوا تھا اس لیے شادی کا واقعہ اسی سال
میں ہوا ہو گا۔

آپ کی اہلیہ کا نام سید نیاز بی بی بنت سید شرف الدین برخورداری میر وہ والد تھا۔ ان کے
اولاد بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کے تین بیٹے تھے: ۱۔ سید پیراں دتہ، ۲۔ سید احمد دتہ، ۳۔ سید محمد

۱۔ سید مہتاب بی بی۔ منکوہ سید علم الدین بن سید شاہنواز برخورداری ساکن بڑجن۔

۲۔ سیدہ خواجہ بی بی۔ منکوہ سید نظام الدین بن سید کرم الدین برخورداری ساکن شیخ علی پور
عرفت منگلی۔ ضلع گجرات۔

۳۔ سیدہ صالحہ بی بیؓ منکوحہ میاں علی محمد بن میاں غلام حیدر، ساکن دھنویہ خور و ضلع گوجرانوالہ۔
۴۔ سیدہ طالعہ بی بیؓ یہ تارکہ مجرہ رہیں۔

سید قطب الدینؒ کی وفات ۱۲۹۱ھ میں ہوئی۔ قبر گورستان نوشاپور
تاریخ وفات میں ہے۔

مادہ تاریخ : ۱۔ آیت شریفہ یوید اللہ ان ینحفف عنکم

۲۔ شیخ فقرا

سید امام بخشؒ

آپ سید حبیب الدین سید خدا بخش بر خورداریؒ کے فرزند اکبر تھے۔ بیعت طریقت شیخ
غلام حسن بن شیخ بڑھاسلیمانیؒ سجادہ نشین درگاہ عالیہ سنی شاہ سلیمان نوری بجلوالیؒ سے تھی۔
آپ کی والدہ کا نام سیدہ نور بھری بنت سید حافظ نور اللہ فرشتہ صفات بر خورداریؒ تھا۔
اخلاق آپ درویش مرد، حلیم الطبع، صاحب مسکنت و غربت تھے۔ ناموری اور مشہوری سے
لغزت تھی۔

کرامات

منقول ہے کہ مہرا بن عالم تارڑ ساکن سارنگ نے خدمت میں عرض کیا کہ
دعا کا قبول ہونا میرا ایک زمین کا مقدمہ ہے۔ آپ میرے لیے دعا فرمادیں۔ آپ نے دعا کی
اور بشارت دی کہ مقدمہ کا فیصلہ تیرے حق میں ہوگا۔ اور فرمایا، آج رات تجھ کو اس کا پتہ بھی
چل جاوے گا۔ چنانچہ رات کو اس نے خواب میں دیکھا کہ ساہن پال شریف سے مشرقی جانب
حضرت نوشہ صاحبؒ کا دربار لگا ہے اور مقدمات کے فیصلے ہو رہے ہیں۔ انہوں نے بھی
فرمایا، مہرا! زمین تجھ کو مل گئی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد عدالت ظاہری سے بھی وہ زمین مل گئی۔
منقول ہے کہ چودھری تاجہ بن اللہ تارڑ ساہنپالیہ دریا
ایک گمشدہ نعش کی خبر دینا میں ڈوب کر مر گیا جس کی نعش گم ہو گئی۔ اولاد نے بہتری

جستجو کی اور دریا کے کنارہ پر دو روز تک تلاش کو پہنچے۔ مگر کہیں سے کوئی پتہ نہ چلا جیسی کہ اٹھارہ دن گزر گئے۔ ایک روز آپ نے فرمایا کہ آج مجھے تاجر خواب میں ملا ہے اور کہا ہے کہ میں اگر وہیہ کے قریب ہوں۔ چنانچہ آپ کے پتہ دینے پر ایک میل کے فاصلہ سے ہی اگر وہیہ کے متصل سے نعلش مل گئی۔

آپ کی اہلیہ کا نام سیدہ تاج بی بی بنت سید شرف الدین برخورداری ساکن میرزہ تھا۔ اولاد ان کے بطن سے صرف ایک ہی فرزند سید الہدین پیدا ہوئے۔

سید امام بخشؒ کی وفات بروز منگلوار، بائیسویں جمادی الاولیٰ ۱۳۰۶ھ
تاریخ وفات یکم ماہنگ سنہ ۱۹۲۶ء کو ہوئی۔ قبر گورستان نوشاہیہ میں ہے۔
مادہ ہائے تاریخ، ۱۔ شاہ امام بخش زاہد ۲۔ واقف علم شریعت

سید ایزد بخشؒ

بعض شہروں میں آپ کا نام عزت بخش تحریر ہے۔ آپ سید حبیب اللہ بن سید خدا بخش برخورداری کے فرزند اصغر اور مرید و خلیفہ تھے۔

آپ کی والدہ کا نام سیدہ نور بھری بنت سید حافظہ نور اللہ فرشتہ صفات تھا۔ آپ کا ایک پاؤں بچپن سے ہی لنگڑا تھا۔

آپ نہایت امین اور دیانت دار تھے۔ آپ کے زمانہ میں سب درگاہ کا خزانچی ہونا برادران سادات برخورداریہ نے متفقہ طور پر درگاہ عالیہ نوشاہیہ کے نذرانہ (چڑھاوا) کا خزانچی آپ کو مقرر کیا ہوا تھا۔

آپ کے والدین نے آپ کے واسطے سید شمس الدین بن سید شہدہ دتہ دھلوی سے دعا کا اثر ان کی لڑکی کا رشتہ طلب کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ جو شخص ہماری لڑکیوں سے ناظر کریگا۔ وہ دنیا میں ابر رہے گا۔ آپ نے جب سنا تو فرمایا بلکہ ان کی لڑکیوں کا کوئی شخص رشتہ ہی نہ ہو چھے گا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آج تک ان کی اولاد سے ہی کوئی شخص رشتہ نہیں پوچھتا۔

آپ ساری عمر متابل نہیں ہوئے۔ آپ کی قبر گوردستان نوشاہیہ میں ہے۔
وفات ۱۳۳۷ھ۔

سید امام شاہ

آپ کا اصلی نام امام بخش المعروف امام شاہ تھا۔ آپ سید صدیق شاہ بن سید محبوب شاہ
خورداری لاہوری کے فرزند اکبر اور مرید و خلیفہ تھے۔ لاہور میں سکونت رکھتے۔ ہر دم ذکر و فکر میں
مشغول رہتے۔

یہ مکتوب آپ نے سید فضل الدین بن سید فتح الدین بر خورداری ساکن بڑجن، ریاست
مکتوب جموں کے نام بھیجا تھا۔

برادر عزیز و فرزند بھائی فضل دین جو سلامت۔ از جانب امام بخش بعد از سلام شوق مطالعہ
باد صورت این ست کہ بجز دیدن خط ضرور بضرور خود را بیارند۔ وریں باب تاکید اکید و انسند کہ
دو سال گزشتہ کہ این خط از دست مایاں آمدہ بودند کہ حالاً بخدمت شما فرستادند باید کہ ہمراہ خود
ہمیشہ صاحبہ مہربانی بی را بیارند۔ والسلام۔

آپ نے اپنی وفات سے ایک سال پہلے ہی اپنے انتقال کی خبر
وفات کی اطلاع دینا دے دی تھی اور اپنی اہلیہ محترمہ کو بارہ جوڑے نئے کپڑے تیار کر کے
گنبد کے رنگ میں رنگا دیے تھے کہ میرے بعد تمہاری ساری عمر کے لیے یہ کافی ہوں گے۔

منقول ہے کہ وفات سے ایک مہینہ پہلے آپ لاہور سے ساہن پال
آخری وقت کی خبر دینا تشریف لے آئے۔ ایک دن بعد برادران ہم جدی درگاہ عالیہ
حضرت نوشہ گنج بخش کی زیارت کو گئے اور ایک جگہ پر نشان لگا دیا کہ میری قبر اس جگہ بنانا چنانچہ
اسی روز آپ کی وفات ہو گئی۔ آپ فرماتے جاتے تھے کہ اب میری روح پاؤں سے نکل گئی ہے۔
اب سینے پر ہے۔ اب حلق میں ہے۔ یہی کہتے ہوئے جان بحق تسلیم کی۔

آپ کی اہلیہ کا نام حضرت فتح بی بی بنت میاں سعادت بن میاں منور حفظانہ تھا۔ ان کے
اولاد بلن سے اولاد ہوئی۔ آپ کا فرزند زینہ نہیں تھا صرف دو بیٹیاں تھیں؛

۱۔ سیدہ طالعہ بی بی۔ ۲۔ منکوہ سید مگھن شاہ لاہوری بن سید حافظ الہی بخش بر خورداری

۱- سیدہ منتاب بی بیؒ منکوہ سید حبیب اللہ بن سید نور حسن ہاشمی رملویؒ
سید امام شاہؒ کی وفات ۱۲۸۴ھ میں ہوئی۔ قبر گورستان نوشاہیہ میں ہے۔
تاریخ وفات مادہ تاریخ، توشہ عاقبت

سید پیر شاہ لاہوریؒ

آپ کا اصلی نام پیر بخش المشہور پیر شاہ تھا۔ آپ سید صدیق شاہ بن سید محبوب شاہ
برخورداری لاہوریؒ کے فرزند اصغر اور مرید و خلیفہ تھے۔ صاحب علم و فضل تھے۔ لاہور میں سکونت رکھتے۔
آپ کی مہر کا صحیح یہ تھا، [فقیر پیر شاہ اولاد نوشاہ] صحیح مہر
آپ کی یہ مہر تذکرہ نوشاہیہ قلمی پر ثبت ہے۔
آپ کی شادی سید حبیب اللہ بن سید خدا بخش برخورداری ساہن پالویؒ کی صاحبزادی
منکاح سے ہوئی تھی۔ لیکن کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

سید پیر شاہؒ کی وفات ۱۲۸۵ھ میں ہوئی۔ قبر لاہور میں ہے۔
تاریخ وفات مادہ تاریخ، غفرہ

سید شمس الدین ڈھلوالہؒ

آپ سید اللہ دتہ بن سید فتح الدین برخورداری ڈھلوالہ کے بڑے بیٹے تھے۔ حنفیہ
خلافت و اجازت اپنے جد امجد حضرت سید فتح الدین بن سید محمد عظیم دھماوائیؒ سے حاصل کیا۔
آپ کے حق میں آپ کے والد ماجد نے دعا فرمائی تھی کہ شمس الدین فقیر ہوگا۔ چنانچہ
دعائے والد آپ واقعی فقیر کامل ہوئے۔

کرامات

منقول ہے کہ آپ ایک مرتبہ محل شریفین کی مسجد میں بیٹھے تھے
مثالی طور پر حج میں شامل ہونا کہ ریاست جتوں کا ایک حاجی حج کے سفر سے واپس آیا۔

آپ سے ملاقات کر کے پوچھا کہ آپ حج سے کب تشریف لائے ہیں۔ حاضرین نے کہا کہ آپ حج کے دنوں میں نہیں تھے۔ کہیں غیر حاضر نہیں ہوئے۔ اس نے قسم اٹھا کر کہا کہ حضور نے پانچ نمازیں کعبہ شریف میں میرے ساتھ پڑھی ہیں۔ اور میں آپ سے خوب واقفیت رکھتا ہوں۔

۱۔ بزرگوں کا ایک وقت میں متعدد جنگوں پر موجود ہونا ممکن ہے۔ اور کئی مشایخ سے منقول ہے۔
۱۔ شیخ موہن نے فرمایا کہ میں حضرت سلطان المشایخ کو برشب تہ کو کعبہ میں ملاقات کیا کرتا ہوں۔

۲۔ شیخ حسین لاہوری بظاہر لاہور میں اور باطن پر بہتہ شریف میں مہر و نوا رہا کرتے تھے۔

منقول ہے کہ آپ اپنے ایک مرید کی برات کے ساتھ صومعہ واد سے و جد حال کا کرشمہ متصل سیرے میں تشریف لے گئے وہاں سسرال والوں کی عورتوں نے پنجاب کے دستور کے مطابق براتیوں کو گایاں دیں اور نوا بھی درویشوں کے رجدہ حالت کا بھی تمسخر اڑایا۔ آپ نے ان کی طرف نگاہ کر کے الا اللہ کا نثرہ نکایا۔ وہ سب عورتیں پھڑک کر مکانات کی پھتوں سے نیچے گر پڑیں۔ اور وجد کرنے لگیں۔

منقول ہے کہ سید لطف الدین بن سید علی محمد بن خور داری کے ہاں اولاد فرزند ہونے کی دعا نہیں ہوتی تھی۔ آپ نے ان کی اہلیہ حضرت نیک بی بی کو اپنے تھیلا میں سے ایک چاول نکال کر کھلا دیا۔ اور فرمایا تم کو خدا ناکرم لڑکا عنایت فرماوے گا۔ پنانچہ ایک سال کے بعد ان کے ہاں سید عمر بخش پیدا ہوئے۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ عرس پھڑی شریف سے واپسی کے وقت دوپہر کے کیکر کو دعا دینا وقت علی پور چٹھہ کے صحرا میں ایک درخت لیکر کے نیچے آرام فرمایا۔ جب پچھلے پہر کو وہاں سے روانہ ہونے تو فرمایا: اے درخت لیکر! تو نے ہم کو آرام پہنچایا ہے ہم نے تجھ سے فیض سے مالا مال کر دیا ہے۔ پنانچہ اس کے بعد اس میں یہ تاثیر پیدا ہو گئی کہ جو شخص تیرے یا چوتھا کے بخار والا ہوتا۔ اس کے پتے یا پوست اپنے پاس رکھنا تو تندرست ہو جاتا۔

لے تذکرہ اویانے بند، ج ۱، ص ۹۵ لے تذکرہ ج ۱، ص ۲۵ شرافت

علی پور کی ایک کھترانی کو وہاں سے صحت ہوئی تو اس نے مسافروں کی سہولت اور پانی پینے کے واسطے وہاں ایک باولی بنوادی۔ آج تک لوگ اس جگہ سے فیض پارہتے ہیں۔
منقول ہے کہ چونکہ باقندہ سا ہنپالیہ نے عرض کی کہ مجھے بخار ہوتا ہے گٹ کر دور مضبوط گٹ کرنا جب آپ دھاگہ پر گرہ دے کر چوبک مارنے لگے تو اس نے کہا مضبوط گٹ کرنا آپ نے وہ دھاگہ توڑ دیا اور فرمایا کہ مضبوط تو یہی ہے کہ آج کے بعد تمام عمر تم کو کبھی بخار نہ ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

وفات کے بعد کرامات

آپ نے فرمایا تھا کہ تیرہ سال تک میری ہڈیاں بھی دو دو دیں گی۔ یعنی ریزائیس جاری ہے گا۔ چنانچہ وفات کے بعد ہی خوارق ظاہر ہوا کرتے تھے۔

منقول ہے کہ حضرت سید محمد امین بن سید عارف قلی احمد پاکذات ورد شقیقہ کا دور ہونا نوشاہ شامانی کو درد شقیقہ ہوا کرتا تھا۔ کافی عرصہ تک رہا۔ بہت علاج کیے مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ ایک رات خواب میں ان کو آپ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے ان کو ایک نسوار عطا فرمائی۔ انہوں نے سو گھنٹی تو چھینک آئی۔ جب بیدار ہوئے تو درد کا فور تھا۔ پھر تمام عمر نہ ہوا۔
ف : خواب میں مل کر بیماریوں کو اچھا کرنا کئی بزرگوں سے منقول ہے۔ چنانچہ

۱۔ مولانا فخر الدین نے یازندہ صوفی کو خواب میں مل کر اچھا کیا۔

۲۔ مولوی فضل احمد امام جامع مسجد دہلی کالا کا بیمار تھا۔ خواب میں دیکھا کہ شاہ غلام علی مجددی

نے آکر اس کو کچھ کھلایا۔ چنانچہ وہ صحت پا گیا۔

مکتوبات

آپ کے دو مکتوب یہاں تبرکاً اصل جبارت فارسی میں درج کیے جاتے ہیں۔

ملہ مذکرہ ادویات نے ہند، ج ۲، ص ۱۲۵ شرافت

یہ مکتوب آپ نے ساہن پال شریف سے اپنے چھوٹے بھائی سید قطب الدین کے مکتوب اول نام بمقام ڈھل شریف روانہ کیا تھا۔

تھو الغنی۔ راحت بہان بکد عزیز ازجان میاں قطب الدین جبر۔ ہموارہ بحفظ حافظ حقیقی محفوظ باشند۔ ازیں صوب فقیر شمس الدین و احمد بخش بعد از سلام و دعوات مزید حیات و اسخ ضمیر باد۔ احوال فیما بین بخیریت مطلوب۔ رقمہ خیریت ایشان رسید و نامی کوالف معلوم گردید۔ و در آمدن این جانب توقف بموجب آدھا نعلین دوز گردیدہ۔ و آن نعلین دوز مذکور را حلاص کنایندہ است و مبلغ ہفت روپیہ روزینہ سپاہیاں مقرر گردانیدہ۔ و دریں روز ہائے بند و بست مبلغائے مذکور نمودہ انشا اللہ رسیدہ خواہیم شد۔ و بخدمت قبلہ گاہی جیو قد موسی قبول باد۔ دیگر از ہر اقارب و معارف سلام بعد شوق قبول باد۔ و از بندہ قل احمد بندگی بصدنیاز۔

یہ مکتوب آپ نے ڈھل شریف سے اپنے بھائی سید قطب الدین اور اپنے مکتوب دوم بھتیجے حافظ غلام محمد کے نام بمقام ساہن پال شریف روانہ کیا تھا۔

برادر عزیز، وافر تیز، خوب خصال، پسندیدہ افعال، قرۃ العین میاں قطب الدین بر خردار غلام محمد طول عمر ہا۔ از جانب فقیر شمس الدین و احمد بخش بعد از دعوات مزید حیات و ترقی عمر و درجات مشہور باد کہ احوال این جائے بخیر است و خیریت آن عزیزاں از دربار الہی شب و روز مسالت میدارم۔ ازاں روز کہ ازیں جائے مخلص بخیر و عافیت شدید۔ خبر خیریت خویش فرستادہ اید۔ خیریت خود قلمی سازند کہ تسلی خاطر گرد و زیادہ دعا۔ برادر عزیزان لطف دین و کرم دین و قدم دین و قل احمد و بوٹہ و عزت بخش و علم دین و غیرہ را سلام واضح باد۔ و الہداد و دائم و گوہر و غیرہ را دعا و سلام واضح باد۔

آپ کے ہاتھ کی بعض تحریریں اولاد کے پاس محفوظ ہیں۔ ان میں سے تین مسدود تحریر کتب دستخط نقل کیے جاتے ہیں؛

۱۔ تمت تمام شد (فقر نامہ) در روز پنجشنبہ وقت زوال در ماہ رمضان المبارک تاریخ ششم ست ہست خط فقیر فقیر بندہ پر فقیر شمس الدین تحریر صورت یافت ۱۲۶۵ھ۔ تمت تمام شد۔

۲۔ "تمت تمام شد قصہ وجود آدمی در روز دوشنبہ بوقت نہر بتاریخ یکم شہر شوال بدستخط
فقیر حقیر بندہ پر تقصیر شمس الدین تحریر یافت با تمام رسید ۱۲۲۹ ہجری النبوی صلعم تمام شد۔"
۳۔ "تمت تمام شد اربعین حدیث یعنی چہل حدیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام بوقت چاشت
در روز چہار شنبہ فی التاريخ ہفتم شہر ربیع الاول ۱۲۳۶ ہجری بدست خط فقیر شمس الدین
صورت تمام یافت از اولاد قدوة الواصلین عمدة الصالحین حضرت شیخ حاجی محمد نوشہ
گلچ بخش۔"

آپ کی مہر کا صحیح یہ تھا،

صحیح مہر [طلوع شمس الدین زانق فتح الدین]

شیخ غلام حسن بن شیخ بڑھا سلیمان بن جلوالی بکھا کرتے تھے کہ حضرت
معتبرین کمالات نوشہ صاحب کی اولاد میں سے سید شمس الدین خاتم الفقرا تھے۔ اور
مولوی سید غلام قادر بن سید عبداللہ بر خور داری خاتم العلماء تھے۔

آپ کے ایک فرزند سید پیر محمد تھے۔

اولاد آپ کی پانچ بیٹیاں تھیں،

- ۱۔ سیدہ سجادہ بیگم۔ یہ تارکہ مجرودہ رہیں۔
- ۲۔ سیدہ حیات بیگم۔ یہ بھی تارکہ مجرودہ تھیں۔
- ۳۔ سیدہ گوہراں بیگم۔ منکوہہ سید غلام حسن بن سید قطب الدین بر خور داری دہلوالہ۔
- ۴۔ سیدہ حسمت بی بی۔ یہ بھی تارکہ مجرودہ رہیں۔
- ۵۔ سیدہ بیگم بی بی۔ یہ بھی تارکہ مجرودہ رہیں۔

یارانِ طریقت آپ سے بہت لوگ مستفیض ہوئے۔ از انجملہ

- ۱۔ سید فضل الدین بن سید فتح الدین بر خور داری۔ بڑھن۔ ضلع میرپور۔
- ۲۔ سید لطف الدین بن سید علی محمد بر خور داری۔ ساہنپال شریف۔
- ۳۔ سید غلام حسن بن سید قطب الدین۔ برادر زاوہ آنجناب۔

- ۴۔ میاں جمہور بن نظام ترکھان ساہنپال شریف ۱۰۔ سائیں جانی فقیر ڈھل شریف
 ۵۔ میاں صلاح بن جمہور ترکھان متوفی ۱۲۲۰ء ۱۱۔ سائیں صدق فقیر راہیاں
 ۶۔ میاں جوامر بن جمہور ترکھان ساہنپال ۱۲۔ میاں برکت اللہ گوجر دریا
 ۷۔ میاں چراغ عالم منہاس دو برجی ۱۳۔ میاں نعمت اللہ المعروف تلالا درزی دھورہ
 ۸۔ میاں غلام علی منہاس ۱۴۔ میاں صاحب الدین کوٹلہ ڈتتاں
 ۹۔ سائیں نعمت علی فقیر ڈھل شریف ۱۵۔ میاں غلام احمد خوجہ نام مسجد دھنویہ خورد۔ گوجرانوالہ
 ۱۶۔ میاں عثمان گلگو لاہور

سید شمس الدین کی وفات بروز سوموار۔ وقت نماز عصر، ستائیسویں
 تاریخ وفات ربیع الآخر ۱۲۸۵ھ میں ہوئی۔ آپ کی قبر ڈھل شریف ضلع گجرات میں اپنے
 باپ اور دادا صاحب کے درمیان ہے۔
 مادہ ہائے تاریخ، ۱۔ ہادی خداترس ۲۔ بخشش بے حساب

سید قطب الدین ڈھلوالہ

آپ سید اللہ وقتہ بن سید فتح الدین بخورداری ڈھلوالہ کے دوسرے بیٹے تھے۔
 خرقہ خلافت اپنے جد امجد سید فتح الدین بن سید محمد عظیم دھماوائی سے حاصل کیا۔
 آپ کے حق میں والد ماجد نے دعا فرمائی کہ میرا بیٹا قطب الدین امیر ہوگا۔ لہذا
 دعائے والد آپ بڑے با اقبال و با سیاست خوب صورت نیک سیرت صاحب فہم و
 فرامت تھے۔

منقول ہے کہ حضرت شاہ نعمت اللہ الملقب بہ حاجی دیوان ڈوگر
 ایک منصفانہ فیصلہ شہروردی مدفون خانقاہ ڈوگراں (ضلع شیخوپورہ) کے سجادہ نشین

سید شمس الدین کا کچھ ذکر شریف التواریخ کی تیسری جلد موسوم بہ تذکرۃ النوشاہدہ کے چھٹے
 حصہ تحائف الاسرار نام میں لکھا جانے لگا۔ شرافت

صاحبزادہ نے اپنے ہم جدی برادران باشندگانِ دھنویہ (متصل حافظ آباد، ضلع گوجرانوالہ) کو
 دربار کے حقہ اور نذر و نیاز سے بالکل جواب دے دیا۔ انہوں نے تنازعہ شروع کیا اور اپنا منصف
 و ثالث حضور کو مقرر کیا۔ سجادہ نشین صاحب نے اپنا منصف حضرت داتا گنج بخش لاہوریؒ کے
 دربار کا مجاور منتخب کیا۔ تاریخ جلسہ منعقد ہوئی جس پر سب لوگ حاضر ہوئے۔ آپ نے خاندانِ ڈوگرہ
 کے سب شجرہ جات نسب منگوا کر دیکھے۔ اور سبی لحاظ سے سب کے حقے مقرر کیے۔ سجادہ نشین
 صاحب نے جب دیکھا کہ فیصلہ صحیح ہونے والا ہے تو انہوں نے ایک خفیہ پیغام آپ کو بھیجا کہ
 آپ اگر فیصلہ میرے حق میں کریں تو آپ کو ایک گھوڑا، ایک جوڑا کپڑے، سونے کے کڑے،
 پانسو روپے نقد نذرانہ دیا جاوے گا۔ آپ اس پیغام کو سن کر بڑے غصہ میں آگئے اور فرمایا
 میں دنیاوی مال کا خواہشمند نہیں ہوں، حقانیت پسند ہوں۔ یہ سب انعامات آپ مجاور لاہویؒ
 کو دے دیں۔ پھر آپ نے سب کو فیصلہ سنا دیا اور باشندگانِ دھنویہ کو قیامت تک دربار
 کے حقہ کا وارث بنا گئے۔ بعد ازاں سجادہ نشین نے وہ فیصلہ ڈپٹی کمشنر کے پیش کیا اور اس کو
 فسخ کرانا چاہا۔ مگر اس نے اسی کو منظور کیا۔

آپ کا ایک مکتوب یہاں نقل کیا جاتا ہے جو آپ نے اپنے بڑے بھائی سید شمس الدین کو
 مکتوب لکھا تھا:

”بخدمت فیض رحمت حضرت اخوان صاحب جو سلمہ ربہ!۔ از جانب فقیر قطب الدین بعد

از بندگیات فراوان مطالعہ باحوال این جانے بخیرست وصحت تندرستی آن صاحب جو مدام
 مطلوب۔ وریں ولا بخدمت شریفین نوشتہ شد کہ مہربانی فرمودہ خبر بخیرست خود بدست ہر آئیندہ
 دروندہ ارسال دارند۔ از غلام محمد و پیرنہ و دیگر صاحبزادہ ہائے سلام۔ طرف غلام حسن
 برخورداری“

صحیح فہر آپ کی دو نہیں تھیں:

۱۔ ایک پر یہ صحیح کندہ تھا: [زفتح دین محمد شدست قطب الدین]

۲۔ دوسری فہر پر یہ الفاظ کندہ تھے: [میاں قطب الدین]

اولاد آپ کے ایک ہی فرزند سید غلام حسن تھے۔

یارانِ طریقت آپ کے اجباب و خواص مرید یہ تھے؛

۱۔ سید حافظ غلام محمد بن سید احمد بخش بر خورداری برادرزادہ آنجناب ساہن پالوی

۲۔ میاں غلام علی لاہوری

۳۔ میاں نبی بخش لاہوری

سید قطب الدین کی وفات بروز اتوار۔ چھٹیوں محرم الحرام ۱۲۹۲ھ میں ہوئی۔

تاریخ وفات قبر مبارک اپنے آبا و اجداد کے پاس گورستان نوشاہیہ میں ہے۔

قطعہ تاریخ

چونکہ قطب الدین جو انمرد رشید	عزت نوشاہی ز اولاد سعید
کرد پد و درجہ ان بے بہت	رفت روح او تر عرش مجید
روز یکشنبہ ششم ماہ عاشور	از قضا نے حضرت رب الوحید
با مزار حضرت نوشہ ولی	دفن کردندش باغزار شہید
بہر سن فوت آن مرد ولی	گفت ہاتف بدورا حوراں خرید

مادہ ہائے تاریخ

۱۔ قدوہ مخلوقات ۲۔ مشہورِ خلافت

سید احمد بخش و ہلوالہ

آپ وحید العصر، فرید الزمان، صاحب زہد و ورع تھے۔ آپ سید اللہ دتہ بن سید فتح الدین بر خورداری ڈھلوالہ کے تیسرے بیٹے تھے۔ بیعت طریقت و خلافت اپنے جد بزرگوار حضرت سید فتح الدین بن سید محمد عظیم سے حاصل تھی۔

آپ کے حق میں والد صاحب نے فرمایا تھا کہ احمد بخش قبر دین ہوگا۔ عبادت و ریاضت چنانچہ آپ بڑے متشرع، اہل عبادت و ریاضت ہوئے۔ آپ خواہ

لہ اس مادہ تاریخ کا کوئی مطلب نہیں۔ پرانی یادگار کے طور پر درج کر دیا ہے ۱۲ شرافت

ساہن پال میں ہوتے یا ڈھل میں۔ رات کو دریا پر جا کر عبادتِ الہی کیا کرتے۔ کبھی رات کو چٹی میں نکل جاتے اور ذکر جہر کلہ طیبہ کیا کرتے۔

ایک مرتبہ آپ نے بھڑی شریف میں درگاہ حضرت شیخ عبدالرحمن پر پلہ کیا۔ حضرت سید چلہ نشینی شاہ عصمت اللہؒ والے حجرہ میں چالیس روز معتکف رہے۔ دروازہ بند رہا۔ آپ کو بائیں ٹخنے سے لے کر گھٹنے تک دیکھ گئی۔ لیکن محویت میں آپ کو کچھ محسوس نہ ہوا۔ آپ قوی الجذبہ تھے۔ درویشی اور اوصافِ فقر میں آپ اپنے دونوں بھائیوں بلندی مرتبہ سے بلند مرتبہ رکھتے تھے۔

کرامات

منقول ہے کہ آپ کے بڑے بھائیوں سید شمس الدین اور سید فتوحات کثیر حاصل ہونا قطب الدین نے ایک مرتبہ آپ کو کہا کہ اؤ خدا تعالیٰ کے ملک کی سیر کر آویں۔ آپ ان کے ہمراہ ہوئے۔ بہت مدت تک سفر کیا۔ وہی تک سیر کر کے واپس پھرے۔ جب رسول پور چٹھ میں پہنچے تو دونوں بھائیوں نے آپس میں گفتگو کی کہ آگے جیب ہم سفر جاتے تھے تو بہت کچھ نذر و نیاز حاصل ہوا کرتی تھی۔ اس مرتبہ احمد بخش کو ہمراہ لیا ہے تو کسی نے کچھ بھی نہیں دیا۔ اب بال بچہ کے لیے کیا لے جائیں گے آپ نے یہ بات سن لی تو فرمایا: واہ بھائی صاحب! اپنے تو فرمایا تھا کہ سیر کے لیے جانا ہے۔ اور سیر تو کیا اچھی ہو گئی ہے۔ اگر نذرانہ کی ضرورت تھی تو پہلے بتا دیا ہوتا۔ خیر اب دو روز ہیں ٹھہرو سب کچھ ہمیں آجانے گا۔ آپ نے ایسا تصرف کیا کہ وہی تک کے سب مرید وہیں حاضر ہوئے اور معقول نذرانے دیے۔ حتیٰ کہ مبلغات کی خیر لہ واکر ساہنپال شریف پہنچے۔

منقول ہے کہ آپ کا مرید میاں میوں ترکھان ساہنپالیہ ایک مرید کو جنوں کے شر سے بچانا کسی کام کے لیے موضع بھیکو میں جا رہا تھا جب جاگو تارڑ کی سرحد میں پہنچا تو جنگل کی جھاڑیاں نیستان وغیرہ آگیا۔ وہاں ایک عورت ظاہر ہوئی اور اس کو ساتھ لے کر ایک نشیبی جگہ میں لے گئی۔ وہاں دیکھا کہ جنوں کا ایک شہر آباد ہے اور اسی جنبہ عورت کے بیاہ کا کام شروع ہے۔ لڑکیاں گیت گاہری ہیں۔ شادی کے سب سامان موجود ہیں۔ وہ کھنے لگی

کہ میں تو اپنے لیے شوہر لے آئی ہوں۔ ملا کو بلا کر نکاح کرنے لگے۔ میاں میہوں نے اُس وقت آپ کو یاد کیا۔ ملا نے سب کو بتایا کہ اس شخص کے پیر صاحب سید احمد بخش نوشاہی ہیں۔ اس کو چھوڑ دو تو بہتر ہوگا ورنہ وہ ہم سب کو جلادیں گے۔ آخر انہوں نے چھوڑ دیا۔ دو روز وہ بھیکو میں جا کر رہا۔ اس کے خوف سے بخار ہو جاتا رہا۔ جب تیسرے روز واپس آیا اور آپ کی خدمت میں سلام کے لیے حاضر ہوا تو آپ نے تبسم ہو کر خود بخود فرمایا "کیساں ڈٹیاں سالیان، کیسی ڈٹھی نار" اور فرمایا اگر اُس وقت ہم تجھ کو نہ بچاتے تو جن تجھے ہلاک کر دیتے۔

آپ کا ایک مکتوب یہاں درج کیا جاتا ہے جو آپ نے دہلی شریف سے اپنے بڑے
مکتوب بھائی سید قطب الدین کو ساہنپال شریف میں بھیجا تھا:

"اخوان صاحب مہربان، یکہ گاہ بیکسان، یہ نایب الجود والاحسان، اخوان صاحب جو سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بندہ کمترین نیاز مند فقیر احمد بخش بندگی و کورنشات سرافگندگی بجا آوردہ معروض میدار و کہ احوال میں جانے بخیرست۔ خیریت آن صاحبان از دربار رب العزت شب و روز مسالت میدارم۔ چون دریں ولانا مرہجت شہادہ مسرت اسلوب رسید۔ ہزاراں شکر بدرگاہ پروردگار بجا آوردم۔ سے

ہفت دریاگر بنوشم ترنگرود کام من
شربت دیدار باید تشنہ دیدار را

میاں لطف الدین دچوہری الہداد و ایم و دیگر حال پساں را سلام واضح باد زیادہ خیریت۔
آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتابیں گلستان، یوسف زلیخا، سکندر نامہ، انشائے
تحریر کتب ہرکن، انشائے خلیفہ، کریم، فقر نامہ آج بھی موجود ہیں۔

آپ کا ایک دستخط یہاں نقل کیا جاتا ہے۔
دستخط

"الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلوة والسلام على

رسول خير خلقه محمد وآله واصحابه اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين -

تمت تمام شد کتاب مستطاب بعون الملك الوهاب مسمی زلیخا من تصنیف مقبول ایزد رحمان
حضرت مولوی جامی رحمۃ اللہ علیہ من یہ احقر العباد فقیر حقیر احمد بخش من بنابر فتوہ الواصلین

زبدۃ العارفین حضرت شیخ حاجی محمد نوٹ گنج بخش قادری قدس سرہ العزیز متوطن صادق پورچک ساہنپال
درمکان تڑپت نشان ڈھل تحریر یافت۔ روز چہار شنبہ۔ بوقت ظہر تاریخ بیست نہم ماہ ربیع الاول
۱۲۳۹ھ ہجری صورت اتمام یافت۔

صحیح مہر آپ کی مہر کا صحیح یہ تھا: [عظیم فتح الہی بدین احمد بخش]

اس میں یہ صنعت بھی موجود ہے کہ آپ کے پڑاوا صاحب سید محمد عظیم اور واوا صاحب
سید فتح الدین اور واوا صاحب سید اللہ دتہ کے ناموں کے اشارات بھی پائے جاتے ہیں۔
آپ کا نکاح سیدہ بھاگ بھری بنت سید خدا بخش بن سید حافظ نور اللہ فرشتہ صفات
اولاد برخورداری کے ساتھ ہوا تھا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کے ایک ہی فرزند سید حافظ غلام محمد تھے۔

آپ کی ایک بیٹی سیدہ تاج بی بی تھیں جو تارکہ مجرودہ رہیں۔

یارانِ طریقت آپ کا فیض تو عام تھا۔ بعض خواص اجاب کے نام لکھے جلتے ہیں:

- ۱۔ شیخ فرمایش دین بن شیخ رحمت علی سلیمانی
- ۲۔ سید پیر محمد بن سید شمس الدین ڈھلوی برادر زادہ آنجناب
- ۳۔ سید لدھے شاہ بن سید الہدین برخورداری
- ۴۔ سید عمر بخش بن سید لطف الدین برخورداری
- ۵۔ میاں میوں بن جمہور ترکان ساہنپال
- ۶۔ میاں مانہ بن جمہور ترکان ساہنپال
- ۷۔ شیخ خواہر شاہ بھڑی شریف گوجرانوالہ
- ۸۔ راجہ عظیم اللہ چکنٹہ گجرات
- ۹۔ شمیرا بھیکو گجرات
- ۱۰۔ عزمتم ساندہ لاہور

سید احمد بخش کی وفات بروز ہفتہ۔ وقت نماز ظہر، آٹھویں محرم الحرام
تاریخ وفات ۱۲۴۳ھ میں ہوئی۔ آپ کی قبر گورستان نوشاہیہ میں ہے۔

لے سید احمد بخش کا مزید ذکر شریف التواریخ کی تیسری جلد موسم بہ تذکرۃ النوشاہیہ کے چھٹے حصہ
صحائف الاسرار نام میں لکھا جائے گا ۱۶ فقرات

- ۱۔ آیت شریفہ جِزَاهِم بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيْرًا ۱۲۶۴ھ
- ۲۔ آفتاب معرفت ۱۲۶۴ھ
- ۳۔ سرست جام عشق ۱۲۶۴ھ

حضرت سید حافظ قلی احمد پاکذات نوشاہیؒ

آپ عارف ربانی، محبوبِ رحمانی، غوثِ جہان، نوشاہِ زمان، صاحبِ زہد و تقویٰ و علم و حلم تھے۔ آپ حضرت سید حافظ الہی بخش مظهر حق بن سید حافظ نور اللہ فرشتہ صفات برخورداری کے فرزند اکبر اور مریدِ خلیفہ تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ مولوی محمد غوث ساکن چکریاں کی صاحبزادی تھیں۔ آپ ماورِ زاد ولی اللہ تھے۔ حضرت سخی شاہ سلیمان نوری کے دربار سے اخلاق و عبادات آپ کو ”دوم نوشتہ“ کا خطاب ملا تھا۔ مجاہدات و ریاضات میں سرگرم رہتے۔ نسبت غوثیہ آپ کو پوری پوری حاصل تھی۔ کوئی دم آپ کا یادِ الہی سے خالی نہ جاتا۔ آدابِ طریقت سے واقف، عالم، فاضل، کاتب، محقق، مورخ تھے۔ خوارق و کرامات بکثرت ظاہر ہوتے تھے۔

آپ کے حالات طبقہ اول میں مفصل لکھے جا چکے ہیں۔ یہاں ترتیب نسب کے لحاظ سے مختصر تذکرہ دیا ہے۔ نیز آپ کی مفصل سوانح حیات بنام ”نوشاہِ زمان“ بھی لکھی جا چکی ہے۔ آپ کا نکاح سیدہ حسن بی بی بنت سید حبیب اللہ سے ہوا تھا۔ ان کے بطن سے دو بیٹے اولاد پیدا ہوئے،

۱۔ سید محمد امین ۲۔ سید محمد شفیع

چونکہ آپ نوشاہِ وقت تھے۔ اس لیے حضرت نوشاہِ صاحب کی طرح آپ کا یارانِ طریقت فیضِ طریقت عام تھا۔ آپ کے بائیس صوبے (خلعائے اکبر) باوق بانوا (خلعائے اصغر) بہتر امداد (خلعائے مجاز) تھے جن کے اسماء گرامی کتاب نوشاہِ زمان میں پورے لکھے گئے ہیں۔

سید حافظ قتل احمد کی وفات منگوار کی رات۔ وقت نماز تہجد۔ تیسویں بیچ الاخر
تاریخ وفات ۱۲۸۶ھ میں ہوئی۔ مزار شریف گورستان نوشاہیہ میں، درگاہ عالیہ سے
مغربی جانب ہے۔
مادہ ہائے تاریخ،

- ۱۔ آیت شریف فقنا عذاب النار ۱۲۸۶ھ
- ۲۔ فاضل دانش پڑوہ ۱۲۸۶ھ

سید بوٹے شاہ

آپ کا اصلی نام غلام احمد، مشہور نام بوٹے شاہ تھا۔ آپ حضرت سید حافظ الہی بخش
منہرجی بن سید حافظ نور احمد فرشتہ صفات برخورداری کے دوسرے بیٹے تھے۔ بیعت طریقت و
خلافت شیخ صدیقی شاہ بن شیخ خان بہادر سلیمانی رسولگری سے تھی۔

آپ کی والدہ کا نام حضرت محمد بانو بنت مرزا صاحب میاں جان محمد مغل، ساکن بڑا جن
ضلع میرپور، ریاست جٹوں تھا۔

آپ کی ولادت بروز چہار شنبہ، وقت نماز چاشت، بیسویں ذی الحجہ
تاریخ ولادت ۱۲۴۱ھ میں بمقام ساہنیانوالہ ہوئی یہ مادہ تاریخ، سرائے عشرت

حضرت سید حافظ قتل احمد پاکذات کا کچھ ذکر شریف التواریخ کی تیسری جلد موسوم بہ تذکرۃ النوشاہیہ
کے چھٹے حصہ صحائف الاسرار نام میں لکھا جائے گا۔

۱۲۳۶ھ میں موضع ساہن پال شریف کو دریائے چناب نے گرا دیا اور سب لوگ متفرق دیہات میں
جا بسے تھے۔ اور ابھی نئے گاؤں کی آبادی نہیں ہوئی تھی اس دوران میں چند سال تک حضرت سید
حافظ الہی بخش موضع ساہنیانوالہ میں جا رہے تھے۔ چنانچہ سید بوٹے شاہ کی پیدائش اسی
گاؤں میں ہوئی تھی۔ یہ گاؤں ساہنیان شریف کے متصل ہی شمال مغرب کی طرف ہے۔ ۱۲

ظرافت

آپ نے ظاہری تعلیم مولوی سید غلام قادر بن سید عبداللہ ساہنپالی سے پائی۔ قرآن مجید تعلیم پڑھا۔ پھر بعض درسی ادبی کتابوں پر بھی عبور کیا۔ لکھنے پڑھنے کا کچھ ملکہ حاصل ہو گیا۔ آپ ریاضت و مجاہدہ میں اپنے اقران میں بڑھے ہوئے تھے۔ ابتدائے جہاد و ریاضت احوال میں آپ کاشتکاری کیا کرتے۔ فصل کی کٹائی کے موسم میں رمضان شریف آتا تو آپ روزہ بھی رکھتے اور گندم کی کٹائی بھی کرتے۔ رات کو درگاہ عالیہ نوشاہیہ پر حاضر ہو کر دراد شریف ہزارہ اور چہل کاف کی منزل کیا کرتے۔ شام کے وضو سے نماز فجر ادا فرمایا کرتے۔ آپ کا طریقہ تھا کہ آپ روضہ عالیہ حضرت نوشہ گنج بخشؒ کے اندر داخل نہیں ہوا۔ آداب شناسی کرتے تھے محض اس خیال سے کہ حضور کا جسم اطہر زمین کے اندر مدفون ہے۔ اور روضہ کافر شش اور چہترہ بلند ہے۔ آپ دروازہ کے باہر بیڑھیوں کے آگے ہی سلام کیا کرتے، اور وہیں بیٹھ کر منزل بھی کیا کرتے۔ تین مرتبہ حضرت نوشہ صاحبؒ نے خواب میں آپ کو ارشاد فرمایا کہ بیٹا اندر آجایا کرو۔ کیونکہ اولاد والدین کی گود میں بھی بیٹھ سکتی ہے۔ آپ نے عرض کیا کہ مجھے بے ادبی کا ہر وقت خطر ٹھونکا ہے۔ چنانچہ آپ تمام عمر روضہ شریف کے اندر کبھی داخل نہ ہوئے۔

فت و مزار دشمن نجات گورگانی کا طریقہ تھا کہ جب بزرگوں کے مقابر میں داخل ہوتے تو بوجہ ادب باہر کھڑے ہو کر سلام و فاتحہ پڑھتے۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت نوشہ صاحبؒ نے آپ کو درگاہ سلیمانیا سے تاج عطا ہونا حکم دیا کہ تمہارا فیض حضرت نسی شاہ سلیمان نوری کے پاس ہے وہاں جاؤ۔ آپ پیادہ پاؤں روانہ ہوئے۔ جب سات کوس فاصلہ رہ گیا تو آپ نے جوڑا بھی اتار لیا اور ننگے پاؤں درگاہ سلیمانیا پر پہنچے۔ رات کو با وضو مرقد اطہر کے پائیں طرف بیٹھ رہے۔ سرنگی کے وقت آپ کو اُدنگہ آئی۔ خواب اور بیداری کے درمیان نظر آیا کہ دو نورانی شخص ظاہر ہوئے۔ ایک نے کہا: "بُوٹے شاہ دستار کے لایق ہے۔" دوسرے نے کہا: "بُوٹے شاہ تاج کے لایق ہے۔" آخر دونوں نے متفق ہو کر آپ کو تاج پہنایا اور ایک پراوٹے کا

لے تذکرہ اولیائے ہند، ج ۱۲، ص ۱۵۹ شرافت

نچلا حصہ (مٹلا) آپ کو عنایت کیا اور فرمایا، جتنا تم ضعیف ہوتے جاؤ گے اتنا ہی تمہارا فقر جوان ہوتا جائے گا۔

آپ بڑے عادل و منصف مزاج، محقق، ذاکرِ حق، عارفِ کامل، ولیِ اخلاق و عادات بے نظیر، سیف اللسان تھے۔ جو کچھ منہ سے نکالتے وہ پورا ہو جاتا۔ لوگ آپ کے پاس تنازعات لاتے۔ آپ بہت منصفانہ فیصلے کیا کرتے۔

آپ کے متعلق آپ کے والد صاحب حضرت سید حافظ الہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ میرا بیٹا بڑے شاہ پنچایت کا سردار ہو گا۔ چنانچہ آپ ہر مجلس کے سرگروہ ہوتے تھے۔

آپ کسی کو تعویذ یا دعا گہ (گٹ) کر کے نہیں دیتے تھے۔ جو شخص کوئی عرض کرتا، اگر آپ اس سے سخت کلامی کرتے تو بیڑا پار ہو جاتا۔ اور اگر آپ خاموش ہو جاتے تو کام نہوتا۔ آپ بزرگوں و درویشوں کی زیارتیں بھی کیا کرتے۔

آپ کا جسم ڈبلا پتلا تھا۔ چہرہ بارعب تھا ضعیف العمر تھے۔ آخری عمر میں علیہ ولباس بینائی جاتی رہی تھی۔ لیکن پھر بھی چہرہ پر جلالت کے اس قدر آثار تھے کہ کوئی شخص نظر بھر کر دیکھ نہ سکتا تھا۔

آپ لباس بالکل سادہ رکھتے۔ کپڑے ایسی کھدر کے ہوتے۔ سر پر ٹوپی پیالہ نما، جسم پر گودڑی اوڑھتے۔ آپ کی غذا سادہ ہوتی۔ روٹی کا ٹکڑا بقدر چار انگشت کھایا کرتے۔ پیٹ بھر کر کھانے کو پسند نہ رکھتے۔

کرامات

مراتف کے والد بزرگوار حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ اودام رحمۃ اللہ علیہ اقبال مسندی کی دعا برکاتہ فرماتے ہیں کہ جب میری دستار بندی ہوئی تو آپ نے اپنے ہاتھ مبارک ٹٹنے میرے سر پر دستار پہنائی اور دعائے خیر فرمائی کہ خداوند کریم تم کو عزت و اقبال دیوے گا۔ چنانچہ آپ کی دعا سے مجھے اللہ کریم نے دنیا و دین میں عزت و اقبال سے سرفراز فرمایا ہے۔

فت و مولف کتاب بذاکتا ہے کہ اس وقت تمام خاندان نوشاہی میں میرے والد بزرگوار جیسا ظاہری علم و فضیلت اور باطنی مقامات و مدارج میں کوئی شخص نہیں۔ یہ سب آپ کی دعائے خیر کی برکات ہیں۔ منقول ہے کہ جلتا تارڑ اگر وہیہ سے آپ نے کسی ضرورت کے لیے بیل مجذوم کو تندرست کرنا مانگی۔ اُس نے نہ دیے۔ آپ ناراض ہو کر واپس چلے آئے۔ اس نے گستاخانہ طور پر کہا کہ میں آپ کے والد صاحب کا مرید ہوں۔ آپ کی ناراضگی مجھ پر کوئی اثر نہیں کر سکتی۔ آپ نے فرمایا، اچھا دیکھا جاوے گا۔ چنانچہ چند روز کے بعد اس کو مرضِ جذام ہو گیا۔ اس کا سارا جسم خراب ہو گیا۔ پھر وہ آگر قدم بوس ہو اور معافی مانگی۔ آپ نے فرمایا، فلاں بوٹی (گھاس) گموٹ کر پیو۔ اس نے اس بوٹی کا استعمال کیا تو خدا کے فضل سے بالکل تندرست ہو گیا۔

منقول ہے کہ آپ کا مرید حاکم بن راجہ تارڑ اگر وہیہ سخت بیمار ہو گیا۔ زندگی عمر میں تصرف کرنا کی امید نہ رہی۔ اس کی اہلیہ مستبات بھاگے نام آپ کے پاس آ کر کہنے لگی کہ اگر میرا شوہر مر گیا تو یاد رکھنا میں گھر کا سارا کاروبار آپ سے لوں گی۔ آپ نے فرمایا، آج چلی جا۔ کل اس کی حالت سے مجھے خبر دینا۔ دوسرے دن اگر اُس نے بتایا کہ آج قدر سے آرام ہے۔ آپ نے فرمایا، آج بات ہم نے حاکم کو تین مرتبہ حضرت نوشہ صاحب کی خدمت میں پیش کر کے درازی عمر کی دعا کروانی ہے۔ اس کی زندگی تو ختم ہو چکی تھی۔ لیکن اب اس کی عمر بڑھ گئی ہے۔ اس کی بجائے آج کوئی شخص گاؤں سے باتب کی طرف ضرور مر جائے گا۔ چنانچہ اُس دن ظہر کے وقت ارڈا نام مصلی دیوار کے نیچے دب کر مر گیا۔ آپ کا ارشاد سچا ثابت ہوا۔ اور حاکم مذکور پندرہ سال اس کے بعد زندہ رہا۔

منقول ہے کہ موضع اگروہ میں آپ کا ڈیرہ صاحبانی طعنی زوجہ گنتا تارڑ ایک منکر کا منخر ہونا کے گھر ہوتا تھا۔ چالیس سال وہاں قیام پذیر رہے۔ اُس کی ہمیشہ احمد انگر ضلع گوجرانوالہ میں رہتی تھی۔ اس نے سنا تو اس بات کی غیرت کھائی کہ کیوں میری ہمیشہ نے پیر کو گھر میں رکھا ہے۔ وہ نصیحت کرنے کی غرض سے اگروہ آئی۔ جب اُس نے آپ کو دیکھا تو آپ نے ایسا تعریف کیا کہ وہ آپ کی مرید ہو گئی۔

منقول ہے کہ محکم تارڑ اگر وہیہ نے آپ کی ایک شخص کی خواہش نغسانی کو معدوم کرنا خدمت میں عرض کیا کہ مجھ پر شہوت بہت غالب ہے بالکل فرد نہیں ہوتی۔ میں اس سے بہت تنگ آچکا ہوں۔ آپ نے اُس کی پشت پر ہاتھ پھیرا۔ اُسی وقت اس کی شہوت سرد ہو گئی۔

منقول ہے کہ الف تارڑ اگر وہیہ نے ایک دن عرض کیا کہ میری بھینس بھینس کا شفا پانا بیمار ہے دعا فرمادیں۔ آپ نے فرمایا اگر تیرے واپس جانے تک اس میں سانس ہوا تو بیچ جائے گی۔ وہ دوڑ کر پہنچا تو ابھی سانس موجود تھا۔ پس آپ کی دعا اس کو شفا ہو گئی۔

منقول ہے کہ ایک روز مہرا بن تارڑ اگر وہیہ نے عرض کیا کہ فصل کا دریا سے بچ جانا دریائے چناب نے ڈھاہ لانی ہے۔ کنارہ پر میرا جوار کا فصل ہے اگر وہ بیچ جاوے تو سب جوار آپ کو دوں گا۔ آپ نے فرمایا، دریا نہ ڈھائے گا۔ چنانچہ وہ زمین بچ گئی۔

منقول ہے کہ دریائے چناب کی ایک شاخ نے جس کو دریائے آسیب سے زمین کا بیچ جانا کہتی تھی۔ زمین کو گرانا شروع کیا۔ مہرا بن تارڑ اگر وہیہ نے آپ کے سامنے عرض کیا کہ دریا کے کنارہ پر میری تنو بیگمہ زمین ہے۔ اگر دریا نے وہ گرا دی تو میں تباہ ہو جاؤں گا۔ آپ نے دعائے خیر فرمائی اور فرمایا، زمین بچ جائے گی۔ چنانچہ صرف پانچ کنال زمین دریا بڑھ ہوئی۔ باقی سب بچ گئی۔ پھر اس نے بارہ بیگمہ زمین آپ کو نذرانہ میں دی۔

منقول ہے کہ ایک دفعہ آپ موضع اُتھے میں تشریف لے گئے۔ ایک بے ادب کو سزا رات کو بوٹا موچی آپ کے برابر چار پائی پر سویا۔ اور دل میں خیال گیا کہ یہ بھی ہم جیسے انسان ہیں۔ ادب کا کیا مطلب۔ امر الہی سے رات کو تین دفعہ چار پائی سے نیچے گرا۔ اس کے بعد آپ کا معتقد ہو گیا۔

اپنی زندگی کی خبر دینا آپ کے بیٹے سید علی احمد سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ

سخت بیمار ہو گئے۔ اٹھارہ روز بخار آیا۔ علامت اخیر ہو گئی۔ سانس اُلٹ گیا، دم کوتاہ ہو گئے۔ میں آپ کے پاس بیٹھ کر رونے لگا۔ آپ نے فرمایا: روؤ نہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ ایک بلوچ اس مکان میں آیا اور اونٹ بٹھا کر مجھ کو کہا کہ سوار ہو جاؤ اور چلو۔ میں نے کہا تم جاؤ۔ میں نے ابھی تین سال تک نہیں جانا۔ اُس نے کہا اچھا رہو۔ چنانچہ وہ چلا گیا۔ لہذا ابھی تین سال تک میری زندگی باقی ہے۔ اس کے بعد واقعی آپ کو صحت ہو گئی اور تین برس زندہ رہے۔

وفات کے بعد کرامات

آپ کی ہوسیدہ حیات بیگم اہلبہ سید علی احمد سے روایت ہے کہ جب آپ کی وفات وظیفہ بیلانا ہوئی تو میں اُس وقت اپنے والدین کے گھر موضع چک جانی میں تھی۔ مجھے پیغام ملا تو ساہنپال شریف پہنچی اور آپ کی نعش کے پاس بیٹھ کر رونے لگی۔ دیکھا کہ آپ کے لب مبارک بل رہے تھے۔ کان لگا کر سنا تو چار دفعہ کلمہ طیبہ کی خفیف سی آواز آئی۔ پھر خاموش ہو گئے۔ آٹھ روز تک میں آپ کے فراق میں روتی رہی۔ نویں روز آپ خواب میں ملے اور مجھے بیعت کیا۔ اس وقت مجھے بڑا ذوق حاصل ہوا اور وجد سا طاری ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا: حَسْبِيَ مَرْبِي جَلَّ اللهُ پڑھا کرو۔

منقول ہے کہ مولاداد ابن لہنا تارڑا اگر دیر کا کنواں پانی کم دیتا تھا۔ کُنُوں کا پانی بڑھ جانا آپ اس کو خواب میں ملے اور فرمایا کہ کُنُوں میں لوسہ کی نال ڈلوادو۔ اس نے تعمیل کی تو پانی بہت زیادہ ہو گیا۔

ایک مرتبہ ضلع سرگودھا میں طاعون کی وبا پھیل گئی۔ آپ کے فرزند سید علی احمد طاعون کو دور کرنا ان ایام میں موضع چک نمبر ۴ بلندی والہ متصل بھلوال میں سکونت رکھتے تھے۔ ان کو خواب میں نظر آیا کہ گاؤں کے مشرق کی طرف دُھواں پھیلا ہوا ہے۔ آپ نے عصا مار کر دُھواں کو ہٹا دیا ہے۔ صبح کو بادُور ہو گئی اور گاؤں محفوظ رہا۔

آپ کے ہاتھ کا کھابوا ایک شجرہ شریف ہے اُس پر سے آپ کا دستخط نقل دستخط کیا جاتا ہے،

”تمت تمام شد شجرہ شریف نوشہ حاجی گنج بخش قادری طریق۔ بدستخط فقیر بوٹے شاہ
نبیرہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ۔ برائے خواندن محمد بخش و امام الدین۔ شوق و محبت زیادہ شود۔“

مدد یا محمد بنام خدا
مدد یا الہی بنام محمد

ملفوظات

۱۔ آپ کا ارشاد ہے انسان چار عناصر سے مرکب ہے آگ، ہوا، مٹی، پانی۔ جس میں
آگ زیادہ ہے اُس میں غصہ زیادہ ہے۔ جس میں ہوا زیادہ ہے وہ باتیں زیادہ کرتا ہے۔ جس میں
پانی زیادہ ہے اس میں حوصلہ زیادہ ہے۔ جس میں مٹی زیادہ ہے اس میں سُستی زیادہ ہے۔
۲۔ آپ کے بیٹے سید علی احمد سے روایت ہے کہ ایک دفعہ آپ بحالت خواب یہ
کلام فرما رہے تھے ”جب تک انسان خود بے مثال نہ ہو جاوے تب تک بے مثال کو نہیں
پاسکتا۔“ میں نے یہ کلام بگوشش ظاہر سنا۔

میاں دولا بخش بن خدا بخش خیاط لاہوری نے سوانح عمری سید چراغ علی شاہ
معتبرین کمالات چشتی صابری لاہوری میں ص ۱۶۳ میں لکھا ہے:
”جناب مولانا حضرت مکن شاہ اور حضرت مولانا بوٹے شاہ اکابران خاندان اور اولاد
حضرت نوشہ پاک کی ہیں۔“

آپ کا نکاح سیدہ فضل بی بی بنت سید محمد بخش برخورداری رسول نگری سے ۱۲۶۴ھ
اولاد میں ہوا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی جو
آپ کے تین بیٹے تھے:

۱۔ سید عطا محمد
۲۔ سید نیاز محمد
۳۔ سید علی محمد

آپ کی دو بیٹیاں تھیں:

سیدہ خواہر بی بی اور سیدہ نواب بی بی۔ دونوں بکرہ ہی فوت ہو گئیں۔

یارانِ طریقت آپ کے مریدوں کا حلقہ وسیع تھا۔ از انجملہ

- ۱۔ سید عطاء محمدؒ - فرزند اکبر آجمناب
 ۲۔ سید علی احمدؒ - فرزند اصغر آجمناب
 ۳۔ میان امام الدین المعروف قند درزی
 ۴۔ میان رحیم بخش درزی لاہور
 ۵۔ محمد بخش درزی لاہور
 ۶۔ الدین
 ۷۔ غلام محی الدین
 ۸۔ پیر بخش زنگیز
 ۹۔ مہرا بن تارا گروہ گجرات
 ۱۰۔ حکم بن راجہ تارا
 ۱۱۔ حاکم بن راجہ تارا
 ۱۲۔ سجاد بن غوث تارا
 ۱۳۔ نامدار بن شایستہ تارا
 ۱۴۔ گنابن قطب تارا
 ۱۵۔ فضلہ موچی بھیکو
 ۱۶۔ امام بخش
 ۱۷۔ جیون
 ۱۸۔ بوٹا موچی
 ۱۹۔ اشدتہ موچی شاہ یوان
 ۲۰۔ کرم دین گاڈر
 ۲۱۔ میان بدر دین خلیفہ جاٹ تارا
 ۲۲۔ شرف دین موچی
 ۲۳۔ شمس دین اراہیں
 ۲۴۔ مانی صاحببانی خلیفہ احمد گنابن قطب تارا اکویرہ
 ۲۵۔ مانی روشنائی خلیفہ جاٹ تارا گجرات
 ۲۶۔ مانی فضلان خلیفہ
 ۲۷۔ ہری سنگھ

تبرکات آپ کی گودری، کنکلی اور پاپوش اولاد کے پاس تبرک موجود ہے۔
 سید بوٹے شاہ کی وفات بعمر ستر سال سوموار کی رات، گیارہویں رجب
 ۱۲۱۵ھ میں ہوئی۔ قمر گورستان نوشاپور میں ہے۔

مادہ تاریخ، فروغ ایزدی

سید مکن شاہ لاہوریؒ

آپ سینا، ملک عرفان، غلامی، بھرا یگان، صاحب تاثیر و خلق و محبت و عشق و ذوق و
 وجد و سماح تھے۔ آپ حضرت سید حافظ الہی بخش منظر حق بن سید حافظ نور اللہ فرشتہ صفات

برخورداری کے تیسرے فرزند و فرید تھے۔ خرد خلافت و اجازت حضرت سید عمر بخش بن سید محمد بخش
برخورداری رسولنگری سے حاصل کیا۔ آپ کی والدہ کا نام حضرت محمد بانو بنت میاں بیان محمد مغل
ساکن بڑجن تھا۔

آپ کا اصلی نام فیض احمد تھا۔ چونکہ رنگ گورا و سفید تھا۔ اس لیے
نام و لقب والد صاحب آپ کو پیار سے مگھن کہا کرتے۔ جو بعد میں مگھن شاہ کے اسم گرامی
سے مشہور و معروف ہوئے۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۴۶ھ میں بمقام ساہن پال شہین ہونی۔
تاریخ ولادت ماوہ تاریخ خوش رقم۔

آپ نے سات سال تک اپنے والد بزرگوار کی آغوش میں پرورش پائی۔ پھر
تربیت و تعلیم اُن کا انتقال ہوا تو اپنے بڑے بھائی حضرت سید حافظ قلی احمد پاکذات
نوشاہ ثانی کے ظل و اہلیت میں تربیت پائی۔ وہ آپ کو اپنے بچوں سے بھی زیادہ عزیز رکھتے تھے
قرآن مجید اور چند ابتدائی دینی کتابیں بھی آپ کو پڑھائیں۔ اُس کے بعد آپ نے اپنے چھوٹی زاد
بھائی مولوی سید غلام تہار بن سید عبدالرشید برخورداری سے بھی کچھ عرصہ تعلیم پائی۔ کتب خوانی کی
استعداد ہو گئی۔

جب آپ جوان ہوئے تو آپ کو راہ حق کا شوق ہوا۔ آپ نے اپنے
بعیت و خلافت بھدی بھائی حضرت سید عمر بخش بن سید محمد بخش برخورداری رسولنگری
کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس تہذیب اپنے مرشد کے عشق میں محو و سرشار ہوئے کہ روزانہ بلا باغہ
پانچ میل کا فاصلہ طے کر کے رسولنگری میں پیر صاحب کی زیارت کو جاتے۔ حتیٰ کہ بارہ سال متواتر
پہ سلسلہ جاری رکھا۔ راستہ میں دریائے چناب حائل تھا۔ گھر سے جناب والدہ ماجدہ روزانہ
آپ کو دو پیسے یا کرتیں کہ ایک پیسہ کشتی پر محصول دے کر دریا سے گزر جانا اور دوسرے پیسہ
کی کوئی چیز بازار سے لے کر پیر صاحب کے سامنے سبزہ لے جانا۔ آپ نے والدہ صاحبہ سے
خفیہ طور پر ایک سنہا ہی بنالی تھی روزانہ اُس پر تیرہ دریا سے گزر جاتے اور دونوں پیسوں کے
پتاسے یا کوئی پھل وغیرہ خرید کر پیر صاحب کے آگے ہیرے جاتے۔ پیر صاحب نے آپ کی

ان خدمات کو دیکھ کر آپ پر نگاہِ لطیف فرمائی اور آپ کو خلافت سے نوازا۔

منقول ہے کہ آپ کو پیر صاحب نے درگاہِ عالیہ حضرت نوشہ
درگاہِ نوشاہی میں منظور کی شیخ بخش میں چلے بٹھایا۔ ایک رات حضرت نوشہ صاحب کی

خواب میں زیارت ہوئی۔ آنجناب نے فرمایا یہ درود شریف پڑھو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ بَعْدَ
كُلِّ ذُرَّةٍ مِّمَّا تَدَا اَلْفَ اَلْفِ مَرَّةٍ۔ يَا شَيْخَ عَبْدِ الْقَادِرِ جَبَلًا فِيْ شَيْئَاتِهِ مَدَدٌ
كُنْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

اور فرمایا تمہارا داوا نور اللہ ہی ہی پڑھا کرتا تھا۔

آپ ابتدائے احوال میں چادر یا تھپو والہ

کاشتکاری اور زبان میں تاثیر کا حصول پر کاشت کاری کیا کرتے تھے۔ سرسبز

کا موسم تھا آپ کنواں چل رہے تھے۔ اُدھی رات کا وقت تھا کہ ایک درویش ننگے جسم چو بچے
میں آکر نہانے لگا۔ صبح تک وہ نہاتا رہا۔ جب وہ نکلا تو آپ نے پہچان لیا کہ وہ شیخ نعمت مجذوب تھا
جو آپ کے بڑے بھائی سید حافظ قل احمد پاکذات نوشاہ ثانی کا مرید و خلیفہ تھا اور قصیدہ غوثیہ
کے عمل سے وہ مجذوب ہو گیا تھا اور بالکل برہنہ رہا کرتا تھا۔ آپ نے اس کو دیکھ کر فرمایا، نکتھوا
تم پر تو حضرت نوشہ صاحب اور اپنے مرشد کا بڑا کرم ہو گیا ہے۔ اس نے جوش کی حالت میں کہا
"نوشہ پر بھی ہمارا ہی کرم ہے۔ مرشد پر بھی ہمارا ہی کرم ہے" آپ نے سمجھ لیا کہ یہ اس
وقت مقامِ توحید میں مستغرق ہے" اس کو فرمایا کہ مجھ پر بھی کرم کر۔ اس نے کہا منہ کھولو۔ آپ
نے منہ کھولا تو اس مجذوب نے اپنا لب آپ کے منہ میں ڈالا۔ پھر بھاگ گیا۔ کسی نے وہاں نہ
دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ محض آپ کو فیض دینے کے لیے آیا تھا۔ اس روز سے آپ کی زبان میں
ایسی تاثیر پیدا ہو گئی کہ جو کچھ آپ منہ سے نکالتے فوراً پورا ہو جاتا۔ اور آپ کا کلام ہر ایک دل
میں اثر کر جاتا۔

ایک روز آپ کو درگاہِ عالیہ نوشاہیہ سے حکم ہوا کہ لاہور

لاہور میں تشریف لے جانا جاؤ۔ آپ نے توقع کیا۔ دوسرے دن پھر حکم ہوا کہ

لاہور جاؤ۔ آپ نہ گئے۔ تیسرے دن تاکیدی حکم ہوا کہ ضرور لاہور جاؤ۔ آپ نے عرض کیا کہ میں کاشتکاری کرتا ہوں۔ مال مویشی بہت ہے۔ ان کو کس کے سپرد کروں۔ حضرت نوشہ صاحب نے فرمایا کہ ہم ان کو سنبھال لیں گے۔ چنانچہ رات کو دریائے چناب میں سیلاب آیا اور سب مویشی بہ گئے۔ آپ بالکل فارغ ہو کر لاہور کو روانہ ہوئے اور پیدل سفر کرتے ہوئے پانچویں ماہ صفر ۱۲۸۵ھ کو لاہور پہنچے اور اپنے سسرال سید امام شاہ بن سید صدیق شاہ برخورداری لاہوری کے مکان پر قیام کیا۔ وہ اس سے ایک سال پہلے وفات پا چکے تھے۔ چونکہ ان کی کوئی اولاد نرینہ نہیں تھی۔ اس لیے ان کی تمام جائداد و مکان آپ کے قبضہ میں آئے۔

بھائی صاحب کی نصیحتیں
آپ فرمایا کرتے تھے کہ جس وقت ہم کو لاہور جانے کا حکم ہوا تو ہمارے بڑے بھائی صاحب حضرت سید حافظ قل احمد پاکذات نوشاہ ثانی نے ہم کو نصیحتیں کیں کہ دیکھو برخوردار! تم لاہور جا رہے ہو۔ وہاں کئی قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ نااہلوں کی مجلس سے بچنا۔ بھنگیوں، پوستیوں، شرابیوں، افسیوں، رند فقروں کی مجلسوں میں نہ بیٹھنا۔ صاحب علم اور صوفی مشرب فقروں سے صحبت رکھنا۔ چنانچہ ہم نے ان نصیحت پر عمل کیا ہے۔

آپ لاہور میں مندرجہ ذیل عالموں، فاضلوں، صوفیوں، بزرگوں اور حلقہ اجباب لاہور شاعروں سے ملے اور ان کی مجلسیں کیں۔ یہ سب آپ کے معاصرین و اقران میں سے تھے۔

۱۔ مولوی فرید الدین عباسی المعروف فرید بخش "ساکن مزنگ۔"

۲۔ مولوی پارس علی بن مولوی فرید الدین عباسی۔

۳۔ مولوی مفتی غلام سرور قریشی لاہوری "مصنف خزینۃ الاصفیاء و تاریخ محزن پنجاب وغیرہ۔"

۴۔ سید نظام الدین بودیانوالہ گیلانی

۵۔ سید جانن امام المعروف پیر جانی شاہ بن سید نظام الدین بودیانوالہ گیلانی۔

۶۔ سید چراغ علی شاہ سبزواری چشتی صابری۔

۷۔ شیخ اکبر علی المعروف امجد اکبر رویش۔ ۸۔ شیخ چراغ الدین اوسلی۔

- ۹۔ شیخ چراغین زرگرؒ
 ۱۰۔ شیخ چراغ علی بابوؒ
 ۱۱۔ شیخ محمد دین خان ساماںؒ
 ۱۲۔ سید فضل شاہ شاعر ساکن نواں کوٹ لاہور
 ۱۳۔ شیخ رجب شاہ مجذوبؒ
 ۱۴۔ شیخ احمد سکندہ دھڑ پنڈی
 ۱۵۔ میاں پیراں دتہ آسی شاعرؒ
 ۱۶۔ بابا گنپت ہندو فقیر ساکن مزنگ

پیشگوئیاں

والد صاحب کی دعا
 آپ کے والد بزرگوار نے آپ کے متعلق فرمایا تھا کہ میرا بیٹا مکھن شاہ
 فقیر ہوگا۔ چنانچہ آپ واقعی فقیر کامل ہوئے۔

والدہ صاحبہ کی دعا
 آپ کو والدہ ماجدہ نے دعائی تھی اور فرمایا تھا: بیٹا! اپنی بال کے
 سیکو، کسے وتوں نہ دیکھو۔ چنانچہ آپ واقعی اپنے نام و نشان
 والے ہوئے۔

معمولات

آپ روزانہ سرگھی کے وقت اٹھ کر وضو کر کے قلب کی طرف منکر کے سورہ مزمل شریف
 بمرد و محل اجابت گیارہ مرتبہ پڑھا کرتے۔ درود شریف ہزارہ گیارہ سو مرتبہ قبلہ رو ہو کر پڑھتے۔
 کلر طیبہ ایک ہزار بار مرتبہ۔ یہ آپ کا دائمی معمول تھا۔

آپ کو ذکر پاس انفاس ہر وقت جاہی تھا۔ ہر سانس کے ساتھ
 ذکر پاس انفاس اللہ ہو گا در کرتے۔ یہ ذکر یہاں تک آپ کی طبیعت میں چل گیا تھا
 کہ سوتے جاگتے ہر حالت میں حاضرین کو سنائی دیتا اور محسوس ہوتا تھا۔

ابتداءً احوال میں آپ ذکر حبس بھی کیا کرتے تھے۔ پھر اندر سے خون
 ذکر حبس دم آنا شروع ہو گیا تو پھر صاحب نے آپ کو اس ذکر سے روک دیا۔

منقول ہے کہ جس دوران میں آپ حبس کیا کرتے تھے دو مرتبہ آپ کا سانس بیاختہ

ام الدماغ میں چڑھ گیا اور آپ بے حس و حرکت ہو گئے۔ ایک مرتبہ تو ساہنپال شریف میں ایسا واقعہ ہوا تو آپ کے بڑے بھائی سید بوٹے شاہ نے تدارک کر کے اس کو اتارا۔ دوسری مرتبہ جندپال شریف میں یہ واقعہ ہوا تو اتفاقاً کوئی صاحبِ دل درویش وہاں موجود تھا اس نے اتارا۔

اس کے بعد آپ نے اپنے مریدوں کو روک دیا کہ آئندہ کوئی ذکر جس نے ذکر سے کیونکہ بالعموم لوگوں کی استعدادیں کمزور ہو گئی ہیں اس لیے اس کو کما حقہ برداشت نہیں کر سکتے۔

آپ کا مشرب وحدت الوجود تھا، ہمدوست کے قائل تھے۔ ہر رنگ میں مشربِ توحید ذاتِ حقیقی کو ہی دیکھتے۔ آپ کا گفت و کلام سارا اسی مشرب پر ہوتا تھا۔

آپ اگر کبھی اکیلے بیٹھے ہوتے اور کوئی شخص عرض کرتا کہ آپ آج اکیلے بیٹھے ہیں تو فرمایا کرتے: نہیں، بلکہ وفی انفسکوا فلا تبصرون (وہ ذات تمہاری جانوں کے اندر ہے کیا تم نہیں دیکھتے) اور فرماتے: وهو معکم این ما کنتم (اور وہ ذات تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو)

آپ اربابِ تلوین میں سے تھے۔ کبھی مرتبہ صحو میں ہوتے کبھی سُکر میں۔ جب صحو صحو و سکر میں ہوتے تو قرآن مجید کی تلاوت بھی کیا کرتے۔ اور نماز پجکانہ حضرت سید حافظ محمد شاہ بن سید محمد امین بر خورداری کے چہچہ پڑھا کرتے۔ اور جب منزل سُکر میں ہوتے تو ظاہری نماز ادا نہیں کرتے تھے۔

ف : فقیر سید شرافت عافہ اللہ کنتا ہے کہ مشایخ اہل اللہ کے مشرب حسب مراتب جداگانہ ہوتے ہیں۔ بعض صرف ظاہری احکام پر عمل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں مثل نقشبندیہ کے، اور بعض ظاہر و باطن دونوں کی پرداخت کرتے ہیں مثل قادریہ و چشتیہ کے۔ اور بعض محض باطن کی صفائی اور قلب کو غیر اللہ سے پاک کرنے کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ اور ظاہری احکام پر چنداں توجہ نہیں دیتے۔ مثل قلندیہ کے۔ الغرض یہ جو بعض اولیاء اللہ سے نقل کیا گیا ہے کہ وہ نماز نہیں پڑھتے تھے۔ ان کے متعلق یہ بھی منقول ہے کہ وہ ازراہِ کرامت کعبہ شریف میں جا کر ادا کرتے تھے اور یہاں دیکھنے والوں کی نگاہ میں وہ تارکِ نماز سمجھے جاتے تھے۔

۱۔ مفتی غلام سرور لاہوری "تذکرۃ الاصفا" ج ۱، ص ۱۰۱ پر لکھتے ہیں:

"مردمان از طرف قضیب ابان بخدمت حضرت حضرت غوث الاعظم کے آگے لوگوں نے

غوث الاعظم شکایت کر دیکر شے درگزارن نماز توقف میکند۔ فرمود کہ ہمیشہ سہ او بر در خانہ کعبہ در سجدہ دست۔

شکایت کی کہ شیخ قاضی ابان موصی نماز نہیں پڑھتے۔ انہوں نے فرمایا کہ ان کا سر خانہ کعبہ کے دروازہ پر ہمیشہ سجدہ میں ہے۔

۲۔ اور بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب مرتبہ وصول حاصل ہو جائے تو نماز کے پڑھنے یا نہ پڑھنے کا اختیار دیا جاتا ہے۔ چنانچہ مولوی حافظ غلام محمد امام مسجد وزیر خاں لاہور نے کتاب شمس التوحید میں لکھا ہے:

بدانکہ نماز شش اند۔ پنج وقت ظاہر و یک نماز باطن ادا شود و میر آید اگر نماز ظاہر ادا کند و یا کند مختارست چنانچہ حضرت محبوب سجانی در کتاب مکتوبات خود نوشتہ اند کہ مارا قدم بر قدم شریعت نبوی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم است و الا نہ مارا حاجت نماز ظاہری نیست و نیز برائے خلق اللہ کہ تا گمراہ نشوند و اعبداً بک حقی یا تیک الیقین۔ اگرچہ علمایان دین یقین را بمنزلہ موت نسبت دادہ اند و الا نہ یقین بمعنی واصل شدن است چنانکہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرمودہ من اسراد العبادۃ بعد الوصول فقد اشرك بالله و من ترک العبادۃ قبل الوصول فقد اشرك بالله یعنی ہر کس بعد از شناخت و معرفت حق عبادت کند پس تحقیق شرک آوردہ است ہر پروردگار خود و ہر کس کہ پیش از معرفت حق عبادت ترک کند پس او نیز شرک

جان لو کہ نمازیں چھ ہیں۔ پنج وقت ظاہری اور ایک نماز باطنی۔ اگر کسی کو نماز باطن کا ادا کرنا حاصل ہو جاوے تو وہ مختار ہے کہ نماز ظاہری ادا کرے یا نہ کرے جیسا کہ حضرت محبوب سجانی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ ہمارا قدم شریعت میں حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم پر ہے ورنہ ہم کو ظاہری نماز کی حاجت نہیں نیز اس لیے بھی ادا کرتے ہیں کہ خلق اللہ گمراہ نہ ہو جائے (اور اپنے پروردگار کی عبادت یقین آنے تک کرو) اگرچہ علمائے دین نے یقین کو موت سے نسبت دی ہے لیکن یقین کا مطلب خدا سے واصل ہونا ہے جیسا کہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے جس شخص نے خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل ہونے کے بعد عبادت کی۔ پس اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا اور جس شخص نے معرفت الہی حاصل ہونے سے پہلے عبادت کو

آوردہ است بہ پروردگار خود و ایں قول موافق
 آیت کریمہ کہ بالآگفتہ شد و اعبدوا ربکم
 یعنی اہل اللہ را موتے ست قبل ازین موت
 بموجب حدیث موتوا قبل ان تموتوا
 ایشاں پیش از مرگ بمیرند و ہستی حق
 زندہ میشوند یعنی واصل میشوند۔ بلفظہ

ترک کر دیا۔ پس اس نے بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ
 شکر کیا۔ اور یہ قول آیت شریفہ مذکور و اعبد
 ربکم کے موافق ہے۔ یعنی اہل اللہ کو اس
 موت سے پہلے بھی ایک موت ہے بموجب
 حدیث شریفہ (مرنے سے پہلے مرو) وہ مرنے
 سے پہلے مرجاتے ہیں۔ اور ہستی حق کے ساتھ
 زندہ ہوتے ہیں۔ یعنی واصل ہو جاتے ہیں۔

۳۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اخبار الاخیار میں ایسے لوگوں کے بارے

میں فرمایا ہے :

اگر عاشق بمسجد در نیامد

دل عاشق ہمیشہ در نماز ست

اخلاق و عادات

آپ کے اخلاق بڑے بلند تھے۔ متواضع، منکسر المزاج، تکبر و غرور بالکل نہیں تھا۔
 آپ نمازیوں اور روزہ داروں کا احترام کرتے۔ کئی روزہ داروں کو
 شریعت کا پاس افطار کے وقت بازار سے دودھ منگا کر دیتے۔

ایک درویش شیخ اکبر علی لاہوری اپنے آپ کو اللہ اکبر کہلاتا تھا۔ اور اس کے
 معتقدین اس کو اسی طرح کہتے تھے۔ آپ نے اس کو فرمایا کہ اگر تم افغانستان میں جا کر امیر
 حبیب اللہ خان شاہ کابل کے سامنے اللہ اکبر کہلاؤ تو ہم جانیں کہ تم سچے ہو۔ اگر وہ تمہارا سر قلم
 کرا دیں تو سمجھ لینا کہ تم جھوٹے ہو۔ کیونکہ وہاں شریعت کا زور ہے۔

آپ طریقت کے آداب سے خوب واقف تھے۔ حفظ مراتب کا خیال

آداب طریقت رکھتے۔ آپ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "سرور کائنات"

کے لفظ سے یاد فرماتے۔ اور حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی کو "موتی اعظم پیر"

کہا کرتے اور اپنے شیخ طریقت سید عمر بخش رسولنگریؒ کو "سائیں صاحب" کہا کرتے۔
 آپ کو اپنے پر صاحب کا ادب یہاں تک ملحوظ تھا کہ اگر کسی شخص کا
 اپنے شیخ کا ادب نام عمر بخش ہوتا تو آپ اس کا نام نہ بلاتے۔ اس کو "سوہنے نلم والا"
 فرمایا کرتے۔

سید قربان علی رسولنگریؒ بیان کرتے ہیں کہ آپ ساہن پال شریف میں تشریف فرما تھے
 مجلس منعقد تھی۔ میں بچہ تھا۔ کبھی کھیلتا ہوا پاس سے اُدھر گزر جاتا کبھی اس طرف آ جاتا۔ باوجود
 ضعیف العمر ہونے کے آپ بار بار کھڑے ہو جاتے۔ لوگوں نے پوچھا آپ بار بار کیوں اٹھتے ہیں؟
 آپ نے فرمایا: یہ ہمارے سائیں صاحب کا پوتا ہے۔ جب پاس سے گزرتا ہے تو ہم ادب کیلئے
 کھڑے ہو جاتے ہیں۔

آپ کے سینہ پر ایک پھوڑا تھا۔ اس کا درد و تکلیف ہمیشہ برداشت کرتے۔ اور
 صبر و تحمل کبھی شکوہ زبان پر نہ لاتے۔ کئی مرتبہ ڈاکٹروں سے اپریشن بھی کروایا لیکن وہ
 ٹھیک نہوا۔ اپریشن کے وقت ڈاکٹر چاہتے کہ آپ کو کلوروفارم سنگھائیں۔ مگر آپ فرماتے کہ مجھ کو اس
 کی ضرورت نہیں تم اپنا کام کرو۔ آپ اس وقت تصور شیخ میں اس قدر محو و منہمک ہو جاتے کہ
 آپ کو اپریشن کی خبر بھی نہ ہوتی اور برقرار بیٹھے رہتے اور جسم میں ذرہ بھر بھی جنبش نہ ہوتی۔
 ایک مرتبہ اس پھوڑے کے زخم میں کیڑے پڑ گئے۔ ایک کیرازخم سے گر پڑا تو آپ نے
 اٹھا کر زخم میں رکھ دیا اور فرمایا: تمھاری تو یہ خوراک ہے تم کیوں مجھ کے مرتے ہو۔

فت: آپ کا یہ فعل صبر حضرت ایوب علیہ السلام کے مطابق تھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ
 آپ کی ولایت ایوبی تھی اور آپ زیر قدم حضرت ایوب علیہ السلام تھے۔

آپ سماع کے بہت دلدادہ تھے۔ اکثر سنا کرتے سماع کی حالت میں جس
 سماع و وجد شخص پر آپ کی نظر پڑتی فوراً اس کو وجد ہو جاتا۔ حتیٰ کہ قوالوں تک تڑپنے
 لگے۔ ایک مرتبہ اپنے پوتے سید افضل ولی پر نگاہ پڑی جو اس وقت بچہ تھے تو تڑپنے لگے۔
 اور دیر تک بے تاب رہے۔ چنانچہ آج تک جب کبھی ان کو وجد ہوتا ہے تو وہی حالت عود کراتی ہے۔
 اور گھنٹوں تک پیدم و مضطرب رہتے ہیں۔

حضور کو بسا اوقات خود بھی وجد ہو جایا کرتا تھا۔ اس وقت چہرہ مبارک سُرخ ہو جاتا۔ اور زبان سے یہ کلمات توحیدِ بے ساختہ ظاہر ہوتے۔ انا الموجود واحد۔

آپ کو بزرگوں کا کلام بہت یاد تھا۔ مجلس میں آپ فارسی، اردو، پنجابی اشعار بجزت پڑھا کرتے۔ آپ زیادہ تر ان بزرگوں کا کلام پڑھتے،

حضرت غوث الاعظم، خواجہ حافظ شیرازی، شاہ شمس تبریزی، شاہ شرف قلندر، شیخ احمد جام، امیر خسرو، سلطان باہو، ظفر، نظیر، نیاز، قادری، بابا فرید، بیٹے شاہ، سنی امام شاہ، رکنائ جوگی، بھکت کیر، چچو بھکت، مستحرا، ٹکسی۔

فارسی اشعار

احمد جام

منزلِ عشق از مکانِ دیگر ست	مرد این راہ را نشانِ دیگر ست
روح خور و زخمی ز دیدہ خونِ چسبکہ	این چنین تیر از کمانِ دیگر ست
عقل کے داند کہ روزی از کجا ست	این حکایت را زبانِ دیگر ست
این فقیرانے کہ این راہ میروند	ہر یکے صاحبِ قرآنِ دیگر ست
کشتگانِ خنجرِ تسلیم را	ہر زماں از غیبِ جانِ دیگر ست
بر سرِ بازارِ صرافانِ عشق	زیرِ ہر درے دکانِ دیگر ست
عشق را در مدرسِ تعلیم نیست	این چنین علم از بیانِ دیگر ست
ساقیا خونِ جگر در کاسہ کن	این شراب از بہر جانِ دیگر ست
احداً تا گم نگردی ہوش دار	این جس را کاروانِ دیگر ست

ولہ

امروز شاہِ شاہاں مہماں شدت مارا	جبریل با ملائک درباں شدت مارا
در خلوتِ گدایاں مرسل کجا بگنجد	بے برگ و بے زوائی سماں شہت مارا
در بارگاہِ وحدت کثرت چہ سیر دارد	ہزارہ ہزار عالم کیساں شدت مارا
بتخانہ جہاں را بسیار سیر کردم	یہ جانے بہت پرستی ایماں شہ سنت مارا

بیمارِ عشقِ گشتم جز تو شفا ندارم
دیدارِ خوب رویاں در ماں شدت مارا
اجمہ بہشت و دوزخ بر عاشقاں حرام است
ہر دم رضا کے جاناں خواں شدت مارا

امیر خسروؒ

کافرِ عشقِ مسلماناں مرا در کار نیست
ہر رگِ من تار گشتہ حاجتِ زناں نیست
ما اسیراں را تماشائے چمن در کار نیست
داغماں تے سینہ من کمتر از گلزار نیست
عاشقاں را روز محشر باقیامت کار نیست
کارِ عاشق جز تماشائے جمالِ یار نیست
از سرِ بالینِ من بر نیز اسے ناداں طیب
درد مندِ عشقِ را دار و بجز دیدار نیست
شاد باش ایدل کہ فردا بر سرِ بازار عشق
مژدہ اقبال سنتِ گرچہ وعدہ دیدار نیست
ناخدا در کشتی ما گر نباشد گو مباحث
ما خدا داریم مارا ناخدا در کار نیست
خلق میگوید کہ خسرو بت پرستی میکند
آرے آرے میکنم با خلقِ عالم کار نیست

سلطان باہوؒ

یقین دانم دریں عالم کہ لامعبود الاہو
ولا موجود فی الکونین لامقصود الاہو
یکے گویم یکے جویم یکے در دل چو گل رویم
ہمیں یکے را بیکے پویم نہ پویم غیر الاہو
ہو الاہو ہو الحق ہو ندانم غیر الاہو
ہو الاہو ہو الحق ہو نخوانم غیر الاہو

غوث اعظمؒ

شکر نہ کہ نردیم رسیدیم بدوست
آفریں باد بریں ہست مردانہ ما

اردو اشعار
نیاز

عشق میں تیرے کوہِ غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو
عیش و نشاطِ زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو
عقل کے دسے سے اٹھ عشق کے میکرہ میں آ
جامِ شرابِ بخودی اب تو پیا جو ہو سو ہو
ہستی کی جو سائے میں رات کی رات بس چلے
صبحِ عدم ہوئی نمود پاؤں اٹھا جو ہو سو ہو
اس مریض کو طیب ہاتھ تو اپنا مست لگا
اس کو رضا پہ چھوڑ دے بہر خدا جو ہو سو ہو
لا کی آگ لگ گئی پنہ کی طسرح جل گیا
رختِ وجود جان و تن کچھ نہ بچا جو ہو سو ہو
دنیا کے نیک بد سے کام ہم کو نیاز کچھ نہیں
آپ سے جو گزر گیا پھر اُسے کیا جو ہو سو ہو

ولہ

نستی ہستی ہے یارو اور ہستی کچھ نہیں
 لامکاں کی منزلت پاتا ہے کب کون و مکاں
 کچھ نہیں سب کچھ ہے یارو اور سب کچھ نہیں
 یہ جو ہونا ہے جسے کہتے ہیں پستی اسے میاں
 بخودی مستی ہے یارو اور مستی کچھ نہیں
 ہو کے ویرانہ کے آگے بنے کی بستی کچھ نہیں
 غیر اس کے معنوی رمز الستی کچھ نہیں
 فقر میں پستی یہی ہے اور پستی کچھ نہیں
 کچھ نہ ہونے کے سوا یہ حق پرستی کچھ نہیں
 بندگی اور حق پرستی کچھ نہ ہونا ہے نسیاز

نظیر

دریا سے جا ب کہے یہ سدا تو اور نہیں میں اور نہیں
 مجھ کو نہ سمجھ اپنے سے جدا تو اور نہیں میں اور نہیں
 آئینہ مقابل جیسے رکھا تب کہنے لگا یہ عکس اس کا
 کیوں دیکھ کے حیراں یار ہوا تو اور نہیں میں اور نہیں
 مجنوں نے کہا ہوں تجھ سے ملا چوں شیشہ سایہ سے کبھی جدا
 یک جان دو قالب ہوں لیلیٰ تو اور نہیں میں اور نہیں
 خرمن کو دانہ نے کہا چپ رہ نہیں جا چوں وحسپدا
 کثرت میں ہے وحدت جلوہ نما تو اور نہیں میں اور نہیں
 ہے تیری ذات میری بقا ہو جاؤں گا میں بھی تجھ میں فنا
 اوں بندہ تیرا ہوں بار الہ تو اور نہیں میں اور نہیں
 گر اصل تو ہے میں عین فرع بس آگے نظیر اب کیا کیے
 کچھ گفت شنید کی ہے نہیں جا تو اور نہیں میں اور نہیں

ولہ

زلف سیہ فام میں خال کا دانا ہوگا
 دل کو لائے تھے مڑگاں کی صف دکھلانے
 پنخس جاوے گا مگر کیسا کہ دانا ہوگا
 یہ نہ سمجھا کہ یہ تیروں کا لشنا ہوگا
 پھر تیرا اس دنیا میں گلے کو آنا ہوگا
 دیکھ لے اس چمن کو دل بھر کے نظیر

خبر تخییر عشقِ سن نہ جنوں رہا نہ پری رہی
 نہ تو تو رہا نہ تو میں رہا جو رہی سو خبیری رہی
 شہرِ یزدی نے عطا کیا مجھے جب باس برہنگی
 نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنوں کی پردہ دری رہی
 نگہ تغافلِ یار کا نگہ کس زباں سے ادا کروں
 کہ شرابِ صدقہ آرزو خمِ دل میں تھی سو بھری رہی
 وہ عیبِ گھڑی تھی جس گھڑی لیا در کس نسخہ عشق کا
 کہ کتابِ عقل کی طاق پر جو دعویٰ تھی واں ہی گھڑی رہی
 چلی غیب سے اک عجب ہوا یہ چمن اسید کا جل گیا
 مگر ایک شاخِ بہا لِ عنم جیسے دیکھی تھی سوہری رہی
 قطعہ

مدرسے میں عاشقوں کے جس کی بسملہ ہو اس کا پہلا ہی سبق یار و فنا فی اللہ ہو
 حضرت عشق آپ ہوئیں گے مدرس چند روز پھر تو علم فقر کی تحصیل خاطر خواہ ہو
 مولوی پارس علیؒ

کو گئے ایسے تلاشِ یار میں اب تو اپنا بھی پتہ ملتا نہیں

پنجابی اشعار

سخی امام شاہؒ

ث ثابت کر کہاں آپ آپ توں کون ہیں آتش ہیں یا پانی مٹی پون ہیں
 جے جانا نہیں خودنوں خودتوں کون ہیں تاں آون جاون تیرا اداگون ہیں

سنبھل شاہ امام توں عرشی جانور

د دیکھا لوڑیں جے دیدارِ خدا تیدا آکریں جمالِ فقیرے بے پرداہ دا
 او اسم بقا ہمیشہ جسمِ فناہ دا لاہو الا اننا غیر شاہدا
 شاہ امام معجون بنائی لوشس کر

ی یاد خدا دی کہہ کھاں کسنوں آکھدے اک پڑھدے ورد نمازاں رونے رکھدے
بن ثابت کیتے صاحب کیں دل جھا کھدے تنہاں سلام قبولیا جہڑے شوہ نوں جھا کھدے

اول اکھیں ویکہ امام تے فیر سجد کر

رکناں جوگی

پریم نگر کے سینو لو کو ہم جوگی سنیا سی رے وطن ہمارا پر مانگری پیدا بھیکھ اُداسی رے
چڑھ لٹکاتے نادو جہا یو گوپیاں کے سن راسی رے چوہیں طبقیں سیر ہمارا جوں بھونڈو بل کھر اسی رے
جو کوئی سانوں کافر آکھے اور تھا جرم گو اسی رے شاہ ظریف میں تنگور پایا رکن چرناں کے داسی رے

بُلقے شاہ

حق حقیقت مائی ہے شرع شریعت دائی ہے

لوکاں نوں مائی دی خبر نہ کائی ہے ساتھوں دائی دا ادب کرایا ئی

چھو بھگت

جیوں جیوں دیکھن اکھیاں تیوں تیوں منگے چیت بچو من منگے بادشاہیاں میں کتھوں میاں نت

متفرق ابیات

خودی تیکر اکھیں ڈٹھا کتھیں کھیں جاندا پانی رڑھ نو انیں آیا رتہ رہیا کر لاند

میں جاتا دکھ مینوں دکھ ہر گھر سیاں سر سر جانہڑ بھڑ کیا سب پڈیاں گئیاں

نت اڈیکاں تیریاں کدی آ کر پھیرا چشماں چھیج دچھانی اُن دل کرنی ہاں دیہڑا

ہنسا رونا ایک ہے مت کوئی جانے دو کسی نے پایا اس کے کسی نے پایا رو

آپ کا قدر میاں، رنگ سفید سُرخ مائل نہایت گورا، خوبصورت، سر کے

حلیہ مبارک بال کافون ٹیک، لیکن سر کے درمیان سے سب بال گس گئے تھے۔ رخسار

چمکدار، داڑھی مبارک دراز متوسط، سر کو اور داڑھی کو ہندی لگاتے تھے۔ چہرہ رعب دار تھا۔

آپ کے پاؤں کی ایڑیاں اور تلوے اس قدر نرم اور سُرخ ہو گئیں جیسے معشوق کے رخسار ہوتے ہیں۔

آپ گلے میں گرتے، اس کے اوپر واسکٹ پہنتے کریم رنگی دھاری دار رکھتے۔
لباس سر کے اوپر سُرخ رنگ بنائے کی ٹوپی پہنتے تھے۔

کرامات

آپ سے اکثر کرامتیں ظاہر ہوا کرتی تھیں۔

کشف کوئی کہ ہم جس بزرگ یا عاشق کا ذکر کرتے ہیں اس کا صورت ساٹا آجاتی ہے۔
پتے پیغمبر یا اولیاء گزرے ہیں سب کی صورتیں ہمیں نظر آتی ہیں۔

ولف کو ترقی علم کی دعا - فقیر سید شرافت عافہ اللہ کتاب کہ جب میں بچہ تھا اور ابھی
میرا سپارہ پڑھتا تھا ان دنوں کا ذکر ہے کہ آپ ہنپال شریف
پنے مکان کے صحن میں چارپائی پر رونق افروز تھے۔ میرے جد بزرگوار حضرت سید عاظم شاہ
اور دیگر بزرگان سید علی احمد اور سید شیر علی وغیرہ بھی مجلس میں موجود تھے۔ آپ نے اثنائے کلام
یہ آیت شریف پڑھی وتعز من تشاء وتذل من تشاء میں بھی پاس کھڑا سن رہا تھا
میں دوڑ کر اپنے گھر چلا آیا اور اپنا قیسرا سپارہ لے کر یہ آیت شریف نکال کر آپ کے سامنے
چارپائی پر رکھ دی اور عرض کیا: باواجی! آپ نے یہ آیت پڑھی تھی۔ آپ دیکھ کر بہت خوش
ہوئے۔ اور میرے حق میں ترقی علم کی دعا فرمائی۔

ولف کو علمی فتح کی دعا - فقیر سید شرافت عافہ اللہ عنہ کتاب ہے کہ میری عمر اس وقت
چھ سات سال کی تھی۔ میں اپنے جد بزرگوار حضرت سید
عظیم شاہ سے کجریا، نام حق، شیخ عطار پڑھا کرتا تھا اور مجھے میرے دادا صاحب نے بیت کجریا
مشتق کروائی ہوئی تھی اور مجھے اس میں خاصی استعداد ہو گئی تھی۔ ایک رات شام کا کھانا
خانے کے بعد کا واقعہ ہے کہ آپ کے سارے بھائی بھتیجے اور پوتے آپ کی مجلس میں

بیٹھے تھے۔ آپ چار پائی پر تھے اور دوسرے سب نیچے صحت پر تھے۔ میں اپنے دادا صاحب کی گود میں تھا۔ اور سید شیر علی بن سید محمد شفیع بھی مجلس میں تھے۔ حضور والا نے مجھ کو ارشاد فرمایا: بیٹا! شیر علی کے ساتھ بیت بچھی کرو۔ میں بچہ تھا، کچھ جھجکا۔ آپ نے فرمایا: تم فتح پاؤ گے۔ چنانچہ میں ہوشیار ہو گیا۔ ادھر سید شیر علی فخریہ طور پر مجھے کہنے لگے کہ سن لڑکے۔ میں نے تیرے دادا کے ساتھ بھی بیت بچھی کی پھر تیرے والد صاحب کے ساتھ بھی کی آج تجھ کو بھی کھڑا بیٹے ہیں۔ ان کو اپنی یادداشت پر ناز تھا۔ انہوں نے متفرق اشعار بہت یاد کیے ہوئے تھے اس لیے ان کو یقین تھا کہ وہ فتح پائیں گے۔ مجھے یاد ہے کہ پہلے میں نے یہ شعر پڑھ کر آغاز کیا:۔

ہست کلید ذرِ گنجِ حکیم بسم اللہ الرحمن الرحیم
سید شیر علی نے میم کا یہ شعر پڑھا:۔
میا موز جز علم گر مافتلی کہ بے علم بودن بود غافل
پھر میں نے یہ شعر پڑھا:۔

یکے مرغ دیدم نہ پاؤ نہ پر نہ از شکم مادر نہ پشت پدر

بہر کیف مجھے یاد ہے کہ میں زیادہ تر وہ اشعار پڑھتا جو مسما پر ختم ہوں۔ چار پانچ شعر تو سید شیر علی نے پڑھے آخر ان کے اشعار کا سرمایہ ختم ہو گیا اور ان کے حافظہ میں کوئی شعر ایسا نہ رہا جو مسما سے شروع ہوتا ہو۔ ناچار وہ خاموش ہو گئے۔ اور مجھے بیت بچھی میں فتح حاصل ہوئی۔ حضور والا متہم ہوئے اور ان کو مخاطب ہو کر فرمایا: شیر علی! لڑکے کو کھڑا لیا ہے، اچھا کھڑا لیا ہے۔ وہ سخت نادم ہوئے۔ آپ نے میرے سر اور پشت پر ہاتھ پھیرا۔ آپ کی دعا سے اس وقت بھی مجھے فتح ہوئی اور آج تک جہاں کہیں علی مناظرہ یا مکالمہ پیش آیا ہے آپ کی دعا کی تاثیر سے خدا تعالیٰ نے مجھے فتح ہی دی ہے۔

فقیر سید شرافت کفاح اللہ کہتا ہے کہ میری عمر اس وقت مولف کو اقبال مندی کی دعا نرسال تھی جب آپ کا دنیا سے انتقال ہوا ہے۔ جب میں آپ کو سلام کرتا یا دور لٹا ہوا پاس سے گزرتا تو آپ مجھے دیکھ کر خوش ہوا کرتے اور فرمایا کرتے یہ بانگ صاحبزادہ ہو گا۔ آپ کی دعا سے خدا تعالیٰ نے مجھے ہر طرح کے اقبال سے

سرفراز فرمایا ہے۔

آپ کے پوتے سید پیر ولی لاہوریؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میر سے پوتے کا روزینہ لگانا والد سید عارف حقؒ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ میر سے بھائی سید واصل حقؒ کے چار بیٹے ہیں اور چاروں برس روزگار ہو جائیں گے تو ان کو کافی وسعت حاصل ہوگی۔ میر ابیا صرف اکیلا ہے۔ اس کے متعلق دعا فرمادیں۔ آپ نے فرمایا: کوئی غم نہ کرو۔ ہم نے اس کا سات روپیہ روزینہ مقرر کر دیا ہے۔ اس کو ملتا رہے گا۔ چنانچہ واقعہ آج تک مجھے یہ روزینہ مل رہا ہے اور میری آمدن کی اوسط یہی ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ سید شیر علی بن سید محمد شفیع بر خورداریؒ نے آپ کی چار لڑکوں کی بشارت دینا خدمت میں عرض کیا کہ میر سے گھر پہلو سٹی لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ خیال تھا کہ خدا لڑکا دے گا لیکن میری امید کامیاب نہیں ہوئی۔ آپ نے فرمایا: شیر علی! کوئی غم نہ کرو۔ حق تعالیٰ تمہیں چار لڑکے دیوے گا جن کے نام یہ ہوں گے: عاشق علی، معشوق علی، مشتاق علی، اشتیاق علی۔ چنانچہ آپ کے حسب الارشاد یہ چاروں صاحبزادے یکے بعد دیگرے متواتر پیدا ہوئے۔ چنانچہ مولوی محمد سلام اللہ شائق حنفیؒ ساکن چک عمر علاقہ لالہ مونس نے صاحبزادگان کی تاریخ ولادت کے فارسی اشعار بنائے تو اس کرامت کو بتصریح بیان کیا ہے۔

از کرامات پیر مکن شاہ ہر یکے مرد وزن شدہ آگاہ
ہرچہ فرمود حق نمود قبول دل پاکش خدا نکرد طول
بود عیسیٰ نفس پنے گمراہ بہر مستر شدین پشت پناہ
داد مرثدہ بشاہ شیر علی کہ دریں وقت ہست مرد جلی

ف: ارباب کشف ادبیا اللہ کے واسطے یہ کوئی مشکل امر نہیں۔ چنانچہ شیخ عبدالعزیز علی بن حمید الدین صوفیؒ نے بھی قبل از ولادت اپنے لڑکوں کے نام بتائے تھے کہ وحید، شہید، نجیب ہوں گے۔

لڑکے پیدا ہونے کی دعا چودھری رحمت خاں بن الہی بخش وڑائچ ساکن ونوٹیا نوالی
سے تذکرہ اولیائے ہند، ج ۱، ص ۱۳۲ شرافت

ضلع شیخوپورہ بیان کرتا ہے کہ میرے گھر لڑکیاں پیدا ہوتی تھیں۔ اور میں اولاد دینے سے مایوس ہو چکا تھا۔ ایک مرتبہ اس بھڑی شریف پر گیا۔ میرے مرشد صاحب حضرت سید حافظ محمد شاہ کا ڈیرہ درگاہ رحمانہ کی مسجد میں ہوتا تھا۔ وہیں ٹھہرا۔ پیر صاحب مجھ کو ہمراہ لے کر حضور والا کی خدمت میں لے گئے۔ آپ کا ڈیرہ حضرت پاک صاحب کے چوتڑے پر مغربی جانب ہوتا تھا، جا کر سلام و آداب کیا۔ پیر صاحب نے میرے متعلق عرض کیا، باواجبی! اس شخص کے گھر لڑکیاں ہی پیدا ہوتی ہیں۔ آپ نے بلاتا خیر رحمت فرمایا: اس سے آگے لڑکے ہی ہوتے جائیں گے۔ چنانچہ اس کے بعد چار لڑکے عبد اللہ، حاکم علی، سزارخان، محمد نذیر پیدا ہوئے۔ اس سے پہلے میرا فقیروں پر خالص اعتقاد نہ تھا اس روز سے یقین محکم ہو گیا کہ زبان فقیر تیر قید ہوتی ہے۔

آپ کا ارشاد تھا کہ جو شخص آٹھ روز تک ہماری ایک سکر کا لطیفہ قلب جاری ہونا خدمت میں رہے تو اس کا لطیفہ قلب جاری کر دیتے ہیں۔

ایک مرتبہ آپ موضع واہگے مضافات لاہور میں تشریف فرما تھے سنت سنگھ نامی ڈکاندار سے شربت کرنے کے لیے کھنڈ، شکر وغیرہ طلب کی۔ اُس نے اس خیال سے کہ شاید آپ کو مفت دینا پڑے انکار کر دیا کہ میرے پاس کوئی نہیں۔ آپ اس کی بدضمیری سے آگاہ ہوئے اور اس کی طرف دیکھ کر اَلَا اللّٰہَ کا نعرہ لگایا۔ اسی وقت اس کی زبان پر کلمہ طیبہ جاری ہو گیا۔ ہر چند سکھوں نے کوشش کی کہ اس کا کلمہ بند ہو جاوے مگر وہ بند نہ ہو سکا۔ چند روز پاکل خانہ میں بھی دے دیا گیا مگر اس کی زبان ذکر سے خاموش نہ ہوتی تھی آخر وہ حضور کی خدمت میں آکر معافی کا خواستگار ہوا۔ آپ نے فرمایا، اب تیری زبان خاموش ہوگی اور دل ڈاکر ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

مولف نے سنت سنگھ مذکور کو دیکھا ہے۔

سائیں ماہلے شاہ وڑاچ ہیکری بیان کرتا تھا کہ ایک مرتبہ آپ عرس بادل کا سایہ کرنا بھڑی شریف پر جا رہے تھے۔ دیرلے چناب پر کشتی پر سوار ہوئے، دوپہر کا وقت تھا، دھوپ سخت تھی، میں نے چتری کھول کر آپ کے سر پر سایہ کیا۔ آپ نے

فرمایا، پختری اتار دو۔ خدا تعالیٰ خود ہم پر سایہ کرے گا۔ چنانچہ اسی وقت بادل کا ایک قطعہ نمودار ہوا۔ اور کشتی پر سایہ کر دیا۔

آپ کے ایک مرید کا بیٹا بخار شدید سے بیمار ہو گیا۔ آپ اس کی عیادت کو سلب مرض کرنا تشریف لے گئے۔ اس کے والدین نے شفا کے لیے التجا کی۔ آپ نے اس کو اٹھا کر اپنے سینے سے لگایا۔ اسی وقت اس کا بخار آپ نے کھنچ لیا۔ وہ اسی وقت تندرست ہو گیا اور آپ بیمار ہو گئے۔ دو روز کے بعد تندرست ہو گئے۔

۱۔ سلب مرض کرنا بزرگوں میں متعارف ہے اور اویا اللہ سے منقول ہے۔ چنانچہ ۱۔ قاضی محی الدین کاشانی نزع کی حالت میں تھے۔ حضرت سلطان المشایخ نے ان کے چہرہ پر ہاتھ پھیرا تو وہ صحت یاب ہو گئے اور مدت تک زندہ رہے۔

۲۔ شہزادہ سلیم بیمار ہوا تو شیخ پیارا چشتی نے اس کا مرض سلب کر لیا۔

میاں شہاب الدین خلیفہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ آپ کے الفاظ میں تاثیر ہمارے گاؤں نور پور چاٹلاں میں تشریف فرما تھے۔ دوسرے صاحبزادگان بھی ہمراہ تھے۔ مولوی سراج الدین ساکن چاہل خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ میری اہلیہ صاحبہ نام میرے پاس نہیں رہتی۔ اپنے والدین کے گھر رہتی ہے۔ کوئی ایسا نقش کر دو کہ وہ میرے پاس آباد رہے۔ آپ نے حضرت سید حافظ محمد شاہ (مولف کے دادا صاحب) کو فرمایا کہ مولوی صاحب کو تعویذ لکھ دو۔ انھوں نے قلم دوات ہاتھ میں لے کر پوچھا، باوا جی! کون سا تعویذ لکھوں۔ آپ نے بر جستہ فرمایا، لکھو ایہ بھڑواو ساند اکیوں نہیں تے اوہ بھیٹو دس دی کیوں نہیں۔ انھوں نے یہی الفاظ لکھ کر مولوی صاحب کو دے دیے۔ چنانچہ اسی روز ان کی زوجہ ان کے پاس آگئی۔ اور کبھی جانے کا نام نہ لیا۔

ایک مرتبہ حضرت شاہ فرید نوشاہی لاہوری کی گدی نشینی آپ کے فیصلہ کی غلبی تصدیق کا جھگڑا پڑ گیا۔ ان کا مزار ڈمولنوال میں ہے۔ دو

۱۔ تذکرہ اویا نے ہند، ج ۱، ص ۹۷ ۲۔ تذکرہ، ج ۲، ص ۷۲، شرافت

درویش مدعی تھے۔ ایک خوجہ قوم کا، اور دوسرا زرگر قوم کا۔ ان کے عرس کے موقع پر وہ تنازعہ آپ کے پیش ہوا۔ آپ نے زرگر کے حق میں فیصلہ کیا۔ خوجہ نے اور اس کی پارٹی نے تسلیم نہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر ہمارا فیصلہ تم کو نا منظور ہے تو تم دونوں روضہ شاہ فرید میں داخل ہو جاؤ۔ جب وہ داخل ہوئے تو مزار شریف سے یہ آواز آئی کہ زرگر درویش میری گدی کا مالک ہے۔ پھر سب کو تسکین ہوئی۔

مولوی عمر بخش چشتی نظامی ستار کوئی سے منقول ہے کہ ہمارے مثالی صورت میں مدد کرنا والد میاں غلام علی کو ایک مرتبہ کسی نکاح کے متعلق تھانیدار کے روبرو جا کر بیان دینا پڑا۔ ان کو سخت فکر تھا۔ راستہ میں متفکر جا رہے تھے کہ حضور والا مثالی صورت میں سامنے جلوہ گر ہوئے اور فرمایا: کیوں خوف کرتے ہو خیر مہر ہے۔ چنانچہ ان کو تھانیدار کی طرف سے کوئی ایذا نہ پہنچی۔

مولوی عمر بخش موصوف بیان کرتے تھے کہ میں لاہور میں بابو غلام مصطفیٰ مقدمے سے بری کروانا کے ہاں غشی مقرر تھا۔ وہاں تحریر مصارف ہی جات کے متعلق مجھ پر مقدمہ اُتر ہو گیا۔ میں نہایت تشویش میں رہتا۔ ایک رات آپ مجھ کو خواب میں ملے اور فرمایا تو کیوں خوف کرتا ہے، تیرا انھوں نے کیا لینا ہے۔ چنانچہ تھوڑے ہی دنوں میں وہ مقدمہ رفع دفع ہو گیا۔

ایک مرتبہ پنجاب میں طاعون بھڑت پھیل گئی۔ کئی گھر ایک بید کے گھر کو طاعون پہنچانا اور محلے موت نے ویران کر دیے۔ آپ ان دنوں لاہور سے واپس روانہ ہوئے۔ راستہ میں وزیر آباد اپنے مرید بابو عنایت اللہ کے مکان پر ٹھہرے۔ رات کو اس نے سردی سے بچاؤ کے لیے آپ کو گرم کھیل دیا۔ آپ جب صبح کو روانہ ہوئے تو وہ کھمبسل اپنے گرواڑھ لیا اور ساہن بال شریف چلے آئے۔ یہاں سے اس کو نوازش نامہ ارسال کیا۔ بابو عنایت اللہ اتم پر واضح ہو کہ شاید تم کو خیال ہو کہ میرا کھمبسل بغیر پوچھے لے گئے ہیں۔ تم

لے یہ طاعون والا واقعہ ۱۹۰۱ء کا ہے ۱۲ شرافت

یاد رکھو کہ تمہارے گھر کی بیماری و تکلیف اس کھیل میں پیٹ کر میں ہمراہ لے آیا ہوں اور آتی دفعہ دریائے چناب میں ڈال آیا ہوں۔ اس طاعون وبا کے ایام میں تمہارے گھر کا کوئی آدمی بیمار نہوگا اور نہ مرے گا، نہ ہی اس کا بال بیکا ہوگا۔ جب باہر صاحب کو یہ مکتوب ملا تو وہ بڑے خوش ہونے کے ایک کھیل کے بدلے سارے کنبر کی حفاظت ہوگئی۔ چنانچہ واقعی اس طاعون میں ان کا کچھ نقصان نہوا۔ چ ہے، ہ

گفتہ او گفتہ اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

منقول ہے کہ ایک مرتبہ لاہور میں کسی عرس کی تقریب پر

ایک عیاش کو بدایت کرنا محفل سماع منعقد تھی۔ فقر اکو ذوق و وجد ہو رہے تھے۔ ایک عیاش گستاخ جس کا نام گاماں پٹ مشہور تھا اس نے کہا کہ اگر مجھ کو وجد ہو تو جانوں۔ آپ نے اس پر نگاہ کی تو وہ ترپنے لگا۔ دیر تک وجد کرتا رہا۔ جب ہوش آئی تو آپ کی بیعت ہو گیا۔ آپ اس کو کچھ تلقین کرنے لگے۔ تو اس نے عرض کیا کہ میں اس قدر عیاش ہوں کہ دنیا میں گنج مشہور ہوں، گناہ مجھ سے ترک نہیں ہو سکیں گے۔ یہ میری طبیعت میں رچ گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں تجھے گناہ کی اجازت دیتا ہوں کہ جو چاہے کر، لیکن اس قدر خیال رکھنا کہ میرے سامنے میری موجودگی میں کوئی گناہ نہ کرنا۔ اس نے کہا کہ یہ شرط منظور ہے۔ اور میں ایسا کم نعت تو نہیں کہ آپ کے سامنے گناہ کروں۔ خیر وہ چلا گیا۔ جب دوسرے روز شراب خانہ میں گیا تو دیکھا کہ آپ دروازہ پر کھڑے ہیں۔ شرمندہ ہو کر وہاں سے کھسکا۔ پھر تہی بازار میں کنجری کے پاس گیا۔ دیکھا تو آپ وہاں سیر میوں سے نیچے اتر رہے ہیں۔ بہت ناوم ہوا اور حضور کی خدمت میں آکر توبہ کی اور کہا، مرشد ہو تو ایسا ہو، گناہ سے جبراً روک دیا ہے۔ اس کے بعد وہ گاماں درویش ہو گیا۔

فت : وجد کا ہونا اولیاء اللہ کے سامنے کوئی مشکل نہیں۔ چنانچہ مولانا فخر الدین چشتی دہلوی کی مجلس سماع میں دو بد معاش منکروں کو وجد ہو گیا تھا۔

اور بزرگوں کا مثالی صورت میں موجود ہو کر مریدوں کو گناہ سے بچانا بھی کتا ہوں میں منقول ہے۔ چنانچہ شمس الدین بزاز شراب پینے لگا تو حضرت سلطان المشائخؒ کو بچشم ظاہر دیکھا کہ سامنے انگلی سے کھڑے اشارہ فرما رہے ہیں کہ نہ پی لے۔

آپ کا مرید بابا کرم بخش لاہوری بیان کرتا ہے کہ ایک مرید کو شراب خانہ سے بچانا نوجوانی میں میں شراب خانہ میں ملازم تھا، مجھے دس روپے روزانہ وہاں سے ملتے تھے۔ ایک روز آپ میرے پاس وہاں تشریف لے گئے اور مجھے نصیحت کی کہ شراب خانہ کی ملازمت چھوڑ دو۔ میں نے کچھ عذر معذرت کی۔ آپ نے جب زیادہ تاکیداً منع فرمایا تو میں نے کہہ دیا کہ مجھ سے یہ کام نہیں چھوٹ سکتا۔ آپ نے فرمایا: تم کیا، یہ تو تمہارا باپ بھی چھوڑ دے گا۔ چنانچہ شام کو جب میں گھر آیا تو مجھے بخار ہو گیا۔ اور تین چار روز متواتر بخار رہا۔ جب کچھ افاقہ ہوا تو میں شراب خانہ میں گیا۔ انہوں نے جانتے ہی مجھے جواب دے دیا کہ ہم نے دو تین روز تمہارا انتظار کیا تم نہیں آئے تو ہم نے دوسرا شخص ملازم رکھ لیا ہے۔ اب چلے جاؤ۔

بابا کرم بخش موصوف سے منقول ہے کہ میں نوجوان ایک مرید کو زنا کاری سے بچانا خوب صورت تھا۔ ایک کنبڑی اللہ دتی نام مجھ پر عاشق و شہید اتنی روزانہ دو روپیہ مجھ کو دیا کرتی۔ میں اُس کے پاس جایا کرتا۔ کچھ عرصہ اس طرح گزریا۔ میرے والدین نے حضور والا کے آگے التماس کی کہ آپ اس کو نصیحت کریں۔ آپ ایک روز میری دکان پر تشریف لے آئے۔ اتفاقاً وہ کنبڑی اُس وقت میرے پاس آکر بیٹھی تھی وہ تو آپ کو دیکھ کر چلتی بنی۔ میں نے آپ کو چار پانی پر بستر ڈال کر بیٹھایا۔ آپ نے پوچھا، یہ عورت کون تھی؟ میں نے کہا میری ہمسایہ تھی۔ پوچھا تیرے پاس کیوں آئی تھی؟ میں نے کہا آپ کے ہمسائے بھی تو آپ کے پاس آ کر بیٹھا ہی کرتے ہیں۔ خیر آپ خاموش ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر پوچھا کہ کیا تیرا اس عورت سے کچھ تعلق ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ آپ

لے تذکرہ، ج ۱، ص ۹، شرافت

نے تین مرتبہ پوچھا۔ میں نے ہر بار ”نہیں“ کہا۔ آپ نے فرمایا، اچھا، نہیں تو نہ سہی۔ آپ جب تشریف لے گئے تو میں کنجری کے پاس گیا تو وہ مجھ سے اس قدر بیزار نظر آئی کہ خدا کی پناہ۔ پہلے تو وہ میری عاشق تھی۔ آپ نے ایسا تصرف کیا کہ وہ میری بلا وجہ خود بخود دشمن بن گئی۔ آخر ناکام ہو کر مجھے توبہ کرنی پڑی۔

منقول ہے کہ آپ کا ایک مرید عذابِ نزع میں ایک مرید کو عذابِ نزع سے بچانا گرفتار تھا، جان نہیں نکلتی تھی۔ آپ اس کے پاس پہنچے۔ اس کے متعلقین نے عرض کیا کہ آپ دعا فرمادیں کہ اس کی مشکل آسان ہو۔ آپ نے اس کے سینہ پر ہاتھ رکھ کر اوپر منہ تک پھیرا۔ اسی وقت اس کی رُوح پرواز کر گئی۔

ایک بار آپ نورپور چابلاں میں سخت بیمار ہو گئے۔ ایک سکھ نہال سنگھ ایک منکر کی موت نامی جو بڑا منکر فقر تھا کہنے لگا کہ ”مسلمانوں کا اولیا اس جگہ مرنے لگا ہے“۔ کسی شخص نے آپ کے سامنے یہ بات بیان کر دی۔ آپ نے فرمایا کہ میں تو اس بیماری سے بچ جاؤں گا۔ لیکن نہال سنگھ اب جلدی ہی مر جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ تھوڑے ہی دنوں میں وہ ختم ہو گیا۔

ایک مرتبہ لاہور میں کسی مرید نے آپ کی دعوت کی۔ آپ وہاں روٹی کھا ایک رافضی کو سزا رہے تھے کہ دروازہ پر کسی سائل نے آکر حضرت طوٹ اعظم کی مدح پڑھنا شروع کی۔ اس نے یہ مصرع پڑھا،

میراں رب دے وچ حضور ہویا

پاس ہی ایک رافضی کھڑا تھا اس نے میراں کے نام کا تمسخر اڑایا اور کہا ”دیکھو جی میراں چکی پیسنے آگئی ہے“ آپ کو یہ الفاظ سخت ناگوار گزرے۔ اس کو بلا کر اپنا جوٹھا ایک لقمہ عطا فرمایا۔ اس نے کھا لیا۔ اسی وقت وہ زمین پر تڑپنے اور لوٹ پوٹ ہونے لگا۔ دیر کے بعد اس کے پاس کے ہاتھ پر شیعہ عقاید سے تائب ہوا۔

ایک شخص راجہ بن اموں تارڑ ساہنپالیہ کے گھر آپ کسی ایک زمیندار کو بدعادینا کام کے لیے میلہ بن کر گئے۔ اس نے نہ مانا، بلکہ منکرانہ کہا کہ

”دیکھو یہ اولیا میرے پاس میلہ بن کر آیا ہے میں کبھی نہ مانوں گا۔“ آپ ناراض ہو کر اٹھ آئے۔ اور اس کو فرمایا: آج کے بعد کسی میدان میں تم کو فتح نہ ہوگی۔
 آپ کا ارشاد بالکل صحیح ہوا، آج تک کہ ۱۳۶۶ھ سے وہ شخص زندہ ہے اور بیسوں مرتبہ برادری کے ساتھ اس کی لڑائیاں اور مقدمات بوسنے ہیں۔ وہ شخص جس پارٹی کے ساتھ ہو اس کو ہر حالت میں ناکامی رہتی ہے اور اس کا فریق مخالف فتح یاب ہوتا ہے۔

وفات کے بعد کرامات

آپ کی وفات کے بعد بھی آپ سے خوارق ظاہر ہوتے ہیں۔
 آپ کے فرزند ثانی سید واصل حق لاہوری سے منقول ہے کہ بیٹے کو نماز میں لگانا آپ کے انتقال کے بعد درگاہ نوشاہیہ پر چلے نشین ہوا۔ اُس وقت میں نماز نہیں پڑھا کرتا تھا۔ ایک روز آپ خواب میں ملے اور فرمایا: ”واصل حق! تو کبے کا نکر ہے۔“ جب میں بیدار ہوا تو میرا دل ڈر گیا۔ اس کے بعد نماز پنجگانہ پابندی سے شروع کی۔ اور زیارت بزرگاں سے مشرف ہوا۔ اور متعدد چلوں میں کامیاب ہو گیا۔
 آپ کے بیٹے سید واصل حق سے منقول ہے ختم شریف کرنے کی ترغیب دینا کہ میں آپ کا ختم شریف کیا کرتا اور وال گوشت ملا کر پکایا کرتا تھا۔ ایک رات آپ خواب میں ملے اور فرمایا: ”میں وال روٹی نہیں کھاتا، میں گوشت روٹی کھایا کرتا ہوں۔ اُس روز سے میں نے گوشت روٹی پر ختم دلانا شروع کیا ہے۔“
 سیدہ خواہر بی بی بنت سید اقبال علی برخورداری سے منقول ہے مثالی صورت میں ملنا کہ جب آپ کی وفات کو چھ مہینے گزر چکے تھے تو جمہرات کو عصر کے وقت میں درگاہ نوشاہیہ پر سلام کے لیے حاضر ہوئی، دیکھا کہ آپ کے سر پر سُرخ ٹوپی، ہاتھ میں عصا ہے۔ روضہ شریف کی سیڑھیوں کے آگے سے گزر کر مشرق کو جا رہے ہیں۔ میں نے سلام کیا۔ آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا، کلام نہیں کیا۔ جب میں روضہ شریف کے در داخل ہوئی کہ مجھے یاد آ گیا کہ آپ تو وفات پا چکے تھے زندہ کس طرح ہو گئے ہیں دوڑ کر

باہر نکلی۔ پھر کہیں آپ کا نشان نہ ملا۔ آپ غائب ہو گئے۔

مولف کے والد بزرگوار اعلیٰ حضرت سید غلام مصطفیٰ ادا م اللہ برکاتہ فرماتے ہیں
 کلاہ تبرک عطا کرنا کہ ایک دن ہم مسجد ساہن پال شریف میں نماز شام کی جماعت کروا رہے تھے
 ہم نے دیکھا کہ آپ مثالی صورت میں بچہ ہمارے سامنے سے آئے اور مصلّا پر اپنی ٹوپی رکھ کر شریف
 لے گئے۔ ہم کو کلاہ تبرک عطا فرمائی۔

مولف کتاب ہذا فقیر سید شرافت عفا اللہ عنہ کہتا ہے
 مولف کو پراوٹھے کا تبرک عطا کرنا کہ ایک مرتبہ مجھے خواب آیا کہ بھڑی شریف کا عرس ہے
 آپ درگاہ رحمانیہ کے چبوترے پر بیٹھے ہیں۔ میں نے آپ کو سلام و آداب کیا۔ اُس وقت محمد شفیع
 بن لدھا جوگی نورپوری بھی پاس ہے۔ آپ نے دو عدد پراوٹھے مجھ کو تبرک عنایت فرمایا ہے۔
 محمد شفیع کہتا ہے کہ میں یہ پراوٹھے نہیں لوں گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں تجھ کو کب دیتا ہوں۔ میں تو
 یہ شریف احمد کو دے رہا ہوں۔ میں نے بڑی محبت اور عقیدت سے وہ قبول کر لیے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ آپ کے عطیہ و تبرک کی برکات میرے شامل حال ہیں اور مجھے رزق روٹی
 میں خدا تعالیٰ نے وسعت و فراخی عطا فرمائی ہے۔

آپ اپنی وفات سے دو سال گزر جانے کے بعد
 صندوق کے تنگ ہونے کی خبر دینا اپنے چھوٹے بیٹے سید فضل حق کی اہلیہ سیدہ
 رحمت بی بی بنت سید امام الدین ہاشمی رملوی کو تین مرتبہ خواب میں ملے اور فرمایا کہ میرا
 صندوق تنگ ہے۔ میں جب عبادت کے لیے بیٹھتا ہوں تو مجھ سے بیٹھا نہیں جاتا۔ انھوں نے
 یہ خواب بیان کیا تو آپ کے فرزندوں نے قبر کو کھول دیا۔ اور نیا تابوت بنا کر اس میں دفن کیا۔
 ف: کئی اویا اللہ خواب میں مل کر اپنے حالات سے آگاہ کر دیتے ہیں۔ چنانچہ منقول ہے کہ
 شاہ اعلیٰ چشتی کے مزار پر چوترو بن رہا تھا آپ اُستانی جی کو خواب میں ملے اور فرمایا: میرا
 صندوق شکستہ ہو گیا ہے اور ایک اینٹ میرے زانو پر پڑی ہے۔ جب کہیں دیکھا تو
 ایسا ہی تھا یہ

لے تذکرہ اویاے بند، ج ۲، ص ۹۱

جس وقت آپ کا صندوق کھولا گیا تو آپ کا جسم اطہر بالکل
نعش کا صحیح و سالم ہونا صحیح و سالم تھا۔ البتہ کفن کا رنگ خاکستری ہو چکا تھا اور
جسم کے ساتھ یک جان ہو گیا تھا۔ بارہ روز تک زیارت ہوتی رہی۔ دُور دُور سے مخلوق آکر
زیارت سے مشرف ہوئی۔

ف : مولف کہتا ہے کہ اس وقت ہاڑ سمسٹ ۱۹۷۵ء کا مہینہ تھا۔ عرس شریف کے ایام تھے۔ ہزاروں
لوگوں نے زیارت کی میں بھی زیارت سے روزانہ مشرف ہوتا تھا۔ میری عمر اس وقت گیارہ
سال تھی۔ بزرگوں کا جسم صحیح و محفوظ رہنا کچھ جانے تعجب نہیں۔ یہ خالص سونا ہوتے ہیں سونے
کو مٹی نہیں لگتی۔ چنانچہ شیخ علی متقیؒ کی قبر کو بارہ برس کے بعد ان کے بھتیجے کو دفن کرنے کے
واسطے کھولا گیا تو وہ امن و امان نکلے۔

بارہ دن تک آپ کی زیارت ہوتی رہی تو نعش مبارک
جسد اطہر سے خوشبو کا آنا سے بہشت کی خوشبو آتی تھی جو تقریباً ایک فرلانگ تک
اُرد گرد پھیلی ہوئی تھی اور وہ خوشبو دنیا کے عطریات سے بڑھ کر تھی۔ جب آپ کے مریدان
لاہور سے آئے تو بڑے قیمتی عطر اور سینٹ کی شیشیاں ہمراہ لائے۔ جب آپ کے جسم اطہر پر
چھڑکا تو حقیقی خوشبو کے سامنے یہ خوشبو بالکل ماند پڑ گئی۔ آخر عطر ڈالنا بند کر دیا گیا۔
ف : میں نے خود اس خوشبو کو پایا ہے۔ بزرگوں کی قبروں سے جنت کی خوشبو آنا کچھ محل تعجب
نہیں۔ چنانچہ شیخ جمال قلب ہانسویؒ کی قبر کھلی تو اس میں سے بوئے بہشت آتی تھی۔

آپ کے پوتے سید شاہ ولی بن سید واصل حقؒ ان ایام میں
جسم پاک کو پسمند آنا کھکتے میں ملازم تھے۔ وہ بھی زیارت کے شوق سے آئے۔ لیکن ان
کے پہنچنے سے پہلے آپ کو دفن کیا جا چکا تھا۔ ان کے لیے دوبارہ قدموں کی طرف سے قبہ کو
کھولا گیا۔ پھر صندوق کو کھول کر ان کو زیارت کرائی گئی۔ دیکھا تو حضور کے جسم پاک کو پسمند آیا
ہوا تھا۔

ف: پسینہ کا آنا زندہ جسم کی علامت سے ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اولیاء اللہ زندہ ہوتے ہیں بعینہ اسی طرح سید محمد نور گیلانیؒ کا واقعہ ہے کہ وہ اپنے والد سید نبیہا ول شیر گیلانیؒ کی وفات کے وقت حاضر نہ تھے۔ بعد میں آکر قبر کھول کر زیارت کی یہ

تصنیفات

آپ نے مستقل تصنیف کوئی نہیں کی۔ البتہ دو تین چیزیں آپ کی یادگار ہیں۔ از انجملہ منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ کتاب یوسف زلیخا پنجابی منگوم مصنف مولوی عبدالحکیم اشعار اوجی پڑھ رہے تھے۔ اثنائے مطالعہ میں یہ شعر آیا:

زلیخا آکھدی یوسف نوں رو کے خدادے واسطے گل سن کھلو کے

اس شعر کی لذت نے آپ کو ایسا سرشار کیا کہ خود بخود آپ کی زبان سے یہ اشعار بن گئے:

زلیخا یوسف و یوسف زلیخا انا احمد بلا مہیم کھا ہا

مینوں اک جام مہروں جھول دیہو منتھے کھ اپنے توں گھول دیہو

میں پواں پی کے ہو جائے مستی مینوں میں تھیں خودی دی جائے بستی

نہ دتے دوسرا کوئی باہجھ تیرے جدھر دیکھاں ادھر تو میں چو فرسے

آپ نے ایک دفعہ اپنے پر صاحب حضرت سید عمر بخش رسوٹنگریؒ کو خط لکھا جس

مکتوب میں صرف یہی شعر تحریر کیا:

بہٹی موں لیکھا نہیں پتے نہیں دام دینے موں رہتا نہیں ایسا مور رام

آپ کے زمانہ میں بعض فقراٹے معاصرین متعصبین نے آپ

فتویٰ متعلقہ کلاہ درویشی کی کلاہ پوشی پر اعتراض کیا۔ اور یہ بھی کہا کہ نوشاہی فقیروں کو

ٹوپی اور خرقہ پہننا جائز نہیں۔ آپ نے ایک فتویٰ تحریر فرمایا اور اس پر علما و صوفیا کی مہربان گواہیں

اور تصدیق کروادیا کہ فقراٹے نوشاہی کو ٹوپی اور خرقہ پہننا جائز ہے۔ اصل فتویٰ کی عبارت یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بعد حمد خدا اور نعت رسول مجتبیٰ تاج پوشان فقر غنا سیرت و خرقہ زیبان غنا فقر صورت

لے تذکرہ اولیائے بند ج ۳ ص ۲۷ شراکت

منحرفی و محتجب نہ رہے کہ حسبِ نوشت کتاب فایض الرشاد جو کتبِ احادیث اور تصوف سے منتخب ہے اور سو اس کے بزرگوں نے لکھا ہے کہ امام برحق ناطق جناب امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم شبِ معراج مکانِ لامکان میں رونق افروز ہوئے تو بعد از کلام مالا کلام جناب واحد حقیقی میں عرض کی کہ ملکا بادشاہا! آپ کو تمام کائنات میں سے کون عزیز ہے۔ حکم ہوا اَنْتَ یعنی تو۔ پھر التماس پر واہ ہوئے تو امر ہوا یا محمد کلہم یطلبون رضائی وانا اطلب رضاءک پھر ملتس ہوئے تو ارشاد ہوا الفقراء اجیائی یعنی میرے دوست فقیر ہیں۔ تو جناب شہنشاہ کونین نے فقر قبول اور تاجِ فقیری کا زیب تارک مبارک فرمایا ہے

بحکم قادرِ غفارِ حنائی اکبر رسید تاجِ معنی بہ احمد سرور

اور کلاہ جو خود بھی تاج ہے۔ خصوصاً چار ترکی جو اس کے پہننے سے چار چیز کی ترک واجبات تھے۔ یعنی ترکِ چشم یعنی نا دیدنی چیز نہ دیکھے۔ اور ترکِ گوش، ناشنیدنی نہ سنے۔ ترکِ زبان، ناگفتنی نہ کہے۔ ترکِ پا۔ نا رفتنی جگہ نہ جانا۔ ایک بزرگ اور فرماتے ہیں: ہ

سر بہ نہ نیستم دارم کلاہ چار ترک
ترک دنیا ترک عقبی ترک مولا ترک ترک

اور جب جناب کبریائے الہی سے خرقہ مبارکہ کہ جناب رسول کریمؐ کو مرحمت ہوا تو جناب نے حضرت ابو بکرؓ سے پوچھا اگر یہ خرقہ تمہیں دین تو تم کیا کرو۔ آپ نے عرض کی صدق زیادہ کروں۔ پھر جناب عمر خطابؓ کو کہا کہ آپ کیا کریں۔ التماس کیا کہ عدل زیادہ کروں۔ پھر حضرت عثمانؓ کو حکم ہوا کہ آپ کیا کریں۔ ملتس ہوئے کہ جیسا زیادہ کروں۔ پھر جناب علیؓ کو ارشاد ہوا تم کیا کرو۔ آپ نے بعد صدق و نیاز کہا کہ ستاری اور علم کروں۔ حضرت نے حسب الارشاد الہی خرقہ انہیں عطا فرمایا اور کہا الخرقہ صومرۃ الفقر وکسوة الفقراء ولباس الصلحاء وحرینۃ الاولیاء وہی خیر ثبات۔ پھر ان سے حضرت علیؓ اسد اللہ غالب ابن ابی طالب کو پہنچا اور ان سے سبط نبی کریمؐ زمن امام حسن کو۔ اور ان سے حضرت خیر بصریؒ کو۔ اور بعض فرماتے ہیں حسن بصریؒ کو بلا واسطہ احمدیے حضرت علیؓ سے پہنچا۔ فقیر صاحب کو تاجِ پاکلاہ

پہننا منظور ہو تو چار چیزوں مرقومہ بالا سے ترک کرے۔ نہیں تو اسے پہننا حرام ہے۔ اور جو فقیر صاحب ستاری اور علم اختیار کرے خرقہ پہنے۔ والا اسے حرام ہے۔ اور علیٰ ہذا القیاس کفنی۔ اس کے واسطے آیت یہ ہے انک میت وانہم میتون جب کفنی میت کے واسطے ہے تو میت کو ہوائے نفسانی اور خواہش دنیاوی متروک ہوگئی اور ہون ترک کیے ان چیزوں کے کفنی پہننی حرام ہے۔ پس اب یہ خاکپائے فقراے اہل اللہ فقیر مکمن شاہ نوشاہی، محمدان حضرت سرگرد بان چاروہ خانوادہ کی خدمت بابرکت میں جو ہر ایک ٹمہ شاخ نخل مصطفوی اور میوہ غصن شجر مرثضیٰ سے۔ التماس گزارا ہے کہ جب پہننا تاج مبارک کا ہر ایک گروہ میں منحصر ہے چار ترک مرقومہ الصمد پر۔ اور پوشش خرقہ کی موقوف ہے ستاری اور علم پر۔ اور اور ہنا کفنی کا ملطوی ہے ہو تو اقبل ان تموتوا یعنی میت ہونے پر اور ترک ہوس دنیاوی اور ترک خواہش نفسانی پر تو فقراے فی نرماننا کا حال مع اس خاکپائے کے ہر ایک سرگروہ باشکوہ پر واضح دلایح ہے۔ اگرچہ اس فدوی حیر کی نگاہ میں ادنیٰ سے اعلیٰ تک جس بزرگ کے سر پر تاج نام فقر کا زیب فرما ہے۔ وہ افعال حمیدہ اور اقوال پسندیدہ سے مانوس اور کردار ذمیر اور گفتار مکر وہ سے مایوس ہے۔ اور ہوگا۔ تاج اور خرقہ اور کفنی پہننی حسب الارشاد رسول مقبولؐ اسے مباح ہے۔ تکلیف کہ کوئی صاحب واسطے گروہ نوشاہی جن کا سلسلہ بذریعہ جناب عبدالقادر پاک قدس سرہ العزیز جناب مرتضیٰ مصطفیٰ صلوات اللہ علیہا تک پہنچتا ہے۔ اور بسبب مشہوری جناب نوشاہ صاحب کے جو کئی خوارق مادات ان سے ظہور میں آئیں۔ نوشاہی مشہور ہو گیا۔ یہ کلمہ زبان پر لاوے کہ تاج و خرقہ کفنی پہننا انہیں حرام ہے سبحان اللہ جس عبدالقادر پاک کے جد کے واسطے تاج اترا ہو۔ اسی کے گرد پہننا حرام عیاذ باللہ اب اس بزرگ کو کیا کہنا ہے

باصد چراغ میطلعم عیب ہائے خویش کو فرستے کہ فرق کتم خوب زشت خلق

جس حالت میں جناب سرور کائناتؐ کہ سرگروہ کل سرگرد ہوں کے ہیں فرماویں کہ تاج و خرقہ وغیرہ پوشش واسطے فقر اور صلحا کے ہے تو کیا یہ گروہ و باشکوہ صالحین سے بھی گیا گزرا۔

بمیرتا برہی اسے حسود کایں رہنے مست کہ از مشقت او جز بمرگ نواں رست

اپنے اعتقاد میں تو یہ ہے اسے

ہر کہ راجا مر پارسا بینی پارسا دان و نیک مرد انگار
ورندانی کہ در نہانش چہیت مختب رادرون خانہ چہ کار

اب جو بزرگوار سرگروہ صاحب یا فقیر صاحب جو انصاف حضور از اعتساف دور ہے۔ ان کلمات
خیر پر نظر فرما کر مہربان نشانی از روئے مہربانی ثبت فرمادیں تا عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوں۔
المجد۔ فقیر فقیر فرید الدین عباسی چشتی۔ ہکذا اسما یت فی کتب الفقراء الصوفیہ کلہم۔ مہر
[فقیر فرید الدین عباسی]

وخط مسکین سید چراغ علی شاہ رضوی الشہور فقیر چشتیا مہر [نخشیش گدا]
بمع مہر [دنیا ہر دوغ نست محمد مکن]

ملفوظات

آپ جب کبھی مجلس میں گفتگو کرتے تو عشق و عرفان کا سمندر موجیں مارتا ہوا نظر آتا۔
رموز و اسرار تصوف کا تذکرہ کرتے تو طالبوں کو درد و سوز حاصل ہوتا۔ آپ کا کلام عاشقانہ اور
واعلانہ ہوتا۔ جو عام صوفیوں کی انتہائی منزل ہوتی وہ آپ کا ابتدا ہوتا تھا۔ عوام فقرا کا کلام مجرد
فراق والا ہوتا ہے۔ آپ کا کلام وصول الی اللہ اور بقا باللہ کے مضمون والا ہوتا تھا۔ آیات کلام اللہ
اور احادیث رسول اللہ اور اقوال اولیاء اللہ آپ کو بہت یاد تھے۔

ملفوظ آپ اکثر یہ آیت شریف پڑھا کرتے: قل اللهم مالك الملك توفى الملك من تشاء
وتنزح الملك ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بيدك الخير انك على كل
شیء قدير۔

ملفوظ آپ یہ حدیث بھی پڑھا کرتے تلاوة الوہبہ خیر من تلاوة القبران۔ یہ تصور شیخ
کے متعلق ارشاد فرمایا کرتے۔

ملفوظ۔ فرمایا: "وہی وہی نہ دو جا کوئی"

ملفوظ۔ فرمایا: خدا کے راستہ میں جتنا دو گے اتنا ہی لو گے۔ اور جو دینا ہے سب لینا ہی ہے۔

ملفوظ مولوی عمر بخش چشتی نظامی ستار کوٹی سے منقول ہے۔ ایک مرتبہ آپ ہمارے ہاں کوٹ ستار ضلع گجرات میں رونق افروز تھے۔ عید کا دن آ گیا۔ آپ نماز عید کے لیے میرے حجرہ پہلے راستہ میں مجھے فرمایا، بھائی سوہنے نام والے، تم نے خباہت پڑھنا اور وعظ کرنا ہے، ہم کو رحمت الہی کا وعظ سنانا، عذابوں کا تذکرہ نہ سنانا۔ جب مسجد میں پہنچے تو آپ نے بجائے وضو کے تیمم کر لیا اور نماز عید ادا کی۔ جب واپس گھر آئے تو میں نے عرض کیا، باواجہ! پانی کی موجودگی میں آپ نے تیمم کیوں کیا ہے؟ اس طرح تو نماز نہیں ہو سکتی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ نماز بھی تو مجازی ہی تھی حقیقی نماز اور ہے۔

ملفوظ حافظ غلام محمد امام مسجد چھنی ساہن پال سے روایت ہے کہ میں نے ایک روز آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ قیامت کا بڑا خوف ہے۔ آپ نے فرمایا: حافظ جی! کوئی خطرہ نہیں، بے خوف رہو، خدا تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

ملفوظ سائیں نور الدین فقیر قندازی ساکن گاکھڑہ کلاں سے روایت ہے کہ میں نے ایک دن خدمت میں عرض کیا کہ میاں عبد الستار فقیر بڑے چلے کاٹتا ہے۔ آپ نے فرمایا، یہ کمال نہیں بلکہ کسب ہے۔

ملفوظ ایک شخص نے عرض کیا، یا حضرت! اگر درویش پر ہر وقت ذوق و شوق غالب رہے تو کیا ہی بہتر ہو۔ آپ نے فرمایا: حال دائمی نہیں رہ سکتا۔ ایک حال پر قیام تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہ تھا۔ فرمایا ہے لی مع اللہ وقت یعنی میرا بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک خاص وقت ہوتا ہے۔

ملفوظ ایک درویش نے عرض کیا کہ اپنے مرشد کو کیا سمجنا چاہیے۔ آپ نے فرمایا شہباز نے اچھا کہا ہے،

جو پچھانے نچتہ دل ہو رہسنا کو ذات حق

وہ کبھی ہوتا نہیں گمراہ پیم کے راہ سے

ملفوظ ایک شخص نے یہ شعر پڑھا،

چند ہزار عالم توں کیہڑی این گرشے امباں ہیٹھ کھلوتیہ تینوں گنڈٹے پٹے

اور پوچھا، امب اور کندھے سے کیا مراد ہے ؟

آپ نے فرمایا، امب سے مراد جذباتِ الہی اور کندھے سے مراد خواہشاتِ نفسانی۔

ملفوظ ایک شخص نے مجلس میں یہ مصرع پڑھا اور اس کا مطلب پوچھا،

کوٹنگ پنجاں دا پورا ڈنڈیاں گھٹ کرے

آپ نے فرمایا کہ یہ وصول الی اللہ کا طریقہ بتلایا گیا ہے دو طور پر :

اول، کوٹنگ سے مراد جسمِ انسانی، پنجاں دا پورا سے مراد آگ، ہوا، پانی، مٹی، روت۔

یعنی پانچ چیزوں کا مرکب پتلا ہے۔ ڈنڈیاں سے مراد خواہشاتِ نفسانی۔ گھٹ کرے

سے مراد ان کو اپنے جسم سے نکال دیوے۔ تب خدا کو پاسکتا ہے۔

دوم، کوٹنگ سے مراد دینِ اسلام۔ پنجاں دا پورا سے مراد کلمہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ،

حج۔ یعنی پانچ بنا سے مکمل ہے۔ ڈنڈیاں سے مراد کفر، شرک، بدعت۔ گھٹ کرے

سے مراد، یعنی ان برائیوں سے توبہ کرے تو خدا کو پاسکتا ہے۔

ملفوظ۔ فرمایا، کسی درویش کا مقولہ ہے ”آپ گزہ اوروں کو سنوارے، یہ صفت پیاز میں دیکھی۔

ہندہ ہو کر شاہوں کا شاہ ہوا۔ یہ صفت آواز میں دیکھی۔ ظاہر سجد حاصل بے سود، یہ صفت نماز

میں دیکھی۔

ف : یہ قول ریائی نماز کے متعلق ہے جس کے متعلق حق تعالیٰ کا ارشاد ہے : فویل للمصلین

الذین ہم عن صلواتہم ساءون الذین ہم یراءون۔ (الماعون) ایسے نمازیوں کی

خرابی ہے جو نماز کی طرف سے غافل رہتے ہیں جو ریاکاری کرتے ہیں۔

شیخ سعدیؒ نے فرمایا ہے :

کلیدِ درِ دوزخ ست آن نماز کہ پیشین مردم گذاری دراز

معتبرین کمالات

آپ کی مدح و توصیف بہت سارے بزرگوں نے کی ہے۔

۱۔ میاں دولا بخش خیاط لاہوری۔ کتاب سوانح عمری سیر چراغ علی شاہ چشتی صابری

لاہوری ہیں۔ اس وقت کے مشایخ لاہور کا تذکرہ کرتے ہوئے ص ۱۷۳ پر لکھتے ہیں:

مولانا اصل بائند حضرت مکھن شاہ صاحب کی ذات عالی صفات اس وقت لاہور کے اس گروہ پر شکوہ نوشا ہی میں ایک اعلیٰ رکن ہیں۔ آپ کا اخلاق محمدی ایسا غالب ہے کہ جو جو طالبانِ راہِ خدا آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر طالب ہوتے ہیں۔ سچ توں یوں ہے کہ جب آپ لاہور میں تشریف لائے ہیں آپ کے فیض عام سے صد ہا فیضیاب ہوئے ہیں۔ بلفظ

۲۔ مولوی عبد الحمید سے منقول ہے کہ ایک بار ہمارے پیر صاحب حضرت قاری قمر الدین قادری سروری اویسی ساکن انور دہی شریف ضلع منٹگمری جو مرتبہ اوتاد رکھتے تھے ہمارے علاقہ میں تشریف لائے۔ جب سفر کر کے واپس جانے لگے تو ہم سب مریدوں نے لاہور تک مشایعت کی۔ رات کو موچید روازہ میں حضور کے دولت خانہ پر گئے۔ عشا کا وقت تھا۔ دروازہ پر دستک دی۔ آپ نے بالا خانہ سے آواز دی کہ نیچے کے کمرہ میں ڈیرہ کر دو اور کھانا و بستر وغیرہ اوپر سے بھجوا دیے خود نیچے نہ آئے۔ اور نہ ہی ہمارے پیر صاحب سے ملاقات کی۔ جب ہم صبح کو وہاں سے رخصت ہوئے تو ہمارے حضرت قاری صاحب نے فرمایا کہ ہم جس روز سے اس علاقہ میں آئے ہیں کوئی صاحب کمال درویش نہیں دیکھا سوائے اس بزرگ لاہوری کے۔ مولوی عبد الحمید صاحب راوی کہتے کہ باوجودیکہ حضرت قاری صاحب نے سید مکھن شاہ کو ظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھا مگر کشفی طور پر ان کے عالی مراتب ہونے کی شہادت دی۔

۳۔ مولوی محمد بخش حشتی نظامی سے روایت ہے کہ ایک بار آپ ہمارے گاؤں کوٹ ستار میں تشریف فرما تھے کہ روز مولوی عبد الحمید قادری سروری جو مولانا محمد شیخ احمد نقشبندی مجددی دھرکیوی کے فرزند تھے اور پنڈی لالہ میں سکونت رکھتے تھے آپ کی خدمت میں آئے محفل اقدس میں صوفیانہ گفتگو شروع تھی۔ آپ نے یہ اشعار پڑھے:

تجلی تیری ذات کا سُو بسو ہے جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تُو ہے
 جدھر جا کے دیکھا جدھر جا کے سُنیا تیری گفتگو اور تیری جستجو ہے
 مولوی صاحب فرمایا کرتے کہ حضرت باواجی صاحب کامل و اکمل ہیں۔

۴۔ مولوی عمر بخش موصوف ستار کوٹی بیان کرتے تھے کہ میری بیعت چلتیہ سلسلہ میں حضرت مولوی محمد امین چکوڑی والد سے تھی اور ان کے فرمودہ و ظایف پر بلا ناغہ مواظبت رکھتا تھا۔ ایک مرتبہ حضور والا نے میری وظایف خوانی اور ذکر لسانی کو تہ نظر رکھ کر فرمایا:

”میاں سوہنے نام والیا! ہر ویلے بڑباں دا بھیر کر دار ہنائیں اپنے پیر کولوں کوئی اصل گل پچھو“

حدیث شریف میں آتا ہے ذکر اللسان لقلقة و ذکر القلب و سوسه ذکر الروح۔ سراحۃ۔ میں یہ حدیث سن کر دل میں خیال کیا کرتا کہ علم ظاہری تو چنناں آپ کو ہے نہیں۔ کسی سنی سنی عربی عبارت یاد کر رکھی ہے اور اس کو حدیث بنا دیا ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد میں ایک روز کتاب کشکولِ کلیمی مطالعہ کر رہا تھا جو ہمارے سلسلہ کے شیخ خواجہ کلیم شہان آبادی کی تصنیف سے ہے۔ اس میں بعینہ یہی حدیث درج تھی۔ اس روز سے میں آپ کا معتقد ہو گیا اور سمجھ لیا کہ آپ جو بات کرنے ہیں پتے کی کرتے ہیں۔

۵۔ حافظ غلام محمد امام مسجد چھپنی ساہن پال کہا کرتے تھے کہ سید پیر مکن شاہ کے ولی اللہ ہونے کی ایک نشانی میں نے معلوم کی ہے وہ یہ کہ آپ کے سینہ پر جو پھوڑا تھا اور ہمیشہ آپ کو تنگ رکھتا تھا آپ نے کبھی اس کا شکوہ نہ کیا۔ آپ صبر کرتے رہے اور ہر دم ذکر اللہ میں مشغول رہتے۔

۶۔ چودھری خوشی محمد بن کبیر تارڑ ساہنپالیہ کہا کرتا تھا کہ آپ جب سوتے تھے تو آپ کے قلب سے اللہ اللہ کی آواز سنائی دیتی تھی۔

۷۔ بدھوار کی رات انیسویں محرم ۱۲۵۹ھ کو فقیر سید شرافت عفی عنہ وظایف پڑھ رہا تھا کہ مجھے القا ہوا، بدیں الفاظ ”بابا مکن شاہ لاہوری پر تجھے ذاتی دائمی تھا۔“

آپ کا نکاح سیدہ طالعربی بی بنت سید امام شاہ برخورداری لاہوری سے تھا۔ ان اولاد کے بطن سے اولاد ہوئی، آپ کے چار بیٹے تھے،

آپ کے چار بیٹے تھے، ۱۔ سید عارف حق، ۲۔ سید واصل حق،

۳۔ سید فضل حق، ۴۔ سید فضل مولا۔ یہ بچپن میں فوت ہوئے۔

آپ کی ایک بیٹی تھی سیدہ بیگم بی بی، مکوہ سید نیاز محمد بن سید بوٹے شاہ برخورداری
سہن پالوی۔

یارانِ طریقت

آپ سے اکثر مخلوق خدا مستفیض ہوئی۔ آپ مریدوں کو "صاحبِ دانا نام لیوا"

فرمایا کرتے۔

- | | | |
|------------------------|---------------------------------------|---------------------------|
| ساہنپال شریف ضلع گجرات | ۱۔ سید نیاز محمد بن سید بوٹے شاہ | برادر زادہ آنجناب |
| لاہور | ۲۔ سید فضل حق بن سید مگمن شاہ | فرزند آنجناب |
| گجرات | ۳۔ سید حافظ محمد شاہ بن سید محمد امین | برخورداری |
| " | ۴۔ سید شیر علی بن سید محمد شفیع | برخورداری |
| " | ۵۔ سید حاکم شاہ بن سید عطا محمد | " |
| لاہور | ۶۔ سید عبدالحق بن سید نیاز محمد | نواسد آنجناب کوچہ پوربیاں |
| " | ۷۔ سید نور حق بن سید نیاز محمد | " " محلہ حنفیاں |
| " | ۸۔ سید پیر ولی بن سید عارف حق | غیرہ آنجناب |
| " | ۹۔ سید شاہ ولی بن سید واصل حق | " |
| شیخوپورہ | ۱۰۔ سید شیر علی بن سید عطر الدین | داشٹی زملوی |
| لاہور | ۱۱۔ مستری بی بخش | ترکمان |
| " | ۱۲۔ مستری غلام حسین | بن بی بخش ترکمان |
| " | ۱۳۔ اللہ دتہ زرگر | " |
| " | ۱۴۔ دین محمد جٹ | " |
| " | ۱۵۔ سائیں محمد بخش | ڈاچی والا |
| " | ۱۶۔ چسراخ داگر | " |
| " | ۱۷۔ مسزین دین | درندی |
| " | ۱۸۔ اکبری منڈی | " |
| " | ۱۹۔ لوہاری منڈی | " |

- ۱۸- میاں غلام محمد عرف گاماں کچ لوہار منڈی لاہور ۴۰- قائم دین شیخ اتاری شام سنگھ امرتسر
- ۱۹- کجیم بخش پٹولی " " ۴۱- ہنگاشیخ " " " " " "
- ۲۰- رحیم بخش رنگیزہ چونی منڈی " ۴۲- فتح دین چاہل پتو کے
- ۲۱- چراغ داروگر شاہ عالمی دروازہ " ۴۳- الہی بخش اراٹیں بیسنی نگر
- ۲۲- شیخ دین محمد جولی پتھرانوالی موچید دروازہ " ۴۴- سائیں نواب بن الہی بخش اراٹیں بیسنی نگر
- ۲۳- ابراہیم درزی گل لٹھماراں " " ۴۵- وہاب بن الہی بخش " " " "
- ۲۴- شادی تیلی " " ۴۶- سائیں حسن اراٹیں داہرے
- ۲۵- کجیم خاں پٹھان ٹھیکیدار سر بازار " ۴۷- عبداللہ اراٹیں " " " "
- ۲۶- حاجی خاں بن کجیم خاں پٹھان " " ۴۸- خدایار گلگو " " " "
- ۲۷- رمضان تیسر فروش " " ۴۹- نواب اراٹیں بگھیڑوالہ
- ۲۸- شیخ کرم بخش مصری شاہ " ۵۰- محمد دین چرننگ فیروپور
- ۲۹- مولوی حاجی میراں بخش منہاس ڈو جی والدہ " ۵۱- میاں غلام علی بھلا
- ۳۰- سائیں بدوح تیلی مزنگ " ۵۲- میاں احمد یار سوہی نک ڈوسی
- ۳۱- کرم بخش بلوچ " " ۵۳- سائیں میراں بخش مرانی داناباد
- ۳۲- سائیں نتھے شاہ رنگڑ راجپوت ۵۴- سائیں بلو شاہ مرانی
- متوفی جمادی الاخریٰ ۱۳۴۸ھ مزنگ " ۵۵- مستری شہاب دین ترکھان ٹٹہ کمرلاں گوجرانوالہ
- ۳۳- مزاج پراغ منغل " " ۵۶- بابو عنایت اللہ وزیر آباد " " " "
- ۳۴- اللہ جویا شیخ بھرائی نواں کوٹ " ۵۷- میاں لہ عادرزی ندپور چاہلاں " " " "
- ۳۵- شہاب دین دھوبنی " " ۵۸- عبداللہ درزی " " " "
- ۳۶- سائیں فتح دین طور پٹھانگ " ۵۹- اعتبار بن شایست خاں تارڈ اگردیہ گجرات
- ۳۷- نور دین طور " " ۶۰- امیر ابن اعتبار تارڈ " " " "
- ۳۸- امام دین موچی " " ۶۱- صاحبزادہ بن غوث تارڈ " " " "
- ۳۹- کالو بانڈہ چنبہ ۶۲- سنابن مطلب تارڈ " " " "

۶۱۔ عطار بن نیک تارڑ اگرویہ گجرات ۶۲۔ گاماں کشمیری اگرویہ گجرات
مستورات میں سے

۶۳۔ بی بی کریم النساء المعروفہ مائی کریمہ زوجہ پیرخان ٹانگے والہ لاہور

۶۴۔ مائی حرمت دایہ لاہور ۶۵۔ مراد بی بی لوہاری لاہور

۶۶۔ مائی سرداراں فقیرنی اعوانی شاہدرہ شیخوپورہ

۶۷۔ متاب بی بی زوجہ میاں عبدالغنی منہاس کوٹ ستار گجرات
غیر مسلموں میں سے

۶۸۔ سنت سنگھ دکاندار واہگے ۶۹۔ کاکو چوہڑا واہگے

۷۰۔ شادی چوہڑا

تبرکات آپ کی ٹوپی مبارک سرخ بانات کی، واسکٹ اور لٹنگی آپ کی اولاد کے پاس
موجود ہے۔

واقعہ وفات

آپ عرس بھڑی شریف پر تشریف لائے۔ وہاں سے مستری شہاب الدین ترکھان
آپ کو اپنے ہمراہ ٹھٹھ کھلاں، متصل حافظ آباد میں لے گیا۔ ایک مہینہ اپنے پاس رکھا اور
ہر طرح کی خدمات انجام دیں۔ آپ کے چھوٹے صاحبزادہ سید فضل حق ہمراہ تھے۔ چند روز
ٹھٹھ کھلاں نے ساہن پال شریف آنے کے لیے رخصت طلب کی۔ آپ نے اجازت دے دی
اور فرمایا کہ منگوار کو ضرور آجانا۔ تین مرتبہ فرمایا۔ لیکن بعض وجوہات کی بنا پر وہ پہنچ نہ سکے۔
آپ اس روز منگوار چاشت کے وقت چہرہ مبارک پر دوپٹہ اوڑھ کر چار پانی پر استراحت فرما
ہوئے۔ شہاب الدین کی بہو چاشت کا کھانا پکا کر آپ کو کھلانے کے لیے کٹھے پر چڑھی۔
آپ کو بلایا۔ آپ نہ بولے۔ دیکھا تو آپ جنت الفردوس میں جا بسے تھے۔

مستری شہاب الدین نے صندوق تیار کر کے آپ کا جسد اطہر اس میں داخل کئے
تعمیر و تکفین اپنے گاؤں میں دفن کرنے کا ارادہ کیا۔ قبر کھودی گئی۔ زمینداروں نے قبر کے

نام ایک قطعہ زمین بھی دے دیا۔ اُدھر لاہور میں بذریعہ تاریخ نگاری۔ چنانچہ آپ کے پوتے سید شاہ و
 بن سید واصل حق فوراً بذریعہ ریل حافظ آباد آ کر کھٹہ کھراں میں پہنچے۔ آگے حضور کا صندوق
 مبارک قبر میں رکھ کر اوپر ڈاٹ لگانے کو تیار تھے۔ انہوں نے کہا کہ حضور کی وصیت تھی کہ مجھ
 سا ہنیال شریف میں پہنچانا۔ لیکن مریدوں نے مزاحمت کی اور کہا کہ ہم حضور کو یہیں دفن کریں گے
 گفت و کلام کے بعد آخر سید شاہ ولی اللہ کامیاب ہو گئے اور آپ کا صندوق وہاں سے اٹھا
 سا ہنیال شریف لے آئے۔

سید مکھن شاہ کی وفات بھراٹھاسی سال بروز چار شنبہ وقت چاشت
 تاریخ وفات انیسویں شعبان ۱۳۳۳ھ مطابق اٹھویں مارچ ۱۹۱۴ء میں ہوئی۔
 آپ کی قبر موضع ساہن پال شریف، گورستان نوشاہیہ میں مغربی جانب ہے۔ وہ
 سال کے بعد آپ کی قبر اولاد نے پختہ بنوائی۔ سنگ مرمر لگوا دیا۔ اس پر یہ کتبہ تحریر ہے۔ سطر
 درج ہے:

”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ بَعْدَ كُلِّ ذَرَّةٍ

مِائَةَ اَلْفٍ مَّرَّةٍ

یا شیخ عبدالقادر حیلانی شیخاً رتد

تاریخ وفات جناب حضرت مکھن شاہ صاحب

قطب زمان رحمتہ اللہ علیہ ۱۹ شعبان ۱۳۳۳ھ

سید نور احمد

آپ سید خدابخش بن سید حافظ نور اللہ فرشتہ صفات برخورداری کے فرزند اکبر اور

لے حضرت پیر مکھن شاہ لاہوری رو کا کچھ ذکر شریف التواریخ کی تیسری جلد موسوم بہ تذکرۃ النوشاہیہ
 کے چٹھے حصہ صحائف الاسرار نام میں لکھا جائے گا۔ شرافت

و خلیفہ تھے۔ آپ کی والدہ کا نام سیدہ نور بی بی بنت سید خیر اللہ ساکن پانڈو کے تھا۔
جب آپ کی ولادت ہوئی تو آپ کے والد بزرگوار نے یہ اشعار دعائیہ
یہ اشعار آپ کے متعلق نظم کیے۔

نور احمد جہاں برابر من دیدہ از دیدش شود روشن
قرۃ العین بک راحت جاں ہر زمان میشود بحفظ و امان
یا الہی بختی چہ نمبر بخت او میکنی چو اسکندر
علم بسیار بخت او بیدار دشمن او ہمہ شوند خوار

آپ بڑے حسین و جمیل تھے۔ علم ظاہر و باطن میں یگانہ تھے۔ صاحب
ذوق و عادات نطف و کرم و ادب و صبر و شکر، حلیم الطبع، اہل ذوق و شوق تھے۔
آپ کی پوتی مانی سید بیگم بنت سید غلام نبی سے روایت ہے۔ وہ مانی
سرخ و وجد مہتی بلوچنی سے روایت کرتی تھیں کہ ایک بار درگاہ عالیہ نوشاہیہ میں محفل
ہو رہی تھی آپ کو وجد ہو گیا اور بوہڑ پر نشان کر دیے گئے۔ وجد نہیں کھلتا تھا۔ آخر
میں نے یہ کافی پڑھی تو آپ کا وجد کھلا اور ہوش میں آئے:

کافی

آؤس مہنگلیا وے۔ نوشہ رہے اجو کی رات

جھڑ کر بدلیے نی۔ نوشہ رہے اجو کی رات

نوشہ میرا جی کوئی ستر الہی ہادی میرا جی کوئی ستر الہی

آؤس مہنگلیا وے

چومل نوشہ میری تاہنگ اٹھائیں دھوڑ قداں دی مٹتے نوں لائیں

آؤس مہنگلیا وے

نوشہ میرا جی کوئی دانگ پنٹکاں اک لشکن اکنوں نوں پائیاں میں ٹکاں

آؤس مہنگلیا وے

رانی آپ گاہ بگاہ یہ اشعار پڑھا کرتے،

در شریعت نفس رانا سوت نام در طریقت دل بود ملکوت نام
در حقیقت روح را جبروت گو معرفت آن سر را لاہوت گو

ناسوت متعلقہ جبرئیل، ملکوت متعلقہ میکائیل، جبروت متعلقہ اسرافیل، لاہوت متعلقہ عزرائیل۔

آپ کا ایک مکتوب یہاں درج کیا جاتا ہے جو آپ نے اپنے چھوٹے بھائی سید قدم الدین
مکتوب کے نام لکھا تھا:

”برادر عزیز وافر تمیز خوب خصال، پسندیدہ افعال، فیض آگین، میاں قدم الدین
اطال اللہ عمرہ بعد دعائے مزید حیات و ترقی درجات واضح رائے باد کہ دریں جاخیریت ست و
بجہت درازی عمر و اقبال آن حمیدہ خصال فی العدو و الاصل دست بدعاست“

حضرت سید مکھن شاہ لاہوری بیان کرتے تھے کہ میں کلپن میں ضد کیا کرتا تھا کہ ایک
نصیحت روز بھائی صاحب سید نور احمد نے مجھے ڈانٹا اور ضد کرنے سے منع کیا۔ آپ کی نصیحت
ایسی کارگر ہوئی کہ پھر تمام عمر میں نے کبھی ضد نہیں کی۔

آپ کا نکاح اپنے علم بزرگ کی بیٹی سیدہ امام بی بی بنت سید حافظ المہدی بخش منظر حق
اولاد بر خورداری سے تھا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔
آپ کے تین بیٹے تھے:

۱۔ سید غلام نبی دحیر کے والد ۲۔ سید غلام حسن ساہنیالوی

۳۔ سید غلام حسین حوالدار چنبلی

آپ کی دو بیٹیاں تھیں:

۱۔ سیدہ متاب بی بی۔ منکوہ سید عمر بخش بن سید محمد بخش بر خورداری رسولنگری

۲۔ سیدہ حسین بی بی۔ منکوہ مولوی قطب الدین جسکی

آپ کا ایک دوست فقیر یادگار نام تھا۔ اس نے ایک ہندی دوپڑہ آپ کی
مدھیہ دوپڑہ توصیف میں لکھا ہے۔

الف اک اسٹا اے یار جانی اس نال میں بہت پیار میاں

نوٹ: صاحب دوپڑہ اور جن اس باہر زبیر قرار میاں

اساں جان جہان تمہیں ودھ جاتا خوش ہونا ہاں دیکھ دیدار میاں
 ادھے اُتے ہے کرم کریم والا وچ فقر دے ادھ سردار میاں
 سید نور احمدؒ کی وفات جوانی میں اپنے والد صاحب کی زندگی میں ۱۲۶۶ھ
 تاریخ وفات میں ہوئی۔ قبر گورستان نوشاہیہ میں ہے۔

تاریخ

از حضرت سید حافظ قلی احمد پاکذات نوشاہ ثانیؒ
 در رہ توحید طاعت پیش وے دادند سر غازیان ورا کعان و ساجدان و زاہدان
 یعنی غریب رس ز - ۱۲۶۶ھ
 مادہ ہائے تاریخ؛

۲۔ مرغِ طوبیٰ

۱۔ نعمت بہشت

سید قدم الدینؒ

آپ سید خدا بخش بن سید حافظ نور اللہ فرشتہ صفات کے فرزند اصغر اور مرید و
 خلیفہ تھے۔ آپ کی والدہ کا نام سیدہ نور بی بی بنت سید خیر اللہ بر خور داری ساکن پانڈوکے تھا۔
 آپ شب بیدار تھے۔ ہر وقت اوراد و وظائف میں مشغول رہتے۔ ہزار
 عبادت و ریاضت دانہ کی تسبیح رکھتے۔ کلہ طنبہ اور درود شریف کی منزل رکھتے۔ ہر رات کو
 سونے کے وقت شش کلہ اور صفات ایمان محل و مفصل پڑھ کر سوتے اور حاضرین کو فرماتے کہ
 میرے ایمان کے گولہ رہنا شاید میں صبح کو زندہ نہ اٹھوں۔

چودھری احمد بخش بن صوبہ نمبر دار ساہنپالیہ سے منقول ہے کہ آپ فرماتے تھے
 زیارت نبوی کہ ایک رات میں مسجد میں وظائف کر کے سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ تین سوار
 تشریف لائے۔ ایک حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور دوسرے دوسرا ہرہ تھے۔
 آنحضرتؐ نے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ "اس شخص کی زیارت کرنی چاہیے۔" دوسرے
 نے عرض کیا قبلہ عالم! یہ شخص حقہ پیتا ہے۔ اسی اثنا میں میری آنکھ کھل گئی۔ اس کے بعد میں

حقہ پینا ترک کر دیا۔

آپ صاحبِ شریعت و طریقت، اور سالکِ راہِ حقیقت و معرفت تھے۔ علمِ اخلاق و عاداتِ ظاہر و باطن میں کمالیت رکھتے تھے۔ صوفی مزاج تھے۔ خوفِ الہی سے اکثر رویا کرتے۔ اگر کسی کو قرآن مجید پڑھتے سنتے تو زار زار روتے۔ نمازِ پنجگانہ باجماعت پڑھنے کی کوشش کرتے۔ عموماً نماز کی جماعت خود کروایا کرتے۔ بڑے خوش مزاج تھے۔

مولوی میراں بخش امام مسجد ساہن پال شریف سے روایت ہے کہ جب کبھی میاں رقتِ قلب دل محمد پھالیہ والے آپ کی ملاقات کو آتے تو آپ ان کو فرمایا کرتے قرآن مجید سناؤ۔ وہ سورہ یوسف سنایا کرتے۔ آپ سن کر زار و قطار رویا کرتے۔

آپ کو قرآن مجید سننے سے، اور ہانڈی پچنے کی آواز، اور چنگی پھرنے کی آواز، اور وجد گنواں چلنے کی آواز سے بھی وجد ہو جایا کرتا تھا۔

شعر خوانی آپ اکثر یہ قطع پڑھا کرتے، وہ

اے کریمے کہ از خزانہ غیب

دوستاں را کجا کنی محسوم

آپ شاہ قد، قوی بیکل، طاقتور تھے، باوجودیکہ آپ کی عمر تیس سال کے قریب تھی۔

جلیبہ مبارک اگر کسی جوان کو بازو سے پکڑ لیتے تو اس کی ہڈیاں کرکڑاتی تھیں۔

مقامات

ایک مرتبہ سید عبد اللہ شاہ درویش فقیر نوشاہی نے آپ کو بوجہ کبر سن نوشاہی مرتبہ کا ندھوں پر اٹھایا ہوا تھا۔ اٹھانے کلام میں اس کو پوچھا کہ تم کو کبھی حضرت نوشہ گنج بخش کا دیدار بھی ہوا ہے یا نہیں۔ اس نے عرض کیا، کئی مرتبہ۔ آپ نے ازراہ ادب فرمایا کہ پھر مجھ کو کا ندھوں سے اتار دو۔ اُس نے اتار کر زمین پر بٹھا دیا۔ آپ نے دریافت کیا کہ تم کو کس طرح دیدار ہوا تھا۔ اس نے آپ کو ہاتھ لگا کر کہا کہ بس یہی تو حضرت نوشہ صاحب ہیں۔ آپ اس کی حقیقت مندی دیکھ کر بڑے خوش ہوئے اور اس کے حق میں دعائے خیر کی۔

کرامات

آپ مستجاب الدعوات، صاحب کرامت تھے۔

فتمندی کی دعا چودھری امیر بن عزت بخش تارڑ ساہنپالیہ بیان کرتا تھا کہ ایک مرتبہ آپ نماز فجر ادا کر کے ابھی مہلت پر بیٹھے تھے کہ حکم بن عالم تارڑ ساکن اگر وہ آگیا اور خدمت میں عرض کیا کہ میرے شریک بھائیوں نے مجھے بہت تنگ کیا ہوا ہے اور میں کمزور ہوں۔ وہ طاقتور ہیں۔ آپ نے اپنے مہلتے سے ایک تنکا پکڑ کر اس کی طرف کیا کہ لو کھالو۔ میں بھی پاس بیٹھا تھا۔ وہ تنکا میں نے پکڑ کر اپنے منہ میں ڈال لیا اور کھا گیا۔ آپ نے پوچھا: یہ کیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میرے بھی دشمن کافی ہیں۔ مجھے بھی اس چیز کی ضرورت تھی۔ آپ نے دعا فرمائی کہ دنیا میں تازندگی تیری عزت روز بروز زیادہ ہوتی جائے گی اور کوئی شخص تیرا پر وہ نہ پھاڑ سکے گا۔ تیرا لنگ رہے گا۔ چنانچہ اُس روز سے میں ہمیشہ دشمنوں پر فتح یاب ہوتا ہوں۔

ف: ہم نے دیکھا ہے کہ کئی مرتبہ چودھری امیر تارڑ پر دشمنوں نے حملہ کیا اور کئی مرتبہ آپس میں ان کی لڑائیاں ہوئیں۔ ہر بار خدا کے فضل سے اسی کو فتح ہوا کرتی تھی اور سارے گاؤں میں اس کو حق تعالیٰ نے سرداری دی ہوئی تھی۔

موضع کو لیا نوالہ کے زمینداروں نے کنواں کھودا۔ بہت کنویں سے پانی کا جوش مارنا گھرالے گئے مگر نیچے سے پانی نہ آیا۔ آخر وہ مایوس ہو گئے۔ اتفاقاً آپ ایک دن وہاں تشریف لے گئے اور اپنے ہاتھ مبارک سے ایک اینٹ اوپر سے کنویں میں پھینکی۔ اسی وقت پانی جوش مار کر زمین سے نکل آیا۔ پھر کبھی پانی کم نہ ہوا۔ آپ کی دعائے باصفا سے کئی بے اولادوں کو اولادیں پیدا ہونے کی دعائیں ہوئیں۔

۱۔ میاں محمود لوہار چندالوی سے منقول ہے کہ میرے دادا میاں کرم دین کے ہاں اولاد نہیں ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ آپ موضع چندالہ میں قوم گوجر کسانہ کے گھر تشریف لائے۔ میرے دادا نے عرض کی۔ آپ نے دعا فرمائی اور تعویذ بھی دے دیا۔ تو میرا والد میاں محمد پیدا ہوا۔

اُس روز سے میرے دادا نے آپ کا ڈیرہ اپنے گھر کر وا دیا۔ جب کبھی تشریف لاتے تو اسی گھر رونق افروز ہوتے۔

۲۔ میاں مسعود مذکور سے منقول ہے کہ قادیان کو جو چنڈا لوی کے ہاں اولاد نہیں ہوتی تھی اس نے آپ کے اُگے عرض کیا تو آپ نے دعا فرمائی۔ اس کا بیٹا فضل نام پیدا ہوا۔

۳۔ موضع نور پور چاہلاں میں محمد یار موچی کے ہاں اولاد نہیں تھی۔ اس کی والدہ نے التماس کی۔ آپ نے دعائے خیر فرمائی تو خدا تعالیٰ نے اس کو لڑکا عطا فرمایا۔

سائیں غلام فقیر سے منقول ہے کہ میرا چچا کریم بخش موچی ساکن اگر دیہ آپ کا فیض سلب کرنا مرید ہوا۔ آپ نے اس کو وظایفِ نوحا یہ کی اجازت عطا فرمائی اس کو بہت فیض حاصل ہوا۔ غیبی باتوں کا اظہار اور مشاہدات کا انکشاف کرنے لگا۔ آپ نے اس کو افشائے راز سے منع کیا مگر وہ رہ نہ سکا۔ آخر آپ نے اس کا تمام فیض سلب کر لیا۔

چوہدری تاجہ بن حسن تارڑ ساکن اگر دیہ سے منقول ہے کہ پسرانِ عبد اللہ مخالفوں کا سزا پانا تارڑ آپ کے مرید تھے۔ لیکن بد بختی کے باعث وہ آپ سے منحرف ہو گئے۔ امر خدا ایسا ہوا کہ ان کی گائے جینس شیردار کافی تھیں لیکن گنی نکلنا قطعاً بند ہو گیا۔ آخر انہوں نے توبہ کی اور معافی مانگی اور ارادت میں پختہ ہو گئے۔

وفات کے بعد کرامات

جب آپ کی وفات ہوئی تو مستورات آپ کی نعش پاک کے پاس وفات کے بعد ذکر کرنا بیٹھی تھیں۔ دیکھا تو آپ کی زبان جنبش کر رہی ہے۔ کان لگا کر سنا تو آپ ذکرِ حق فرما رہے تھے اور زبان پر ذکرِ الہی جاری تھا۔ سب حاضرین نے بگوش ظاہر سنا۔

دفن کرنے کے بعد آپ کی قبر میں سوراخ ہو گیا۔ روزانہ جسم پاک کا مکہ مکرمہ میں چلا جانا بند کیا جاتا۔ مگر پھر ہو جاتا۔ انہو خیال کیا گیا کہ آپ کو دنیا کی ہوا اچی لگتی ہے۔ بعض بزرگوں نے فرمایا کہ آپ کا جسم پاک مکہ مکرمہ کے قبرستانِ جنتِ المعلیٰ میں منتقل کیا گیا ہے۔

مکتوبات

آپ کے بعض مکاتیب دستیاب ہوئے ہیں جو تحریر کیے جاتے ہیں۔

یہ مکتوب آپ نے اپنے والد بزرگوار سید خدابخشؒ کے نام لکھا تھا۔

مکتوب اول "ایز و متعال ذات عظیم المثال اُن قبلہ ذوالکرم والافتخار را تادیر گاہ بر منارتی بر سترواراد۔ فدویت گزین فقیر قدم الدین آداب کورنشآت بندگی کہ سعادت اربین در پردہ اُن منزوی ست بجا آوردہ خود را فریاد ضمیر کہ آئینہ جہاں نمائے کنایت ازان ست میدہد۔ احوال ایں جائے بفضل الہی کما ہی بخیرت و خیریت مزاج و باج از جناب ایز و متعال فی الغدوہ والاصال مطلوب وارو۔"

یہ بھی والد بزرگوار کے نام لکھا تھا۔

مکتوب دوم "اللہ تعالیٰ اُن صاحب مرشد راہ نمائے حقیقت و مجاز را ہموارہ بر حبادہ ہدایت مدام مستدام واراد فدوی خاکسار عقیدت آگین فقیر قدم الدین الف قامت خود را نون ساختہ بجا شیبہ قدم بوسان آستان فیض نشان عرض میدارد۔ احوال فقیر بفضل قادر قدیر تا حال تحریر بخیرت و صحت سلامتی ذات مصدر فیوضات از درگاہ قاضی الحاجات مسألت میدارد۔"

یہ مکتوب اپنے عم بزرگ حضرت سید عاقل الہی بخش مظهر حقؒ کے نام لکھا۔

مکتوب سوم "اورم صاحب مہربان منبع الجود والاحسان حضرت اورم صاحب جیو۔ فقیر قدم الدین مراسم کورنشآت و تسلیات بجا آوردہ معروض میدارد۔ مجاری احوال ایں حدود بفضل رب المعبود بنج بہبود گذران ست و سلامتی ذات عالی درجات شب و روز از درگاہ بخشندہ مراعات خواستہ آید۔"

یہ مکتوب اپنے پھوپھی زاد بھائی سید غلام قادر بن سید عبداللہؒ کے نام لکھا۔

مکتوب چہارم "اخوان صاحب عطف نشان۔ مشکل کشائے نیازمندان حضرت اخویم صاحب غلام قادر جیو۔ از مشتاق اللعائے فقیر قدم الدین بعد تمیم مراسم تسلیات نیازمندی

کہ طریقہ فدویان ست مشہور ضمیر منیر فیض تعمیر بخیل نظر میگرداند۔ مجاری حالات این فدویت ست بہر طوریکہ میگذرد موجب شکر ایزدی ست و تندرستی آن مقصی المرام خاص و عوام از درگاہ ملک العلام علی الدوام مطلوب۔

آپ کانکاج سیدہ حیات بی بی بنت سید فتح الدین بن سید خدابخش بر خورداری سے تھا۔
اولاد ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کے دو بیٹے تھے؛ ۱۔ سید غلام علی ۲۔ سید غلام احمد
آپ کی ایک بیٹی تھی سیدہ عمر بی بی منکوہ سید غلام حسین بن سید نور احمد چنیلی۔
یارانِ طریقت آپ سے بہت لوگ فیضیاب ہوئے۔

۱۔ سید شاہ نواز بن سید فضل الدین بر خورداری بڑ بھئی ضلع میرپور

۲۔ سائیں فضل علی بن سائیں بھرپور شاہ فقیر دتو گجرات

۳۔ سائیں سلطان علی بن سائیں فضل علی فقیر " "

۴۔ سائیں مردان علی بن سائیں فضل علی فقیر " "

۵۔ میاں محمد بن کرم دین لوہار چنڈالہ، گجرات ۱۳۔ قلب بن سید تارڑ اگرویہ گجرات

۶۔ فضل بن قادو گوگر " " ۱۵۔ مہرا بن غلام تارڑ " "

۷۔ یسکنہ بن موجد بن تارڑ اگرویہ " " ۱۶۔ مولو بن غلام تارڑ " "

۸۔ امیر بن موج الدین تارڑ " " ۱۷۔ مہرا بن ذوالفقار تارڑ " "

۹۔ قادر بن عظیم تارڑ " " ۱۸۔ ساہنابن شرف الدین تارڑ " "

۱۰۔ گہنا بن عظیم تارڑ " " ۱۹۔ لہنا تارڑ " "

۱۱۔ تاجہ بن حسن تارڑ " " ۲۰۔ گہنا تارڑ " "

۱۲۔ مابلان سید تارڑ متوفی ۱۲ رجب ۱۳۵۷ھ ۲۱۔ کریم بخش موچی " "

مدون رائے اگرویہ گجرات ۲۲۔ راجہ بن حسن تارڑ اگرویہ بھڑی چنڈ " "

۱۳۔ فضل بن سید تارڑ " " ۲۳۔ محمد یار موچی نورپور چاہلان " "

تبرکات آپ کی تسبیح ہزار دانہ، اور کپڑے صوف کے گھر میں موجود ہیں۔ بلکہ یہ اپنے ناما صاحب

حضرت سید غلام علیؒ کے دولت خانہ سے ملے۔

سید قدم الدین کی وفات بروز اتوار ۱۳۰۹ھ بمطابق ۱۹۲۶ء میں ہوئی۔ فرزند عثمان نوشاہید ہیں۔
تاریخ وفات
ماہ ہائے تاریخ،

۱۔ شیخ قدم الدین نجم دین ۲۔ شمول فیض ۳۔ منت علی شتاب

سید پیر بخش رسولنگریؒ

آپ حضرت سید فتح محمد بن سید ضیاء اللہ بر خور داری رسولنگری کے کھوتے بیٹے تھے۔
والدہ کا نام سیدہ صلاح بی بی تھا جو حضرت سید حافظ نور اللہ فرشتہ سخاٹ کی بیٹی تھیں۔
آپ بچپن میں ہی وفات پا گئے۔ وفات ۱۳۱۰ھ۔

سید بہا الدین رسولنگریؒ

آپ سید محمد بخش بن سید ضیاء اللہ بر خور داری رسولنگری کے فرزند بچر تھے۔ بیعت طریقت
اپنے عم بزرگ حضرت سید فتح محمد رسولنگری سے تھی۔ (مناقبات نوشاہی)
آپ جوانی میں لا ولد فوت ہوئے۔ وفات ۱۳۱۰ھ۔

سید عمر بخش رسولنگریؒ

آپ امام العاشقین، قطب العارفین، سر دفتر مقبولان الہی، خلاصہ خاندان نوشاہی،
صاحب حسن خلق و وجد و سماح، اہل طریقت و حقیقت تھے۔ آپ سید محمد بخش بن سید ضیاء اللہ بر خور داری
رسولنگری سے فرزند اصغر تھے۔ فرقہ خلافت و اجازت اپنے عم بزرگ حضرت سید فتح محمد بن
ضیاء اللہ سے حاصل کیا۔

آپ کی ولادت با سعادت تالیسیوں ذی الحجہ ۱۲۴۰ھ میں بمقام رسولنگر
تاریخ ولادت ضلع گوجرانوالہ میں ہوئی۔ ماہہ تاریخ، صرفشاں۔

آپ نے فارسی علم ادب و فہم و تصوف کی تعلیم پائی۔

تعلیم کتب خوانی کا ملکہ حاصل ہوا۔

اوراد و اذکار آپ کو تصور شیخ، اور شغل پاس انھاس کا ہر دم اشتغال تھا۔ سوتے بجاگتے، چلتے پھرتے، کلام کرتے۔ خاموشی۔ ہر ایک حالت میں ذکر قلبی اور ذکر روحی جاری تھا۔

مطالعہ کتب آپ کتب تصوف کا اکثر مطالعہ رکھتے۔ قنوی مولانا روم، دیوانِ حافظ، دیوانِ راجہ، مکتوباتِ کبیری، الہاماتِ غوثیہ وغیرہ زیر نظر رہیں۔ سید جلیلی شاہ تصوری، سلطان باہو قادری، سید حبیبکھشتی، شیخ بہلول، شیخ عطارد کی تصانیف کو اکثر پسند فرماتے۔

تعمیری و پاکبازی میاں غلام محمد موچی ساہن پالوی سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ کو والد بزرگوار سید محمد بخش نے موضع چاہڑ کی بھیجا کہ وہاں اپنی زمین میں کنواں لگوائیں۔ آپ نے کنواں لگوایا۔ وہاں ایک عورت آپ پر عاشق ہو گئی۔ وہ اپنی حاجت طلب کرتی۔ آپ اس کو "بھین جی" کہہ دیتے۔ اور اس سے پورا پورا اجتناب رکھتے۔ آخر آپ کو والد صاحب نے واپس بلکھ لایا اور فرمایا: بیٹا! کبھی چاہڑ کی نہ جانا۔ چنانچہ آپ نے پھر کبھی وہاں نہ گئے۔ وہاں کے لوگوں نے بڑا چارہ لگایا کہ آپ وہاں چلیں۔ مگر آپ والد صاحب کے حکم کے مطابق وہاں نہ گئے۔

حلیہ اقدس آپ کا قد لبا، جسم بھارا، بینی بلند، سر کے بال گھنگریلے، اور کانوں کی لوبک، داڑھی پُرانبوہ، اس کو دسمہ لگانے تھے۔

لباس آپ کا لباس سادہ ہوتا تھا۔ دستار سبز رکھتے۔ دوپٹہ بادامی رنگ یا کیسری رنگ ہوتا تھا۔ بعض لوگ آپ کو "باوا جی کیسریا نوالہ" کہا کرتے۔

کرامات

تاثیرِ نگاہ آپ نہایت گرم تاثیر تھے۔ وہدو حال کا ہوجانا آپ کی نظر کیسری کا ادنیٰ اثر تھا۔

آپ جس کو بیعت کرتے اس پر ایسی توجہ کرتے کہ اس کو وجد ہو جاتا۔ پھر اس کو درخت پر نشان کر دیتے۔

سید فضل حق بن سید مکھن شاہ لاہوری سے منقول ہے کہ آپ فرمایا سلوک طے کروانا کرتے تھے کہ جو شخص طالبِ حق چالیس روز تک ہمارے پاس رہے، اس کو ذکر شغل کے سب طریقے سمجھا کر مراتبِ سلوک طے کروا دیتے ہیں اور طالبِ جلدی ہی منزلِ مقصود کو پہنچ جاتا ہے۔

سید فضل حق لاہوری سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ ہمارے والد بزرگوار ذکرِ قلب جاری کرانا حضرت سید مکھن شاہ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ فلاں بافسندہ اور فلاں زرگر کا لطیفہ قلب جاری ہے اور ہر وقت ذکر ہو مسموع ہوتا ہے۔ آپ نے توجہ فرمائی تو ان کا قلب بھی ڈاکر ہو گیا جو تادمِ اخیر جاری رہا۔

مسعی حاکم تارٹساکن مانگہ نے ایک روز خدمت میں عرض کیا کہ کعبہ شریف کی زیارت کرانا مجھ کو زیارتِ کعبہ شریف کا اشتیاق ہے۔ آپ نے فرمایا، رسول نگر آنا۔ وہ حاضر ہوا اور کچھ عرصہ تک آپ کی گھوڑی کو گھاس ڈالتا رہا۔ ایک دن آپ نے فرمایا، ہمارے مکان کے پنجو کی طرف دیکھ۔ اس نے دیکھا تو کعبہ شریف نظر آ گیا۔

منقول ہے کہ آپ نے ایک دفعہ رسول نگر میں مکانات تعمیر کروانے۔ سورج کا توقف کرنا عصر کے وقت معاروں نے کام چھوڑ دیا کہ اب وقت تنگ ہے، کل کام ختم کر دیں گے۔ آپ نے فرمایا: تم کام شروع رکھو آج ہی ختم ہو جائے گا۔ آپ بیڑھیوں کا رستہ پکڑ کر کھڑے ہو گئے۔ جب تک معمار کام کرتے رہے عصر کا وقت ہی معلوم ہوتا تھا۔ جب کام ختم ہو گیا تو آپ نے رستہ چھوڑ دیا۔ اسی وقت سورج غروب ہو گیا۔

آپ کے بیٹے سید حسن عالم المعروف سائیں کو ٹھے والد سے منقول ہے ایک قاتل کو رہا کروانا کہ غلام تارٹساکن مانگہ نے موضع اگر ویہ کا ایک آدمی قتل کر دیا اور

لہ نوشاہی فیروں کی اصطلاح میں نشان کرنا سے مراد اٹا لٹکانا ہے۔ شرافت

خود گرفتار ہو گیا۔ اس کے متعلقین نے معتقل کے وارثوں کو کہا کہ قاتل کی تمام جائیداد لے لو اور مقدمہ کا راضی نامہ دے دو۔ انہوں نے نہ مانا۔ آخر قاتل کے والد نے آپ کی خدمت میں التجا کی۔ آپ نے دعائے خیر فرمائی۔ آپ رات کو خواب میں غلام مذکور کو جیل خانہ میں لے اور فرمایا تیری قید میں سال اس نے عرض کیا: یہ زیادہ ہے۔ آپ نے فرمایا: دس سال۔ آخر بتقاضے تمام آپ نے فرمایا: تم کو ایک مہینہ قید ہوگی۔ چنانچہ صبح افسر کے پیش ہوئے تو اس نے ایک مہینہ قید سنائی۔

منقول ہے کہ آپ ایک دن ساہنپال میں تشریف لائے دنیا سے آخرت کو منتقل کرنا آپ کے خواہر زادہ سید حافظ اکبر علی بن سید محمد شفیع برخورداری نے عرض کیا: ماموں صاحب! میں نابینا و مفلوج ہوں۔ اب تک میری والد صاحبہ میری حفاظت کرتی تھیں۔ اب وہ ضعیف ہو چکی ہیں۔ اب میں چاہتا ہوں کہ دارالبقا کو چلا جاؤں۔ آپ نے فرمایا: اچھا اسی طرح ہوگا۔ چنانچہ آپ اگر وہیں تشریف لے گئے۔ حافظ صاحب اسی وقت بیمار ہو گئے اور آٹھ پہر کے بعد جان بحق تسلیم کی اور جنت الفردوس کو چلے بے۔

آپ کے بیٹے سید حسن عالم سے منقول ہے کہ آپ بعد درویشانہ نوشہرہ میانہ کا دریا برد ہونا ایک مرتبہ عرس نوشہرہ شریف پر گئے۔ اس وقت میاں میرا بخش بن سلطان بالا سجادہ نشین درگاہ سچیا ریہ تھے۔ آپ نے سید تارڑ اگر وہ والے کو بھنڈا رہ لینے کے واسطے بھیجا۔ میاں صاحب نوشہروی نے حقارت آمیز لہجہ میں کہا کہ نئے نئے صاحبزادے آتے ہیں ہم کو کیا خبر کہ یہ کون ہیں! سیدانے یہ ساری گفتگو آپ کی خدمت میں عرض کی۔ آپ نے اسی وقت وہاں سے کوچ کا حکم دیا اور چلے آئے۔ تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ دریائے پنجاب نے نوشہرہ میانہ کو دریا برد کر دیا اور حضرت سچیا صاحب کا روضہ اور قبرستان بھی منہدم ہو گیا۔ رات کا وقت تھا، مکانات متوازن گر رہے تھے۔ لوگوں نے دیکھا کہ آپ رومال ہاتھ میں پکڑے ہوئے دریا کے کنارہ پر پھر رہے ہیں اور زبان سے یہ فرما رہے ہیں: نوشہرہ کے نام کا لحاظ ہے ورنہ قیامت تک ان کا کوئی نام نہ لے۔ چنانچہ سارا گاؤں برد ہو گیا۔ پھر عدالت گڑھ کے پاس بنیاد رکھی گئی۔

ف: نوشہرہ میانہ کے دریا برد ہونے کا واقعہ سال ۱۱۸۷ھ میں پیش آیا۔

سید حسن عالم سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ شیخ غلام حسن بن
 شیخ غلام حسن سے مقابلہ شیخ بڑھار سجادہ نشین بجلوال شریف کا کسی امر کے متعلق
 سادات نوشاہیہ ہاشمیہ زملویہ سے تنازع ہو گیا۔ انہوں نے اپنے مرید مولوی الہی بخش شاعر
 گنڈ لوی کو کہہ کر نوشاہیوں کی جو نظم کروائی۔ اتفاقاً شیخ صاحب زن مل میں آئے۔ آپ مع چند
 مریدوں کے ان کی ملاقات کو گئے۔ اثنائے کلام میں انہوں نے مولوی صاحب کو کہا کہ ذرا وہ اپنے
 اشعار ان کو بھی سناؤ۔ مولوی صاحب نے وہ جو سنائی۔ شیخ صاحب کو خیال تھا کہ یہ اپنے
 فریق ثانی کی جو سن کر خوش ہوں گے۔ لیکن بخلاف زعم ان کے آپ کی رگ غیرت جنبش میں آئی۔ اور
 پرجوش لہجہ میں فرمایا، شیخ جی! تم نے میرا شیوں والا کام کیا ہے۔ آؤ تم سخی بنو۔ اور میں نوشہ
 بنا ہوں۔ اور آپس میں نبٹ لیں گے۔ شیخ صاحب آپ کے غیظ و غضب کی تاب نہ لاسکے۔ فوراً
 ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے اور معافی چاہی۔ اسی وقت وہ بچو والا کاغذ پھاڑ دیا۔ اور مولوی صاحب
 کو کہا کہ اس کے کفارہ میں حضرات نوشاہیہ کی مدح لکھو۔ چنانچہ انہوں نے اسی وقت یہ شعر لکھ کر
 پنجابی غمخس تیار کیا جس کا ہر پانچواں مصرع یہ ہے:

برکت پیراں نوشاہیاں دی شوق شراب پلاوے

وفات کے بعد کرامت

سیدہ اصل حق بن سید کھن شاہ لاہوری سے منقول ہے کہ ایک رات
 خواب میں وجد کروانا خواب میں مجھ کو آپ کی زیارت ہوئی تو مجھ کو دیدار کرتے ہی وجد
 طاری ہو گیا اور ہُو ہُو کرنے لگا۔ اہل خانہ نے مجھ کو بیدار کر دیا کہ یہ کیا حالت ہے!

تصنیفات

آپ کو تصنیف و تالیف کا بھی شوق تھا۔ ہر وقت کچھ نہ کچھ تحریر کرتے رہتے۔ متعدد
 تصانیف آپ کی یادگار باقی ہیں۔

۱۔ دیوان فارسی یہ غزلیات کا مجموعہ ہے۔ دیوان کا پہلا شعر ہے۔

الا سے یار یاور شوکر تا مستربان کتم خود را
 بجز تو نیستم فاعل کہ چون مستربان کتم خود را
 تصنیف ۱۲۷۷ھ - یہ پنجابی نظم ہے۔ روز تصوف کا بیان ہے۔ اس کا
 ۲۔ آب حیاتی شروع اس طرح پر ہے۔

ظاہر باطن سچ خدا ہر بندے تھیں نہیں جدا
 کوئی شے نہیں اُس تھیں خالی او ہو بخشہار اولی
 نور اپنے تھیں پاک رسول کیتوس پیدا کر مقبول
 پنج تن پاک تے اہل بیت دل تھیں منیں ہو سوچیت

۳۔ رد الخلاف یہ پنجابی نظم ہے اس میں امر و نہی کا بیان ہے۔ ابتداء اس طرح پر ہے۔

صفت شناخدا میدی جیسند نام غفار بہت درد رسول نون جو نبیاں دا سردار
 چختن پاک تے حرام حضرت آل نالے اولاد سب اصحاب چونہ یاران تائیں سب پیغمبر شاد
 چار پیرو چوداں خوائے باران امام معصوم سب کو ختم درد بھیج رہا توں معلوم
 چار امام جو مذہب سنئے سبحان بھیج درد جے کو پیغمبر ہے دم دم رب سجود
 ۴۔ مغز القرآن یہ تصوف میں ہے۔

۵۔ بخشش گدا یہ فارسی نثر ہے۔ تصوف کے رموز و اشارات میں ہے بزرگانِ طریقت کا
 موجدانہ کلام اس میں درج ہے۔

۶۔ مناقبات نوشاہیہ یہ پنجابی نظم ہے۔ ضخامت اچھی ہے۔ اس میں حضرت نوشاہیہ
 اور ان کے خاندان کے حالات ہیں۔

اس کے علاوہ آپ نے کئی کافیاں، دوہڑے، شجورے، سی حرفیاں نظم کی ہیں۔ آپ کا
 کلام سوائے آب حیاتی اور رد الخلاف کے سب غیر مطبوعہ ہے۔ یہاں آپ کا ایک وحدت نامہ
 درج کیا جاتا ہے۔

۷۔ وحدت نامہ اس نام کی کئی نظمیں لکھی ہیں، ایک یہ ہے :

احمد وچ فرق نہ کوئی کی جانن نسانی سے
حضرت فتح محمد سائیں ظاہر قلب ربانی سے
انا احمد لایم جو کیا حضرت آپ زبانی سے
احد احدوں دو سبجاتن ایہو کم شیطانی سے
برقع ایہ محمدی بنیا ظاہر تن انسانی سے
لہیلد و لہویلد آیا حکم قرآنی سے
آپے عرش تے آپے کرسی آپے لوح تے کانی سے
جنت دوزخ حوراں نہراں آپے ہی ملکانی سے
آپے آدم آپے حوا آپے نوح طوفانی سے
آپے یوسف مصر زینجا آپے شاہ کنعانی سے
آپے احمد نام دھرایا آپے پیر سیلانی سے

ایہ نکتہ سانوں پیر پڑھایا روشن دوہیں جہانی سے
باہجہ تساں نہ میرا کوئی واقف دل دا جانی سے
احمد وچوں میم نکالو مشکل تھیں آسانی سے
جے ملاں سانوں دو کر دیں بھٹھ پٹی مسلمان سے
اس بُقعے وچ ہو نہ کوئی باہجوں رب جانی سے
یعنی ظاہر کیا میں اپنے تائیں ہوش کے نشانی سے
چوداں طبق بھی آپے مارے سوچ جن اسمانی سے
آپ نیارا ہر شے وچوں ہر جا آپ مکانی سے
آپے قائم آپے دائم آپے دنیا فانی سے
آپے مومن آپے کافر آپ مقیم سیلانی سے
آپے نوشہ صاحب ہادی طالب شاہ سلیمانی سے

شاہنشاہ دا پنٹھ نیارا ہر جا لامکانی سے
صغناں دا کچھ اورک ناہیں بس کراہ کمانی سے

آپ کی تمام عمر نوشاہی خاندان کی خدمت میں گزری۔ آپ نے اس خاندان عالی شان کے متعلق بہت کچھ تاریخی تحریری سرمایہ چھوڑا۔ بزرگوں کی تاریخ نامے ولادت و وفات، اور شجرے نسب، اور ضروری یادداشتیں متفرق کاغذوں پر، بیاضوں پر، یا بعض قلمی کتابوں کے حاشیوں پر لکھتے رہے۔ کتب ذیل بھی آپ کی تصنیف ہیں۔

۸۔ تلقین نوشاہی کی ہے جو یکم رمضان ۱۲۹۶ھ کو شروع کی اور چار سال ایک ماہ میں ۳۴ رمضان ۱۳۰۰ھ میں ختم کی۔ اس کے کُل اوراق ۱۲۰ ہیں اور سطور فی صفحہ ۱۲ ہیں۔

۹۔ انصاف نامہ۔ پنجابی منظوم۔

۱۰۔ مختار نامہ۔ یہ بھی پنجابی شعروں میں ہے۔

۱۱۔ قصہ حکیم بوقت بائزید۔ اس میں حضرت بائزید بسطامیؒ کے وقت کے ایک حکیم کا واقعہ

نظم کیا ہے۔

اس میں حضرت نوٹ صاحب کے فرزند اکبر حضرت سید عاقل پرخوردار بحر العشق
۱۲۔ بیروگھوڑی کی شادی کا واقعہ پنجابی میں نظم کیا ہے جو علاقہ ساندربار میں بمقام قریب
ہوئی تھی۔

ملفوظات

آپ کا کلام مشرب توحید کے متعلق ہوتا تھا۔

ملفوظ۔ آپ کے خواہر زادہ سید شیر علی بن سید محمد شفیع ساہنپالوی سے منقول ہے کہ ایک آدمی
نے آپ سے سوال کیا، توحید کیا ہے؟ اس وقت آپ کے قریب دو ترکھان کڑی چیر رہے تھے۔
آپ نے فرمایا دیکھو:

۱۔ انسان کا جسم اسم اللہ کا منظر ہے۔ دو بازو اور ایک جسم مل کر اسم اللہ کی شکل ہوئے۔

۲۔ ہاتھوں کے پنجے بھی اسم اللہ کی شکل ہیں۔

۳۔ یہ دونوں ترکھان آس پاس اور درمیان کھڑی ہوئی کڑی بھی اسم اللہ کی شکل ہے۔

۴۔ آڑہ کے دندانے بھی اسم اللہ کی شکل ہیں۔

۵۔ اڈا، جس میں کڑی پھنسا کر چیرتے ہیں یہ بھی اسم اللہ کی شکل ہے۔

غرضیکہ ہر ایک چیز میں جلوہ توحید ہے اور تمام اشیاء منظر حق ہیں۔

ملفوظ۔ سید واصل حق لاہوری سے منقول ہے کہ آپ نے میرے والد بزرگوار حضرت سید

مکھن شاہ کو نصیحت فرمائی کہ خودی، تکبر اور ریا سے پرہیز رکھنا۔

ملفوظ۔ آپ نے ایک شعر میں فرمایا ہے کہ جسم انسان محمد کے اسم شریف کی شکل پر ہے۔

سر مہم ہے موہڈے سے دو جاہم ہے مک

پیر وال بنانے اللہ اسم محمد پک

آپ کا نکاح سیدہ مہتاب بی بی بنت سید نور احمد بن سید خدا بخش برٹورداری سے تھا۔

اولاد ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کے پانچ بیٹے تھے،

۱- سید شیر عالم

۲- سید نور عالم

۳- سید حسن عالم

۴- سید فضل عالم

۵- سید پیر عالم

آپ کی دو بیٹیاں تھیں،

۱- سیدہ حیات بیگم منکوہ سید سلطان محمود بن سید غلام نبی برخورداری ساکن دھیر کے خورد، ضلع گجرات۔

۲- سیدہ نور بیگم منکوہ سید رحیم اللہ بن سید قاسم علی برخورداری ساکن پانڈو کے، ضلع گوجرانوالہ۔

یارانِ طریقت آپ سے کافی مخلوق فیضیاب ہوئی۔ بعض خواص یاروں کے نام یہ ہیں:

۱- سید مکن شاہ لاہوری بن سید حافظ الہی بخش برخورداری ساہنپال شریف ضلع گجرات

۲- سید عارف حق بن سید مکن شاہ باغ گل بیگم لاہور

۳- سید واصل حق بن سید مکن شاہ موچی دروازہ

۴- سید غلام حسین بن سید نور احمد چنبل شیخوپورہ

۵- سید شیر عالم بن سید عمر بخش فرزند آنجناب رسول نگر گوجرانوالہ

۶- سید نور عالم بن سید عمر بخش اگر وہ گجرات

۷- سید فضل عالم بن سید عمر بخش رسول نگر گوجرانوالہ

۸- سید حسن عالم بن سید عمر بخش

۹- سید پیر عالم بن سید عمر بخش

۱۰- سید اقبال علی بن سید غلام محی الدین برخورداری ساہنپال شریف گجرات

۱۱- سید حافظ اکبر علی بن سید محمد شفیع خواہر زادہ آنجناب

۱۲- سید نواب علی مجذوب بن سید شیر عالم نیرہ آنجناب رسول نگر گوجرانوالہ

۱۳- سید رحیم اللہ بن سید قاسم علی داماد آنجناب پانڈو کے

- ۱۳۔ سید کریم اللہ بن سید اقبال علیؒ
 ۱۴۔ سید حبیب اللہ بن سید اقبال علیؒ
 ۱۵۔ سید اللہ دتہ بن سید غلام محمد ہاشمی زملوی خواہر زاوہ آنجناب چک سواری میرپور
 ۱۶۔ سید احمد الدین بن سید غلام محمد ہاشمی زملوی
 ۱۷۔ سید پطرس شاہ بن سید حسین شاہ صالحی
 ۱۸۔ میان جیون شاہ قریشی بن میان کریم شاہ
 ۱۹۔ میان عمر بخش المعروف سائیں داس شاعر
 ۲۰۔ سائیں سندرتکھان
 ۲۱۔ سائیں بڑا فقیر
 ۲۲۔ سائیں گلاب شاہ خادم حضوری
 ۲۳۔ بابا عالم تارڑ
 ۲۴۔ بابا حاجی تارڑ
 ۲۵۔ حبیب تارڑ
 ۲۶۔ سید تارڑ
 ۲۷۔ خواجہ بن شانان گوندل
 ۲۸۔ چودھری کرم بخش ذیلدار قوم چٹھہ
 ۲۹۔ بڑھان گوہر مرانی
 ۳۰۔ میان وختن ۳۱۔ میان محمد ۳۲۔ میان عمر ۳۳۔ میان نور احمد شیخ ۳۴۔ میان فیض
 ۳۵۔ میان طالب ۳۶۔ میان نور عالم ۳۷۔ سید محمد شاہ ۳۸۔ سید رنگ شاہ
 ۳۹۔ پیر سید شاہ (از تلقین نوشاہی)
 ۴۰۔ حکیم بے سنگ شاعر شہر گوجرانوالہ
 آپ کے مرید راسخ الاعتقاد حکیم بے سنگ نے آپ کی تعریف میں ایک قصیدہ اور
 ایک مناقب لکھا ہے۔ وہ یہ ہے۔

قصیدہ

بہد حسدِ ہادی مطلق پناہِ بے کساں • نام نامی ہے میرے مرشد کا سید عمر بخش
 فخر ہے آدم کو ان سے مصطفیٰ کو ناز ہے
 عالمِ بالا سے بالا ان کے در کا ہے عیار
 لیکے کیواں سے قمر تک اور ثوابت بے شمار
 ہر دو عالم ان کے در پر ہیں کھڑے محتاج ہو
 آپ تو کیا آپ کے جو ہیں عنسلام غلام
 دو جہاں کی بادشاہت کو کرے کب وہ پسند
 طفلِ مکتب آپ کے ہیں حسن و رابعہ با یزید
 ایک سے تو تک مقالاتِ تصوف یک بیک
 شرع سے تا معرفتِ ناسوت سے لاجوت تک
 سر سے کرتے ہیں ہمیشہ آپ کے گھر کا طواف
 پاک میں وہ آپ کے در پر جو کئی خاک ہیں
 گیمیا و سیمیا و ریمیا و مہیمیا
 نسبت و نابود و بخود لا ہے صادق آپ کا
 ہو توجہ آپ سے بالِ مگس بالِ ہما
 کون ہے جو ایک دم حاضر ہو ان کے حضور
 ہے ہلالی عید کا محبوبِ عالم اس لیے
 خار راہِ آپ کے نوکِ مژہ سے دم بدم
 عقلِ اولِ تختہِ محفوظ کی با صد ادب
 جو مشرف ہو چکا آدم زیارت آپ سے
 آپ کی درگاہ میں حاضر ہوا جو ایک بار

ہے مناقبِ پاک مرشد کا میرا مقصود جاں
 ہو جنہوں کی مہر سے حاصل حیاتِ جاوداں
 مرتضیٰ نماز ہے ان سے بیانِ کا ملاں
 ان کی رحمت سے بوزممت دو جہاں کی تیشاں
 کرتے ہیں طوافِ گردِ آپ کے گھر کے عیاں
 ہیں ہمدل سے شناخاں آپ کے پیرو جواں
 سرنگوں ہیں پیش ان کے عجز سے کرو بیاں
 ان کے در سے جو ہوا ہے ایک دن گریستاں
 صد چو شیخِ عطار و شبلی آپ سے ہیں درخواں
 ہوں مریدِ آپ کو دم میں میسر بے زباں
 رات دن ہیں مثلِ خادم ان کے در پر پاسبان
 عرش و کرسی و ثوابت ہفت اختر آسماں
 خاک ہیں جو آپ کے در پر نہیں ہیں جانتشاں
 پیشِ خادم ان کے ہیں باز چپڑے باز یگراں
 لامکاں ہو آپ کے خادم کا اول دم مکاں
 خاک سے ہو نعلِ سنگ سے ہو ولی اندر زباں
 اور نہیں واصل ہوا پھر با خدا نے ذوالمناں
 ہے نشانِ نعلِ گھوڑے آپ کا اس میں عیاں
 صاف کرتے ہیں ملکِ غلماں پری حورِ جاناں
 مثلِ طفلان ان کے مکتب میں الف باتا کنناں
 آگِ دوزخ سے نہیں جلتے کبھی پر اس کے جاں
 اس کے حق میں ہیں ملائکہ ہر زباں تمہیں کناں

لے ازل سے تا ابد رز نہان و سترِ غیب
 خاک کو چہ آپ کی ہے سدرۂ چشمِ کمال
 کون ہے انساں کرے تعریف جو ان کی تمام
 ایک دن پوچھا کسی نے پیرِ گیبلاں سے سوال
 لے کے آدم سے میجا تک ہوئے ہیں جو نبی
 آدم و شیث مقدس حضرت ادریس و نوح
 لوط و یعقوب معثی یوسف و صابر کلیم
 شعیا و ایباس ہم زرتشت و لقمان زکریا
 حرم کعبہ کو بھی ہے بیت المقدس پر شرف
 کلمہ لولاک بھی ہے شانِ احمد میں نزول
 قوم احمد کی بھی ہے دیندار و صالح حق شناس
 قس علیٰ ہذا تمہارا شان بھی ہے بس بلند
 غوث و قطب و اہل دل مراض ابدال مولیٰ
 بایزید و شبلی و عطار و رابعہ و حسن
 ستری و داؤد و ابراہیم و صنعان و جنید
 جبریل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل
 ہیں تمہارے روبرو حاضر ہمیشہ با نیاز
 پنج حواس و شش جہت ہفت آسمان ٹھون بہشت
 پیرِ حبی نے کہہ دیا یہ سب بدولت عمر بخش
 خاندانِ قادری اور دینِ احمد کے میاں
 آپ کے ایجاد سے ہے خود قضا کو فخر و ناز
 نام سن سجدہ کیا سائل نے اور کہنے لگا
 تاکہ ہوں ان کی عنایت سے دُعا میں مقبول

یک بیک ہوں ان کے صادق کو برا قول ہم عیاں
 ہے منور دو جہاں میں جس سے چشمِ عارفان
 تا قیامت کر نہیں سکتے ملائک بھی عیاں
 با ادب ہو سترنگوں کا ہے شاہِ شاہانِ جہاں
 کیوں مقامِ مصطفیٰ ہے سب سے عالی بیگمان
 ہو دو صالحِ خضر و ابراہیم و اسمعیل خواں
 پاک داؤد و سلیمان یونس و عیسیٰ بدان
 ہے نہیں شانِ محمد کی برابر ان کے شان
 اس لیے جو ہے محمد کا تولد اُس مکان
 سید اکوین بھی اور خاتمِ پیمبران
 عالم و فاضل محقق فلسفی و رازداں
 دو جہاں میں ہیں تمہارے اولیا زیرِ اماں
 ہیں تمہارے روبرو حاضر ہمیشہ چوں کہساں
 حسن خرقانی اویس و شمس نورِ لامکاں
 اور باقی اصغیا و اولیائے بے کراں
 رکھتے ہیں دایم تمہاری صفت کو وردِ زباں
 ایک جو ہر دو جہاں سُرُوح چار ارکانِ بدان
 نہ عرض نہ عقل گزارہ بارہ بُرجِ خواں
 ہے چراغِ خاندانِ نوشہ شاہِ شہاں
 مثلِ گل در بوستاں مثلِ قمر بر آسماں
 قدر ہے قسازان سے در میانِ سرور ان
 وہ جنابِ عمر بخشِ تاجدارِ دو جہاں
 ان کے در پر کھتریں بے شکوہ ہے مثلِ سگاں

مناقب

ہے ہمت بلند اگر آسمان میں ہے عرش سر بلند اگر دو جہان میں
 گر آبِ جاں عزیز ہے کون و مکان میں تیرے ہی لطف سے ہے سبھی عزت و شان میں
 عینے کو جب فلک نے کیا آسماں سوار دیکھا فلک کا سجدہ زمیں کو ہے بار بار
 پوچھا فلک سے کس کو تیرا سجدہ آشکار بولا کہ عمر بخش کے کوچہ پہ ہوں نثار
 تیری ہی ذات پاک سے ہے نورِ اولیا جبریل ترے کوچہ پہ ہے دل سے مبتلا
 رکھتے ہیں تیرے سجدہ کو کونین سر جھکا باشندگانِ عرش ہیں تری خاک پر فدا
 متاب اور شمس ہیں تیرے کوچہ کے چراغ آٹھوں بہشت تیری نظر سے ہیں باغ باغ
 بدخواہ تیرے نام کا سے سینہ داغ داغ فرما غمناک سے تیرے شان بوم راغ
 اوتاد و قطب و غوث و قلندر و اولیا کرتے ہیں ہر سحر کو تیرے دل سے یہ دعا
 اسے پاک بے نیاز دو عالم کے خود خدا ہم کو بھی عمر بخش کے کوچہ کا راہ دکھا
 ہر وقت جبریل ہے تیرے در پہ پاسبان طواف تیرے کوچہ کا ہے سر سے آسماں
 تیری لبوں سے اب جاتی کا ہے رواں نور فلک چمکتا ہے تیرے نور سے عیاں
 خورشید کو بھی نور ہے تیرے ہی نور سے اہل فلک کو عیش ہے تیرے نور سے
 کونین کا ظہور ہے تیرے ظہور سے طوفانِ نوح کا جوش ہے تیرے نور سے
 تیری رضا سے کام قضا کا ہے سر بسر ہوتی ہے قدر تیری اشارت سے کارگر
 عیسیٰ کے دم میں تیسے ہی دم سے یہ تھا اثر یوسف کو تیری مہر نے چاہ سے کیا بدر
 اعجاز اور کرامت اور کشف کے مقام پیدا ہیں تیرے ایک اشارہ سے یہ تمام
 حاضر ہیں تیرے رُپہ دو کونین صبح و شام پیکِ قر ہے آپ کی خدمت میں تیز گام
 ذرہ ہے تیرے نور سے خورشید کا ظہور ملکاتِ آسماں کے ہیں ساجد تیسے حضور
 اک حرف تیسے لوح سے فرقان اور زبور جلوہ تیسے چراغ سے تھا نورِ کوہِ طور

روزِ ازلِ خدا نے کیے جبکہ دو جہاں
 آسمانوں بہشت و دوزخ و دنیا و آسمان
 جن و پری و دیو و ملائک کے جسم و جاں
 سجدہ تیرے کے واسطے ہوئے تھے سبیاں
 کوئین کو بھی فخر ہے تیرے وجود سے
 آدم ہوا خلیفہ تمہارے نمود سے
 ہر وقت تم پر عرض ہے چرخِ کبود سے
 ہوا ہوں سر بلند تمہارے سجود سے
 محتاج تیسے رہے جو آتے ہیں دلِ دو نیم
 کرتا ہے بامراد انہیں قادرِ کریم
 شایق ہے تیری عرض کا دل سے خدا رحیم
 در پر ترے اجابت حق کی سدا مقیم
 احمد کو کیوں نہ اپنی اُمت کا ناز ہو
 اُمت میں اس کی آپ سا جو سر فرماز ہو
 آتا ہے تیرے اُگے فلک بانسیاز ہو
 ظاہر ہے اُگے آپ کے گرا لاکھ راز ہو
 جمشید کی قباد و سکندر کے عز و شان
 روزِ ازل سے تا اب لطفِ دو جہاں
 خادم جو تیسے نام پہ ہوتا ہے جانفشاں
 تیری نظر سے اس کو یہ حاصل ہے بیگیاں
 آتا ہے تیرے در پر جو امیہ دوار ہو
 بیٹھے اگر وہ دل سے تیرے پر نثار ہو
 جاتا ہے تیری مہر سے اک سے ہزار ہو
 تحتِ الشریٰ کو چھوڑ فلک پر سوار ہو
 خود عقل کل بھی آپ کے در پر غلام ہے
 ساجد تیرے حضور کا عالی مقام ہے
 آسمانوں فلک کو آپ کے در پر سلام ہے
 دو فوجاں کا آپ کی رحمت سے کام ہے
 ہرگز نہیں ہے ان کو کبھی دو جہاں میں ڈر
 آیا جو ایک بار محبت سے تیرے در
 پہنچا ہے خود خدا نے تجھ یہ قرار کر
 طالب تیرا ہے دو فوجاں میں بلا خطر
 محتاج تیرے در پہ ہے عالم بھد نیساز
 کیا ہے لطف تیرے نے گردوں کو سر فرماز
 تیرے مریدِ عشق کے میدان کے یکے تاز
 تیرا کرم ہے ہر دلِ خستہ کا دل نواز
 میری بھی عرض مان لے اسے شاہِ سر بلند
 بیٹھا ہوں تیرے کو چہ پر مدت سے دروند
 رکھتا ہوں اپنے دل پہ دو کوئین سے گزند
 بیٹھا ہوں تیرے کو چہ پر مدت سے منتظر
 مردم اپنے لطف سے دکھو گے تابعد
 ہوں دو منہ بہت زینجا کے طور پر
 بہرِ خدا کرم سے کرو میرے پر نظر
 یوسف مراد میری کا چاہ غم سے باہر کر

بچے سنگھ تیرے لطف کا امیدوار ہے مدت سے اس کو آپ کے در پر قرا ہے
 تیرے قدم کی خاک کا جاں سے نثار ہے مثل زینجا عمر سے وہ انتظار ہے
 سید عمر بخشؒ کی وفات بعد چوتھ سال بروز یکشنبہ تیرھویں ربیع الاول
 تاریخ وفات ۱۳۱۱ھ مطابق پندرھویں جہادوں ۱۹۵۰ء میں ہوئی۔ قبر گورستان نوشاپور

میں ہے۔

قطعہ تاریخ

غرق ہو، در ذات ہوشد الوداع
 در طریقت در حقیقت معرفت
 رہنمائے صوفیاں شد الوداع
 پیشوائے بود کامل الوداع
 مادہ تاریخ: چسپداغ مسجد

۱۔ مشہور یہی تاریخ ہے لیکن توہم بھری عیسوی کی رو سے قمری تاریخ کے نویں اسوچ کی تاریخ تھی ۱۲ شرف

باب ہشتم

اس میں ان بزرگوں کے ذکر ہیں جو حضرت نوشہ صاحب سے آٹھویں پشت ہیں۔

مولانا سید غلام قادر

آپ اہل شریعت، حامی سنت، ماحی بدعت، عالم بے مثال، زاہد باکمال۔ خدا تعالیٰ کے مقبول بندوں سے تھے۔ آپ سید عبداللہ بن سید خیر اللہ برخوردار پانڈو کوٹی کے فرزند اکبر تھے۔ خرقہ خلافت و ارشاد اپنے حقیقی نانا صاحب حضرت سید حافظ نور اللہ فرشتہ صفات بن سید حافظ محمد حیات ربانی سے پایا۔ آپ کی والدہ کا نام سیدہ بخت بھری بنت سید حافظ نور اللہ تھا۔ آپ کی ولادت ۱۲۰۳ھ میں بمقام پانڈو کے کلاں ضلع گوجرانوالہ میں تاریخ ولادت ہوئی۔ آپ نے اس گاؤں کے متعلق فرمایا ہے: ۷

جدی سی اوہ مسیرا تھاں پانڈو کے ہے اس دانان

مادہ ہائے تاریخ: (۱) آیت شریف ینذکرون اللہ قیماً (۲) آفتاب طریقت (۳) ارنجب (۴) آپ اپنی تاریخ لفظ غربا سے ظاہر کیا کرتے۔

آپ ابتدا میں اپنے نانا صاحب حضرت سید حافظ نور اللہ سے پڑھتے رہے۔ تحصیل علوم قرآن نبیہ پڑھا۔ پھر فقہ و حدیث پر بھی عبور کیا۔ اس کے بعد جو کالیاں ہیں مولوی محمد مکرم سے بھی علم حاصل کیا۔ منقول ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ جو ضیفہ تھیں ایک دن جو کالیاں گئیں اور مولوی صاحب کو بدیں الفاظ آپ کے سپرد کیا اور علم پڑھانے کی تاکید فرمائی۔

وے مکرما میرے لڑکے نوں پچھا پڑھائیں۔ چنانچہ واقعی انہوں نے آپ کی تعلیم میں بڑی محنت اور جانفشانی سے کام لیا۔

اس کے بعد دلاور چیمبر ضلع گوجرانوالہ کے درس میں داخل ہوئے۔ فارسی علم و کشفِ علوم ادب کی کتابیں وہاں سے پڑھیں۔ سکندر نامہ پڑھتے تھے کہ ایک شعر کا مطلب استاد صاحب کو نہ آیا۔ آپ بھی مذہب ہو گئے۔ رات کو خواب میں مولانا نظامی گنجوی مصنف سکندر نامہ کی زیارت ہوئی۔ انھوں نے آپ کو اس کا صحیح مطلب سمجھایا اور ترقی علم کی دعا فرمائی۔ چنانچہ اس کے بعد آپ پر علوم کے دروازے کھل گئے۔

مولوی حافظ غلام مرتضیٰ دھر کیوی سے منقول ہے کہ آپ کو فارسی علم ادب کی کتابیں کربیا، نام حق، پند نامہ شیخ عطار، گلستاں، بوستاں، یوسف زلیخا جامی، سکندر نامہ، بہار دانش، دیوان حافظ سب نوک زبان حفظ تھیں۔

آپ کے ماموں زاد بھائی سید مکھن شاہ لاہوری سے منقول ہے کہ ایک ادبی ذوق روز آپ اور ہمارے بڑے بھائی صاحب سید حافظ قل احمد پاکذات نوشاہ ثانی دونوں صاحب بیٹھے ہوئے زلیخانے جامی کا یہ شعر پڑھ رہے تھے اور اس کے ذوق سے جھوم رہے تھے۔

زلیخا از زلیخائی رسیدہ

وزیں صورت بمعنی آرمیدہ

آپ علم انساب میں ایسے کامل تھے کہ جس کسی پغمبر یا ولی اللہ یا بادشاہ کا علم انساب ذکر مجلس میں ہوتا آپ اس کا نسب نامہ حضرت آدم علیہ السلام تک زبانی پڑھ دیا کرتے۔ آپ بڑے نصاب تھے۔

آپ علم تعبیر خواب میں کمال مہارت رکھتے تھے۔ اگر کوئی شخص آپ کے علم تعبیر خواب حضور میں خواب بیان کرتا تو آپ بالکل صحیح تعبیر بتا دیتے اور آپ خود فرماتے تھے کہ میں علم تعبیر خواب میں نائب یوسف ہوں۔

آپ علم طب میں بھی کافی دسترس رکھتے تھے۔ اگر کوئی شخص نسخہ پوچھتا تو علم طب آپ زبانی ہی مع اوزان بتا دیا کرتے اور بالعموم نسخہ کم قیمت بتاتے۔ خدا تعالیٰ اسی سے شفا کر دیتا۔

علم شعر آپ کو شاعری کا بھی ملکہ تھا۔ بعض اوقات فارسی یا پنجابی میں شعر کہ لیا کرتے۔
 آپ نے فنِ کتابت نستعلیق سیکھا تھا۔ کتابت کرتے تھے۔ منقول ہے
فنِ کتابت کہ آپ یہاں تک زود نویس تھے کہ اگر کوئی شاگرد کہتا کہ مجھے واحد باری
 چاہیے۔ تو آپ اتنے وقت میں لکھ دیتے جتنے وقت میں ساہن پال شریف سے چسل کر
 درگاہِ حضرت نوشہ صاحبؒ تک پہنچا جاسکتا ہے۔

آپ مادہ تاریخ بنانے میں ذکی الفہم تھے۔ مولوی عبدالغفور صاحبؒ
ملکہ تاریخ گوئی امام مسجد کوٹ نور اسے منقول ہے کہ ایک بار آپ ہمارے گاؤں میں
 تشریف لائے۔ تاریخ گوئی کے متعلق تذکرہ شروع ہوا تو آپ نے مجھے فرمایا کہ اگر تمہارے نام
 غفور سے صرف و کو نکال دیا جائے تو تمہاری تاریخ پیدائش سنہ ۱۲۸۰ھ ظاہر ہوتی ہے۔
 آپ فنِ شناوری میں خاص کمالیت رکھتے تھے۔ اس قدر تیراک تھے
فنِ شناوری کہ رات ہو یا دن، دریا سے تیر کر گزر جاتے۔ اور سینہ سے اوپر جسم کو پانی
 میں جھگنے نزدی تے۔

ابتدا میں آپ نے موضع بھاگت میں سلسلہ تدریس جاری کیا۔ وہاں کے ساداتِ
تدریس مشہدی سب آپ سے علم دینی پڑھے۔ پھر چند سال کے بعد درگاہِ عالیہ حضرت
 نوشہ صاحبؒ کی مسجد مبارک میں تدریس شروع کی۔ دور دور سے آکر لوگوں نے علم حاصل کیا۔ کہا
 جاتا ہے کہ دہلی سے آکر کئی طلبا آپ سے علوم پڑھے۔ مسلمانوں کے علاوہ ہندو لوگ بھی آپ
 سے فارسی پڑھتے تھے۔ پنڈی کالون کے کھتری آپ سے ہی علم ادب پڑھے۔ انہی سال تک
 مشغلہ درس جاری رکھا۔ آپ کو استاذِ اکل کہا جاتا تھا۔ بڑے بڑے علمائے نامدار اور
 اولیائے کبار آپ کے شاگردوں سے تھے۔

مولوی عبدالغفور موصوف بیان کرتے تھے کہ ایک بار
سکندر نامہ کا جشنِ نوشتا بہ آپ کوٹ نور میں تشریف لائے، میں آپ کی
 خدمت میں جا بیٹھا۔ آپ نے مجھ سے پوچھا کیا پڑھتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ پانچویں جماعت
 میں پڑھتا ہوں اور سکندر نامہ نظامی مولوی غلام رسول عادل گڑھی سے پڑھتا ہوں۔

آپ نے فرمایا مجھ کو یقین نہیں کہ وہ پڑھا سکتے ہوں۔ پھر آپ نے جشنِ نوشاہی دو دن میں مجھے پڑھایا۔ اس کے بعد مجھے فارسی زبان آسان ہو گئی۔ آپ نے مجھ سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: عبدالغفور۔ آپ نے مولانا جامیؒ کا یہ شعر پڑھا:

اے راکہ فہم و دانش مرے بود شکاری
شہباز اوج وحدت عبد الغفور لاری

۱۳۳۱ء کا واقعہ ہے کہ مولف کتاب بذوق تیسید شرافت عافاہ اللہ عاد کلام

قادری پڑھانا ضلع گوجرانوالہ میں مولوی محمد حسین مبارک رقم سے فن کتابت حاصل کرتا تھا

ایک دن میں رخصت لے کر واپس روانہ ہوا۔ میرے استاد صاحب نے اپنے خسر و استاد

مولوی محمد عبداللہ وارث کوئی ٹکے ساتھ مجھ کو ہمراہ کیا۔ انہوں نے کیلیاں والہ میں جانا تھا۔ ہم

ایک رات موضع حسن کٹھوہڑ میں مولوی محمد فاضل خوشنویس کے ہاں رہے۔ صبح کو ہم منصور والی

کے سٹیشن سے ریل پر سوار ہوئے اور اکال گڑھ (علی پور چھٹے) اترے۔ مولوی صاحب تو

کیلیاں نوالہ کو تشریف لے گئے اور میں براستہ رسول نگر ساہن پال پلا گیا۔ راستہ میں مولوی

صاحب نے مجھ سے میرا مقام پوچھا۔ میں نے بتایا ساہن پال۔ مولوی صاحب نے پوچھا:

وہاں ایک بزرگ مولوی سید غلام قادر ہوا کرتے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ وہ میری جدو جہد

کے دادا صاحب تھے۔ مولوی صاحب نے فرمایا: وہ بڑے عالم و فاضل تھے اور میرے استاد تھے

ایک مرتبہ آپ وارث کوٹ میں تشریف لائے۔ میں ابھی بچہ ہی تھا مجھ کو آپ نے رسالہ قادری

پڑھایا۔ آپ کی دعا سے مجھے علم آ گیا۔

میاں غلام محمد بن بھولا موچی ساہنپالی بیان کرتا تھا کہ

صفاتِ ایمان پڑھانا میں بچہ تھا کہ ایک روز آپ چاہہ ڈھلا پھلا ہیں والہ پر بیٹھے تھے

مجھے صفاتِ ایمان کا سبق دیا۔ فرمایا: پڑھ اَصْنَتْ بِاللّٰهِ مَنِيَاں میں اللہ تعالیٰ نوں۔

وسعتِ دماغی منقول ہے کہ آپ اس قدر عالی دماغ رکھتے تھے کہ ایک روز آپ

۱۲
عام کتابوں میں یہ مصرع اس طرح پایا جاتا ہے: بازے ست تیز پرواز عبد الغفور لاری شرافت

درس دینے رہے تھے۔ مختلف شاگردوں کے سبق علیحدہ علیحدہ تھے۔ ہر ایک کو بتاتے جاتے۔ اور ایک شخص پاس بیٹھا گارہا تھا۔ اس کے راگ کی غلطیاں بھی بتاتے جاتے اور کتابت بھی کر رہے تھے۔ اس میں بھی کوئی غلطی نہ ہوتی۔

آپ نماز پنجگانہ اور نوافل تہجد پر مواظبت رکھتے۔ قرآن مجید کی تلاوت میں ناغہ معمولات نہ کرتے۔ دینی اور دنیاوی امور میں شریعت کا پاس رکھتے۔ وعظ و نصیحت عجیب پیرایہ میں کیا کرتے۔ اگر کوئی شخص مسئلہ پوچھتا تو مفصل تشریح فرماتے۔ زیارتِ نوشاہِ عالی جاہ آپ حضرت نوشہ گنج بخشؒ کے حضور تھے۔ آپ کو اکشر اُن جناب کی زیارت ہوا کرتی۔

اخلاق و عادات

آپ حد درجہ کے متقی اور پرہیزگار تھے۔ وضو کے لیے دریا کا پانی یا چلتے کنویں پرہیزگاری کا پانی منگوا یا کرتے۔ گاؤں کے درمیان جو کنویں ہوتے ہیں ان کا پانی استعمال کرنے سے اجتناب رکھتے۔

آپ جسم اور کپڑوں کی پاکیزگی کا بڑا خیال رکھتے بکیرہ دعا کیا کرتے کہ طہارت پسندی یا اللہ پاک! ہمجہ کو مویشی نہ دینا کہ ان کے بول و براز سے کپڑے ناپاک ہو جاتے ہیں اور نمازوں کے وقتوں میں دودھ دوہنا پڑتا ہے۔

مولوی حافظ اعظم مرتضیٰ دہری کی "سے منقول ہے کہ آپ فرماتے تھے گناہ سے اجتناب کہ میں تمام عمر خدا تعالیٰ کے فضل سے کبیرہ گناہوں سے بچا رہا ہوں۔ ایک بار زمانہ شباب میں طالبِ علی کے دوران میں جو کالیاں کی ایک بند و عورت بچہ پر فریفتہ ہو گئی۔ اس نے اپنے دام میں بچے چھنا نا چاہا۔ بچے کسی بہانے سے مکان کے اندر لے گئی اور اپنی حاجت پیش کی۔ میں نے انکار کیا اور خدا سے ادا چاہی۔ تائیدِ غیبی سے میرا تمام بدن پسینہ پسینہ ہو گیا اور توانے شہوانی زائل ہو گئے اور میں اس کبیرہ سے بچ گیا۔ وہ جب ناکام رہی تو اس نے میرا نام رکھ دیا "بیدارنہ"۔ میں نے کہا بچے یہ کہلانا

منظور ہے۔ لیکن گناہ کرنا منظور نہیں۔

آپ کا مزاج بالکل سادہ تھا، منقول ہے کہ ایک مرتبہ ایامِ طالبِ علمی میں کسی شخص نے سادہ مزاجی آپ کو محمد شاہی روپیہ دیا۔ آپ ماہن پال شریف کی طرف روانہ ہوئے تو اسے فاصلہ چلتے۔ تو پھر اس کو کسول کر دیکھ لیتے۔

آپ خدا کی عطا کردہ نعمتوں کا از حد شکر یہ ادا کرتے اور ہر ایک چیز کے فوائد شکرگزاری شمار کیا کرتے۔ فرماتے، صرف دودھ میں اتنی لذتیں ہیں کہ کچی لستی کی لذتِ علحدہ، پکی لستی، دہی، دودھ، ادھر ٹھک، مکھن، گھی وغیرہ ہر ایک کی لذتِ علحدہ ہے، حالانکہ یہ صرف ایک دودھ کی مختلف حالتیں ہیں۔

اور فرماتے، گوشت سب کھانوں سے اچھا ہے اور یہ ایک ایسی چیز ہے کہ پہلے اس کو آدمی کھاتے ہیں پھر اس کی ہڈی کو کھتے کھاتے ہیں اور پھر اس کے بقیہ کو چوڑیاں کھاتی ہیں۔ آپ اسلام کی ترویج میں کوشاں رہتے۔ ایک کافر کو مسلمان کر کے اس کا اسلامی تبلیغ نام عبد اللہ رکھا۔ لوگوں میں اس کا نام ”زنگریٹا“ مشہور ہوا۔

آپ بعض اوقات یہ اشعار پڑھا کرتے،

اشعارِ خوانی

جب تک مطلب تھا تب لگ آشنا جب ہوا مطلب تو لقاہ مرض ہے

نمازاں تیریاں ہانے ہانے کر دیاں روزے مارن ڈھائیں
جے اک دل نہ راضی کی توئی لنگھیں کیہڑی راہیں

دل خواہد کہ کھانے نان وڑیاں کسی شاگرد کے گھر ہون پڑیاں

آپ کا قد درمیانہ، رنگ گندم گوں، سر بڑا، داڑھی سفید تھی۔ لباس

علیہ ولباس سادہ اور سفید رنگ دکھا کرتے۔

غذا آپ نے درگاہِ الہی میں دعا مانگی تھی کہ یا اللہ العلیین! دو پراٹھے اور شکر اور دودھ

اور گھی میرے نصیب میں کرنا۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے یہ دُعا قبول فرمائی اور آپ کو ہمیشہ یہ غذا ملتی رہی۔
 اوائلِ حال میں آپ گھی نہیں کھایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی شخص نے سیویاں پکا کر
 اُس پر گھی ڈال کر آپ کو کھلایا اور اس کے کئی فوائد بیان کیے۔ اس کے بعد آپ نے گھی کا
 استعمال شروع کر دیا۔ روزانہ ایک پیالہ دودھ، گھی، شکر ڈال کر سُریاں لگا کر پی لیا کرتے
 پھر تدریس میں شروع ہوتے۔

آپ ہمیشہ موضعِ مُرالہ علاقہ بار سے گھی منگا کر کھایا کرتے اور فرماتے۔ ہمارے علاقہ
 کا گھی مثلِ پانی کے ہے اور علاقہ بار کا پانی طاقت میں مثلِ گھی کے ہے۔ چوبائیکہ وہاں کا
 گھی ہو۔

آپ گنا اور مُولی سے پرہیز رکھتے اور فرماتے کہ گنا چُونے سے مزے سے پانی بہتا ہے
 اور مُولی کھانے سے بدبو آتی ہے۔

آپ باوجود ضعیف العمر ہونے کے اس قدر قوی الجھتے تھے کہ اپنے شاگردوں سے
قوتِ جسمانی پتھر کے وٹوں سے پشت کُٹایا کرتے۔ ایک دن ایک نوجوان نے عمداً ایک
 وٹہ زور سے پشت پر لگایا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اسی طرح سب لوگ وٹے مارا کرو۔

کرامات

آپ سے کرامتوں کا ظہور بھی ہوا ہے۔

آپ صاحبِ کشف تھے۔ آپ جب کبھی پانڈو کے میں تشریف
کشفِ واقعات لے جاتے تو مولوی امیر الدین "آئندہ سال میں ہونے والے
 واقعات آپ سے دریافت کر کے لکھ لیا کرتے اور اسی طرح واقعات ظہور پذیر ہوا کرتے۔

منقول ہے کہ آپ کے بیٹے سید فضل الہی کے گھر اولاد نہیں
دعا کا قبول ہونا ہوتی تھی۔ آپ نے ایک دن دُعا کی کہ یا اللہ پاک! اگر لڑکا نہیں تو
 لڑکی ہی دے دے، اگر صحیح البدن نہیں تو گونگی، بہری، اندھی ہی دے دے۔ چنانچہ
 واقعی لڑکی پیدا ہوئی، جس کا نام سیدہ رسول بی بی رکھا گیا۔ وہ صمّ بکمّ عسی تھیں۔

ضعیف ہو کر فوت ہوئیں۔ موتف نے بھی ان کی زیارت کی ہے۔

منقول ہے کہ ایک زمیںدار و حالاً نام نے آپ سے چلہ کشی کی اجازت
 مرید کا امتحان لی۔ آپ نے دریائے چناب پر اُسے چلہ بٹھایا۔ ابھی چند یوم ہی گزے تھے
 کہ ایک رات ایک اڑو ہا اُس کے سامنے آیا۔ اُس نے آنکھیں بند کر لیں اور بیٹھا رہا۔
 دوسری رات شیر بر اُس کے سامنے آیا۔ وہ اُس کے ڈر سے بھاگ گیا۔ صبح آپ کی خدمت
 میں حاضر ہوا تو آپ نے تبسم ہو کر فرمایا کہ اگر تو اس مرتبہ بیٹھا رہتا تو کامیاب ہو جاتا۔

عملیات

حضرت سید عاقل محمد شاہ سے منقول ہے کہ آپ فرماتے تھے
 رفع بارش کے واسطے کہ اگر کبھی سفر میں یا راستہ میں بارش یا آندھی یا اولے

پڑنے کی تکلیف محسوس ہو تو یہ دعا پڑھنی چاہیے:

اللَّهُمَّ هَوِّ الْيُسْنَاءَ وَلَا عَلَيْنَا. اللہ تعالیٰ بارش سے محفوظ رکھتا ہے۔

مولوی میراں بخش امام مسجد ساہنپال شریف سے منقول ہے کہ
 گم شدہ کے واسطے اگر کوئی چیز گم ہو جاتی تو آپ وہاں اذان دینے کا حکم
 فرماتے۔ اذان کہنے سے گم شدہ چیز مل جاتی۔

تصنیفات

آپ نے ساری عمر تدریس میں ہی گزاری۔ کوئی کتاب تصنیف نہیں۔ لیکن ایک قلمی بیاض
 آپ کی یادگار ہے جس میں عربی، فارسی، اردو، پنجابی کے ادبی، تاریخی، صوفیانہ اشعار، نظموں کا
 کافی سرمایہ آپ نے جمع کیا ہے۔ فقیر سید شرافت نوشاہی عافہ اللہ نے اس کو "بیاض قادری"
 کے نام سے موسوم کیا ہے۔

مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد میں آپ کی ایک تصنیف قادری
 قلمی کتاب خانہ معج بخش میں موجود ہے۔

اسی کا ایک دوسرا قلمی نسخہ کتاب خانہ مولوی محمد رمضان محلہ اکال گڑھ راولپنڈی میں موجود ہے۔

مکتوبات

آپ کے دو مکتوب دستیاب ہوئے ہیں وہ یہاں نقل کیے جاتے ہیں۔

یہ مکتوب آپ نے اپنے ماموں زاد بھائی حضرت سید حافظ قُل احمد پاکذات
مکتوب اول نوشاہ ثانی کے نام لکھا تھا۔ وہ عمر میں آپ سے چھوٹے تھے۔

”اللہ تعالیٰ برادر عزیز وافر تیز نیک کردار میاں قُل احمد جیور سلامت داراد۔
از فقیر غلام قادر بعد از اسلام علیکم کہ بسم اللہ سورہ اخلاص و فاتحہ ابواب اختصاص ست واضح
راٹے سامی باد کہ فقیر بخت ملاقات فرحت آیات آن مجب حسنات مترد شدہ بودہ۔ اما از
زبانی ماموں صاحب جیو استماع یافته کہ آن برادر بکسے جانی بکار دنیاوی کہ شتابندگان عرصہ
خاک را ازاں گزیر نیست روانہ شدہ۔ بنا براں ایں فقیر از قصید رسول مگر باز پس بجانہ خود آمدہ
حال نسخہ نجات المسلمین بدست میاں حبیب اللہ نزد ایشاں فرستادہ از وہ گیرند۔ و فرہنگ
بوستان بکسے آئندہ رونده ارسال دارند ضرور۔ و بخدمت بزرگان سلام۔“

یہ مکتوب آپ نے اپنے مرید میاں محمد بخش گادر کے نام لکھا تھا۔

مکتوب دوم ”راسخ الاعتقاد و اثق الانقیاد میاں محمد بخش گادر۔ ازیں صوبہ نقیہ

غلام قادر بعد از اسلام مسنون و دعوات برخورداری واضح باد کہ ایں جائے خیرست و خیریت
ایشاں مطلوب۔ دریں ولاگو ہر بی بی میراسن نزد ایشاں ستارہ آنچہ کتاب بدست لہنا پیش ایشاں
فرستادہ است و ایشاں اقرار کردہ بودند کہ ہمراہ خود خواہم آورد بدست میراسن مذکور فریسن کہ
ضرور درکار ست ہیچ تاخیر نسازند۔ تاکید اکیدست والدعا۔“

آپ کے ہاتھ کی کئی ہونئی کتابیں بوستان، سکندر نامہ، تحفہ نصایح،
تحریر کتب دُرّ مجالس، نجات المسلمین، بیاض قادری، فقیر سید شرافت عافہ اللہ
کے کتب خانہ میں موجود ہیں۔ آپ کا کتب خانہ تو کافی تھا جو واٹوں کی بے علی اور کم تو جی سے
ضائع ہو گیا۔

دستخط آپ کی مکتوبہ کتابوں سے نین دستخط یہاں نقل کیے جاتے ہیں۔

۱۔ "تمام شد کتاب سکندر نامہ من تصنیف حضرت شیخ نظام الدین گنجوی بدستخط فقیر
حقیر اضعف من عباد اللہ الصمد غلام قادر ولد میاں عبداللہ نبیرہ قدوة الواصلین
حضرت نوشہ گنج بخش قادری قدس سرہ العزیز متوطن موضع پانڈو کے عملہ پرگنہ بچہ چیمہ چٹھہ
تحریر یافت ۱۲۲۲ ھ ہجری النبوی الامی الطاہر۔

۵ کاتبِ ایس غلام قادر داں قادر اور اہلک کرد عیاں
روزِ شنبہ و بوقتِ عصر من نوشتہم اگر توداری خبر"

۲۔ باتمام رسید نسخہ معطلہ مکرمہ تحفہ نصایح من تصنیف حضرت یوسف گدار روز چہار شنبہ
بدست خط فقیر غلام قادر نوشا ہی ولد میاں عبداللہ ساکن پانڈو کے پرگنہ بچہ چیمہ چٹھہ بتاریخ
بیتم ماہ محرم ۱۲۳۵ ھ ہجرت النبوی الامی:"

۳۔ باتمام رسید نسخہ متبرکہ نجات المسلمین بروز پنجشنبہ بوقت زوال بدست خط فقیر
غلام قادر نوشا ہی متوطن موضع پانڈو کے بتاریخ بیت سیوم ماہ ذی الحجہ مطابق
۱۲۳۷ ھ ہجری:"

ملفوظات

آپ کے چند اقوال و ارشادات یہاں درج کیے جاتے ہیں۔

ملفوظ - فرمایا: جو بات اس جہان میں ہے وہ اُس جہان میں نہیں۔ آج کل غیر شرع
فقیر بدعتی عوام الناس کو مرید کرتے پھرتے ہیں حالانکہ ان کو شیخ اور مرید کے حقوق و فرائض کی
کوئی پہچان نہیں ہوتی۔ لوگوں کو فریب اور دھوکا دے کر اپنے دام میں پھنسا لیتے ہیں۔ قیامت
کے دن ان کو پتہ لگے گا جس وقت تابع اور مقبوع آپس میں ایک دوسرے سے بیزار ہوں گے۔
اس پر آپ تفسیر حسینی کا یہ حوالہ پیش کیا کرتے:

وَإِذْ تَبَرَّأَ يَادُكُنْ اَسْءَلُ مُحَمَّدًا مِنْ هَيْكَلِ رَا يَادُكَ اَسْءَلُ مُحَمَّدًا مِنْ هَيْكَلِ رَا
کہ بیزاری کنند الذین اتبعوا آنا کہ جمے وہ لوگ جن کی پیروی کی گئی ہے اس گروہ سے

پیروی ایساں کردہ اند من الذین اتبعوا از
 ہاں جمع کہ متابعت ایساں نمودہ اند یعنی
 پیشوایان عرصہ شرک از ضعف و سفلہ کہ امروز
 تابع ایساںند بزار شونند ذرأ و العذاب
 و بینند عذاب را ہم تابعاں و ہم قبوعساں
 و تقطعت و بریدہ شود بہم الاسباب از ایساں
 سبب ہا و واسطہ ہا کہ در دنیا داشتند از
 عہود و موافق و خویشی و دوستی و صحبت و قال
 الذین اتبعوا و گویند آنا کہ متابعت کردہ
 بودند مگر گمراہ کنندگان خود را یعنی تابعاں چون
 بزاری قبوعساں از خود مشاہدہ کنند گویند
 کو ان لنا کثرۃ کاشکے ایساں را باز گشتنی
 باشد بدنیافتن تبرائہم ناما بسزای
 کنیم از ایساں آنا کما تبرؤ و انہام چنانکہ
 ایساں بزار گشتند از ما

جنہوں نے ان کی پیروی کی ہے۔ یعنی شرک والے
 پیشوا ان مخلصوں اور بے وقوفوں سے بزار
 ہو جائیں گے۔ جو لوگ آج ان کی تابعداری
 کر رہے ہیں اور تابعداری کرنے والے اور
 کرانے والے سب لوگ عذاب کو دیکھ لیں گے۔
 اور ان کے سارے سبب اور وسیلے جو دنیا
 میں رکھتے تھے اور خویشی اور دوستی اور صحبت
 کے پتھر عہد جو کرتے تھے سب ٹوٹ جائیں گے
 جن لوگوں نے پیروی کی ہے وہ اپنے گمراہ
 کرنے والوں کو کہیں گے یعنی تابعداری
 کرنے والے جب اپنے پیشواؤں کی اپنے سے
 بزاری ملاحظہ کریں گے۔ تو کہیں گے کہ کاش
 اب ہم دنیا میں واپس جاتے تو ہم وہاں جا کر
 ان لوگوں سے ایسی ہی بزاری کرتے جیسا کہ
 یہ ہم سے بزار ہیں۔

فرمایا: من حفظتہ و من کتب قو۔ یعنی جس شخص نے کوئی مضمون یاد کیا وہ
 اس سے بھاگ گیا اور جس شخص نے نکل لیا اس نے برقرار رکھا۔

فرمایا: العلم وحشی لا یقید الا بالکفرار۔ یعنی علم وحشی جانور کی مثل ہے۔ سولے
 بار بار پڑھنے کے قید نہیں ہو سکتا۔

فرمایا: عورت، مرد کا ایمان ہوتی ہے۔ اگر آدمی کو یقین ہو کہ ایک دن بھی میری
 زندگی باقی ہے تو ضرور نکاح کر لینا چاہیے۔

فرمایا: پنجابی مثل ہے ”گتدی بھی کھانا تے و تدی بھی کھانا“

معترفین کمالات

آپ کی تعریف میں چند بزرگوں کے احوال لکھے جاتے ہیں:

۱۔ شیخ غلام حسن بن شیخ بڈھا سلیمانیؒ بھلوالی کہا کرتے تھے کہ اولاد حضرت نوشہ صاحبؒ میں سے سید شمس الدین دحلؒ والد فوت ہوئے تو فقیری ختم ہو گئی۔ اور مولوی سید غلام قادرؒ کی وفات ہوئی تو علم ختم ہو گیا۔

۲۔ مولوی محمد شیخ احمد حنفی نقشبندی مجددی دھریکویؒ کہا کرتے تھے کہ سید غلام قادرؒ کو دیوان حافظ زبانی یاد تھا۔

۳۔ مولوی حافظ غلام مرتضیٰ نقشبندی دھریکویؒ کہا کرتے تھے کہ سید غلام قادرؒ بڑے علامہ فہامہ قوی حافظہ والے تھے۔ اپنے زمانہ میں علم میں لاثانی تھے۔ علاقہ کے تمام علماء آپ کے شاگرد تھے۔ آپ اتنا ذکاوت رکھتے۔ ہماری تین پشتیں آپ کی شاگرد ہیں۔

۴۔ مولوی محمد اسحاق امام مسجد ٹھٹھہ کدھی والد کہا کرتے تھے کہ سید غلام قادرؒ ایک بار اٹھانے سفر میں موضع حاصلانوالہ کے دائرہ میں بیٹھے تھے۔ مسجد میں ایک ملا اپنے شاگرد کو بہار دانش کا سبق پڑھا رہا تھا۔ اس کو مطلب بتانے میں رکاوٹ پیدا ہو گئی۔ آپ نے دُور سے سن کر مطلب بتا دیا۔ وہ ملا خفا ہو کر کہنے لگا کہ تجھے کچھ علم بھی ہے؛ آپ نے وہاں سے شروع کر کے کتنے صفحات بہار دانش کے زبانی سنا دیے۔ وہ شاگرد و استاد دونوں آپ کے مطیع ہو گئے۔

۵۔ مولوی عبدالغفور امام مسجد کوٹ نورا کہا کرتے کہ سید غلام قادرؒ سے جو مسئلہ پوچھا جاتا۔ آپ نے کبھی یہ نہ کہا کہ مجھے یاد نہیں۔ ہر ایک کا جواب باصواب دیتے۔ مجھے اس بات کا سخت افسوس ہے کہ میں نے اُس وقت کیوں نہ بہت سارے مسائل دریافت کر لیے۔

۶۔ شیخ حیات حسین سلیمانی المعروف سائیں جیاتیاں والد رسولنگر کہا کرتے تھے کہ میں نے اپنے بچپن کے زمانہ میں سید غلام قادرؒ کو دیکھا ہے کہ آپ رسول نگر سے کئی

مرتبہ پارا آرڈر گزرتے تھے۔ کچھ کتابوں کا بستہ ضرور آپ کے پاس ہوتا تھا۔ کبھی کتابوں کے بغیر نہیں دیکھے گئے۔

۷۔ سید محمد حسین بن سید بنے شاہ ہاشمی رملوی کہا کرتے تھے کہ میں نے اپنی طفولیت میں سید غلام قادرؒ کو دیکھا ہے آپ کی صورت مولویانہ و عالمانہ تھی۔
آپ کے ایک ہی فرزند سید فضل الہیؒ تھے۔
اولاد آپ کی دو بیٹیاں تھیں:

۱۔ سیدہ عمر بی بی۔ منکوہ مولوی قتل احمد بن میاں پیر بخش حفظانہؒ

۲۔ سیدہ بیگم بی بی۔ منکوہ مولوی نظام الدین بن مولوی برخوردار بھٹیؒ ساکن درگاہی والد ضلع گوجرانوالہ۔

تلامذہ کرام

آپ کے درس سے اکثر لوگ ظاہری علم سے سرفراز ہوئے۔ آپ کے مشہور شاگردوں کے

نام یہ ہیں:

- | | |
|--|-------------------------|
| ۱۔ شیخ غلام حسن بن شیخ بڑھا سلیمان فی سجادہ نشین | بجلوال شریف ضلع سرگودھا |
| ۲۔ شیخ گوہر شاہ بن شیخ ماہی شاہ سلیمان فیؒ | رن مل مہرات |
| ۳۔ سید حافظ قتل احمد پاکذات نر شاہ ثانی برخورداریؒ | ساہن پال شریف |
| ۴۔ سید بوٹے شاہ بن سید حافظ الہی بخشؒ | " |
| ۵۔ سید محسن شاہ بن سید حافظ الہی بخشؒ | " |
| ۶۔ سید غلام حسن بن سید قطب الدین ڈھلوالیؒ | " |
| ۷۔ سید محمد امین بن سید حافظ قتل احمدؒ | " |
| ۸۔ سید محمد شفیع بن سید حافظ قتل احمدؒ | " |
| ۹۔ سید غلام حسن بن سید نور احمدؒ | " |
| ۱۰۔ سید غلام حسین بن سید نور احمدؒ | " |

سہیل پال شریف گجرات	۱۱ - سید غلام علی بن سید قدم الدینؒ بر خورداری
"	۱۲ - سید عمر بخش بن سید لطف الدینؒ
"	۱۳ - سید فضل الہی بن سید غلام قادرؒ فرزند آنجناب
پانڈو کے گوجرانوالہ	۱۴ - سید قاسم علی بن سید غلام محی الدینؒ برادر زادہ آنجناب
سہیل پال شریف گجرات	۱۵ - سید اقبال علی بن سید غلام محی الدینؒ
پانڈو کے گوجرانوالہ	۱۶ - سید محمد علی بن سید غلام محی الدینؒ
"	۱۷ - سید لدھے شاہ بن سید الہدینؒ
"	۱۸ - سید حافظ روح اللہ بن سید محمد امینؒ بر خورداری
"	۱۹ - سید فاضل شاہ بن سید محمد امینؒ
"	۲۰ - سید حافظ محمد شاہ بن سید محمد امینؒ
"	۲۱ - سید رحیم اللہ بن سید قاسم علیؒ
سہیل پال شریف گجرات	۲۲ - سید کریم اللہ بن سید اقبال علیؒ
"	۲۳ - سید بنے شاہ بن سید شیر شاہ ہاشمیؒ
"	۲۴ - سید سلطان علی بن سید گوہر شاہؒ
"	۲۵ - سید سلطان عالم بن سید نظام الدینؒ
"	۲۶ - سید فضل عالم بن سید نظام الدینؒ
"	۲۷ - سید گامے شاہ بن سید ناصر الدینؒ
"	۲۸ - سید غلام رسول بن سید کریم بخشؒ
"	۲۹ - سید پیر محمد بن سید فضل عالمؒ
دھریکاں	۳۰ - مولوی حسن محمد پیرا حنفیؒ متوفی ۱۲۸۳ھ
"	۳۱ - مولوی محمد شیخ احمد بن حسن محمد پیرا متوفی ۱۳۲۸ھ
"	۳۲ - مولوی حافظ غلام مصطفیٰ بن مولوی محمد شیخ احمد پیرا
"	۳۳ - مولوی حافظ غلام مصطفیٰ بن مولوی محمد شیخ احمد پیرا

- ۳۴ - مولوی محمد ابراہیمؒ
 ۳۵ - مولوی محمد اسحاق کاتب و جلد سازؒ
 ۳۶ - مولوی محمد عبداللہ حنفی خوشنویسؒ
 ۳۷ - مولوی عبدالغفور حنفیؒ
- جو کالیاں گجرات
 ٹھہر کدھی والہ
 وارث کوٹ گوجرانوالہ
 کوٹ نورا

ان کے علاوہ آپ کے معاصرین تمام اولاد حضرت سخی بادشاہؒ اور تمام اولاد حضرت
 نوشہ صاحبؒ اور موضوعات گرد و نواح کے علماء سب آپ کے شاگرد تھے۔

آپ باوجود صاحب کمال ہونے کے لوگوں کو بہت کم مرید بناتے تھے۔
 یارانِ طریقت آپ کے مرید صرف چند کس تھے وہ بھی نام معلوم نہیں ہو سکے۔ از انجملہ

- ۱۔ میاں بڈھا گلگوساکن کوٹ نورا ۲۔ ذھالاز میسندار
 - ۳۔ میاں محمد بخش گادر ۴۔ شیخ عبداللہ نو مسلم
- تبرکات آپ کے ہاتھ کا ایک پنکھا مولف کتاب ہذا فقیر سید شرافت عافہ اللہ کے گھر میں
 موجود ہے۔

سید غلام قادر کی وفات بمر ایک سو تین سال قمری کے بروز سوموار چوبیس
 تاریخ وفات ذیقعد ۱۳۰۶ھ مطابق آٹھویں ساون سنہ ۱۹۲۶ء میں ہوئی۔ قبہ
 گورستان نوشاہیہ میں ہے۔

مادہ ہائے تاریخ؛
 ۱۔ حافظ وقاری
 ۲۔ لعل خوش رنگ

سید غلام محی الدینؒ

آپ سید عبداللہ بن سید خیر اللہ بر خرداری پانڈوکوی کے دوسرے فرزند اور مرید

حضرت مولانا سید غلام قادرؒ کا مزید ذکر شریفین التواریخ کی تیسری جلد موسم بہ تذکرۃ النشاہیہ کے
 ساتویں حصہ مساجد الآثار نام میں لکھا جائے گا۔ شرافت

خلیفہ تھے۔ آپ کی والدہ کا نام سیدہ بخت بھری بنت سید حافظ نور اللہ فرشتہ صفا تھا۔
 آپ زہد و عبادت میں لاثانی تھے۔ تمام رات بیدار رہتے اور ذکر اسم ذات
 اللہ اللہ میں مشغول رہتے۔ جب آپ کی عبادت کا عام شہرہ ہوا تو حکومت خالصہ
 نے سرکاری دھرم اہل سے آپ کا روزینہ مقرر کر دیا۔

آپ کا طریقہ تھا کہ روزانہ چاشت سے لے کر ظہر تک کتابت کیا کرتے۔ اس کے
 بعد مول بعد خانگی کا روبرا کے لیے اوہر اوہر چلے جاتے۔ آپ کبھی ساہن پال شریف
 اور کبھی پانڈو کے میں سکونت رکھتے۔

کرامات

موضع منچر چٹھ کا ایک زمیندار بہت مقروض اور غریب آدمی تھا۔ اس کا غلہ
 غلہ کا بڑھ جانا گندم کا بول بیٹھا۔ عوام کی نظروں میں وہ غلہ دو مانی کے قریب معلوم ہوتا تھا
 وہ شخص آپ کے آگے طہی ہوا۔ آپ نے فرمایا، اس کو خود ماپ۔ اور ماپنے کے وقت کلام نہ
 کرنا۔ اللہ تعالیٰ برکت کرے گا۔ چنانچہ وہ غلہ پندرہ مانی ہو گیا اور سب کا قرضہ اتر گیا۔
 ایک دن آپ کوٹ بھاگا میں تشریف لے گئے۔ ایک شخص سے
 پانی کا خشک ہو جانا کوئی چیز مانگی۔ اُس نے دینے سے انکار کیا۔ وہ کنواں چپلا
 رہا تھا۔ آپ نے ایسی توجہ کی کہ کنویں کا پانی کھیتی تک نہیں پہنچا تھا، راستہ میں ہی خشک
 ہو جاتا تھا۔

منقول ہے کہ آپ نے ایک بار ایک زمیندار سے روہ (گنے کا
 ویلناں کا ٹوٹ جانا) طلب کیا۔ اُس نے نہ دیا۔ آپ جب واپس ہوئے تو اسی
 وقت اس کا ویلناں ٹوٹ گیا۔ پھر اُس نے معافی لی۔

ایک روز آپ کنویں پر غسل کرنے گئے۔ آپ کا صابن کوا اٹھا کر لے گیا۔
 کوٹے کا گر پڑنا آپ نے لنگر پر کچھ پڑھ کر اس کی طرف پھینکا۔ اسی وقت کوا زمین پر
 گر پڑا۔ آپ نے صابن لے لیا اور کوٹے کو اڑا دیا۔

آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی بہت کتابیں اولاد کے پاس موجود ہیں۔ ان میں سے
تحریر کتب جو مولف نے دیکھی ہیں وہ یہ ہیں :

- | | |
|-----------------------------------|---------------------------------|
| ۱۔ گلستان شیخ سعدی | مکتوبہ ۱۳ ذی الحجہ ۱۲۴۴ھ |
| ۲۔ قرآن مجید مترجم بر ترجمہ فارسی | مکتوبہ ۱۲۶۵ھ |
| ۳۔ قرآن مجید معرا | مکتوبہ ۱۲۶۴ھ |
| ۴۔ قصص الانبیاء | مکتوبہ چہار شنبہ ۶ صفر ۱۲۶۵ھ |
| ۵۔ سستی پتوں | مکتوبہ ۲۵ جادروں ۱۲۶۵ھ |
| ۶۔ گلزار فقہ | مکتوبہ ۱۸ محرم ۱۲۸۰ھ |
| ۷۔ مناقب نوشاہیہ | مکتوبہ ۱۲۸۰ھ |
| ۸۔ دعائے سریانی | مکتوبہ ۱۲۸۱ھ |
| ۹۔ دعائے گنج العرش | مکتوبہ ۱۲۸۳ھ |
| ۱۰۔ نجات المؤمنین | مکتوبہ ۱۲۸۵ھ |
| ۱۱۔ رازق باری | مکتوبہ ۱۲۸۵ھ |
| ۱۲۔ آمد نامہ | مکتوبہ ۱۲۸۵ھ |
| ۱۳۔ یوسف زینا | مکتوبہ پنج شنبہ ۲۱ ذیقعدہ ۱۲۸۵ھ |
| ۱۴۔ واحد باری | |
| ۱۵۔ فارسی نامہ | |
| ۱۶۔ وفات نامہ | |

دستخط آپ کے تین عدد دستخط یہاں نقل کیے جاتے ہیں :

- ۱۔ تمام شدہ نسخہ متبرکہ گلستان بعون اللہ المستعان من تصنیف مولائے زمان مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ بروز ولغروز آدینہ سیزدہم ماہ ذی الحجہ ۱۲۴۴ھ ہجری النبی بحبت پاسخاطر اللہ دین دستخط فقیر غلام محی الدین ابن شاہ عبداللہ نیرہ حضرت محمد حاجی گنج بخش قادری قدس اللہ سرہ ہجری ۱۰۰۰ ہجری پنڈو کے وطن قدیم از آباد اجداد و رچک صادق پور ساہنیال

رقم پذیرفت بسندہ و کرمہ۔

س روز آدینہ و بوقت زوال
نوشہ حاجی بگور تو نالم
ازید حنلق آیدم رنجے
تو زبان مرا چو سیف باز
نام تو مخمخ بخش گجم بخش
کس نیاید بمدد گاری ما
بخت بیدار کن بنام خدا
تا عزیز کنی کند خلق مرا
وطن ما ہست چکہ ساہن پال
از سر لطف بشکری ما نم
تو ز فقرات خود و ہم غم
دشمن ما زینغ بر انداز
تا رہائی ز رنج و راحت بخش
تو بیاؤ بکن تو یاری ما
ذوق و شوقم بدہ بنام خدا
تو نظر کن بر ہم بر سر ما

۲۔ مناقب نوشاہیہ کا دستخط یہ ہے:

غلام محی الدین مناقب لکھیا
برکت اسدی دور ہو جاوے
غلام قاسم محمد علی
امام الدین جو اس فوں پڑھی
باراں سے ہے اسی سن
روز شردے کرے شفاعت
۳۔ غلام محی الدین ہے کاتب اسد
واسطے پڑھنے کریم اللہ
باراں سے پچاسی سن
تخفہ کر کے گھر وچ رکھیا
درد پیر دشواری دا
اقبال علی ہے رب دا ولی
کریم اللہ کرم ستاری دا
دین محمد دل وچ من
اوکھی منزل بھاری دا
پانڈو کیاں سے وچ ہے وسدا
اسدا کرے نصیب اللہ
ہجرتی دا سن کر کن

آپ کا نکاح سید حبیب اللہ بن سید خدا بخش بن سید شاہ تقن بر خورداری کی صاحبزادی
اولاد سے ہوا تھا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔ آپ کے تین بیٹے تھے،

۱۔ سید غلام قاسم المعروف قاسم علی
۲۔ سید اقبال علی

۳۔ سید محمد علی

آپ کی ایک بیٹی تھی جو مولوی قتل احمد بن پرینش حفظانہ کی منگوانی تھی۔

سید غلام محی الدین کی وفات بروز سوموار، انیسویں ربیع الثانی ۱۲۹۰ھ

تاریخ وفات

میں ہوئی۔ قبر مبارک گورستان نوشاہیہ میں ہے۔

مادہ تاریخ، شیخ ہادی عصر۔

سید الدین پانڈوکوی

آپ سید عبد اللہ بن سید خیر اللہ برنورداری پانڈوکوی کے تیسرے بیٹے تھے۔ بیعت و

اجازت شیخ صدق شاہ بن شیخ خان بہادر سلیمانی رسولنگری سے تھی۔ اپنے پیر کے نہایت عاشق و
شیدا تھے۔

آپ کی والدہ کا نام سیدہ بخت بھری بنت سید حافظ نور اللہ فرشتہ صفات تھی۔

آپ کو فارسی علم ادب کی کافی مہارت تھی۔ گلستان شیخ سعدی کا بالعموم مطالعہ

تعلیم رکھتے اور اس کے اشعار و حکایات سے محفوظ ہوا کرتے۔

فقیر سید شرافت نفاہ اللہ کے سامنے سید حبیب اللہ بن سید اقبال علی

عجیب و ظیفہ نے بیان کیا۔ وہ میرے نانا صاحب سید غلام علی بن سید قدم الدین

سے روایت کرتے تھے کہ ہم ایک دفعہ کسی تقریب پر پانڈوکوی گئے۔ وہاں دیکھا کہ نماز فجر کے بعد

تسبیح پر آپ یہ وظیفہ پڑھ رہے تھے:

”یا بی بی فضلاں، یا بی بی فضلاں“

ہم نے متعجب ہو کر پوچھا یہ کیسا وظیفہ ہے۔ نہ کلمہ شریف نہ درود شریف۔ آپ نے فرمایا: جس

زمانہ میں ہم بیعت ہوئے ہمارے پیر صاحب شیخ صدق شاہ ایک عورت بی بی فضلاں نام

قصاب پر عاشق تھے۔ تو انہوں نے اسی محبوبہ کا نام ہم کو وظیفہ بتلادیا۔ اُس روز سے ہم اسی

سید غلام محی الدین کا کچھ ذکر شریف التواریخ کی تیسری جلد موسم بہ تذکرۃ النوشاہیہ کے ساتویں

حصہ مناجح الآثار نام میں لکھا جائے گا۔ شرافت

وظیفہ میں مشغول ہیں۔

ف مولف کہتا ہے کہ فضل کے نام میں یہ راز بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اسم پاک ہے۔ وَاللَّهُ
ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔

کرامت

چودھری محمد خاں چٹھہ ساکن پانڈو کے بیان کرتا تھا کہ
ایک بے ادب کا سزا پانا ایک دفعہ آپ نے ہمارے کھاد سے چند گنے (نیشکر)
لیے۔ میں نے آپ سے غصب کر لیا۔ اسی وقت مجھے بخار چڑھ گیا۔ چارپہر تک بیہوش پڑا رہا۔
آخر میرے والدین نے آپ سے معافی لی تو میں تندرست ہوا۔

آپ کا نکاح سولھویں جمادی الاولیٰ ۱۲۵۹ھ کو اپنے حقیقی ماموں کی بیٹی سیدہ کرم بھری
اولاد بنت سیدہ خدیجہ بنت سیدہ حافظہ نور اللہ فرشتہ صفات سے ہوا تھا۔ ان کے بطن سے
اولاد ہوئی۔

آپ کے چار بیٹے تھے؛

۱۔ سید فیض اللہ المعروف پیر لدھے شاہ

۲۔ سید امان اللہ

۳۔ سید رزق اللہ

۴۔ سید کلیم اللہ

آپ کی ایک بیٹی تھی سیدہ عمر بی بی۔ منکوہ سیدہ خدیجہ بنت سیدہ لطف الدین برخورداری ساہنپالوی
آپ کی نواسی سیدہ اللہ جوانی بنت سیدہ عمر خدیجہ بنت سیدہ لطف الدین برخورداری ساہنپالوی سے منقول ہے
واقعات کہ آپ بالکل تندرست تھے۔ اپنی ہوسکینہ بی بی زوجہ لدھے شاہ کو فرمایا
بیٹی! آج غلہ سُکا کر پس لو۔ کل تمہارے ہاں جمان آنے والے ہیں۔ تم کو تکلیف نہ ہوگی۔
اور خود پاس بیٹھ کر غلہ سوکھاتے رہے۔ اور حجام کو ساہن پال شریف میں بھیجا کہ میری لڑکی عمر بی بی
کو جا کر لے آؤ۔ عصر کے وقت فرمایا کہ میری لڑکی کی میرے ساتھ ملاقات نہیں ہو سکے گی۔ چنانچہ
شام کے وقت بیٹھوں والی روٹی کھائی۔ نصف روٹی کھا چکے تھے کہ آپ کی روح قفسِ عنصری
سے پرواز کر گئی۔

تاریخ وفات سید الدین کی وفات بروز پچیسنبہ ساتویں ربیع الاول ۱۲۹۴ھ میں ہوئی۔ قریانڈو کے ضلع گوجرانوالہ میں اپنے آبا و اجداد کے پاس ہوئی۔

لیکن اب نشانِ قبر ناپید ہے۔

مادہ ہائے تاریخ :

۲۔ چراغ ملک

۱۔ نجم فیض رسالہ

سید لطف الدین

آپ سید علی محمد بن سید موح الدین برخورداری ساہنپالوی کے فرزند اکبر تھے خلافت و اجازت سید شمس الدین بن سید اللہ دتہ دہلوی سے حاصل کیا۔

آپ کی والدہ کا نام حضرت جان بی بی تھا۔

آپ ادب و خلق و علم میں کمال تھے۔ اپنے پیر صاحب کے پوسے پوسے اخلاق و عادات مودب و عاشق و شیدا تھے۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے پیر صاحب سید شمس الدین پیر صاحب کی خدمات نے فرمایا کہ تم ہمارے ساتھ سفر میں چلو۔ چنانچہ آپ ہمراہ ہو گئے اور دہلی تک سفر کیا۔ سب خدمات انجام دیتے رہے۔ پیر صاحب حقہ پیتے تھے۔ آپ نے ایک ٹنڈ میں آگ بند کر کے ہاتھ میں لٹکالی جہاں ضرورت پڑتی وہاں سے آگ نکال کر ہویجہ پر رکھ دیتے۔ اسی طرح چھ ماہ تک یعنی واپس آنے تک وہ آگ بجھنے نہ دی۔

ف : کئی بزرگوں نے اپنے پیرانِ طریقت کی ایسی خدمات کی ہیں۔ چنانچہ

۱۔ شیخ جلال الدین تبریزی اپنے پیر شیخ شہاب الدین سہروردی کے واسطے اپنے

سر پر دیگان رکھتے۔ اور جس وقت ضرورت ہوتی گرم کھانا ان کو دیتے یہ

۲۔ شیخ علاء الدین علاء الحق بنگالی اپنے مرشد اخی سراج الدین کے ہمراہ کھانے کی

لے تذکرہ ادیبائے ہند، ج ۱، ص ۵۴

گرم دیگ اٹھا کر سفر کرتے تھے۔

آپ کی زندگی کا اکثر حصہ غربت و تنگدستی میں گزرا۔ ایک دن اپنے اقبال کا بلند ہونا پر صاحب سید شمس الدین دہلوی کے آگے عرض کیا کہ ہمارے ہم جدی چچا جان حضرت سید حافظ قل احمد پاکذات نوشاہ تائی بڑے با اقبال ہیں۔ بڑی مخلوق ان سے بیعت کر رہی ہے۔ موضع شادیوال کے اکثر باشندے ان کے مرید ہیں۔ پر صاحب نے فرمایا: جاؤ کٹھاہ کے لوگ تمہارے مطیع و مسخر ہو جائیں گے۔ چنانچہ وہاں کے اکثر آدمی آپ کے مرید اور معتقد ہو گئے۔

کرامت

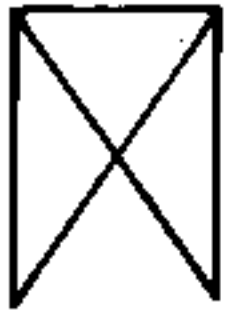
ایک دفعہ آپ موضع چک واہن میں تشریف فرما تھے۔ ایک روز ایک جاٹ نے آکر عرض کیا کہ فلاں گلگور روزانہ رات کو میرے کھیت سے آپ کے لیے تربوز لایا کرتا ہے۔ آپ نے کچھ لیا کہ وہ گلگور جیلہ اور فریب سے تربوز لاتا ہے اور ہمارا نام کرتا ہے۔ فرمایا جاؤ، آج کے بعد وہ ایسی جرات نہیں کر سکے گا۔ چنانچہ اس کو دہشتہ ہو گیا اور تمام عمر اس مرض میں مبتلا رہا۔

عملیات

منقول ہے کہ جب آپ اپنے پر صاحب کے ہمراہ دہلی سے واپس آئے تو عجیب عمل انہوں نے آپ کے بال بچہ کے خرچ کے واسطے کچھ مبلغات آپ کو دینے چاہے۔ آپ نے عرض کیا کہ یہ روپے ختم ہو جانے والی چیز ہے۔ آپ ایسی چیز عنایت فرماویں جو کبھی ختم نہ ہو۔ انہوں نے فرمایا کہ فلاں تعویذ لکھ دیا کرو۔ آپ نے عرض کیا میں ان پڑھ ہوں لکھنا پڑھنا نہیں جانتا۔ تو انہوں نے فرمایا اچھا جس کام والا تمہارے پاس آوے تو تم

لے تذکرہ اولیائے ہند، ج ۱، ص ۲۲

”شہینہ بکری“ لکھ دیا کرو۔ اللہ تعالیٰ فضل کر دیا کرے گا۔



فت؛ مولف کہتا ہے کہ ”شہینہ بکری“ ایک کھیل کا نام ہے جو چھوٹے بچے گائیوں سے کھیلا کرتے ہیں آج تک آپ کی اولاد میں بھی یہ توجیذ جاری ہے، اس کی شکل یہ ہے۔

آپ کی اہلیہ کا نام حضرت نیک بی بی تھا جو میاں کرم دین علامہ ساکن دھنویہ خورد ضلع اولاد گوجرانوالہ کی بیٹی تھیں۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔ آپ کا ایک ہی بیٹا سید عمر بخش نام تھا۔

آپ کی تین بیٹیاں تھیں:

۱۔ سیدہ عزیز بی بی۔ منکوہ سید محمد امین بن سید حافظ قل احمد پاکذات نوشاہ ثانی

۲۔ سیدہ حسین بی بی۔ منکوہ میاں غلام حیدر۔ ساکن دھنویہ خورد ضلع گوجرانوالہ

۳۔ سیدہ راج بی بی۔ منکوہ سید قاسم علی بن سید غلام محی الدین ساکن پانڈو کے۔

یارانِ طریقت ۱۔ میاں احمد یار طراح ساہنپالوی متوفی ۱۳۲۵ھ

۲۔ بوٹا ماچھی ساہنپالوی

تاریخ وفات سید لطف الدین کی وفات ۱۲۹۴ھ میں ہوئی۔ ہر گورستان نوشاہیہ میں ہے۔

مادہ تاریخ؛ دسے نئی خوب

سید علم الدین

آپ سید علی محمد بن سید موج الدین کے فرزند اصغر تھے۔ بیعت طریقت بچپن میں حضرت سید فتح الدین ڈھلوالہ بن سید محمد عظیم دھماوی سے کی تھی۔ ان کے بعد تربیت و تکمیل ان کے پوتے سید شمس الدین ڈھلوالہ سے پائی۔

آپ کی والدہ کا نام حضرت جان بی بی تھا۔

اولاد آپ کا نکاح سیدہ شرف بی بی بنت سید امام بخش بن سید نور شاہ بر خورداری ساکن

بلائی ضلع گجرات سے ہوا تھا۔ ان کے بطن سے اولاد زینہ نہیں ہوئی صرف تین بیٹیاں تھیں:

۱۔ سیدہ امیر بی بی منکوہ سید کرم الہی بن سید حیدر شاہ ہاشمی رملوی

۲۔ سیدہ بیگم بی بی منکوہ سید فضل الہی بن سید غلام قادر بر خورداری ساہنپالوی

۳۔ سیدہ گوہر بی بی منکوہ سید اقبال علی بن سید غلام محی الدین ساہنپالوی

آپ کی قبر گورستان نوشاہیہ میں ہے۔ وفات ۱۲۰۵ھ۔

سید شاہ رانا میردہ والد

آپ سید شرف الدین بن سید امام بخش بن سید نور شاہ بر خورداری ساکن میردہ کے

اکھوتے بیٹے تھے۔ بیعت و خلافت شیخ گوہر شاہ بن شیخ ماہی شاہ سلیمانی رملوی سے تھی۔

آپ کی والدہ موضع چک جانی کی علما زادی تھیں۔

منقول ہے کہ آپ دو سال تک والدہ کے شکم میں رہے۔ ایک

ولادت کا واقعہ سیرانی فقیر آیا۔ اس نے پانی دم کر کے آپ کی والدہ صاحبہ کو پلایا

تو آپ پیدا ہوئے۔ آپ فقیر صورت و رویش سیرت تھے۔

آپ کی دو اولاد تھیں:

ازواج ۱۔ سیدہ زینب بی بی بنت کرم الدین بر خورداری۔ یہ آپ کے حقیقی چچا کی

بیٹی تھیں۔ ان کے بطن سے دو بڑے بیٹے، اور ایک چوتھا بیٹا، اور دو بڑی بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

۲۔ مسما ت نواب بی بی۔ یہ کشمیری قوم سے تھیں۔ ان کے بطن سے ایک تیسرا بیٹا

اور تین چھوٹی بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

آپ کے چار بیٹے تھے:

۱۔ سید محمد الدین

۲۔ سید احمد الدین

۳۔ سید صدر الدین

۴۔ سید چراغ الدین

آپ کی پانچ بیٹیاں تھیں:

۱۔ سیدہ محمد بی بی۔ پہلے سید علی احمد بن سید علم الدین بر خورداری ساکن بڑھن

ضلع میرپور کی منکوچہ تھیں۔ ان کی وفات کے بعد سید نبی بخش بن سید غلام رسول ہاشمی ساکن رمل سے نکاح کیا۔

۲۔ سیدہ رسول بی بیؒ۔ پہلے سید بدوح شاہ بن سید محمد علی برخورداری ساکن پانڈو کے کی منکوچہ تھیں۔ انھوں نے طلاق دے دی تو پھر موضع بوہت ضلع گجرات میں ایک علما سے نکاح کیا۔

۳۔ سیدہ حیات بی بیؒ۔ منکوچہ سید حمید شاہ بن سید عطا محمد برخورداری ساہنپالوی۔

۴۔ سیدہ روشن بی بیؒ۔ بچھ دو سال انتقال کیا۔

۵۔ سیدہ فضل بیگم۔ بچھ دو سال وفات پائی۔

بارِ طریقت آپ کا ایک درویش سائیں جھنڈا بہلول پوری تھا۔

تاریخ وفات ۱۲۲۳ھ میں ہوئی۔ آپ کی قبر موضع میردہ علاقہ لالہ موسے ضلع گجرات میں اپنے والد صاحب کے پاس ہے۔

مادہ ہائے تاریخ :

۱۔ آیت شریفہ **وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ**۔

۲۔ عابد خدا پرست

سید نور الدین چک جانی والدؒ

آپ سید کرم الدین بن سید امام بخش بن سید نور شاہ برخورداری کے فردِ اکبر تھے۔

بیعتِ طریقت و خلافت اپنے عم بزرگ سید عاقل شرف الدین بن سید امام بخش میردہ والد سے تھی۔

آپ کی والدہ کا نام حضرت فاطمہ بی بیؒ تھا، جو چک جانی کے علما خاندان سے تھیں۔

آپ کے برادر زادہ سید حسن محمد بن سید نظام الدین برخورداری شیخ علی پوری سے

چلہ نشینی منقول ہے کہ آپ نے ابتدائے احوال میں موضع آہی میں ایک چلہ کیا۔ جس

روز چلہ ختم ہوا۔ اُس روز محفلِ سماع شروع ہوئی۔ آپ کو جہ ہو گیا۔ موضع اوان کے قاضی

سلطان محمودؒ آئے اور کہنے لگے۔ ان کی دُبر میں شیطان انگشت دیتا ہے۔ اس لیے وجد کرتے ہیں آپ کو بہت غصہ آیا اور فرمایا کہ تم بھی مُردوں کی دُبر میں انگشت دیا کرو گے۔ چنانچہ اس کے بعد قاضی صاحب فقیر ہو گئے۔ اور قبر والوں سے فیض لیا کرتے۔

آپ کا نکاح اپنے چچا صاحب کی بیٹی سیدہ راج بی بی بنت سید حافظ شرف الدین بن اولاد سید امام بخشؒ ساکن میردہ سے تھا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔
آپ کے دو بیٹے تھے:

۱۔ سید ابراہیمؒ

۲۔ سید غلام رسولؒ

آپ کی دو بیٹیاں تھیں:

۱۔ سیدہ حسین بی بیؒ۔ منکوہ سید شیر علی بن سید محمد شفیع ساہن پالویؒ

۲۔ سیدہ سردار بیگمؒ۔ منکوہ مولوی غلام احمد منہاس از دو بڑجی۔

آپ کی قبر موضع چک جانی ضلع گجرات میں ہے۔ وفات ۱۳۳۳ھ

سید نظام الدین شیخ علی پوریؒ

آپ سید کرم الدین بن سید امام بخش بن سید نور شاہ برہم داریؒ کے فرزند اصغر تھے۔

خلافت و اجازت شیخ گوہر شاہ بن شیخ ماہی شاہ سلیمانی رنملویؒ سے حاصل کیا۔

آپ کی والدہ کا نام حضرت فاطمہ بی بی تھا، جو چک جانی کے علا خاندان سے تھیں۔

آپ بڑے صابر، خدایاد، بے سوال، حال پوش، درویش مرد تھے۔ ہر روز معمولات سرنجی کے وقت اٹھ کر با وضو پہلے کلمہ طیبہ پانسومرتبہ ذکر کرتے۔ اس کے بعد سورہ مزمل شریف پانچ مرتبہ ورد کرتے۔

آپ کے بیٹے سید حسن محمدؒ بیان کرتے تھے کہ ایک مرتبہ آپ موضع آہی ذکر قلب میں تشریف لے گئے۔ مجھے فرمایا میرے قلب پر کان دھر کر سُنو۔ جب میں نے کان لگایا تو لا الہ الا اللہ کی آواز سنائی دیتی تھی۔

چہل کاف باموکل آپ کو چہل کاف باموکل کی اجازت شیخ غلام حسن بن شیخ بڈھا

سیمانی بھلوالی سے حاصل تھی۔ روزانہ قطب کی طرف منہ کر کے پانچ مرتبہ پڑھا کرتے۔ چہل گانہ
یہ ہیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - اللّٰهُمَّ سَخِّرْ لِي قُلُوبَ الْجَنِّ وَالْاِنْسِ بِحَقِّ اَبْرَصَا صَبْرًا
صَارَ صَا صَعِيصًا اَخْتَوَصَا خَفِصَا صَا بِنَصَا صَا يَا مَوْهَ نَصْرٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٍ قَرِيبٍ وَبَشْرٍ
الْمُؤْمِنِينَ يَا اللّٰهُ خَيْرَ حَافِظًا وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ - الْمُنْتَوِرُ يَا سَمَاءُ اللّٰهُ اللّٰهُ كَافِي
قَصْدَاتِ اللّٰهِ وَجِدَاتِ اللّٰهِ لِكُلِّ كَافِي كَافِي كَافِي وَنَعْمَ اللّٰهُ كَافِي وَاللّٰهُ الْحَمْدُ بِحَقِّ
كَفَاكَ سَرَبَكَ كَمْ يَكْفِيكَ وَكَفَى كَفَا فَمَا كَمِينِ كَانِ مَن كَلَا تَكْرُكَ كَرَا كَرَا كَرَا
كَبْدِي تَحْكِي مَشْكُوكَةَ كَلِكَلِكِ الْكَلِكَا كَفَاكَ مَا بِي كَفَاكَ الْكَافُ كَوْبَتَهُ يَا
كُوْبَا كَانِ تَحْكِي كُوْبُ الْفَلَكَا - بِحَقِّ يَا اللّٰهُ يَا اللّٰهُ يَا اللّٰهُ قَطْبِ سَرَبَانِي مَحْبُوبِ
سَبْحَانِي شَاهِنشَاهِ عَبْدِ الْقَادِرِ جِيلَانِي يَا شَيْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ جِيلَانِي شَيْئًا لّٰهُ بِحَقِّ
حَا ضَرْمَدُ كُنْ يَا سَرَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَغْشِنِي اَغْشِنِي اَغْشِنِي
يَا عَبْدَ اللّٰهِ يَا ذَا اللّٰهِ بِحَقِّ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يَا حَافِظِي يَا حَفِيظِي يَا رَقِيبِي
يَا وَكِيْلِي يَا نَاصِرِي يَا نَصِيْرِي يَا رَبِّ يَا مُقْسِطَ حَمِّ عَسَقِ حَوْزِ كَرْدَمِ لَا اِلٰهَ حِصَارِ كَرْدَمِ
اِلَّا اللّٰهُ نِكَاةُ دَا سَرِي مُحَمَّدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعِيْنَ يَا رَقِيبِ
يَا وَكِيْلِي يَا اللّٰهُ يَا اللّٰهُ يَا اللّٰهُ جَلَّ جَلَالُهُ جَلَّ شَانُهُ وَعَزَّ عِزُّوْهُ يَا جَبْرَائِيْلُ
يَا دَرْدَائِيْلُ يَا مَرْتَائِيْلُ يَا نِكَاةَ قَبِيْلِ اَحْضَرُوْا لِلْمَسْخَرَاتِ قُلُوبَ الْمَخْلُوْقَاتِ لِي مَعَ
الْفَتْوحَاتِ اَهْجَرْتِ بِحَقِّ يَا بَدُّوْحِ يَا بَدُّوْحِ يَا اللّٰهُ يَا اللّٰهُ يَا اللّٰهُ جَمِيْعِ
حَاجَاتِي وَمَرَادَاتِي اِي خَالِقِ پَرِنُوْرِهِ حَاجَتِ سَرَوَاكُنْ بِجَرْمَةِ رَسُوْلِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكُلِّ حَاجَاتِ يَا مَنَانَ بِحَقِّ صَاحِبِ الْقُرْآنِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ
الرَّاحِمِيْنَ -

کرامات

بیمار کا تندرست ہونا منقول ہے کہ آپ کا مریہ سائیں قلب الدین فالج سے بیمار

ہو گیا۔ ہر چند علاج کیے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ ایک رات آپ خواب میں اس کو ملے اور فرمایا: فکر دور کرو اب تم تندرست ہو جاؤ گے۔ چنانچہ حکیم کو اس نے رخصت کر دیا اور آپ کے ارشاد کے مطابق صحت پا گیا۔

سائیں قطب الدین مذکور بیان کرتا تھا کہ آپ نے مجھ پر ایسی نگاہ عنایت نظر عنایت فرمائی کہ میری فراست بڑھ گئی۔ حضرت زوشہ صاحب کی اولاد کو جہاں دیکھوں پہچان لیتا ہوں۔ اگرچہ ان کو کبھی دیکھا نہ ہو۔

سید حسن محمد سے منقول ہے کہ آپ نے اپنی وفات سے اپنی وفات کی خبر دینا پینتیس روز پہلے فرمادیا تھا کہ اب ہمارے پیر صاحب نے ہم کو اپنے پاس بلایا ہے۔ ہم ان کے پاس جانے کو تیار ہیں۔ چنانچہ آپ کی وفات ہو گئی۔

وفات کے بعد کرامت

سید حسن محمد سے منقول ہے کہ وفات کے بعد پانچویں دن آپ خواب غسل کا حکم دینا میں مجھے ملے اور فرمایا: مجھے غسل دو۔ میں نے غسل دیا۔ دوسرے دن پھر ملے اور فرمایا: غسل دو۔ میں نے نہ لایا۔ تیسری بار پھر ملے اور فرمایا: مجھے ظاہری نجاست نہیں کچھ پڑھ کر مجھے بخشو۔ چنانچہ صبح کو میں نے مجلس قیام کر کے قرآن مجید کا ختم کروادیا اور آپ کی روح کو ایصالِ ثواب کیا۔ اس رات پھر خواب میں ملے اور فرمایا: اب میرا غسل ہو گیا ہے۔

ملفوظ۔ آپ فرمایا کرتے۔ اگر درویش کا قلب ڈاکر نہ ہو تو زبان کا کیا کلمہ؟ اور فقیر کا کیا ثبوت؟ اور برکت کس طرح ہوتی ہے۔

آپ کا نکاح سیدہ نواب بی بی بنت سید قطب الدین بن سید فتح الدین اولاد ساہن پالوی سے تھا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کے دو بیٹے تھے: (۱) سید غلام محمد (۲) سید حسن محمد

آپ کی ایک بیٹی سیدہ عائشہ بی بی ہے۔ منگور سید امام الدین بن سید پیر اندتہ ساہن پالوی۔

یارانِ طریقت آپ کے خواص مرید یہ تھے:

۱۔ سید حسن محمد فرزند آنجناب شیخ علی پور ضلع گجرات

۲۔ سائیں قطب الدین آہی

۳۔ سائیں احمد علی

سید نظام الدین کی وفات بروز پیر وار سوم ریح الثانی ۱۲۳۶ھ میں ہوئی۔ آپ
تاریخ وفات کی قبر موضع شیخ علی پور عرف سٹکی ضلع گجرات میں ہے۔

مادہ تاریخ ۱ میر نظام الدین

سید شاہنواز بڑجن والد

آپ سید فضل الدین بن سید فتح الدین برخوردار بڑجن والد کے فرزند اکبر تھے۔ عرقہ
خلافت و ارشاد سید قدم الدین بن سید خدا بخش بن سید حافظ نور اللہ سے حاصل کیا۔ تربیت
تکمیل شیخ احمد شاہ بن شیخ جیون شاہ سلیمانی اگر دیہ والد سے پائی۔

آپ کی والدہ کا نام حضرت شہامت بانو بنت میاں جان محمد مغل تھا۔

آپ کی ولادت بروز جمعہ دسویں شوال ۱۲۰۲ھ میں ہوئی۔

تاریخ ولادت مادہ تاریخ "بخشش" ہے۔

آپ اپنے نانا صاحب میاں جان محمد کے گھر میں بمقام
نانا صاحب کی وراثت بڑجن ضلع میر پور متولی و جانشین ہوئے۔ منقول ہے

کہ آپ کے خالہ زاد بھائیوں سید بوٹے شاہ و سید کھن شاہ فرزند ان سید حافظ الہی بخش منظر حق

برخورداری ساہن پالوی نے اپنے نانا صاحب کی وراثت کے متعلق آپ سے تنازع کیا۔ لیکن

چونکہ نانا صاحب آپ کو وراثت دے گئے تھے اس لیے وہ دونوں ناکام رہے۔

آپ بڑے پار سا خدا یاد تھے۔ قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ ذکر

اور اووظائف کل طیبہ اور درود شریف آپ کا شغل تھا۔

کرامات

آپ سے بہت خوارق و کرامات ظاہر ہوتے تھے۔

منقول ہے کہ مسمیٰ قادر بخش ساکن بجاہ نے اپنے دل میں منت مانی کہ اگر میرا کشف قلوب فلاں کام ہو جاوے تو میں چار سیر گھی آپ کو نذر کروں گا۔ جب اس کا کام ہو گیا تو وہ دل میں منصرف ہو گیا کہ آپ کو تو خبر ہے نہیں میں کیوں دوں۔ ایک دن وہ آپ سے گھوڑی مانگنے آیا۔ آپ نے فرمایا کہ گھوڑی تو تجھے یاد ہے لیکن ہمارا گھی تجھے بھول گیا ہے۔ یہ سن کر وہ سخت شرمندہ ہوا اور آپ کو نذر معین سے زیادہ لاکر ادا کیا اور مرید بھی ہو گیا۔

منقول ہے کہ آپ کی گائے پہاڑ میں چرنے گئی وہاں اس کی گائے کا تندرست ہونا مانگ ٹوٹ گئی۔ وہ جگہ سے ہل نہیں سکتی تھی۔ آپ کو دودھ کا فائدہ آیا۔ دوسرے روز بیٹوں کو فرمایا کہ جا کر گائے کو کہو کہ گھر آجائے۔ جب انھوں نے جا کر کہا تو اسی وقت گائے اٹھ کر چل پڑی اور گھر آگئی۔

منقول ہے کہ آپ نے ایک کپڑا رنگ ساز کو رنگنے کے لیے دیا۔ کپڑے کو غیبی رنگ چڑھانا اُس نے روز بروز وعدے کر کے پورا مہینہ گزار دیا اور رنگ نہ کیا۔ آپ نے اس سے سفید کپڑا لے کر تالاب میں ڈبو دیا، جب باہر نکالا تو ایسا رنگ چڑھا جو بہت عجیب اور خوشنما تھا۔ یہ کرامت دیکھ کر وہ آپ کا مرید ہو گیا۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ میرپور میں تشریف لے گئے۔ سب لوگوں نے تولیدِ سرزند اُٹھ کر تعظیم کی۔ ایک مہاراجہ بخش نام کھانا تعمیر کر رہا تھا۔ وہ نہ اٹھا بلکہ کہنے لگا کہ میں بہت فقیر دیکھ چکا ہوں۔ کسی میں کچھ تاثیر نہیں۔ میرے گھر اولاد نہیں ہوتی۔ اگر کسی میں کچھ تاثیر ہے تو دکھائے۔ آپ نے فرمایا جاؤ ایک سال کے بعد تمہارے ہاں لڑکا پیدا ہوگا جو محبوب اطوار ہوگا۔ اس کا نام رحیم بخش رکھنا۔ چنانچہ واقعی ایسا ہی ہوا۔ اس کے بعد وہ مہاراجہ مرید ہو گیا۔

ایک غریب کو سرداری دینا منقول ہے کہ موضع موہا میں ایک خاندانی شخص پیر بخش نامی

کو آپ نے سرداری کی دستاویز عینیت کی۔ چنانچہ وہ نمبردار ہو گیا اور آپ کو نذرانہ میں ایک گائے دی
 آپ وہ گائے اپنے کرموضع کنیل سے گزر رہے تھے وہاں کا نمبردار متکبر و مغرور شخص تھا۔ وہ
 کھنے لگا کہ اگر تم لوگوں کو نمبردار کر سکتے ہو تو ہمارے گاؤں میں فیض محمد کو کر جاؤ۔ وہ شخص نہایت
 مفلس اور غریب تھا۔ آپ اس کے گھر تشریف لے گئے اور دو رات رہے۔ اس کو بھی دستار
 پہنائی اور فرمایا، عدالت میں نمبرداری کی درخواست کرو۔ اس نے تعمیل ارشاد کی۔ پچھری میں
 حاضر ہوا تو اس کو نمبرداری مل گئی اور وہ مغرور و متکبر نمبردار بے دخل ہو گیا۔ اس کے بعد
 فیض محمد نے آپ کو نذرانہ میں بھینس دی۔

منقول ہے کہ میرپور کے ایک شخص کی گھوڑی چوری ہو گئی۔
 مرقہ گھوڑی کا واپس آنا تین سال تک کچھ پتہ نہ چلا۔ ایک دفعہ آپ وہاں تشریف
 لے گئے۔ اس نے خدمت میں عرض کی۔ آپ نے فرمایا، جاؤ آجاؤ سے گی۔ چنانچہ تیسرے
 دن وہ گھوڑی مع بھیری کے خود بخود گھر میں آگئی۔ وہ شخص مرید بن گیا اور گھوڑی بھی نذرانہ
 میں دی۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ موضع گوپال میں تشریف لے گئے۔ چند
 منکروں کو بدعا دینا منکروں نے آپ کے متعلق ناجائز کلمات کہے۔ آپ جلالت میں آگے
 اور فرمایا تم کوڑے ہو جاؤ گے۔ جب آپ واپس آئے تو راستہ میں والد بزرگوار یعنی سید
 فضل الدین کی ملاقات ہوئی۔ ان کے سامنے ساری سرگزشت بیان کی۔ انہوں نے فرمایا،
 فقیر کو ایسا نہیں ہونا چاہیے سب کو بدعا دینی مناسب نہ تھی۔ صرف ایک شخص ان میں سے
 کوڑھا ہو جاوے گا۔ چنانچہ آج تک ان کی نسل میں جذام چلا آتا ہے۔

منقول ہے کہ ایک کھتری کو آپ نے گھوڑی نصف حصہ پر درش
 کھتری کو بدعا کے لیے دی۔ اس نے خیر بنا۔ جب تقسیم کا وقت آیا تو آپ نے فرمایا
 خیر ہم کو دے دو اور گھوڑی تم رکھو۔ اس نے کہا کہ اگر تم دعویٰ بھی کرو تو میں خیر نہیں دوں گا۔
 آپ نے فرمایا، میرا دعویٰ تو اپنے پر صاحب کے آگے ہے۔ اور اس کو فرمایا، یہ بھی خیر تم کو
 کھا جاوے گی۔ چنانچہ اسی وقت اسے درد ذات الجنب اٹھا اور واصل جہنم ہوا۔

منقول ہے کہ آپ خوب صورت اور شہسوار تھے۔ اس لیے موضع ڈنڈہ ضلع میرپور کے مغلوں
اولاد نے اپنی بیٹی حضرت فضل بی بیؒ کا نکاح آپ سے کر دیا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔
آپ کے تین بیٹے تھے:

۱۔ سید علم الدینؒ

۲۔ سید شمس الدینؒ

۳۔ سید نظام الدینؒ

نو: آپ کی چار بیٹیاں تھیں:

۱۔ سیدہ شمس بی بیؒ۔ منکوہ سید غلام علی بن سید قدم الدین ساہن پالویؒ

۲۔ سیدہ حسین بی بیؒ۔ منکوہ سید پیراں دتہ بن سید قطب الدین ساہن پالویؒ

۳۔ سیدہ امام بی بیؒ۔ منکوہ سید اللہ دتہ بن سید قطب الدین ساہن پالویؒ

۴۔ سیدہ نواب بی بیؒ۔ یہ تارکہ مجردہ رہیں۔

یارانِ طریقت آپ کے بعض مریدوں کے نام یہ ہیں:

۱۔ پیر بخش ۲۔ اجیر ۳۔ وزیر محمد ۴۔ نیاز محمد سکناے بڑجن

۵۔ قادر بخش ساکن برجاہ ۶۔ فیض محمد نمبردار ساکن کنبلی ۷۔ محمد بخش مہار ساکن میرپور

۸۔ رحیم بخش بن محمد بخش مہار میرپوری

سید شاہنوازؒ کی وفات بمرزا نوے سال بروز جمعرات گیارہویں صفر

تاریخ وفات ۱۲۹۵ھ میں ہوئی۔ قبر موضع بڑجن علاقہ گس گماں ضلع میرپور میں ہے۔

مادہ تاریخ، چراغ کامل

سید چراغ دین بڑجن والہؒ

آپ سید فضل الدین بن سید فتح الدین برخورداری بڑجن والہ کے فرزند اصغر اور

مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کی والدہ کا نام حضرت شہامت بانوبنت میاں جان محمد مغل تھا۔

منقول ہے کہ آپ زراعت پیشہ کرتے تھے۔ ایک بار آپ کا

مخالف کا سزا پانا کھاؤ کا ڈھیر مسمی کجیر ابن عزت بخش تارڑ ساہنپالیہ نے رات کو

چوری ڈھو کر اپنے کھیت میں ڈال لیا۔ آپ کو خبر ہوئی تو فرمایا کہ جب تک ہماری کھاد کا اثر رہے گا اس قطعہ زمین میں کچھ بھی پیدا نہ ہوگا۔ چنانچہ دس سال تک اس کھیت میں بالکل کچھ پیدا نہ ہوا، حالانکہ وہ زمین بہت اچھی اور زرخیز تھی اور اس میں کھاد بھی ڈالی گئی تھی۔

آپ کا نکاح سیدہ حسمت بی بی بنت سیدہ حافظہ شرف الدین برخورداری ساکنہ اہلیہ محترمہ میرزہ علاقہ لالہ موسیٰ سے ہوا تھا۔ لیکن ان کے بطن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ آپ دنیا سے لاو لہ فوت ہوئے۔ وفات ۱۳۰۲ھ

آپ کی قبر ساہن پال شریف گورستان نوشاہیہ میں ہے۔

سید پیراں دتہ

آپ سید قطب الدین بن سید فتح الدین برخورداری ساہنپالیوی کے بڑے بیٹے تھے۔ ارادت و بیعت شیخ احمد شاہ بن شیخ جون شاہ سلیمانی ساکن اگرویہ سے تھی۔

آپ کی والدہ کا نام سیدہ نیاز بی بی بنت سیدہ حافظہ شرف الدین برخورداری ساکنہ میرزہ علاقہ لالہ موسیٰ تھا۔ آپ سادہ مزاج تھے۔ تمام عمر پیشہ کاشتکاری کیا۔

آپ کے بڑے بیٹے سید امام الدین بیان کرتے تھے کہ آپ کی وفات خواب میں متنبہ کرنا کے بعد کا واقعہ ہے کہ ایک رات خواب میں آپ مجھ کو ملے اور فرمایا تمہارے کپاہ کے کھیت میں صاحبزادہ حسین ہاشمی رن مل والد اپنے مویشی چرا رہا ہے۔ میں بیدار ہوا اور کھیت کی طرف چلا گیا۔ دیکھا تو واقعی حسین وہاں مویشی چھوڑ کر بیٹھا ہوا ہے۔ میں نے اس کو سرزنش کی۔

سید شیر علی بن سید محمد شفیع برخورداری سے منقول ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ملفوظ دنیا کے سب جھگڑے اور فسادات تین چیزوں سے پیدا ہوتے ہیں، زر، زن، زمین۔ ان کے علاوہ کوئی چیز تازع کا موجب نہیں۔

آپ کے چار بیٹے ہوئے، (۱) سید بڑے شاہ (۲) سید امام الدین اولاد (۳) سید عمر الدین، یہ تینوں فوت ہو چکے ہیں۔

۴۔ سید روشن دین سلمہ اللہ تعالیٰ متولد ۱۲۱۵ھ۔ اس وقت ۱۲۶۶ھ میں بھراکسٹھ سال
زندہ ہیں۔ زراعت پیشہ کرتے ہیں۔ ان کا نکاح ۱۲۲۱ھ میں سیدہ چمن بی بی بنت سید
نظام الدین بن سید شاہ نواز بڑجن والہ سے ہوا۔ ان کے بطن سے دو بیٹے اور پانچ بیٹیاں ہیں۔
بیٹے یہ ہیں:

۱۔ صاحبزادہ مبارکدین متولد ۱۲۵۳ھ ۲۔ صاحبزادہ احمد الدین متولد ۱۲۵۵ھ۔
دونوں اس وقت موجود ہیں۔ سلمہ اللہ تعالیٰ
بیٹیاں یہ ہیں:

۱۔ سیدہ برکت بی بی۔ منکوہ سید محمد الدین بن سیدہ بڑھ شاہ ساہنپالوی۔ اس کی وفات
کے بعد منکوہ سید محمد شریف بن سید محمد عالم ڈھل والہ۔
۲۔ سیدہ زینب بی بی۔ منکوہ صاحبزادہ طالب حسین بن سید محمد عالم بڑجن والہ۔
۳۔ سیدہ فاطمہ بی بی۔ منکوہ صاحبزادہ منظور حسین بن سید محمد عالم بڑجن والہ۔ اس کی
وفات کے بعد منکوہ صاحبزادہ محمد اشرف بن سید محمد عالم بڑجن والہ۔

۴۔ سیدہ خورشید بیگم
۵۔ سیدہ عنایت بیگم
سید پیراں دتہ کی دو بیٹیاں تھیں:

۱۔ سیدہ عمر بی بی۔ منکوہ سید شیر عالم بن سید شمس الدین ساکن بڑجن۔
۲۔ سیدہ ریشم بی بی۔ منکوہ سید محمد عالم بن سید نظام الدین ساکن بڑجن۔
سید پیراں دتہ کی وفات بروز منگلوار، آٹھویں ذیقعدہ ۱۲۴۴ھ میں
تاریخ وفات ہوئی۔ قبر گورستان نوشاہیہ میں ہے۔
مادہ تاریخ، فروغ جان

سید اللہ دتہ

آپ سید قطب الدین بن سید فتح الدین ساہنپالوی کے دوسرے بیٹے تھے۔ خلافت و

اجازت شیخ احمد شاہ بن شیخ جیون شاہ سلیمانی ساکن اگروڈیہ سے حاصل تھی۔

آپ کی والدہ کا نام سیدہ نیاز بی بی بنت سیدہ حافظ شرف الدین ساکن میرہ تھا۔

آپ کی ولادت ۱۲۸۲ھ میں بمقام ساہن پال شریف ہوئی۔ المناظر

تاریخ ولادت "افتخار" اور "محمد ظریف" سے تاریخ ظاہر ہوتی ہے۔

آپ کے اخلاق درویشانہ تھے۔ خودی و غرور و تکبر آپ میں ہرگز نہ تھا

اخلاق و عادات آپ کاشت کاری کرتے۔ دیانت دار اور امین اس قدر تھے کہ سادات

برخورداریہ نے اپنی طرف سے درگاہِ نوشتہ بیہ کا کلید بڑار آپ کو مقرر کیا ہوا تھا اور حسبِ ذمہ

آپ کی تحویل میں ہوتا تھا۔ طبیعت سادہ تھی۔ چہرہ پر چمپک کے داغ تھے۔ لباس بھی کھدر کا

سادہ ہوتا تھا۔ برادری کے لوگ آپ سے خوش طبعیاں کرتے۔ لیکن آپ ناراض نہ ہوتے۔

کرامت

سائیں مہر دین قوم چٹھ ساکن نوئیں والہ ضلع گوجرانوالہ

بیٹا پیدا ہونے کی بشارت دینا جو نوشاہی خاندان کے ایک مشہور درویش تھے ،

اسی سال کے قریب عمر تھی ، اولاد دینیہ سے مایوس ہو چکے تھے ، اہلیہ بھی فوت ہو گئی تھی ،

ایک سال عرس حضرت نوشہ صاحب پر مع درویشاں آئے ہوئے تھے۔ روضہ بیہ نوشاہ علیجاہ

کے اندر سلام کے لیے داخل ہوئے۔ توسید اللہ دتہ اندر مزار کے پائیں طرف بیٹھے تھے

آپ نے فرمایا ، سائیں مہر دین ! جب تمہارے ہاں لڑکا پیدا ہو تو اس کا نام جوٹا رکھنا۔

سائیں صاحب تبسم ہوئے اور کہا ، حضرت جی ! میرے پاس تو کوئی اہلیہ ہی نہیں اور خود

بن رسیدہ ہوں۔ اب بیٹا ہونا کیسا ! آپ نے فرمایا : میں نے اپنی طرف سے نہیں کہا بلکہ

حضرت نوشہ صاحب کے امر سے ایسا کہا ہے۔ چنانچہ آپ کے حسبِ بشارت سائیں صاحب کو

نکاح کا سبب بن گیا اور خدا تعالیٰ نے لڑکا بھی دے دیا ، جس کا نام محمد جوٹا رکھا گیا۔ آپ کی

بشارت پوری ہو گئی۔

اہلیہ آپ کا نکاح سیدہ امام بی بی بنت سید شاہنواز برہنہ والہ سے تھا۔ لیکن ان کے

بطن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ آپ لاؤدہی دنیا سے رخصت ہوئے۔

یارانِ طریقت آپ کے بعض اجاب کے نام یہ ہیں:

- ۱۔ سید شیر عالم بن شمس الدین برخورداری
- ۲۔ سید محبوب عالم المعروف رحمت علی بن سید نظام الدین برخورداری
- ۳۔ سید امام الدین بن سید پرانندہ برادرزادہ آنجناب ساہنپال شریف گجرات
- ۴۔ سید روشن دین بن سید پیراں دتہ
- ۵۔ احمد الدین پیراں

تاریخ وفات سید اندوٹہ کی وفات بعمر اٹھاسی سال، سوموار کی رات، تیرھویں ربیع الثانی ۱۲۹۵ھ میں ہوئی۔ قبر گورستان نوشاہیہ میں ہے۔
 مادہ ہائے تاریخ:

۱۔ آیت شریف فیَغْفِرُ ۲۔ سلطان مظفر

سید محمد

آپ سید قطب الدین بن سید فتح الدین برخورداری کے تیسرے بیٹے تھے۔ آپ کی والدہ کا نام سیدہ نیاز بی بی بنت سید حافظ شرف الدین ساکن میردہ تھا۔ آپ بچپن میں فوت ہو گئے۔
 وفات ۱۲۹۵ھ

سید الہدین

آپ سید امام بخش بن سید حبیب اللہ برخورداری کے اکلوتے بیٹے تھے۔ ارادت و بیعت آپ کی شیخ غلام حسن بن شیخ بڑھا سلیمانی بھلوالی سے تھی۔
 آپ کی والدہ کا نام سیدہ تاج بی بی بنت سید حافظ شرف الدین ساکن میردہ تھا۔
 آپ قلت الکلام، قلت الطعام، قلت المنام کے اوصاف سے اخلاق و اوصاف مرصوف تھے۔ لاطیع، بے سوال، سادہ مزاج، بے ریا، وفادار،

صاحبِ شرم و حیا، دیانت دار، متوکل، اہل خلق و علم و رویش مرد تھے۔ صبر و شکر آپ کا شیوہ تھا۔
منقول ہے کہ آپ اس درجہ صابر تھے کہ جب آپ کے اکلوتے فرزند
رضائے الہی پر شاکر ہونا سید فیض احمد جوانی میں آپ کے سامنے فوت ہو گئے۔ تو آپ بالکل نہ
روئے۔ نہ آنسو پھوٹے۔ رضائے مولیٰ از ہمہ اولیٰ پر عامل رہے۔

آپ کے پاس دردِ ریح اور آسیب اور نظر بد اور اٹھرا کا عمل
لوگوں کا فیض یاب ہونا اکیر اعظم تھا۔ ان بیماریوں والا جو شخص بھی آپ کے پاس آتا
شفایا جاتا۔

آپ اخفا پسند تھے۔ تمام عمر غربت اور مسکینی میں گزاری۔ چوتھے پینے
انھائے احوال کھڑکا لباس رکھتے۔ ہاتھ میں ہر وقت کلمہ لکھی رکھتے۔ درگاہِ نوشاہیہ کے
پڑھاوا میں ساداتِ بر خور واریہ کے ہتھ میں سے آپ پورے دسویں صفحے کے مالک تھے۔

کرامت

۱۹۱۴ء میں گورنمنٹ برطانیہ کی جنگ شاہِ جرمن سے شروع ہوئی
دعا خیر کا عجیب منظر جس کو جنگِ عظیم کہا جاتا تھا۔ اس وقت حکومت کے کاردار
عام پبلک کو جبراً پکڑ کر فوج میں بھرتی کرتے تھے۔ رات کو دیہات میں چھاپے مارتے اور لوگوں کو
پکڑ کر لے جاتے۔ ان دنوں میں آپ کا ڈیرا موضع سارنگ میں ساون بن فتح دین ماپھی کے ماں
ہوتا تھا۔ ایک رات افسرانِ سرکاری تھانیدار، ذیلدار اور سفید پوش مع حملہ کے اس گاؤں پر
چھاپہ زن ہوئے۔ وہاں کے سب خورد و کلاں دعا کے واسطے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے
آپ نے فرمایا، تم ان کا مقابلہ کرو اور خوف مت کھاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں فتح دے گا۔ چنانچہ
لوگوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ افسروں کو بھگا دیا۔ بعد میں گورنمنٹ کی طرف سے ان لوگوں پر
مقدمہ دائر ہوا۔ لیکن آپ کی دعائے با صفا سے سب قید و جرمانہ سے محفوظ رہے۔ اور
امن و امان پچ رہے۔ اُس روز سے باشندگانِ سارنگ نے ہر پیاہ شادی کے موقع پر
آپ کا نذرانہ مقرر کر دیا۔

آپ کا نکاح ۱۲۸۷ھ میں سیدہ اللہ جو انی بنت سید قاسم علی برخورداری ساکن پانڈو کے اولاد سے ہوا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔ آپ کے ایک ہی فرزند سید فیض احمد نام تھے۔
آپ کی تین بیٹیاں تھیں:

- ۱۔ سیدہ جنت بی بی "منکوہ سید منتاب دین بن سید امام الدین پانڈو کوئی"
 - ۲۔ سیدہ عائشہ بی بی "منکوہ سید حسن محمد بن سید نظام الدین شینعلی پوری"
 - ۳۔ سیدہ رابعہ بی بی "منکوہ سید غلام محمد بن سید نظام الدین شینعلی پوری"
- ف: چونکہ سید الدین کی اولاد نرینہ ختم ہو گئی۔ اس لیے آپ نے اپنی ملکیت زمین جو چاہ ظاہر ہوا واقعہ رقبہ سارنگ پرتھی اپنی بیٹیوں کے نام لگوادی اور حصہ آمدن درگاہ نوشاہیہ بھی دے دیا۔
آپ کی وفات کے بعد آپ کے ہم جدی برادران سید اللہ دتہ بن سید قطب الدین اور سید امام الدین وغیرہ پسران سید پیراں دتہ نے عدالت میں وراثت کا دعویٰ دائر کر دیا۔ چنانچہ عدالت کی طرف سے حصہ درگاہ تو ان کو مل گیا اور زمین بیٹیوں کے نام انتقال ہو گئی۔ چنانچہ آپ کے مکانات اور زمین اب آپ کے نواسوں کے قبضہ و تصرف میں ہیں۔

آپ کی نواسی سیدہ حسین بی بی بنت سید غلام محمد بیان کرتی ہے کہ آپ کی واقعہ وفات زندگی میں آپ کی خالہ زاد ہمشیرہ طالعہ بی بی بنت سید قطب الدین جو نہایت سخت طبیعت تھیں۔ آپ کے مخالف رہا کرتیں اور بار بار کہا کرتیں کہ "الدین! تم بھونک کر مرو گے۔ چنانچہ جب آپ کی وفات کا وقت آیا، آپ بیمار تھے، سرگھی کا وقت تھا۔ حالت سکرات طاری ہوئی۔ بہت سے لوگ پاس بیٹھے تھے۔ آپ نے فرمایا: جاؤ طالعہ بی بی کو بلا لاؤ۔ ان کو بلا یا گیا۔ وہ آگئیں اور پوچھا: سناؤ بھائی! کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا: میری بہن! تم کہا کرتی تھیں کہ تم بھونک کر مرو گے۔ اب میرا وقت اخیر ہے اس لیے تم کو بلا یا ہے کہ تم میرا خاتمہ دیکھ لو۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تم میرے کلمہ طیبہ کی گواہ رہو۔ یہ کہہ کر آپ نے بلند آواز سے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا۔ اور اپنی چادر کا مندا سا کر لیا، اور اسی وقت جان بحق تسلیم کی۔

تاریخ وفات سید الدین کی وفات بروز اتوار، پندرہویں رمضان ۱۲۸۷ھ میں ہوئی۔

قبر گورستان نوشاہیہ میں ہے۔
مادہ تاریخ : شجرۃ العارفین

سید پیر محمد دھلوالہ

آپ سید شمس الدین بن سید اللہ دتہ بر خورداری دھلوالہ کے اکلوتے بیٹے تھے۔
بیعت و خلافت اپنے حقیقی چچا سید احمد بخش بن سید اللہ دتہ سے حاصل تھی۔
منقول ہے کہ بچپن میں آپ کو والدین سبق پڑھنے کے لیے مسجد میں بھیجتے۔ لیکن آپ نہ
علم لدنی جانتے۔ ایک دن انہوں نے بڑی زبرد توینج کی تو آپ قرآن مجید سامنے رکھ کر
خود بخود پڑھنے لگے۔ یہ دیکھ کر والدین خاموش ہو گئے۔ پھر کبھی نہ جھڑکا۔
آپ ابتدائی سے مجذوب اطوار تھے۔ دنیا داری کے امور سے اکثر بے تعلق
جذبہ و سلوک رہتے۔ کبھی کبھی سانک بھی ہوتے تھے۔
آپ کا رنگ سانولا، سر کے بال مونڈھوں تک، ریش سیاہ بقدر ایک
حلیہ و لباس قبضہ، سر پر کھدر سفید کی دستار، کمر میں لنگی، گلے میں سادہ کورتہ
پہنتے۔ کانوں میں سونے کی ٹرکیاں رکھتے۔

کرامات

آپ کے بیٹے سید محمد عالم سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ
جلنے سے محفوظ رہنا رسول پور چٹھ میں عمر ماچھی کے گھر تشریف فرما تھے۔ عصر کے وقت
سیر کو باہر نکلے۔ آگے بڑھا باورہ آتھرا میں گرم گڑ ڈال کر ہلا رہا تھا۔ آپ اس میں ہاتھ ڈال کر
ہلانے لگے مگر آپ کو کچھ ایذا نہ پہنچی۔
ف : بزرگان دین کو آگ پر تصرف حاصل ہوتا ہے اور وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح
آگ سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ چنانچہ :
۱۔ شیخ سوندھا چشتی "ایک پہر تک آگ میں بیٹھے رہے آپ کا کچھ نہ جلائیے"

لے تذکرہ اولیائے ہند، ج ۲، ص ۱۰۲

۲۔ خواجہ بہاری آگ میں بیٹھے رہے اور سلامت رہے!

سید محمد عالم سے منقول ہے کہ آپ مع شیخ حرم بخش برہان پوری کے غیبی کشتی کا ظاہر ہونا موضع رڈیالہ میں کسی شادی کی تقریب پر شمولیت کے لیے جا رہے تھے راستہ میں دریائے جہلم واقع تھا، کشتی پر سوار ہوئے۔ امر الہی سے سخت آندھی آگئی اور وہ کشتی الٹ گئی۔ سب لوگ غرق ہو گئے۔ آپ کے لیے اسی وقت غیب سے کشتی نمودار ہوئی جس پر آپ بعد درویش سوار ہو کر سلامت پار گزر گئے۔

آپ ایک مرتبہ لاہور میں عثمان گلگو کے ہاں تشریف فرما تھے۔ لڑکے کا پیدا ہونا اس کے ہاں اولاد زینہ نہ تھی۔ اس کی بیوی نے ڈیڑھ کھیر تمباکو آپ کو دے دیا۔ آپ بڑے خوش ہوئے اور فرمایا: خدا تعالیٰ تجھے ڈیڑھ لڑکا عطا فرمادے گا۔ چنانچہ ان کے ہاں ایک لڑکا خدا بابر نام پیدا ہوا۔ دوسرا لڑکا پیدا ہوتے ہی مر گیا۔

آپ کو تمباکو سے بہت رغبت تھی۔ منقول ہے کہ آپ کے گھر لڑکا پیدا ہوا غیرت کا اثر جس کا نام چن پیر رکھا گیا۔ ایک روز ایک ہندو عورت آپ کے گھر سے تمباکو لے کر نکلی۔ آپ نے پوچھا، کہاں سے لائی ہے؟ اس نے کہا آپ کی اہلیہ نے دیا ہے۔ آپ نے فرمایا، اس کو بھی لڑکے کا خیر اور ناز ہے اس کو نہ کھلائے گی۔ چنانچہ اسی وقت وہ لڑکا فوت ہو گیا۔

آپ کا نکاح سیدہ حسین بی بی بنت سید بوٹے شاہ بن سید فتح الدین ہاشمی اولاد ساکن مندران والہ ضلع سیالکوٹ سے ہوا تھا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔ آپ کے دو بیٹے تھے،

۱۔ سید چن پیر

۲۔ سید پیر محمد عالم

آپ کی ایک بیٹی تھی سیدہ سردار بیگم جو تارکہ مجروحہ رہیں۔

آپ کے خواص مرید یہ تھے :

یارانِ طریقت ۱۔ خدایا بن عثمان گلگو۔ لاہور ۲۔ مولاداد بادرہ رسولپور چٹھہ۔ گوجرانوالہ

۳۔ عبد اللہ موچی جھڑور کاں۔ گوجرانوالہ

تاریخ وفات سید پیر محمدؒ کی وفات ۱۲۹۹ھ میں ہوئی۔ قبر ڈھل شریف متصل سرانے عالمگیر ضلع گجرات میں اپنے آبا و اجداد کے پاس ہے۔

مادہ تاریخ : مروج احکام شریعت

سید غلام حسن ڈھل والہؒ

آپ سید قطب الدین بن سید اللہ تتر بخورداری ڈھل والہ کے اکلوتے بیٹے تھے۔
خود خلافت اپنے عم بزرگ سید شمس الدین بن سید اللہ تتر سے حاصل کیا۔

آپ نے ابتدائے حال میں قصبہ رہتاس ضلع جہلم میں حضرت زین العابدینؑ کے چلہ نشینی خلیفہ ارجمند سید شاہ محمد شہید بجاکھریؒ کی درگاہ عالیہ پر ایک حجرہ میں چلہ کشی کی۔ چالیس دن جو افطار کے لیے اور ایک کوزہ پانی لے کر اندر داخل ہوئے اور دروازہ بند کر دیا۔ چالیس روز عبادت میں مشغول رہے۔ جب چلہ سے نکلے تو جسم نہایت لاغر و ناتواں ہو چکا تھا۔ لیکن عبادت میں فوجوانوں کی طرح سرگرم تھے۔

فت : متھوری غذا پر زیادہ وقت گزار دینا اور یوں اللہ کا معمول رہا ہے۔ چنانچہ سید اللہ بخش لاہوریؒ خلیفہ خواجہ نظام ملکیؒ ایک مٹھی بھر کھیلوں سے آٹھ روز تک افطار کرتے رہے یہ منقول ہے کہ تسخیر جنات کا آپ نے عمل کیا تھا۔ اس لیے جن آپ کے سوز تھے۔ تسخیر جنات آپ اُن سے کاروبار خانگی کروا لیتے۔ رات کو وہ آپ کے پاؤں بھی دباتے۔ کئی آسیب زدہ آپ کے عمل و تعویذوں سے شفا یاب ہو گئے۔ جنوں کے متعلق آپ سے کئی واقعات منقول ہیں۔

لے تذکرہ اویانے ہند، ج ۲، ص ۶۴ شرافت

کرامات

منتقل ہے کہ ایک مرتبہ چوروں نے آپ کے گھر میں نقب لگائی۔ جب چوروں کا اندھا ہونا اندر داخل ہونے تو اندھے ہو گئے۔ پھر تائب ہونے تو بینا ہو گئے۔
 ف چوروں کا اندھا ہو جانا بزرگوں کی کرامات سے ہے۔ چنانچہ شیخ یحییٰ بن عبد الکریم لاہوری کے مکان کو خیر چور نے نقب لگائی تو وہ اندھا ہو گیا۔

موضع رنل کا ایک زمیندار راجہ بن جو ایانا نام آپ کے آگے اولاد کے واسطے اولاد کی دعا دینا اتنا س گزارا ہوا۔ آپ نے فرمایا: تمہاری پشت میں دو بیٹے نظر آ رہے ہیں تم اور نکاح کرو۔ اس نے نکاح کیا تو خدا تعالیٰ نے دو فرزند اس کو عنایت کیے۔
 آپ کی تین بیویاں تھیں؛

ازواج ۱۔ سیدہ گوہراں بیگم بنت شمس الدین برخورداری دحلوالہ۔ ان کے بطن سے آپ کے دو بڑے لڑکے پیدا ہوئے۔

۲۔ مسات سید بیگم۔ اس کے بطن سے ایک بیٹی پیدا ہوئی۔

۳۔ مسات بہشتاں ساکن کالہ۔ اس کے بطن سے آپ کا چھوٹا لڑکا پیدا ہوا۔ پھر

آپ نے اُس عورت کو طلاق دے دی۔

آپ کے تین بیٹے تھے؛

اولاد ۱۔ سید سردار شاہ ۲۔ سید لدھو ۳۔ سید پیر فضل حسین

آپ کی ایک بیٹی تھی سیدہ فضل بیگم جو کنواری ہی فوت ہو گئی۔

پارانِ طریقت آپ کے خواص مرید تھے؛

۱۔ سید پیر محمد عالم بن سید پیر محمد مجذوب دحلوالہ

ساہنپال شریف گجرات

۲۔ سید پیر فضل حسین بن سید غلام حسن فرزند آجنگا

” ”

لے تذکرہ اولیائے ہند، ج ۲، ص ۶۹ شرافت

- ۳ - میاں خیر الدین بن میاں عمر بخش رحمانی
 بھڑی شریف گوجرانوالہ
- ۴ - میاں چمن شاہ بن میاں خدا بخش رحمانی
 " " " "
- ۵ - سائیں لال شاہ فقیر
 جاگروالہ
- ۶ - سائیں جواہر
- ۷ - حاجی نور محمد کھوکھر
 غلام حسین شتاب گڑھ ملتان
- ۸ - میاں داہم لوہار
 اگرویہ گجرات
- ۹ - سائیں پہلوان شاعر

سید غلام حسن کی وفات بروز اتوار انیسویں ربیع الاول ۱۳۲۳ھ میں
 تاریخ وفات ہوئی۔ قبر گورستان نوشاہیہ میں اپنے آبا و اجداد کے پاس ہے۔

قطعہ تاریخ

از مولوی قاضی محمد سلام اللہ شایق ساکن چک عسکر لالہ موسے
 چیت یارب آنچہ بنیم در جہاں
 ہر طرف برخاستہ شور و فغاں
 ہائے حضرت پیر نوشاہی حسن
 صاحبِ علم و جیا شیریں زباں
 بست و نہ ماہ ربیع الاولیں
 روزیک شنبہ بخت شد رواں
 بود سجادہ نشیں در سہنپال
 در شریعت بود قائم جاوداں
 مسند آرائے طریقت در کمال
 در حقیقت مقتدائے کاٹاں
 بود حق آگاہ اندر معرفت
 باب او مفتوح بہر سائلاں
 گشت ہر یک از وفاتش در دامنہ
 نیلگوں گروید بلکہ آسماں
 خرقہ تجرید پارہ پارہ گشت
 رشتہ تبسح شد نالہ کنان
 شد معنی از وفاتش سزنگوں
 کوزہ شد بے آب خانہ نیم جاں
 آنگہ در عالم از دماندہ نشان
 بکس و تنہا شدہ فضل حسین
 غلص من مشفق من مہرباں
 شد محمد پیر عالم سوگوار

چوں برینم حالت آن خسته دل
کس نہ بیند یا الہی رنج و غم
گفت خالق صبر بہتر اے عزیز
از پئے تعمیل حکم یار غار
سال بگری چون بستم از دم
اشک خونیں میکند چشم رواں
آنچہ بینم از مصیبت در جہاں
در کلام حق بروز و شب بخواں
سال تارخش بگویم اے جواں
شد ندا افسوس سمیع خاندان
۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲

منہ

چہ گوئم من شائق درو مند
جناب غلام حسن با کمال
فقیر خدا دوست پاکیزہ دل
چو ابر بہاری و بادِ سحر
ز درگاہ او طالبان مستفید
بر یک شنبہ و بستی ۲۳ ماہ جلیطہ
ز چشم عزیزان و واماندگان
بہ تعمیل فرمان عنسوارِ خویش
ہشتی جناب غلام حسن
۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲

کہ وقت نوشتن بلرز دستم
کہ در خاندان بود زابل چشم
ز اولاد نوشاہ کان کرم
رواں بود فیضش بچرد و نعم
ز فیضش مریداں مصوں از الم
ز دنیا رواں شد بملک عدم
رواں ست سیلابِ خون دمدم
کہ ہراز و ہم عمر و ہست ہمقدم
بتاریخ بگری نمودم رستم

منہ

غلام حسن پر فرسخ تبار
ز مرگش شدہ آسماں نیلگون
رخش بود مسر پہر جیا
الہی بگورش ز فضل و کرم
ز دار الفنا شدہ دار القراء
بہر چارہ سو خاست گرد و غبار
بفقر و سخا در جہاں نامدار
ہم روز و شب ابر رحمت بار

سالِ مسیحا تامل کنان

بگفتم غلام حسن شہریار

۵ . ۱۹ . ۶

قطعہ تاریخ

از چودھری مہر دادین داتم تمار ڈسا ہنیا لیبسا کن چھوہر انوالہ ضلع گجرات
 ز اولادِ توشہ غلامِ حسن
 پسر قطب دیں بود صاحبِ کرم
 ہر خادماں را پناہ داشتہ
 کہ کانِ حیا و سخا و شرم
 بلفظِ خدا در جہاں عز یافت
 نماندے ہمیشہ بجز درد و غم
 بہر نعمت و کربتے بود خوش
 بخدام تلقین کردے اتم
 ز دارِ فنا شد بہارِ بقا
 خاماں خاماں بسوئے ارم
 مریدان زن و مرد زاری کنند
 کہ شد زندگی آن جناب ختم
 بحالت پریشانی و مبدم
 بماندہ ازاں بعد فضلِ حسین
 بتاریخ و سلسلش نمودم رقم
 غلامِ حسن صاحبِ پاکباز

مادہ تاریخ : نظیر الاسلام

سید حافظ غلام محمد دھل والہ

آپ سید احمد بخش بن سید اللہ دتہ برخورداری دھل والہ کے اکوٹے فرزند تھے۔ بیعت
 طریقت اپنے حقیقی عم بزرگ سید قطب الدین بن سید اللہ دتہ سے تھی۔

آپ کی والدہ کا نام سیدہ بھاگ بھری بنت سید خدا بخش بن سید حافظ نور اللہ
 فرشتہ صفات تھا۔

آپ نے فارسی علم ادب کی خاصی تعلیم پائی۔ قرآن مجید بھی حفظ کیا۔ فن کتابت
 تعلیم نستعلیق بھی سیکھا۔ کتابوں کو تحریر کرتے رہتے۔

آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتاب انشانے نور اللہ موجود ہے جو سید حافظ نور اللہ بن
 سید حافظ محمد حیات ربانی برخورداری کی تصنیف سے ہے اس پر سے آپ کا دستخط نقل کیا جاتا ہے۔

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلوة والسلام على رسوله محمد

والہ واصحابہ اجمعین۔ تمام شد کتاب انساب نورا اللہ بتاریخ دوم ماہ شعبان ۱۲۷۴ھ ہجری النبوی
 بستون فقیر فقیر غلام محمد ساکن موضع چک ساہنپال۔
 سید حافظ غلام محمد بھر نوجوانی لا ولد دنیا سے سدا سے آپ کی وفات ۱۲۷۶ھ
 تاریخ وفات میں ہوئی۔ قبر گورستان نوشاہیہ میں ہے۔

ماہ ذی الحجہ تاریخ

۲۔ آفتاب معرفت

۱۔ آیت شریف والذین امنوا اللہ جلالہ

۴۔ نور شہیدین محمد

۲۔ قانع الشکر والبدعات

حضرت مولانا سید محمد امین مختار

آپ غزنی بھر توحید، ساڑھ میدان تجرید، صاحب فنا و بقا، مرکز دائرہ تسلیم و رضا،
 صاحب عبادت و ریاضت تھے۔ آپ حضرت مولانا سید حافظ قتل احمد پاکذات نوشاہ ثانی بن سید
 حافظ الہی بخش منظر حق بر خور داری کے فرزند اکبر اور مرید و خلیفہ تھے۔

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام سیدہ حسن بی بی بنت سید حبیب اللہ بر خور داری تھا۔

آپ کی ولادت باسعادت پچیسویں ذیقعدہ ۱۲۴۱ھ میں ہوئی۔

تاریخ ولادت ماہ تاریخ، ہوشیار طریقت۔

آپ اخلاق کریمانہ رکھتے تھے۔ مخلوق خدا کو فائدہ پہنچاتے۔ یتیموں، غریبوں

اخلاقی و عبادت مسکینوں کی خبر گیری کرتے۔ بیماروں کی عیادت اور دوستوں کی ملاقات کرتے

خوش کلام با تاثیر تھے۔ آپ کی قرایت نہایت متاثر ہوتی تھی۔ یاد الہی میں ہر دم اشتغال رکھتے۔

کرامات و خوارق آپ سے بہت صادر ہوئے۔

آپ کے حالات طبقہ اول میں مفصل لکھے جا چکے ہیں نیز آپ کی سوانح عمری بسنام

سید حافظ غلام محمد کا کچھ ذکر شریف التواریخ کی تیسری جلد موسوم بہ تذکرۃ النوشاہیہ کے ساتویں

حصہ مباح الاثار میں لکھا جائے گا۔ شرافت

مرآة الایمن بھی لکھی گئی ہے۔ یہاں ترتیب نسب کے لحاظ سے مختصر تذکرہ کر دیا ہے۔
ازواج آپ کی دو اہلیہ تھیں :

۱۔ سیدہ عزیزہ بی بی بنت سید لطف الدین بر خور داری ساہنپا لویؒ۔ ان کے بطن سے ایک بڑا لڑکا اور دو بڑی لڑکیاں پیدا ہوئیں۔

۲۔ حضرت گلبرہ بی بی بنت میاں خدابخش عرف تجوہ۔ ساکن دھنویہ خورد۔ ضلع گوجرانوالہ۔ ان کے بطن سے دو چھوٹے بیٹے اور دو چھوٹی بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

آپ کے تین بیٹے تھے : ۱۔ سید حافظ روح اللہؒ ۲۔ سید پیر فاضل شاہؒ
اولاد ۳۔ مولانا سید حافظ محمد شاہ نیک اخترؒ

آپ کی چار بیٹیاں تھیں :

۱۔ سیدہ صالحہ بی بی منکوہ سید محمد علی بن سید غلام محی الدین پانڈوکویؒ

۲۔ سیدہ عایشہ بی بی بمر ایک سال فوت ہو گئی۔

۳۔ سیدہ محمد بی بی تمام عمر تارکہ مجرودہ رہیں۔

۴۔ سیدہ روشن بی بی منکوہ سید واصل حق بن سید کھن شاہ لاہوریؒ

یارانِ طریقت آپ کے ارادت مندوں کا سلسلہ وسیع تھا۔ پوری تفصیل طبقہ اول میں گزر چکی ہے۔
تاریخ وفات سید محمد امینؒ کی وفات بمر انتہر سال شب یکشنبہ اٹھارہویں جمادی الاخریٰ
۱۲۱۰ھ میں ہوئی۔ قبر گورستان نوشاہیہ میں ہے۔

مادہ تاریخ ، غفور جاوید

سید محمد شفیعؒ

آپ حضرت سید حافظ قل احمد پاکذات نوشاہ ثانی بن سید حافظ الہی بخش منظر حق

نے حضرت سید محمد امین مختار الساکین کا کچھ ذکر شریعت التواریخ کی تیسری جلد موسم بہار ۱۳۸۰ھ میں
کے ساتویں حصہ مناسبات الامار نام میں لکھا جانے گا۔ شرافت

برخورداری کے فرزند اصغر اور مرید و خلیفہ تھے۔

آپ کی والدہ کا نام سیدہ حسن بی بی بنت سید حبیب اللہ برخورداری تھا۔
آپ کی ولادت بروز پچنبہ، وقت نماز ظہر، پچیسویں ماہ رجب ۱۲۴۳ھ
تاریخ ولادت میں بمقام ساہن پال شریف ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار نے یہ تاریخ لکھی۔
اسے ولادت سعادت محمد شفیع گل نوشگفتہ چو باغ ارم

۷۲ خداوند بجن روشن حیرانم
آپ نے علم ظاہری کی تعلیم اپنے والد ماجد اور مولوی سید غلام قادر بن سید عبداللہ
تعلیم برخورداری سے پائی۔ علم فقہ و تفسیر و ادب میں کافی عبور کیا۔

معمولات

آپ سرگھی کے وقت پیدا ہو کر نوافل تہجد ادا فرماتے۔ اس کے بعد ذکر
اذکار و اشغال نفی اثبات اور اسم ذات میں مشغول ہوتے۔ صبح تک وظایف خاندان قاضی
نوشاہیہ کو پورا فرماتے۔ روزانہ تلاوت قرآن مجید بھی بلا ناغہ کرتے۔

آپ روزانہ نماز پنجگانہ کے علاوہ اشراق، صبحی، اوابین کے
نفل نمازیں اور روزے نوافل بھی ادا فرمایا کرتے جب مسجد میں تشریف لے جاتے
تو اتعداد نوافل ادا کیا کرتے۔ ہر جمعہ کو روزہ رکھتے اور ایام بیض کے روزے بھی ضرور رکھا کرتے۔
آپ نماز کے سخت پابند تھے۔ کسی حالت میں فوت نہ ہونے دیتے۔

نماز غن کی پابندی منقول ہے کہ ایک دفعہ آپ مرض اسہال سے سخت کمزور ہو گئے
یہاں تک کہ اکثر غشی ہو جاتی تھی۔ اس حالت میں جب ہوش آئی تو اپنے بھتیجا حضرت سید
حافظ محمد شاہ کو فرمایا کہ میرا تیمم کراؤ۔ انہوں نے کروا دیا۔ تو آپ نے پیچھے تکیہ رکھ کر نماز ادا کر لی۔
جماعت کروانا آپ نماز کی جماعت کروایا کرتے اور قرابت میں عموماً یہ رکوع پڑھا کرتے،

۱۔ وتلك حجتنا آتيناها ابراهيم (۶/۸۳)

۲۔ ولما جاء موسى لبيقاتنا۔ (۱۳۳/۴)

۳۔ ومن آیتہ ان خلقکم من تراب۔ (پہلے)

اخلاق و عادات

آپ سادہ طبیعت اور سادگی پسند تھے۔ غریبوں، مسکینوں سے محبت رکھنا آپ کا شیوہ تھا۔

اخفا پسندی آپ اخفائے احوال میں نہایت کوشش فرماتے۔ عوام کی طرح سادہ لباس رکھتے۔ پیشہ کا شکرگاری کیا کرتے۔ اس کی مصروفیت کے باوجود عبادت میں سبمُوفرق نہ آنے دیتے۔ حامل شریف پاس رکھتے۔ ہل چلاتے ہوئے بھی منزل پڑھ لیتے۔

شکرگزاری آپ کے برادرزادہ حضرت سید عافظ محمد شاہ بن سید محمد امین سے منقول ہے کہ ایک جگہ دعوت تھی۔ آپ کے ساتھ جو شخص کھانے میں شریک ہوا وہ ریاکار مفرور تھا۔ ہر لقمہ کے ساتھ لفظ بسم اللہ کہتا۔ آپ ہر لقمہ کے ساتھ پوری بسم اللہ شریف پڑھتے اور ہر لقمہ کے بعد الحمد للہ کہتے۔ وہ اپنے فعل کے غرور سے تائب ہوا۔

پہینہ گاری کا اثر حیوانات پر منقول ہے کہ آپ اپنے پیلوں کو باہر چرنے کے لیے چھوڑتے تو وہ کسی کی کھیتی کو نہ چیرتے۔ جو ہڑ کے کناروں پر کھینچتے اور باغیچہ وغیرہ کھا کر سیر ہو جاتے اور دوسرے لوگوں کے مویشیوں سے تازہ اور موٹے ہوتے۔

غذا آپ رُوکھی سوکھی غذا کو پسند فرماتے۔ نفس کو لذت نہ لینے دیتے۔ اگر کبھی گوشت کا شورہ پیا کوئی اور سالن زیادہ لذیذ ہوتا تو آپ اس میں پانی ملا لیا کرتے۔ آپ کھنڈ اور پھپھوڑا کے سالن کو بہت پسند فرماتے۔ اس کو لحم الاسراض فرمایا کرتے۔ یعنی زمین کا گوشت۔ اور اس کو بڑی رغبت سے کھاتے۔ ایک بار آپ ستوروں کی بجائے سہوا لانا کی خاکستر گول کر پی گئے لیکن آپ کو کچھ محسوس نہ ہوا۔

خوش مزاجی میاں غلام محمد بن بھولاموچی ساہنپالوئی سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ مویشی چرارہے تھے اور غلوڈ پاس بیٹھ کر حامل شریف پڑھا دیتا کرتے تھے۔ میں آپ کے پاس سے گزرا۔ اُس وقت میں فارسی کی کتابیں پڑھا کرتا تھا۔ آپ نے فارسی میں مجھے

پوچھا تو کجا میری۔ یعنی تو کہاں جا رہا ہے۔

کرامات

چودھری زلدو خاں سے منقول ہے کہ ایک دفعہ آپ ہمارے
آپ کی نصیحت کا گھوڑی پر اثر گاؤں کھیلا گتھاں میں تشریف لائے۔ اپنی گھوڑی ایک بنی
پرچنے کے لیے چھوڑی اس پاس زراعت تھی فرمایا کہ ادھر ادھر نہ ہونا۔ چنانچہ گھوڑی بنی پر ہی
رہی زراعت کو نہ چھیڑا۔

میاں بڈھا امام مسجد گھٹے والہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ
ایک بے ادب کو سزا ملنا ہمارے گاؤں میں ایک زمیندار کے ہاں تشریف لائے۔
صحن میں گھوڑا باندھا۔ اس نے پیشاب کر دیا۔ عورت صاحب خانہ ناراض ہوئی اور گھوڑا کھلوادیا
آپ نے بد دعا کی۔ اُس روز سے وہ بالکل مفلس اور نادار ہو گئے۔

آپ کے بیٹے سید شیر علی سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ عمر ابن فاسم تارڑ
چور کا سزا پانا ساہنپالیہ نے آپ کی درانتی چرائی۔ آپ نے مانگی تو اُس نے انکار کر دیا۔ آپ نے
فرمایا ہماری درانتی کے جتنے دندانے ہیں اتنے ہی روپے تم کو چٹی دینی پڑے گی۔ چنانچہ انھیں ایام
میں ایک مقدمہ میں وہ گرفتار ہو گیا اور اتنے ہی روپے اس کو دینے پڑے۔
صبح مہر آپ کی مہر کا سچ یہ تھا، بروز قیامت محمد شفیع

ملفوظات

فرمایا: اگر قیامت کے روز ہم کو کسی گناہ کا مواخذہ نہ ہو اور صرف نمازوں کا ہی حساب
یعنی جو نمازیں ہم ادا کرتے ہیں اور کا حق ادا نہیں ہوتیں۔ کوئی بے حضور قلب ہے کوئی ریائی ہے۔
ہمارے دوزخ میں پہنچانے کے لیے یہی کافی ہیں۔

فرمایا: ہمارے زمانہ میں سید فضل شاہ لاہوری ملک الشعرا ہیں۔

فرمایا: نفس کو کھانا سیر کر کے کھلاؤ اور اس خبیث کو بھر کے مارو۔

فرمایا: آلو محض مغز ہوتے ہیں۔

معرفین کمالات

آپ کی تعریف اکثر لوگوں نے کی ہے۔ از انجملہ

۱۔ آپ کے علم عالی قدر سید مکھن شاہ لاہوری فرمایا کرتے کہ سید محمد شفیع نے خودی اور تکبر کی جڑ اکھاڑ کر آسمان پر پھینک دی ہوئی ہے۔

۲۔ آپ کے بھتیجے سید حافظ محمد شاہ نیک اختر فرمایا کرتے کہ ہم تفسیر حسینی کی عبارت بڑی تیزی سے پڑھ کر آپ کو سنایا کرتے تھے آپ سمجھتے جاتے جہاں کہیں عبارت میں غلطی ہو جاتی آپ فوراً بتلا دیتے اور عبارت کی تصحیح کر دیتے۔

۳۔ ایک شخص کو خواب میں حضرت نوشہ صاحبہ کی اولاد میں سے چند گزشتہ بزرگوں کی زیارت ہوئی اس نے حالات پرسی کی۔ سب نے کہا کہ ہم اچھے ہیں لیکن سید محمد شفیع صاحبہ سب سے زیادہ فرحت اور آرام میں ہیں کیونکہ وہ نوافل بجزرت پڑھا کرتے تھے۔

آپ کا نکاح ۱۲۶۴ھ میں سیدہ امیر بی بی بنت سید محمد بخش رسولنگری سے ہوا تھا۔ ان کے لطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کے چار بیٹے تھے: (۱) سید احمد علی (۲) سید مبارک علی (۳) سید حافظ اکبر علی

(۴) سید شیر علی۔

آپ کی ایک بیٹی تھی سیدہ عالیہ بی بی منکوہ میاں محمد الدین بن میاں چراغ عالم ساکن دو برجی متصل ہسلاں ضلع گجرات۔

یارانِ طرفیت آپ کے خواص مریدین یہ تھے:

- | | | |
|---|---|------------------------|
| ۱ | میاں ہاشم علی بن میاں محمد بخش اولاد میاں محمد پناہ گھلوٹوی | چک باہو ضلع گوجرانوالہ |
| ۲ | میاں قاسم علی بن میاں محمد بخش | " " " " " " " " |
| ۳ | محمد بخش بن ساہنا تارڑ | اگر دیہ گجرات |
| ۴ | سنگھ بن خدا یار تارڑ | " " " " " " " " |

آپ علاقہ سیالکوٹ میں سفر گئے ہوئے تھے کہ بیگم والدہ میں سخت بیمار ہو گئے۔
واقعات حالت کمزور ہو گئی۔ آپ کے برادر زادہ سید فیاض شاہ بن سید محمد امین نے
کوشش کی اور آپ کی چارپائی اٹھا کر واپس ساہن پال شریف لائے۔ آپ نے ٹکڑے پھینچتے ہی
جان بحق تسلیم کی۔

سید محمد شفیع کی وفات بعمر ۸۳ سال انیسویں جمادی الاخریٰ ۱۳۱۱ھ
تاریخ وفات میں بوقت عشا ہوئی۔ قبر گورستان نوشا بہ میں ہے۔
مادہ ہائے تاریخ :

۱۔ آیت شریف اولئک لہم اجرہم عند ربہم ان اللہ سریع الحساب۔

۲۔ شریعت شکوہ

سید عطاء محمد

آپ سید غلام احمد المعروف پیر بوٹے شاہ بن سید حافظ الہی بخش منگھری برخورداری
کے فرزند اکبر اور مرید و خلیفہ تھے۔

آپ کی والدہ کا نام سیدہ فضل بی بی بنت سید محمد بخش رسولنگری تھا۔

آپ کی ولادت ۱۲۶۲ھ میں بمقام ساہن پال شریف ہوئی۔

تاریخ ولادت مادہ تاریخ، عاشق ذوالجلال۔

آپ زراعت پیشہ تھے کسی کا نقصان نہ کرتے۔ دنیاوی چال بازیوں سے

اخلاق حسنہ نغور تھے۔ مزاج نہایت سادہ درویشانہ تھا۔

ابتداءً احوال میں آپ نے چہل کاف کی دعوت کی۔ لیکن کسی

چہل کاف کی دعوت بد پرہیزی کی وجہ سے رجعت ہو گئی اور اس کے عمل میں ناکام ہے۔

اس لیے تمام عمر مسکینی و غربی والکلاس میں گزری۔ اور بالعموم تکالیف و مصائب پیش

ملے اس میں ایک عدد زیادہ ہے۔ اگر پانے رسم الخط کے مطابق الحظ پڑھا جائے تو اعداد پورے

ہوتے ہیں ۱۲ شرافت

آتی رہتیں۔ چل کاف یہ ہیں :۔

كُفَاكَ مَرَّتْ كَمُ يَكْفِيكَ وَ اِكْفَاةً
كُفَاكَ مَا بِي كُفَاكَ الْكَا فِ كُؤْبَتَهُ
كُفَا فَهَا كُفِيْنِ كَا تَ مِيْنُ كَلَا تَ
تَحِي كِي مُشْكَلَةً كَلْمَا كَ لُصَا كَ
يَا كُؤِبَتَا كُنْتِ تَحِي كِي كُؤِبَتَا الْفُلَا تَ

اخیر عمر میں آپ کئی ناک میں ایک ورم ہو گیا اور وہ خراب ہو گیا۔ اس میں کیڑے پڑ گئے۔
صبر و شکر اور ناک بیٹھ گئی۔ باوجود سخت تکلیف کے آپ صبر و شکر میں رہتے۔ کبھی بے ممبری
کا اظہار نہ کیا۔

آپ کا نکاح سیدہ سیدہ بیگم بنت سید غلام نبی بن سید نور احمد بر خور داری ساکن و میر کے خورو
اولاد متصل گجرات سے ہوا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔ آپ کے دو بیٹے ہوئے :
۱۔ سید حاکم شاہ۔ ان کے حالات آگے نویں باب میں آئیں گے۔

۲۔ سید حیدر شاہ سلمہ اللہ تعالیٰ۔ متولد ۱۳۰۲ھ۔ ۳ پورہ سہ ماہی ۱۹۲۲ء۔ اس وقت ۱۳۷۶ھ میں
ان کی عمر ۷۳ سال ہے۔ ساہن پال شریف میں سکونت رکھتے ہیں۔ ان کا نکاح ۱۱ شعبان ۱۳۲۸ھ کو
سیدہ حیات بیگم بنت سید شاہ رانا بر خور داری بیروہ والدہ سے ہوا۔ ان کے بطن سے چار بیٹے اور
چار بیٹیاں ہوئی ہیں۔ بیٹوں کے نام یہ ہیں :

۱۔ صاحبزادہ غلام عباس۔ متولد ہفتہ کی رات ۱۳ شعبان ۱۳۳۱ھ میرٹھ تک تعلیم ہے۔
جنگ عالمگیر کے دوران میں ملٹری میں ملازم رہا۔ آج کل لاہور میں اومنی بس کی ڈرائیوری کرتا ہے
اس کا نکاح سیدہ سکینہ بیگم بنت سید نور حق لاہوری سے ہے۔ اس کے بطن سے ایک لڑکا
مظفر اقبال اور چار لڑکیاں حفظ بیگم، ام بیگم اور محمودہ بیگم اور مسعودہ بیگم موجود ہیں۔

۲۔ صاحبزادہ غلام ایلیا س۔ متولد ۲ موار کی رات ۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۴ھ میرٹھ
تک تعلیم ہے۔ آج کل ریلوے پولیس میں حوالدار ہے۔ اس کی دو شادیاں ہوئیں۔ پہلی سیدہ
عائشہ بی بی بنت سید پیر عالم رسولی نگرئی سے۔ اس کے بطن سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ دوسری
سیدہ فضل بیگم بنت سید گیلانی بخش ساکن چک بڑا بلند یوالہ سے۔ اس کے بطن سے دو لڑکے
محمد اعظم اور محمد اعجاز اور ایک لڑکی مسرت نام ہے۔

۲۔ صاحبزادہ غلام اسحاق۔ متولد جمعہ ۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۳ھ۔ ماڈل تک تعلیم ہے۔ آج کل ریلوے پولیس میں کنسٹیبل ہے۔ اس کا نکاح سیدہ خان بیگم بنت سید گیلانی بخش مذکور سے ہے۔ اس کے بطن سے ایک لڑکا عابد محمود اور ایک لڑکی عذرا بیگم ہے۔

۳۔ صاحبزادہ غلام رزاق۔ متولد پنجشنبہ ۸ صفر ۱۳۵۵ھ۔ آج کل ماڈل ہائی سکول لالہ موسیٰ ضلع گجرات میں دسویں جماعت میں تعلیم پاتا ہے۔

سید حیدر شاہ کی بیٹیوں کے نام یہ ہیں:

- ۱۔ سیدہ نذیر بیگم۔ منکوہ صاحبزادہ محمد محفوظ بن سید فیروز علی رسولنگری۔
- ۲۔ سیدہ عزیز بیگم۔ منکوہ صاحبزادہ رؤف احمد سلیم بن سید عبدالحق لاہوری۔
- ۳۔ سیدہ رشیدہ بیگم۔ منکوہ صاحبزادہ ریاض حسین بن سید محمد علی دھیرکوی۔
- ۴۔ سیدہ بشیر بیگم۔ منکوہ صاحبزادہ نذر موسیٰ بن سید میراں بخش ساہیوالوی۔

سید عطاء محمد کی تین بیٹیاں تھیں:

- ۱۔ سیدہ زینب بی بی۔ منکوہ سید پر عالم بن سید عمر بخش رسولنگری۔
 - ۲۔ سیدہ عایشہ بی بی۔ منکوہ سید فضل حق بن سید مکھن شاہ لاہوری۔
 - ۳۔ سیدہ کرم بی بی۔ منکوہ سید محمد علی بن سید سلطان احمد دھیرکوی۔
- سید عطاء محمد کی وفات بھر ستر سال بروز جمعہ چھبیسویں جمادی الاولیٰ ۱۳۴۲ھ میں ہوئی۔ قبر گورستان نوشاہیہ میں ہے۔
- مادہ تاریخ، پاک و پُر تاثیر

سید نیاز محمد

آپ سید غلام احمد المعروف پرنوٹے شاہ بن سید حافظ الہی بخش مظہر حق برخورداری کے دوسرے بیٹے تھے۔ بیعتِ طریقت اپنے حقیقی چچا سید مکھن شاہ لاہوری سے تھی۔ آپ کی والدہ کا نام سیدہ فضل بی بی بنت سید محمد بخش رسولنگری تھا۔ تاریخ ولادت آپ کی ولادت ۱۲۸۰ھ میں ہوئی۔ مادہ تاریخ، فرزند فرخندہ۔

اخلاق و اوصاف اور عقل کامل رکھتے۔ تنازعہ فیہ مقدمات میں لوگ آپ کو حکم مقرر کرتے۔ آپ ان کا نہایت منصفانہ فیصلہ فرمایا کرتے اور بسا اوقات جانین متخاصمین میں مسلح کرا دیتے۔ کلام فقہیانہ اور رموز متصوفانہ میں یکتا تھے۔ طبیعت میں ظرافت بھی تھی۔ اخلاق پسندیدہ تھے۔

موت کتاب ہذا کے جد بزرگوار حضرت سید حافظ محمد شاہ کے ساتھ آپ کی بڑی محبت تھی اور دونوں آپس میں ہم عمر اور رفیق طریق اور ہم جلس تھے۔

ایک مرتبہ آپ کے برادر زادہ سید عاکم شاہ بن سید عطا محمد نے قصہ سوہنی مہینوال کا وجد ہونا کا یہ شعر پڑھا تو آپ کو سن کر وجد ہو گیا ہے

یار یار کر دی اوڑک ہو گئی برباد اللہ برباد اللہ

فضل شاہ میاں سوہنی ڈب موٹی فریاد اللہ فریاد اللہ

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے عقیدت آپ کو حضرت امام علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بہت عقیدت تھی۔ اگر ان کا نام لیتے تو "یا شاہ" کا لفظ بولا کرتے۔

اشعار خوانی آپ سید فضل شاہ لاہوری کا کلام پسند فرمایا کرتے۔ ان کا قصہ ہیرا بجا آکھے لال کتاب ہے آکھی اے اک جٹ صاحب اقبال ہیرے

آہا نام موجود اودھاپت و حید و رانجا ذات داسی خورد سال ہیرے

مویا باپ کر دے ویر ویر ہو یا رہنا تخت ہزارے محال ہیرے

نالے بجا بیاں بویاں مار کیا جاہ ویاہ لیاویں ہیر سیال ہیرے

اک روز چ کھیت مے کھیت ہو یا سٹھنے ویکھیا ٹھہ جمال ہیرے

بٹری وچ بٹری توں بھی ڈوب ٹپنی پایا اوس ماہی ماہی جال ہیرے

چند روز فراق تے سوز اندر ایویں رہے طرفین دے حال ہیرے

اوڑک دیس بھلائی کے دیس تیرے تن گھات پوہتا چال چال ہیرے

قسمت نال نصیب بے میل ہوئے وچ بنگلے وصل وصال ہیرے
 آئیولہرتے لہر دریا آئی قساں کیتیوں نی رانجھے نال ہیرے
 آپ کا نکاح سائیسوں رجب ۱۲۹۶ھ میں اپنے چچا کی بیٹی سیدہ بیگم بی بی بنت سید
 اولاد مکھن شاہ لاہوری سے ہوا تھا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کے پانچ بیٹے ہوئے :

- ۱۔ سید عبدالحق مرحوم۔ ان کے حالات آگے نویں باب میں آئیں گے۔
- ۲۔ سید نورحق سلمہ اللہ تعالیٰ۔ متولدہ ۱۳۰۵ھ۔ ۱۲ مارچ ۱۹۲۵ء ب ریلوے کارخانہ
 لوکوشاپ لاہور میں ورک مین رہے۔ اب ریٹائر ہیں۔ لاہور، وشن پورہ، محلہ حنییاں میں سکونت
 رکھتے ہیں۔ ان کا نکاح سیدہ امیر بیگم بنت سید عارف حق لاہوری سے ہوا۔ ان کے بطن سے
 چار بیٹے ہوئے :

(۱) صاحبزادہ فقیر احمد سلمہ اللہ۔ متولدہ ہفتہ، ۱۳۲۶ھ واد اصاحب نے پیدائش کے
 وقت ان کو دیکھا تو فرمایا کہ اس کی آنکھیں عاشقوں کی طرح ہیں۔ میٹرک تک تعلیم ہے۔ ریلوے
 کارخانہ کیرج شاپ لاہور میں اچھے عمدہ پر فائز ہیں۔ ایک مرتبہ پنجاب کے سارے ٹاؤنوں کا
 مقابلہ دہلی میں ہوا تھا تو سب میں سے فست رہے۔ ان کا نکاح سیدہ فاطمہ بی بی بنت
 سید حاکم شاہ ساہنپالوی سے ہوا۔ ان کے بطن سے چار لڑکے پیدا ہوئے :

- ۱۔ رشید الحسن متولد اتوار کی رات۔ ۴ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ۔ ۲۔ مجید الحسن
- ۳۔ امجد محمود۔ ۴۔ ارشد محمود۔ سارے صاحبزادگان اس وقت ۱۳۶۶ھ میں
 موجود ہیں۔

(۲) صاحبزادہ لطیف احمد سلمہ اللہ متولد اتوار ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۳۳ھ۔ مڈل تک
 تعلیم ہے۔ کارخانہ کیرج شاپ لاہور میں گاڑیوں کی رنگ سازی کا کام کرتا ہے۔ اس کی تین
 اہلیہ ہوئیں :

پہلی سیدہ نواب بی بی بنت سید حاکم شاہ ساہنپالوی
 دوسری سیدہ فاطمہ بی بی بنت سید حسن محمد شیخ علی پوری

تیسری سیدہ وزیر بیگم بنت سید عمر الدین ساہنپالی
اس کے تین بیٹے ہوئے :

۱۔ صاحبزادہ فرید الحسن مد عمرہ۔ متولد اتوار ۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۴۹ھ۔ اس کی شادی سیدہ ارشاد بیگم بنت سید بہاؤ الحق لاہوری کے ساتھ ہو چکی ہے۔ اس کی ایک لڑکی راحت افزا نام موجود ہے۔

۲۔ سید الحسن سلمہ اللہ۔

۳۔ تیسرا لڑکا فوت ہو چکا ہے۔

صاحبزادہ لطیف احمد کی دو لڑکیاں زاہدہ پروین اور طاہرہ پروین نام ہیں۔

(۳) صاحبزادہ مسعود احمد سلمہ اللہ۔ متولد ہفتہ۔ ۲۸ ربیع الاول ۱۳۴۸ھ۔ پرائمری تک تعلیم ہے۔ اس کا نکاح سیدہ حمیدہ بیگم بنت سید پیرولی لاہوری کے ساتھ ہے۔ اس کے بطن سے ایک لڑکا مستحسن جاوید ہے۔

(۴) صاحبزادہ نذیر احمد مرحوم۔ متولد اتوار۔ ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۴۴ھ۔ اس نے عمر ڈیڑھ سال ماہ ذیقعد ۱۳۴۵ھ میں انتقال کیا۔

سید نور حق کی ایک بیٹی ہے سیدہ سکینہ بیگم منگوح سید غلام عباس بن حیدر شاہ۔

۳۔ سید بہاؤ الحق مرحوم } دونوں کے حالات فریبی باب میں آئیں گے۔
۴۔ سید محبوب حق مرحوم }

۵۔ سید سلطان حق سلمہ اللہ۔ متولد ۱۳۱۵ھ ۱۲ بھگن سہ ماہ ۱۹۵۸ء۔ ریلوے کارخانہ

کیرج شاہ لاہور میں ملازم ہیں۔ ان کا نکاح مسات زینب بی بی ساکن چک نتھ کے ساتھ ہوا۔ اس کے بطن سے ایک لڑکا صاحبزادہ معروف احمد نام، اور چار لڑکیاں پیدا ہوئیں :

۱۔ سیدہ انتظار بیگم۔ بچپن میں مر گئی۔

۲۔ سیدہ سردار بیگم۔ منگوح سید فرمان علی بن سید نور عالم ساکن اگر دیہ

۳۔ سیدہ مختار بیگم

۴۔ سیدہ عزیز بیگم

سید نیاز محمد صاحب ذکر خدا کی تین بیٹیاں ہوئیں :

۱۔ سیدہ نور بیگم کبریٰ - بچپن میں فوت ہو گئی۔

۲۔ سیدہ نور بیگم صغریٰ - یہ بھی بچپن میں فوت ہو گئی۔

۳۔ سیدہ خان بیگم - منکوہ سید حسن ولی بن سید واصل حق لاہوری

تبرکات آپ کی دستار اور پاپوش آپ کے پوتے صاحبزادہ رؤف احمد سلیم کے گھر میں موجود ہیں۔

سید نیاز محمدؒ بعارضہ طاعون پانچ روز بیمار رہے۔ آپ کی وفات اتوار کی

تاریخ وفات رات، وقت نماز تہجد، اٹھائیسویں صفر ۱۲۳۳ھ میں ہوئی۔ قبر

گورستان نوشاہیہ میں ہے۔

ماہ ۱۲ کے تاریخ،

۲۔ افتخار اولیا

۱۔ آیت الذین استجابوا للہ

سید علی احمدؒ

آپ سید غلام احمد المعروف پیر بڑے شاہ بن سید حافظ الہی بخش مظہر حق بر خور داری کے

تیسرے بیٹے اور مرید و خلیفہ تھے۔

آپ کی والدہ کا نام سیدہ فضل بی بی بنت سید محمد بخش رسولنگری تھا۔

تاریخ ولادت آپ کی ولادت ۱۲۸۳ھ میں ہوئی۔ تاریخی نام "مظہر الحق"

اخلاق آپ درویشانہ گفتگو کا مذاق رکھتے تھے۔ طریقت والوں کا کلام پسند کرتے۔ اپنے

بزرگوں سے آپ کو خاصی عقیدت تھی۔

ایک دفعہ عرس بھڑی شریف پر آپ نے شیخ سکندر شاہ نور پوریؒ کو دیکھا۔ اور

فرست دیکھتے ہی کہہ دیا کہ اس کی اپنی صورت نہیں یہ کسی دوسری صورت میں محو ہے۔

چنانچہ عمر لوگوں نے بتایا کہ یہ اپنے مرشد کی صورت میں فنا ہے۔ اور مرتبہ فنا فی الشیخ اس کو

حاصل ہے۔ یعنی بعینہ اپنے پر صاحب حضرت سید حافظ قل احمد پاکذات نوشاہ ثانیؒ کی صورت

پر ہو چکا ہے۔ آپ کی فرست کی تصدیق ہو گئی۔

بتدا سے ہی پیشہ زراعت اختیار کیا۔ اخیر عمر میں موضع چک ۷۲
الہ متصل بجلوال ضلع سرگودھا میں چلے گئے۔ وہیں سکونت اختیار کی۔

۱۲۹۹ھ میں سیدہ حیات بیگم بنت سید کریم الدین برخورداری
اولاد سے نیاں پائی۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کے اسیے ہیں:

۱۔ سید میراں بخش سلمہ اللہ۔ متولد ۱۳۰۵ھ۔ ان کے معتقدین علاقہ بجلوال میں بہت ہیں۔
ان کا نکاح پختنبہ ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۴ھ کو سیدہ نیک بی بی بنت سید سلطان علی
بن سید گوہر شاہ ہاشمی زملوی سے ہوا۔ ان کے بطن سے ایک لڑکا محمد صادق نام پیدا ہوا جو
بچپن میں فوت ہو گیا۔ اور دو لڑکیاں ہوئیں:

۱۔ سیدہ برکت بی بی۔ منکوہ سید بہاوالحق بن سید نیاز محمد

۲۔ سیدہ حاکم بی بی۔ منکوہ صاحبزادہ ولایت حسین بن سید گیلانی بخش

۳۔ سید گیلانی بخش سلمہ اللہ۔ متولد ۱۳۱۵ھ۔ یہ موضع چک ۷۲ بلندے والہ میں کاشت کاری
کرتے ہیں۔ ان کا نکاح ۲۹ شعبان ۱۳۲۱ھ میں سیدہ رسول بی بی بنت سید علی احمد ساکن
بڑجن ضلع میرپور سے ہوا۔ ان کے بطن سے ایک لڑکا اور چار لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ لڑکے کا نام
صاحبزادہ ولایت حسین ہے جو ۱۳۳۲ھ میں پیدا ہوا۔ محکمہ پولیس میں آج کل قصبہ حافظ آباد میں
کنسٹبل ہے۔ اس کا نکاح اپنے عم بزرگ کی بیٹی سیدہ حاکم بی بی بنت سید میراں بخش سے
ہوا۔ اس کے بطن سے ایک لڑکی انور بیگم بعمر تین سالہ فوت ہو چکی ہے۔ اور دوسری لڑکی بنام
بلقیس بیگم زندہ ہے۔

سید گیلانی بخش کی لڑکیوں کے نام یہ ہیں:

۱۔ سیدہ شاہ بیگم۔ منکوہ صاحبزادہ تصدق حسین بن سید محمد علی برخورداری دھیر گوی۔

۲۔ سیدہ فضل بیگم۔ منکوہ سید غلام ایلیاس بن سید حمید شاہ ساہنپالی۔

۳۔ سیدہ خان بیگم۔ منکوہ صاحبزادہ غلام اسحاق بن سید حمید شاہ ساہنپالی۔

۴۔ سیدہ عنایت بیگم۔ منکوہ صاحبزادہ محمد کاظم بن سید کواپ شاہ ہاشمی ساکن کارہی۔

سید علی احمد صاحب ذکر ہذا کی ایک بیٹی سیدہ برکت بی بی تھی جو کنواری فوت ہو گئی۔
 سید علی احمد کی وفات بعد نوے سال بروز ہفتہ۔ چوتھی محرم ۱۳۶۳ء میں
 تاریخ وفات بمقام چک باندہ می والدہ ہونے، جو متصل بھلا ال شریف ایک گاؤں ہے۔
 وہاں سے آپ کے بیٹوں نے آپ کی نعش کو ٹرک پر اٹھا کر ساہن پال شریف پہنچایا اور دوسرے
 دن بروز اتوار گورستان نوشاہیہ میں مدفون ہوئے۔

ماہہ تاریخ : نوشاہی بخت

سید عارف حق لاہوری

آپ حضرت سید فیض احمد المعروف پیر مگھن شاہ لاہوری کے فرزند اکبر تھے۔ بیعت
 طریقت و خلافت حضرت سید عمر بخش بن سید محمد بخش رسولنگری سے تھی۔

آپ کی والدہ کا نام سیدہ طالعہ بی بی بنت سید امام شاہ برخورداری لاہوری تھا۔
 آپ کی ولادت ۱۲۸۵ھ میں بمقام لاہور ہوئی۔

تاریخ ولادت : تاریخی نام : منصور بخش

آپ ابھی نوجوان ہی تھے کہ آپ کو فالج ہو گیا۔ آپ کے ہاتھ اور پاؤں
 بلند اقبال ہونا بالکل شل اور بے حس و حرکت ہو گئے۔ ہر چند یونانی اور ڈاکٹری علاج
 کیے گئے۔ مگر آپ صحت یا ب نہ ہوئے۔ اور تمام عمر تقریباً پچاس سال چارپائی پر بیٹھے
 گزار دی۔ اپنے ہاتھوں سے نہ روٹی کھا سکتے تھے نہ کپڑا پہن سکتے تھے نہ کروٹ بدل سکتے تھے۔

آپ کے والد بزرگوار حضرت سید مگھن شاہ فرمایا کرتے کہ میں نے اپنے بیٹے عارف حق
 کے واسطے درگاہ عالیہ نوشاہیہ میں بارہا التجا کی کہ یہ تندرست ہو جاوے۔ مگر وہ دعا منظور نہ ہوئی۔

البتہ یہ حکم ہوا کہ اس کا اقبال بلند ہو گا اور اس کی زندگی عزت سے گزر جاوے گی۔

مولف کہتا ہے کہ آپ کا اقبال اس قدر بلند ہوا کہ ہر وقت آپ کے پاس لوگوں کا
 ہجوم رہتا۔ روپے اور پیسے آپ کی چارپائی پر کافی آتے رہتے۔ بھجریاں اور قوال آپ کے پاس
 آکر چوکیاں کرتے۔ حاجت مند اور معتقدین دور دور سے آکر آپ کی چارپائی بلور پانکی اٹھا کر

اپنے دیہات میں لے جاتے اور آپ سے مستفیض ہوتے۔

آپ رسالہ گنج الاسرار (رمز العباد - گیان لہر) مصنفہ حضرت نوشہ صاحب کو زبانی پڑھا کرتے اور اس کے اشغال کی تشریح کیا کرتے۔

ابتداءً نے عرب میں آپ کو گانے کا شوق تھا۔ علم موسیقی سے واقفیت رکھتے راگ سے دلچسپی تھی۔ خود بڑے ذوق سے گایا کرتے۔ بعد میں گانا چھوڑ دیا۔ اور کہا کرتے خود گانے سے اس قدر لذت نہیں آتی جس قدر کہ کسی سے سننے میں آتی ہے۔

میرے والد صاحب اعلیٰ حضرت سید غلام مصطفیٰ نوشاہی علمی صنعتوں سے محظوظ ہونا ادا م اللہ برکاتہ فرماتے ہیں کہ ہمارے بچپن کے زمانہ میں ایک بار آپ ساہن پال شریف آئے۔ مجلس میں آپ صنعتوں والے اشعار پڑھتے۔ ہم سے پوچھا اس شعر کا مطلب بتاؤ۔

لاکھ ٹیکے کی سیر بکاوے کو دمڑی کی کتنی آوے

یہ ذومعنی کلام تھا ہم نے اس کی تشریح کی تو آپ خوش ہوئے۔

مولوی محمد حیات شرقپوری بیان کرتے ہیں کہ ایک ارشاد صدیقی سے خوش ہونا مرتبہ آپ کی مجلس میں معرفت الہی کا ذکر ہو رہا تھا، میں نے کہا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: الْعَجْزُ عَنْ ذِكْرِ الْإِدْرَاكِ إِدْرَاكٌ۔ یعنی خدا تعالیٰ کی حقیقت پانے سے عاجز ہونا یہی اس کا پالینا ہے۔ آپ یہ مقولہ سن کر بہت خوش ہوئے۔

سید عمر حیات بن سید غلام حسین چغتالی بیان کرتے ہیں کہ میں نے درود شریف بتلانا آپ سے کوئی وظیفہ پوچھا تو آپ نے مجھے درود شریف ہزارہ پڑھنے کی اجازت دی۔

آپ کے برادر زادہ سید شاہ ولی بن سید واصل حق لاہوری بیان کرتے ہیں مقولے کہ آپ کبھی کبھی یہ مقولہ کہا کرتے تھے:

۱۔ پوتھی بھٹی سب تھوٹی پنڈت بیانا کو
اکو انچر پیم دا پڑھے تے پنڈت ہو

کبھی یہ بھی فرماتے :

۲۔ کدھی وہن نہ ڈھاہ۔ وہن تداہیں رڈوں کرنے چت ول سائیں دی رضا
آپ کی اہلیہ کا نام حضرت نواب بی بی تھا۔ جو موضع چک نتھ کے علما خاندان سے تھیں۔
اولاد ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔ آپ کے تین بیٹے ہوئے :

۱۔ سید نور ولی ۲۔ سید ظہور ولی ان کے ذکر باب نہم میں آئیں گے۔

۳۔ سید پیر ولی سلمہ اللہ۔ متولد ۱۳۱۱ھ۔ میٹرک تک تعلیم ہے۔ پہلے ٹائپ کی دکان رکھی
پھر سینٹ کھنپی میں ملازم رہے۔ پھر چھاؤنی لاہور کے گودام میں ملازمت کی۔ پھر ضلع ملتان میں
ٹیوب ویل لگانے کا کام جاری رکھا۔ اب سلسلہ پیری مریدی شروع کیا ہے۔ ان کا نکاح مسات
ریشم بی بی بنت نبی بخش حفظانہ کے ساتھ ہوا۔ ان کے بطن سے چار بیٹے پیدا ہوئے :

۱۔ صاحبزادہ مظہر الحق سلمہ اللہ۔ متولد بدھوار۔ ۱۳۲۲ھ۔ ساٹ جماعت

تک تعلیم ہے۔ ویلڈنگ کا کام، خراد کا کام، بجلی کا کام سیکھا ہے۔ اس کی دو

بیویاں ہیں :-

پہلی سیدہ محبوب بیگم بنت سید فضل حق لاہوری۔ اس کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

دوسری معین فاطمہ، جو زبیری خاندان سے ہے۔ اس کے بطن سے دو

لڑکے ہوئے، (۱) بیدار بنت۔ متولد پنجشنبہ۔ ۵۔ ربیع الاول ۱۳۶۰ھ۔ یہ بچہ ہی

فوت ہو گیا۔

(۲) معین جاوید۔ یہ موجود ہے۔ ایک لڑکی بھی موجود ہے۔

۲۔ صاحبزادہ ابصار الحق سلمہ اللہ۔ متولد سوموار۔ ۸۔ ربیع الاول ۱۳۲۲ھ۔

تک تعلیم ہے۔ شادی شدہ ہے۔

۳۔ صاحبزادہ مرغوب الحق سلمہ اللہ۔ متولد منگل وار۔ ۹۔ شوال ۱۳۲۲ھ۔ میٹرک

ہم تعلیم ہے۔

۳۔ صاحبزادہ نصرت الحق سلمہ اللہ - متولد ۱۳۵۳ھ - زیر تعلیم ہے۔

سید پیرونی کی تین لڑکیاں ہیں :

۱۔ سیدہ نذیر بیگم - منکوہ صاحبزادہ فضل اعظم بن سید شیر علی بن سید عطر الدین ہاشمی رنملوی - ساکن صالح پور - ضلع شیخوپورہ -

۲۔ سیدہ جمیدہ بیگم - منکوہ صاحبزادہ مسعود احمد بن سید نور حق لاہوری

۳۔ سیدہ فہیدہ بیگم - بکرہ ہے -

سیدعارف حق صاحب ذکر بڑا کی ایک بیٹی ہے۔ سیدہ امیر بیگم منکوہ سید نور حق بن سید نیاز محمد -

آپ کے مرید تو بہت تھے۔ ان میں سے سائیں شیر مرزا صاحب سلسلہ

درویش تھا۔ اس کی قبر گورستان میانی لاہور میں ہے۔

یارانِ طریقت

سیدعارف حق کی وفات بعد از ۱۲۸ سال - جمعرات - تیسویں جمادی الاولیٰ

تاریخ وفات ۱۳۵۷ھ میں بقام لاہور ہوئی۔ آپ کی نعش بذریعہ لاری لاہور سے ساہنپال شریف

پہنچائی گئی اور ہفتہ کے روز گورستان نوشاہیہ میں مدفون ہوئے۔

۷۷ ہائے تاریخ :

۲۔ چہراغ علی الدین

۱۔ عبد غفار

سید اصل حق لاہوری

آپ حضرت سید فیض احمد المعروف پیر کھن شاہ لاہوری کے دوسرے بیٹے تھے۔

خرقہ خلافت و اجازت حضرت سید عمر بخش بن سید محمد بخش رسولنگری سے حاصل کیا۔

آپ کی والدہ کا نام سیدہ طالعہ بی بی بنت سید امام شاہ برخورداری لاہوری تھا۔

تاریخ ولادت آپ کی ولادت ۱۲۹۱ھ میں ہوئی۔ تاریخی نام "اصغر"

چلہ نشینی آپ نے درگاہ عالیہ نوشاہیہ پر ایک چلہ کیا۔ اُس میں آپ کو اپنے والد بزرگوار

حضرت سید مہکن شاہؒ ملے۔ اور نماز پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ اس سے پہلے آپ نماز نہیں پڑھتے تھے۔ اُس روز سے نماز کے پابند ہو گئے۔

آپ نے متواتر پانچ چلے گئے۔ ان میں آپ کہا کرتے کہ مجھ کو خواب میں زیارت بزرگاں حضرت نوشہ صاحب کا دیدار، حضرت غوث الاعظم کا دیدار، حضرت امام علی امیر تھے کا دیدار، حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار، کعبہ مکرمہ کا دیدار، عرش معلیٰ کا دیدار اور خداوند تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوا۔

آپ فرماتے تھے کہ مجھے عرش معلیٰ کی زیارت ہوئی تو اس پر ایک شیر شیر خدا کی زیارت نظر آیا جس کے ماتھے پر بسم اللہ شریف اور کلمہ طیبہ لکھا تھا۔ غیب سے نما آئی کہ یہ شیر خدا مشکل کشا مولانا تھے رضی اللہ عنہم علی کرم اللہ وجہہ ہے۔

آپ کلمہ طیبہ اور درود شریف ہزارہ کا ورد رکھتے تھے۔ اسی کا آپ کو وظایف و اوراد فیضان تھا۔

آپ کو اپنے والد صاحب سے قلبی تعلق تھا۔ ہر وقت انہیں کی باتیں کرتے مشایخ کی محبت رہتے۔ جس قدر ہو سکتا ان کے سالانہ عرس پر بڑے اہتمام اور محبت سے خرچ کیا کرتے۔ پیر سید جان امام المعروف پیر جانی شاہ بن سید نظام الدین بودیا نوالہ گیلانی لاہوری سے بھی آپ کو عقیدت تھی اور ان کے ہمیشہ زادہ پیر سید اصغر علی شاہ کے کلمات کے بھی معترف تھے۔

آپ کی سکونت لاہور میں موجد روازہ کے اندر گلی لٹھ ماراں میں اپنے آبائی سکونت مکان میں تھی۔ آخری سالوں میں کوچہ پوریاں کلاں میں رہائش پذیر ہوئے۔

آپ کبھی یہ شعر پڑھا کرتے،

پسیرہ جن کے پاس وہ نقشِ جبین ہیں

پسیرہ جن کے پاس ہو کوڑی کے تین ہیں

آپ کا نکاح سیدہ روشن بی بی بنت سید محمد امین مختار برخورداری ساہنپالی ۲۲

اولاد سے ہوا تھا۔ ان کے بلن سے اولاد ہوئی۔ آپ کے چار بیٹے ہیں۔

۱۔ سید شاہ ولی الملقب برسائیں صاحب سلمہ اللہ۔ متولد ۲۴۔ ربیع الاول ۱۳۱۳ھ۔ ڈل
تک تعلیم پائی۔ پہلے لوکوشاپ لاہور میں ورک مین رہے۔ وہاں سے ریٹائر ہوئے۔
آج کل عباسی ٹیکسٹائل ملز ورکشاپ رحیم یار خاں میں ملازم ہیں۔ ان کی صورتی مشابہت
اپنے دادا صاحب سے ہے۔ ان کا نکاح مسات حسین بی بی بنت میاں محمد حسین سے ہے
اس کے بطن سے دو لڑکے ہوئے؛

- ۱۔ صاحبزادہ امداد الحق۔ جو بچپن میں۔ پنجشنبہ۔ ۵۔ اشوال ۱۳۴۳ھ کو فوت ہو گیا۔
 - ۲۔ صاحبزادہ محسن اختر سلمہ اللہ۔ متولد ۱۳۵۹ھ۔ یہ نام تاریخی میں نے ہی رکھا تھا۔
- سید شاہ ولی کی پانچ لڑکیاں ہیں؛

- ۱۔ سیدہ سردار بیگم۔ منکوہ میاں امداد اللہ بن مولوی میراں بخش دو برجی والد۔
- ۲۔ سیدہ ارشاد بیگم۔ منکوہ صاحبزادہ محبوب شاہ بن سید ہادی حسین ہاشمی سنگھوئی والد۔
- ۳۔ سیدہ ممتاز بیگم۔ یہ کنواری ہے۔
- ۴۔ سیدہ انور سلطان۔ منکوہ میاں محمد شریف بن میاں اکبر علی ساکن دھنویہ خورد۔
- ۵۔ سیدہ اشرف سلطان۔ یہ بھی کنواری ہے۔

۲۔ سید حسن ولی سلمہ اللہ۔ متولد منگلوار۔ ۲۲۔ صفر ۱۳۱۶ھ۔ ڈل تک تعلیم ہے۔ لاہور ریلوے
ایجنٹ کے دفتر میں ٹائپسٹ رہے۔ اب ریٹائر ہیں۔ ان کا نکاح اپنی چھوٹی بیٹی
سیدہ خان بیگم بنت سید نیاز محمد ساہنپالوی سے ہے۔ اس کے بطن سے دو لڑکے
پیدا ہوئے؛

- (۱) صاحبزادہ دیدار الحق سلمہ اللہ۔ متولد ہفتہ۔ ۳۔ محرم ۱۳۴۴ھ۔ ایف۔ اے تک
تعلیم رکھتا ہے۔ ڈاکٹری فن سے بھی واقف ہے۔ ریلوے دفتر میں ملازم ہے۔
اس کی شادی اپنے ماموں کی بیٹی سیدہ اقبال بیگم بنت سید عبدالحق لاہوری سے
ہوئی۔ اس کے بطن سے تین لڑکیاں شاہدہ نسیم، انجم افشا اور روبینہ یاسمین
نام ہیں۔ اور ایک لڑکا انوار الحق نام ہے جو ۲۰۔ دسمبر ۱۹۵۵ء مطابق ہفتہ
در جمادی الاخریٰ ۱۳۷۵ھ کو پیدا ہوا۔

(۲) صاحبزادہ انوار الحق - یہ بچپن میں فوت ہو گیا۔

سید حسن ولی کی پینچ لڑکیاں ہیں:

- ۱۔ سیدہ اقبال بیگم
- ۲۔ سیدہ شاہ بیگم
- ۳۔ سیدہ بادشاہ بیگم
- ۴۔ سیدہ سرفراز بیگم
- ۵۔ سیدہ نسرین شہزادی

پانچوں ابھی باکرہ ہیں۔

۳۔ سید حکیم احسن ولی سلمہ اللہ - متولد جمعہ ۲۰ شعبان ۱۳۲۰ء - میٹرک تک تعلیم ہے۔ ریلوے

دفتر میں کلرک ہیں۔ اپنے مکان اندرون کوچہ لمٹھ ماراں میں شرف خانہ نوشاہی بھی کھول رکھا ہے۔ ان کا نکاح سیدہ بیگم بی بی بنت سیدہ فضل احمد ہاشمی ساکن بلواری ضلع میرپور سے ہے۔ اس کے بطن سے دو لڑکے ہوئے:

۱۔ صاحبزادہ عظیم الرحمن سلمہ اللہ - متولد سوموار کی رات ۲۰ شعبان ۱۳۲۰ء - یہ تادیخی نام میں نے رکھا تھا۔ ایف اے تک تعلیم ہے۔

۲۔ صاحبزادہ محمد سلیم - یہ سکول میں پڑھتا ہے۔

سید احسن ولی کی دو لڑکیاں ہیں:

- ۱۔ سیدہ شاہ سلطان بیگم
 - ۲۔ سیدہ شاہ بہان بیگم
- دونوں ابھی باکرہ ہیں۔

۴۔ سید افضل ولی سلمہ اللہ - متولد منگلوار - ۱۷ ربیع الاول ۱۳۲۳ء - میٹرک تک تعلیم ہے۔

ریلوے دفتر کوکشاپ میں اعلیٰ ٹائپسٹ ہیں۔ شطرنج کے نامور شاطروں سے ہیں۔ پنجاب کے اکتیو شاطروں کا میچ ہوا جس میں تمام پنجاب میں یہ فسٹ آئے آنکھیں بند کر کے بھی کھیل سکتے ہیں۔ اپنے والد صاحب کی خدمات اخیر دم تک انھوں نے انجام دیں۔ لاہور موچیدروازہ کے اندر کوچہ پور بیاں میں رہتے ہیں۔ ان کا نکاح ۱۳۲۶ء میں سیدہ فاطمہ بی بی بنت سید بدوح شاہ پانڈوکوی سے ہوا۔ اس کے بطن سے چھ لڑکے ہوئے:

۱۔ صاحبزادہ امتیاز الحق تاج سلمہ اللہ - متولد اتوار کی رات - ۹ شعبان

۱۲۵۰ء - فنی فاضل اور ایف اے تک تعلیم ہے۔ فنِ مستوری میں ماسٹر اللہ بخش لاہوری
لاشاگرد ہے۔ انگریزی رسالوں میں اس کی دستی تصویروں کے فوٹو شائع ہو رہے ہیں
اس وقت ۲۶ سال عمر ہے۔

۲۔ صاحبزادہ افتخار الحق منیر سلہ اللہ۔ متولد جمعہ ۲۰، رمضان ۱۳۵۳ء۔ ایف اے تک
تعلیم ہے۔ تجارتی کاروبار شروع ہے۔ فنِ شعر میں بھی مہارت رکھتا ہے۔ چنانچہ
روزنامہ آزاد لاہور، جلد ۱۲، نمبر ۹۸، پیر سوموار، ۴، جنوری ۱۹۵۴ء، جلد ۱۵، جلد ۱۵
۱۳۶۶ء ۲۴ پوہ سمٹ ۲۰۱۳ صفحہ ۲، کالم ۶ میں اس کی غزل بدیں طور شائع ہوئی ہے۔
”صاحبزادہ افتخار الحق منیر نوشاہی“

میرا ناشاد ہے خاطر اسے ناشاد رہنے سے
بے اتنی مہربانی کر بگے برباد رہنے سے
یہ ممکن ہی نہیں دل سے بھلا دوں یاد کو تیری
مجھے تو یاد ہے ہر دم خدا را یاد رہنے سے
ہونے اب خشک آنسو بھی نکا ہیں جم گئیں میری
گلہ کوئی نہیں میرا بس اک فریاد رہنے سے
ذکر کوئی شکایت لے منیر اب دنیا والوں سے
بہت ہی بی وفا ہیں یہ انہیں آباد رہنے سے

۳۔ صاحبزادہ ارشاد الحق
۴۔ صاحبزادہ اجاز الحق
یہ دونوں توام پیدا ہوئے اور بچے ہی فوت ہو گئے۔
۵۔ صاحبزادہ محمد اشفاق مدثر۔ زیر تعلیم ہے۔

۶۔ صاحبزادہ محمد ذوالقرنین مدثر۔ متولد ۱۳۹۶ء۔ میں نے اس کا تاریخی نام
”جاوید عالم انتر رکھا تھا۔ سکول میں پڑھتا ہے۔

ستید افضل ولی کی بول چال ہیں۔ سید شہزادہ بیگم اور سیدہ عابدہ کلثوم۔ دونوں
باکرہ ہیں۔

آپ کے بعض مریدوں کے نام یہ ہیں:

یارانِ طریقت ۱۔ سید افضل ولی فرزند اصغر آنجناب موچی دروازہ لاہور

۲۔ سائیں خدابخش شیخ لاہور ۳۔ غلام قادر بن امیر بن اعتبار تانڈا اگرویہ گجرات

۴۔ غلام حیدر بن غلام قادر تانڈا اگرویہ گجرات ۵۔ نادر خاں بن غلام قادر تانڈا

۶۔ بابو محمد خاں بن غلام قادر تارڑ اگر وہ گجرات ۷۔ مسٹر غلام نبی بن غلام قادر تارڑ۔ اگر وہ گجرات
سید واصل حق کی وفات بمر بیائی سال چوتھی رجب ۱۳۶۳ھ میں بمقام لاہور
تاریخ وفات ہوئی۔ آپ کی نعش بذریعہ لاری ساہن پال شریف پہنچائی گئی۔ اور گورستان شاہیہ
میں دفن ہوئے۔

مادہ ہائے تاریخ: ۱۔ ظہیر انوار ۲۔ نوشاہ اعظم

سید فضل حق لاہوری

آپ حضرت سید فیض احمد المعروف پیر کھن شاہ لاہوری کے تیسرے فرزند اور مرید و
خلیفہ تھے۔ آپ کی والدہ کا نام سیدہ طالبہ بی بی بنت سید امام شاہ برخورداری لاہوری تھا۔
آپ کی ولادت ۱۲۹۳ھ میں ہوئی۔
تاریخ ولادت تاریخی نام "مختار احمد" ہے۔
آپ کبھی لاہور میں رہتے اور زیادہ تر ساہن پال شریف میں سکونت رکھتے۔ تموڑی سی
تعلیم بھی پائی تھی۔

آپ کی دو اولاد تھیں ۱
ازواج و اولاد: ۱۔ سیدہ عائشہ بی بی بنت سید عطاء محمد برخورداری ساہن پالوی۔ ان کے
بطن سے ایک بڑا لڑکا پیدا ہوا۔
۲۔ سیدہ رحمت بی بی بنت سید امام الدین ہاشمی رن ملوی۔ ان کے بطن سے ایک لڑکا اور
ایک لڑکی پیدا ہوئی۔

آپ کے دو بیٹے تھے: (۱) سید رشید حق (۲) سید رشید احمد
آپ کی ایک بیٹی ہے سیدہ محبوب بیگم منکوحہ صاحبزادہ مظہر الحق بن سید پیر ولی برخورداری
لاہوری۔

سید فضل حق کی وفات بمر انتہر سال بروز جمعہ و نویں شوال ۱۳۶۳ھ میں
تاریخ وفات بمقام لاہور ہوئی۔ قبر گورستان میانی میں ہے۔ مادہ تاریخ: عابد غفور۔

سید غلام نبی دھیر کوی

آپ سید نور احمد بن سید خدا بخش بر خورداری کے فرزند اکبر تھے۔ خرقہ خلافت و اجازت اپنے
جد امجد سید خدا بخش بن سید حافظ نور اللہ فرشتہ صفات سے بلا واسطہ حاصل کیا اور روحانی
تعلیم پائی۔

آپ کی والدہ کا نام سیدہ امام بی بی بنت سید حافظ الہی بخش مظہر حق بر خورداری تھا۔
آپ کی ولادت ۱۲۴۴ھ میں بمقام دھیر کے خورد متعل گرات ہوئی۔
تاریخ ولادت آپ کے ماموں صاحب حضرت سید حافظ قلی احمد پاکذات نوشاہہ ثانی نے
آپ کی تاریخ لفظ ”مرغ“ سے نکالی۔ مولف نے اس آیت شریف سے استخراج کیا،
کان حنیفا مسلما و ما کان من المشرکین۔

آپ فقیر کامل اور درویش اکمل تھے۔ شریعت و طریقت کے قبیح چہرہ
رعب و اقبال بارعب تھا۔ اقبال کے آثار نمایاں تھے۔ کسی شخص کو سامنے ہونے کی
جرات نہ ہو سکتی تھی۔

کرامات

منقول ہے کہ آپ کے ایک مرید کو منصب خورداری کے متعلق
ایک مرید کو نمبردار بنانا شرکاء برادری سے مقابلہ تھا۔ عدالت میں مقدم چل رہا تھا۔ تاریخ
مقررہ پر آپ نے فرمایا: جاؤ، آج فیصلہ تمہارے حق میں ہوگا۔ چنانچہ حاضر ہوتے ہی اس کو
خورداری کا حکم ہو گیا۔

منقول ہے کہ ایک مرید نے اگر خدمت میں عرض کیا کہ میری
ایک مفرد عورت کو واپس لانا عورت ناراض ہو کر بھاگ کر اپنے بیکے چلی گئی ہے۔ آپ نے
فرمایا، آج شام کو آ جاؤ، آج فیصلہ تمہارے حق میں ہوگا۔ چنانچہ وہ آگئی اور کہنے لگی، میرے جسم کو آگ لگی ہوئی ہے۔
وہ شخص اس کو آپ کے حضور میں لے آیا۔ آپ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اس کی

طبیعت کو سکون ہو گیا۔

منقول ہے کہ ایک دن آپ دھیر کے کلاں میں گوبر تیلی کے ایک گستاخ غورت کو سزا گھر بیٹھے ہوئے تھے۔ مولادیوی کھترانی نے عرض کیا کہ میرے گھر اولاد نہیں ہوتی۔ آپ نے اس کو فلفل سیاہ دم کر دیں اس نے استعمال کیس تو وہ خدا کے فضل سے بارور ہو گئی۔ وہ ہر ماہ کے بعد آپ کو ایک روپیہ نذرانہ دیا کرتی۔ سات ماہ تک اس نے یہ طریقہ جاری رکھا۔ آٹھویں ماہ کسی کے درغلانے سے اُس نے کہا کہ مجھے تو اپنے مذہب کے فلاں سادھو کی دعا سے حمل ہوا ہے۔ آپ سُن کر ناراض ہوئے اور فرمایا: تو نے کفرانِ نعمت کیا ہے۔ تمہارا ایک پاؤں دروازہ کے اندر اور ایک پاؤں باہر ہو گا کہ تمہارا حمل ساقط ہو جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

آپ کا نکاح اپنی حقیقی خالہ کی بیٹی حضرت عالم بی بی بنت محمد یار ساکن ڈھب چمید سے اولاد ہوا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کے تین بیٹے تھے:

- ۱۔ سید جمال الدین
- ۲۔ سید سلطان محمود
- ۳۔ سید سلطان احمد

آپ کی دو بیٹیاں تھیں:

- ۱۔ سیدہ سید بیگم: منکوہ سید عطاء محمد بن سید بوٹے شاہ ساہن پالوی
- ۲۔ سیدہ حیات بیگم: منکوہ سید فاضل شاہ بن سید محمد امین ساہن پالوی

آپ کے خواص مرید یہ تھے:

یارانِ طریقت ۱۔ سید سلطان احمد فرزند اصغر آنجناب دھیر کے خورد ضلع گجرات

۲۔ سائیں متانہ فقیر خادم حضوری دھیر کے خورد ۳۔ مراد علی موچی داؤ

۴۔ کرم لوہار داؤ گجرات ۵۔ الہی بخش ماہی

سید غلام نبی کی وفات بمراد سنہ ۱۳۳۸ سال انتیسویں کنگ سن ۱۹۲۷ء

تاریخ وفات مطابق یکم ربیع الآخر ۱۳۳۸ء میں ہوئی۔ قبر دھیر کے خورد ضلع گجرات

میں ہے۔ مادۃ تاریخ: مظہر الاسلام

سید غلام حسنؒ

آپ سید نور احمد بن سید خدا بخش بر خور داری کے دوسرے بیٹے تھے۔ بیعت خلافت
 شیخ جیون شاہ بن شیخ عبداللہ شاہ سلیمانی ساکن مانگہ ضلع گجرات سے حاصل تھی۔
 آپ کی والدہ کا نام سیدہ امام بی بی بنت سید حافظ الہی بخش منظر حق تھا۔
 آپ نے ظاہری تعلیم مولانا سید غلام قادر بن سید عبداللہ بر خور داری سے پائی۔
 تعلیم کچھ کتب خوانی کا ملکہ ہو گیا۔

پہلوانی کا شوق

آپ کو ابتدائے احوال میں پہلوانی کا شوق تھا۔ آپ کی بہادری کے واقعات بہت
 مشہور ہیں۔

آپ جوانی حالت میں جسمانی ورزش بہت کرتے۔ لگدر اٹھاتے اور
 جسمانی ورزش منگلی پھرتے اور کشتی کرتے تھے۔

ایک بار عرس بھڑی شریف کے موقع پر پہلوانوں کے اکھاڑوں میں بارہ من پختہ
 حیدری طاقت بھارا اٹھایا۔ سب لوگوں نے تحسین و آفرین کے نعرے لگائے۔
 ایک بار بیلہ میں کسی کا اونٹ بیمار ہو گیا۔ آپ نے سر پر اٹھا کر
 اونٹ کو اٹھالینا دریا سے ملکی سے گزار کر نصف میل کا فاصلہ اٹھا کر ساہن پال شریف
 میں لارکھا۔

بابا سراج دین بن مہوں ترکھان ساہنپالوی بیان کرتا تھا کہ ایک
 نصف مانی غلہ کو اٹھانا دفعہ ماہ جیٹھ میں ہمارا گندم کا بول باہر پڑا تھا۔ ہم گھڑیاں باندھنے
 لگے کہ اتفاقاً آپ وہاں آ گئے۔ آپ نے سارے دانے اکٹھے باندھ کر ایک ہاتھ سے اٹھا کر
 اپنی پشت پر ڈال لیے اور ہمارے گھر پہنچا دیے۔ جب ہم نے پیانہ سے ماپ کیا تو نصف مانی
 غلہ ہوا۔

منقول ہے کہ آپ کے زمانہ میں ایک بازیگر شکرانام
 شکر اپہلوان پر غالب آنا پہلوان پنجاب میں مشہور تھا۔ اس کی ویٹی کبھی کسی نے نہ
 چھڑانی تھی۔ ایک مرتبہ اس کا ڈیرہ ساہن پال شریف کے قریب آؤا۔ آپ بعد احباب
 اُس کے دیکھنے کو گئے۔ وہاں اس کے ساتھ مقابلہ ہو گیا۔ آپ نے اُس کی ویٹی پکڑی تو وہ
 چھڑانہ سکا۔ پھر اُس نے آپ کی ویٹی پکڑی تو آپ نے "یا گنج بخش" کا نعرہ لگایا اور ویٹی چھڑالی
 اس وقت ایسا معلوم ہوا کہ جیسا ناڑا ٹوٹتا ہے۔ کتے ہیں کہ اس کے بعد شکرانہ کو رنے ویٹی
 پکڑنے کی قسم ڈال دی تھی۔

جس طرح آپ کی طاقت کے واقعات مشہور ہیں اسی طرح آپ کے کھانے کے متعلق
 طعام کھانا بھی بہت روایات منقول ہیں۔ آپ طعام کثیر کھا جاتے تھے اور آپ کو کوئی
 تکلیف نہ ہوتی تھی۔ از انجملہ

منقول ہے کہ آپ ایک دفعہ کسی برات کے ساتھ موضع درگا ہی والہ
 چار سیر گھی پی جانا میں گئے۔ وہاں کھنڈ چاول کی روٹی تھی۔ اور اس پر گھی ڈال کر
 کھاتے تھے۔ آپ نے وہاں لاٹری سے گھی والا برتن پکڑ لیا اور زانوؤں پر رکھ کر پی گئے۔
 اس میں چار سیر گھی تھا۔

منقول ہے کہ آپ زراعت کرتے تھے۔ بیلہ سے جمبڑیاں
 آٹھ ٹو پے آنا کھا جانا اکھاڑتے تھے اور زمین کو بیلچے سے ہموار اور قابل کاشت بنا دیتے تھے۔
 اس کام میں ایک روز آٹھ ٹو پے آنا پکا کر سب روٹیاں کھا گئے اور پھر ایک ہفتہ تک کچھ
 نہ کھایا اور برابر کام کرتے رہے۔

منقول ہے کہ ایک دفعہ آپ سید عمر بخش بن سید لطف الدین ساہنپالیوی
 آٹھ سیر حلوا کھا جانا کے فصل کدم کی کٹائی گئے۔ وہاں کافی لوگ بطور "منگ" جمع تھے۔
 رات کی روٹی حلوا کی تھی۔ آپ نے کٹائی کا کام بھی خوب کیا اور کھانے کے وقت تقریباً چھ سیر
 حلوا کھا گئے۔ اس وقت عمر اجمام نے پوچھا، کچھ اور بھی لیتے ہو۔ آپ نے کہا صرف وہ سیر کا قدر
 اور حلوا اتنا مال میں ڈال دو۔ چنانچہ اس نے دے دیا آپ وہ بھی کھا گئے۔

منقول ہے کہ آپ کے چھوٹے بھائی سید غلام حسین چنبلی تھانہ
 آٹھ سیر سیویاں کھا جانا خانقاہ ڈوگراں میں حوالدار پولیس تھے۔ ایک مرتبہ آپ کو ملنے
 کے واسطے وہ ساہن پال شریف آئے۔ آپ نے ان کی دعوت کے لیے آٹھ سیر سیویاں پکا کر
 پرات میں ڈال دیں۔ اور ان پر کھنڈ اور گھی ڈال دیا۔ ان کو کہا کہ کھاؤ۔ وہ دیکھ کر سخت ناراض ہوئے
 کہ میں تو اکیلا آدمی ہوں اس قدر کھانا کون کھائے گا۔ آپ نے کہا تم کو جس قدر ضرورت ہے کھا لو،
 باقی کا کوئی فکر نہ کرو۔ چنانچہ انہوں نے تھوڑا سا کھایا باقی سب سیویاں آپ کھا گئے۔

آپ کو درویشانہ ملفوظات اور متصوفانہ اشعار کے پڑھنے اور سننے کا بہت شوق
 اشعار خوانی ہوتا تھا۔ آپ کو سید بلھے شاہ قصوری کی کافیاں، اور قاضی علی حیدر سندھی
 کے ابیات، اور سخی امام شاہ وزیر آبادی کی سی حرفیاں، اور فقیر سائیں داس رسولنگری کے
 اشعار بہت یاد تھے۔ ان کو پڑھ کر خوش ہوتے۔

فت، مولف کہتا ہے کہ صوفیوں کی اصطلاح میں بزرگوں کے خلاف شرع کلام کو "شطح" کہتے ہیں
 جیسا کہ شہزادہ داراشکوہ گورگانی نے کتاب حسانت العارفین میں مشایخ کے شطیحات جمع
 کیے ہیں۔ شطح کا مطلب ہے بکواس۔ اسی طرح آپ بھی کہا کرتے تھے "بلھے شاہ" کا بکواس
 اس طرح ہے۔

آپ شاہ قد، جسیم لجم، نومند، بہادر تھے۔ نفس اچھے تھے۔ آپ کی
 حلیہ و لباس پسلیاں بقدر چار انگشت چوڑی تھیں۔ ضعیف العمر تھے۔ اس حالت
 میں بھی اگر کسی نوجوان کا ہاتھ پکڑ لیتے تو اس کی جان شکنجہ میں آجاتی۔ ہاتھ میں عصا رکھتے۔
 فقیر سید شرافت عافہ اللہ کی عمر اس وقت تیرہ سال تھی۔ میں آپ کو "باداجی سوئی والے"
 کہا کرتا تھا۔ آپ میرے نانا صاحب سید غلام علی کے چچا زاد بھائی تھے۔ اس لیے میرے
 نانا لگتے تھے۔

آپ کا لباس سادہ ہوتا تھا۔ چونے پینے کھد کے کپڑے پہنتے۔ اخیر عمر میں
 آپ کی نظر بند ہو گئی۔ آپ نے وزیر آباد کے ایک ڈاکٹر سے آنکھیں بنوائیں۔ جب پٹی لگوائی
 تو درجہ چشم سخت شروع ہو گیا۔ ایک رات خواب میں حضرت نوشہ صاحب کی زیارت ہوئی،

انہوں نے فرمایا: بیٹا! کھڑی کھاؤ، تندرست ہو جاؤ گے۔ آپ نے تعمیل کی تو شفا پائے۔

کرامات

منقول ہے کہ آپ کا مرید الہی بخش بن خاشہ تارٹ ساکن اگر وہ اپنے ڈوبتے کو بچانا سدرال کوٹ بھاگا سے واپس آ رہا تھا، دریا نے چناب سے سنابہ پر تیر کر گزرنے لگا، دریا کے درمیان آ کر سنابہ پہٹ گئی وہ ڈوبنے لگا۔ اس وقت آہ و فغاں بہت کیا۔ اور آپ کا نام لے کر فریاد کی کہ یا مرشد بچائیو۔ اسی وقت زمین پر پاؤں لگ گئے۔ اور کھڑا ہو گیا۔ اور ساہن پال کے لوگوں نے اس کو پکڑ کر نکال لیا۔

منقول ہے کہ الہی بخش مذکور چوری کیا کرتا تھا۔ آپ اس کو منع کرتے۔ چوری سے توبہ کرانا لیکن وہ باز نہ آتا۔ ایک دن پوچھا کہ تو کس لیے چوری ترک نہیں کرتا۔ اس نے عرض کیا، اگر چوری چھوڑ دوں تو بھوکا مروں۔ آپ نے کہا کہ اگر تو سچی توبہ کر دے تو تجھے دال روٹی اُسودگی سے ملے گی۔ چنانچہ اُس نے چوری ترک کر دی۔ اور اُسودہ حال ہو گیا۔ اس کا پوتا رحمت بن جلال کہتا ہے کہ آپ کی دُعا سے آج تک ہم غنی اور دولت مند چلے آتے ہیں۔

تباہ شدہ کھیت سے غلہ پیدا ہونا
 غلام بن جلال بن الہی بخش مذکور بیان کرتا تھا کہ ایک بار ہمارا گندم کا کھیت جو پک گیا تھا۔ تقریباً چھ کنال، رات کو دشمنوں نے اُوپر سے لاپر (کاٹ) لیا۔ میں آپ کے آگے بہت رُیا آپ نے کہا، رو نہیں۔ اس فصل کو کاٹ کر علیحدہ گاہ لے۔ میں نے اسی طرف کیا تو سب لوگوں سے زیادہ غلہ اُس سے برآمد ہوا، حالانکہ اُوپر سے خوشے کاٹے گئے تھے۔

آپ کی دوا اہلیہ تھیں،

ازواج و اولاد ارسیدہ حسن بی بی بنت سید محمد بخش بر خور داری رسول نگری۔ ان کے بطن سے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں جو بچپن میں ہی انتقال کر گئیں۔

۲۔ حضرت گوہر بی بی بنت میاں سید محمد بن میاں اللہ بخش حفظہ دار۔ ان کے بطن سے

اولاد ہوئی۔ ایک بیٹا تھا سید فیض احمد نام۔ اور دو بیٹیاں تھیں:

- ۱۔ سیدہ اللہ جوانی صاحبہ۔ منکوہ سید سردار عالم بن سید سلطان محمود بر خورداری۔ ساکن دھیر کے خورد۔ اس نے طلاق دے دی تو پھر کوٹلی قاضی میں دوسرا نکاح کیا۔
- ۲۔ سیدہ رسول بی بی۔ منکوہ سید محمد حسین بن سید بنے شاہ ہاشمی رنملوی۔

آپ کے خواص مرید یہ تھے:

- ۱۔ سائیں دسوندمی فقیر خادم حاضر باش ساہنپال شریف ضلع گجرات
 - ۲۔ الہی بخش بن خاشہ تارڑ اگر وہ گجرات
 - ۳۔ حکم بن عالم تارڑ اگر وہ گجرات
- سید غلام حسن کی وفات بروز پنجشنبہ، چوبیس ربیع الاول ۱۳۳۵ھ میں ہوئی۔ تاریخ وفات قبر گورستان نوشاہیہ میں ہے۔
- مادہ تاریخ ۱ "زاہد تلگوار"

سید غلام حسین حنفیؒ

آپ سید نور احمد بن سید خدا بخش بر خورداری کے تیسرے بیٹے تھے۔ بیعت و خلافت حضرت سید عمر بخش بن سید محمد بخش رسول نگری سے تھی۔

آپ کی والدہ کا نام سیدہ امام بی بی بنت سید حافظ الہی بخش منہرقی تھا۔

آپ نے قرآن مجید اور علم ادب کی فارسی کتابیں مولانا سید غلام قادر بن سید عبداللہ تعلیم بر خورداری سے پڑھیں۔ سکول میں بھی چند سے تعلیم پائی۔ آپ ذہین و فطین تھے۔

آپ نے تعلیم ظاہری کے بعد ملازمت کا خیال کیا۔ تھانہ خانقاہ

ملازمت پولیس ڈوگراں (ضلع شیخوپورہ) میں پولیس کے حوالدار مگ گئے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں بابا جنگو شاہ مجذوب کی دعا سے ملازم ہوا ہوں۔ آپ پچیس سال حوالدار رہے۔ پھر نشتر ہو گئے۔

آپ نے علاقہ ساڈہ بار مضافات خانقاہ ڈوگراں میں موضع چنبھل چنبھل میں رہائش میں دو مریح زمین خرید لی اور اسی جگہ رہائش اختیار کی اور مدت العمر

وہیں سکونت اختیار رکھی۔

منقول ہے کہ ملازمت کے دوران میں ایک ملازم آپ کے ہاتھ سے مر گیا۔ تھانیدار گناہ سے توبہ آپ کا مخالف تھا۔ وہ آپ کا چالان لکھنے لگا۔ آپ تلوار نکال کر اس کے سر پر کھڑے ہو گئے کہ اگر تو قتل میرے نام لکھے گا تو میں تجھے بھی قتل کر دوں گا۔ اس نے اپنی جان کے خطرہ سے بچھڑا کر ملازم ہیضہ سے مر گیا ہے۔ اس طرح آپ اس وقوعہ سے بری ہو گئے۔ بعد ازاں تائب ہوئے اور تمام عمر استغفار کرتے رہے۔

آپ نماز پنجگانہ پر موافقت رکھتے بلکہ فجر کے وقت اپنے فرزندوں کو بالجبر جگاتے اور عبادت نماز پڑھنے کی تاکید کرتے۔ آپ مرض الموت میں بھی اشارے سے نماز پڑھتے رہے تلاوت قرآن مجید بھی کیا کرتے۔ رمضان شریف کے روزے بھی پابندی سے رکھتے۔

کرامات

منقول ہے کہ آپ ایک مرتبہ طاعون سے سخت بیمار ہو گئے۔ ہر چند طاعون کا دور ہوتا علاج کیے مگر فائدہ نہ ہوا۔ ایک رات خواب میں بابا حسن گو شاہ مجذوب کی زیارت ہوئی۔ انہوں نے فرمایا کہ تم سورہ ملک با وضو پڑھو تندرست ہو جاؤ گے۔ چنانچہ آپ نے چند روز اس پر موافقت فرمائی تو بالکل صحت یاب ہو گئے۔ پھر آپ نے یہی سورہ پڑھ کر تمام گاؤں میں پھونکی تو وہاں بالکل جاتی رہی۔

آپ کے بیٹے سید عمر حیات بیان کرتے ہیں چوری شدہ گھوڑیوں کا واپس آجانا کہ ایک مرتبہ آپ کی سات عدد گھوڑیاں چور لے گئے۔ اور وہ چور مندرجہ ذیل سات اشخاص تھے،

- ۱۔ علی ادھی ساکن سوہل
- ۲۔ دو کوٹرا ساکن پھتاں
- ۳۔ تاجر لودی کا
- ۴۔ سدا چیمہ ساکن خنجر
- ۵۔ گاجی ساکن سیرو کے
- ۶۔ دولا سنگھ ساکن ٹھٹھ مانگ
- ۷۔ باوا پوران ساکن شپتے

جب وہ دو کوس کے فاصلہ پر گئے تو آگے سے ایک شخص سفید گھوڑے پر سوار،

ہاتھ میں نیزہ سامنے سے نمودار ہوا۔ اور اس اکیلے نے ان سب کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔
 ناچار وہ گھوڑیاں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ گھوڑیاں صبح کو گھر آ گئیں۔
 سید عمر حیات کہتے ہیں کہ یہ سوار والا واقعہ مسیبان علی اور تاجو مذکور نے خود اپنی
 زبان سے ہمارے سامنے بیان کیا۔

عملیات

برائے دفع وبا آپ وبا کے دنوں میں وظیفہ ذیل لکھ کر گھروں میں لٹکاتے اور اولاد کو پڑھاتے۔
لی خمسة اطفی بہا حزا الوباء الحاطمه
المصطفیٰ والمرضى وابناهما والفاطمه
 اگر کسی کو دردِ دانت ہوتا تو آپ یہ نقش تین مرتبہ لکھتے تو اسی وقت درد
 برائے دردِ دندان رفع ہو جاتا۔

مکتوب

آپ کے بڑے بھائی سید غلام حسن کی پھلنگ لڑکی مسات حسین بی بی جو ان کی اہلیہ
 گوہر بی بی حفظانہ کی بیٹی تھی۔ اُس کا نکاح میاں محمد حسین ولد رکن دین ہیلانی سے کیا گیا۔ اس
 کے ہاں ایک لڑکی حیات بیگم نام پیدا ہوئی۔ آپ نے اپنے بیٹے سید محمد حیات کے لیے اس
 لڑکی کا رشتہ طلب کیا۔ انہوں نے آپ کو رشتہ دے دیا۔ ان کے ہم جدی برادران میاں
 عبدالغنی تھانیدارہ غیرہ اصحاب ہیلانیہ نے میاں محمد حسین مذکور کو اپنی برادری سے الگ کر دیا کہ تو
 نے نوشاہی خاندان میں کیوں ناطہ کیا ہے۔ جب آپ کو اس بات کی اطلاع ہوئی کہ ہیلانی
 فریق ہمارے ناطہ سے ناراض ہیں تو آپ نے چند سوالات تحریر کر کے ایک مکتوب ان کو بھیجا۔
 چنانچہ اس مکتوب کے جواب سے وہ عمدہ برآمد ہو سکے۔ مکتوب یہ ہے۔

”بسم اللہ الرحمن الرحیم“

”بعد حمد خداوند تعالیٰ ولعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میاں صاحب عبدالغنی“

دیگر میراں صاحبان سکناے موضع ہیلاں دامِ ظلم - از جانب بندہ غلام حسین ولد شاہ نور احمد
نوشاہی نمرہ حضرت جناب گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ساکن ساہن پال مالو ارد موضع چنبیل علاقہ
خانقاہ ڈاکراں ضلع گوجرانوالہ - واضح ہوئے کہ عرصہ دراز یعنی زمانہ سابق عہد جناب گنج بخش
رحمۃ اللہ علیہ سے حال تک بزرگان ماوشما میں سلسلہ یگانگی و یکجہتی چلا آ رہا اور باہم رشتہ داری کا طریقہ
جی حال تک قائم رہا۔ کوئی نقص کسی قسم کا ظاہر نہیں ہوا۔ چونکہ بزرگان عالی تبار فریقین حق سپرد
ہوئے۔ اور یہ قدر رشتہ داری باہمی فریقین ہوتی رہی جملہ صاحبان کو معلوم ہوں گی۔ اب زمانہ
حال میں جب سے آپ صاحبان سجادہ نشین ہوئے ہیں کچھ کسی قدر سننے میں آتا ہے کہ نفاق کی صورت
پیدا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ واجب یہ تھا کہ اپنے بزرگان یعنی باپ دادا سے اس معاملہ میں
اصلاح طلب ہوتے۔ جو کچھ کہ وہ رائے ظاہر کرتے اس پر غلہ رآمد کرنا آپ کو واجب اور لازم تھا
چونکہ بزرگان گذشتہ تمام عمر خاندان نوشاہی کو اچھا سمجھتے رہے اور برتاؤ و یگانگی میں سرسبز بھی
فرق نہ لانے تھے۔ اب برخلاف راہ و رسم بزرگان کے آپ صاحبان نے عناد باہمی پیدا کیا ہے۔
اگر کسی قسم کا نقص تھا تو ان کے روبرو یہ فیصلہ کر کے ان کی طرف سے سد حاصل کر لینی تھی تاکہ ہم
لوگوں کو بھی تسکین ہوتی۔ آپ لوگوں کا جو خیال آج کل ہو رہا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ
آپ کی عقل کے مطابق ان کو عقل یا ایقان نہیں تھی اس لیے کہ ان سے اس قسم کی حرکت یا کارروائی
نہیں ہوتی۔ آپ لوگ اپنے آپ کو زیادہ عقلمند سمجھتے ہیں۔ کیونکہ اس قسم کی حرکت یا شرارت زمانہ
سابق میں پیدا نہیں ہوتی تھیں جو اب پیدا ہوئی ہیں۔ نور چشمی حسین بی بی دختر ہماری جس کو
پرورش کیا گیا۔ اور شادی اس کی بہراہ محمد حسین ولد رکن دین بیلائی کی گئی۔ اب قضا عند اللہ
اُس کے گھر لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ چونکہ مذکورین نے اس خیال پر کہ کوئی ہمدرد نہیں ہے واسطے
قائم کرنے ہمدردی کے ناٹھ دختر خود اس احترام کی طرف کیا۔ اور محکم دین، رکن دین، محمد دین،
غلام رسول، نبی بخش، جوان کے برادران و ہم مشرب تھے۔ ان کی رضامندی اور اصلاح سے
یہ ناٹھ ہونے کا ارادہ ہوا تھا۔ اب سنا گیا ہے کہ اس ناٹھ کے ہونے میں آپ ناراض ہیں۔
یہ ناٹھ ہونے کا وقت یہ۔ غٹ تھا کہ حسین بی بی کا کوئی عائلی موالی نہیں ہے۔ اس کی

لے اصل مکتوب میں اسی طرح تحریر ہے۔ صحیح لفظ موالی ہونا چاہیے ۱۲ سید شرافت

آمد رفت کا سلسلہ سابق دستور سے اس جگہ رہتا کیونکہ ہم نے اس کی اولاد کی طرح پرورش وغیرہ کا حق ادا کیا تھا۔ اب آپ صاحبان نے محمد حسین کو رنج ناطہ کرنے کے باعث علیحدہ کر دیا ہے آپ کو چاہیے تھا کہ جن کی مصلحت اور اصلاح سے یہ ناطہ ہوا تھا۔ یعنی حکم دین وغیرہ۔ بعد تحقیقات کرنے کے ان کو بھی علیحدہ کیا جاتا۔ محمد حسین اکیلے کو علیحدہ کرنا واجب تھا۔ اب آپ کو مناسب ہے کہ باعث تاراضگی کا مفصل حال سے مطلع فرمادیں کہ اس نقص کے سبب سے رشتہ کرنا جائز نہیں تھا۔ نہایت افسوس کی بات ہے کہ رشتہ ہونے کے سبب سے محمد حسین قبیلہ سے علیحدہ کیا گیا ہے سخت بدنامی فریقین کی صورت ہے۔

خلاصہ التماس

۱۔ آپ صاحبان چہ بتلادیں کہ اولاد حضرت گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ میں یہ نقص ہے اس لیے جدید رابطہ داری نہیں کرنی چاہیے۔

۲۔ پہلے حسب نسب کا حال آپ کا ہم کو معلوم ہے اور ہمارا آپ کو معلوم ہے۔ نسب خود جو آجکل زیادہ ہو گیا ہے اس کی بابت بھی ریمارک دیوں کہ اس باعث سے ناطہ نہیں کیا جاتا۔

۳۔ اگر نسب اعلیٰ درجہ کا آپ کا ہوتا تو بزرگان آپ کے کیوں ایسا کیا کرتے۔

۴۔ اگر آپ کے نسب کی فضیلت پہلے سے زیادہ ظاہر ہوتی ہے تو مع شجرہ نسب کے تحریر کریں تاکہ ہماری تسلی ہو کہ ضرور ہم ان کے درجہ کے نہیں ہیں۔

۵۔ خاندان جناب گنج بخش کے بابت کوئی امر نسب و حسب کے دیکھنے کی ضرورت ہو تو اول تو تمام عالم یعنی مخلوقات ہندو مسلمان سے تصدیق ہو سکتا ہے۔ اگر تحریری دیکھنا ہو تو تاریخ فرشتہ اور کفر رحمت کتبہائے معتبر سے اور نیز مناقبات ہندی فارسی دیکھ لیں۔

۶۔ اپنے خاندان کے حسب نسب کا حال جو الہ کتب ہائے معتبرہ جوں مثال بالامندجہ فقہ ۷ ظاہر کریں کہ اس وجہ سے آج کل ہمارے میں فضیلت زیادہ ہو گئی ہے۔ اس لیے خاندان نوشاہی کے ساتھ ناطہ کرنا منع ہو گیا ہے۔

لے تاریخ فرشتہ میں نوشاہی خاندان کا کوئی ذکر نہیں ۱۲ شرافت

۷۔ حاجانِ مدوح کی خدمت میں التجا کی جاتی ہے کہ سوالات مندرجہ بالا کی بابت جواب سے بہت جلدی مشکور کریں تاکہ ہم نسبِ خود کی بابت وزن کر کے خاموش رہیں۔

۸۔ تقدیم الایام سے سنا جاتا ہے کہ قبیلہ علمایان موضع بیلاں بہت لائق اور علمِ شرع و اصول سے واقف، اور حکمِ خدا و رسول پر قائم، اور علمِ ابدان میں ماہر، بہت خلیق اور حلیم چلتے آئے ہیں۔ آج کل اس کے برخلاف کارروائی شروع ہو گئی ہے۔ اگر سجادہ نشینانِ رسول مقبول کا یہ حال ہے تو دوسری مخلوق کی کیا شکایت۔ اس قدر تکبر اور عجب بڑھانا مردمانِ اہل علم کو درست نہیں ہے بلکہ خلق اور بھردی اور راہِ راست پر چلنے کی ہدایت کرنی چاہیے۔ خود پسندی حد سے زیادہ ہو جاوے تو اندیشہ کفر اور جہل کا ہو سکتا ہے۔ اہل اسلام میں یہ کارروائی نہیں ہونی چاہیے۔

جواب امور است مندرجہ بالا کا شکل ممبران تجویز کر کے باصواب تحریر فرمادیں۔ ایسا نہ ہو

کہ چند نگہ اتما س ہذا پائمال رہیں۔ زیادہ والسلام

الراقم تا بعد از آپ کا بندہ احقر غلام حسین از چنبیل

آپ کا خط فطری طور پر خوشخط تھا۔ آپ شگفتہ بہت اچھا لکھتے۔ آپ کے تحریر کردہ **تحریرات** چالانِ طرمان اور دیگر تحریرات قانونی و کتاب ہائے قانون سرکار انگریزی وغیرہ آپ کی اولاد کے پاس موجود ہیں۔

آپ کی چار بیویاں تھیں،

ازواج ۱۔ سیدہ عمر بی بی بنت سیدہ مقدم الدین ساہنپالیوی۔ ان کے بطن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

۲۔ بی بی بنت دستمان۔ یہ قوم برہمن سے تھی۔ مسلمان ہو کر آپ سے نکاح کیا۔ اس سے

کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

۳۔ مسات عمر بی بی بنت انہین قوم بافندہ ساکن گوجرانوالہ۔ اس کے بطن سے تین

بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

۴۔ مسات حسین بی بی بنت چودھری کرم بٹھلو، ساکن بتر ضلع گوجرانوالہ۔ اس کے

بطن سے پانچ بیٹے پیدا ہوئے۔

آپ کے پانچ بیٹے پیدا ہوئے:

- اولاد ۱۔ سید فضل حسینؒ ۲۔ سید محمد حیاتؒ ۳۔ سید عمر حیات سلمہ اللہ
۴۔ سید کرم حیاتؒ ۵۔ سید نجات حیاتؒ

ان میں سے سید عمر حیات متولد ۱۳۱۰ھ اس وقت موجود ہیں۔ علم موسیقی میں اچھی مہارت رکھتے ہیں۔ لوگوں کے مقدمات فیصل کرتے ہیں۔ ان کی مجلس میں مردمان اہل حاجت کا اجتماع رہتا ہے۔ ان کی دو بیویاں ہوئیں:

۱۔ سیدہ صالحہ بی بی بنت سید غلام علی ساہن پالویؒ۔ ان کے بطن سے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہوئی۔

۲۔ سیدہ امینہ بی بی بنت سید فضل حسین ہاشمی زملویؒ۔ ان کے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔

لڑکوں کے نام یہ ہیں:

- ۱۔ صاحبزادہ عبد الکریم سلمہ اللہ ۲۔ صاحبزادہ فضل کریم۔ بچپن میں فوت ہوا۔
لڑکیوں کے نام یہ ہیں:

۱۔ سیدہ فضل سکیم۔ بچپن میں فوت ہوئی ۲۔ سیدہ ارشاد سکیم۔ یہ موجود ہے۔

— صاحبزادہ عبد الکریم التعلیٰ بعباسی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ متولد پنجشنبہ ۱۳ رمضان ۱۳۳۲ھ

یہ مولف فقیر سید شرافت عافہ اللہ کا خالہ زاد بھائی اور مرید و خلیفہ ہے۔ صاحب علم و

عقل و دانش ہے۔ علم موسیقی کا واقف ہے۔ فن شاعری پنجابی میں بھی خاص مہارت

رکھتا ہے۔ کئی سی حرفیاں، دو ہڑسے، نقعیں، کافیاں بناتی ہیں جو نہایت پر لذت

ہیں۔ سلسلہ پیری مریدی بھی جاری ہے۔ اکثر لوگ اس کی بیعت ہوتے ہیں۔

ایک کافی یہاں درج کی جاتی ہے:

کافی

در یار دا خانہ کعبہ اے اساں ہور دواہ کی کرنا
 رکھ قداں تے سراکاری پھر سجدہ دوبارہ کی کرنا
 جہڑے سبقت عشق دالیندے نہیں سچ کہنوں سول نہ رہندے نہیں
 چڑھ سولی تے پئے کندے نہیں نک نک کے تظاہرہ کی کرنا
 جدھے دل وچ شوق نظاے دا اوہ صدقوں کدے نہ ہارے دا
 رکھے مصحف یاد پیارے دا اُس حفظ سپارہ کی کرنا
 جے عاشق ہیں دلدار دا توں کئے جھوٹ پہلے وار دا توں
 کر سر نذرانہ یار دا توں اس چند نوں پیارا کی کرنا
 مو تو اقبل حرف پکا پہلے در یار دے سیس کٹا پہلے
 ایہ عباسی جان گوا پہلے مرنے تھیں کنسارہ کی کرنا

اس کی دو بیویاں ہیں :

۱۔ سیدہ رضیہ بیگم بنت حضرت سید غلام مصطفیٰ برخورداری ساہنپالوی مدظلہ۔ اس کے
 بطن سے ایک لڑکا خضر حیات متولد سوموار ۱۳۱۵ھ۔ اور ایک لڑکی زکیہ بیگم
 موجود ہے۔

۲۔ سیدہ صفیہ بیگم بنت سید کم حیات چنبصل۔ اس کے بطن سے ایک لڑکی زاہدہ پروین
 نام ہے۔

سید غلام حسین صاحب ذکر خدا کی تین بیٹیاں تھیں :

۱۔ سیدہ بخت روشن ۲۔ سیدہ محمد بی بی ۳۔ سیدہ بیگم بی بی۔ تینوں بچپن
 میں فوت ہو گئیں۔

آپ کسی کو مرید نہیں بناتے تھے۔ صرف ایک شخص شیر محمد نام گلگو ساکن
 یار طریقت چنبصل کو مرید بنایا۔

تاریخ وفات سید غلام حسین کی وفات بروز بدھوار، پانچویں جمادی الاخریٰ ۱۳۲۵ھ

قین ہوئی۔ قبر موضع چنیبل علاقہ خانقاہ ڈوگرہاں ضلع شیخوپورہ میں ہے۔

مادہ ہائے تاریخ،

۲۔ باغ کامرانی

۱۔ محبوب خدارپرست

حضرت سید غلام علیؒ

آپ برگزیدہ درگاہ سبحانی، مقبول درگاہِ رحمانی، واقع روزِ طریقت و حقیقت تھے۔

آپ سید قدم الدین بن سید خدابخش کے فرزند اکبر تھے۔ بیعت و خلافت اپنے جد امجد سید خدابخش بن سید حافظ نور اللہ فرشتہ صفات سے حاصل تھی۔

آپ کی والدہ کا نام سیدہ حیات بی بی بنت سید فتح الدین بن سید خدابخش بر خورداری تھا۔

منقول ہے کہ آپ جب پیدا ہوئے تو آپ کے جسم کا دایاں حصہ ماورزاو کمزور تھا

واقعہ ولادت آپ کو چھ بزرگوار سید خدابخش کے سامنے کیا گیا اور عرض کیا گیا کہ یہ بچہ تو ہوا ہے

لیکن اس کا جسم سالم نہیں۔ انھوں نے فرمایا تم کوئی غم نہ کرو اس کا رعب شیروں پر بھی غالب ہوگا

اس کی جمال شیر بھی نہ جھیل سکیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ کا رعب و جلال ہر ایک پر غالب تھا۔

آپ نے قرآن مجید اور درسی کتابوں کی تعلیم مولانا سید غلام قادر بن سید عبداللہ سے

تعلیم پائی۔ کتنا بھی سیکھا۔ بائیں ہاتھ سے لکھ لیا کرتے تھے۔

معمولات

آپ کو بچپن سے ہی راہِ حق کا شوق تھا۔ وظائفِ قادریہ نوشاہیہ کے پورے اوراد و اشغال پابند تھے۔ نماز چھگانہ، منزل قرآن مجید، درود شریف مستغاث اور درود شریف

اکبر، دعائے حج العرش، دعائے حزب البحر، قصیدہ غوثیہ، شجرہ شریف نوشاہیہ مصنف

مولوی محمد اشرف فاروقی روزانہ پڑھا کرتے۔ مناجات غوثیہ خمس، جس کا پانچواں مصرع یہ

آتا ہے،

”یا علی الدین! تجھ کو کون نے میری خبر“

یہ بھی روزانہ پڑھتے۔

میاں شہاب الدین خلیفہ نورپوری سے سنتوں سے ہے کہ آپ جب کبھی نورپور
شب بیداری چاہلان میں تشریف لاتے۔ تو بہت تجربہ کیا گیا کہ آپ رات کو بالکل نہ سوتے
ساری رات کھڑے اور درود شریف کے وظایف میں گزار دیتے۔

آپ کو کئی مرتبہ دیکھا گیا کہ رات کو ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر عبادت
ایک پاؤں پر کھڑا ہونا کر رہے ہیں۔

ف: ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر عبادت کرنا بزرگوں کا معمول ہے۔ چنانچہ مخدوم عبداللہ ایک
پاؤں پر کھڑے ہو کر عبادت کیا کرتے بلکہ

آپ نے ابتدا سے احوال میں دریا سے چناب پر ایک چلہ بھی کیا تھا۔ اس میں
چلہ نشینی آپ کو کافی فیض حاصل ہوا، اور درگاہِ عالیہ میں مقبریت پائی۔

آپ جب سفر میں تشریف لے جاتے تو آپ کا معمول تھا کہ ساہن پال شریف
سفر کا معمول کی سرحد پر کھڑے ہو کر درگاہِ عالیہ نوشاہیہ کی طرف متوجہ ہو کر قصیدہ غوثیہ
پڑھتے اور بزرگانِ نوشاہیہ کا ختم شریف پڑھ کر ایصالِ ثواب کرنے روانہ ہوتے۔ چاروں طرف
روانگی کے وقت آپ کا یہی معمول تھا۔ اگر گھوڑی پر سوار ہوتے تو اسی طرح سواری کی حالت
میں ہی کھڑے ہو کر پڑھ لیا کرتے۔

۳۔ اخلاقِ حسنہ

آپ کے اخلاق درویشانہ تھے۔ فقیرانہ زندگی بسر کرتے۔

قدرت نے آپ کے چہرہ پر اس قدر جلالت کے آثار ظاہر کیے تھے کہ
رعیب و جلال کسی شخص کو سامنے ہونے کی جرأت نہیں ہو سکتی تھی۔ مہر دین میلو گوجر
دولت نگری سے منتقل ہے کہ جب آپ کبھی ہمارے ہاں تشریف لاتے اور آپ کا ارادہ روانگی
کا پختہ ہو جاتا تو ہم آپ کا ارادہ فسخ کرنے کی کوئی جرأت نہ ہو سکتی تھی حالانکہ ہماری محبت

اس بات کی مقتضی ہوتی تھی کہ آپ ابھی تشریف رکھیں۔

آپ صاحبِ حاجات کو تعویذ اور دمِ مفت کیا کرتے تھے۔ اور عمام
تعویذ کا مفت دینا پیروں کی طرح اجرت لینے کو اچھا نہ سمجھتے تھے۔ اگر کسی کا کام ہو جاوے
اور وہ نذرانہ دے تو قبول کر لیتے۔

میرے والد بزرگوار اعلیٰ حضرت سید غلام مصطفیٰ ادا م اللہ برکاتہ فرماتے ہیں کہ بچپن سے
سامنے کا واقعہ ہے کہ قصبہ کنجاہ کے ایک مہار نے مبلغ پانچ روپے آپ کو دینے چاہے اور بڑی
کوشش کی مگر آپ نے نہ لیا اور فرمایا: جب تمہارا کام ہو جاوے گا اس کے بدلے لیں گے۔
ایک بار آپ صحرائے ایں آباد ضلع گوجرانوالہ میں گھوڑی پر سوا جا رہے تھے
جنوں کی ملاقات وہاں ایک جن پہنے چل کی شکل میں، پھر بڑخالد، پھر کتا، پھر انسانی
صورت میں آپ کو ملا اور آپ کو اپنے ہمراہ ایک نشی جگہ میں لے گیا وہاں ان کی شادی تھی۔ گیت
ہو رہے تھے۔ سب جنات نے آپ کو سلام و آداب کیے اور عرض کیا کہ ہم آپ کے بزرگوں یعنی
حضرت ابو سعید مرتضیٰ بن سید عابد جمال اللہ نعیمہ اعظم کے مریدوں سے ہیں۔ پھر آپ کو
رخصت کیا۔

میری والدہ صاحبہ دامت عصمتا بیان فرماتی ہیں کہ حضور کے
گھوڑی کی جھڑیں گند جانا پاس ایک گھوڑی سفید رنگ تھی۔ روزانہ صبح کو اس کے
جھڑوں کے بال گندے ہوتے تھے۔ جنات گند جاتے تھے۔

ف، طائف جنات کا بزرگوں کو اپنے ہاں لے جانا کئی کتابوں میں منقول ہے۔

۱۔ شیخ صدر الدین حکیم (خلیفہ چراغِ دہلی) کو پرہاں اٹھا کر لے گئیں۔

۲۔ شیخ عبدالغفور مانو اعظم پوری کو جن اٹھا کر لے گئے تھے۔

منقول ہے کہ سید غلام حسن بن سید قطب الدین ڈھلو اللہ نے تمام
کحالاتِ ولایت اولادِ حضرت نوشہ صاحبہ فریق برنورداریہ اور فریق ماشیہ پر اکٹھا

لے مذکرہ اویانے ہند، ج ۱، ص ۱۳۴، ۱۳۵ ایضاً ج ۲، ص ۵۲۔ شرافت

دعویٰ کر دیا کہ درگاہ عالیہ نوشاہیہ کے چڑھاوا اور نذر و نیاز لینے کا میں اکیلا حقدار ہوں۔ دوسرے سب صاحبزادگان حصہ درگاہ سے خارج ہیں۔ چنانچہ فریقِ برخوردار یہ کی طرف سے آپ یعنی سید غلام علی ذکر ہذا والے۔ اور فریقِ ہاشمیہ کی طرف سے سید گامے شاہ بن سید ناصر الدین رن طوی مختار کا تھے۔ مقدمہ عدالت میں دائر تھا۔ سید غلام حسن نے اثنائے مقدمہ میں حضرت داتا گنج بخش لاہوریؒ کا سجادہ نشین بطور منصف اور حکم مدعو کیا کہ جو فیصلہ وہ کرے ہم کو منظور ہے۔ چنانچہ فریقین کا اجتماع ہوا۔ سجادہ نشین صاحبِ بصیرت تھا۔ اس نے بنظر کشف ہر ایک صاحبزادہ کے کمالات کا معائنہ کیا۔ آخر وہ حضور کے کمالیت و ولایت کو ملاحظہ کر کے آپ کا معتقد ہو گیا۔ اور کہا کہ آپ تمام ساداتِ نوشاہیہ میں سے فضل و معرفت کے کمالات میں بلند مقام رکھتے ہیں۔ اُس نے فیصلہ آپ کے حق میں کیا۔ اس کے بعد مجسٹریٹ کی عدالت سے بھی فیصلہ آپ کے حق میں ہوا، اور سید غلام حسن کا دعویٰ خارج ہو گیا۔ حکم سنایا گیا کہ بموجب ملاحظہ شجرہ جات نسب نصف حصہ کے فریقِ ہاشمیہ حقدار ہیں۔ اور نصف حصہ کے برخوردار یہ، اور فریقِ ثانی کے حصہ میں سے صرف پانچویں حصے کا مالک سید غلام حسن ہے۔

آپ کا قد درمیانہ، رنگ گندم گوں، دایاں ہاتھ اور دایاں پاؤں کمزور، حلیہ اقدس ریش مبارک بقدر ایک قبضہ، سر کے بال کانوں تک، دماغ پر سے بال جھڑ گئے تھے، بالوں کو دسمہ لگایا کرتے، سر پر ٹوپی سفید رنگ رکھتے۔ مولف کتاب ہذا فقیر سید شرافت عافہ اللہ کی عمر اُس وقت گیارہ سال تھی۔ آپ میرے حقیقی نانا صاحب تھے میں آپ کو باواجبی ٹوپی والے کہا کرتا تھا۔

آپ کو سماع سے بھی رغبت تھی۔ سماع کو بلا مزامیر سننا پسند فرماتے۔ سماع سننا جب کبھی موضع رائے میں جاتے تو اپنے مرید میاں کرم الہی بافندہ سے کتاب سنا کرتے۔ اور اگر کبھی موضع داؤ میں جاتے تو میاں محمود گوجر سے کتاب سنا کرتے، اور اس کو سلطان محمود کہہ کر بلایا کرتے۔

عطیات

بعض مریدوں نے معمولی مرادات کے ہدیہ میں آپ کو قطعاتِ زمینیں بطور عطیہ

دیے ہوئے تھے۔ جو آپ کی زندگی تک آپ کے تصرف میں رہے۔

۱۔ مسیان حاکم و حکم و شرف و فضلا پسرانِ تاج تار سا ہنپالیہ کا اپنی برادری کے ساتھ زمین کا ایک مقدمہ تھا۔ آپ کی دعا سے ان کے حق میں فیصلہ ہوا تو انہوں نے آٹھ کنال زمین آپ کو ہدیہ میں دی۔

مولف کہتا ہے کہ ۱۳۶۶ھ میں رقبہ ساہن پال میں اشمال اراضی ہوا۔ اس میں یہ قطعہ زمین ایک کیلہ حضور کی وراثت میں آپ کی بیٹی حضرت سیدہ حسین بی بی دامت صحتها کے نام کاغذات سرکاری میں انتقال درج ہو گیا ہے۔ یہ میری والدہ محترمہ ہیں اور ابھی ۱۳۶۹ھ میں حیات بابرکات میں۔

۲۔ مہر قطب الدین نبردار سیروجیہ متصل کنجاہ کے ہاں اولاد نہیں ہوتی تھی۔ آپ کی دعا سے اُس کے ہاں فرزند اللہ تہ نام تولد ہوا۔ اُس نے آٹھ کنال زمین آپ کو نذرانہ میں دی۔ یہ قطعہ زمین آج تک مولف کے قبضہ میں ہے۔

۳۔ رحم دین گوجر ساکن سیروجیہ کے ہاں آپ کی دعا سے فرزند ہوا تو اس نے دو کنال زمین آپ کو نذرانہ میں دی۔ یہ زمین بھی آج کل میرے قبضہ میں ہے۔

۴۔ مسی دائم و تراپچ ساکن بھاگت کے ہاں آپ کی دعا سے خدا تعالیٰ نے بیاضوشی محمد نام عطا کیا تو اس نے پانچ کنال زمین نذرانہ میں دی۔ یہ زمین بھی آج کل میرے تصرف میں ہے۔

۵۔ مسی سلطان احمد بن صاحب دین گوجر ساکن جاجو وال متصل لالہ موسیٰ کے ہاں اولاد زینہ نہیں تھی۔ اُس کے بھائی رحم دین نے خدمت میں التماس کی۔ آپ نے دعا فرمائی تو اس کے ہاں بیاضوشی محمد نام پیدا ہوا۔ انہوں نے چار کنال زمین نذرانہ میں دی۔ یہ زمین بھی آج کل میرے پاس ہے۔

۶۔ مسی کرم بن نوازش گوجر ساکن چندالہ متصل لالہ موسیٰ کی اہلیہ کے نام کچھ زمین تھی جو اس کو اپنے والد کو اولاد زینہ سے لاولد ہو جانے کی صورت میں ملی تھی۔ اس کے قریبی وارثوں نے اس زمین کا مقدمہ کر دیا۔ کرم مذکور نے آپ کی خدمت میں دعا کی التماس کی۔ آپ نے دعا سے غیر فرمائی تو مدعیوں کا مقدمہ خارج ہو گیا اور زمین اہلیہ کرم کے نام برقرار رہی۔

انہوں نے چار کنال زمین آپ کو نذرانہ میں دی۔

۷۔ مہر خواجہ گوجر چند الوی کے ہاں اولاد نہیں تھی۔ آپ کی دعا سے اس کو بیٹا تولد ہوا

تو اس نے چھ کنال زمین آپ کو نذرانہ میں دی۔

۸۔ بخشہ گوجر چند الوی کے ہاں بھی کوئی بیٹا نہ تھا۔ آپ کی دعا سے حق تعالیٰ نے اس کو

فرزند عطا فرمایا۔ تو اس نے چھ کنال زمین آپ کو ہدیہ دی۔

۹۔ مافی جنت گوجری چند الوی کو بھی آپ کی دعا سے لاکا تولد ہوا تو اس نے آٹھ کنال

زمین آپ کو نذرانہ میں دی۔

۱۰۔ مسی فضل بن مہو گوجر ساکن داؤ متصل لالہ موسیٰ کا اپنے برادران ہم جدی سے زمین کا

مقدمہ تھا۔ آپ کی دعا سے اس کے حق میں فیصلہ ہوا۔ تو اس نے دو کنال زمین آپ کو نذرانہ

میں دی۔

کرامات

آپ سے خوارق و کرامات بجزرت ظاہر ہوتے تھے۔ کئی مجدد منفرد آپ کی دعا سے

عیالدار ہوئے۔ کئی بے اولاد صاحب اولاد ہوئے۔ کئی بیمار شفا یاب ہوئے۔ کئی مخالف

سزا پا گئے۔ ان میں سے بعض واقعات یہاں تحریر کیے جاتے ہیں۔

میاں شہاب الدین خلیفہ نور پوری سے منقول ہے کہ آپ ہمارے گاؤں

وجد کروانا نور پور چاہلاں میں تشریف لائے۔ ایک روز میں آپ کی مجلس میں قصہ

سوہنی مینوال پڑھا رہا تھا۔ پاس ہی محمد یار موچی بیٹھا ہوا جوتی سی رہا تھا۔ آپ نے اپنی

انگلی سے اس کی طرف اشارہ کیا۔ اس کو وجد ہو گیا اور زمین پر ترپنے لگا۔

آپ کے برادر زادہ سید عمر حیات ظنیعل بیان کرتے ہیں کہ حضور کے

ایک مرید کو غائبانہ تنبیہ مزید سائیں مراد علی مجام ساکن چک جانو کلاں نے آپ کی بغیر اجازت

بطور خود کھانا ترک کر دیا۔ تمام لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ اُس نے کھانا چھوڑ دیا ہے۔ چوتھے روز

اس کو شجرک نے تنگ کر دیا۔ مجبور ہو کر دنیا کی بنیادی سے ڈرتے ہوئے مکان کے دروازے

بند کر کے اندر جا کر سیویاں پکائیں۔ جب شمال میں ڈال کر کھانے لگا تو آپ غائبانہ طور پر وہاں موجود ہو گئے۔ اور اس کو ڈانٹا۔ اسی وقت وہ کھانے سے رُک گیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

راوی موصوف سے منقول ہے کہ پھر سائیں مراد علی مذکور کو آپ نے فرمایا کہ اب کھانا ترک کروانا ترکِ طعام کر لو تم کو روزہ کی توفیق عطا ہوگی۔ چنانچہ اس کے بعد اس نے اتاج کا کھانا ترک کر دیا اور متواتر سات سال تک روزہ رکھا۔

سائیں قاسم علی فقیر ساکن دتو متصل قصبہ کھاریاں سے منقول ہے کہ ایک بار بادل کا سایہ کرنا میں آپ کے ساتھ موضع دُھنی (متصل دھوریہ) میں گیا۔ وہاں سے کوٹِ اخلاص کو روانہ ہوئے۔ جیلڈ کا مہینہ تھا۔ دوپہر کا وقت تھا۔ سخت گرمی پڑ رہی تھی۔ آپ گھوڑی پر سوار تھے، سر پر چھتری لگائی ہوئی تھی۔ میں نے عرض کیا کہ آپ نے تو سایہ کیا ہوا ہے اور میں دھوپ میں مر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا، کچھ خوف نہ کرو اسی وقت تم پر بھی سایہ ہو جاتا ہے۔ آپ نے دل میں چند الفاظ پڑھے۔ اُس وقت آسمان بالکل صاف تھا موضع برنالی کے قریب چنپے تو بادل کا ایک قطعہ نمودار ہوا، اس نے ہمارے سر پر سایہ کر دیا اور تھوڑے تھوڑے قطرات بھی گرنے لگے۔ ہم ٹھنڈک میں آسانی سے کوٹِ اخلاص پہنچ گئے۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ چند آلمہ میں تشریف لے گئے۔ ایک زمیندار نے عرض کیا کہ ام کو چل لگنا میں نے ام کا درخت لگایا تھا۔ چند سال گزر گئے ہیں اس کو چل نہیں لگتا۔ آپ نے تعویذ کر دیا کہ اُس کی شاخ سے بانڈ دو۔ ایسا کرنے سے اس کو چل لگنا شروع ہو گیا اور آج تک اس ام کو چل بکثرت لگتا ہے۔

میاں شہاب الدین خلیفہ نوپوری سے منقول ہے کہ میرے لڑکے محمد بخش کی غلہ کا بڑھ جانا شادی کا کام شروع تھا۔ میں نے عرض کیا جناب غلہ بہت تھوڑا ہے۔ آپ نے تعویذ لکھ دیا اور فرمایا اس کو آٹے والے بھڑولہ میں ڈال دو۔ اللہ کریم برکت دے گا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ اس میں سات من آٹا تھا۔ بیابھی کشادہ خاطر ہو گیا اور دو مہینے تک بعد میں بھی کھاتے رہے۔ ایک روز میری بیوی نے بھڑولہ کا نہ کھول کر دیکھا تو ابھی تھوڑا سا آٹا موجود تھا۔ آپ نے فرمایا، اگر تم نہ دیکھتے تو کبھی ختم نہ ہوتا۔

ف : کھانے کا یا غلہ کا بڑھ جانا بزرگوں کے تصرفات میں سے ہے۔ چنانچہ،

۱۔ شیخ محمد عارف چشتی زردو لوی نے ایک بڑھیا کو غلہ دیا جو تمام عمر ختم نہ ہوا۔

۲۔ سید علیم الدین حسینی نے مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی کو ایک روپیہ عطا کیا۔ وہ کئی سال

تک ان کی جیب میں رہا۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے مریدان کرم الہی و بلند اسپران بوٹا ماچھی

قیدیوں کو رہا کر دانا ساہنپالیہ چوری کے جرم میں گرفتار ہو گئے۔ ایک روز بلند اس نے جیلخانہ میں

کہا کہ ہم بڑی تکلیف میں ہیں۔ کرم الہی نے کہا کہ اگر ہمارا مرشد کامل ہے تو ہماری امداد کرے گا۔

چنانچہ اسی رات آپ ان کو خواب میں ملے اور ان کی ہتھکڑیاں کھول دیں۔ جب وہ بیدار ہوئے

تو کڑیاں کھلی تھیں۔ صبح کو حکم کی تاریخ تھی۔ سپاہیوں نے نئی ہتھکڑیاں لگا کر مجسٹریٹ کے

پیش کیا۔ جاتے ہی اس نے رہا کر دیا۔

منقول ہے کہ ایک روز آپ اگر دیہ میں گئے وہاں ایک عورت نے

بیماری کے کاشفا پانا عرض کیا کہ میرا بچہ ہر وقت پاخانہ پھرتا رہتا ہے۔ اس کو اسہال جاری

ہیں بند نہیں ہوتے۔ آپ نے فرمایا: بند ہو جاویں گے چنانچہ اس کے بعد تین روز تک وہ بالکل

بند ہو گئے۔ پھر اس کی والدہ نے اگر عرض کیا کہ اب تو بالکل ہی بند ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: اب

تندرست ہو جاوے گا۔ اس کے بعد وہ بالکل شفا پا گیا۔

منقول ہے کہ سید غلام احمد بن سید فاضل شاہ جب ایک سالہ عمر کے تھے تو

مردہ کو زندہ کرنا مرض اٹھرا سے فوت ہو گئے۔ ان کو غسل دے دیا گیا اور دفن کرنے لے جانے

کو تیار تھے کہ آپ تشریف لے آئے۔ دیکھ کر ان کی والدہ جو آپ کی بھتیجی تھی فرمایا: حیات سگم!

اگر یہ لڑکا زندہ ہو جاوے تو کیا نذرانہ دوگی؟ انہوں نے عرض کیا: پانچ روپے۔ آپ نے ان کو

دم کیا اور تعویذ لکھ کر ان کے گلے میں ڈال دیا۔ اسی وقت انہوں نے آنکھیں کھول دیں، اور

زندہ ہو گئے اور سب اقارب کو بڑی خوشی ہوئی۔

فت : مولف کتاب ہذا فقیر سید شرافت نوشاہی عفا اللہ عنہ کہتا ہے کہ یہ واقعہ بالکل صحیح ہے۔
اس کو سیدہ حیات بیگم خود، اُن کے صاحبزادے سید کرم الہی، سید نور الہی اور سید غلام احمد
بالاتفاق اپنی زبان سے بیان کیا کرتے تھے۔

مردہ کا زندہ ہونا اولیاً اللہ کے تصرفات اور کمالات میں سے ہے۔ چنانچہ شاہ بلاول
قادری نے اپنے ایک سات سالہ رفیق لڑکے کو جو مر گیا تھا، زندہ کر دیا تھا۔

مہر دین گوہر میلو دولت نگری کی والدہ سے منقول ہے کہ
دل کی گھبراہٹ دور کرنا مجھ کو دل کی گھبراہٹ کی بیماری تھی۔ بڑے علاج کیے، کچھ

فائدہ نہ ہوا۔ آپ تشریف لائے تو میں نے بیماری کے متعلق عرض کیا۔ آپ نے پیالہ میں نعش کو دیا
اور فرمایا: اکیس روز اس میں پانی پینا۔ چنانچہ اکیس دنوں میں بالکل شفا پا گئی۔

میاں شہاب الدین خلیفہ نورپوری سے منقول ہے کہ میرے لڑکے
خود بخود رشتہ ملنا محمد بخش کے رشتہ کا مجھ کو جواب ہو گیا۔ میں نے آپ کے سامنے

سرگزشت بیان کی۔ آپ نے فرمایا کہ تم کوئی فکر نہ کرو آٹھ روز سے پہلے وہ خود چل کر تمہارے
پاس آویں گے اور معافی بھی مانگیں گے اور رشتہ بھی دیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

منقول ہے کہ ایک بار آپ نورپور چاہلاں میں تشریف فرما تھے۔
مفت رشتہ ملنا ہری سنگھ چاہل دودھ کا کٹورا لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا

اور عرض کیا کہ موضع ڈیوڈھی میں ایک عورت ہے اُس کے متعلقین چھتو روپے ہانگے ہیں۔
مجھ میں اتنی استطاعت نہیں۔ آپ مہربان ہو گئے اور فرمایا کہ اگر کل آدمی ناپا کرنے کے لیے

وہاں سے آگیا تو جان لینا کہ ہماری دعا سے ہے۔ چنانچہ دوسرے روز اُس کا کام مفت ہی بن گیا۔
منقول ہے کہ محمد بن کرم الدین چند الوی نے آپ کی خدمت میں

تین روز میں نکاح ہونا عرض کیا کہ میری بیوی فوت ہو گئی ہے۔ اور اب چکی خود پیتا ہوں
اور مصیبت میں مبتلا ہوں۔ اور فلان عورت پیوہ سے اگر نکاح کر لے تو میرا خانہ آباد ہو سکتا ہے

آپ نے اس کو نمک دم کر دیا کہ اس کو کھلا دے۔ نمک کھلانے سے وہ تین روز کے بعد
خود بخود آگئی اور محمد سے نکاح کر لیا۔

لے تذکرہ اولیائے بند ج ۳ ص ۲۸ شرافت

منقول ہے کہ علاقہ گوجر کا ایک آدمی آپ کو اپنی پشت پر اٹھا کر
 فوری طور پر نکاح ہونا نامہ بھنبر سے پار کرنے لگا۔ جب پانی کے درمیان گیا تو نیچے بیٹھنے لگا۔
 آپ نے پوچھا: کیا بات ہے؟ اُس نے کہا آپ کو ڈبوں نے لگا ہوں۔ فرمایا: کیوں؟ کہا فلاں
 عورت پر میں مبتلا ہوں، وہ میرے ساتھ نکاح نہیں کرتی۔ آپ کی موجودگی میں سرد گردان
 پھر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا: جاؤ، آج ہی وہ نکاح کر لے گی۔ چنانچہ وہ شخص آپ کو بھنبر سے پار
 کر کے واپس گھر گیا تو وہ عورت اُسی روز اُس کے پاس آگئی اور نکاح کر لیا۔

منقول ہے کہ گوجر پور کے ایک شخص نے خدمت میں عرض کیا کہ میں نے ہر چند
 جلد ہی نکاح ہونا کوشش کی ہے فلاں عورت مجھ سے نکاح نہیں کرتی۔ آپ نے اس کو
 قند سیاہ دم کر دیا۔ جب اُس نے کھلایا تو بہت جلدی اُس عورت نے اس سے نکاح کر لیا۔

منقول ہے کہ موضع بجن علاقہ لالہ موٹے کی ایک عورت نے عرض کیا کہ
 تو ام لڑکے پیدا ہونا میرے گھر اولاد نہیں ہوتی۔ آپ نے اس کو چار عدد تعویذ دیے۔ اور
 فرمایا: اللہ تعالیٰ تم کو چار لڑکے عطا فرماوے گا۔ اس نے دو تعویذ ایک دن اور دو دوسرے
 دن نوش کیے۔ اس کو دو مرتبہ جوڑا جوڑا لڑکے (توام) پیدا ہوئے۔

آپ کی دعا سے کسی بچوں کا پیدا ہونا آپ کی دعا سے بے شمار نیچے
 متولد ہوئے، جن میں سے چند ایک لکھے جاتے ہیں:

۱۔ معین الدین پور کے ایک خاندانی سید کے ہاں سات ماہر نیچے پیدا ہوتے تھے۔
 آپ نے ریشم ہفت رنگ کا گٹ بنا دیا۔ حق تعالیٰ نے اس کو صحیح و سالم پورے نو ماہ کے بعد
 لڑکا عنایت کیا۔

۲۔ چودھری پیر بخش وڑاچ نمبر دار گوجر پوری کے ہاں اولاد جو کم جاتی تھی۔ آپ نے
 تعویذ کر دیا۔ اس کے ہاں فرزند میراں بخش نام پیدا ہوا جو عمر ہو کر فوت ہوا۔

۳۔ اللہ بخش وڑاچ گوجر پوری کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی۔ آپ کی دعا سے نھو نام فرزند
 پیدا ہوا جو ابھی بچہ مقرر سال زندہ ہے۔

۴۔ محند و ذرا پچ گوجر پوری کے ہاں اولاد نہیں تھی۔ اس کو تعویذ کر دیا تو اس کے گھر لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام پڈھی ہے اور ابھی بچھڑ پچھڑ سال زندہ ہے۔

۵۔ ہاشم موچی گوجر پوری کے ہاں آپ کی دعا سے لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام زینب بی بی ہے اب بچھڑ پچھڑ سال زندہ ہے۔

۶۔ خوشی بن میاں خاں موچی ساہنپالیہ کے بال بچے سب طاعون میں فوت ہو گئے اور وہ دونوں میاں بیوی باقی رہ گئے۔ آپ نے اس کو تعویذ بنا دیے تو خدا تعالیٰ نے اس کی ضعیفی حالت میں اس کو لڑکا عنایت فرمایا جس کا نام پونا ہے۔ وہ ابھی بچھڑ پچھڑ سال زندہ ہے۔

منقول ہے کہ آپ نور پور چاہلاں میں تشریف فرماتے۔ گنیش سنگھ نافرمان کو سزا ملنا زمیندار نے خدمت سامی میں عرض کیا کہ میری عورت کو اٹھرا کی شکایت ہے۔ اُس کا حمل ساقط ہو جایا کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم قبلہ کی طرف منہ کر کے پیشاب دیکھنا اور قبلہ و قطب و درگاہ نوشاہیہ کی طرف پاؤں دراز نہ کرنا، جھٹکانہ کھانا، شراب نہ پینا، زمانہ نہ کرنا۔ اگر تم ان نصیحتوں پر عمل کرو گے تو اسقاطِ حمل نہ ہوگا۔ اس نے نصائح پر عمل شروع کیا تو اس کی عورت کو حمل ٹھہر گیا۔ تین ماہ بخوبی گزر گئے پھر ان کا گوروا گیا اس نے اس کو بڑی ملامت کی کہ تو سبکہ ہو کر مسلمان درویش کے پاس کیوں گیا۔ آخر اس نے گنیش سنگھ کو شراب پلا دی۔ اور اُس نے شراب پی اُدھر اسی وقت اُس عورت کا حمل ضائع ہو گیا۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ قصبہ شاہ پورال ایک گستاخ عورت کی نسل منقطع ہو جانا میں تشریف لے گئے۔ صاحب خانہ کی عورت نے آپ کو نظرِ حقارت دیکھا اور کہا یہ مشنڈا بھی ہمیشہ آجاتا ہے۔ آپ نے سن کر فرمایا اگر میں مشنڈا ہوں تو تو بھی مشنڈا ہی ہو جائے گی۔ چنانچہ اس کی تمام اولاد مر گئی اور اس کی نسل قطع ہو گئی۔

منقول ہے کہ ایک عورت نے اولاد کے ایک منکر عورت کی اولاد کا مفلوج ہو جانا سنے آپ سے تعویذ لیے۔ اس کے ہاں لڑکا تولد ہوا۔ پھر وہ عورت آپ سے منکر ہو گئی۔ آپ کی میرت سے وہ لڑکا مفلوج ہو گیا۔

ابن کے بعد چوتھے پتے پیدا ہوئے سب مغلوں جوتے رہے۔

میاں نبی بخش اولاد میاں میہوں شیخ پوری (خلیفہ
 ایک منکر کے نچے کا لہلا ہوجانا حضرت سچا صاحب، اور تمام مردمان گوجر پور سے
 روایت ہے کہ پوروسری سن محمد وڑاچ گوجر پوری نے عرض کیا کہ اگر خدا تعالیٰ مجھے لڑکا دیوے تو میں
 اپنے نذرانے میں گھوڑا دوں گا۔ آپ نے دعا فرمائی اور تعویذ بھی کر دیے۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے
 آپ کو صاحب ہوا جس کا نام دیدار بخش رکھا گیا۔ آپ نے نذرانہ طلب کیا تو حسن محمد منکر ہو گیا۔ آپ نے
 ایسا نذرانہ کیا کہ وہ لڑکا اسی وقت لہلا ہو گیا اور مدت العمر لہلا رہا۔ اپنے آپ قطعاً نہ چل سکتا تھا۔
 سائیں قاسم علی فقیر ساکن دتو سے

ایک بے احتیاط عورت کے بچوں کا جل مرنا منقول ہے کہ مسات بھاگن ماچھن
 دوست نگری نے آپ سے اولاد کے لیے تعویذ لیے۔ آپ نے نصیحت فرمائی کہ ان تعویذوں کو بچوں کے
 گلے میں محفوظ رکھنا تمہارا کام تنور بھٹی کا ہوتا ہے ایسا نہ ہو کہ تعویذ جل جاویں۔ اگر تعویذ جل گئے تو بچے
 بھی جل جاویں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ کچھ عرصہ کے بعد اس کی بے احتیاطی سے تعویذ جل گئے۔ تو
 اس کے دو بچے اور ایک بچی بھی اتفاقاً تنور میں گر پڑے اور جل کر مر گئے۔

ف و بزرگوں کی زبان سے جو بات نخل جاوے وہ پوری ہو کر رہتی ہے۔ اسی طرح خوش
 بہاء الحق والدین ملتان نے شیخ صدر الدین کرنی کو فرمایا کہ کتابوں کو جلا دو اور طریقہ فقہ میں
 مشغول ہو جاؤ۔ انہوں نے کچھ تاخیر کی۔ امر الہی سے رات کو ان کی کتابیں خود بخود جل گئیں۔

ایک نیا نت کرنے والے کا ہلاک ہونا میاں محمود لوہار چندالوی سے منقول ہے کہ
 ایک بار آپ نے اپنا غلہ گندم ایک زمیندار
 کے ہاں امانت رکھا۔ اس نے ایک پنڈ (پچاس ٹوپے) غلہ اس سے خیانت کر کے نکال لیا۔
 آپ کو پتہ چلا تو فرمایا: تو نے ہمارے دانے کھائے ہیں خدا تعالیٰ نے اپنے خزانہ سے تیرے دانے
 ختم کر دیے ہیں۔ چنانچہ وہ شخص بعد خستہ حالی مفلس ہو کر ہلاک ہوا۔

لے تذکرہ اولیائے ہند، ج ۲، ص ۱۲۷ شرافت

نبی بخش بن سلطان موجی ساکن داؤسے منقول ہے کہ ایک مرتبہ میاں
نگاہ میں برقی اثر محمود لوہار چند الوی کسی شخص کے گھر آپ کو بطور میل لے گیا۔ اُس نے نہ مانا۔
آپ کی طبیعت میں بہت جلالیت آئی اور جوش میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اپنے ڈیرہ پر آ کر
اپنی گھوڑی کی بھیری پر نگاہ کی۔ وہ اسی وقت گر پڑی اور مر گئی۔ آپ نے فرمایا کہ میرا لہجہ
ہوا تھا کہ یہ نگاہ اس منکر شخص پر ڈالوں مگر پھر خیال آیا کہ اس کا بال بچہ تیمم ہو جاوے گا۔ آخر
قدر درویش برجان درویش کے مطابق اپنے پر ہی وہ غصہ ڈالا۔

منقول ہے کہ آپ کے ایک مرید کی بیٹی اُس کے کسی دشمن نے اغوا کر لی۔ وہ
نگاہ غم سے آپ کے آگے ملتی ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ تم روپے لے کر ان کو طلاق
دے دو۔ اس نے تعمیل ارشاد کی۔ سات سو روپیہ لے کر اس کو طلاق دے دی۔ آپ نے
فرمایا اب قدرت الہی کا نظارہ دیکھو۔ وہ دشمن بڑا خوش تھا کہ میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ جس
روز طلاق ہوئی رات کو آپ درگاہ غوثیہ مجوسہ میں عرض گزار ہوئے۔ اسی رات سہ گھی کو
وہ عورت مر گئی۔ وہ دشمن خائب و خاسر رہ گیا۔

وفات کے بعد کرامات

سلطان بن کرم الہی ماچھی ساہن پاوی سے منقول ہے
ایک مرید کو دشمنوں سے بچانا کہ ایک روز میں دشمنوں کے زخم میں چسپس گیا۔ اُس
وقت آپ کو یاد کیا تو دشمنوں پر ایسا خوف طاری ہوا کہ وہ زمین پر لیٹ گئے اور میں سلامت نکل آیا۔
سلطان ماچھی مذکور سے منقول ہے کہ کسی کا زیور چوری ہو گیا اس کو
ایک مرید کی مدد کو پہنچا۔ مجھ پر الزام لگایا حالانکہ میں اس سے بری الذمہ تھا۔ میرا کوئی حامی
مددگار نہ تھا۔ میں نے آپ کو بیکارا، یا مرشد، یا مدد گویا۔ رات کو خواب میں آپ کی زیارت ہوئی
آپ نے فرمایا: "تو حیران نہ ہو تجھ کو کوئی نہ پوچھے گا۔" صبح کو میرے ایک رشتہ دار نے میری
صفائی دے دی اور میں باسکل پہنچ گیا۔

مولف کو وظائف بتانا ہے۔ یہ سید شرافت کفہ انہ کو خواب میں آپ کی زیارت کا

شرف حاصل ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ مجھے کوئی وظیفہ ارشاد فرماویں۔ آپ نے فرمایا: روزانہ
ساتھ پاؤ قرآن مجید اور چار مرتبہ درود اکبر شریف پڑھا کرو۔ میں نے یہ پڑھنا شروع کیا تو آپ کے
برکات انفاس شریف سے بہت فیضان حاصل ہوا۔ اور کثرتِ کار و فتوحات ظاہری و باطنی کے
دروازے کھل گئے۔ الحمد للہ علیٰ کل حال۔

عملیات

آپ عاملِ کامل تھے۔ آپ کے عملیات سریع التاثر ہو کرتے تھے۔ دمِ تعویذ کرانے
والوں کا آپ کے پاس ہجوم رہتا تھا۔ آپ کے مسیحائی دم سے لوگ شفا پا جاتے۔ عوام الناس
کے علاوہ مشایخ سلیمانید اور ساداتِ نوشاہیہ برخورداریہ وہاں شہید سب آپ سے دم درود
کروایا کرتے۔ آپ کے پاس عملِ انھرا، چندری، رسولی، موہری، ترکی، آشوبِ چشم،
رتانجن، ٹوت، کچھالی، دردِ پستان، زہر باد، سرخ باد، نظر بد، ڈوبہ اطفال، کڑوم گزیدہ،
آسیب، دردِ سر، دردِ شقیقہ، دردِ دندان، دردِ ریح، حب، عدو، وبانے مویشیاں وغیرہ
نہایت مجرب تھے۔

میاں جنین دین ترکھان سارنگوی سے منقول ہے کہ ایک دفعہ آپ نے
دردِ شقیقہ کے واسطے مجھے اجازت فرمائی کہ اگر کسی کو دردِ شقیقہ ہو تو لفظ "وَلَا شَرَقِيَه"
پڑھ کر دم کیا کرو۔

چودھری حسن محمد بن محکم چٹھ ساکن پانڈو کے سے
تکالیف دور کرنے کے واسطے منقول ہے کہ آپ نے مجھے فرمایا تھا کہ اگر تم کو کبھی
تکلیف پیش آئے تو اس وقت یہ وظیفہ پڑھا کرو اللہ تعالیٰ تکلیف رفع کر دے گا۔ یہ ہے
يَا سَلَامُ يَا سَلَامُ يَا لَطِيفُ يَا لَطِيفُ

میاں شہاب الدین خلیفہ نورپوری سے منقول ہے کہ آپ نے
بیداری شب کے واسطے فرمایا کہ اگر رات کو بیدار رہ کر عبادت کرنا چاہو اور غلبہ
نیند کو رفع کرنا مقصود ہو تو یہ وظیفہ پڑھا کرو، اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ مِّنْ مَّصِيْبَتِيْ فَاَحْسِبْنِيْ

خَيْرًا امْنَهَا۔

سیدہ سیدہ بیگم بنت سید غلام نبی دھیر کوئی سے منقول ہے کہ اگر
ہوا چلنے کے واسطے کبھی گرمیوں کے موسم میں ہوا کا چلنا بند ہو جاتا اور طبیعت
دل تنگ ہو جاتی تو آپ یہ الفاظ چند مرتبہ پڑھا کرتے تو ہوا چلنی شروع ہو جاتی "یا حیدر گزار،
یا ذواؤد سے شبکار۔"

مکتوبات

آپ کے دو مکتوب یہاں درج کیے جاتے ہیں۔

یہ مکتوب آپ نے سفر سے اپنے والد بزرگوار سید قدم الدین بن سید خدابخش
مکتوب اول کے نام ارسال کیا تھا:

"بخدمت ابوی صاحب فیاض زمان قبلہ ام دام اقبالہ۔ از فدوی فرزند غلام علی
بعد از ادائے آداب واضح باد کہ ایں جا خیریت ست و صحت تندرستی آن صاحب از جناب
پاک پروردگار شب و روز خواہاں و ہویانم۔ عرض این ست کہ ازاں روزیکہ مرض شدہ ایم
بخیر و عافیت در موضع نورپور رسیدہ ایم۔ باز بعد شادی بر خردار محمد یار نعلین دوز در موضع
نوشہرہ رفتہ بودیم۔ و چند روز آنجا رفتہ باز حال در نورپور ہستیم۔ راضی و خوش ہستیم۔ بخدمت
خواہر عمر بی بی آداب برسد۔ بخدمت چھوچی صاحبہ سلام۔ بخدمت ماسی صاحبہ و عمر بی بی و مریم
بی بی آداب۔ و بخدمت عمر بخش و فضل الہی و غلام حسن و عافظ روح اللہ سلام۔ و بخدمت
استاد صاحب و ماموں صاحب قطب الدین و والدین و چرانغین و میاں حسن محمد و محمد امین و
عطا محمد سلام۔ و بخدمت مرشد صاحب آداب۔ و محمد بخش و کبیر و احمدین و دو کا سبی و
فضلا ترکمان و بوٹا ماچی و پیر بخش زمیندار و کرمیاں را سلام۔ و بطرف خرداں دعا۔ و بخدمت
کلان آداب۔"

رقیمہ غلام علی از نورپور چاہلان

مکتوب دوم یہ آپ نے اپنے خواہر زادہ کی طرف لکھا تھا۔

"خواہر زادہ سلامت۔ از جانب فدوی غلام علی۔ واضح ہو کہ یہاں پر خیریت ہے

لے آپ کا حقیقی خواہر زادہ تو کوئی نہیں تھا، یہ کوئی رشتہ داروں میں خواہر زادہ ہو گا ۱۲ شرافت

اور اُس طرف کی خیریت مدام مطلوب صورت یہ ہے کہ جو گھوڑی قضاے الہی سے مرگئی ہے۔ وہ خبر
 مجھ کو پہنچ گئی ہے۔ خورداں و دختران کے سر پر پیار دینا۔ فضل الہی و محمد بخش زمیندار و محمد میاں و محمد بخش
 علی احمد و غلام حسن و چراغ دین و کریم اللہ حضرت نوشاہ صاحب کی اولاد کو دعا و سلام برسد۔ حاکم و محمد بخش
 و کرم داد و امیر بخش و کرم دین و کرم الہی و خواجہ و داتا پاشی سب خور و کلان کو دعائے و سلام برسد۔
 و بوٹا شاہ و نیاز محمد و بوٹا و رسول بخش۔ و کاکو بی بی و حسین بی بی و صالحہ بی بی کے سر پر پیار۔ اور
 شہاب الدین و صدر الدین و امیر بخش و شمیرا و ودایا کی طرف سے سلام برسد۔
 ”رقیمہ غلام علی از نور پور چاہلان“

ملفوظات

آپ کے ارشادات مفصل نہیں مل سکے چند نصائح آپ کے یہ ہیں،
 فرمایا: پیروں کے طبقہ سے بوجہ خودی و تکبر تین ثواب والے کام جانتے رہتے ہیں۔ آدمی
 کو راستہ بتلانا، مسافروں کو پانی پلانا، راستہ سے کانٹا دور کرنا۔
 فرمایا: تعویذ نکلنا ہو تو مونے کاغذ پر لکھو۔
 فرمایا: اگر کسی مرید سے کوئی مویشی وغیرہ نذرانہ ملے تو اس سے لے لو۔ اگر کسی حسد
 رکھنا ہو تو اس کے گھر سے لے کر دوسری جگہ رکھو۔ اُس کے گھر میں نہ رکھو۔
 فرمایا: اگر کسی گاؤں میں تمہارے رشتہ دار بھی ہوں اور مرید بھی رہتے ہوں تو اگر
 رشتہ داروں کے گھر میں رہو گے تو وہ تم پر اپنی خدمت کا احسان جتائیں گے۔ اور اگر مریدوں کے
 گھر میں رہو گے تو وہ خدمت بھی کریں گے اور وہ خدمت بے لوث ہوگی۔ بلکہ وہ تمہارا احسان
 سمجھیں گے۔

ازواج آپ کی دوا بلدی تھیں؛

۱۔ سیدہ شمس بی بی بنت سیدہ شہنازہ بر خور داری ساکن بڑجن ضلع میرپور۔ ان کے
 ساتھ آپ کا نکاح ۱۲۹۰ھ ماہ مارچ ۱۹۳۱ء میں ہوا۔ ان کے بطن سے ایک
 فرزند یعنی بڑا بیٹا اور چھ بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

۲ - سیدہ ایمنہ بی بی بنت سید فضل الہی بر خور داری ساہنپالویؒ - ان کے بطن سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوئی۔
اولاد آپ کے دو بیٹے تھے،

۱- سید نور الہیؒ

۲- سید محمد علیؒ

آپ کی سات بیٹیاں ہوئیں:

۱ - سیدہ سجادہ بیگم المعروفہ کا کو بی بیؒ متولدہ ۱۲۹۱ھ - یہ تارکہ مجرودہ رہیں۔ دن رات عبادت میں رہتیں۔ اپنے والد صاحب کی تمام اجازتوں سے مشرف تھیں۔ صاحبِ خلافت تھیں۔ چونکہ ان کے بھائی بچپن میں فوت ہو گئے تھے اس لیے اپنے والد صاحب کے بعد ان کی جانشین رہیں۔ اکثر مخلوق خدا ان سے فیضیاب ہوئی۔ مولف کتاب ہذا سید شرافت عافہ اللہ کی حقیقی خالہ صاحبہ تھیں۔ مجھ کو بھی اپنے وظایف و عملیات کی اجازتیں عطا فرمائیں۔ ان کی وفات منگلوار ۳ شوال ۱۳۵۲ھ کو ہوئی۔

۲ - سیدہ زینب بی بی کبریٰؒ - یہ بچپن میں فوت ہو گئیں۔

۳ - سیدہ زینب بی بی صغریٰؒ - منکوہ سید محمد عالم بن سید پیر محمد مجذوب بر خور داری دھل والد۔

۴ - سیدہ حسین بی بی کبریٰؒ - یہ بھی بچپن میں فوت ہو گئیں۔

۵ - سیدہ حسین بی بی صغریٰؒ - منکوہ اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ نوشا ہی ابن حضرت

سید حافظ محمد شاہ بر خور داری ساہنپالویؒ۔

یہ ۱۳۰۲ھ میں پیدا ہوئیں۔ یہ فقیر سید شرافت عافہ اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ ہیں۔

نہایت پاکباز، عارفہ کاملہ، صابرہ، شاکرہ، نیک نہاد صاحبہ عبادت میں تلاوت

قرآن مجید چشمہ لگا کر کیا کرتی ہیں۔ اس وقت ۱۳۴۶ھ میں بعمر تہتر سال زندہ موجود ہیں۔

ان کے برکات سے اللہ کریم ہم کو دیر تک متمتع رکھے۔ آمین

۶ - سیدہ صالحہ بی بیؒ - منکوہ سیدہ عمر حیات بن سید غلام حسین حوالدار بر خور داری ساکن

چنبھل ضلع شیخوپورہ۔ (متوفیہ بدھوار - ۲۳ محرم ۱۳۳۶ھ)

۷۔ یہ بیٹی دوسری امیر سے ہوئی اور پیدا ہوتے ہی فوت ہو گئی۔

یارانِ طریقت

آپ سے بے شمار مخلوق سیراب ہوئی۔ حضرت نوشہا صاحبہ کے یاروں کی تعینیت میں آپ کے بانی مکتوب ہے۔ بونجہ بانوا، بہتر امرا، یہاں درج کیے جاتے ہیں۔

بائیں صوبے

- | | |
|--|-------------------------|
| ۱۔ سید محبوب حق بن سید نیا ز محمد برخورداری | ساہن پال شریف ضلع گجرات |
| ۲۔ سید کرم حیات بن سید غلام حسین برخورداری | چھیل شیخوپورہ |
| ۳۔ سید کرم امی بن سید لد سے شاہ برخورداری | پانڈو سکے کھن گجرات |
| ۴۔ سید نیک عالم بن سید نظام الدین برخورداری | نہین میرپور |
| ۵۔ سید محمد علی بن سید سلطان احمد برخورداری | دھیم کے نور گجرات |
| ۶۔ شیخ قائم الدین بن شیخ احمد شاہ سلیمانی | ساہنباں شریف |
| ۷۔ شیخ جملہ شاہ بن شیخ فضل الدین سلیمانی | اگرہ |
| ۸۔ میاں امام الدین جام المعروف سائیں مراد علی | چک جانو کلاں |
| ۹۔ سائیں جمعد شاہ مصطفی درویش | ٹھکھہ دریام |
| ۱۰۔ میاں کریم بخش موچی اولاد شیخ راجوولی | کوڑسے کرم شاہ |
| ۱۱۔ میاں امام الدین شاعر | " |
| ۱۲۔ میاں کرم الہی بامسند | رائے |
| ۱۳۔ میاں کرم بن رمضان موچی م ۲۶ رجب | داؤ |
| ۱۴۔ میاں غلام محمد بن کرموں موچی | جاجو وال |
| ۱۵۔ میاں مسعود لوہار | چنڈال |
| ۱۶۔ میاں شہاب الدین خلیفہ (متوفی شب شنبہ ۱۵ صفر ۱۳۵۹ھ) نورپور چاہلاں | گجرات |

- ۱۷۔ میاں محمد بخش بن شہاب الدین خلیفہ
 ۱۸۔ میاں جلال الدین خلیفہ
 ۱۹۔ میاں مکھن موچی

مستورات میں سے

- ۲۰۔ سیدہ کاکو بی بی دختر آنجناب
 ۲۱۔ سیدہ حسین بی بی دختر آنجناب - والدہ سید شرافت
 ۲۲۔ مسات برکت بی بی بنت جان محمدیہ نوراکوٹی زوجہ سید بوٹے شاہ بن سید بخش ساہنیال

بوجہ بانوا

- ۱۔ محمد بن حکم تارڑ اولاد چودھری ساہنیال تارڑ ۱۰۔ عمر دین موچی
 ۲۔ سکھان امیر تارڑ ۱۱۔ سکھان سکندر تارڑ۔ لوناد چودھری حب علی تارڑ۔ اگروہ
 ۳۔ کرم الہی بن بوٹا ماچی ۱۲۔ سردار ابن قادر تارڑ
 ۴۔ بلند ابن بوٹا ماچی ۱۳۔ خان بن گنا تارڑ
 ۵۔ شادی بن مکھن مرانی ۱۴۔ محمد بن تاجہ تارڑ
 ۶۔ ماہلان الہداد تارڑ ۱۵۔ محرم بن قطب تارڑ
 ۷۔ اولاد چودھری ساہنیال تارڑ چنی ساہنیال ۱۶۔ بڑھان بن حکم تارڑ
 ۸۔ جلال بن گامان تارڑ ۱۷۔ غلام احمد بن علی تارڑ نیروار مانگہ گجرات
 ۹۔ اولاد چودھری ساہنیال تارڑ ۱۸۔ اللہ دتہ مک نیروار چنی مک
 ۱۰۔ ولی بن گامان تارڑ ۱۹۔ محمد بخش المعروف بنگا جہاں چک ٹوکلان
 ۱۱۔ اولاد چودھری ساہنیال تارڑ ۲۰۔ اللہ دتہ مصطفیٰ گونگا سرلہ کلان
 ۱۲۔ علی بن گامان تارڑ ۲۱۔ مہرا بن ماہلا تارڑ اگروہ راشکے
 ۱۳۔ اولاد چودھری ساہنیال تارڑ ۲۲۔ مہرا بن ماہلا تارڑ اگروہ راشکے
 ۱۴۔ اولاد چودھری ساہنیال تارڑ ۲۳۔ ولی محمد موچی

- ۲۳۔ پوزیندار پانڈوال گہرا ۳۹۔ مہر قطب الدین نمبردار سیر و جیڈا گجرات
- ۲۵۔ خوشی بن چوغلہ بانڈہ ساہنپالیہ بوسال مسو۔ ۴۰۔ سکندر بن خادم نارڈ ساہنپالیہ کیلیانوالہ گوجرانوالہ
- ۲۶۔ محمد بخش بن برخوردار اراہیں کھوسر ۴۱۔ الفابن راجہ نارڈ اگروہ بھڑی تپھ
- ۲۷۔ پیر بخش وڈا پٹنمبردار گوجر پور ۴۲۔ میاں لہدین بن شہاب الدین خلیفہ
- ۲۸۔ نبی بخش بن چوغلہ موچی " " م ۳۳۔ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ نور پور چاٹلاں
- ۲۹۔ بخشا موچی کوٹ غلام " " ۴۳۔ رحیم بخش موچی نور پور چاٹلاں گوجرانوالہ
- ۳۰۔ پیرانڈہ موچی کٹھالہ " " ۴۴۔ محمد حسین بن غلام رسول گلگو چتہ جمیہ
- ۳۱۔ محمد دین موچی میکن " " ۴۵۔ سید بن کرم دین گلگو احمد انگر
- ۳۲۔ نبی بخش بن سلطان موچی داؤ " " ۴۶۔ کرم دین بن محمد بخش لوبار (بتوفی ۱۳۳۰ھ) باور
- ۳۳۔ راجہ کشمیری جن " " ۴۷۔ عمر بخش بن عظیم زگریز جوڑا گوجرانوالہ
- ۳۴۔ محمد دین بن سلطان احمد گوجر چوہان جاہوال " " ۴۸۔ رکن دین حمیہ چک عزیز
- ۳۵۔ کرم دین " " ۴۹۔ میاں فضل بن امیر بخش بن برخوردار
- ۳۶۔ سائیں غلام علی بن فضل علی فقیر دتو " " بیگو والہ سیالکوٹ
- ۳۷۔ سائیں قاسم علی بن فضل علی فقیر " " ۵۰۔ فضل بن کرم داد زگریز وائیں
- ۳۸۔ سائیں بکت علی بن سلطان علی فقیر کھاریاں " " ۵۱۔ نتمو شیخ ۵۲۔ اندیار موچی چک زید شیخ پورو

بہتر امراء

- ۱۔ سلطان احمد بن ماہلاتارڈ اولاد چودھری ساہنپال تارڈ چینی ساہنپال گجرات
- ۲۔ احمد بن ماہلاتارڈ " " " " " "
- ۳۔ شاہ محمد بن سکھاتارڈ اگروہ گجرات ۷۔ محمد بن قطب تارڈ اگروہ گجرات
- ۴۔ محمد بخش بن امیر تارڈ " " " " " " جلال بن مہر تارڈ
- ۵۔ خوشی محمد بن قادر تارڈ " " " " " " محمد بخش بن مہر تارڈ
- ۶۔ جلال بن گھناتارڈ " " " " " " بدھابن مولوتارڈ

۱۱۔ مرزا بن مولوتارٹ	اگر وہ گجرات ۳۳۔ سردار بن قلب الدین گوجر سیروجیہ گجرات
۱۲۔ شاہ محمد بن محمد بخش تارٹ	" " ۳۵۔ رحم دین گوجر
۱۳۔ تاجہ بن مہر تارٹ	" " ۳۶۔ مہند بن کرم بخش وڑاچ گوجر پور
۱۴۔ خواجہ بن مہر تارٹ	" " ۳۷۔ اخلاص بن کرم بخش وڑاچ
۱۵۔ فضل بن دینا تارٹ	" " ۳۸۔ لہنا بن کرم بخش وڑاچ
۱۶۔ جیون گلگو	" " ۳۹۔ کرم دین بن اللہ دتہ موچی
۱۷۔ ناصر بن فضل تارٹ اگر وہ	" " ۴۰۔ شمس دین بن اللہ دتہ موچی
۱۸۔ رحمان بن ماہلا تارٹ	" " ۴۱۔ مولاداد بن شمس دین موچی
۱۹۔ گاماں بن ماہلا تارٹ	" " ۴۲۔ سردار ابن پیرانڈہ موچی کٹالہ
۲۰۔ خوشی بن ماہلا تارٹ	" " ۴۳۔ سلطان بن پیرانڈہ موچی
۲۱۔ علی بن ماہلا تارٹ	" " ۴۴۔ رحمان بن پیرانڈہ موچی
۲۲۔ قاسم بن رکن تارٹ	" " ۴۵۔ کرم دین موچی میکن
۲۳۔ کرم الہی اعوان	" " ۴۶۔ پیر بخش موچی
۲۴۔ کرم بخش موچی	" " ۴۷۔ لہنا موچی
۲۵۔ دایم وڑاچ	" " ۴۸۔ فضل دین گوجر میلو دولت نگر
۲۶۔ بلند انک	" " ۴۹۔ مہر دین گوجر میلو
۲۷۔ شاہ محمد رگ	" " ۵۰۔ فضل بن مہر گوجر داؤ
۲۸۔ جیون بن لہنا ماچھی م ۱۳۸۰ چک جانو کلاں	" " ۵۱۔ سلطان بن محمد بخش موچی
۲۹۔ احمد دین بن محمد بخش اراٹیں کھوسر	" " ۵۲۔ رمضان بن محمد بخش موچی
۳۰۔ عبد الغنی اراٹیں	" " ۵۳۔ اللہ دتہ بن سلطان موچی
۳۱۔ فضل دین باقندہ	" " ۵۴۔ محمد گوجر
۳۲۔ اللہ دتہ باقندہ	" " ۵۵۔ حسن محمد مصلی
۳۳۔ اللہ دتہ بن قلب الدین گوجر سیروجیہ	" " ۵۶۔ اللہ دتہ بن حسن محمد مصلی متولد ۱۳۲۵ء۔ داؤ

۵۷۔ عبد اللہ بن حسن محمد مصلی	داؤ گجرات ۶۵۔ خوشی بن راجہ تارڑ اگر دئیہ بھڑی چھٹ
۵۸۔ اللہ لوک موچی	۶۶۔ مولوبن راجہ تارڑ اگر دئیہ
۵۹۔ عبد اللہ برکت	۶۷۔ پیراں دتہ لوہار نور پوری قلعہ دیدار سنگھ
۶۰۔ کرم دین مصلی	۶۸۔ حیات بن نبی بخش بن حیم بخش زنگرینہ ماجرا
۶۱۔ رحمت لوہار	۶۹۔ نبی بخش بن اللہ یار چک زید شیخوپورہ
۶۲۔ کرم بن نواز ش گوجر	۷۰۔ نواب ترکھان
۶۳۔ مہر خواجہ گوجر	۷۱۔ بوٹا بن ودھایا موچی
۶۴۔ بخشا گوجر	۷۲۔ امام دین بن ودھایا موچی

عوام مریدان ان کے علاوہ آپ کے مرید بچرت تھے۔ چند اسما جو معلوم ہوئے ہیں لکھے جاتے ہیں۔

۱۔ عرا تیلی	اگر دئیہ گجرات ۱۳۔ پیر بخش زمیندار	رتی پنڈی گجرات
۲۔ محمد دین مراٹی	۱۴۔ خوشی بن راجہ	"
۳۔ پیر اللہ تہ مراٹی	۱۵۔ حسن محمد وڑاچ	گوجر پور
۴۔ راجہ بن خانوں مصلی	۱۶۔ نختو وڑاچ	"
۵۔ جمعہ مصلی	۱۷۔ جلو بن راجہ تارڑ اگر دئیہ بھڑی چھٹ	گوجر انوال
۶۔ مرزا بن ماہلا تارڑ اگر دئیہ	۱۸۔ حاکم بن راجہ تارڑ اگر دئیہ	"
۷۔ امام بخش موچی	۱۹۔ بہاول بن راجہ تارڑ اگر دئیہ	"
۸۔ کرم دین حجام	۲۰۔ محمد علی بن جمال گلگو	دیول
۹۔ خوشی بن دائم وڑاچ	۲۱۔ نور بن کرم دین گلگو	احداگر
۱۰۔ کرم دین ترکھان	۲۲۔ کرم داد بن محمد دین گلگو	چتہ جمیہ
۱۱۔ حسین بن رمضان اراٹیں	۲۳۔ نور محمد گلگو	"
۱۲۔ غلام محمد اراٹیں	"	"

مستورات میں سے

۲۴۔ مائی بیگم زوہیر بخش زبیر گوجر پور گجرات ۲۵۔ مائی بدھی بنت محمد وڑاچ گوجر پور گجرات

۲۶۔ مائی مریاں گوجری چنڈالہ گجرات ۲۸۔ مائی بیگم کالیسیانی چنڈالہ گجرات
۲۷۔ مائی جنت گوجری ” ”

غیر مسلموں میں سے

۲۹۔ اللہ تہ عیسانی مبارک پارک لاہور ۳۰۔ ہری سنگھ چاہل نورپور چاہلاں گوجرانوالہ
تبرکات آپ کی تین عدد ٹوپیاں اور تسبیح، اور کرتہ تبرک فقیر سید شرافت عافاہ اللہ کے گھر
میں موجود ہیں۔

مدح شریف

آپ کے مرید میاں امام الدین شاعر ساکن کوڑے کرم شاہ متقل قادر آباد ضلع گجرات نے
ایک پنجابی نظم لکھی ہے جس میں آپ کی تعریف اور آپ کے مرید میاں کریم بخش موچی کا واقعہ بیعت لکھا ہے۔
اس کے چند اشعار لکھے جاتے ہیں:۔

اول عذر بتے نوں اکھاں جو حمداں دا والی
مکہ درو در رسول اللہ نوں جس دا فیض کمالی
یارھویں پہڑی پیدا ہو یا نور نبی داعسالی
حضرت میراں تیریاں دھیریاں کریو دور دھیراں
غوث قطب کل ولی پیغمبر اللہ پیدا کیتے
اس تھیں چکھے آکھ سناواں سنیو یار سوالی
ایہ دنیا دن چار دہاڑے نہ بسبل نہ مالی
اس تھیں چکھے آکھ سناواں حال حقیقت ساری
گوڑیاں مے وچ رہندا ہے اک بندہ نیک خداوا
باراں برساں واجد ہو یا بخش کریم رنگیلا
وسید معنی مرشد سمجھو مرشد پکڑن بارا
ساہنپال مے وچ آہا اک بندہ نیک خداوا

کُنْ فیکون آوازے تھیں جس ساری خلق سمہالی
حسن حسین شہادت والے واہ وا حسن جمالی
ملک مقرب در جہدے تے رہن ہمیش سوالی
دوہیں جہانی فیض ربانی مینوں تیریاں دھیراں
حضرت حسن حسین ہوراں نے کیا کیا دے لیتے
اربعہ عناصر مے وچ دیکھو کھڑی چنبے دی ڈالی
دہ مے فضل کرم تھیں ناہیں حساب کوئی خالی
کوڑے نام اک پنڈ چنگیر اخلفت وستن ماری
نام کریم بخش ہے اُسا ذاتوں موچی زادا
دل وچ شوق ہویا سی اُسوں پکڑاں کوئی ویلا
حُب دے وچ اُسے ہونی کہ دن کرے گزارا
نوشہ گنج بخش دی نسلوں اوہ بزرگ زیادا

نام غلام علی سی اُسدا چشمہ فیضان والا
فیض الہی والا چشمہ واہ وارپ بسنایا
خلقت اوگنہاری درتے رہندی نت سوالی
شاہ غلام علی صاحب دیاں دُھماں پُچ جہاناں
دل لے وچ ارادہ کیتوس کے سببوں جاواں
بجوں نہ جا لے ایسا جس نے سُنیا پیر حقانی
قصہ کوتاہ ساہنپال لے وچ جا سببیں نوایا
شاہ غلام علی صاحب دی نظر کرم دی ہوئی
ایویں دفتر صاف کراویں میرا پیر حقانی
فضلاں والا عشق پیالہ پُر کر دیہوش تبابی

بہت بزرگی بخشی اُس نوں صاحب حق تعالیٰ
آون لکھ سوالی درتے اتہ شان ودھایا
اُس صاحب لے در لے اُتوں کوئی نہ آیا خالی
کریم بخش نے سُنیا آبا ایسا شاہ شہاناں
شاہ غلام علی صاحب لے درتے سیس نواواں
پیر حقانی اُتوں طالب جان کرے قربانی
سیس نوایا فیض سوایا پایہ عالی پایا
کریم بخش رنگیلے والا دفتر صاف کیتوئی
شاہ غلام علی صاحب جی توں دوست ربانی
وقت حساب کتاباں میری لے زبان کشادی

امام الدین توں آکھ سنائیں کلمہ پاک زبانی

فانی خلقت فانی فوجاں فانی باد شہانی

آپ اپنی وفات سے پہلے بارہ دن بالکل خاموش ہو گئے، بیمار نہیں تھے،
واقعہ وفات ہوش و حواس بالکل صحیح تھے۔ لیکن کسی سے کلام نہیں فرماتے تھے۔ عبادت
میں اسی طرح سرگرم رہے۔ یہ درود شریف ہر وقت پڑھتے رہتے۔ اس کی آواز حاضرین کو
سموع ہوتی تھی۔

”اللہم صل وسلم علی سیدنا و مولانا محمد و علی آل سیدنا و

مولانا محمد صلوة تبسط علینا بہا من نعمک و مرزقک“

آخر یہی ورد فرماتے ہوئے بارہویں روز دنیا سے انتقال فرما گئے۔

وفات: آپ کا قبل از وفات چپ کر جانا، اور دنیاوی کلام نہ کرنا محویت اور استغراق فی اللہ
کا نشان ہے۔ کئی بزرگوں کو یہ مقام حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ شیخ عبد القدوس گنگوہی وفات
سے تین سال پہلے سکوت میں رہے۔ یعنی ہمیشہ مراقبہ احدیت میں مستغرق رہتے تھے۔

لذکرہ اولیائے بند، ۱۲، ص ۵۲ شرافت

سید غلام علی کی وفات شب جمعہ وقت نمازِ عشا، بیسویں ربیع الاول ۱۳۳۶ھ
تاریخ وفات مطابق ۴ جنوری ۱۹۱۸ء، ۲۱ پورہ سمسٹ ۱۹۶۴ء میں ہوئی۔ قبر گورستان نوشاہی
میں اپنے والد صاحب کے قدموں میں بیٹھے۔ رحمۃ اللہ علیہ
مادہ ہائے تاریخ:

۱۔ چراغ اسلام ۲۔ مغفوری

سید غلام احمدؒ

آپ سید قدم الدین بن سید خدابخش برخورداری کے فرزند اصغر تھے۔ آپ کی والدہ کا نام
سیدہ حیات بی بی بنت سید فتح الدین بن سید خدابخش برخورداری تھا۔ آپ بچپن میں فوت
ہو گئے۔ وفات ۱۲۸۰ھ

سید شیر عالم رسولنگریؒ

آپ حضرت سید عمر بخش بن سید محمد بخش برخورداری رسولنگری کے بڑے بیٹے اور مزید
خلیفہ تھے۔ آپ کی والدہ کا نام سیدہ متاب بی بی بنت سید نور احمد بن سید خدابخش ساکن
دھیر کے خور تھا۔

آپ کی ولادت ۱۲۶۳ھ میں مقام رسولنگر ہوئی۔ نام شیر عالم اور لقب لال شاہ
تاریخ ولادت خانہ تاریخی نام، منظر احمد۔

آپ صاحبِ خلق و علیم الطبع اور اہل سخاوت تھے۔ درویشی کے روزے
اخلاق و عادات واقف تھے۔ فن شسواری اور موسیقی میں کافی بہارت رکھتے۔ راگ
سننے کا بہت شوق رکھتے تھے۔ چونکہ افیون کھاتے تھے۔ اس لیے مریدوں میں آپ کا نام
"افیم والے صاحب" مشہور ہو گیا۔

آپ کو میاں محمد بخش قادری مقیم شاہی ساکن کھڑی ٹریف کے کلام سے
اشعار سننا دل چسپی تھی۔ سیعت بالوک کے یہ اشعار کھڑی ٹریف سے سنا کرتے رہے

سدا سوکھالے اوہو بجائی عشق جہناں گھٹ آیا
 تاج تخت سلطانی چھڈ کے ٹھوٹھا پھرن گدائی
 دم دم پین شراب غماں سے دم نہ مارن مٹولے
 مٹھانٹھ شراباں والا پروج تروٹھک پھکی
 کر یاد سخن نوں کھاندے بھن بھن جگر نوالے
 پھیر خلاصی منگدے ناہیں جو قیدی دلبر دے
 جھن بجار ملات والے جھٹھے مے متوارے
 ازواج آپ کی دو بیویاں تھیں :

۱۔ مسات رسول بی بی بنت قطب الدین بن میاں امام بخش حفظانہ رسولگری۔ ان سے اولاد ہوئی۔

۲۔ مسات بجاگن قوم گل۔ ساکن ٹھیر ٹھیر گلاں متصل پتلو کے ضلع گوجرانوالہ۔ اس سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

اولاد آپ کے دو بیٹے تھے :

۱۔ سید نواب علی مجذوب
 ۲۔ سید نشان علی

آپ کی ایک بیٹی سیدہ شاہ بیگم نام تھی جو ایک دانشی صاحبزادہ ساکن زن مل سے شادی شدہ تھی۔
 یارانِ طریقت آپ کے بعض مریدوں کے نام یہ ہیں :

- | | |
|---|-------------------------|
| ۱۔ سید زمان علی بن سید حسن عالم۔ برادرزادہ آبختاب | رسول نگر ضلع گوجرانوالہ |
| ۲۔ سید قربان علی بن سید پیر عالم | " |
| ۳۔ سید میراں بخش بن سید کریم اللہ | ساہنپال شریف گجرات |
| ۴۔ مولا بخش ارانیں المعروف جگت | رسول نگر گوجرانوالہ |
| ۵۔ مہر وادی کرم چٹھہ ذیلدار | نڑئیں والہ |
| ۶۔ مولا داد بن کرم چٹھہ ذیلدار | " |
| ۷۔ مولا بخش مراٹی قوال | " |

- ۸۔ سردار علی ماچھی نورپور چاہاں گوجرانوالہ ۱۲۔ گل محمد بن سندر ترکان کوٹلی خانو سیالکوٹ
 ۹۔ محمد شفیع بن لدھا جوگی " " نظام الدین بن سندر ترکان " "
 ۱۰۔ خدا بخش ماچھی عادل گڑھ شیخوپورہ ۱۳۔ فتح بی بی زوجہ مہر داد بن کرم زیدار نوٹین والد گوجرانوالہ
 ۱۱۔ میراں بخش حمید " " برکت بی بی زوجہ حیات مرانی " "

سید شیر عالم کی وفات بعد از ۹۰ سال بروز منگلوار، سترھویں رمضان المبارک
 تاریخ وفات ۱۳۴۲ء میں ہوئی۔ آپ کی نعش رسولنگر سے لاکر ساہنپال شریعت گورستان
 نر شاہیہ میں دفن کی گئی۔ آپ کی قبر آپ کے والد صاحب کے قدموں میں ہے۔
 مادہ تاریخ : شیر عالم خاص

سید نور عالم رسولنگری۔ اگر وہی والد

آپ حضرت سید عمر بخش بن سید محمد بخش رسولنگری کے دوسرے بیٹے اور مرید و خلیفہ تھے۔
 آپ کی والدہ کا نام بیہہ تھا۔ بی بی بنت سید نور احمد بن سید خدا بخش بر خورداری تھا۔
 آپ کی ولادت ۱۲۶۸ء میں مقام رسولنگر ہوئی۔
 تاریخ ولادت : تاریخی نام یا قوت علی خاں

آپ جواں مرد، دلیر، شجاعت والے، لائق تھے۔ مجلس میں
 اخلاق و عادات بے دھڑک گفتگو کرتے۔ ایک دن آپ درگاہ عالیہ نر شاہیہ کے
 دربان خانہ میں بیٹھے تھے۔ ایک شیعہ نے بجائے اسلام علیکم کے کہا یا علی مدد۔ آپ نے
 کہا: "علی نے اپنے بیٹوں کو کیا دہنچائی؟" وہ شیعہ لاجواب ہو کر خاموش ہو گیا۔
 والد بزرگوار آپ کو گھٹے شاہ کے لقب سے ملقب کیا کرتے تھے۔

آپ نے رسولنگر سے اپنی رہائش منتقل کی اور موضع اگر وہیہ میں سکونت
 اگر وہیہ کی سکونت اختیار کی۔ چونکہ وہ گاؤں دریائے چناب سے اس طرف ہے اس لیے
 اس طرف کے مرید لوگ آپ کو "پارولے صاحب" کہا کرتے۔
 اپنی عمر کے متعلق اطلاع دینا آپ کئی مرتبہ کہا کرتے تھے کہ یہی دنوں سال ہوگی۔

چنانچہ واقعی آپ نے نوے سال کی عمر میں انتقال کیا۔

ازواج آپ کی دو بیویاں تھیں:

۱۔ مسماۃ سلطان بیگم بنت بخت تارڑ ساکنہ اگرویر۔ اس کے بطن سے ایک بڑا بیٹا اور دو بڑی بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

۲۔ مسماۃ حیات بیگم۔ اس کے بطن سے دو چھوٹے بیٹے اور ایک چھوٹی بیٹی پیدا ہوئی۔ اولاد آپ کے تین بیٹے ہوئے:

۱۔ سید محبوب علی المعروف سلطان صوبہ۔ ان کا ذکر آگے نوٹوں باب میں آئے گا۔

۲۔ صاحبزادہ فرمان علی سلمہ اللہ۔ متولد سوموار ۱۴ رمضان ۱۳۴۲ھ۔ صاحب علم ہے۔ فن کتابت بھی سیکھا ہے۔ علم موسیقی کا بھی خوب واقف ہے۔ اس کی دو شادیاں ہوئیں؛ پہلی شادی سیدہ عنایت بیگم بنت سید چراغ علی رسولنگری سے۔ دوسری سیدہ سردار بیگم بنت سید سلطان حق لاہوری سے۔ اس سے ایک لڑکی بشری نسیم نام ہے۔

۳۔ صاحبزادہ نشان علی سلمہ اللہ۔ اردو کی کچھ تعلیم رکھتا ہے۔ اس کی شادی سیدہ رشیدہ بیگم بنت سید فیروز علی رسولنگری سے ہوئی۔ اس کا ایک لڑکا افتخار احمد نام ہے۔ متولد

آپ کی تین بیٹیاں ہوئیں:

- ۱۔ سیدہ نواب بیگم کبریٰ منکوہ سید نواب علی بن سید شیر عالم رسولنگری
- ۲۔ سیدہ یثیم بی بی۔ منکوہ سید فیروز علی بن سید حسنی عالم رسولنگری
- ۳۔ سیدہ نواب بیگم صفری۔ منکوہ صاحبزادہ محمد مسعود بن سید چراغ علی رسولنگری

یارانِ طریقت آپ کے خواص احباب یہ تھے:

- ۱۔ صاحبزادہ نشان علی۔ فرزند اصغر آنجناب
- ۲۔ سید پیر محمد بن سید غلام رسول برخوردار
- ۳۔ صاحبزادہ منظور حسین بن سید بوسے شاہ برخوردار
- ۴۔ میاں عبدالغنی بن میاں عبداللہ علما

اگرویر ضلع گجرات

"

گوجرانوڑ

"

- ۵۔ ولی محمد موچی پانڈو کے کلاں گوجرانوالہ ۱۰۔ بڑھابن الہ بخش زنگیزہ اگر وہ گجرات
 ۶۔ اللہ دتہ بن شمس الدین کشمیری " " احمد دین بن اللہ دتہ ہافنڈہ " "
 ۷۔ مستری امام الدین ترکھان کلاب گڑھ " " سائیں شاہ محمد فقیر قوم موچی دھبولہ " "
 ۸۔ رخصان المعروف جاناں اراٹیں سکھیکے " " اللہ دتہ زنگیزہ رسونگری جھلانے " "
 ۹۔ رحمان بن بہاول تارڑ اگر وہ گجرات

سید نور عالم کی وفات بمر تو سے سال ہفتہ کی رات، پندرہویں ربیع الاول
 تاریخ وفات ۱۳۶۸ء میں ہوئی۔ قبر گورستان نوشاہیہ میں پٹلاں والی سڑک سے مغربی
 طرف ہے۔

مادہ ہائے تاریخ :

- ۱۔ آیت شریف ان المتعین فی جنات و عیون
 ۲۔ آیت شریف واغفر لنا۔

سید فضل عالم رسونگری

آپ حضرت سید عمر بخش بن سید محمد بخش بر خور داری رسونگری کے تیسرے بیٹے اور مرید
 خلیفہ تھے۔ آپ کی والدہ کا نام سیدہ متاب بی بی بنت سید نور احمد بن سید خدا بخش تھا۔

آپ کی ولادت ۱۲۸۴ء میں بمقام رسول نگر ہوئی۔

تاریخ ولادت مادہ تاریخ " اعظم الامراء "

آپ نے غامسی تعلیم پائی۔ ملکہ کتب خوانی حاصل ہوا۔ ادب و عقل میں کامل تھے
 اخلاق و عادات خوب صورت، نیک سیرت، فقیر خیال، صاحب فہم و فراست تھے۔

والد صاحب آپ کو مستان شاہ کے لقب سے لقب کرتے تھے۔

اولاد آپ کا نکاح سیدہ زینب بی بی بنت سید اقبال علی ساہنپالوی سے ہوا۔ ان کے
 بطن سے صرف ایک لڑکا سید مراد علی نام پیدا ہوا۔

یارِ طریقت آپ کے مریدوں میں سے آپ کے بیٹے سید محبوب علی المعروف سلطان صوبہ

بن سید نور عالم قابل ذکر تھے۔
 سید فضل عالم کی وفات بہر اکیس سال چند ماہ۔ اتوار کی رات نویں محرم
 تاریخ وفات ۱۳۰۶ھ میں ہوئی۔ آپ کی قبر قصبہ رسول نگر ضلع گوجرانوالہ میں گوردستان
 شیخ پختہ شاہ سلیمانی میں ہے۔
 مادہ تاریخ، شیخ معروف

سید حسن عالم رسولنگری

آپ حضرت سید عمر بخش بن سید محمد بخش رسولنگری کے چوتھے بیٹے اور مرید و خلیفہ تھے
 آپ کی والدہ کا نام سیدہ تہاب بی بی بنت سید نور احمد بن سید خدابخش تھا۔
 آپ کی ولادت ۱۲۸۶ھ میں بمقام رسولنگر ہوئی۔
 تاریخ ولادت مادہ تاریخ، بلند اختر

آپ بڑے دانا، حاضر جواب، صاحب عقل و دماغ تھے۔ آپ ہاڈ میں بڑا
 اخلاق و عادات رسالت کا کلام نذیہ و پسندیدہ ہوتا تھا۔ اگر کسی سے بات کرتے تو
 تو اس کا دل چاہتا کہ آپ میرے ساتھ ہی کلام کریں۔ آپ کو مولف کتاب ہذا فقیر سید شرافت رضا
 عنز کے ساتھ بہت الفت و محبت تھی۔ اگر میں کسی مجلس میں کلام کرتا ہوتا تو اس کی قدر کرتے۔ اور
 جب کبھی ساہنپال تشریف لاتے تو مجھے اپنی مجلس میں بلایا کرتے۔

آپ کو والد صاحب دیوان شاہ کے خطاب سے مخاطب کیا کرتے۔ اور مریدوں میں
 آپ "کوٹھے والے صاحب" کے نام سے مشہور تھے کیونکہ آپ کی نانگی سکونت پر بارہ پر تھی۔
 مولوی محمد حیات شرقپوری مولف کتاب گلزار نوشاہی کیا کرتے ہیں کہ سید حسن عالم
 کا کلام حضور مایہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام انا النسبی لا کذب۔ انا ابن عبد مصعب
 کی طرز میں مستحکم و مقنع ہوا کرتا تھا۔

آپ کو علم موسیقی میں کمال حاصل تھا۔ بڑے بڑے کلاونٹ اور قوال
 راگ سے شغف آپ کی مجلس میں آتے اور اپنی غلطیاں صحیح کرواتے۔ آپ خوش آواز تھے

خود بھی گانے کا بہت شوق تھا۔ اپنے فرزندوں اور مریدوں کا حلقہ قائم کر کے راگ کی مجلس منعقد کر یا کرتے اور سب کو راگ سکھا دیا ہوا تھا۔

میں نے بار بار آپ کی زبان سے سنا ہے کہ کہا کرتے تھے ”گانا ہمارا ایمان ہے“
 آپ کو خود بھی وجد ہو جاتا تھا اور آپ کی مجلس سماع میں ارادت مندوں اور وجد و ذوق صاحبزادوں کو بھی وجد ہوتا تھا اور پاؤں میں رتہ ڈال کر درخت پر نشان کر دیا کرتے تھے۔

عرس حضرت نوشہ صاحب مقام ساہن پال شریف، اور عرس بھڑی شاہ راجا
 اعراس کی شمولیت پر مع مریدوں اور قوالوں کے نہایت تزک و احتشام سے حاضری
 دیا کرتے۔ اور قوالی کی محفلیں گرم رہا کرتیں۔ اپنے والد بزرگوار حضرت شہید بخش کا عرس شریف
 ان کے شمسی یوم وفات پر پندرہ رٹھویں بھادوں کو ہر سال کیا کرتے۔

آپ نوجوانی کے زمانہ میں پہلوانی اور ورزش جسمانی بھی کرتے رہے۔
 مختلف فنون سے آگاہی گھوڑوں کے شہسوار تھے۔ گھوڑا خواہ کس قدر سرکش ہوتا آپ کے
 نیچے رام ہو جاتا تھا۔ گھوڑا دوڑانا، نیزہ بازی کرنا آپ کے سامنے معمولی بات تھی۔ دریا میں تیراک
 اس قدر تھے کہ تیرنے میں، سینہ کے اوپر جسم کا حصہ پانی میں نہیں بھیگتا تھا۔ اپنا دستخط کرتے تو
 بخط طغرا چڑیا کی تصویر بنا دیتے۔ علم طب میں بھی خاصی دسترس رکھتے تھے۔ امراض مخصوصہ مردانہ و
 زنانہ کے نسخے آپ کے پاس مجرب تھے۔

آپ کو اپنے جد امجد حضرت نوشہ گنج بخش کا عشق بحد کمال تھا۔ ان کی
 عشق نوشاہ عالی جاہ مدح سراہی میں مشغول رہتے۔ اخیر عمر میں درگاہ نوشاہیہ کے پاس
 مغربی طرف اپنی ملکیت زمین میں ڈیرہ تعمیر کر لیا اور چند سال اس میں رہے اور وہیں انتقال کیا۔

کرامت

باشندگان موضع اگر دیہ نے اپنے دائرہ میں بڑ کا درخت
 خشک درخت کا مہتر ہو جانا لگایا۔ چند روز کے بعد وہ خشک ہو گیا۔ ایک دن لوگوں نے

آپ کے سامنے عرض کیا۔ آپ نے تعویذ کر دیا۔ وہ اُس کی شاخ پر باندھا گیا۔ خدا تعالیٰ کے حکم سے وہ سرسبز ہو گیا۔ آج کل ۱۳۶۶ھ میں وہ عظیم الشان درخت موجود ہے۔

آپ کے پاس عملیات بہت تھے۔ منجملہ ان کے باولا کتا کے کاٹے کا عمل آپ کے عملیات

پاس اکسیر تھا۔ اٹھرا والی عورتیں بھی شفا پاتیں۔

آپ کبھی کبھی بطور معایہ ذومعنی شعر پڑھا کرتے؛

اشعار خوانی

۷

اوہ بڑے کمذات جنھاں تیرا نام دھیایا

اونہاں ماری جھکھ جنھاں تیرا درس پایا

ف: مرفع کہتا ہے کہ لفظ کمذات بمعنی کم باب ہے۔ اور لفظ درس پایا اصل میں درس نہ پایا ہے۔

آپ فارسی اور پنجابی میں شعر بھی کہا کرتے۔ ان میں عشقیہ اور توحیدیہ مضمون ہوتا تھا۔ شاعری تخلص دیوانہ رکھتا تھا۔ فارسی کلام کا نمونہ یہ ہے۔

غزل

حاضر شدم دربار یا نوشاہِ بسندہ پُر گناہ

کن عفوِ اللہ گناہ دربار عالی جا بجاہ

صدقہ شاہِ سلیمان شاہِ معروف جناب

سید شاہِ مبارک صاحبِ پشتِ پناہ

یا طفیلِ پاک رحماں بندہ بخشیش گدا

از کرمِ لطفے نگاہ ہے از کرمِ لطفے نگاہ

من ندارم جز تو این آں جہاں تکبہ

نیستم من نیستم من نیستم تو خود بقاہ

کن عفوِ اللہ گناہ یا پیشوا سنے پیشوا

دیوانہ از شوقِ دل حاضر وے در بار گاہ

آپ کا نکاح اپنی بیوہ بھانج سیدہ زینب بی بی بنت سید اقبال علی برخوردار سے اولاد ہوا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کے دو بیٹے ہیں جو آج ۱۳۶۶ھ میں زندہ موجود ہیں۔

۱۔ سید فیروز علی المعروف ٹینگ والے صاحب سلمہ اللہ متولد ۱۳۱۰ھ۔ یرسولنگر سے

منقل ہو کر موضع اگر دیہ ضلع گجرات میں چلے آئے ہیں۔ ان کی دو شادیاں ہوئیں،

پہلی سیدہ رشیم بی بی بنت سید نور عالم سے ہوئی۔ اس کے بطن سے دو لڑکے
تولد ہوئے:

اول صاحبزادہ محمد محفوظ اکبر متولد ۲۲ جمادی الثانی ۱۹۰۰ء بمطابق ۱۳۲۲ھ
ڈیڑھ سال سو مواری ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ۔

دوم صاحبزادہ محمد محفوظ اصغر سلمہ اللہ۔ متولد پنجشنبہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ
اس کا نکاح سیدہ نذیر بیگم بنت سید حیدر شاہ ساہنپالی سے ہوا۔ اس کے
بطن سے ایک لڑکا نصیر احمد متولد ۱۳۶۹ھ بچپن میں فوت ہو گیا۔

دوسری شادی سیدہ بنت روشن بنت سید پیر عالم سے ہوئی۔ اس کے بطن سے تین
لڑکیاں پیدا ہوئیں:

۱۔ سیدہ عزیز بیگم زوجہ صاحبزادہ محمد مقصود بن سید چراغ علی رسولنگری۔

۲۔ سیدہ رشید بیگم زوجہ صاحبزادہ نشان علی بن سید نور عالم اگر وہ والا۔

۳۔ سیدہ حمیدہ بیگم۔ یہ ابھی کنواری ہے۔

۲۔ سید زمان علی المعروف کھٹی چادر والے سلمہ اللہ۔ عموماً ادھر اونچہ کا لباس رکھتے ہیں۔

سکونت رسولنگری میں ہے۔ ان کی دو شادیاں ہوئیں۔

پہلی شادی سیدہ حلیمہ بی بی بنت سید حبیب اللہ ساہنپالی سے ہوئی۔

اس کے بطن سے ایک لڑکا صاحبزادہ محمد منظور ہوا جس کا نکاح سیدہ برکت بی بی بنت

سید نور حسین ساکن پانڈو کے سے ہے۔ اس کا ایک لڑکا سرور احمد اور ایک

لڑکی بلقیس بیگم ہے۔

دوسری شادی مسماۃ اللہ رکھی قوم رنگریز ساکن رسولنگری سے کی۔ اس سے

کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

یارانِ طریقت آپ کے ارادت مندوں کا حلقہ کافی تھا۔ بعض خواص اجاب یہ ہیں:

۱۔ سید حیدر شاہ بن سید عطا محمد برخوردار

ساہنپال شریف ضلع گجرات

اگر وہ

۲۔ سید فرمان علی بن سید نور عالم برادرزادہ آنجناب

- ۳۔ سید برکت علی بن سید سلطان محمود۔ ہمیشہ زاد آنجناب
 ۴۔ صاحبزادہ محمد محفوظ بن سید فیروز علی۔ غیرہ آنجناب
 ۵۔ سید نور حسین بن سید رحیم اللہ۔ ہمیشہ زاد آنجناب
 ۶۔ سید نبی بخش بن سید کریم اللہ
 ۷۔ سید بوٹ شاہ بن سید کریم الہی
 ۸۔ سید مولانا بخش بن سید بوٹے شاہ
 ۹۔ صاحبزادہ نذر مولانا بن سید میراں بخش
 ۱۰۔ خان محمد بن دلی تارڑ اگر وہ گجرات ۱۹۔ فقیر محمد بخش پیرو بخش
 ۱۱۔ شاہ محمد بن خوشی تارڑ " " ۲۰۔ سائیں نواب کشمیری مجاور خانقاہ آنجناب
 ۱۲۔ حسن محمد بن خوشی تارڑ " " ۲۱۔ جلال سیدو چک چٹھہ گوجرانوالہ
 ۱۳۔ رحمان بن خوشی موچی " " ۲۲۔ غلام بن شہاب الدین خلیفہ نوری پور پاپلا
 ۱۴۔ امام الدین بن دیناں موچی " " ۲۳۔ امام الدین بن پیر بخش درزی نونین والہ
 ۱۵۔ مولوی عبدالعزیز برسنے والہ " ۲۴۔ تاج زینہ گوجپک
 ۱۶۔ فضل اور اٹاچ شیخ پور " ۲۵۔ خان محمود رک رتالی ورکاں
 ۱۷۔ لہ حاور اٹاچ کوٹ تکہ " ۲۶۔ چودھری محمد غاں چک ۲۲ شیخوپورہ
 ۱۸۔ میراں بخش کشمیری " " " " " "

مستورات میں سے

- ۲۷۔ سیدہ بخت روشن بنت سیدہ پیر عالم زوجہ سید فیروز علی فرزند آنجناب رسول بگ گوجرانوالہ
 ۲۸۔ سیدہ مابو بی بی بنت سید حاکم شاہ زوجہ سید قربان علی بن سید پیر عالم
 ۲۹۔ مسات حسین بی بی علاؤنی کوٹ تکہ گجرات

غیر مسلموں میں سے

- ۳۰۔ پنڈت پرس رام کوٹ تکہ گجرات
 ۳۱۔ پنڈت سوہنا ہرسنے والہ " "

سید حسن عالم کی وفات بمرچو پتر سال شب جمہ - بارہویں محرم الحرام
تاریخ وفات ۱۲۶۱ھ میں ہوئی۔ قبر ساہنپال شریف گورستان نوشاہیہ میں مغربی جانب
ہیلاں جانے والی سڑک کے مغربی کنارہ پر ہے۔ اولاد نے آپ کے مزار پر چھوٹی سی پاکی تعمیر
کر دی ہے۔

مادہ ہائے تاریخ :

۱۔ افتخار الاولیا ۲۔ افتخار عمد

سید عالم رسولنگریؒ

آپ حضرت سید عمر بخش بن سید محمد بخش بن خور داری رسولنگریؒ کے پانچویں فرزند اور مرید و
خلیفہ تھے۔ آپ کی والدہ کا نام سیدہ متاب بی بی بنت سید نور احمد بن سید خدا بخش تھا۔
آپ کی ولادت ۱۹ بیساکہ ستمبر ۱۹۳۲ء ب مطابق ہفتہ ۲۵ ربیع الاول
تاریخ ولادت ۱۲۹۲ھ میں ہوئی۔ مادہ تاریخ، ارمنان۔
آپ نے سکول میں کچھ تعلیم پائی تھی۔ اپنے سب بھائیوں سے زیادہ علم رکھتے تھے۔
تعلیم اپنی خاندانی کتابوں کا مطالعہ کیا کرتے۔ خصوصاً اپنے والد بزرگوارؒ کی تصانیف کا
مطالعہ رکھتے۔

آپ کی طبیعت سخت اور جو شیلی تھی۔ راگ گانے اور سننے کے شائق تھے۔
اخلاق و عادات علم موسیقی کے پورے پورے ماہر تھے۔ تمام آلات لہو اپنے گھر میں رکھے
ہوئے تھے جب کبھی شوق اٹھتا خود ہی بعد اعزۃ و اقارب مجلس سماع منعقد کر لیا کرتے۔ گھوڑوں
کے سوار بھی تھے۔ شطرنج کھیلنے میں بھی خاصی مہارت تھی۔

صاحبزادہ عبدالکریم عباسی بن سید عمر حیات چمنلی بیان کرتے ہیں کہ ایک
راگ کی محبت روز موضع اگر وہیں میں آپ کی ملاقات کے لیے گیا۔ آپ ضعیف العمر تھے۔
بیانی اور شنوائی کم ہو گئی تھی۔ اثنائے کلام میں آپ نے مجھے کہا کچھ سناؤ۔ میں نے ایک
نعت شریف سنائی۔ آپ چٹم پڑا آب ہوئے اور نہایت حسرت آمیز لہجہ میں کہا : عبدالکریم !

اب ہمارے گھر سے راگ رخصت ہو گیا ہے۔" اگرچہ آپ کے بیٹے جتنی پوتے سب راگ سے خوب ماہر ہیں۔ مگر چونکہ آپ اس فن میں کامل تھے۔ اس لیے اس کو ختم ہونے کے مرادف سمجھا۔ آپ کا قد پست، جسم بھارا، شکم تو ندیلہ، سر کے بال کافوں تک، وارٹھی علیہ ولباس سفید، لباس امیرانہ رکھتے، سر پر دستار ہوتی۔ بجائے تہبند کے کبھی کبھی شلوار بھی پہنتے۔ مریدوں میں آپ کا نام "سلوار والے صاحب" مشہور ہوا۔

آپ کا نکاح سیدہ زینب بی بی بنت سید عطا محمد ساہنپالوی سے ہوا تھا۔ ان کے بطن اولاد سے اولاد ہوئی۔

آپ کے چار بیٹے ہوئے: ۱۔ سید چراغ علی مرحوم ۲۔ سید قربان علی اکبر مرحوم
۳۔ سید قربان علی اصغر ۴۔ سید رحمت علی مرحوم

ان میں سے تیسرے صاحبزادہ سید قربان علی اصغر سلمہ اللہ اس وقت ۱۳۶۶ھ میں بعمر اکتھ سال موجود ہیں۔ ان کی تاریخ پیدائش سوموار ۲ ذی الحجہ ۱۳۱۵ھ ہے۔ ان کا نکاح اپنے ماموں کی بیٹی سیدہ رابعہ بی بی بنت سید حاکم شاہ ساہنپالوی سے ہوا۔ اس کے بطن سے ایک لڑکا صاحبزادہ محمد مقبول نام موجود ہے۔ اور چار لڑکیاں، اقبال بیگم کبری، اقبال بیگم صفری، تقیہ بیگم، زکیہ بیگم بچپن میں ہی فوت ہو چکی ہیں۔

سید پیر عالم صاحب ذکر ہذا کی چار بیٹیاں تھیں:

- ۱۔ سیدہ بخت روشن کبری۔ یہ بچپن میں فوت ہو گئی۔
- ۲۔ سیدہ بخت روشن صفری۔ منکوحہ سید فیروز علی بن سید حسن عالم رسولنگری
- ۳۔ سیدہ فاطمہ بی بی۔ یہ کنواری فوت ہو گئی۔
- ۴۔ سیدہ عائشہ بی بی۔ منکوحہ صاحبزادہ غلام ایباس بن سید حیدر شاہ ساہنپالوی

یارانِ طریقت آپ کے خواص مریدان یہ تھے:

- ۱۔ سید عریجات بن سید غلام حسین بن خور واری
- ۲۔ صاحبزادہ مسعود احمد بن سید نور حق
- چمنبل
- علا حنیان۔ دستن پورہ
- ضلع شیخوپورہ
- لاہور

باب نہم

اس میں اُن بزرگوں کے ذکر ہیں جو حضرت نوشہ صاحب سے نویں پشت ہیں۔

سید فضل الہی

آپ مولانا سید غلام قادر بن سید عبداللہ برخورداری ساہنپالوی کے اکلوتے بیٹے تھے۔
بیعتِ طریقت و خلافت شیخ گوہر شاہ بن شیخ ماہی شاہ سلیمانی رملوی سے حاصل کی۔
آپ کی ولادت ۱۲۴۳ھ میں ہوئی۔ حضرت حافظ قلی احمد پاکدات نوشاہ ثانی
تاریخ ولادت نے آپ کی تاریخ لفظ مرغاب سے نکالی۔

آپ نے علم ادب و فقہ کی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے پائی۔ کافی ملکہ حاصل کیا۔ کتاب
تعلیم دورِ مجالس آپ کے لیے ۱۲۶۱ھ میں لکھی گئی۔ اس کا دستخط اس طرز پر ہے۔

”تمام شد کتاب دورِ مجالس بروز پنجشنبہ بوقت ظہر اول ماہ شعبان برائے خواندن برخوردار
اقبال آثار سعادت اطوار فضل الہی ولد شاہ غلام قادر زیوہ حضرت گنج بخش قدس سرہ تحریر یافت
۱۲۶۲ھ ہجری“

آپ شریعت کے کمال پابند تھے۔ نماز چچکانہ اور نوافل وغیرہ پر مواعظت رکھتے تھے۔
عبادت دلوں سے محبت رکھتے۔

آپ زراعت پیشہ کرتے تھے۔ اس کام میں بھی نماز روزہ کی پوری پوری
روزہ کی پابندی کوشش کرتے فصل ربیع کا موسم تھا۔ رمضان شریف کا مہینہ سخت
گرمی کے دنوں میں آیا۔ آپ باقاعدہ روزے رکھتے رہے۔ ایک روز عصر تک گندم گاہنے میں
مصروف رہے۔ عصر کے وقت آپ پر خشی کی حالت طاری ہو گئی۔ متعلقین نے پانی پلا دینا چاہا۔ مگر
آپ نے سر پھیرا۔ اور روزہ کو شام تک پہنچایا۔

اخلاق و عادات

آپ نہایت حلیم الطبع، برادری پر احسان کرنے والے، اتفاق پسند تھے۔

منقول ہے کہ آپ کے جد بزرگوار سید عبداللہ بن سید خیر اللہ کو موضع پانڈو کے برادری پر احسان میں زمینداران قوم چٹھہ نے بارہ بیگھہ زمین نذرانہ میں دی تھی۔ انھوں نے اس میں کنواں بھی لگوادیا تھا۔ جب حکم گورنمنٹ برطانیہ نہر لوڈ چناب کھودی گئی تو جن لوگوں کی زمین اُس میں آگئی۔ ان کو سرکار نے قیمت ادا کر دی۔ وہ کنواں بھی نہر میں آگیا۔ جب قیمت لینے کا وقت آیا تو زمینداروں نے کہا کہ یہ کنواں ہمارا ہے اور زمین بھی ہماری ہے۔ ہمارا ایک دادا عبداللہ نام قوم چٹھہ تھا اُس نے یہ کنواں لگوادیا تھا۔ جب تنازع نے طول کھینچا تو آپ کے برادران مجددی نے آپ کو ساہنپال شریف سے بلایا آپ پہنچ گئے۔ آپ نے کنواں کی عمارت میں نصب شدہ ایک اینٹ اکھاڑ کر نکالی جس پر "عبداللہ نوشاہی" کے الفاظ کندہ تھے۔ یہ دیکھ کر افسر نے زمین کی قیمت صاحبزادگان کو دے دی۔ اور وہ زمیندار ناکام رہے۔

آپ لوگوں کو احسان سے پیش آیا کرتے اور اس کے متعلق شیخ سعدی کا یہ شعر اشعارِ خوانی پڑھا کرتے:

بر آوردنِ کامِ اُمید وار
پر از قیدِ بندی شکستن ہزار

کرامات

آپ صاحب کشف تھے۔ پہلے فرما دیا کرتے کہ فلاں روز بارشس بارشس کی اطلاع دینا ہوگی اور آپ کی توجہ سے غلہ میں برکت ہوتی تھی۔ علی محمد بن موجدین تزکھان ساہنپالوی سے منقول ہے کہ ایک دن میرا والد موجدین اور میرا بڑا بھائی مولاداد جھٹہ سے کھیت میں پانی ڈال رہے تھے آپ پنڈی کالو سے تشریف لارہے تھے۔ دیکھ کر فرمایا: تم اتنی تکلیف کیوں اٹھا رہے ہو آج رات کو اللہ تعالیٰ کے کرم و فضل سے مینہ

برسے گا۔ چنانچہ فی الواقع اُس رات کو کوفی بارش ہو گئی۔

علی محمد بن موجدین ترکمان سے منقول ہے کہ ایک دفعہ کاشتکاری میں غلہ کا بڑھ جانا ہمارا آپ کے ساتھ سیر (اشتراک) تھا۔ پچیس بھروٹے (گٹھے) گندم ہوئی۔ جب اس کا بول تیار ہوا تو رات کو آپ نے اُس کے پاس قرآن کریم کی کچھ آیات پڑھیں۔ صبح کو جب غلہ پاپا تو سولہ من ہوا جو خلافتِ توقع تھا۔

آپ کے انتقال کے وقت آپ کی بیٹی حضرت سیدہ فاطمہ بی بیؑ نے نواسے کو دعائے خیر عرض کیا کہ میرا ایک ہی لڑکا غلام مصطفیٰ ہے اس کے حق میں دعا فرمادیں۔ آپ نے دعا فرمائی کہ تمام اولاد حضرت نوشہ صاحبہؑ یعنی فریقِ برخور داریہ اور فریقِ ہاشمیہ میں اس کا کوئی ثانی نہ ہوگا۔ یہ سب سے افضل ہوگا۔

مولف کتاب ہذا فقیر سید شرافت عفا اللہ عنہ کہتا ہے کہ اعلیٰ حضرت سید غلام مصطفیٰؑ نوشاہی ادام اللہ برکاتہ میرے والد بزرگوار ہیں اور آپ کے نواسہ ہیں۔ آپ کی دعا مستجاب ہوئی۔ اور آپ واقعی زمانہ حاضرہ میں تمام خاندان نوشاہیہ میں علم و فضل و فقر و ولایت و مراتب میں سب سے اعلیٰ اور افضل ہیں۔

ازواج و اولاد آپ کی دو اہلیہ تھیں:

- ۱۔ پہلا نکاح ۱۵۔ ربیع الاول ۱۲۷۶ھ کو سیدہ بیگم بی بی بنت سید علم الدین بن سید علی محمد برخورداری ساہنپالوی سے ہوا۔ ان کے بطن سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔
- ۲۔ دوسرا نکاح حضرت حسن بی بی سے ہوا۔ یہ درگاہی والد کی علما زادی تھیں۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کے ایک فرزند سید غلام رسول تھے۔

آپ کی پانچ بیٹیاں تھیں:

- ۱۔ سیدہ رسول بی بیؑ۔ یہ گونگی، بہری اور نابینا تھیں۔ تاکہ و مجردہ رہیں۔
- ۲۔ سیدہ فاطمہ بی بیؑ۔ منکوہ حضرت سید حافظ محمد شاہ بن سید محمد امین ساہنپالویؑ
- ۳۔ سیدہ عائشہ بی بیؑ۔ منکوہ سید محمد امین بن سید محمد شاہ پانڈوکویؑ

- ۴۔ سیدہ ایمنہ بی بیؓ منکوہ سید غلام علی بن سید قدم الدین ساہنپالویؒ
 ۵۔ سیدہ رابعہ بی بیؓ منکوہ سید محبوب علی المعروف سلطان صوبہ بن سید نور عالم ساکن اگرویر
 سید فضل الہیؒ کی وفات بعمر چالیس سال ۱۳۲۷ھ میں ہوئی۔ قسب
 تاریخ وفات گوردستان نوشاہیہ میں ہے۔

قطعہ تاریخ

از کتاب الفوائد مصنف سید حافظ محمد شاہ رحمہ اللہ

ازیں محنت برائے دارِ فانی مرخص گشت شاہ فضل الہی
 تبرا کرد از دو چیز در عمر یکے از شرک دیگر کفر و اہی
 ہر آن مومن گزین ہر دو گریزد کند دائم بخت بادشاہی
 تفکر شد بدل تاریخ سالش شدہ الہام از جانب الہی
 بتفریق دو عدد از نام پاکش بالعصاق عدد ہائے نوشاہی
 کہ بعد از سیزده صد ثبت او ہفتم سن فوتش ازیں روشن چہ خواہی
 یعنی "فضل الہی نوشاہی" کے اعداد سے دو عدد تفریق کر دیں تو سالِ وفات ۱۳۲۷ھ ظاہر
 ہوتا ہے۔

ماہ ہائے تاریخ :

۱۔ آیت شریفہ و ما فعالتک ذکرک ۔ ۲۔ ولی نیک اختر

سید قاسم علی پانڈوکویؒ

آپ کا نام غلام قاسم تھا۔ مشہور قاسم علی ہے۔ آپ سید غلام محی الدین بن سید
 عبداللہ برخوردار پانڈوکویؒ کے فرزند اکبر اور مرید و خلیفہ تھے۔
 آپ کی والدہ صاحبہ سید حبیب اللہ بن سید خدا بخش بن سید شاہ نقی کی بیٹی تھیں۔
 تعلیم و اعمال کو پانڈوکویؒ کی علم کی تعلیم اپنے ہم بزرگ مولانا سید غلام قادر بن سید

عبد اللہ سے پائی۔ فن کتابت بھی سیکھا۔ آپ صاحبِ شریعت و طریقت و زہد و ریاضت تھے۔
 آپ قرآن مجید اور کتابیں قلبی نگہ کر فروخت کر کے اپنا اور اپنے اہل و عیال کا خرچ
 تحریر کتب میں کرتے تھے۔ آپ کے ہاتھ کی دو تحریریں میرے ملاحظہ سے گزری ہیں۔ قصہ
 شیریں فرہاد، اور مدح حضرت نوشہ صاحب۔ ان کے خاتمہ سے آپ کے دستخط نقل کیے جاتے ہیں۔
 ۱۔ "تمت تمام شد کتاب قصہ شیریں فرہاد برائے پاسخاطر برخوردار اقبال علی بدستخط

فقیر غلام قاسم ۱۲۶۶ھ

۲۔ "تمت تمام شد کتاب نسخہ مدح حضرت نوشاہ حاجی رحمۃ اللہ علیہ برائے خواندن خود غلام قاسم
 ۱۲۸۲ھ"

آپ کا نکاح سیدہ راج بی بی بنت سید لطف الدین برخورداری ساہنپالوی سے ہوا تھا۔
 اولاد ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔
 آپ کے دو بیٹے تھے:

۱۔ سید امام الدین
 ۲۔ سید حیم اللہ

آپ کی دو بیٹیاں تھیں:

۱۔ سیدہ اللہ جوانی۔ منکوہ سید الدین بن سید امام بخش ساہنپالوی

۲۔ سیدہ سید بی بی۔ منکوہ سید کریم اللہ بن سید اقبال علی ساہنپالوی

سید قاسم علی علاقہ سیالکوٹ میں کتابیں فروخت کرنے کے لیے

واقعہ اور تاریخ وفات مئے ہوئے تھے کہ وہاں بیمار ہو گئے۔ چند روز کی علالت کے بعد

۱۲۸۸ھ میں وہیں انتقال کیا۔ ایک سال تک وہیں دفن رہے۔ پھر آپ کے برادران سید

اقبال علی اور سید محمد علی وہاں گئے اور آپ کی نعش کو وہاں سے نکال کر واپس لائے اور بمقام

پانڈوکے کلاں ضلع گوجرانوالہ میں اپنے آیا و اجداد کے پاس دفن کیا۔

ادۃ تاریخ،

وسیدہ مخلوقات

سید اقبال علیؒ

آپ سید غلام محی الدین بن سید عبد اللہ بر خور داری پانڈوکوی کے دوسرے بیٹے تھے۔
 بیعت و خلافت حضرت سید عمر بخش بن سید محمد بخش رسولنگری سے رکھتے تھے۔
 آپ کی والدہ صاحبہ سید حبیب اللہ بن سید خدابخش بن سید شاہ قاسم بر خور داری کی بیٹی تھیں۔
 آپ نے ظاہری علم ادب و فقہ فارسی و پنجابی اپنے عم بزرگ مولوی سید غلام قادر بن
 تعلیم سید عبد اللہ سے حاصل کیا۔ فن کتابت بھی سیکھا۔ آپ کے دونوں خط نسخ اور نستعلیق
 بہترین تھے۔

آپ مسکین حالت اور فقیرانہ صورت تھے۔ خودی و بکھڑے بالکل مبرا تھے۔
 اخلاق و عادات ہر وقت ذکر و فکر میں مشغول رہتے۔ تلاوت قرآن مجید بلا تامل کرتے۔ اکثر
 قصص الانبیاء اور گلزارِ ارفقہ کا مطالعہ رکھتے۔ قصیدہ غوثیہ کا ورد بھی رکھتے تھے۔
 آپ کی مزار اوقات فن کتابت پر تھی۔ آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی چند کتابیں اولاد
 تحریر کتب کے پاس موجود ہیں۔ مثلاً:

- ۱۔ مناقبِ نوشاہی ۱۔ شجرہ شریفِ نوشاہی ۳۔ مدحِ نوشاہی ۴۔ کتابِ تعویذات و
- عملیات ۵۔ درود شریف ۶۔ نور نامہ ۷۔ قصیدہ غوثیہ ۸۔ باراں ماہ فردِ فقیر
- ۹۔ دعائے سریانی

دستخط آپ کے تین دستخط یہاں نقل کیے جاتے ہیں،

۱۔ "تمت تمام شد تبرک قصیدہ غوثیہ بدست خط فقیر حقیر اقبال علی ابن غلام محی الدین
 نوشاہی برائے خواندن خود و کریم اللہ تحریر یافت ۱۲۶۹ھ"

۲۔ "تمت تمام شد دعا سریانی دستخط فقیر اقبال علی نوشاہی ابن شاہ غلام محی الدین
 در موضع سہنپال ۱۲۸۳ھ ہجری النبوی صلی اللہ علیہ وسلم تحریر یافت۔ لا الہ الا اللہ

محمد رسول اللہ -

۳۔ "تمام شد درود شریف پاسخاطر میاں کریم اللہ و عظیم اللہ نصیب کند بدستخط فقیر

اقبال علی نوشاہی ابن شاہ غلام محی الدین در موضع سنپال تحریر یافت لا الہ الا
اللہ محمد رسول اللہ

اولاد آپ کا نکاح سیدہ گوہر بی بی بنت سید علم الدین بن سید علی محمد بر خرداری ساہنپالوی
سے تھا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کے دو بیٹے تھے،

۱۔ سید کریم اللہ ۲۔ سید عظیم اللہ المعروف حبیب اللہ

آپ کی تین بیٹیاں تھیں:

۱۔ سیدہ زینب بی بی۔ پہلے سید فضل عالم بن سید عمر بخش رسولنگری سے نکاح ہوا تھا۔

ان کی وفات کے بعد ان کے چھوٹے بھائی سید حسن عالم سے نکاح کیا۔

۲۔ سیدہ حسین بی بی۔ منکوہ سید بدوح شاہ بن سید محمد علی پانڈوکوی

۳۔ سیدہ جواہر بی بی۔ منکوہ سید بوٹے شاہ بن سید عمر بخش ساہنپالوی۔ انھوں نے

طلاق دے دی تو پھر نکاح ثانی سید شیر علی بن سید سلطان علی ہاشمی رملوی سے کیا۔

تاریخ وفات سید اقبال علی کی وفات بروز پنجشنبہ ۲۶ شوال ۱۳۲۳ھ میں ہوئی۔

قبر گورستان نوشاہیہ میں ہے۔

مادہ تاریخ، ادیب غریب نواز

سید محمد علی پانڈوکوی

آپ سید غلام محی الدین بن سید عبداللہ بر خرداری پانڈوکوی کے تیسرے بیٹے اور

مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کی والدہ صاحبہ سید حبیب اللہ بن سید خدا بخش بن سید شاہ تعن کی

بیٹی تھیں۔

آپ نے قرآن مجید اور درسی کتابیں اپنے علم بزرگ مولانا سید غلام قادر

اخلاق سید بن سید عبداللہ سے پڑھیں۔ آپ نہایت سادہ مزاج، ذرویش

سیرت تھے۔ دنیاوی چالبازیوں سے پاک تھے۔ اپنے مولا کے سوا کسی سے سروکار نہ تھا۔

پیشہ کاشتکاری کیا کرتے۔

آپ دعائے گنج العرش، درود اکبر، اسماء الحسنیٰ یعنی باری تعالیٰ کے اوراد و وظائف، تاناوے نام، نوونہ اسمائے نبوی، دعائے سرانی، دعائے ناد علی کا ورد رکھتے تھے۔ سکونت پانڈو کے میں تھی۔

کرامت

منقول ہے کہ ایک دن آپ مرزا نام زمیندار کی زراعت سے چونا بے ادب کا سزا پانا نکالنے گئے۔ اُس نے آکر چونا چھین لیا۔ اور گستاخانہ کلام کیا۔ رات کو چار پانی پر سویا تو نیچے گر پڑا۔ تین چار دفعہ ایسا ہی ہوا۔ صبح خدمت اقدس میں آکر معافی لی۔

اولاد آپ کا نکاح سید صالحہ بی بی بنت سید محمد امین مختار ساہنپالی سے ہوا تھا۔ اُن کے بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کے چار بیٹے تھے:

۱۔ سید چراغ دین المعروف بدوح شاہ ۲۔ سید سراج الدین شہید

۳۔ سید جلال الدین ۴۔ سید نور الدین

سید محمد علی کی وفات بروز منگل وار، بوقت شام، چوتھی محرم الحرام ۱۳۲۲ھ میں ہوئی۔ آپ کی قبر موضع پانڈو کے نو، ضلع گوجرانوالہ میں، گاؤں سے شمالی طرف گورستان جھاڑنوالہ میں ہے۔

مادہ تاریخ، چہراغ حسن

سید لدھے شاہ پانڈوکوی

آپ کا اصل نام فیض اللہ، مشہور نام لدھے شاہ تھا۔ آپ سید الدین بن سید عبداللہ برخورداری پانڈوکوی کے فرزند اکبر تھے۔ بیعت و خلافت سید احمد بخش بن سید اللہ دتہ

ڈھلا والد سے تھی۔

آپ کی والدہ کا نام سیدہ کرم بھری بنت سید خدابخش بن سید حافظ نور اللہؒ تھا۔
آپ نے علوم دینیہ کی تعلیم اپنے عم بزرگ مولوی سید غلام قادر بن سید عبداللہؒ سے پائی۔
تعلیم فارسی علم ادب میں کافی مہارت تھی۔ فن کتابت بھی سیکھا۔ پانڈوکے میں سکونت رکھتے۔
آپ کو اپنی والدہ ماجدہ کی دعا تھی۔ وہ آپ کے متعلق فرمایا کرتیں،

دعائے والدہ "ہٹ میرا اچا پت تیری۔ رہی روز قیامت تائیں"

آپ بڑے پارسا، خدا یاد، عارف، درویش تھے۔ حال فقیرانہ رکھتے۔ سر پر ٹوپی
احساق پہنتے۔ چہرہ بارعب تھا۔ آپ کو سماع سننے کے وقت وجد بھی ہو جایا کرتا تھا۔
اور درخت پر نشان کر دیئے جاتے تھے۔

آپ کلام درویشانہ کو پسند فرمایا کرتے۔ خواجہ حافظ شیرازیؒ اور شیخ سعدیؒ
اشعار خوانی شیرازیؒ اور شیخ شرف الدین بولقلندر پانی پتیؒ کے اشعار پڑھا کرتے۔ مثلاً،

شاہ شرفؒ

غیرت از چشم برم رفتے تو دیدن ندہم	مکش را نیز حدیث تو شنیدن ندہم
مگر شبے دست دہد وصل تو از غایت شوق	تا قیامت نشود صبح و میدان ندہم
مگر بیاید ملک الموت کہ جانم برد	تا نہ بنم رُخ تو روح و میدان ندہم
ہدیہ روئے تو گر ملک دو عالم بدہند	یعلو اللہ کہ سر موئے تو دیدن ندہم
مگر بام دل من اقد آں عنقا یار	مگر چہ صد جیلہ کند باز و میدان ندہم

شرف مگر بادوزد تا ز موئے تو برد

باد را نیز دریں دیر و دیدن ندہم

سعدیؒ

چو دخلت نیست خرج آہستہ تر کن	کہ میگویند طلاخان سرودے
اگر باران بگوہستان نبارد	بسائے دجلہ گود و خنک رودے

حافظ

ہم کام بخود کامی ببدنامی کشید آخر نہاں گے ماند آن راز سے کزو سازند مغلہا

سید بختی میں کب کوئی کسی کا ساتھ دیتا، کہ تاریخ کی مین سایہ بھی جدا انسان سے رہتا،

کرامت

ایک مرتبہ چوروں نے آپ کی بھینس چڑالی۔ آپ کہیں تلاش کرنے لگے۔ دوگ چوروں کا نائب ہونا سمجھتے تو آپ فرماتے کہ اگر ہماری ہے تو یہیں آجائے گی۔ چنانچہ آٹھویں روز چور خود حاضر ہو کر آپ کے قدموں پر گڑے اور گناہ سے توبہ کی اور معافی لی۔ اور بیان کیا کہ جب ہم چلتے تھے تو راستہ بھول جاتے تھے۔

آپ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے (۱) مناقب نوشاہی (۲) شہرہ جات نوشاہی تحریر کتب (۳) دھونکل نامہ آپ کی یادگار اولاد کے پاس محفوظ ہیں۔

آپ کا نکاح ۱۶ مارچ ۱۹۱۳ء مطابق ۱۲۴۳ھ کو حضرت سکینہ بی بی بنت مسیماں اولاد نظام الدین عرف بھٹی ساکن درگاہی والد ضلع گوجرانوالہ کے ساتھ ہوا تھا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کے دو بیٹے تھے؛

۱۔ سید کرم الہی ۲۔ سید محمد حسین

آپ کی ایک بیٹی تھی؛

سیدہ حسین بی بی۔ منکوہ سید فیض احمد بن سید المودین بن سید امام بخش ساہنپالیو یارِ طریقت آپ کے ایک ہی خلیفہ سید سلطان محمود بن سید غلام نبی برخورداری دھیرکوی تھے۔

سید لد سے شاہ کی وفات بروز جمعہ سترہویں شوال ۱۳۱۵ھ میں ہوئی۔ تاریخ وفات قبر پانڈو کے کلاں ضلع گوجرانوالہ میں ہے۔

ماہ تاریخ فروغ ایزدی۔

سید لہان اللہ پانڈوکویؒ

آپ سید الدین بن سید عبداللہ پانڈوکویؒ کے دوسرے بیٹے تھے۔ آپ کی والدہ کا نام سیدہ کرم بھری بنت سید خدابخش بن سید حافظ نور اللہ فرشتہ صفات تھا۔ آپ بچپن میں فوت ہو گئے۔ وفات ۱۳۰۴ھ

سید رزق اللہ پانڈوکویؒ

آپ سید الدین بن سید عبداللہ پانڈوکویؒ کے تیسرے بیٹے تھے۔ آپ کی والدہ کا نام سیدہ کرم بھری بنت سید خدابخش بن سید حافظ نور اللہؒ تھا۔ آپ کا انتقال طفولیت میں ہو گیا۔ وفات ۱۳۰۵ھ۔

سید کلیم اللہ پانڈوکویؒ

آپ سید الدین بن سید عبداللہ پانڈوکویؒ کے چوتھے بیٹے تھے۔ آپ کی والدہ کا نام سیدہ کرم بھری بنت سید خدابخش موصوف تھا۔ آپ نے صغر سنی میں وفات پائی۔ وفات ۱۳۰۶ھ۔

سید عمر بخشؒ

آپ سید طغ الدین بن سید علی محمد ساہنپالویؒ کے اکلوتے بیٹے تھے۔ بیعت طریقت سید احمد بخش بن سید اللہ دتہ مجدد و دحلوالہ سے تھی۔ لیکن وہ وفات کے وقت آپ کی سپرد اپنے بڑے بھائی سید قطب الدین کو کر گئے تھے۔ آپ نے تربیت و تکمیل انہیں سے پا کر خود خلافت حاصل کیا۔

آپ کی والدہ کا نام حضرت نیک بی بی تھا، جو میاں کرم الدین علما ساکن دھنویہ خورد ضلع گوجرانوالہ کی بیٹی تھیں۔

تعلیم آپ نے چندے تعلیم مولوی سید غلام قادر بن سید عبداللہؒ سے پائی۔

آداب شناسی آپ ادب و عیا و خلق کا مجسم نمونہ تھے۔ اگر درگاہ عالیہ نوشاہیہ پر زیارت کے لیے حاضر ہوتے تو ادب کی وجہ سے روضہ کے اندر داخل نہ ہوتے۔ دروازہ کی سیڑھیوں کے نیچے ہی رہتے۔ فقر و طریقت کے رموز و اسرار سے واقف تھے۔

آپ کو ایک مرتبہ خواب میں حضرت نوشہ گنج بخشؒ کی زیارت فیض بشارت زیارت نوشاہی ہوئی، دیکھا کہ حضور پلنگ پر بیٹھے ہیں۔ اشعار خوانی آپ گاہ بگاہ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے:

حافظؒ

بے سجادہ رنگیں کن گرت پیرمغاں گوید کہ ساک بے خبر نمود ز راہ و رسم منزلنا
غزل

سیف ہو جس کی زباں شمشیر کی حاجت نہیں صاف ہو جس کی نظر پھرتیر کی حاجت نہیں
جب تصویر بند ہو گیا تصویر کی حاجت نہیں زلف کے پابند کو زنجیر کی حاجت نہیں
سجدہ گاہ عاشقاں ہے دلبروں کا صاف دل یہ وہ کعبہ ہے جسے تعمیر کی حاجت نہیں

کرامات

آپ ایک دفعہ عادل گڑھ چک، ضلع شیخوپورہ میں میراں بخش ماچھی ایک ہندو کو وجد کرانا کے ہاں تشریف فرما تھے۔ مجلس میں سماع اور وجد ہو رہا تھا۔ ایک ہندو کھتری کوٹھے پر بیٹھا حق پنی رہا تھا۔ اُس نے کہا، مسلمان جوٹا سر مارتے ہیں۔ آپ نے اس کی طرف دیکھا۔ وہ نعرہ مار کر نیچے گر پڑا اور دیر تک حال کرتا رہا۔

آپ ایک دفعہ گھوٹوں کے ضلع سیالکوٹ میں تشریف خشک درخت کا سبز ہو جانا لے گئے۔ وٹن ہاچھی کی والدہ نے عرض کیا کہ ہمارے گھر میں بیری کا درخت بہت سایہ دار تھا۔ وہ خشک ہو گیا ہے۔ آپ نے تعویذ بنا دیا اور فرمایا اس کے نیچے دفن کر دو۔ چنانچہ وہ ایسا کرنے سے دوبارہ سبز ہو گیا اور پھل دینے لگا۔

ایک نافرمان کا مجلس ہو جانا ایک مرتبہ آپ چک ڈاون میں گئے وہاں مستی کرم داؤد پورہ

اپنے پاس بلوایا۔ وہ اس خطرہ سے بچ گیا کہ کہیں میرا مکان حسینؑ کا پنج گونہ اولاد میں۔ آپ کے معلوم ہوا تو فرمایا کہ وہ ہم سے بچ گیا ہے۔ دنیاوی دولت اس سے بچ گئی ہے۔ چنانچہ وہ مجلس و نادار ہو گیا اور اولاد سے بھی محروم رہا۔

عملیات

آپ نے فرمایا ہے کہ اگر فراخی رزق کی ضرورت ہو تو یاد رزاق کا فراخی رزق کے واسطے وظیفہ کیا کرو۔ رزق کشادہ ہو جائے گا۔

آپ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی آدمی کو مسخرہ شیخ زنا ہو تو یاد دُود کا محبت کے واسطے وظیفہ کیا کرو۔ ان شاء اللہ مسخر ہو جائے گا۔

ملفوظات

آپ فقروں کے کلمات بہت یاد رکھتے تھے۔ آپسک نہیں کہ چند ارشادات و نصائح یہاں لکھے جاتے ہیں۔

ملفوظ۔ آپ نے فرمایا، جس درویش کو چار کلمے۔ اور چار مقام۔ اور چار رنگ۔ اور چار لذت۔ اور چار فرستے۔ اور چار سلام کی خبر نہ ہو۔ اس پر بقدر فقری حرج ہے۔

چار کلمے یہ ہیں:

اول کلمہ شریعت۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

دوم کلمہ طریقت۔ لا الہ الا اللہ بعظمتہ محمد رسول اللہ خلیفۃ۔

سوم کلمہ حقیقت۔ لا الہ الا اللہ بید قدرتہ محمد رسول اللہ برسالتہ۔

چارم کلمہ معرفت۔ لا الہ الا اللہ حقاً حقاً محمد رسول اللہ صفاً صفاً۔

چار مقام یہ ہیں:

۱۔ ناسوت ۲۔ ملکوت ۳۔ جبروت ۴۔ لاہوت۔ یہ چار فرشتوں کے مقام ہیں۔

چار رنگ یہ ہیں:

۱۔ سرخ ۲۔ سفید ۳۔ سبز ۴۔ سیاہ - یہ چار مقاموں کے رنگ ہیں۔

— چار لذت یہ ہیں :

۱۔ ترش ۲۔ تلخ ۳۔ میٹھی ۴۔ شیریں - یہ چار مقاموں کی لذتیں ہیں۔

— چار فرشتے یہ ہیں :

۱۔ جبرائیل ۲۔ میکائیل ۳۔ اسرافیل ۴۔ عزرائیل

— چار سلام یہ ہیں :

سلام شریعت - السلام علیکم
جواب وعلیکم السلام

سلام طریقت - یا علی مدد
جواب پیروا علی مدد

سلام حقیقت - صفائے مردو
جواب دیداروں کا نفع

سلام معرفت - عشق ذات حق اللہ جل فرما
جواب صبح بختن مولا مشکل کشا شیر خدا

ملفوظ - فرمایا - مقولہ فقرا ہے ۔

کلا پر زمین - زمین پر سجدہ - پیر من محمد - مرشد من اللہ ۔

ملفوظ - فرمایا - فقیروں کے آپس میں سوال جواب ہوتے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں :

۱ - سوال : کون تمہارا مرشد ہے - کون تمہارا پیر - مسلمان ہیں کہ فقیر ۔

جواب : اللہ ہمارا مرشد ہے - محمد ہمارا پیر - شرع دا مسلمان ماں قول دا فقیر ۔

۲ - سوال : پہلے سجدہ کس کیا ؟

جواب : زمین کیا ۔

۳ - سوال : زبان پلید ہے اس کا غسل کر کے بولو ۔

جواب : چٹنی زبان - نام تیرا سیف الرحمان - اتر غسل ایس فرمان لا الہ الا

اللہ محمد رسول اللہ ۔

۴ - سوال : کس کو نہیں کلنگ کوئی - کون آسن نہیں ڈولیا - کون ہے ہم رکھ عورت دیکھ

نہیں بھویا ۔

جواب : کالے کو نہیں کلنگ کوئی - قلوب آسن نہیں ڈولیا - پانی ہے ہم رکھ

عورت دیکھ نہیں بھویا ۔

آپ نے یہ چند نصایح آداب مجلس و فقر کے متعلق فرمائی ہیں۔

نصایح فرمایا : مرید کے اسلام سے پیر کا کفر بہتر ہے۔

فرمایا : یار کی یاری کی طرف دیکھنا چاہیے، یار کے عیبوں کو نہ دیکھنا چاہیے۔

فرمایا : اگر تلی کے شکار کو جانا ہو تو شیر کے شکار جتنا سامان تیار کر دو۔

فرمایا : اگر تم کسی دوسرے آدمی کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھو تو باری سے لقمہ اٹھاؤ۔

فرمایا : اگر تم کسی کے ساتھ سالن کھا رہے ہو اور تمہارے سامنے گوشت کا سالن

ہو تو اس میں زیادہ اپنا طمع نہ کرو بلکہ جس وقت دوسرا ساتھی دو بوٹیاں کھالے تو تم ایک

بوٹی کھاؤ۔

اولاد آپ کا نکاح سیدہ عمری بی بنت سید الدین بن سید عبداللہ ساکن پانڈو کے کے ساتھ

ہوا تھا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کے دو بیٹے تھے :

۱۔ سید نبی بخش
۲۔ سید بوٹے شاہ

آپ کی ایک ہی بیٹی تھی سیدہ اللہ جو انی منگور سید سراج الدین شہید بن سید محمد علی

برخورداری پانڈو کوئی۔

یارانِ طریقت سے آپ کے مرید بہت تھے۔ از انجملہ بعض خواص اجاب یہ ہیں :

۱۔ سید بوٹے شاہ فرزند انجناب ساہنپال شریف ضلع گجرات

۲۔ سید مہتاب بن سید امام الدین برخوردار پانڈو کے کلاں گوجرانوالہ

۳۔ سائیں مبارک دین فقیر قوم موچی چک دادن

۴۔ سائیں احمد دین فقیر

۵۔ محمد بخش بن پیر بخش تارڑ ساہنپال یہ متوفی ۱۲۴۲ھ

۶۔ محمد یار بافندہ متوفی ۱۲۴۲ھ

۷۔ فضل موچی

۸۔ صوبہ بن عالم کشمیری عادل گڑھ چک ۲۷

تبرک آپ کی دستار سفید رنگ اولاد کے پاس موجود ہے۔

تاریخ وفات سید عمر بخشؒ کی وفات بروز پنجشنبہ۔ اٹھویں جمادی الثانی ۱۲۱۵ھ میں ہوئی۔ دوسرے دن جمعہ کو دفن ہوئے۔ قبر گورستان نوشاہیہ میں مشرقی حلقہ میں ہے۔

مادہ تاریخ : اولیا شیریں سخن

سید محمد الدین میرزہ والہؒ

آپ سید شاہ رانا بن سید شرف الدین برخوردار میرزہ والہؒ کے فرزند اکبر تھے۔ بیعت طریقت پر محمد شاہ سلیمانی زملوی سے تھی۔ وہ مرید اپنے والد شیخ گوہر شاہ بن شیخ مابی شاہ سلیمانی زن ملوی کے ہیں۔

آپ کی والدہ کا نام سیدہ زینب بی بی بنت سید کرم الدین برخوردار ساکن چکائی تھا۔ تاریخ ولادت آپ کی ولادت ۱۲۰۹ھ میں بمقام میرزہ علاقہ لالہ ٹوٹے میں ہوئی۔ آپ صاحب جذب و جلالت تھے۔ جسم طاقتور، چہرہ بارعب تھا۔ اخلاق و عادات گاہ بگاہ درگاہ عالیہ نوشاہیہ پر آتے رہتے۔ اپنی برادری سے جیل ملاقات رکھتے۔

آپ کا نکاح مسات شمس بی بی بنت میاں روشن قریشی اسدی ساکن شادی لہڑی ضلع گجرات سے ہوا تھا۔ لیکن کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ آپ نے دنیا سے لاولد انتقال کیا۔

سید محمد الدینؒ کی وفات بعبریا سی سال۔ پچیسویں صفر ۱۲۶۵ھ میں ہوئی۔ تاریخ وفات قبر موضع میرزہ ضلع گجرات میں اپنے دادا کے پاس ہے۔

مادہ تاریخ :

فضیلت اولیا۔

سید احمد الدین میردہ والد

آپ سید شاہ رانا بن سید شرف الدین بر خور داری میردہ والد کے دوسرے بیٹے تھے۔
 بیعتِ طریقت شیخ شاہ محمد بن شیخ شرف الدین بن شیخ ناصر الدین سلیمانی ساہنپالوی سے تھی۔
 آپ کی والدہ کا نام سیدہ زینب بی بی بنت سید کرم الدین بر خور داری ساکن چک جاتی تھا۔
 تاریخ ولادت آپ کی ولادت ۱۲۹۵ھ میں بمقام میردہ ہوئی۔
 مادہ تاریخ "چراغِ کامل" ہے۔

آپ بائبل سادہ مزاج تھے۔ بود و باش اور ظاہری صورت و لباس سے
 سادہ مزاجی بائبل زمیندار معلوم ہوتے تھے۔

موصوف کتاب بذاکتا ہے کہ میں کئی دفعہ لادموسی سٹیشن پر ریل سے اتر کر جھنڈے والی
 جایا کرتا۔ راستہ میں آپ کا گاؤں پڑتا تھا آپ وہیں کھیتوں یا بنجر جگہوں میں گھاس کھودتے
 بل جاتے۔

سید احمد الدین ساری عمر تارکِ مجرہ ہی رہے۔ نکاح نہیں کیا اور بصر
 تاریخ وفات سنہ ۱۳۶۴ھ کو علاقہ سیانکوٹ میں بعالمِ سفر ہی
 انتقال کیا۔

آپ کی قبر موضع میانی اعوانان ضلع سیانکوٹ میں ہے۔
 مادہ تاریخ، نو شہ اعظم

سید صد الدین میردہ والد

آپ سید شاہ رانا بن سید شرف الدین بر خور داری میردہ والد کے تیسرے فرزند تھے۔
 بیعتِ طریقت سائیں فتح محمد فقیر نوشاہی ساکن پنڈی اعوانان ضلع گجرات۔ مدفون دھام متصل
 لادموسی سے تھی۔ جن کا ذکر اس کتاب کی تیسری جلد موسوم بہ تذکرۃ النوشاہید میں آئے گا۔
 انشاء اللہ تعالیٰ۔

آپ کی والدہ کا نام سمات نواب بی بی تھا جو قوم کشمیری سے تھیں۔

آپ کی ولادت ۱۳۰۵ھ میں ہوئی۔

مادہ تاریخ "برخوردار محمد" ہے۔

تاریخ ولادت

آپ نیک اطوار، درویش خصلت انسان تھے۔ کسی کو کبھی

اذیت نہیں پہنچائی۔ آپ اپنے سب بھائیوں سے انحراف سے

اخلاق و عادات

چونکہ اولاد نہیں رکھتے تھے اس لیے اپنی سب جائداد و مکانات اپنی حقیقی ہمشیرہ سیدہ

حیات بیگم کے نام بہہ کر دی جو سید چہر شاہ بن سید عطا محمد برخوردار می ساہنپالوی کی اہلیہ ہیں۔

ان کو اپنی زندگی میں ہی قبضہ دے دیا۔

آپ کا نکاح سیدہ حاکم بی بی بنت سید حسن محمد بن سید نظام الدین برخوردار

شادی شیخ علی پوری سے ہوا، لیکن اولاد نہیں ہوئی۔

شادی

سید صدر الدین کی وفات بعد ستر سال بروز بدھ وار، وقت چاشت،

ستائیسویں رمضان ۱۳۴۵ھ میں ہوئی۔ قبر میردہ علاقہ لالہ موٹے

تاریخ وفات

میں اپنے باپ دادا کے پاس ہے۔

مادہ ہائے تاریخ

۱۔ حضور نوش ۲۔ اصل مرغوب

سید چراغ دین میردہ والہ

آپ سید شاہ رانا بن سید شرف الدین میردہ والہ کے چوتھے بیٹے تھے۔ بیعت

طریقت اپنے بڑے بھائی سید محمد الدین سے تھی۔ والدہ کا نام سیدہ زینب بی بی بنت

سید کریم دین ساکن چک جانی تھا۔

آپ کی پیدائش ۱۳۱۵ھ میں ہوئی۔ آپ والدین کے تابعدار

مردوب تھے۔ صغارت و کبالت سے محنت رہتے۔

تاریخ ولادت

سید چراغ دین کنوارے بعد چوبیس سال، ہجرات، ۲۶ رمضان

تاریخ وفات ۱۳۴۲ھ کو بعارضہ طاعون فوت ہوئے۔ قبر میردہ میں ہے۔

تاریخ وفات

مادہ تاریخ " فخر مکتب "

سید ابراہیم چک جانی والد

آپ سید نور الدین بن سید کرم الدین برخورداری ساکن چک جانی کے فرزند اکبر تھے۔ بیعت طریقت شیخ غلام حسین موتیاں والد بن شیخ غلام حسن سلیمانی بھلوالی سے تھی۔

آپ کی والدہ کا نام سیدہ راج بی بی بنت سید حافظ شرف الدین ساکن میرۂ تھا۔ اولاد آپ کا نکاح سیدہ فضل بیگم بنت سید سلطان علی بن سید گوہر شاہ ہاشمی رنلوی سے ہوا تھا۔ ان سے صرف ایک بیٹا سید ولی محمد نام پیدا ہوا۔

سید ابراہیم کی وفات ۱۳۴۵ھ میں ہوئی۔ قبر موضع چک جانی ضلع گجرات تاریخ وفات میں ہے۔ مادہ تاریخ، حافظ قرآن

سید غلام رسول چک جانی والد

آپ سید نور الدین بن سید کرم الدین چک جانی والد کے فرزند اصغر تھے۔ بیعت طریقت شیخ عمر الدین بن شیخ شرف الدین سلیمانی ساہنپالوی سے تھی۔

آپ کی والدہ کا نام سیدہ راج بی بی بنت سید حافظ شرف الدین ساکن میرۂ تھا۔ آپ صاحب شرم و حیا و توکل تھے۔ مجردانہ زندگی بسر کی۔ نکاح نہیں کیا۔ عمر بزرگ تھے۔ اخلاق عبادت گزار۔ متوکل علی اللہ تھے۔ فقیرانہ لباس پہنتے۔ سر پر ٹوپی ہوتی تھی۔ آپ کی ہمشیرہ سیدہ حسین بی بی ساہن پال شریفین میں سید شیر علی بن سید محمد شفیع سے بیاہی ہوئی تھیں۔ ان کے پاس آیا جایا کرتے۔

سید غلام رسول کی وفات ۱۳۵۵ھ میں ہوئی۔ قبر چک جانی ضلع گجرات تاریخ وفات میں ہے۔

مادہ تاریخ، قاضی الحاجات

سید غلام محمد شیخعلیپوریؒ

آپ سید نظام الدین بن سید کریم الدین برخوردار شیخعلیپوریؒ کے فرزند اکبر تھے۔
بیعت پر محمد شاہ سلیمانی رملوی سے تھی۔ وہ مرید اپنے والد شیخ گوہر شاہ سلیمانی رن ملوی
کے ہیں۔

آپ کی والدہ کا نام سیدہ نواب بی بی بنت سید قطب الدین بن سید فتح الدین تھا۔
آپ نے موضع دھیر کے متصل گجرات سے قرآن مجید پڑھا اور چند اردو پنجابی کی
تعلیم کتابیں بھی سبھا پڑھیں۔

آپ نیک اطوار، سادہ مزاج تھے۔ زراعت پیشہ کیا کرتے۔ دنیاوی کاموں
اخلاق میں چنناں دخل نہیں دیتے تھے۔ پسندیدہ خصلتوں والے تھے۔

آپ کا نکاح سیدہ رابعہ بی بی بنت سید الہدین بن سید امام بخش ساہنپالویؒ سے
اولاد ہوا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کے دو بیٹے ہوئے:

۱۔ صاحبزادہ نور حسین سلمہ اللہ۔ متولد ذی الحجہ ۱۲۳۳ھ۔ اپنے نانا سید الہدین
ساہنپالویؒ کے گھر کا وارث بنا ہے۔ اس کا نکاح اپنے چچا کی بیٹی سیدہ فضل بیگم
بنت سید حسن محمد شیخعلیپوریؒ سے ہے۔ اس کے بطن سے دو لڑکے محمد بشیر و
محمد مالک نام۔ اور دو لڑکیاں رضیہ بیگم و صفیہ بیگم اس وقت ۱۲۶۶ھ میں موجود ہیں۔

۲۔ صاحبزادہ نذر محمد مرحوم
آپ کی ایک بیٹی ہے سیدہ حسین بی بی۔ شکوہ صاحبزادہ فضل حسین بن سید حسن محمد
شیخ علی پوریؒ۔

سید غلام محمدؒ کی وفات بروز بدھوار۔ ۱۶ محرم ۱۲۳۶ھ میں ہوئی۔ قبر
تاریخ وفات موضع شیخ علی پور المعروف شعلی ضلع گجرات میں ہے۔

مادہ تاریخ، اسکندریہ

سید حسن محمد شیخ علی پوریؒ

آپ سید نظام الدین بن سید کرم الدین برخوردار شیخ علی پوریؒ کے فرزند اصغر اور مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کی والدہ کا نام سیدہ نواب بی بی بن سید قطب الدین بن سید فتح الدین برخورداری ساہنپالویؒ تھا۔

آپ پابند شریعت نیک اطوار تھے۔ درویشی کی محبت آپ کے دل عادات و اخلاق میں باگزین تھی۔ اوراد و وظائف پابندی سے کیا کرتے۔ مسجد شیخ علی پور (مُحَلّی) کی امامت بھی آپ کے متعلق تھی۔

آپ کا نکاح سیدہ عائشہ بی بی بنت سید الدین بن سید امام بخش ساہنپالویؒ سے ہوا۔ اولاد ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کے چار بیٹے ہوئے :

۱۔ صاحبزادہ فضل حسین مرحوم

۲۔ صاحبزادہ محمد حسین سلمہ اللہ

۳۔ صاحبزادہ سید احمد مرحوم

۴۔ صاحبزادہ فیض احمد مرحوم

ان میں سے صاحبزادہ محمد حسین سلمہ اللہ اس وقت موجود ہے اور موضع شیخ علی پور میں سکونت رکھتا ہے۔ اس کا نکاح مسات عزیز بیگم بنت میاں فضل الہی علما ساکن چک جانی سے ہوا۔ اس کے بطن سے دو لڑکے محمد اقبال و محمد گلزار موجود ہیں اور تین لڑکیاں ہیں۔

۱۔ سیدہ عطیہ بیگم منکوہ میاں محمد نذیر ساکن کوٹلی قاضی ضلع گجرات۔

۲۔ سیدہ شریا بیگم ۳۔ سیدہ قرانسا یہ دونوں ابھی باکرہ ہیں۔

سید حسن محمد صاحب ذکر ہذا کی چار بیٹیاں ہیں :

۱۔ سیدہ حسن بی بی۔ منکوہ میاں محمد صادق بن میاں فضل الہی امام مسجد چک جانی۔

۲۔ سیدہ فضل بیگم۔ منکوہ صاحبزادہ نور حسین بن سید غلام محمد برخورداری ساہنپالویؒ

۳۔ سیدہ حاکم بی بی۔ منکوہ سید محمد عالم بن سید ولی محمد برخورداری ساکن چک جانی۔

ان کی وفات کے بعد سید صدر الدین بن سید شاد رانا برخورداری

ساکن میر وہ سے نکاح کیا۔

۴۔ سیدہ فاطمہ بی بی۔ منکوہ صاحبزادہ لطیف احمد بن سید نور حق بر خورداری لاہوری۔

آپ نے وفات کے وقت کہا کہ میرا سلام میرے بھائی صاحب حضرت واقعہ وفات سید غلام مصطفیٰ نوشاہی ساہنپالوی کو پہنچا دینا۔ چنانچہ آپ کی وفات کے بعد آپ کی بھتیجی سیدہ حسین بی بی بنت سید غلام محمد نے وہ سلام ساہن پال شریف میں اعلیٰ حضرت قبلہ کو پہنچایا۔

سید حسن محمد کی وفات بروز منگلوار، ۲۹ رمضان ۱۳۶۵ء میں ہوئی۔

تاریخ وفات: قبر شیخ علی پور المعروف سخی ضلع گجرات میں ہے۔

مادہ تاریخ: صاحب غزبانواز

سید علم الدین بڑجن والہ

آپ سید شاہ نواز بن سید فضل الدین بر خورداری ساکن بڑجن کے فرزند اکبر تھے۔

بیعت آپ کی شیخ احمد شاہ بن شیخ جیون شاہ سلیمانی ساکن اگریہ سے تھی۔

آپ کی والدہ کا نام حضرت فضل بی بی تھا جو قوم منغل ساکن ڈنڈہ ضلع میرپور سے تھیں۔

آپ کی ولادت بروز بدھوار۔ بارھویں رجب ۱۲۳۲ء میں ہوئی۔ تاریخی نام

تاریخ ولادت: انظر حسین تھا۔ آپ کی طبیعت میں جلالیت غالب تھی۔

کرامات

منقول ہے کہ آپ ایک دفعہ موضع گہون میں تشریف لے گئے۔

گنویں کا بیکار ہو جانا وہاں ایک گنواں نیا تعمیر ہو رہا تھا۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا کہ

اس میں فلاں نقص ہے۔ مالک چاہے لے گستاخانہ کہا کہ تم کو کیا خبر ہے؟ آپ نے فرمایا اگر

مجھے خبر نہیں تو مجھے یہ خبر تو ضرور ہے کہ تیرے گنویں کا پانی کوئی شخص نہ پئے گا۔ چنانچہ ایسا ہی

ہوا کہ وہ گنواں عموماً پلید ہی رہتا ہے۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ دھرا لگکان میں تشریف
 آم کے پھل کا خراب ہو جانا لے گئے وہاں ایک آم کے درخت سے آپ نے پھل
 توڑ کر کھایا۔ اُس کا مالک خفا ہوا۔ آپ نے فرمایا، اگر تُو فقیر کے کھانے سے ناراض ہوتا ہے
 تو اس آم کا پھل کوئی نہ کھائے گا۔ چنانچہ اس کے بعد اس آم میں کیڑے پڑ گئے۔ اور آج
 تک اُسی طرح چلے آتے ہیں۔

آپ کا نکاح سیدہ متاب بی بی بنت سید قطب الدین بن سید فتح الدین برخوردار
 اولاد ساہنپالوی سے ہوا تھا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔
 آپ کے دو بیٹے تھے،

۱۔ سید علی احمد ۲۔ پیر سید احمد

آپ کی پانچ بیٹیاں تھیں:

- ۱۔ سیدہ بیگم بی بی۔ منکوہ میاں سلطان محمد اولاد دیوان صاحب ساکن گوڑہ بنسی ضلع میرپور۔
- ۲۔ سیدہ کرم بی بی۔ منکوہ سائیں اکبر علی قوم منغل۔ ساکن چن پلاہ۔ ضلع میرپور۔
- ۳۔ سیدہ نور بیگم۔ منکوہ میاں فتح محمد قوم منغل۔ ساکن ڈڈ کتیالہ۔ ضلع میرپور۔
- ۴۔ سیدہ کاکو بی بی۔ منکوہ سید گلاب دین بن سید اللہ جوایا اشمی ساکن ٹھیکریاں۔ علاقہ
 راجوری۔ ضلع ریاسی۔ ریاست کشمیر۔

۵۔ سیدہ مریم بی بی۔ منکوہ سید غوث محمد بن سید اللہ جوایا اشمی ساکن ٹھیکریاں۔

تاریخ وفات سیدہ مریم کی وفات بھرباشٹھ سال۔ بروز سوموار۔ نویں شوال
 ۱۱۹۶ھ میں ہوئی۔

آپ کی قبر موضع ڈڈ کتیالہ۔ ضلع میرپور۔ ریاست جموں و کشمیر میں ایک بلند ٹیلہ کے

اوپر پختہ بنی ہوئی ہے۔

مادہ ہائے تاریخ، ۱۔ چراغ محمد

۲۔ ولی دماغدار

سید شمس الدین برطین والد

آپ سید شاہنواز بن سید فضل الدین برخورداری ساکن برطین کے دوسرے بیٹے تھے۔
 بیعت و خلافت شیخ احمد شاہ بن شیخ جیون شاہ سلیمانی ساکن اگروہ سے تھی۔
 آپ کی والدہ کا نام حضرت فضل بی بی تھا، جو قوم مغل سے تھیں، اور ڈونڈ منسلح
 میرپور سے تھیں۔

تاریخ ولادت آپ کی ولادت بروز اتوار، انیسویں شوال ۱۲۳۶ھ میں ہوئی۔ آپ
 صاحبِ مذہب و ریاضت تھے۔

ایک مرتبہ آپ پاؤں پیادہ اجیر شریف کو تشریف لے گئے۔ ایک
 سفر اجیر شریف | ریگستان میں راستہ بھول گئے۔ بغداد شریف کی طرف متوجہ ہو کر مذاکی۔
 اسی وقت ایک شہزبان ظاہر ہوا اُس نے راستہ بتایا۔ آپ زیارتِ خواجہ بزرگ حضرت
 خواجہ حسین الدین چشتی سے مشرف ہوئے۔

کرامات

منقول ہے کہ اثنائے سفر اجیر شریف میں ایک بلوچ آپ کے
 گم شدہ اونٹ کا پتہ دینا | سامنے عرض گزار ہوا کہ میرا اونٹ گم ہو گیا ہے۔ آپ رویش
 معلوم ہوتے ہیں۔ میرے اونٹ کا پتہ بتاؤ۔ آپ نے بجگاہ باطن دیکھ کر فرمایا کہ اس وقت تیرا
 اونٹ پھر گلا میں پھرا ہے۔ وہ گیا تو اُس کو اونٹ بل گیا۔

آپ کا مرید حضرت علی نام نوشہرہ کا نمبردار تھا۔ مخالفتِ برادران
 ایک شخص کو نمبرداری عطا کرنا | نے مقدمہ کر کے اُس کا نام کٹوا دیا۔ وہ بہت فقروں کے پاس
 گیا۔ مگر کسی سے مطلب حاصل نہ ہوا۔ آخر مایوس ہو کر آپ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے اپنی تسبیح
 اس کو دی اور فرمایا: جاؤ، تم کو نمبرداری مل جاوے گی۔ چنانچہ واپس جاتے ہی اس کو نئے سرے
 نمبرداری مل گئی ہے۔

منقول ہے کہ حضرت علیؑ زبور کے ہاں اولاد نہیں ہوتی تھی۔ اُس نے متواتر فرزند زینہ کی دعا ساتھ عورتوں سے نکاح کیا۔ مگر اولاد سے محروم رہا۔ آخر آپ نے اس کو تعویذ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا سے اس کو بڑا عطا کیا۔

وفات کے بعد کرامت

آپ کی وفات کے بعد آپ کے مرید شوہدا نام پر مقدمہ بن گیا۔ وہ گرفتار مقدمہ سے رہا کرانا ہو گیا۔ اُس نے چاہا کہ افسر کو رشوت دے کر بری ہو جاوے۔ رات کو خواب میں آپ اس کو ملے اور فرمایا کسی کو کچھ نہ دینا صبح کو دشمن خود بخود تجھ سے صلح کر لیں گے۔ چنانچہ واقعی انہوں نے صلح کر لی اور شوہدا رہا ہو گیا۔

آپ کا نکاح سیدہ فتح علیہ المعروف فتح ملی بی بی قوم قریشی بشتندوری ساکن اولاد گرہون ضلع میرپور سے ہوا تھا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کے چار بیٹے ہوئے:

- ۱۔ سید نور عالمؒ
- ۲۔ سید سلطان عالمؒ
- ۳۔ سید شیر عالمؒ
- ۴۔ سید الہدینؒ

ان میں سے سید سلطان عالم سلمہ اللہ اس وقت ۱۳۶۹ھ میں بقیہ حیات ہیں۔ ان کی دو شادیاں ہوئیں۔ پہلی شادی میٹھیا شہر بی بی بنت سید نظام الدین بن سید شاہنواز بڑجن والد سے ہوئی۔ ان کے بطن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

دوسری سیدہ حاکم بی بی بنت سید محمد عالم بن سید نظام الدین بڑجن والد سے کی۔ اس کے بطن سے اولاد ہوئی۔

ان کے چھ لڑکے ہیں:

۱۔ صاحبزادہ نبی حسین سلمہ اللہ۔ متولد ۱۳۵۱ھ

۲۔ صاحبزادہ تصدق حسین۔ متولد ۱۳۵۶ھ۔ اس کی شادی سیدہ عنایت بیگم بنت

سید روشن دین بن سید پیراں دتہ رفروداری ساہنپالوی سے ہوئی ہے۔

- ۳۔ صاحبزادہ اعظم حسین۔ متولد ۱۳۶۰ھ۔ سلمہ اللہ
- ۴۔ صاحبزادہ عنایت حسین۔ متولد ۱۳۶۳ھ۔ سلمہ اللہ
- ۵۔ صاحبزادہ صابر حسین۔ متولد ۱۳۶۶ھ۔ سلمہ اللہ
- ۶۔ صاحبزادہ وارث حسین۔ متولد ۱۳۷۲ھ۔ سلمہ اللہ

ان کی تین لڑکیاں ہیں؛

- ۱۔ سیدہ رضیہ بیگم۔ منگوجہ پید مبارک الدین بن سید زوشنیر بن سید پیراندہ ساہنپالوی
 - ۲۔ سیدہ سید بیگم
 - ۳۔ سیدہ خورشید بیگم یہ دونوں ابھی باکرہ ہیں۔
- سید شمس الدین صاحب ذکر ہذا کی تین بیٹیاں ہوئیں؛
- ۱۔ سیدہ عالم بی بی۔ یہ تارکہ مجرودہ رہیں۔

- ۲۔ سیدہ راج بیگم۔ پہلے سید بڑے شاہ بن سید پیراں دتہ ساہنپالوی کی منگوتہ تھیں۔ ان کی وفات کے بعد ان کے چھوٹے بھائی سید عمر الدین سے نکاح کیا۔
- ۳۔ سیدہ مریم بی بی۔ پہلے اپنے چچا زاد سید محمد عالم بن سید نظام الدین بڑھن والدہ کی منگوتہ تھیں۔ انہوں نے طلاق دے دی تو پھر اپنے علم بزرگ کے بیٹے پیر سید احمد بن سید علم الدین بڑھن والدہ سے نکاح کیا۔

آپ کے ایک ہی مرید و خلیفہ آپ کے خواہر زادہ سید بڑے شاہ بن سید پیراندہ ساہنپالوی تھے۔

تاریخ وفات | سید شمس الدین کی وفات بصرہ پچاسی سال۔ بروز بدھوار جمعہ بیسویں محرم ۱۳۶۲ھ ہجری میں ہوئی۔

آپ کی قبر گوردستان نوشاہیہ میں ہے۔

مادہ تاریخ "بارغ شہید"

سید نظام الدین بڑھن والدہ

آپ سید شاہ نواز بن سید فضل الدین برغورداری ساکن بڑھن کے تیسرے بیٹے تھے۔ بیت

طریقت و خلافت شیخ احمد شاہ بن شیخ جیون شاہ سلیمان روم ساکن اگر وہ سے تھی۔
 آپ کی والدہ کا نام حضرت فضل بی بی قوم مغل ساکن دکن ضلع میر پور تھا۔
تاریخ ولادت سید نظام الدین کی ولادت بروز سوموار ۱۲۱۶ھ میں ہوئی۔
 مادہ تاریخ منظر نیوٹی ہے۔ آپ صاحب تاثیر و فوق دشمن تھے۔

کرامات

ایک شخص کو دشمنوں سے بچانا آپ کے صاحبزادہ محمد عالم سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ
 آپ موضع گرجون میں اپنے مرید فقیر محمد زیندار کے گھر
 بیٹھے تھے۔ اُس نے ایک انوا اپنے گھر میں رکھا تھا۔ فریق مخالف تھانیدار کو لے آئے، اور اس
 کے گھر کو قفل لگا دیا۔ وہ آپ کے قدموں پر گر پڑا کہ اگر آج عزت رہ جائے تو میں تائب ہو جاؤں گا۔
 آپ نے توجہ کی اور فرمایا کچھ خوف نہ کرو۔ چنانچہ جب اندر کی تلاشی ہوئی، تو وہ عدت اندر
 سے نہ ملی۔ آخر وہ چلے گئے۔ یہ کرامت دیکھ کر بہت لوگ آپ کے مرید ہو گئے۔

قیدی کو رہا کروانا منقول ہے کہ آپ کا ایک مرید تین سال جہول میں قید ہو گیا۔ اس
 کا باپ دعا کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے
 فرمایا پیدل چل کر جہول کو جاؤ۔ تمہارے پہنچنے پر وہ رہا ہو جاوے گا۔ چنانچہ وہ اپنے گاؤں میر پور
 سے نوے میل کا سفر پیادہ کر کے جہول پہنچا۔ دوسرے روز اپیل کی تاریخ تھی۔ وہ منظور ہو
 گئی، اور وہ بری ہو گیا۔ اُس قیدی نے بتلایا کہ آپ قید میں مجھے ملے ہیں، اور آپ نے میری
 کڑی کھول دی۔ اس لئے میں رہا ہو گیا ہوں۔

اولاد آپ کا نکاح سیدہ حیات بیگم بنت سید اللہ جوایا ہاشمی ساکن ٹیکریاں علاقہ
 راجوری سے ہوا تھا۔ ان کے بعن سے اولاد ہوئی۔

آپ کے تین بیٹے ہوئے۔

۱۔ سید محمد عالم مرحوم۔ ان کے حالات آگے دسویں باب میں آئیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔
 ۲۔ سید نیک عالم سلمہ اللہ۔ متولدہ ۱۲۱۶ھ۔ یہ میرے نانا حضرت سید غلام علی بن سید قدم الدین

سابنپالہی کے مرید ہیں۔ ان کی دو شادیاں ہوئیں۔

اول: سیدہ سہوا گیم بنت سید شیر عالم بن سید شمس الدین بڑجن والدہ سے۔ اس کے بطن سے کرنی اولاد نہیں ہوئی۔

دوم: سیدہ زینب بی بی بنت سید گلاب دین ہاشمی ساکن ٹھیکریاں سے۔ اس کے بطن سے ایک لڑکا عزیز احمد اور دو لڑکیاں عزیزہ فاطمہ اور رشیدہ فاطمہ ہوئیں۔ چھوٹی ٹفت ہو چکی ہے۔

۳۔ سید محبوب عالم المعروف حجت علی سلمہ اللہ متولد ۱۳۲۱ھ۔ ان کی دو شادیاں ہوئیں۔
اول: سیدہ زینب بی بی بنت سید گلاب دین بن سید اللہ جو ایما ہاشمی ساکن ٹھیکریاں سے۔ اس کے بطن سے دو لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ پھر اس کو طلاق دے دی۔

دوم: مسات بیگم جان جٹی۔ ساکن کنبلی علاقہ میر پور سے۔ اس کے بطن سے ایک لڑکی ہوئی۔ ان کے دو لڑکے ہیں۔

۱۔ صاحبزادہ عبدالغنی۔ مد عمرہ درویش خیال ہے۔ فقیر سید شرافت عفا اللہ علیہ کا مرید ہے۔ اس سال ۱۳۶۶ھ میں اس کا نکاح سیدہ صفیہ بیگم بنت سید نور عالم بن سید شمس الدین بڑجن والدہ سے ہوا ہے۔

۲۔ صاحبزادہ عبدالکریم۔ یہ بچپن میں فوت ہو چکا ہے۔
ان کی دو لڑکیاں ہیں۔

پہلی: سیدہ نذیر بیگم مرحومہ۔

دوسری: سیدہ وزیر بیگم۔ منکوہ صاحبزادہ محمد عظیم بن سید نور عالم بن سید شمس الدین بڑجن والدہ۔

سید نظام الدین ذکر ہذا کی چار بیٹیاں ہیں۔

۱۔ سیدہ سجاوہ بیگم۔ منکوہ سید نور عالم بن سید شمس الدین۔ ساکن بڑجن۔

۲۔ سیدہ تاسم بی بی۔ منکوہ سید عمر الدین بن سید پیر اندتہ۔ ساکن ساہن پال شریف۔

۲۔ سیدہ عائشہ بی بی۔ منکوٰۃ سید سلطان عالم بن سید شمس الدین ساکن بڑھن۔

۳۔ سیدہ خین بی بی۔ منکوٰۃ سید روشن دین بن سید پیراندہ۔ ساکن ساہن پال۔

آپ کے خواص اجاب یہ تھے :-

یارانِ طریقت | سید عمر الدین بن سید پیراندہ بن خرد آری ساہنپالوی۔ ہمشیرہ زادہ۔

۲۔ سائیں سخی محمد مجذوب متوفی ۳۳۹ھ۔ ۳۔ بابا فقیر محمد زیندار ساکن گرہون۔

مدح مبارک | آپ کے کسی معتقد ارادتمند نے آپ کے لئے کتاب کنز الرحمت

مصنف مولوی محمد اشرف فاروقی نقل کی۔ اس کے خاتمہ پر اس نے

آپ کی مدح و توصیف میں یہ غزل فارسی نظم کر کے لکھی ہے۔

غزل

روزِ سہ شنبہ و بوقتِ زوال
مخزنِ فیض و منبعِ انفال
پیشوا ساکنِ راہِ کمال
مہبطِ رازِ ہائے حق تعال
نیرِ ادبِ دولت و اقبال
ماہتابِ عروجِ باہ و جلال
منبعِ لطف و مجمعِ افضال
کاشفِ سرِ عقدہ ہائے محال
بھرِ متوانِ عشقِ مالا مال
زہ کندیس و جودِ را در حال
بستہ از غیرِ حقِ زبانِ مقال
زیرِ فرمانِ او جنوب و شمال
قدوہ ساکنِ راہِ جلال

کنزِ رحمتِ نوشتہ ام فی الحال
پاسخِ طرِ شہِ نظامِ الدین
سرگردہ حنا نوادہ نو شاہ
مصدرِ فیض ہائے یزدانی
اخترِ برجِ حشمت و شوکت
آفتابِ سپہرِ علم و عمل
معدنِ دین و مخزنِ اسلام
واقفِ رازِ ہائے روزِ ازل
سرِ دستِ معینہ برندان
نظرِ شِ کیبیاست چون نگر
روزِ شبِ مشتغلِ بیادِ ال
چوں سکندر ہمیشہ سیارست
زبدۂ فارغانِ مستِ الت

رہنمائے جہاں بصدق و عفا
ساقی جامِ تشنگانِ وصال
صفتِ شانِ وہ بیاں نئے آید
گر نویسم بعمر تا قد سال
اوز ادلاؤ پاکِ نوشہ داں
مسکنش از قدیم ساہن پال

تاریخ وفات سید نظام الدین کی وفات بعمر چوڑاسی سال بروز جمعرات۔ ساتویں
محرم الحرام ۳۲۵ھ میں ہوئی۔ آپ کی قبر موضع بڑجن۔ علاقہ گس گماں
ضلع میرپور میں ہے۔

مادہ ہائے تاریخ

۱۔ عابد مرغوب

۲۔ عادل مظفر

سید بڑھے شاہ

آپ سید پیرانندہ بن سید قطب الدین برخورداری ساہنپالوی کے بڑے بیٹے تھے۔
ارادت و بیعت آپ کی اپنے حقیقی ماموں سید شمس الدین بن سید شاہ نواز ر ساکن
بڑجن سے تھی۔

آپ کی والدہ کا نام سیدہ حسین بی بی بنت سید شاہ نواز بڑجن والہ تھا۔

تاریخ ولادت آپ کی ولادت ۱۲۹۷ھ میں بمقام ساہن پال شریف ہوئی۔
مادہ تاریخ "فیونات" ہے۔

موضع دھنویہ کی سکونت آپ اپنی مہوچی سیدہ صالحہ بی بی زوجہ میاں علی محمد
کے پاس موضع دھنویہ خود۔ علاقہ حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ
میں چلے گئے۔ وہاں کاشت کاری کرتے۔ مدت العمر وہیں رہے۔

آپ کو بچپن میں والدین نے ماموں کا مرید کرایا تھا۔ آپ کی عمر ایک سال کی تھی کہ ماموں صاحب
کا انتقال ہو گیا۔ آپ مدت العمر اسی ارادت پر قائم رہے۔ شرافت۔

اولاد | آپ کا نکاح سید راج بیگم بنت سید شمس الدین بن سید شاہ نواز رح ساکن برجن کے ساتھ ہوا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کا ایک بیٹا سید محمد الدین نام تھا۔
آپ کی ایک بیٹی ہے۔ سیدہ رابعہ بی بی۔ منکوہ صاحبزادہ نواب علی بن سید بڑھے شاہ ہاشمی رن طوسی۔

تاریخ وفات | سید بڑھے شاہ کی وفات بعمر اسی سال۔ ماہ صفر ۱۲۳۶ھ میں ہوئی۔ قبر گورستان نوشاہیہ میں ہے۔
مادہ ماٹھے تاریخ

۱۔ "سکندر بنت۔" ۲۔ "رخصت ولی۔"

سید امام الدین

آپ سید پیر اندتہ بن سید قطب الدین ساہنپالیوی کے دوسرے بیٹے تھے۔ بیعت طریقت اپنے حقیقی چچا سید اللہ دتہ بن سید قطب الدین سے تھی۔

آپ کی والدہ کا نام سیدہ حسین بی بی بنت سید شاہ نواز ساکن برجن تھا۔

تاریخ ولادت | آپ کی پیدائش ۱۲۹۹ھ میں ہوئی۔
مادہ تاریخ "مروج احکام شریعت" ہے۔

اخلاق و عادات | آپ زراعت پیشہ کرتے تھے۔ کسی کا نقصان نہ کرتے۔ دلیر اور بہادر و شجاع تھے۔ جسمانی قوت بھی خاصی تھی۔ کسی مخالف کو

سامنے ہونے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ راجہ بن احمدوں نے دار ساہنپالیہ نے آپ کے لڑکے کو طمانچہ مارا۔ آپ نے سنا تو لاشلی لے کر اس کے گھر جا کر اس کو مارا۔

طاقت کی تعریف | سید محمد عالم بن سید پیر محمد دھلوالہ فرمایا کرتے کہ "تمام اولاد حضرت زورہ میں تین تین شخصوں میں ممتاز ہیں۔ اول۔ سید

شریف احمد شرافت بن سید غلام مصطفیٰ (یعنی مولف کتاب بذا) علم میں۔ دوم۔ سید کرم الہی

بن سید فاضل شاہ گفتگو میں۔ سوئم سید امام الدین بن سید پیر اندتہ طاقتوری میں۔ ان تینوں کا ہمارے خاندان کو بہت آرام ہے۔

اولاد آپ کا نکاح سیدہ عائشہ بی بی بنت سید نظام الدین بن سید کرم الدین برخورداری شیخ علی پوری سے ہوا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔ آپ کے دو بیٹے ہیں۔

۱۔ صاحبزادہ محمد حسین سلمہ اللہ۔ متولد ۱۳۲۵ھ۔ زراعت پیشہ کرتا ہے۔ اس کی شادی اپنے چچا کی بیٹی سیدہ بیگم بی بی بنت سید عمر الدین سے ہے۔ اس کے بطن سے دو لڑکے منظور حسین اور فضل حسین ہوئے ہیں۔ اور چار لڑکیاں ہوئیں۔ اول رضیہ بیگم۔ دوم حاکم بی بی کبریٰ یہ مرگئی ہے۔ سوئم صفیہ بیگم یہ بھی فوت ہو چکی ہے۔ چہارم حاکم بی بی صغریٰ یہ زندہ ہے۔

۲۔ صاحبزادہ نور حسین سلمہ اللہ۔ متولد ۱۳۳۰ھ شریف الطبع ہے۔ اس کی شادی اپنی عم زاد سیدہ اللہ جوئی بنت سید عمر الدین سے ہے۔ اس کے بطن سے آٹھ لڑکے اور دو لڑکیاں ہوئی۔ اور دونوں میاں بیوی زندہ موجود ہیں۔

سید امام الدین ذکر ہذا کی تین بیٹیاں ہیں :-

۱۔ سیدہ سردار بیگم۔ منکوہ میاں اکبر علی بن میاں فضل الہی جنجوعہ امام مسجد دھنویہ خورد۔ علاقہ حافظ آباد۔

۲۔ سیدہ حاکم بی بی۔ منکوہ صاحبزادہ محمد الدین بن سید بڈھے شاہ برخورداری ساہنپالوی۔

۳۔ سیدہ فاطمہ بی بی۔ یہ کنواری فوت ہو گئی۔

تاریخ وفات سید امام الدین کی وفات بمرچنٹھ سال ۱۳۶۳ھ میں ہوئی۔ قبر گورستان نوشاہیہ میں ہے۔

مادہ تاریخ۔ نوشتہ بہت

سید عمر الدین

آپ سید پیر اندتہ بن سید مطلب الدین برخورداری ساہنپالوی کے تیسرے بیٹے تھے۔

بیعت طریقت اپنے ماموں سید نظام الدین بن سید شاہ نواز بن خورداری ساکن بڑجن سے تھی۔

آپ کی والدہ کا نام سیدہ حسین بی بی بنت سید شاہ نواز بڑجن والہ تھا۔

آپ کی ولادت ۱۳۰۳ھ میں ہوئی۔

تاریخ ولادت | مادہ تاریخ "فیروز بخت"

آپ کا روزگار راحت میں مشغول رہتے، مال مولشی رکھتے بولشی و

اخلاق و عادات | اقارب سے میل جول رکھتے۔

آپ کی دو اہلیہ تھیں۔

ازواج | ۱۔ سیدہ قاسم بی بی بنت سید نظام الدین بن سید شاہ نواز ساکن بڑجن۔ اس

کے بطن سے ایک بیٹا اور دو بڑی بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

۲۔ سیدہ راج بیگم۔ بنت سید شمس الدین بن سید شاہ نواز ساکن بڑجن۔ اس کے بطن

سے ایک بیٹی پیدا ہوئی جو سب سے چھوٹی ہے۔

اولاد | آپ کا ایک بیٹا صاحبزادہ فرمائش دین ہے۔ سلمہ اللہ تاریخ ولادت سوموار

۲۲ جمادی الاول ۱۳۴۲ھ۔ یہ ابھی بچہ تھا کہ میرے بعد امجد حضرت سید حافظ

محمد شاہ بن سید محمد امین ^{رحمہ} ان کے گھر تشریف لے گئے۔ اس کو اٹھا کر سینہ سے لگایا اور

اس کے والد سید عمر الدین کو بشارت دی کہ یہ تیرا لڑکا صالح ہوگا۔ چنانچہ ان کی دعا سے

مستجاب کا یہ اثر ہے کہ یہ میرے چھوٹے بھائی سید بشیر احمد بشارت سے قرآن مجید پڑھ گیا۔

اس کے بعد اپنے ماموں سید محمد عالم بن سید نظام الدین بڑجن والہ کی بیعت ہو گیا، اور

بارہ سال تک اس نے روزہ رکھا ہے۔ ریاضت و عبادت میں معروف رہتا ہے شریعت

کا پابند ہے۔ موجودہ وقت میں بہت اچھا ہے۔ اس وقت ۱۳۴۶ھ میں بعمر بیالیس سال

زندہ موجود ہے۔ اس کی دو شادیاں ہوئیں۔

اول: سیدہ سید بیگم بنت سید نور عالم بن سید شمس الدین بڑجن والہ۔ اس کے بطن

سے دو لڑکیاں عزیز بیگم اور رشید بیگم ہوئیں، جو زندہ ہیں۔

دوم: سیدہ فاطمہ بی بی بنت سید محمد عالم بن سید نظام الدین بڑجن والہ سے۔ اس

کے بطن سے پانچ لڑکے ہوئے۔

رخسار احمد و مختار احمد و رؤف احمد و امتیاز احمد۔ یہ فوت ہو چکے ہیں اور پانچواں لڑکا عمر حیات زندہ ہے۔ مدگرہ۔

سید عمر الدین صاحب گنڈا کی تین بیٹیاں ہیں۔

۱۔ سیدہ بیگم بی بی۔ منکوہ صاحبزادہ محمد حسین بن سید امام الدین ساہنپالوی۔

۲۔ سیدہ وزیر بیگم۔ منکوہ صاحبزادہ لطیف احمد بن سید نور حق لاہوری۔

۳۔ سیدہ اللہ جوانی۔ منکوہ صاحبزادہ نور حسین بن سید امام الدین ساہنپالوی۔

تاریخ وفات | سید عمر الدین کی وفات بعمر چھپن سال۔ شب جمعہ۔ بوقت نصف رات۔ ستارہ ہویں ذیقعد ۱۳۶۱ھ میں ہوئی۔ آپ کی قبر گورستان نوشاہیہ میں ہے۔

مادہ ہائے تاریخ

۲۔ مفصلہ عالم

۱۔ تقی اختر

سید فیض احمد

آپ سید الہدین بن سید امام بخش بن سید حبیب اللہ ساہنپالوی کے اکلوتے بیٹے اور مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کی والدہ کا نام سید اللہ جوانی بنت سید قاسم علی برخورداری پانڈوکوی تھا۔ آپ نماز پنجگانہ کے پابند، خدایاد، خاموشی گزین، صالح آدمی تھے۔ **اخلاق و عادات** | اطاعت والدین میں نہایت کمر بستہ رہتے۔ قلت الکلام، قلت الطعام، قلت المنام کے اوصاف سے موصوف تھے۔ روزانہ درگاہ عالیہ نوشاہیہ کی زیارت کو جایا کرتے۔

صبر و شکر | مولوی میراں بخش بن پیراندتہ امام مسجد ساہنپال شریف سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کاشت کاری کرتے ہیں۔ اپنا گزارہ کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا: وقت اچھا گذر رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کی بہر بانی سے ہمارے پاس چودہ مویشی تھے۔ ان میں سے ایک مرجانا ہے تو ہم اس کا پھڑا بیج کر خرما پلاتے ہیں۔

جب وہ ختم ہو جاتا ہے تو دوسرے مویشی مر جاتا ہے۔ اسی طرح تیرہ مرچکے ہیں۔ اب ایک زندہ ہے۔ اس حال میں بھی خدا تعالیٰ کا شکر ہے۔

حضرت نوشہ کی زیارت منقول ہے کہ غربت کے زمانہ میں ایک مرتبہ آپ آٹھ پہر بھوکے رہے۔ دوپہر کے وقت اپنے چاہ ظاہر لوالہ پر بیٹھے تھے کہ بیداری میں اپنے دادا سید امام بخش بن سید حبیب اللہ اور حضرت نوشہ گنج بخشؒ کو دیکھا کہ شرک پر چلے آ رہے ہیں۔ آپ نے آگے بڑھ کر سلام کیا۔ حضرت نوشہؒ نے آپ کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: "بیٹا تم کو کوئی خطرہ نہیں" یہ کہہ کر دونوں بزرگ غائب ہو گئے۔

حضرت سخی بادشاہ کی زیارت سید کرم الہی بن سید فاضل شاہ برخورداریؒ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ میں اور فیض احمد دونوں زیارت درگاہ سلیمانہ کی خاطر جھلوال شریف کو روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک جگہ رات رہے۔ صبح مجھ کو کہنے لگے کہ اب صرف تمہاری خاطر میں نے جھلوال شریف جانا ہے۔ ورنہ آج رات مجھ کو حضرت سخی شاہ سلیمان لوریؒ کی زیارت ہو گئی ہے۔ اور انہوں نے مجھ کو واپس جانے کی اجازت بھی عطا فرمادی ہے۔

اولاد آپ کا نکاح ۱۶ اسون ۱۹۱۱ء کو سیدہ حسین بی بی بنت سید لدھے شاہ برخورداری ساکن پانڈوکے سے ہوا تھا۔ ان کے بطن سے صرف ایک بیٹی سیدہ فضل بیگم نام پیدا ہوئی۔ جو بکا ہی فوت ہو گئی۔

واقعہ وفات منقول ہے کہ آپ جوانی میں فوت ہو گئے۔ وفات کے وقت اپنے والد سید اکبر دین کو کہا کہ میں آپ کا اکلوتا بیٹا ہوں اور آپ کے سامنے فوت ہو رہا ہوں۔ میرے منے پر صبر کرنا، رونا بالکل نہیں۔ آپ واپسی کو دسمہ لگایا کرتے ہیں، یہ اسی طرح لگایا کرنا۔ ترک نہ کرنا۔

تاریخ وفات سید فیض احمد کی وفات ۱۳۳۰ھ میں ہوئی۔
قبر گورستان نوشاہیہ میں ہے۔

ماہ تاریخ

"شہید اعظم"

سید چن پیر دھلوالہ ۷

خلف اکبر سید پیر محمد بن سید شمس الدین برنجداری دھلوالہ۔ والدہ کا نام سیدہ حسین بی بی بنت سید بوٹے شاہ بن سید فتح الدین ہاشمی ساکن مندرالوالہ ضلع سیالکوٹ تھا۔ شیرخوارگی میں فوت ہوئے۔ وفات ۱۲۹۲ھ۔

سید پیر محمد عالم دھلوالہ ۸

آپ سید پیر محمد مجذوب بن سید شمس الدین دھلوالہ کے فرزند اصغر تھے۔ خلافت و اجازت سید غلام حسن بن سید قطب الدین دھلوالہ سے رکھتے تھے۔
آپ کی والدہ کا نام سیدہ حسین بی بی بنت سید بوٹے شاہ بن سید فتح الدین ہاشمی ساکن مندرالوالہ ضلع سیالکوٹ تھا۔

تاریخ ولادت | آپ کی ولادت ۱۲۹۱ھ میں ہوئی۔
مادہ تاریخ "مباحث روشن نفس" ہے۔

تعلیم | آپ نے موضع قصبہ متصل سرائے عالمگیر میں چندے تعلیم پائی۔ پھر مؤلف کے جذا مجد حضرت سید حافظ محمد شاکہ ایک اختر قدس سرہ سے فارسی کی درسی کتابیں پڑھیں۔ لکھنے پڑھنے کا ملکہ اچھا ہو گیا۔ آپ نماز کے پابند تھے۔ جماعت بھی کروا لیا کرتے۔

اخلاق و عادات | آپ عظیم الطبع، خوش اخلاق، جہان نواز، خندہ پیشانی تھے۔ اپنی تمام برادری کو محبت و رسوخ سے پیش آتے۔ باوجودیکہ آپ فصیح عزت و اقبال تھے۔ غریب برادروں کے گھروں میں جانا مارنا سمجھتے تھے۔ جو کوئی آپ کے گھر میں آتا، اس کی قدر کرتے۔

برادران خاندان کے ساتھ اتحاد | آپ کے عم بزرگ سید غلام حسن بن سید قطب الدین کی طبیعت بہت سخت واقع ہوئی تھی۔ اس لئے سادات برخورداریہ کی اور ان کی آپس میں نہ ملتی تھی۔ ان کا زمانہ اسی طرح گزر گیا۔

برادری میں انتشار رہا۔ آپ نے اپنے زمانہ میں اپنے برادران ہمدردی کے ساتھ سوک و اتفاق پیدا کیا اور محبت و الفت سے تمام کے دلوں کو مسخر کر لیا اور یہاں تک اتفاق کا جذبہ پیدا کیا کہ سب برادران آپ کے پاس آکر مجلس میں بیٹھا کرتے۔ آپ حفظ مراتب کا بہت خیال رکھتے تھے۔

فقراء کے خاندان کے ساتھ محبت | آپ کو نوشاہی سلسلہ کے فقروں سے بہت انس تھا۔ میں نے اکثر درویشوں کو دیکھا ہے کہ

وہ آپ کے دولت خانہ میں آکر ٹھہر کرتے تھے۔ مثلاً سید بہادر شاہ بن سید سردار شاہ لاہوری اور سائیں چمن دین بن خواہر شاہ لاہوری اور سائیں غلام حسین خواہر پوری، اور میاں غلام قادر سجادہ نشین درگاہ سخی روشن دین ابھر روی اور سائیں نضر محمد نہر الزوالہ مصنف کاشکول نوشاہیہ سب آپ کے پاس آیا جابا کرتے۔

علماء کے ساتھ محبت | آپ صاحب علم لوگوں سے محبت رکھتے۔ چنانچہ قاضی مولوی محمد سلام اللہ شائق رح ساکن چک عمر علاقہ لالہ موسے کے ساتھ

آپ کی بڑی محبت تھی۔ مولوی صاحب کو زمانہ طالب علمی سے آپ کے ساتھ عشق تھا۔ اور اخیر عمر تک وہ رابطہ عشق و محبت قائم رہا۔ مولوی صاحب کی وہ خط و کتابت جو زمانہ شباب سے لے کر اخیر تک آپ سے کی ہے۔ اگر اس کو ملاحظہ کیا جائے تو اس کی عبارات و اشعار سے اس قدر عشق مترشح و ظاہر ہوتا ہے، جس کا بیان متعذر ہے۔ ایک خط میں مولوی صاحب آپ کو لکھتے ہیں

رات کو جب یاد تیری بات آوے لے سخن نیند کس کا فر کو ساری رات آوے اے سخن

مولف کے ساتھ شفقت | آپ کو مولف کتاب ہذا فقیر سید شرافت عفا اللہ عنہ کے ساتھ بہت الفت تھی اور مجھ پر بہت شفقت

عہ مولوی صاحب کے وہ تمام مکاتیب عاجز اہ محمد شریف بن سید محمد عالم صاحب کے گھر میں بقام ڈھل محفوظ ہیں۔ ۱۲ شرافت

رکھا کرتے تھے۔ اپنے تمام خطوط جو اجاب اور ارادتمندوں کو لکھنے ہوتے، وہ مجھ سے ہی لکھوایا کرتے۔ اور میری علمیت پر بہت خوش ہوا کرتے اور میری اس کتاب کی تالیف میں میری کافی امداد فرماتے۔ اپنا سارا کتب خانہ اور کاغذات ملاحظہ کروائے اور ان سے استفادہ کرنے کی اجازت دی۔

عُرسِ مہٹری شریف پر شمولیت | آپ ہر سال عرسِ مہٹری شریف پر جایا کرتے۔ مریدوں اور قوالوں کا گروہ آپ کے ہمراہ ہوتا۔ اسٹوئیں جیسٹہ کی شام کو دربار حضرت شیخ عبدالرحمن پاکر پر پہنچتے۔ بہت سارے فقراء آگے سے استقبال کو آیا کرتے۔ آپ کا ڈیرہ درگاہ شریف کے سامنے حجرہ حضرت سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان میں ہوا کرتا۔

حلیہ و لباس | آپ کا رنگ سفید سُرخی مائل، قد درمیانہ، بلند بینی، روشن رخسار، خوبصورت وحین تھے، پیشانی فراخ تھی۔ لباس صاف و سفید رنگ رکھتے۔ سر پر دستار بغیر کلاہ کے رکھتے۔

ملفوظات

آپ کے بعض ارشادات یہ ہیں :-
 فرمایا : دنیا میں صاحبِ اقبال اُس شخص کو کہا جاتا ہے۔ جس کا حکم لوگ مان لیں، اور جس کے لوگ مطیع فرمان ہوں :-
 فرمایا : اولادِ حضرت نوشہرہ میں اس وقت تین شخص تین وصفوں میں مست از ہیں۔
 اول صاحبزادہ شریف احمد شرافت علم میں۔ دوم صاحبزادہ کرم الہی بن سید فاضل شاہ گشتگو میں۔
 سوم صاحبزادہ امام الدین بن سید پیر اندر طاقتوری میں۔ ان تینوں کا ہمارے خاندان کو بہت آرام ہے۔

فرمایا : مقولہ "او جو موئی فقیہی جس دامورا فقیر"
 ————— میاں چمن دین ترکھان سازنگوی سے منقول ہے کہ آپ نے مجھ کو فرمایا کہ یہ

درود شریف پر نماز کے بعد سات مرتبہ پڑھا کرو۔ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ
مَا فِي عَشْرَةِ اَلْبَعْلُوَّةِ وَ اَنْتُمْ بِدَوَامِ مَلَكَ اللّٰهِ اُورِسَاتٍ مَّرْتَبَةً اَيْتَ كَرِيْمَةً پڑھا
كِرْدَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّي كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ .

آپ کی دو اہلیہ تھیں۔

ازدواج اول۔ سیدہ زینب بی بی بنت غلام علی بن سید قدم الدین بر خور داری ساہنپالی۔
ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔

دوئم۔ سیدہ فتح بی بی۔ یہ سادات ہاشمیہ کالرہ سے تھی۔ اس کے بطن سے کوئی اولاد نہ
ہوئی۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اس کو طلاق دے دی۔

اولاد آپ کے تین بیٹے ہوئے۔ ۱۔ صاحبزادہ محمد اشرف۔ ۲۔ صاحبزادہ محمد شریف
سلم اللہ تعالیٰ۔ ۳۔ صاحبزادہ محمد اسلم مرحوم۔

صاحبزادہ محمد شریف سلم اللہ۔ متولد ۱۳۲۲ھ نڈل تک تعلیم ہے۔ مؤلف کے خالہ زاد
بھائی ہیں۔ موضع ساہنپال شریف اور ڈھل شریف میں سکونت رکھتے ہیں۔ ان کی تین
شادیاں ہوئیں۔

پہلی، سیدہ برکت بی بی بنت سید عالم شاہ بن سید عطا محمد بر خور داری سے ۱۳۲۴ھ میں
ہوئی۔ مولوی محمد سلام اللہ شائق نے یہ قطعہ تاریخ شادی لکھا۔

شد سزاوار جملہ مسد و ثنا	آنکہ اور ار سد شہنشاہی
صد مبارک بخیر و خوبی شد	کار شادی رسید آگاہی
بے سراہمت سال گفتم سال	شد نکاح شریف نوشاہی

۳۳ ۱۳ ۳۳

اس کے بطن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

دوسری: اپنی بیوہ بھادری سیدہ فاطمہ بی بی بنت سید خوشی محمد بن سید محمد علی ہاشمی زن نلوی
سے۔ اس کے بطن سے ایک بڑا لڑکا پیدا ہوا۔ پھر اس کو طلاق دے دی۔

تیسری: سیدہ برکت بی بی بنت سید روشن دین بن سید پیرانندہ بر خورداری ساہنپالوی سے۔ اس کے بطن سے دو بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی ہے۔
بیٹوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔ صاحبزادہ محمد سلیم مدثرہ۔ متولدہ آواز کی رات ۲۳ محرم ۱۳۵۹ھ۔ اسالی یعنی ۱۳۷۶ھ میں
دسویں چونتیس میں پڑھا ہے۔

۲۔ صاحبزادہ محمد کلیم مدثرہ۔

۳۔ صاحبزادہ محمد نعیم مدثرہ۔

بیٹی کا نام یہ ہے۔ سیدہ فردوس آسیہ خانم

سید محمد عالم صاحب کبڈا کی دو بیٹیاں ہیں۔

۱۔ سیدہ سرور بیگم۔ یہ صاحب علم تارکہ مجروحہ ہیں۔

۲۔ سیدہ غلام فاطمہ۔ یہ بچپن میں فوت ہو گئی۔

آپ کے ارادتمندوں کا سلسلہ کافی ہے۔
یارانِ طریقت | ازاں جملہ۔

۱۔ میاں عبداللہ بن میاں علم دین رحمانی بھڑی شریف ضلع گوجرانوالہ

۲۔ میاں امام الدین بن میاں علی محمد رحمانی

۳۔ میاں کرم الدین بن میاں خدا بخش رحمانی

۴۔ میاں عمر الدین بن میاں غلام محمد رحمانی

۵۔ میاں سردار شاہ بن میاں ابو بخش رحمانی

۶۔ میاں محمد الدین بھڑی شریف۔ ضلع گوجرانوالہ۔ ۷۔ میاں جلال الدین۔ کٹکیسہ ضلع گوجرانوالہ

۸۔ میاں حیات محمد موچی۔ کٹکیسہ " ۹۔ سائیں ستان علی فقیر نہستانی نت بوتالہ " ۱۰۔ سائیں نواب فقیر نت بوتالہ " ۱۱۔ میاں علی محمد بن محمد علی۔ گاجرگولہ " ۱۲۔ میاں امام الدین بن کرم الدین گلگو۔ میرالی والہ ضلع گوجرانوالہ ۱۳۔ میاں خدا بخش بن بدر الدین ترکمان۔ ساہنپال شریف ضلع گوجرانوالہ

۱۴۔ غلام محمد بن محکم تارڑ
 ۱۵۔ میاں چمن دین ترکھان

سابقہ شریف ضلع گجرات
 سارنگ
 پیر محمد عالم وفات سے اسیں روز تک خاموش رہے۔ کوئی کلام نہ کیا۔
 آپ کی وفات بعمر ۲۱ سال بروز جمعہ بوقت صبح تیرہویں محرم ۱۲۵۱ھ
 مطابق آٹھویں جلیقہ ۱۹۸۹ء ب میں میلہ بھڑی شریف ولے دن، ساہنپال شریف میں ہوئی۔
 دوسرے دن ہفتہ کے روز گورستان نوشاہیہ میں مشرقی حلقہ میں دفن ہوئے۔

مثنوی

از مولوی قاضی محمد سلام اللہ شائق حنفی ساکن چک عمر
 علاقہ لالہ موسے ضلع گجرات

میرا دوست محمد پیر عالم
 فلک پر چھا گئی یک دم سیاہی
 در و دیوار میں بل چل پڑی ہے
 نہ ایسا مہرباں ہوگا جہاں میں
 نہ دیکھو گے کہیں ایسا وفا خو
 نہ آتا ہے گھڑی آرام مجھ کو
 نہ آئے چین میرے دل کو ہرگز
 میرے دو نین ہیں دن رات جاری
 گھڑی اک اک جدائی کی شکل
 دکھا وہ چاند سا چہرہ خدارا
 کیا دنیا سے جب اس نے کنارا
 ہوا آنسو نشاں ہر اک ستارا
 پڑا ہے ہر طرف شور و ککارا
 اگرچہ ڈھونڈے بلخ و بخارا
 پھر و پنجاب تا ملک ہزارا
 نہ آتا ہے کبھی دل کو سہارا
 ہوا چیناب میں غرقاب سارا
 جوں ہلکی و پلکھو کا نظارا
 جدائی میں نہیں ہوتا گزارا
 دھچوٹے سے ہوا دل پارہ پارا

عہ بدیائے چناب سے دونامے الگ ہوتے ہیں جو دائیں طرف ہے۔ اس کو ہلکی کہتے ہیں،
 اور جو بائیں طرف ہے اس کو پلکھو بولتے ہیں۔ شرافت۔

سناؤں اُس کو پھر احوال سارا
 نہ آئے جب تک دل کو سہارا
 ملے گرچہ شکایت سے خسارا
 نہ لائق کام تھا یہ نغمگارا
 وفاداری نہیں ہے ہوشیارا
 بہت کمزور ہے بچہ پیارا
 کبھی سردار کو آدیکھ یارا
 عزیزوں سے نہیں کرنا کنارا
 ملازم باپ دادا سے تمہارا
 کہ آخر سہن پال ہے گھر پیارا
 وہاں برباد ہے گھر بار سارا
 زیارت کا پھرے مشتاق دارا
 سرا سر ڈھل ہے قدم نگار سارا
 ہووے آباد پھر یہ گھر تمہارا
 میرا دل چاہتا ہے اک نظارا
 خدا کا فضل اور احساں ہے جہارا
 نہ اس کو بھول جانا یار غارا
 کہ ہے آرزوہ دل شایق تمہارا

ملے گر خواب میں وہ پاک صورت
 نہ چھوڑوں ہاتھ میں اُس کا اُلہی
 جدائی کی کروں ساری شکایت
 نہ تھا ہرگز مناسب یہ طریقہ
 اکیلا چھوڑ جانا مجھ کو یکدم
 کبھی اسلم کو آدیکھو پیارے
 شریف۔ الطاف کی جلدی خبر لو
 کبھی بی بی۔ کبھی زینب سے بولو
 کبھی گودڑ سے پوچھو حال گھر کا
 ہمیشہ چاہیے ڈیرہ نہ دربار
 کبھی ڈھل چاہیے جانا مزوری
 کبھی مسجد میں جا کر سجدہ کرنا
 حویلی میں کبھی مجلس لگاؤ
 مبارک قدم کو اک بار پاؤ
 میری اس بات کو نہ بھول جانا
 خدا رحمت کرے تم پر ہمیشہ
 کبھی چک لکریں تشریف لاؤ
 بلانا چاہیے مجھ کو شستا بی

- ۱۔ محمد اسلم فرزند ثالث۔ ۲۔ محمد شریف فرزند ثانی۔ ۳۔ الطاف حسین برادر زادہ۔
 ۴۔ سردار بیگم ہمشیرہ۔ ۵۔ بی بی سرور بیگم دختر۔ ۶۔ زینب بی بی البیہ۔ ۷۔ گودڑ خادم حاضر باش۔
 شرافت۔

مثنوی پنجابی

اکھیں دسدا غائب ہو یا سخن محرم دل وا
ہے ہے واہ نہ چلے کوئی نہ کوئی چلے چاہ
پہلاں فضل حسین پیارے کیتی بے پرواہی
چھوڑ دتا گھر بادشاہی فضل حسین پیارے
گھر پاپروے کم تمامی بھائی لٹے پائے
پیر محمد عالم صاحب کوچ کیتا اج ڈیرہ
وانگ سرور سے قد مبارک متحالا ٹاں باسے
سخت تھینے سرتے جھلے ہو یا درد رنجانا
سختی نال مقابل ہونا کیا بندے دی طاقت
اللہ صاحب اُس نوں بخشے فضلوں اجر مصیبت
ہر کم اُس دے اندر برکت برکت والا بندہ
جدھر منہ مبارک کر وا خلقت کرے غلامی
بازو آتے نام نبی دا لکھیا قدرت ولے
خلق نبی دا اُس نوں اللہ ظاہر باطن دتا
بدبختی نے پھیرا پایا وقت حسبِ آئی
بچے چھوٹے سرورے آتے ڈگا پہاڑ غماں وا
شادی وی بربادی ہونی دگھاں گھیرا پایا
سنگی ساتھی سخن دشمن ہن جو بھر بھر وندے

جیونکر ڈبن اکھیں دسے سورج چن آسمانی
حیلہ پیش نہ جاوے کوئی کی گل کراں نہ بانی
دو جی دار محمد عالم چا پائی حیرانی
چا الطاف تیم بنایا سخت ہوئی نادانی
بھائی بھی اج رخصت ہو یا اللہ بات بانی
چہرہ اُس دا جن برابر جیکے نوریشانی
وال تمامی چٹے ہوئے گذریا وقت جوانی
سختی دے دن پورے ہوئے دور ہوئی پریشانی
سختی نال برابر ہونا کم نہیں انسانی
بندہ عاجز مگن لارا ذات تیری رحمانی
دوہیں جہاں برکت اُس نوں بخشی رب نشانی
تا بعد اری کرے انہاندی ہر اک مرد زمانہ
نام نبی دی برکت اُس نوں بخشی رب نشانی
دشمن دوست تابع اُس دی کرن نہ بے فرمانی
کالی رات غماں دی آئی سینے لگی کافی
صبر شکیب انہا نوں دیوے دیکھن نہ حیرانی
ہسدا ہسدا حسنا رونا روزنیاں رات وانی
بچے وڈے صاحبزادے تیری کہن کہانی

۱۔ فضل حسین ہمدانی جہاں پانچویں وقت چھوٹے ۲۔ شادی بن لکھو مرانی خادم حضوری

۳۔ حسنا کشمیری خادم۔ ۴۔ خرافت۔

کہیں راتھ تمامی سارے درد فراق ستائے
 صبر سہارا اللہ دیوے بنختے آپ تسلی
 وقت فجر تے روز جمعہ وا اٹھوئیں جلیٹھ مہینہ
 روح اُسد اوچ باغ بہشتاں ہر دم خوشیاں پانے
 بیٹے اُسدے باپ اپنے دی جاگہ ہوں مقیمی
 صبر دیوے رب میرے دل نوں آپ کرے غمخواری

کہ کر یاد تساڈیاں گلاں ڈبے وچ جیرانی
 یاراں تہجھے جیون مندا بھٹھ پسی زندگانی
 تیراں سو اکونجہ ہجری سال وصال پچپانی
 قبر اُسدی تے یارب سے رحمت والا پانی
 ہر اک باپ اپنے تمہیں ہووے ودھ لے لاثانی
 ہوسی دور نہ داغ سخن واحد تک ہے زندگانی

قطعہ تاریخ

مخلص من مونس من دوست من باوفا
 مانے نوشا ہی محمد پیر عالم یار من
 گوہر رخشاں زکان شاہ بخوردار بود
 گلبن گوار حضرت عصمت اللہ مدوحی
 میوہ باغ مروت سرود قد و گلخدار
 در جوانی کرد عجلت بست سامان سفر
 نے دولٹے شد موثر نے دعائے شد قبول
 از لب دریائے جہلم تا لب دریائے چین
 شور ماتم گشت قائم عین محشر شد پیا
 نے تیسر شد جازہ نے زیارت شد نصیب
 دستدارا این چه کردی ایں وفاداری نمود
 جان خود بر جان پاکت دادے لے کاکلے
 اہل چه بنیم در فراقش کس نہ بنید در جہاں
 خواہم از درگاہ حضرت خالق ارض و سما
 اں عزیز از جان اکرم و اک شریف بیقرار

مہربانے راز دانے یار غار خوش حال
 در سخاوت گنج بخش و در شجاعت بمثال
 بود از بستان حضرت گنج بخش ایں تو نہال
 نور بخش چشم شمس الدین قطب باکمال
 شمع ایوان ہدایت برگزیدہ از رجال
 در محرم روز آدینہ بفرمود انتقال
 از قضاے آسمانی گشت نازل ایں وبال
 از مقام وصل راسیاں تا مقام سہن پال
 کس نہ بنید یا الہی آنچه دیدم از طال
 پیشتر از رفیق من رفت نزد والجلال
 تو شدی چون در کنوں من بمانم چون سفال
 گنبر بودے مرا از مرگ آن شیریں مقال
 ساقش چون ماہ باشد ماہ باشد چو سال
 خاک پاک مرقدش باشد خاک زابر نوال
 باد ہر یک بالظہین والد خود نیک فال

بار دیگر بے پردہ شد ہائے الطافِ حسین
 ہا ہزاراں رنج و حسرت شایق اندوگہیں
 بر سر شاں بچو طرب آ بادِ نعل لایزال
 آہِ محمّدیہ جاگت گشت مد فون گشت سال
 ۱۲ ۱۱

منہ

چہ گویم من از دردِ انسانہ
 بنزدیک من موت بہتر ازین
 نباشد چنیں زندگانی عزیز
 نباشد ازین مسیح بدتر ہا
 جدا شد رشتیق دل و غمگسار
 جدا گشت نسس غم خوار
 بہ پہلوئے سیدِ غلامِ حسن
 چہ یادش نیامد ازین سببے نوا
 چہ انسانہ درد گویم ترا
 کہ از یاد غم خوار گرود جدا
 نباشد ازین مسیح بدتر ہا
 جدا گشت نسس غم خوار
 نمودست آرام آن بانعنا
 کہ یادش نیامد ازین سببے نوا
 شود شاد زیشان برانہ بسزا
 ز دنیا رواں شد بدار البعا
 غم مخلص بہت بدم شد ندا
 بتاریخ بجزئی اک ماہ لغت
 ۱۲ ۵۱

مادہ ہائے تاریخ

۱۔ غفرہ اللہ ۲۔ مخزن البرکات ۳۔ مختار عالم

عبد سید پیر محمد عالم کا مزید ذکر شریف التواریخ کی تیسری جلد موسوم
 بہ تذکرۃ النوشاہیہ کے آٹھویں حصہ شواہد الافکار نام میں بھی لکھا
 جائے گا۔

شرافت

صاحبزادہ سرشار شاہ دہلوی

آپ سید غلام حسن بن سید قطب الدین دہلوی کے فرزند اکبر تھے۔ والدہ کا نام سیدہ گوہر بی بی بنت سید شمس الدین دہلوی تھا۔ آپ بچپن میں فوت ہو گئے۔
وفات ۱۳۰۸ھ

صاحبزادہ لدھو دہلوی

آپ سید غلام حسن بن سید قطب الدین دہلوی کے دوسرے بیٹے تھے۔ والدہ کا نام سیدہ گوہر بی بی بنت سید شمس الدین دہلوی تھا۔ طفولیت میں انتقال کیا۔
وفات ۱۳۱۸ھ

سید پیر فضل حسین دہلوی

آپ سید غلام حسن بن سید قطب الدین برنورداری دہلوی کے تیسرے بیٹے اور مریدہ خلیفہ تھے۔ آپ کی والدہ کا نام سیدہ بہشت بی بی تھا جو سادات ہاشمیہ ساکن کالہہ میں سے تھیں۔

تاریخ ولادت | آپ کی ولادت ۱۳۱۴ھ میں ہوئی۔

مادر تاریخ | "کامران بخت" ہے۔

تعلیم | آپ نے سکول پڑھی کالو میں پرائمری تک تعلیم پائی۔ بعد ازاں قصبہ متصل سرائیہ عالمگیری کے مولوی صاحب سے بھی کچھ کتابیں پڑھیں۔ اردو میں بخوبی لکھ پڑھ سکتے تھے۔

اخلاق و عادات | آپ کے چہرہ پر لیاقت کے نشان ظاہر تھے۔ عقل و دانش میں باظہار تھے۔ ہر ایک سے خلق و محبت کرتے۔ چہرہ باعجب تھا۔

لیکن طبیعت عیسوی تھی۔

مؤلف کے ساتھ محبت | آپ کو فقیر سید شرافت عافاہ اللہ کے ساتھ بہت محبت و الفت تھی۔ ایک مرتبہ ہمارے سب برادرین سادات برنورداری

موضع و حضورِ خورد علاقہ حافظ آباد میں میاں اکبر علی بن میاں فضل الہی جنجوعہ کی شادی پر گئے ہوئے تھے۔ وہاں مولوی محمد حسین ساکن بھڑی شریف جو مرزائی مذہب رکھتا ہے آیا ہوا تھا۔ اور وہ اپنے مذہب کی تبلیغ کر رہا تھا۔ میں اُس وقت ابھی خود سال ہی تھا۔ میں اس کے ساتھ مناظرہ کرنے شروع ہو گیا۔ جس وقت وہ میری بات کا جواب دینے سے عاجز ہو جاتا۔ تو میری طرف غصہ سے لال پٹی آنکھیں کر کے دیکھتا۔ میں مڑوب ہو کر لپٹی آنکھیں نیچی کر لیتا۔ آپ میری پشت کے پیچھے بیٹھے تھے۔ آپ نے بدلیت سے اُس کو فرمایا: "مولوی صاحب! دیکھو۔ اگر تم نے مناظرہ کرنا ہے تو اس لڑکے سے کرو۔ یہ تمہارے ساتھ کرے گا۔ اور ہر بات کا تم کو جواب دے گا۔ اور اگر تم نے گھراکیاں دیکھنا ہے تو ہماری طرف دیکھو۔ ہم پیچھے بیٹھے ہیں۔ چنانچہ وہ آپ کے اس کلام سے اس قدر خائف ہوا کہ میدان چھوڑ کر بھاگ گیا

آپ نے فقیر شہ شرافت مازاواللہ کو فرمایا کہ
کتاب تالیف کرنے کی ترغیب | ہمارے سلسلہ کے حالات میں کتابیں بہت کم

پائی جاتی ہیں۔ اس لئے تم ایک کتاب تالیف کرو۔ جس میں سارے خاندان نوشتاہیہ کے بزرگوں کے حالات ہوں۔ چنانچہ آپ کے ارشاد کے مطابق میں نے کتاب "ذات شریف التواتر" کو آپ کی زندگی میں تالیف کرنا شروع کیا۔ آپ نے اپنے آباء و اجداد کے حالات حضرت شاہ عصمت اللہ رحمہ سے لے کر اپنے والد صاحب تک خود اپنے قلم سے لکھ کر مجھ کو عنایت فرمائے۔ اور میں نے وہ داخل کتاب کئے۔ آپ باہر مجھے فرمایا کرتے کہ "بڑی ضخیم کتاب بنانا کیونکہ بڑی کتاب کو حفاظت سے رکھا جاتا ہے اور چھوٹے رسالوں کی کوئی قدر نہیں ہوتی۔" یہ آپ کا ارشاد اس قدر صحیح ثابت ہوا کہ یہ کتاب کسی ہزار صفحات تک پہنچ چکی ہے۔ یہ آپ کی کرامت ہے۔

مؤلف کہتا ہے کہ آپ زمانہ تالیف کے آغاز میں ہی انتقال فرما گئے۔ اور میری اس قومی، نساندانی اور ملی خدمت کو دیکھ نہ سکے۔ اگر آپ اس وقت زندہ ہوتے، تو اس کی بے بہا قدر کرتے۔

کرامت

وجد کرانا | آپ کا سماع سنا کرتے تھے۔ مؤلف کا ہشتم دید واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے والد بزرگوار کے بڑس کی تقریب پر محمد و باقندہ کے معن میں محفل سماع شروع تھی۔ لوگوں کو وجد و حال ہو رہا تھا۔ اتفاقاً حافظ غلام محمد امام مسجد چھٹی ساہن پال پاس سے گزرے اور کہا کہ اگر وجد ہم کو ہو تو جائیں۔ آپ نے فرمایا، ذرا بیٹھ تو جاؤ۔ چنانچہ وہ بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد ان کو ایسا وجد و ذوق حاصل ہوا کہ تڑپنے لگے، اور دیر تک حال میں رہے۔

فائدہ | بزرگوں کی توجہ سے وجد کا ہونا کوئی مشکل امر نہیں۔ چنانچہ مولانا فخر الدین چشتی دہلوی کی مجلس میں ایک دکنی مولوی کو وجد ہوا۔

وفات کے بعد کرامات

اپنی حالت کی خبر دینا | وفات کے بعد آپ کو مؤلف نے خواب میں دیکھا کہ آپ سفید لباس پہنے ہوئے ہیں۔ میں نے سلام کیا اور پوچھا کہ آپ پر کیا حالت گزری؟ آپ نے فرمایا کہ کام تو مشکل معلوم ہوتا تھا۔ مگر ایک رات میں سب کام ٹھیک ہو گیا۔ اور یہ مصرع پڑھا۔

بس ایک ہی جلوے میں ہم بن گئے سوداگی

حضرت نوشہ کی معیت | سائیں خدیجہ بنت فقیر ماکن و ڈرا سچا نوالہ ضلع گجرات (مرید) اعلیٰ حضرت نئی غلام مصطفیٰ نوشاہی ادا م اللہ برکاتہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ چار پانی پر بیٹھے ہیں، اور آپ کے قریب ہی ایک بہت بڑے پتنگ پر ایک متبرک ضعیف العمر باریع بزرگ بیٹھے

مع تذکرہ اولیائے ہند۔ جلد ۲ صفحہ ۱۲۷۔ شرافت۔

ہیں۔ میں نے آپ کو سلام کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ان حضرت صاحب کو بھی سلام کرو۔ "یہ نوشتہ بھورے والہ ہیں"۔ اور میں ان کی خدمت میں رہتا ہوں۔

روحانی زندگی | سردار ابن گہنا تارڈ ساہنپالیہ (مرید شرافت) بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ خواب میں مجھ کو آپ کی ملاقات ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا۔ ہم کو مردہ نہ بھنا۔ ہم زندہ ہیں۔ اور تمہاری مدد کرنے والے ہیں۔

نماز کی تلقین کرنا | آپ کے مرید سائیں احمد الدین بن پیر بخش لوہار ساکن اگر وہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ مجھے خیال آیا کہ بعض درویش نماز نہیں پڑھتے۔ شاید نماز کا درویشی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ رات کو خواب میں آپ کی زیارت ہوئی۔ درگاہ شریف نوشاہیہ پر موجود ہیں۔ اور پاس سب بزرگوں کے مزارات ہیں۔ آپ اپنے ہاتھ سے ان قبروں کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں کہ یہ سب بزرگ نماز پڑھا کرتے تھے۔ اس روز سے میں نماز کا پابند ہو گیا۔

مکتوب

مولوی محمد حیات شرقپوری نے ۱۳۴۵ھ میں کتاب گلزار نوشاہی تالیف کر کے چھپوائی۔ جس میں خلفائے حضرت نوشتہ کی فہرست میں آنجناب کے فرزند اکبر حضرت سید حسانظ محمد برخوردار کے نام کے ساتھ لکھا: "خلیفہ اعظم حاجی کعبہ"۔ جب وہ کتاب شائع ہو گئی تو بعض مخالفین برخوردار یہ نے ان کو ڈانسا کہ تم نے ان کو خلیفہ اعظم کیوں لکھا ہے۔؟ مولوی صاحب مرحوم ہو گئے۔ چونکہ اس کتاب کی کاتب فقیر سید شریف احمد شرافت تھا اللہ عنہ سے کہ داکٹی تھی۔ اس لئے مولوی صاحب نے معترضین سے اپنی جان بچانے کے لئے وہ الزام مجھ پر مقوپ دیا کہ یہ لفظ انہوں نے لکھ دیا ہے۔ چنانچہ معترضین کے سامنے ایک خط میرے نام لکھ کر بھیج دیا۔ جب وہ خط ساہنپال شریف میں پہنچا، تو حضرات برخوردار یہ کو سخت ناگوار گذرا۔ ان سب میں سے سید پیر فضل حسین دطلوالہ نے مولوی صاحب کو اپنی طرف سے یہ مکتوب لکھا۔

”محب الفقراء مولوی حیات محمد صاحب !

السلام علیکم !

تمہارا خط عزیز القدر صاحبزادہ شریف احمد کے نام آیا۔ ہم نے پڑھا جس میں تم نے تحریر کیا ہے ”آپ نے ناحق اختلاف ڈال کر بندہ کو نقصان پہنچایا ہے۔“ اس کتاب میں کیا وجہ اختلاف اور تمہارے نقصان کی عزیز نے درج کی ہے۔ ذرا پورا پورا پتہ دو۔ عزیز نے تو تمہارے مسودہ کی لفظ بلفظ عبارت کتابت کی۔ اب اس کو مورد الزام بنانا کب مطلب؟ اگر خلیفہ اعظم حضرت محمد بن خود دار رحمۃ اللہ علیہ کے لفظ سے کوئی شخص تم کو تکلیف دے تو اس مردود کو ہمارے سامنے کرو۔ تاکہ ہم رُو برو اس کی تسلی کریں۔ یہ تو فیصلہ شدہ بات ہے، جس کا تنازعہ تین سال رہ کر اُس مقدمہ کا فیصلہ دربار فلک آثار حضرت گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ پر ہو چکا ہے۔ وہاں جملہ اشخاص اولادِ صوبہ ساہیوال، اور اولادِ صوبہ محب علی ساکن آگرہ، اولادِ صوبہ حضرت عبدالرحمن ساکن بٹھری وغیرہ نے اس فیصلہ کو تسلیم کر لیا ہے، تو پھر اب کسی کو اس لفظ کے ارکار کرنے سے کیا حاصل ہے۔ ایسے اشخاص صرف اپنی ایمانداری کو ظاہر کر رہے ہیں۔ ہمیں بھی کچھ شریروں کو نظر تو آ رہے ہیں۔ مگر اب تک ایسا کوئی اتفاق نہیں ہوا کہ وہ ہمارے سامنے آئیں۔ تم دانا ہو کر لے ادب الفاظ تحریر کرتے ہو۔ افسوس! کیا تمہارے لئے یہ مناسب تھا کہ حضرت سرکار گنج بخش نورانی کے فرزند اکبر کے نام سے نفرت کرتے ہو۔ کیا یہ باعثِ غیرت نہ ہوگا۔ جو لوگ حضرت محمد بن خود دار کو خلیفہ لکھنے کا حسد کر رہے ہیں۔ وہ انشاء اللہ تعالیٰ مردودِ طریقت ہو کر مدگاہِ سرکار گنج بخش نورانی سے دُور ہو جاویں گے۔ اور امید ہے کہ قیامت کو بھی وہ فقرائے نوشتہ ہی سے خارج کئے جاویں گے۔ آپ فکر نہ کریں جو شخص ایسے بزرگ سے جن کی بابت کتابوں میں بڑے فضائل و کرامات و عبادات درج ہیں، نفرت کرے، تو کیا وجہ ہے کہ ان کے والد بزرگوار اس کو غیرت کی نگاہ سے نہ دیکھیں۔ جو آدمی تم کو حضرت محمد بن خود دار خلیفہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ لکھنے سے روکتا اور تنگ کرتا ہے۔ اس کی بابت ضرور اطلاع دو۔ ہم خود اس کے ساتھ خط و کتابت کر کے

اس کو سمجھالیں گے تم اپنے ایمان کو اوروں کے کہنے پر نہ چھوڑو۔ زیادہ خیریت۔
فقیر فضل حسین از ساہنپال ۱۳۴۵ھ

صبح مہر | آپ کی مہر پر یہ الفاظ کندہ تھے۔
”فقیر فضل حسین“

اولاد | آپ کا نکاح سیدہ شاہ بیگم بنت سید محمد علی بن سید فضل الدین ہاشمی رن ملوی سے ہوا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کے پانچ بیٹے ہوئے۔ (۱) صاحبزادہ محمد اکرم مرحوم (۲) صاحبزادہ الطاف حسین (۳) صاحبزادہ یاقین حسین مرحوم (۴) صاحبزادہ تصدق حسین مرحوم (۵) صاحبزادہ ارشاد حسین مرحوم۔ یہ سب بچپن میں انتقال کر گئے۔ ان میں سے

صاحبزادہ الطاف حسین مد عمرہ متولد ۱۳۳۸ھ اس وقت بعمر اٹھیس سال موجود

ہے مولف کتاب ہذا کا شاگرد ہے۔ اس کی دو شادیاں ہوئیں۔

پہلی۔ سیدہ عنایت بیگم بنت سید فتح محمد بن سید حسین شاہ ہاشمی ساکن ساہن تحصیل کھاریاں ضلع گجرات سے۔ اس کے بطن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اور وہ فوت ہو گئی۔

دوسری۔ اس کی ہمیشہ سیدہ خورشید بیگم بنت سید فتح محمد مذکور سے۔ اس کے بطن

سے ایک لڑکا اعجاز حسین متولد جمعہ ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۷۵ھ اور ایک

لڑکی کنیز فاطمہ نام ہے۔

آپ کے خواص اجاب یہ تھے۔

یارانِ طریقت | (۱) میاں علی احمد بن میاں ابراہیم رحمانی بھڑلوالہ (۲) میاں محمد علی

بن خوشی محمد موچی ساہنپالوی (۳) سائیں احمد الدین بن پیر بخش لولہ اگر وہ والا۔

تاریخ وفات | پیر فضل حسین کی وفات بعارضہ سل بعمر تیس سال منگلوار کی رات بوقت شب نصف۔ تاریخ میں جمادی الثانی ۱۳۲۶ھ میں ہوئی۔ آپ

وفات سے تین روز پہلے سے عالم بیہوشی میں خالص اردو فصیح بولتے رہے۔

آپ کا صندوق تیسرے روز جمعرات کے دن دفن کیا گیا۔ مزار گوردستان نوشاہیہ

میں روئے مبارک حضرت نوحہ عالیجاہؑ کے بالکل متصل مشرقی جانب ہے۔

مرثیہ و تاریخ

از مولوی قاضی محمد سلام اللہ شائق ساکن چک عمر
 ہائے ہائے نوجوان فضل حسین
 خوبصورت مہ جبیں سیمیں بدن
 از ہائے مغلساں چوں گنج زر
 بردش ہر کس کہ گشتے لقمہ جو
 آہ مدافسوس در وقت شباب
 شد دلم از مرگ او اندوگہیں
 حسرتا در دا در یفا شد پیا
 شد زمین از سوز غم آتش فشاں
 پارہ پارہ گشت دامن شکیب
 این چه کردی در جوانی اسے عزیز
 گوشہ چشے کشا زودی ببیں
 میں بجال پیر عالم سوگوار
 جانب حال یتیمیاں کن نظر
 صد ہزاراں رفت کوشش در علاج
 لیک در تقدیر تدبیرے ز رفت
 شد ہی جام و صراحی از نشاط
 عندیب اندر ہزاراں رنج و غم
 چشم گہیاں سینہ بریاں خاندان
 جملہ اولاد جناب گنج بخش
 مہرباں شیریں زباں فضل حسین
 بود چوں سرور رواں فضل حسین
 مرہم خستہ دلاں فضل حسین
 بر کفش بنہاد ناں فضل حسین
 کرد رحلت ناگہاں فضل حسین
 دیدہ اشک غم نشاں فضل حسین
 شور محشر در میاں فضل حسین
 نیلگوں شد آسماں فضل حسین
 بیقراری شد عیاں فضل حسین
 گشتہ از ما نہاں فضل حسین
 حالت پسماندگان فضل حسین
 در دمند و ناتواں فضل حسین
 جانب صف زناں فضل حسین
 ناتوانی در امان فضل حسین
 بود حکمش آنجناں فضل حسین
 رفت ساقی از میاں فضل حسین
 در بہار آمد خزاں فضل حسین
 ہر یکے خورد و کلاں فضل حسین
 نوحہ محسرت زناں فضل حسین

شد منقص عیشِ جملہ دوستاں	شمعِ مجلسِ شد نہاں <u>فضلِ حسین</u>
بلکہ جملہ ساکنانِ کسبِ نیال	در مصیبتِ بیگماں <u>فضلِ حسین</u>
ہریکے در صفِ ماتم شد شریک	ہریکے نالہ کُناں <u>فضلِ حسین</u>
سینہ کوبی خاکِ روئی کر وہ شد	حاصلے ہرگز نہ زان <u>فضلِ حسین</u>
آمدہ الصبر مفتاحِ الفرج	عبر بہتر بیگماں <u>فضلِ حسین</u>
بارشِ بارانِ رحمتِ بے حساب	بر مزارش جاوداں <u>فضلِ حسین</u>
بہ ہفدہم ماہِ جمادیِ الآخِرین	جانبِ حق شد رواں <u>فضلِ حسین</u>
نیم شبِ بودستِ وقتِ حلتش	روزِ شنبہ بدان <u>فضلِ حسین</u>
روزِ دیگر چار شنبہ شد غروب	آفتابِ آسماں <u>فضلِ حسین</u>
سالِ مرگش چوں بہر سیدم زول	گفت شائق - درجہاں <u>فضلِ حسین</u>
بارِ دیگر - فضلِ بادِ ایش <u>چہاں</u>	عیسوی ساشس بدان <u>فضلِ حسین</u>
ختمِ سازم بر دعا این مرثیہ	۶۰ <u>فضلِ مستعال</u> <u>فضلِ حسین</u>

قطرہ آرمخ

از مولانا شائق مرحوم

چوں بکلمِ خدائے کون و مکاں	شد بفرودس میاں <u>فضلِ حسین</u>
دلِ نغمیں بساں تاریخش	گفت - افسوس میاں <u>فضلِ حسین</u>

ماہِ ہائے تاریخ

۱- انہ یغفر	۲- افتخار دین	۳- چراغِ کاملاں
-------------	---------------	-----------------

سید حافظ روح اللہ رحمہ

آپ حضرت سید محمد امین مختار برخوردار می ساہنپالوی کے فرزند اکبر تھے۔
خرقہ طریقت و ارشاد اپنے جذبہ بزرگوار حضرت مولانا سید حافظ قُل احمد پاک ذاکر

نوشاہ ثانی بن سید حافظ الہی بخش مظہر حق بر خورداری سے حاصل کیا۔

آپ کی والدہ کا نام سیدہ عزیز بی بی المعروفہ اجی بیوی بنت سید عقیق الدین بن سید علی محمد ساہنپالوی تھا۔

آپ کی ولادت بروز جمعہ وقت نماز اشراق یکم جمادی الاولیٰ ۱۲۶۹ھ میں بمقام ساہنپال شریف ہوئی۔ تاریخی نام "حافظ روح اللہ" رکھا گیا۔

مادہ نمائے تاریخی

۱۔ سرو باغ - ۲۔ انوار بغداد - ۳۔ مطلع خورشید - ۴۔ مصدر فہم و خرد - ۵۔ شہزادہ ثابت قدم -

آپ ایک ہفتہ کے ہوئے، توجہ بزرگوار نے آپ کا عقیقہ کیا اور اپنے تمام خویش و اقارب کو دعوت دی۔

آپ نے اپنے دادا صاحب اور والد صاحب کی آغوش میں تربیت پائی۔ آپ کی عمر ایک سال تھی کہ والد ماجدہ کا انتقال ہو گیا۔ آپ یتیم رہ گئے۔ اس لئے جد امجد آپ کی تربیت کو زیادہ ملحوظ رکھتے۔ آپ نے قرآن مجید اپنے جد بزرگوار سے حفظ کیا، اور علم ادب فارسی کی تعلیم مولوی غلام قادر بن سید عبد اللہ ساہن پالوی سے پائی۔

آپ نے آغاز طفولیت میں ہی اپنے جد بزرگوار کے ہاتھ مبارک پر بیعت کی اور ان کی تعلیم باطنی سے بہرہ اندوز ہوئے۔

دس سال کی عمر میں آپ کی شادی ہوئی۔ جب آپ حسب رواج اہل پنجاب کھارہ چڑھے۔ یعنی چوکی پر بیٹھ کر غسل کیا۔

تو حضرت جد بزرگوار نے کھارہ لبائی کے طور پر فرمایا۔ "بیٹا کچھ مانگ لو" آپ نے عرض کیا: "اگر دینا ہے تو اپنے خزانہ باطنی سے حدت عنایت کرو۔" حضرت نوشاہ ثانی نے آپ کو سینہ سے لگایا اور فیوض باطنی سے مالا مال کر دیا اور اس کے بعد بھی ہر وقت آپ

پر نظر شفقت رکھتے۔

عطائے خلافت آپ کے برادر زادہ سید کرم الہی بن سید فاضل شاہؒ سے منقول ہے کہ مولوی غلام رسول بن مولوی غلام النبی فاروقیؒ بیان کرتے تھے، کہ ایک مرتبہ ہمارے پیر روشن ضمیر حضرت سید حافظ قمل احمد پاکذات نوشاہ ثانیؒ ہمارے گاؤں لدھے والہ چیمیاں میں تشریف لائے۔ آپ کے پوتے سید حافظ روح اللہ بھی ہمراہ تھے۔ ایک روز حضور والائے مجھ کو پانچ روپے پاس سے دیئے اور فرمایا کہ جا کر کسی سٹارے سے سونے کی انگشتری بنوالاؤ۔ میں نے عرض کیا کہ اگر سونے کی انگشتری میں فیروزہ کانگین ہو تو بہت سجتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ تم دو تلمذ شخص ہو۔ یہ اپنے پاس سے بڑوالائے چنانچہ میں نے اسی روز انگشتری بنا کر اُس میں سات روپے کا فیروزہ جڑوایا، اور آپ کی خدمت میں لا حاضر کی۔ آپ نے اسی روز ایک جوڑا نئے کپڑے درزی سے سلوائے اور تمام حلقہ مریداں میں اپنے پوتے سید حافظ روح اللہ کو کپڑے اور انگشتری پہنائی، اور اپنے سینے سے لگا کر اور روحانی فیض سے معمور کر کے دستارِ خلافت عطا فرمائی اور تمام مریدوں کو فرمایا کہ اس فرزند کو میری جا بجا سمجھنا۔

فائدہ مولف کہتا ہے کہ چاندی کی انگشتری پہننا تو مسنون ہے۔ بعض حالات کے ماتحت بعض بزرگوں سے سونے کی انگشتری پہننا بھی منقول ہے جو معرض طعن نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ مولانا خواجہ فخر الدین فخر جہان چشتی دہلویؒ جو اکابر علمائے وقت اور مشائخ عہد سے تھے۔ ان کی دارمعی ششماسی ہوتی تھی اور سونے کی انگشتری بھی پہنتے تھے جسے منقول ہے کہ آپ نے مولوی حکیم کرم الہی بن مولوی غلام النبی فاروقیؒ ساکن بیگوالہ ضلع سیالکوٹ کی اجازت سے اپنے دادا حضرت نوشاہ ثانیؒ کے مزار اطہر پر چڑھ شروع کیا۔ روزانہ رات کو قبر شریف کے بالمقابل بیٹھ کر گیارہ مرتبہ سورہ مزل شریف پڑھا کرتے۔ چند روز تک یہ وظیفہ کیا۔ ایک رات مرقد منور سے ندا آئی۔ بیٹا تم

عہ تذکرہ اولیائے ہند۔ جلد ۲ صفحہ ۱۲۶۔ ۱۲۔ شرافت

آرام سے گھر جا کر بیٹھو۔ یہاں تم کو مچھر میں تکلیف ہوتی ہے۔ ہم نے تمہارے لئے بہت کچھ محنت کی ہوئی ہے۔ تمہارے سب کاروبار اچھے ہوں گے۔

فائدہ | علی متقیؒ کنز العمال کی وفات کے بعد شیخ عبد الوہاب متقیؒ نے ان کی قبر پر کچھ عرض کیا۔ وہ خواب میں ملے اور فرمایا میں نے تیری عرض سن لی ہے۔ مطمئن رہو۔ تمہارے سب مقصود حاصل ہوں گے۔ عہ

رعب و اقبال | آپ بڑے بارعب اور صاحب سطوت و اقبال تھے۔ منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ گھوڑے پر سوار ایک کھیت میں سے گزرے۔ آپ کے بعد آپ کے والد بزرگوار حضرت سید محمد امین بھی وہاں سے گزرنے لگے تو زمینداروں نے روکا۔ اور کہا، اسے بزرگوار راستہ راستہ جاؤ۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ سوار جو پہلے گزر گیا ہے۔ اس کو تم نے کیوں نہیں روکا۔ زمینداروں نے کہا کہ وہ تو کوئی افسر تھا اس کو کیسے روکتے۔

شہزادہ کی مثل بننا | منقول ہے کہ ایک مرتبہ ایک شہزادہ ساہن پال کے پاس سے گذرا۔ گجرات کی طرف سے آیا اور پھالیہ کو چلا گیا۔ اس کی سواری کو دیکھنے کے واسطے سڑک پر مخلوق کا کافی ہجوم تھا۔ مستورات نے کہا کہ ہم بھی شہزادہ دیکھنا چاہتی ہیں۔ آپ نے فرمایا، تم باہر نہ جاؤ۔ میں تم کو شہزادہ میہیں دکھا دوں گا۔ چنانچہ آپ نکھی ہم گھوڑی پر سوار ہوئے، تو آپ کا رعب و شان و شوکت اس طرح معلوم ہوتا تھا جیسے شہزادہ ہے۔ سب لوگ دیکھ کر بجان فدا ہوئے۔

سمع و وجد | مولوی حاجی محمد شریف فاروقی ساکن لدھے والہ چیمپیاں بیان کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں نے آپ کی مجلس میں قصہ ہیر و رانجھا مصنف سید فضل شاہ لاہوریؒ کے یہ اشعار پڑھے۔

عہ تذکرہ اولیائے بند۔ جلد ۲ صفحہ ۲۰۰۔ شرافت

الفوں اک خدا تے اک رانجھا اک قول تے اک اقرار قاضی
 بیوں باہجہ رانجھے دکھ درد سانجھے ناہیں ہوں میرا غمخوار قاضی
 تیوں تیر سر پر نون چیر گئے لئی ہیر تقدیر و حیر قاضی
 تیوں ثابتی تھیں ہیر ہیر پکڑے جیموں جان میں جان تیار قاضی
 جیوں حرف حکایتاں چھوڑ سبھے بیٹھی نام رانجھا دلوں دہار قاضی
 خیوں خوف رجا تھیں لنگہ گذرے والوں درود والوں وقت یار قاضی

اس پانچویں مصرعہ پر آپ کو وجد ہو گیا اور تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک آپ بیدم رہے۔ جب
 افاقہ ہوا تو آپ نے بہت ساری لستی نوش فرمائی۔ جب کبھی وہ سوز فرو ہوا۔
اشعار خوانی | آپ کی عمر سترہ سال کی تھی کہ آپ کے جد بزرگوار حضرت نوشاہ ثانیؒ دنیا
 سے رحلت فرما گئے۔ آپ ان کے ہجر و فراق میں بہت رو دیا کرتے، اور
 ان کی قبر شریف کے پاس بیٹھ کر میاں محمدؒ چھوہر النوالید کے یہ اشعار پڑھا کرتے۔

لام لائے عشق دی چوٹ مینوں روندی چھڈ گیوں وچ جنگلے دے
 میں تے عشقے دی سار کی جان دی ساں بیٹھی کدی ساں وچ جنگلے دے
 راوی لنگہ کے منوں دساں گیوں آکھے لگ گیوں کے کنہے دے
 محمد پچھ رہیاں راہ ہادی والا کوئی کھوج دسو جانی رنگلے دے
 میم مت ہوئی سوہنے یار طیاں پتھر چت ہوئے تنہاں بیلیاں دے
 مینوں چھڈ کے گئے اکیلا ہی نون بیٹھی روئی ہاں وچ حویلیاں دے
 نشتر مار ویکھو لہو سک گیا مجا دیں پیر ویکھو کوہو تیلیاں دے
 محمد آپ میلی میرا ویں میلا سوہے سا دے نی رنگ سہیلیاں دے

آپ خوبصورت، نہایت حسین و جمیل، نازک اندام، رنگ گندمی، بند بینی،
حلیہ و لباس | روشن رخسار، فراخ پیشانی، میاں نہ قد، سیاہ ریش تھے۔ مزاج امیرانہ اور
 طبع شاہانہ رکھتے تھے۔ کپڑے قیمتی ہوتے، مُرخ بانات کاکوٹ (قبا) ہوتا۔ پاؤں میں طلا دار
 جوڑا پہنتے، صفائی پسند تھے، گلے میں تسبیح سیاہ رنگ رکھتے۔

نزاکت طبع | منقول ہے کہ آپ کی نزاکت اس حد تک تھی کہ جس وقت آپ کو پیاس لگتی، تو آپ کی انگلی سے انگشتری خود بخود گر پڑتی، اور جب پانی پی لیتے تو پھر پوری ہو جاتی۔

آپ شہسوار بھی تھے، گھوڑی دوڑاتے، نیزہ بازی کرتے۔ جس وقت آپ لکھی نام گھوڑی پر سوار ہوتے تو ایسا معلوم ہوتا جیسا کوئی شاہنشاہ آبرہا ہے۔ لوگ آپ کا حسن و جمال اور رعب و اقبال دیکھ کر دنگ رہ جاتے۔

شطرینج کا شوق | منقول ہے کہ آپ کو شطرینج کا بہت شوق تھا۔ مولف کے مانا حضرت سید غلام علی بن سید قدم الدین برخورداری کے ساتھ شطرینج کھیلا کرتے اور بوقت انقباض اس طرح اپنی طبیعت کو پہلایا کرتے۔

مسئلہ اباحت شطرینج | شطرینج کے بارہ میں علماء کو بہت اختلاف ہے۔ بعض فقہاء اس کی حرمت کے قائل ہیں۔ لیکن علمائے محققین نے اس کی اباحت کو ثابت کیا ہے۔ اس لئے یہاں چند اقوال علمائے کرام اور فقہائے عظام کے لکھے جاتے ہیں۔ جس سے شطرینج کا جواز ثابت ہوتا ہے اور صحابہ و تابعین و آئمہ مجتہدین کا کھیلنا ظاہر ہوتا ہے۔

کتاب نفائس الفنون میں لکھا ہے کہ شطرینج کا واضح صفتہ بن دہر ہے جو حکمائے ہندوستان سے تھا، اور اس کا اظہار اس کے بیٹے لہجلاج نے کیا۔
۱۔ امام شیخ شہاب الدین قلیوبی متوفی ۶۰۶ھ نے نوادر میں لکھا ہے۔

”روی الصعلوکی تجویزہ عن
امیر المؤمنین عمر ابن الخطاب
وابی الیسر والحسن البصری والقائم
بن محمد و ابی قلابہ و عطاء الزہری
والزناد و روی الصولی فی جزء قد
جمعه فی الشطرینج ان اباہریرة
روایت کیا ہے صعلوکی نے شطرینج کا جواز
امیر المؤمنین عمر بن خطاب اور ابی الیسر
اور حسن بصری اور قائم بن محمد اور ابی قلابہ
اور عطاء اور زہری اور زناد سے۔ اور
روایت کیا صولی نے ایک جہد میں جو
اس نے شطرینج کے متعلق جمع کیا ہے کہ تحقیق

ابو ہریرہ اور امام زین العابدین اور سعید
بن المسیب اور انکس اور ناجیہ اور عکرمہ اور
ابو اسحاق اور ابراہیم بن طلحہ شطرنج کھیلا
کرتے تھے اور اس کھیل کے منع ہونے
میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے
کچھ صحیح طور پر ثابت نہیں ہوا۔

۲۔ علامہ شیخ نظام الدین نیشاپوریؒ تفسیر غرائب القرآن المعروف تفسیر نیشاپوری

میں لکھتے ہیں :-

اور حکایت کیا گیا ہے شطرنج کا کھیلنا
عبداللہ بن زبیر اور ابو ہریرہ اور سلف کے
بہت سارے بزرگوں سے۔

وعلى بن الحسين وسعيد بن المسيب
والاعمش وناجية وعكرمة و
اسحق و ابراهيم بن طلحة كانوا
يلعبون بالشطرنج ولم يثبت عن
النبي صلى الله عليه وسلم نهى
صحیح عن اللعب به۔

ويحكى اللعاب به عن ابن الزبير
ابن هريرة وكثير من السلف۔

۳۔ قاضی محمد بن علی یمنی شوکانیؒ نے نیل الاوطار میں لکھا ہے :-

حکایت کیا گیا ہے ضوء النهار میں عبداللہ بن
عباس اور ابو ہریرہ اور ہشام بن عروہ اور
سعید بن المسیب اور سعید بن جبیر سے کہ
بیشک انہوں نے شطرنج کو مباح رکھا ہے۔

”حكى في ضوء النهار عن ابن عباس
وابن هريرة وهشام بن عروة و
سعيد بن المسيب وابن جبير
انهم اباحوه۔“

۴۔ مولانا ابوالحسنات محمد عبدالحیؒ لکھنویؒ نے موطا امام محمد کے حاشیہ ص ۲۸۱ پر لکھا ہے :-

علامہ دمیری نے حیوة الحيوان میں ذکر کیا
ہے کہ تحقیق شطرنج کا جواز مردی ہے،
حضرت عمر اور ابو ہریرہ اور ابوالیسر اور
حسن بصری اور قاسم بن محمد اور سعید بن
جبیر اور ان کے سوا اور لوگوں سے بھی۔

”وذكر الدميري في حياة الحيوان
ان تجوزة مردی عن عمر و ابى
هريرة و ابى اليسر و الحسن بصرى
و القاسم بن محمد و سعيد بن
جبير و غيرهم۔“

۵۔ امام شیخ شہاب الدین قلیوبیؒ نے نوادر میں لکھا ہے :-

روایت کیا گیا ہے کہ بیشک محمد بن سیرین
اور ہشام بن عروہ بن زبیر اور بہر بن حکیم
اور شعبی اور سعید بن جبیر شطرنج کھیلا کرتے
تھے۔ اور امام شافعی نے کہا کہ سعید بن جبیر
کو اس قدر مہارت تھی کہ وہ اپنی پشت
کے پیچھے رک کر شطرنج کھیل یا کرتے تھے۔

۶۔ قاضی ابن خلکان و فیات الاعیان ص ۲۹۱ پر لکھتے ہیں :-

ابو محمد سعید بن جبیر بن ہشام اسدی بہت
بڑے تابعین میں سے یگانہ ہیں۔ عبد اللہ
بن عباس اور عبد اللہ بن عمر سے علم سیکھا۔
اور ان سے بہت ساری روایتیں کیں اور
شیخ ابواسحاق رازی نے اپنی کتاب مہذب
میں حکایت کیا ہے کہ تحقیق سعید بن جبیر
اپنی پشت کے پیچھے شطرنج کھیل یا
کرتے تھے۔

”وروی ان محمد بن سیورین و
ہشام بن عروہ بن الزبیر و بہر بن
حکیم و الشعبی و سعید بن جبیر کانوا
یلعبون بالشطرنج و قال الشافعی
کان سعید بن جبیر یلعب بالشطرنج
استد بآذان و راع ظہرہ“

”ابو محمد سعید بن جبیر بن
ہشام الاسدی احد اعلام
التابعین اخذ العلم من عبد اللہ
بن عباس و ابن عمر و اکثر روایۃ
عنہما و حکى الشيخ ابواسحاق
الرازی فی کتابہ المہذب ان سعید
بن جبیر کان یلعب بالشطرنج
استد بآذان“

۷۔ علامہ مخطومی نے در مختار کے حاشیہ پر لکھا ہے :-

امام مالک اور امام شافعی نے شطرنج کی
اباحت میں کہا ہے اور وہ روایت سے
شافعی سے اور اختیار کیا ہے اس کو ابن حجر نے

”قال مالک و الشافعی باباحته و هو
مردی عن الشافعی و اختارہا ابن
الشیخ“

۸۔ مولوی خرم علی نے غایۃ الاوطار جلد چہارم ص ۲۳۳ میں لکھا ہے :-

اور مباح کیا ہے اس کو شافعی نے، اور
ابو یوسف نے ایک روایت میں۔ اور نظم
کیا ہے اس کو شارح وہبانیہ نے۔ پس

”و اباحہ الشافعی و ابو یوسف فی
روایۃ و نظمھا شارح الوہبانیہ
فقال - شعر“

کہا ہے۔ شطرنج میں کوئی خوف نہیں اور
یہ ایک بہت بڑے جبر (عالم) مشرق و مغرب
کے ذمے کی روایت ہے۔ اور یہ جواز
تب ہے جب اس سے جواز کیلئے اللہ اس
پر مدد مت نہ کرے، اور اس سے واجب
میں عمل نہ ہو ورنہ بالاجماع حرام ہے۔

ولا بأس بالشطرنج وهي رواية

عن الحبر قاضي الشرق والغرب

وهذا اذا لم يقاصر ولم يداوم

ولم يدخل بواجب والافحرام

بالاجماع۔

۹۔ قاضی ابن خلکان نے وفیات الاعیان میں لکھا ہے :

ابوبکر محمد بن یحییٰ بن عبد اللہ بن عباس الصدیقی

بڑے مشاہیر عالموں فاضلوں سے ہے۔

ابوالعباس وار قطنی اور ابوعبد اللہ مرزبانی

نے ان سے روایت کی ہے۔ خلیفہ راضی باللہ

کے وزیر رہے۔ اور اس کو علم پڑھایا۔ پھر

خلیفہ مقتدر باللہ کے وزیر رہے۔ اور اس

سے پہلے خلیفہ مکتفی بامر اللہ کے بھی وزیر

رہے۔ خلفاء کی وزارت کرتے رہے۔

بڑے اچھے اعتقاد والے نیک طریقہ والے،

مقبول کلام والے تھے۔ اپنے وقت میں

شطرنج کھیلنے میں یکتا تھے۔ اُس زمانہ میں

ان کی مثل کوئی نہ تھا۔

”ابوبکر محمد بن یحییٰ بن عبد اللہ

بن العباس الصوفی کان احد العلماء

الفضلاء المشاهیر روی عنه ابو

العباس الدارقطنی و ابو عبد اللہ

المرزبانی ندام الراضی و کان اولاً

یعلمہ ثم نادم المقتدر و نادم

المکتفی قبلہ و کان ینادہم الخلفاء و

کان حسن الاعتقاد جمیل الطریقة

مقبول القول و کان احد وقتہ فی

لعب الشطرنج لم یکن مثله

فی عصرہ۔“

۱۰۔ علامہ سید قاضی بن علی بن نور الدین المکی الحسینی الموسوی نے کتاب زیئرتہ الجلیس

میں لکھا ہے :-

صفدی نے کہا ہے کہ میں نے دیار مصر

میں ایک معتبر شخص کو دیکھا جو علاؤ الدین

”قال الصفدی رایت انا بالدیار

المصریة شخصاً معتمداً یعرف

ابن قیران کے نام سے مشہور تھا۔ وہ عوالی کے ساتھ شطرنج کھیلتا تھا۔ اور اُس سے روایت ہے کہ میں نے ۲۶۲ھ میں ایک شخص کو دمشق میں دیکھا جو نظام عجیبی کے نام سے مشہور تھا۔ وہ صاحب شمس الدین کی مجلس میں غائبانہ شطرنج کھیلتا تھا۔ اور جب میں نے پہلے پہل اُسے دیکھا۔ اُس وقت اُس نے رئیس الاطباء شیخ امین الدین سلیمان کے ساتھ شطرنج کھیلا تھا۔

۱۱۔ مولانا ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی رح کتاب فوائد البہیہ فی تراجم المنفیعہ صفحہ ۵۳

میں لکھتے ہیں ۱۔

محمد بن محمد بن ابی عبد اللہ قطب الدین رازی۔ کہا امام میرز نے کہ ان کا نام معقولات میں مشہور ہے۔ ایک دفعہ وہ دمشق میں وارد ہوئے تو ہم نے ان کو منق و حکمت میں اہم پایا، اور تفسیر اور معانی اور بیان میں عالم پایا۔ اور ابن کثیر نے کہا ہے کہ وہ متکلمین عالموں میں یگانہ تھے اور وہ بڑے اعلیٰ پیمانہ پر شطرنج کھیلا کرتے تھے۔ حالانکہ وہ علم کے سمندروں اور جہان کے پاکیزہ لوگوں میں سے تھے۔

۱۲۔ علامہ شیخ سراج الدین حنفی نے فتاویٰ سراجیہ ص ۳۶۹ میں لکھا ہے :-

جو شخص شطرنج کھیلتے اور اس کے ساتھ

بعلا والدين ابن قيران يلعب
بالشطرنج مع العوالی وعنه
رأيت بدمشق سنة احدى وثلاثين
وسبعماية شخصاً يعرف بالنظام
العجیبی وهو يلعب بالشطرنج غائباً
فی مجلس الصاحب شمس الدین و
اول ما رأيت له لعب مع الشيخ
امین الدین سلیمان رئیس الاطباء :-

”محمد بن محمد بن ابی عبد اللہ
قطب الدین الرازی قال الامام میرز
فی المعقولات اشهر اسمه وورث
الی دمشق فوجدناه اماماً فی المنطق
والحکمة عالماً بالتفسیر والمعانی
والبیان قال ابن کثیر کان احد
المتکلمین العالمین وکان یجید
لعب الشطرنج وکان من بحسب
العلم واذکار العالم :-

”من يلعب بالشطرنج ولا یومید

جوئے کا ارادہ نہ کرے اور نماز کی پابندی رکھے اور جھوٹی گواہی سے بچے تو کھیلنا جائز ہے۔

القمار ویحفظ الصلوة ویستودع
عن شهادة الزور جائزة

۱۳۔ علامہ شیخ عبدالدین الوصلی الحنفی رحمہ متوفی ۱۸۲۳ھ کتاب اختیار شرح المحنتار،

کتاب شہادت میں لکھتے ہیں :-

محض شطرنج کھیلنا عدالت کو ساقط نہیں کرتا جب تک کہ اس سے نماز فوت ہو جائے۔

”نفس اللعب بالشطرنج لا تسقط
العدالة الا ان تفوته الصلوة“

۱۴۔ مولانا مولوی احمد مکرم عباسی چڑیا کوٹی نے اباحت شطرنج میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے، جس کا نام ہے ”رسالہ شطرنج“ اس میں واضح کیا ہے کہ کھیلوں دو قسم کی ہیں ایک اضطراری۔ جیسے پانسہ، چوسر وغیرہ یہ حرام ہیں۔ دوسری اختیاری جیسے شطرنج وغیرہ یہ مباح ہیں، اور اس میں مفصل دلائل سے ثابت کیا ہے کہ شطرنج کھیلنا جائز ہے۔ اس رسالہ کی تصدیق و تصحیح پر بڑے بڑے نامی گرامی علماء نے بہرین ثبت فرمائی ہیں جن کے اسما دیے ہیں :-

- | | |
|---|--|
| ۱۔ مولوی عنایت رسول عباسی چڑیا کوٹی | ۶۔ مولوی محمد قریش بازید پوری |
| ۲۔ مولوی احمد مختار عباسی چڑیا کوٹی | ۷۔ مولوی عبید اللہ خاں مولوی فاضل حیدر آبادی |
| ۳۔ مولوی محمد ماجد صدیقی چڑیا کوٹی | ۸۔ مولوی عبدالستار حیدر آبادی |
| ۴۔ مولوی محمد منیر صدیقی حنفی چڑیا کوٹی | ۹۔ مولوی عبدالوہاب بہارتی لمیڈ مولینا |
| ۵۔ مولوی مشید الفضل چڑیا کوٹی | عبدالحمیٰ لکھنوی۔ |
| | ۱۰۔ مولوی غلام رسول حنفی عادل گڑھی۔ |

کرامات

سید حافظ روح اللہ رحمہ سے اکثر خوارق و کرامات ظاہر ہوئے :-

دولتمندی کی دعا | منقول ہے کہ آپ نے اپنے چھوٹے بھائی سید فاضل شاہ کو دعا فرمائی کہ تم کو دنیا میں وال روٹی بہت ملے گی۔ کوئی غم نہ کرنا۔ چنانچہ واقعی ان کے ایام حیات اُسودگی میں گذرے۔

لڑکے کی بشارت دینا | منقول ہے کہ آپ نے سید فاضل شاہ کو فرمایا کہ میری وفات کے بعد خدا تعالیٰ تجھے لڑکا عطا فرمادے گا۔ میری بیٹی سیدہ کرم بی بی کا نکاح اُس سے کر دینا۔ چنانچہ آپ کی بشارت کے مطابق ان کے ہاں سید کرم الہی پیدا ہوئے۔ آپ کی وفات سے اڑھائی سال بعد یہ پیش گوئی پوری ہوئی۔

سفید رنگ لڑکا پیدا ہونا | منقول ہے کہ ایک مرتبہ زوجہ ساہنا مارٹ ساکن اگر وہ نے خدمت میں عرض کیا کہ میرے لڑکے محمد بخش کے ہاں اولاد نہیں ہوئی۔ آپ نے گڑ دم کر دیا۔ محمد بخش کی بیوی نے دیکھ کر کہا کہ یہ گڑ تو سیاہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم کوئی مکر نہ کرو۔ یہ کھالو۔ جو لڑکا پیدا ہو گا وہ سفید رنگ ہوگا۔ چنانچہ اُس کے ہاں غلام محمد پیدا ہوا جس کا رنگ سفید گورا تھا۔

مذبح چڑیوں کا زندہ ہو جانا | منقول ہے کہ ایام طفولیت میں ہی آپ سے خوارق ظاہر ہوتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ اپنے جدِ بزرگوار کے ہمراہ حجام والہ میں تشریف فرما تھے۔ یہ نہایت کا موسم تھا۔ آپ کھینتے ہوئے کونٹے پر چڑھ گئے، اور چڑیوں کا شکار کرنے لگے۔ جو چڑیا پکڑتے اُس کو ذبح کر کے پاس رکھتے جاتے۔ اسی طرح کئی چڑیاں ذبح کر ڈالیں۔ صاحب خانہ کی عورت نے دیکھا تو کہا صاحبزادہ صاحب! یہ کام نہ کرو۔

آپ نے مذبح چڑیوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا: "چڑیو! اڑ جاؤ۔" وہ بھکم خدا زندہ ہو کر اڑ گئیں۔

زندہ | مردوں کا زندہ ہو جانا اولیاء اللہ کی کرامات میں داخل ہے۔ چنانچہ ۔

۱۔ میاں نتھاقاریؒ نے ایک مُردہ چوہا کو زندہ کر دیا۔ ع۱
 ۲۔ ایک فاختہ کو فکاری نے مار ڈالا اور حضرت میاں میر تقاری لاہوریؒ نے اس کو
 ہاتھ پھیر کر زندہ کر دیا۔ ع۲

کشف عطا کرنا | مولوی حکیم محبوب عالم فاروقی ساکن بیگو والہ سے منقول ہے کہ
 ایک بار آپ کی مجلس میں ذکر ہوا کہ جو درویش مراقبہ کرتے
 ہیں، اور دل کو دیکھتے ہیں۔ ان کو کیا نظر آتا ہے؟ آپ نے میرے والد مولوی حکیم
 کرم الہیؒ پر توجہ فرمائی۔ اور فرمایا: "اپنے دل کی طرف دیکھو" انہوں نے نگاہ کی تو
 مثل پتھر کے نظر آیا۔ پھر اس میں نور کا ایک شعہ نمودار ہوا، اور بتدریج بڑھنے لگا،
 حتیٰ کہ تمام قلب مثل شیشہ کی صاف شفاف ہو گیا۔ اس وقت فیسی حالات مکشف
 ہونے شروع ہو گئے۔ کشف کوئی پورا پورا حاصل ہو گیا۔ یہاں تک کہ ان کا ایک بیچہ گم
 ہو گیا ہوا تھا۔ وہ مصیبتوں کے گھر میں کوٹھیوں کے بیچے پڑا ہوا نظر آ گیا۔

لطائف قلوب ذکر کر دینا | منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ لدھی والہ چیمپیاں ضلع
 گوجرانوالہ میں تشریف فرما تھے۔ اثنائے کلام میں کسی
 شخص نے عرض کیا کہ انسان کا قلب کس طرح ذکر ہو سکتا ہے؟ آپ نے کلمہ طیبہ کی ایک
 ضرب لگائی تو تمام حاضرین مجلس کے قلوب ذکر ہو گئے۔ مجلس میں دو ہندو زندگرموجود
 تھے۔ ان کے دل بھی ذکر ہو گئے، بلکہ ان کی زبان پر بھی کلمہ طیبہ جاری ہو گیا۔

اسیب دور کرنا | منقول ہے کہ کسی آسیب زدہ کو آپ کے حضور میں پیش کیا گیا۔ آپ
 چونکہ اس قسم کے عامل نہیں تھے، اس لئے کچھ دل میں خائف ہوئے۔
 اور بوجہ خوف کے دو گانہ نفل طویل شروع کر دیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آسیب زدہ
 کے منہ سے جن بولا: "کہ قبلہ عالم! آپ خوف نہ کریں۔ میں آپ کے جد بزرگوار حضرت سید

ع۱ تذکرہ اولیائے ہند جلد ۳ صفحہ ۲۹

ع۲ ایضاً صفحہ ۲۳ شرافت

حافظ قل احمد پاکذات نوشاہ ثانی کا مرید ہوں۔ آپ ان سے نذرانہ لیں تو میں چلا جاؤں گا۔ چنانچہ آپ نے نذرانہ لیا تو وہ جن فوراً چلا گیا اور وہ بیمار اچھا ہو گیا۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ موضع اچکے ضلع گوجرانوالہ کافی دنوں **دستِ مخفیہ** تک رہے۔ کچھ فتوحات نہ ہوئی۔ ایک دن کسی شخص نے بطور امتحان آپ کو کہا کہ مجھے ایک روپیہ کا پرچون دو۔ آپ نے اسی وقت اپنے رومال سے سفید دوایاں چوانیاں نکال کر دیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی تکسال سے بن کر آئی ہیں۔ پھر وہ شخص آپ کے کمالات کا معتقد ہو گیا۔

سراج الدین بروالہ ساکن اچکے سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آپ کو نہلایا۔ آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا، اگر کوئی حاجت ہے تو طلب کرو۔ میں نے عرض کیا کہ افلاس نے بہت تنگ کیا ہوا ہے۔ غریب الحال ہوں۔ آپ نے فرمایا: آج کے بعد تم کو دو روپیہ روزانہ مل جایا کریں گے۔ چنانچہ اُس کے بعد میرا دو روپیہ روزانہ جاری ہو گیا۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ جھام والہ میں تشریف فرما تھے کہ مولاداد چور کا پکڑا جانا چٹھ کے گھر سے زیورات چوری ہو گئے۔ اُس نے آپ کے آگے التجا کی۔ آپ چہرہ انور پر نقاب ڈال کر مراقبہ میں بیٹھ گئے۔ ابھی چند منٹ ہی گزرے تھے کہ خبر آگئی۔ چور پکڑا گیا ہے اور سب زیورات مل گئے ہیں۔

آپ نے ٹیکو نام چور کو نصیحت فرمائی کہ جس کا نیک کھائے، اُس کا بُرا **ملفوظ** نہ مانگئے۔

مولوی حکیم محبوب عالم فاروقی ساکن بگوالہ کہا کرتے تھے کہ حضرت سید **فضیلت** حافظ روح اللہ اپنے وقت میں امام الامنیاء تھے۔

آپ کا نکاح ۱۷۷۸ء میں حضرت ساربی بی بی قوم جمبوہ ساکن دھنویہ خود ضلع گوجرانوالہ سے ہوا۔ ان کے بطن سے کوئی اولاد نہ رہی تھی۔ صرف ایک صاحبزادی **اولاد** سیدہ کرم بی بی نام متولد ہوئی۔ جن کا نکاح آپ کے حسب وصیت سید کرم الہی بن سید

فاضل شاہ سے ہوا۔

- یارانِ طریقت** | آپ کے خواص مریدان یہ تھے :-
- ۱۔ سید فاضل شاہ بن سید محمد امین منار۔ برادرِ آنجناب۔ ساہیوال شریف ضلع گجرات
 - ۲۔ سید چراغ دین المعروف بدوح شاہ بن سید محمد علی بر خورداری خواہر زادہ۔ پاتل کے نو گوجرانوالہ
 - ۳۔ مولوی عمر الدین بن مولوی میراں بخش فاروقی خوشنویس ایٹکے
 - ۴۔ چوہدری مولانا داد وڑائچ چک ظاہر گجرات

تبرکات | آپ کے جسم اطہر کا پوشیدہ کوٹ سُرخ بانات کا۔ اور طلا دار پاپوش اس وقت ۱۳۶۷ھ میں صاحبزادہ ممتاز احمد بن سید کرم الہی بر خورداری ساہن پالوی کے گھر میں موجود ہے۔

واقعہ وفات | منقول ہے کہ آپ نے درگاہ عالیہ نوشاہیہ میں چلہ کیا۔ وہاں سے آپ کو حکم ہوا کہ تمہاری عمر ایک سال باقی ہے۔ چنانچہ آپ نے بھروسہ پچیس سال بعد از خناریہ (بمخیراں) انتقال فرمایا۔

تاریخ وفات | سید حافظ روح اللہ کی وفات شب جمعہ۔ وقت نماز تہجد۔ سولہویں صفر المظفر ۱۲۹۴ھ مطابق بانیس چھگن سنہ ۱۹۳۴ء میں ہوئی۔ قبر گورستان نوشاہیہ میں اپنے دادا صاحب کے ساتھ مشرقی جانب ہے۔

قطعہ تاریخ

از مولانا غلامت اور بن مولوی شیخ احمد فاروقی رحمتی

ساکن رسول نگر ضلع گوجرانوالہ

دربخ آں حافظ روح اللہ امشب	ازیں عالم بعقبے روئے نہ ہاد
بدرد ماتمش خویشاں بناہ	بسوز فرقتش استراں بفسر یاد
نخوردہ بربز بارخ زندگانی	نبردہ جز قلیل از عیش او زاد
زہے سرو ریاض علم و اخلاص	ببارخ نوشہی نورستہ شمشاد

بجوردی پیر شد بہر مریدان
بجفظش ہفت سُبُحِ جملہ قرآن
نمازش یادگارے از عقب کال
سین عمر او کالج ست افسوس
وداعش شانزده ماہ صفر بود
الہی رحم کن بر حال زارش
چو تفریقش ز جمع دوستان شد
بگفتا بلبلے ساشس بتفریق
یعنی گل زیبا کے اعداد ۷۰، باغ نوشہ کے اعداد ۱۳۶۴ سے تفریق کرنے سے آپ کا سنہ
وفات ۱۲۹۴ ھ ظاہر ہوتا ہے۔

مادہ ہائے تاریخ!

۱۔ آیت شریف بَجَيْتِكَ مِنَ الْعَمْرِ
۲۔ مہرہ۔ جَزَاكَ اللَّهُ فِي الدَّارِ الْخَيْرِ
۳۔ نجم فیض رساں
۴۔ چمن آخرت

سید فاضل شاہ

آپ حضرت سید محمد امین مختار بن سید حافظ قلی احمد پانڈت نوشاہ ثانی کے دوسرے
بیٹے تھے خرقہ خلافت و اجازت اپنے بڑے بھائی سید عافظ روح اللہ بن سید محمد امین
سے حاصل کیا۔

آپ کی والدہ کا نام حضرت گوہر بی بی بنت میاں خدابخش قوم جنجوبہ ساکنہ ضلع
ضلع گوجرانوالہ تھا۔

آپ کی ولادت ۱۲۱۷ھ میں ہوئی۔ جد امجد حضرت نوشاہ ثانی نے
تاریخ ولادت | آپ کو گڑھتی دی۔ آپ کی تاریخ لفظ "فضل نوشہ" سے نکالی۔ ذیل
کے مادہ ہائے تاریخ مؤلف نے استخراج کئے ہیں۔

۱۔ فاضلِ عصر۔ ۲۔ نیرِ اعظم۔ ۳۔ فیاضِ فقر۔ ۴۔ شیریںِ گفتار۔ ۵۔ شمعِ نورِ خدا۔
تعلیم | آپ نے قرآن مجید کی تعلیم اپنے دادا صاحب سے پائی۔ چند درسی ابتدائی کتابیں اپنے والد صاحب اور مولوی سید غلام قادر بن سید عبداللہ بر خورداری سے پڑھیں۔

اوراد و وظائف | آپ سرگی کے وقت اٹھتے، اور نوافل تہجد ادا کر کے وظائف میں مشغول ہوتے۔ کلمہ طیبہ اور درود شریف ہزارہ آپ کا معمول تھا۔ پاشت تک وہیں اشتغال رکھتے۔ نماز شام کے بعد روزانہ صلوٰۃ الاسرار بھی پڑھا کرتے۔ اور گیارہ قدم بغداد شریف کی طرف چلتے اور استسجاد کیا کرتے۔

اخلاق و عادات

آپ بڑے صاحبِ ذوق و شوق و جذب و سماع و وجد تھے۔ عابد و زاہد، سخی وواد تھے۔ سوائے خدا کے کسی سے خوف نہ رکھتے۔ طبیعت قدرے جوشیلی تھی۔ ہر کسی کو آپ کے ساتھ تاب گفتگو نہ ہوتی تھی۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ پنڈی لوہاراں میں تشریف فرما تھے۔ امام الدین **غریب پوری** | موری ایک گامکے ذبح کرنے کے واسطے لایا۔ آپ نے پوچھا، کس قیمت سے لایا ہے؟ اس نے کہا "پندرہ روپیہ سے" آپ نے اس کو اپنی گرہ سے پندرہ روپیہ دے دیئے۔ اور فرمایا "اس کو چھوڑ دے۔ اس کا دودھ پیا کرنا۔ چنانچہ ایک سال تک اس نے دودھ پیا۔

آپ کے بیٹے سید کرم الہی سے منقول ہے کہ جب سہ ماہیہ ۱۹۵۶ء میں ملک **توکل علی اللہ** | پنجاب میں تھوڑے عظیم نمودار ہوا۔ تو اکثر لوگ مہوکی کی شدت سے جاں لب ہو گئے۔ آپ کے گھر میں بھی انفلاس غالب ہو گئی۔ ایک دن ہماری والدہ صاحبہ نے آپ کو کہا کہ آپ کسی ساہوکار سے جا کر فٹہ ہی لے آئیں۔ بل بھی سبک کی تکلیف میں ہے۔ آپ نے فرمایا: بیوی! ہمارا ساہوکار تو اللہ ہی ہے، چنانچہ آپ صبر و توکل سے گھر نہ ہی بیٹھے

رہے۔ شام کو ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا۔ اس نے بیس روپیہ آپ کو نذرانہ دیا۔ آپ نے فرمایا: "دیکھا بیوی، ہمارا سا ہو کار کیسا ہے۔ بیٹھے بٹھائے رزق بھیجتا ہے۔"

حفظ مراتب کی تلقین | آپ حفظ مراتب کی تلقین فرمایا کرتے۔ منقول ہے کہ ایک بار

عُرس نوشہرہ شریف پر تشریف لے گئے۔ میاں میراں بخش بن میاں سلطان بالا سچھاری سجادہ نشین نوشہرہ می نے آپ کے آگے آٹھ آنے نذرانہ رکھا۔ آپ دیکھ کر سخت ناراض ہوئے اور فرمایا: "اس سے زیادہ تو چوہڑے نذرانہ دے دیتے ہیں۔ تم نے اپنی قدر اور ہماری قدر نہیں پہچانی۔ چنانچہ آپ نذرانہ چھوڑ کر چلے آئے۔"

ادب شناسی | آپ اپنے پیر طریقت برادر بزرگ سید حافظ روح اللہ کا بہت ادب کیا کرتے بلکہ ان کی بیٹی سیدہ کرم بی بی جو آپ کے بیٹے سید کرم الہی کی منکوحہ

تھیں اور آپ کی بہوتھیں۔ ان کا بھی ادب کرتے اور اپنے پوتے صاحبزادہ صوبے شاہ بن سید کرم الہی جو حافظ صاحب کے نواسے تھے، ان کا بھی ادب کرتے، اور ان سے کبھی کوئی خدمت نہ لیتے۔

عُرس حافظ صاحب | آپ اپنے شیخ سید حافظ روح اللہ کا عُرس ہر سال بتاریخ

بائیس چکن کو کیا کرتے، بلکہ اولاد کو وصیت فرمائی تھی کہ میرا عُرس کرنا یا نہ کرنا۔ مگر میرے حافظ صاحب کا عُرس ترک نہ کرنا۔ چنانچہ آپ کے بعد آپ کے فرزند اکبر سید کرم الہی کرتے رہے اور اب ان کا لڑکا صاحبزادہ ممتاز احمد ہر سال یہ عُرس کیا کرتا ہے۔

سماع و وجد | مولوی حاجی محمد شریف فاروقی ساکن لدھے والہ چیمیاں سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آپ کی مجلس میں ہیر سید فضل شاہ لاہوری

کے یہ اشعار پڑھے :-

چڑھیا چیت اچنت نون چنت لگی جھولا جھل پیا اچن چیت رانجا

اوپر رکیت چنے ایدھر رکیت ہوئی بندی ہیر ہوئی کیت کیت رانجا

بھوجن جوں جیوں جہنہ میں ہیر تیری بھوجاں پئی تھی تھی ریت رانجا

کم زور دشمن کم زور دشمن دونوں ہتھ مولا مار جیت رانجھا

آپ کو سن کر وجد ہو گیا۔ جب افاقہ ہوا تو آپ نے ان اشعار کی بڑی عمدہ تشریح فرمائی۔

آپ کے فرزند اصغر سید غلام احمد کاتب سے منقول ہے کہ **مغنیہ کی آواز سے وجد** ایک بار آپ کسی شہر کے بازار میں سے گذر رہے تھے کہ

ایک مغنیہ طوائف اپنے مکان میں گارہی تھی۔ اُس وقت یہ کہہ رہی تھی "اکھ وچ ناہیں ککھ پچداتے پچداتے یار تامی" آپ نے سن کر نعرہ مارا اور وجد کی حالت میں بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

منقول ہے کہ جب آپ کو وجد ہوا کرتا تو آپ کو اس قدر حرارتِ عشق **سوزِ عشق** غالب ہو جاتی کہ اُس کی بھڑک سوائے پانی پینے کے نہ سمجھتی۔ چنانچہ

۱۔ ایک مرتبہ آپ کو لدھے والہ میں وجد ہو گیا۔ پوہ کی رات تھی۔ آپ دو گھڑے پانی پی گئے۔ وہ سب اندر ہی جذب ہو گیا۔

۲۔ اسی طرح ایک بار دھنویہ خورد میں آپ کو وجد ہوا تو ایک گھڑا پانی نوش فرمایا۔

آپ گاہ بگاہ یہ اشعار پڑھا کرتے۔ **اشعار خوانی**

۱۔ باہجہ امامے اپنے بستہ کھولے جو پکڑے اوہ امام جے دو ماں فاسد ہو **فائدہ** مؤلف کہتا ہے کہ یہ ایک شرعی مسئلہ ہے کہ جب امام قرأت پڑھنے میں رُک جاوے، تو اگر مقتدی کے علاوہ کوئی اور منفرد نمازی اُس کو لقمہ دیوے اور امام اس کو قبول کرے، تو دونوں کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ امام کی نماز بھی اور اُس لقمہ دینے والے کی نماز بھی۔

۲۔ جاہل دی درویشی اُنے دھاگہ جو جاں دٹ نیڑے ڈھوئے اگوں پچند کھلو **فائدہ** مؤلف کہتا ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ جاہل درویش کی مثال اوبن کے دھاگہ کی طرح ہے۔ جب اُس کو مروڑ کر سوئی میں ڈالنا چاہیں تو قریب لگو کے جا کر

پھر وہ پھنڈ جاتا ہے، اور نگہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح جاہل فقیر جب عبادات و ریاضات سے وصول الی اللہ کے قریب ہوتا ہے، تو اپنی حیالت سے کوئی ایسی غلطی کر سکتا ہے کہ وصال سے محروم ہو جاتا ہے۔

آپ میانہ قد، متوسط اندام تھے، رنگ گندم گون، داڑھی دو قبضہ کے برابر، مہندی لگایا کرتے، سر کے بال کانوں تک۔

مؤلف آپ کی زیارت سے مشرف ہوا ہے۔ میری عمر اُس وقت بارہ سال تھی۔ آپ میرے دادا صاحب کے بڑے بھائی تھے۔ میری پیدائش ہوئی تو آپ نے ہی مجھ کو گھوسا دی تھی۔ آپ کے برکات ہر وقت میرے شامل حال ہیں۔

آپ کے مریدان مسیمان کرم داد و مہر داد قوم طہی سکنائے ڈوگر یا نوالہ ضلع سیالکوٹ نے آپ کو موازی تین کنال زمین چاہی واقعہ رقبہ موضع کوپہ ضلع سیالکوٹ نذرانہ میں دی تھی۔ جو آج تک آپ کی اولاد کے پاس موجود ہے۔

کرامات

آپ سے خوارق بہت ظاہر ہوتے تھے۔ ازاںجملہ :-

ایک وقت میں دو جگہ پر موجود ہونا

لوکڑی ٹٹاں میں تشریف لائے۔ رات کو میں آپ کے پاؤں دبا مارا، اور دل میں خیال کیا کہ سردی کا موسم ہے۔ جب تہجد کے لئے آپ مسجد میں جاویں گے۔ تو سرد پانی کے استعمال سے آپ کو تکلیف ہوگی۔ چنانچہ سرگی کے وقت میں مسجد میں چلا گیا تاکہ آپ کے لئے تازہ پانی نکالوں۔ آگے دیکھا کہ آپ مسجد کے اندر ذکرِ جہر کر رہے ہیں۔ میں سخت متعجب ہوا۔ جب واپس آیا تو آپ ابھی چار پانی پر استراحت فرماتے۔ دوسری دفعہ پھر مسجد میں گیا تو آپ قطب کی طرف متوجہ ہو کر معروف وظائف تھے۔ دوبارہ واپس آیا تو ابھی اسی جگہ پر تھے۔ پھر آپ نے فرمایا: اس راز کو ظاہر نہ کرنا۔

روزِ نیمہ غیب جاری کرنا | آپ کی مریدہ مائی سیدان زوجہ سائیں صدر الدین جوگی نور پوری سے منقول ہے کہ آپ نے مجھ کو ایک وظیفہ ارشاد فرمایا۔

میں نے پچھپن روز تک بلا نافرمانی کیا۔ سولہ روز تک ایسا ہوا کہ میں جب گاؤں سے باہر کنوئیں پر پانی لینے جاتی۔ تو مجھے دو روپیہ راستہ میں پڑے مل جاتے۔ مجھ سے یہ راز فاش ہو گیا، تو وہ روزینہ بند ہو گیا۔ اب بھی آپ کی توجہ سے میری یہ حالت ہے کہ گائے بھینس کے شکم میں جو بچہ ہو، وہ مجھے بنظر باطن معلوم ہو جاتا ہے۔

برکت الاربہ دینا | محمد موجی عالم گڑھی سے منقول ہے کہ آپ پنڈی لوہاراں میں امام الدین موجی کے گھر تشریف لے گئے۔ اور اس کی غربت و افلاس

کو بد نظر رکھ کر ایک روپیہ عطا فرمایا کہ اس کو کسی برتن میں رکھ دو۔ اور روزانہ اس میں سے ایک روپیہ لے لیا کرنا۔ جب صبح کو وہ دیکھتا تو دو روپیہ پڑے ہوتے۔ وہ ایک لے لیا کرتا۔ اسی طرح متواتر ایک سال تک وہ اتنے رہے۔ ایک دن زیادہ ضرورت کی وجہ سے اس نے دو نو روپے لے لئے۔ اس کے بعد وہ آنا بند ہو گئے۔

فصل میں برکت ہونا | مولاداد بن الہی بخش تارڑ ساہنگوی سے منقول ہے کہ ایک بار آپ نے موشیوں کے واسطے مجھ سے چارہ طلب کیا۔ میں نے

چارہ دے دیا۔ اور عرض کیا کہ آپ کے بزرگانِ سلف تو بڑے کامل تھے۔ آپ ان کی اولاد ہیں۔ دعا فرمادیں کہ خدا تعالیٰ فصل میں برکت کرے۔ آپ نے دعائے خیر فرمائی۔ چنانچہ ہماری ایک کنال مٹی تھی۔ جب کائی تو کیوں کو بھی کافی دی۔ اور کوٹنے سے گیارہ من غلہ اس میں سے برآمد ہوا۔ حالانکہ ٹانڈے تھوڑے تھے۔

چوڑوں کا پتہ دینا | منقول ہے کہ آپ مسات سیدان زوجہ کونہ کشمیری ساکن پنڈوری کو خواب میں لے اور فرمایا کہ تم اپنی کمائی سے دسوں

حصہ ہماری نذر کیا کرتے تھے۔ اس سال تم نے ہمارا حصہ نہیں دیا۔ اس لئے تمہارے دو بیل چور لے گئے ہیں۔ جب وہ بیدار ہوئی تو معلوم ہوا کہ واقعی دو بیل چوری ہو گئے ہیں۔ پھر انہوں نے توبہ کی، اور حساب کر کے مبلغ چوڑہ روپیہ آپ کی نذر کئے۔ اس کے بعد

آپ کی دعا سے وہ دونوں بیل واپس آ گئے۔

چوڑوں سے آگاہ کرنا | منقول ہے کہ مسات سیداں کشمیرن مذکورہ کو آپ خواب میں ملے اور فرمایا کہ جلدی بیدار ہو۔ تمہارے گھر کو چور نقب لگا رہے ہیں۔ جب وہ اٹھی تو واقعی ایسا ہی دیکھا۔ اُس کی آواز سن کر چور بھاگ گئے۔ اس کا سب مال و اسباب بچ گیا۔

فائدہ | خواب میں آگاہ کرنا بزرگوں سے منقول ہے۔ چنانچہ سید آدم بنوری مجددیؒ نے اپنے مرید شیخ محمد شریف کو خواب میں کہا کہ اٹھ تیرے گھر میں چور آیا ہے۔ وہ اٹھا تو چور بھاگ گیا۔

مقدمہ سے رہا کر دانا | جوہری حسن محمد بن محکم چٹھہ ساکن پانڈوکے نو سے منقول ہے کہ ایک مقدمہ میں مجھ پر دو حرقی کا الزام آ گیا۔ مجھے قید ہو جانے کا سخت خطرہ تھا۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ کچھری لگی ہے۔ آپ وہاں موجود ہیں، اور مجسٹریٹ کو فرما رہے ہیں کہ اس کو چھوڑ دو۔ یہ بے قصور ہے۔ چنانچہ صبح کو اُس نے مجھے رہا کر دیا۔

مرید کی تکلیف کو خود برداشت کرنا | منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ موضع نور امہریالہ میں تھے۔ امام الدین موجی پنڈی لوہاراں سے رات کو آپ کی ملاقات کے واسطے روانہ ہوا۔ راستہ میں اُس کو بانگہ ہیب استمتیں نظر آئیں۔ اور اس کو ایک طمانچہ بھی پشت پر مارا۔ جب وہ آپ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے فرمایا تو اس وقت اندھیرے میں کیوں آیا ہے۔ دیکھو! جو طمانچہ تم کو لگا ہے، وہ ہم نے برداشت کیا ہے۔

مارگزیدہ کا شفا پانا | مولوی حاجی محمد شریف فاروقیؒ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ حضور ہمارے پاس مدرسے والہ چیمیاں میں تشریف لائے ہوئے

عہ تذکرہ اولیائے بندہ۔ جلد ۱۰ ص ۱۱۱ شرافت

تھے کہ میری اہلیہ کو سانپ کاٹ گیا۔ آپ نے دم کیا تو فوراً تباہ ہو گئی۔

بجھار کا دور ہونا فتح الدین بن محمد خان چٹوہر ساکن پانا وکرنہ سے منقول ہے کہ آپ مرتبہ

آپ ہمارے کھوہ پر تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا کہ بھگت بھگت نہیں چوڑنا۔ آپ نے فرمایا کہ پانی کے پتے رات کو پانی میں بھگو۔ دن کو وہ بیوہ چنا چھ میں نے ایسا ہی کیا۔ دو روز کے بعد مجھے صحت ہو گئی۔

سرخش بیل کا رام ہونا خوش محمد چیمہ شیخ پور سے منقول ہے کہ ہمارا ایک بیل

بڑا تند خواہ اور مریلا تھا۔ ہم نے اس کو وہ واگہ پایا ہوا تھا۔ آپ تشریف لائے۔ دیکھ کر فرمایا: اس کو کیوں تنگ کر رکھا ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ یہ از بس ہے۔ آپ نے اس کے کان میں کہا کہ: یہ لوگ تجھ کو چارہ ڈالتے ہیں اور خدمت کرتے ہیں اور گران کو مارتا ہے۔ بس آپ کے کہنے کی دیر تھی کہ وہ بالکل اسیل ہو گیا اور پھر کبھی کسی کو نہ مارا۔

فوری طور پر بارش ہونا سید کریم الہی سے منقول ہے کہ آپ ایک مرتبہ کوٹلی شہر پانی

میں شیخ محمد بخش تارڑی نوشاہی خلیفہ سید حافظ الہی بخش منظر حق بن خوردارمی کے عرس پر تشریف لے گئے۔ بڑا بھرا بھرا تھا اور آپ کے ہمراہ تھا رانی کھانے کے وقت میں نے پانی مانگا۔ ایک درویش نے نثر کہا: پانی بادلوں میں ہے۔ آپ نے جب یہ بات سنی تو فوراً اوپر دیکھا۔ امر الہی سے ایک قطعہ ابرنودار ہوا۔ اور فوراً بارش شروع ہو گئی۔

بزرگوں کی زیارت کروانا منقول ہے کہ جب آپ نے مکانات کی تعمیر کی تو آپ کے

خادم سائیں سالم شاہ درویش نے بڑی جانفشانی سے کام کر دیا۔ بڑا گہرا جوہر (چھپر) تھا۔ اس نے اکیلے بھرتی ڈال کر زمین سے ہموار کیا۔ اس پر مکان تیار ہوئے۔ ایک دن کہنے لگا کہ اگر یہ کام میں کسی بادشاہ کا کرتا تو بڑی مزدوری پاتا۔ آپ نے فرمایا: آج رات تم کو ہماری اجرت کا پتہ لگا باوے گا۔ چنانچہ اس رات کو اُسے حضرت نوشہر گنج بخش کی زیارت ہوئی۔ انہوں نے اس کا امامہ شاہ نعمت اللہ الملقب بہ حاجی دیوان ڈوگر سہروردی کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔ صبح کو آپ نے سائیں سالم شاہ کو خالقہ ڈوگر (ضلع شیخوپورہ)

میں بھیج دیا۔ جب کبھی اُس کی ضرورت پڑتی، خواب میں اُس کو بلا لیتے۔

فاختہ کا پکڑا جانا حکیم محمد افضل بن حکیم محبوب عالم فاروقی ساکن بیچوانہ کہتے ہیں کہ میرے بھائی ماسٹر محمود بن مولوی عبدالحکیم بیان کرتے ہیں کہ ایک

مرتبہ آپ ہمارے ہاں تشریف فرما تھے۔ تم ابھی بچہ تھے۔ میں نے تم کو اٹھایا ہوا تھا اور پہلا رہا تھا۔ سامنے درخت پر ایک فاختہ بیٹھی تھی۔ تم کہتے کہ وہ فاختہ مجھے پکڑ دو۔ میں کہتا کہ وہ کس طرح پکڑی جا سکتی ہے۔ آپ نے ہم کو فرمایا "محمود۔ پکڑ لو۔ پکڑی جائے گی۔ چنانچہ میں نے پکڑ لی۔ اُس نے ذرہ بھر جنبش نہ کی۔

برادر زادہ کو دعائے خیر آپ نے اپنی وفات کے وقت فرمایا: " عزیز غلام مصطفیٰ! میرے بھائی کا اکلوتا بیٹا ہے۔ حق تعالیٰ اس کے سب

کام خود بخود کیا کرے گا۔" دو تین مرتبہ یہ لفظ دہرائے۔

مؤلف کتاب ہذا فقیر سید شرافت عاناہ اللہ کہتا ہے کہ حضور کی دعا میرے والد بزرگوار اعلیٰ حضرت سید غلام مصطفیٰ ادا اللہ برکاتہ کے حق میں بالکل مستجاب ہے۔ آج تک ان کے سب کام خدا کے فضل سے خود بخود ہو رہے ہیں۔ ان کو کسی قسم کی تکلیف لاحق نہیں ہوئی۔ اور نہ ہی کسی کا احساند ہونا پڑا ہے۔ سچ ہے۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود : گرچہ از علقوم عبد اللہ بود

ملفوظات

آپ کے بعض ارشادات یہ ہیں :-

۱۔ ایک مرتبہ نور پور چاہاں میں سجانہ سائیں صدر الدین جوگی مجلس سماع ہو رہی تھی۔ بعض لوگوں پر وجد طاری تھا۔ کرم دین ترکھان پاس سے گذرا اور بنظر تحقیر دیکھ کر کہنے لگا کہ یہ سب سرود سننے والے، اور سنانے والے دوزخ میں جائیں گے۔ آپ نے سن کر نہایت نرمی سے ارشاد فرمایا: "بھائی، دوزخ بھی تو خدا تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے۔ اس کو تو نے بہت ہی

حقیر سمجھ رکھا ہے۔ یہ کلام سننے ہی اس کو ایسی تاثیر ہوئی کہ وہ مرید ہی ہو کر رہا۔
۲۔ فقر کے دو فرم ہیں۔ ادب اور خدمت۔ ان کے بغیر درویش کو کمال حاصل نہیں ہو سکتا۔

آپ کا نکاح پندرہویں رجب ۱۲۸۹ھ کو سیدہ حیات بیگم بنت سید غلام نبی بن
اولاد سید نور احمد بر خود داری ساکن دھیر کے خور سے ہوا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔
آپ کے چار بیٹے تھے :-

(۱) سید کرم الہیؒ (۲) سید نور الہیؒ (۳) سید غلام احمدؒ کاتب (۴) سید فیض احمدؒ
آپ کی ایک بیٹی تھی۔ سیدہ نواب بی بی منکوچہ سید جلال الدین بن سید محمد علی پانڈوکویؒ
آپ کے خواص احباب طریقت یہ تھے :-

یاران طریقت	
۱۔ سید کرم الہیؒ - فرزند اکبر پنجاب۔ ساہن پال شریف - ضلع گجرات	
۲۔ سید نور الہیؒ - فرزند ثانی	" "
۳۔ سید غلام احمد - کاتب - فرزند ثالث	" "
۴۔ سائیں سالم شاہ فقیر قوم رانجھ	خانوالی
۵۔ میاں حسین بخش طور	پنڈی لوہاراں
۶۔ میاں احمد الدین طور	" "
۷۔ میاں امام الدین موچی	رسیدا
۸۔ میاں احمد الدین بن عبدالقادر گلکو	ٹھٹھہ امیر رانجھ
۹۔ حسن محمد بن نظام الدین ماچی	لوکڑی ٹٹاں
۱۰۔ خان محمد بن کرم دین تارڑ	اگر دیہ
۱۱۔ جلال بن کرم دین تارڑ	" "
۱۲۔ حکیم محمد عالم بن مولوی غلام رسول فاروقی	لڈھیوالہ چیمیاں
۱۳۔ مولوی سید عالم بن مولوی غلام رسول فاروقی	" "
۱۴۔ مولوی حاجی محمد شریف فاروقی	" "

۱۵۔ میاں نظام الدین رنگیز	میاں رحیم	ضلع	گوجرانوالہ
۱۶۔ میاں رنگ الہی جوئیہ	"	"	"
۱۷۔ کرم داد مہی	ڈوگر یا نوالہ	"	سیالکوٹ
۱۸۔ مہر داد مہی	"	"	"
۱۹۔ حاجی نواب خان مہی	"	"	"
۲۰۔ مائی سیداں زوجہ سائیں صدر الدین جوگی	نور پور چاٹھاں	"	گوجرانوالہ
۲۱۔ مائی سیداں زوجہ کونہ کشمیری	پنڈوریاں کلاں	"	"
۲۲۔ مائی بیگم بی بی المعروف سائیں بیگم علی	سولہل	"	گجرات

تبرکات | آپ کی تسبیح مبارک اولاد کے پاس موجود ہے۔

تاریخ وفات | سید فاضل شاہ کی وفات بعمر چھیانوہ سال۔ شب جمعہ۔ وقت نماز تہجد۔ تاریخ نوویں صفر ۱۳۳۷ھ مطابق ۲۹ اکتوبر ۱۹۶۵ء کو ہوئی۔ قبر گورستان نوشاہیہ میں ہے۔

مادہ ماٹے تاریخ

۱۔ چراغ سبط نبی

۲۔ فروغ مجدد

حضرت مولانا سید حافظ محمد شاہ تیک اختر

آپ عاشق ذاتِ خدا، محبوب حضرت کبریا، عمدۃ الاقطاب زمان، امام الاوتادِ جہان، ظاہر بشریت آراستہ، باطن بطریقیت پیراستہ تھے۔ آپ حضرت سید محمد امین مختار بن سید حافظ قتل احمد پاکذات نوشاہ ثانیؒ کے فرزند اصغر اور مرید و خلیفہ تھے۔

آپ کی والدہ کا نام حضرت گوہر بی بی بنت مولانا خدا بخش قوم پنجوہہ ساکن دھنورہ ضلع گوجرانوالہ تھا۔

تاریخ ولادت | آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۸۱ھ میں ہوئی۔ جد بزرگوار بنے

گڑھتی دی۔ مادہ تاریخ ہے خزانہ خوبی

اخلاق و عادات آپ بڑے علامہ فہامہ، صاحب فہم و فراست، صاحب مکاشفہ و مراقبہ و محاسبہ تھے۔ سنت نبویؐ کے کمال پابند اور سلف صالحین

کے طریقہ پر کار بند تھے۔ جو شخص آپ کو دیکھتا، اُس کو معلوم ہو جاتا کہ آپ نور مجسم ہیں۔

حضرت رسول اکرم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ہی تھے۔ اٹھائیس علوم کے عالم تھے۔

اوراد و اذکار آپ قرآن مجید کے عاشق اور شیدا تھے۔ تلاوت کلام اللہ شریف بکثرت کرتے۔ اور نوافل آپ کی روحانی غذا تھی۔ کلمہ طیبہ، درود شریف

ہزارہ، آیت کریمہ کا ورد رکھتے۔ صاحب خوارق و کرامات تھے۔ نسبت نوشاہیہ کے پورے

پورے وارث تھے۔

آپ کے حالات و مقامات و کرامات و معجزات اسی جلد کے طبقہ اول میں گذر چکے

ہیں۔ یہاں بلحاظ ترتیب نسب مختصر تذکرہ کر دیا ہے۔

اولاد آپ کا نکاح ساتویں ربیع الآخر ۱۲۹ھ کو سیدہ فاطمہ بی بی بنت سید فضل الہی بن مولوی سید غلام قادر بر خور داری ساہنپالوی سے ہوا تھا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کے دو بیٹے ہوئے۔

۱۔ سید سردار عالم مرحوم

۲۔ اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ المتخلص بہ نوشاہی۔ ادام اللہ برکاتہ۔ یہ اس وقت

۱۳۶۶ھ میں بعمر اٹھتر سال حیات بابرکات ہیں اور یہ مؤلف کتاب ہذا کے والد بزرگوار

ہیں۔ سلمہ اللہ تعالیٰ و ادام اللہ ظللہ۔

آپ کی ایک بیٹی سیدہ سردار بیگم نام تھی جو بچپن میں فوت ہو گئی۔

۳۔ آپ کی ایک مفصل سوانح حیات بنام تذکرہ محمد شاہی مؤلف نے

تالیف کی ہے جو تقریباً ہزار (۱۰۰۰) صفحہ مسودہ ہے۔

شرافت

یادانِ طریقت | آپ کے مریدوں کا شمار سینکڑوں تک تھا۔ بعض خواص کی فہرست طبقہ اول میں لکھی گئی ہے۔

تاریخ وفات | سید حافظ محمد شاہ کی وفات بمرچھین سال۔ منگلوار کی رات، وقت نماز تہجد۔ بائیسویں محرم الحرام ۱۳۳۶ھ مطابق ۱۲ مارچ ۱۹۵۷ء کو ہوئی۔ قبر گورستان نوشاہیہ میں ہے۔

مادہ ہائے تاریخ

۲۔ معلم العلوم شریعت

۱۔ فخر جہاں محمد شاہ

صاحبزادہ احمد علیؒ

آپ سید محمد شفیع بن سید حافظ قل احمد پاکذات نوشاہ ثانیؒ کے بڑے بیٹے تھے۔ والدہ کا نام سیدہ امیر بی بی بنت سید محمد بخش برخورداری رسول نگر کی تھی۔ آپ بچپن میں فوت ہو گئے۔

وفات ۱۲۶ھ

سید حافظ اکبر علیؒ

آپ سید محمد شفیع بن سید حافظ قل احمد پاکذات نوشاہ ثانیؒ کے تیسرے بیٹے تھے۔ بیعت و خلافت اپنے حقیقی ماموں حضرت سید عمر بخش بن سید محمد بخش برخورداری رسول نگر سے تھی۔

آپ کی والدہ کا نام سیدہ امیر بی بی بنت سید محمد بخش رسول نگر کی تھی۔

تاریخ ولادت | آپ کی ولادت بروز اتوار، وقت نماز چاشت، ساتویں ماہ چیت ۱۹۱۱ء مطابق ۱۲۶ھ میں ہوئی۔ تاریخ پختہ پور۔ ابر سناوت اور فیض فقر ہیں۔

سید محمد شاہ کا کچھ ذکر شریف التواریخ کی تیسری جلد کے اٹھویں حصہ میں بھی درج ہوگا۔ ثناء

تربیت و تعلیم | آپ چھ ماہ کے بچے تھے کہ بعارضہ بیمار شدید آپ کی ٹانگیں بالکل کمزور اور بے حس ہو گئیں۔ آپ چل پھر نہیں سکتے تھے۔ اور چار سال کی عمر میں چیپک کی وجہ سے آنکھیں بھی بیکار ہو گئیں۔ آپ کو جد بزرگوار حضرت نوشاہ ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت محبت و شفقت سے پرورش کیا اور قرآن مجید حفظ کر دیا۔ اور فارسی علم و ادب کی کتابیں بھی پڑھائیں۔

معمولات | منقول ہے کہ آپ ایک دن میں دو ختم قرآن مجید کر سکتے تھے۔ منزل کلام اللہ اور درود شریف ہزارہ کے بڑے پابند تھے۔ درویشانہ رموز و ارشادات میں کمال تھے۔ اگر کسی کو فقر کے مسئلہ میں کوئی عقده ہوتا تو آپ آیات کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ اور اقوال اولیاء اللہ سے اس کی تسلی کرتے۔ آپ کی مجلس میں اکثر درد و سوز ہوتا تھا۔

اخلاق و عادات | آپ پیار و محبت کا مجسمہ تھے۔ آپ باوجود نابینا ہونے کے رزمہ ایسا پختہ بٹ لیا کرتے کہ اگر اس کو کھڑا کیا جاتا تو عصا کی طرح کھڑا رہتا۔ آپ کے مجلس نشین لوگ نکتہ ہائے تصوف سے خوب واقف تھے۔

تاثیر و ذوق | آپ کے چھوٹے بھائی سید شیر علی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک مصرع ہے

آہ دیکھ اماں وچ ویہڑے دے شوہ آیا تخت ہزارے دا

میں ابھی خورد سال تھا۔ ترجمہ سے واقف نہ تھا۔ میں نے یہ مصرع اس طرح پڑھا۔

آہ دیکھ اماں دہ ویہڑے دے شوہ آیا تخت ہزارے دا

”آہ دیکھ“ کا مطلب تھا ”یہ دیکھو“ آپ چونکہ وحدت وجود کا مشرب رکھتے تھے۔

سن کر بہت محفوظ ہوئے اور آپ کو ذوق حاصل ہوا۔

تاریخ گوئی | آپ کو تاریخ کہنے کی خاصی مہارت تھی۔ مادہ تاریخ نکالنے میں ذکی الطبع تھے۔ آپ نے چند تاریخیں نکالیں۔

۱۔ اپنے چھوٹے بھائی سید شیر علی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ ولادت بنائی۔
۲۔ والی باغ ارم

- ۲۔ سید کرم الہی بن سید فاضل شاہؒ کی تاریخ ولادت بنائی۔ حافظ کرم الہی ^{۹۵} ^{۱۲} م
 ۳۔ سیدہ سردار بیگم بنت سید حافظ محمد شاہؒ کی تاریخ ولادت بنائی۔ دختر از محمد ^{۱۳} ^{۱۴} م
 ۴۔ سید حافظ محمد شاہ بن سید محمد امینؒ نے اپنے معن میں درخت کیکر لگایا تو اس
 کی تاریخ بنائی۔ درخت از محمد ^{۱۳} ^{۱۴} م

ملفوظ | آپ ارشاد فرمایا کرتے کہ کسی مرید نے اپنے پیر طریقت سے پوچھا کہ پارس
 کس طرح ہوتا ہے؟ اور اس کی کیا خاصیت ہے؟ پیر نے کہا تمہارے
 گھر میں لوہے کا ایک پنجرہ ہے، وہ اٹھالادو۔ وہ لے آیا۔ پیر نے پنجرہ کھولا۔ اس میں
 کاغذ کی ایک پٹی تھی، وہ نکالی۔ اس کو کھولا۔ اس میں پارس لپیٹ کر رکھا تھا۔ وہ نکال کر
 پنجرہ کو لگایا تو فوراً وہ خالص سونا بن گیا۔

آپ یہ حکایت بیان کر کے فرمایا کرتے کہ پارس پہلے بھی پنجرہ کے اندر موجود تھا۔ لیکن
 چونکہ پنجرہ کے اور اس کے درمیان کاغذ کا پردہ تھا۔ اس لیے اس کی کچھ خاصیت ظاہر نہ
 ہوتی تھی۔ جب پیر نے وہ پردہ دور کر دیا تو اسی وقت لوہے کا پنجرہ خالص بن گیا اسی
 طرح انسان اور خدا کے درمیان ذرا سا حجاب ہے۔ جس وقت شیخ کامل وہ حجاب دور
 کر دیتا ہے، تو انسان کو خدا کا وصول ہو جاتا ہے۔

حجاب از موبرخ معبود گشت ست و گرنہ عبد و معبود ست یکذات
 آپ نے کوئی نکاح نہیں کیا اور نہ اولاد ہوئی۔

پارہ طریقت | آپ کا ایک مرید عمر ابن قاسم تارڑ ساہن پالیہ تھا جو روز
 تصوف سے خوب آشنا تھا۔

تاریخ وفات | حافظ اکبر علی کی وفات بعمر چالیس سال سدھوار کی رات، وقت نماز
 تہجد، اٹھالیسویں جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۱۷ھ میں ہوئی۔ قبر گورستان نوشاہیہ میں

قطعہ تاریخ

از حضرت سید عمر بخش بن سید محمد بخش بر خرداری رسول نگر

غریب اور عاجزے خود شاہِ اکبر
فنا گشتہ بقا شد شاہِ اکبر
ہم ہر جائے ذاتِ حق و قائم
بذاتِ محو خود شد شاہِ اکبر
مادہ ہائے تاریخ

۲۔ تفضل

۱۔ غفور جاوید

سید سیر علی

آپ سید محمد شفیع بن سید حافظ قُل احمد پاکذات نوشاہِ ثانی ر کے چوتھے بیٹے تھے۔
خلافت و اجازت حضرت سید فیض احمد المعروف پیر مکن شاہ لاہوری سے پائی۔
آپ کی والدہ کا نام سیدہ امیر بی بی بنت سید محمد بخش برخورداری رسول نگر کی تھی۔
آپ کی ولادت ۱۲۹۱ھ میں ہوئی۔ آپ کے بڑے بھائی سید
تاریخ ولادت | حافظ اکبر علی نے مادہ تاریخ بنایا۔ ”والی باغ ارم“

آپ نے ابتدائی سبق اپنے بھائی سید حافظ اکبر علی سے پڑھے۔ پھر قرآن کریم
اور فارسی درسی کتابیں اپنے برادر عم زاد حضرت سید حافظ محمد شاہ نیک اختر بن
سید محمد امین مختار سے پڑھیں۔

آپ کو باہم مشاعرہ کا بہت شوق تھا۔ فارسی، اردو، پنجابی
مشاعرہ کا شوق | اشعار کافی یاد ہے۔ ہم سبقوں سے بیت بحثی کیا کرتے۔ اکثر
آپ نے وہ اشعار یاد کئے ہوئے تھے جو حرف می پر ختم ہوں تاکہ فریق ثانی کے اشعار کا
ذخیرہ جو حرف می سے شروع ہوتا ہے جلد ختم ہو جائے اور وہ یاد رہے۔

معمولات

آپ نماز پنجگانہ کے پابند تھے۔ درود شریف ہزارہ بعد اسم اعظم غوثیہ، اور درود تاج،
اور درود حاضر بی بیغہ نذاتیہ پڑھا کرتے اور کلمہ طیبہ کا ذکر چہر کیا کرتے۔ نماز کی جماعت
خود کروایا کرتے۔ جمعہ کی نماز بھی فوت نہونے دیتے۔

ختم شریف | آپ بزرگوں کے عرسوں میں ضرور شامل ہوا کرتے اور ختم شریف پڑھنے کا آپ کو از حد شوق تھا۔ اور ایصالِ ثواب کا جو طریقہ آپ کو یاد تھا وہ کم ہی کسی کو نصیب ہو گا۔ جب آپ ختم پڑھا کرتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ ثواب مکمل طور پر پہنچ گیا ہے، آپ کا ختم شریف یہ ہوتا تھا:-

(۱) سورۃ تک ایک مرتبہ (۲) سورۃ کافرون ایک مرتبہ (۳) سورۃ اہل اس تین مرتبہ
(۴) سورۃ الفلق ایک مرتبہ (۵) سورۃ الناس ایک مرتبہ (۶) سورۃ الفاتحہ ایک مرتبہ
(۷) ابتدائے سورۃ بقرہ از آئمہ تا مفلحون ایک مرتبہ۔ اس کے بعد آیات ذیل:-

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابًا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ
وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يَمْشَوْنَ عَلٰى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ =
وَسَلَامٌ عَلٰى الْمُرْسَلِيْنَ : وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ = دَعُوْهُمْ فِيْهَا بِحَمْدِكَ
اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتِهِمْ فِيْهَا سَلَامٌ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ =
اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ = وَمَا ارْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔

اس کے بعد درود تاج پڑھا کرتے۔ پھر یہ اشاراتی الفاظ پڑھا کرتے۔

۱۔ اُجْبَسُ نُوْقَ تَقِي رَسَقُ ۔

۲۔ فَضَيْتَ تَقْتِ لَقْتِ جَسْرُ ۔

۳۔ رُوْتِ تَبْتِ تَسْتِ دَا ۔

۴۔ مَسْلَةَ الْبَيْرِ جِحَطُ ۔

۵۔ مَسْلَةَ الْبَيْرِ وَتَجُ ۔

۶۔ دَمَعُ خَدِّ كَعُ ۔

پھر اس سب کلام کا ثواب، اور طعام حاضر کا ثواب بروح اموات یا مرسس والے بزرگ، اور جمیع مومنین و مومنات کو ایصال کرتے، اور اختتام دعا پر یہ اشارے پڑھا کرتے۔

پاچیاں مایاں ماسیاں پھوپھیاں نسبی اتے قلع
 ہور جہاندا حق میں لُتے یا چنگیائی کا
 جنہاں حق اساڈا آیا یا ساڈے حقدار
 سبھناں تاہیں بھیج توں تیرا نام غفار
 ماپے تے استاد مری میں پر حق جہاندا سے
 رحمت بخشش مہر اللہ دی ہوئے حق تہاندا سے

فائدہ مؤلف کتاب عفا اللہ عنہ کہتا ہے کہ اشاراتی الفاظ جو مذکور ہوئے ہیں۔ یہ نماز کے فرائض، واجبات سنن، اور مسائل چاہ کے اشارات ہیں۔

قدم مبارک نبوی کا احترام حضرت سید حافظ الہی بخش بن سید حافظ نور اللہ رح کے زمانہ سے ایک پتھر کی سل جس پر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نقش قدم مبارک نصب ہے، ہمارے خاندان میں چلا آتا ہے۔ چنانچہ وہ حصص وراثت کے طور پر آپ کے گھر میں پہنچا۔ آپ عیدین کے روز موند ہوں پر اٹھا کر عید گاہ میں لے جایا کرتے اور تمام لوگوں کو زیارت سے مشرف کیا کرتے۔

اخلاق و عادات

آپ درویشوں اور عالموں سے محبت رکھتے۔ علمی مجلسوں میں افادہ و استفادہ کیا کرتے۔ نو شاہی فقرا کے ساتھ آپ کو بہت انس تھا۔ علاقہ دوآبہ اور مانجھ کے فقیروں کے میلوں اور جھنڈاروں پر جایا کرتے، لاسخف تھے۔ کسی مجلس میں بات کرنے نہ ڈرتے تھے۔ اگر کسی بات سے ہنستے تو قبہ نہ لگاتے۔ بلکہ ہونٹ بند کر کے تسم کرتے۔ کبھی کبھی اپنی ملکیت زمین چاہ ظاہر یوالہ پر کاشت کاری بھی کر لیا کرتے۔ اگر کسی کو ملائی ہوتے تو سلام دینے میں سبقت کیا کرتے تھے۔

بزرگوں کی زیارتیں آپ کو بزرگوں کے مزارات کی زیارت کا بہت شوق تھا۔ اس لئے دور و دراز شہروں میں سیر و سیاحت کی۔ بمبئی، دہلی، اجمیر، ایلہ، ہوشیار پور، جالندھر، لاہور وغیرہ بہت سارے شہروں کی سیر کی اور مزارات حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، اور حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر اجدھنی، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی، حضرت خواجہ

علاء الدین علی احمد صابر کلیری، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، حضرت سلطان باہو قادری اور حضرت داتا گنج بخش لاہوری وغیرہ سے مشرف ہوئے۔

احسان مندی صاحبزادہ فضل حسین بن سید بوٹے شاہ بن سید عمر بخش ساہن پالوی رح بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں قاسم پور میں تھا۔ معلوم ہوا کہ موصوع شمس شریف میں سخی بہادر شاہ فقیر نوشاہی کا عرس ہے۔ میں چند خادموں کو لے کر وہاں پہنچا۔ آگے دیکھا کہ باواجی شیر علی رح وہاں تشریف رکھتے ہیں۔ مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور صاحبان عرس درویشوں کو میرا تعارف کروایا اور میرا بہت احترام و ادب کروایا۔ خود بھی میری عزت و ادب کرتے۔ مالانکہ میں آپ کے بیٹوں کی مثل تھا۔

کتابوں سے لچسپی آپ کو نوشاہی خاندان کے کتب و رسائل سے بہت دلچسپی تھی۔ کتاب کنز الرحمت فارسی معنہ مولوی محمد اشرف فاروقی رح سفر میں اپنے پاس رکھتے۔ اگر کبھی سفر میں کوئی نئی کتاب یا رسالہ ملتا تو اس کے دو نسخے حاصل کرتے تاکہ دونوں بیٹے ایک ایک نسخے لے لیں، بلکہ بسا اوقات زیادہ نسخے لے آتے اور ان میں سے بعض مؤلف کتاب ہذا کو بھی دے دیا کرتے۔ چنانچہ مولوی محمد اعظم نوشاہی برقندازی میر و والی کے رسالے، اور ان کے مرید بابو محمد یوسف مردانوی کے رسالے آپ نے ہی مجھ کو لاکر دیئے تھے۔

اذان کا شوق آپ کو اذان دینے کا بہت شوق تھا۔ آواز بلند تھی اور نہایت آرام سے اذان دیا کرتے۔ سید بوٹے شاہ بن سید عمر بخش ساہن پالوی رح کہا کرتے تھے کہ جس وقت بھائی شیر علی اذان دیتے ہیں، تو مجھے ایسا معلوم ہوتا کہ اسرافیل فرشتہ صویر پھونک رہا ہے۔

آپ کہا کرتے تھے کہ چار کاموں میں تمام اولاد حضرت نوشاہی سے میں اول رہا ہوں۔ اول بہ اذان دینے میں کہ جتنی مختلف مسجدوں میں یا جتنی مرتبہ تمام عمر میں میں نے اذان دی ہے، اتنی جگہ اور اتنی مرتبہ کسی نے نہ دی ہوگی۔

دوم بہ سلام دینے میں کہ جتنی دفعہ اور جتنے مختلف محفلوں اور جلسوں میں میں نے سلام

دیا ہے، اتنا کسی نے نہ دیا ہوگا۔

سوم۔ جتنی مرتبہ میں نے ختم شریف پڑھا ہے، اور جتنی مختلف جگہوں پر پڑھا ہے، اس قدر کسی نے نہ پڑھا ہوگا۔

چہارم۔ جتنے مزارات بزرگان اور زندہ مشائخ اور علماء کی میں نے زیارت کی ہے، اس قدر کسی نے نہ کی ہوگی۔

میاں انعام اللہ کھوکھر رسول نگر سے منقول ہے کہ

کانگریس کی مخالفت

ایک مرتبہ رسول نگر میں کانگریس کا جلسہ ہوا۔ آپ بھی اتفاقاً

وہاں پہنچ گئے۔ شہری عمائدین نے آپ کو حضرت نوشہہ کی اولاد ہونے کے اعزاز میں صدارت کی کرسی پر بٹھا دیا۔ ہندو اور مسلم لیڈران تقریریں کرتے رہے۔ اختتام جلسہ پر آپ کھڑے ہوئے اور ان کے مخالف تقریر شروع کر دی کہ یہ سب دارھی منڈے بے نماز بے دین لوگ ہیں۔ ان کی تقریروں پر کوئی اعتماد نہ کرو۔ بس دین اسلام ہی سچا ہے۔ پھر چند اشعار کتاب سیف الملوک مصنفہ میاں محمد بخش قادری کے پڑھے اور چند عربی کلمہ طیبہ کی نکائیں اور بیٹے گئے۔ جلسہ کا تمام اثر آپ نے پیامیٹ کر دیا۔

ایک مرتبہ شہر سیالکوٹ میں اہل سنت جماعت کا

جلسہ سیالکوٹ میں شمولیت

عظیم ارشاد جلسہ تھا۔ جس پر بڑے بڑے مشائخ و

علماء مثل سید حافظ محمد حسین شاہ بن سید حافظ جماعت علی شاہ محدث علی پوری اور مولانا حسرت علی لکھنوی وغیرہ آئے ہوئے تھے۔ میں بھی بعد اپنے خادم میاں امام الدین بن جلال کشمیری ساکن چک جالوگلاں کے وہاں موجود تھا۔ آپ بھی وہاں پہنچ گئے۔ مجھے کہا: ”شریف احمد! مجھے کوئی ایسا مسئلہ بتاؤ جو میں ان علماء سے پوچھوں اور جس کا جواب ان کو نہ آسکے۔ اور یہ تمام پہلک میں شرمسار ہوں۔“ مجھے کئی ناپائے مسائل تو یاد تھے جو پیچیدہ اور لاینحل ہیں۔ مگر میں نے بتانے سے اس لئے احتراز کیا کہ آپ نے پوچھنے سے رکتا نہیں اور علماء کا لاجواب ہونا درحقیقت ہم سب کی شرمساری کا موجب ہوگا اور غیر ذابب دلے لوگ اس سے خوش ہوں گے۔ میں نے کہا: ”ابو اجی! آپ ان مولویوں اور پیروں کے

درمیان شیخ کے اوپر کرسی پر بیٹھ کر دکھا دیوں تو میں سمجھ جاؤں گا کہ آپ مسند بھی پوچھ سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کونسی بڑی بات ہے۔ آپ بلا دھڑک چلے گئے اور شیخ کے اوپر چڑھ کر السلام علیکم کہا، اور بلا خوف و خطر کرسی پر بیٹھ گئے۔ نہ صدر سے اجازت چاہی اور نہ ہی کسی اور سے پوچھا۔ حالانکہ آپ کا لباس بالکل سادہ تھا۔ مگر کسی شخص کو آپ کو روکنے کی جرأت نہ ہوئی، تا اتمام جلسہ آپ وہیں کرسی پر بیٹھے رہے۔

کلام کی خوبیاں

آپ کلام کرنے میں صنعت کو بڑا ملحوظ رکھتے۔ پنجابی کلام مسیح مقفے بولتے یا تجنیس کا خیال رکھتے۔ بعض باتیں ان میں سے درج کی جاتی ہیں :-

۱۔ ایک مرتبہ آپ دعویٰ میں جا رہے تھے۔ راستہ میں بادل کا قطع نمودار ہوا اور بارش شروع ہو گئی۔ آپ بھگتے ہوئے دوڑ کر ایک مکان میں داخل ہوئے۔ کسی نے پوچھا: آپ کس طرح آگئے؟ تو فرمایا: ”بھج بھج بھج کے آیا ہوں“

۲۔ ایک لڑکے کے رخساروں پر داغ تھے۔ کسی نے پوچھا: یہ داغ کیسے ہیں؟ آپ نے کہا: ”اس کا چہرہ پھٹ پھٹ پھٹ گیا ہے۔“

۳۔ ایک مفلس کے حق میں کہا کہ ”وہ تھرا ہوا تھرا ہوا ہے۔“

۴۔ ایک شخص نے پوچھا کہ ”آپ کب سفر کو روانہ ہوں گے؟“ آپ نے فرمایا: ”جب ملکاں نے ملکاں لینے کے واسطے ملکاں ول گھلیا۔“ یعنی جب موکلین (ملاک) نے مملوکہ چیزوں کے لینے کے واسطے ممالک کی طرف بھیجا۔

۵۔ ایک شخص نے پوچھا: آپ کی بھینس کس واسطے ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اس کے چار واہیں۔ وگدی بھی ہے اور وگدی بھی ہے۔ جو بھی لے اور جو بھی لے۔“

یعنی ہل بھی پلاتی ہے، اور حاملہ بھی ہے۔ اور اس کو جوت کر بھی دیکھ لے اور دوہ بھی دوہ کر ملاحظہ کر لے۔

۶۔ ایک دن مولف نے آپ سے پوچھا: ”آپ کا لڑکا عاشق علی آج کہاں ہے؟“ آپ

نے بتایا: "اوس بال نون بیلے گھلیائے جسے بالن تے بوہراں تے بیر باہلے باہلے یادے۔"
اس عبارت میں آپ نے سات دفعہ حرف "ب" کا تکرار کیا ہے۔ مطلب یہ کہ
اُس اپنے بچے کو ہم نے جنگل میں بھیجا ہے کہ ایندھن اور جھاڑو اور بیر زیادہ زیادہ
کہیں سے لے آوے۔

۷۔ ایک مرتبہ آپ کا لڑکا معشوق علی کہیں بھاگ گیا۔ معلوم ہوا کہ وہ شہر کالکا میں
ہے۔ آپ نے ایک روز ان الفاظ سے دعا مانگی: "یا اللہ مالکا، خالقا، رازقا، کالکا
والے نون لیا۔"

۸۔ ایک مرتبہ دریائے چناب میں سخت طغیانی آئی۔ ساہن پال شریف کی آبادی میں پانی
پھر گیا۔ اپنی گلی کے دہانہ پر بند لگا کر اچھ اس پر حفاظت کے لئے بیٹھے تھے کہ کہیں ٹوٹ
نہ جائے۔ مائی سیدہ حیات بیگم زوجہ سید علی احمد نے پوچھا: "دسے شیر علی: کجھ پانی لہندا جاندا ائی؟"
یعنی پانی کچھ اتر رہا ہے۔ آپ نے جواب دیا: "چاچی جی اہے پانی لہندے جاندا ائی؟" یعنی
ابھی تو مغرب کی طرف جا رہا ہے۔

۹۔ ایک مرتبہ فقیر سید شرافت عاقاہ اللہ کا آپ کے ساتھ کوئی کام تھا۔ ابھی اسی کرنے
کرانے میں تھے کہ آپ کو کہیں جانا پڑ گیا۔ آپ جب روانہ ہونے لگے تو میں نے اشارتاً کہا:
"ہن مڑ" یعنی اب کیا کرنا چاہیے۔ آپ نے جواب میں وہی لفظ دہرا دیا: "ہن مڑ" یعنی
اب پھر کسی وقت ہو سکے گا۔

۱۰۔ آپ جب کبھی دعا مانگتے تو اس طرح کہا کرتے: "یا اللہ پاک ہمارے فرض، فرض،
فرض، پورے کر۔"

۱۱۔ یہ بھی دعا مانگا کرتے: "یا اللہ پاک جو جو ہم کو چاہیے دے اور جتنا جتنا چاہیے دے اور
جدول جدول چاہیے دے، اور جائز جائز دے اور جلدی جلدی دے، جاں جاں جیوے دے
اور جیوں جانا میں دے۔"

حاضر جوابیاں

آپ بہت حاضر جواب تھے۔ جب کوئی شخص بات کرتا جھٹ جواب دیتے اور اس

میں ظرافت کا پہلو نمایاں ہوتا۔

۱۔ ایک شخص نے آپ کے سامنے کچھ نذرانہ رکھا۔ اور کہا: "میں آپ کی خدمت میں تَن مَن۔ دھن نے لے کر آیا ہوں۔" آپ نے فرمایا: "تَن گندہ، مَن پزندہ، دھن بے دنا ہے۔ کوئی اچھی چیز لاؤ۔"

۲۔ ایک شخص نے کہا: "ہر ایک سوال کا جواب "ہاں یا نہ" میں ختم ہو جاتا ہے۔" آپ نے فرمایا: "بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کے جواب میں کچھ تقریر کر کے سمجھانا پڑتا ہے۔" "ہاں یا نہ" پر جواب ختم نہیں ہوتا۔" اس نے کہا: "یہ غلط ہے۔" آپ نے فرمایا: "اچھا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اس کا جواب "ہاں یا نہ" میں دینا۔" اس نے کہا: "بہتر۔" آپ نے فرمایا: "تم جو اپنی والدہ کو روزانہ جوتیاں لگایا کرتے تھے، ابھی بس کی ہے یا نہیں؟" یہ سوال سن کر وہ خاموش ہو گیا۔ اگر وہ "ہاں" کہتا تو سننے والے سمجھ جاتے کہ واقعی وہ والدہ کو جوتیاں مارا کرتا تھا۔ اور اگر وہ "نہ" کہتا تو سمجھا جاتا کہ ابھی تک وہ مارا کرتا ہے۔

۳۔ ایک مرتبہ آپ نے کاشتکاری کا ارادہ کیا تو میرے جد بزرگوار حضرت سید عافظ محمد شاہ بن سید محمد امین نے آپ کو منع فرمایا کہ تم درویشوں کے پاس جایا کرتے ہو، اور نذر و نیاز کی آمدن سے تمہارے اہل و عیال کا خرچ چل رہا ہے۔ زراعت کا کام مشکل ہے۔ تم سے نبھایا نہ جائے گا۔" آپ نے نہ مانا اور کاشتکاری شروع کر دی۔ ایک سال کام کیا، فصل بھی اچھا نہ ہوا۔ دو سو روپیہ قرضہ بھی ہو گیا اور کام کی مصروفیت میں سال بھر کہیں جا بھی نہ سکے۔ ایک دن کسی شخص نے پوچھا: "آپ کو واہی سے کیا کچھ حاصل ہوا؟" آپ نے فرمایا: "بھائی سید محمد شاہ نے ہم کو ایک سال قید اور دو سو روپے جرمانہ کر دیا ہے۔"

آپ عموماً اشعار بھی دہی پڑھا کرتے جن میں کوئی صنعت ہوتی، یا

اشعار خوانی نصیحت آمیز قصہ جات منظوم پڑھا کرتے۔ مثلاً قصہ قند، قصہ چرخ، قصہ گر بہ دُموش، قصہ کپڑا وغیرہ آپ کو یاد تھے۔

بعض اشعار یہ ہیں :-

حافظ مصحف بسوز و آتش اندر کعبہ زن ساجد بت خانہ باش و مردم آزاری مکن

اندر طلب یاد کنی بار گئے ہم ہم آپ ہی تھے جس کے طلبکار گئے ہم
آسان سے حاصل ہوئی تبت عشق کی بازی جب اپنی متاع ہستی کی سب ہار گئے ہم

مصور کھینچ وہ صورت کہ جس میں یہ رسائی ہو سخن کے ہاتھ خنجر ہو میری گردن جھکائی ہو

ترجمی نظرسوں دیکھیومت عاشق و لگیر کو تم کیسے تیرا نڈاز ہو سیدھا تو کر لوتیر کو
میرا دل پیر کے در پر بٹل تیر جاتا ہے بہتیرا قید رکھتا ہو بعد زنجیر جاتا ہے

ہو کے مانس تے ایٹنا مان کر نامیں و چوں جائے نقطہ خالی ماس ہو جا
جھپڑے سو اس دی نت توں اس رکھیں جدوں وانگے دسو اس ہو جا
اڑیا اس تائیں نہ پریت لائیں لاکے وال ہراک دا داس ہو جا
کرم سنگھ یہ اس نہ راس جانیں جدوں نون آوے ایہدا ماس ہو جا

سا۔ راسا راستہ بھل گویں تیرے تر کھلے نوں پیسا دل یارا
دل کڈھنے داتینوں دل ناہیں جاہ دل اُس دے جس نوں دل یارا
دلی دل کڈھائے کے دل ہوئے توں تے دل ورج پایا دل یارا
فضل شاہ میاں دل دل ہوسی جدوں رب ہوسی تیرے دل یارا

رنج پی ڈولی ڈاداں ڈول ڈولی ڈولی ڈولی ڈولی بنیسی والیا وے
مارے سس بولی موہوں تا نہہ بولی کنوں ہوئی بولی بنیسی والیا وے

شب محفل میں مطرب نے کہا: دُرَّتُنْ دُرَّتُنْ تَنَّا تَنَّا
فی انفسکم ہے علم خدا دُرَّتُنْ دُرَّتُنْ تَنَّا تَنَّا

مسلمانوں کو کہندے کس تائیں جو نہ رنجائے کے تائیں

طریقہ اخراج اکرم محمد

نام لیو جس انچھر کا کر یو چوگن تا دو ملاؤ پانچ گن بانٹو بیس بنا
باقی رہے سو نو گن دو کو اور ملا اس بدھ ہر کے نام کو محمد لیو بنا

مصرعہ محمد - علی - ہمسفر ہو تو - رب - ملتا ہے
مصرعہ ویلے گن دس تیرے گن دس گن کو کاں ماریاں

آپ کا قد درمیانہ، جسم بھارا، رنگ سانولا، سر کی زلفیں دراز سینہ تک،
حلیہ و لباس | داڑھی سفید، آنکھیں باریک اور اخول اندر کو دھسی ہوئیں نظر قدرے کمزور۔
آپ لباس درویشانہ رکھتے، سر پر سفید رنگ بٹنڈ ٹوپی جس کو نوشاہی تاج کہا جاتا ہے۔
اوپر گودڑی رکھتے۔ ہاتھ میں آبنوس کا عصا ہوتا۔ گلے میں تسبیح ڈالتے۔ عیدین کے روز قبا
بھی پہنتے۔

کرامات

محمد شریف بن سلطان مراٹھی سے منقول ہے کہ ایک بار آپ
اولاد پیدا ہونے کی دعاء | نور پور چاہاں میں آئے ہوئے تھے۔ حاکم بنگلہ و رک نے
اولاد کے لئے عرض کی۔ آپ نے تعویذ کر دیئے اور فرمایا تیری اولاد میری شکل پر ہوگی۔ چنانچہ
اس کے ہاں چار لڑکے اور دو لڑکیاں ہوئیں۔ اس کی آنکھیں چھوٹی تھیں۔
آپ کی زندگی میں کتاب شریف التوارخ کی پہلی جلد موسوم بہ
اپنی وفات کی خبر دینا | تاریخ الاقطاب مکمل ہو چکی تھی۔ اور اس دوسری جلد

طبقات النوشاہیہ کی تالیف شروع ہو چکی تھی۔ بعض مسودات لکھے۔ کچھ لکھے۔ ایک روز اکثر سادات برخورداریہ درگاہ عالیہ نوشاہیہ کی زیارت کر کے اپنے گناہوں کی توبہ کی طرف آ رہے تھے۔ راستہ میں میری تالیف کا ذکر ہوا۔ آپ نے مجھے کہا: تم یہاں میرے ہمراہ لکھتے ہو۔ راستہ میں دوزخ کرو۔ میں نے عرض کیا کہ میرے وفات کے بعد میرے بزرگوں کے پاس لکھتا ہوں، زندوں کے نہیں لکھتا۔ آپ نے کہا: ”بھئی! فوت شدہ لوگوں میں دوزخ کرو۔ دو“ میں نے عرض کیا کہ میں متوفی کا سنہ وفات بھی لکھتا ہوں۔ آپ نے کہا: ”میرا بھی یہی سنہ وفات لکھ دو۔“ خیر انہیں باتوں میں سب حضرت امیر سے منسوخ ہونے لگے۔ آئے۔ قدرت الہی اور اتفاق حسنہ ایسا ہوا کہ واقعی آپ نے اس سنہ میں انتقال کیا اور مجھے آپ کے حالات لکھنے پڑے۔

وفات کے بعد کرامات

- مثالی صورت میں ملنا** | بعض واقعات سے آپ کا بیحد ہونا پایا جاتا ہے۔
- ۱۔ آپ اپنی وفات سے تیس روز بعد اٹھالیس سویرے رمضان ۱۳۵۸ھ کو میاں شاہ محمد بن میاں مردان علی سچیاہی نوشاہی کو زہر و بھیدہ دیا۔ وہ بڑے پر مے۔ انہوں نے سلام کیا اور پوچھا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نوشہرہ شریف میں میاں نواب علی سجادہ نشین کے فاتح کے سے جا رہا ہوں۔ پھر وہیں غائب ہو گئے۔ یہ واقعہ میاں شاہ محمد نے اپنی زبان سے مؤلف کے ذریعہ سنایا۔
 - ۲۔ میاں علی احمد بن محمد بخش خلیفہ نور پوری سے منقول ہے: آپ مجھ کو بعد از وفات قلعہ دیدار سنگھ کے بازار میں زندہ ملے۔ میں نے سلام کیا اور احوال پرسی کی۔
 - ۳۔ آپ کی وفات سے تین روز بعد بروز بدھوار ۲۶ شعبان ۱۳۵۸ھ کو مؤلف کتاب نماز بعد از نماز فجر غائب میں مشغول تھا کہ آپ کی صورت سامنے نظر آئی اور یہ شعر پڑھا۔
- چل کھاں چل کے دیکھو مینوں دین دنی دیکھا ہی
- ہور کے نہیں ڈٹھامینوں ڈٹھا کر مہی

عشق و محبت کی تلقین | میرے والد بزرگوار اعلیٰ حضرت سید غلام مصطفیٰ اوام اللہ
برکاتہ فرماتے ہیں کہ ایک بار ہم کو خواب میں آپ کی ملاقات

ہوئی۔ آپ نے فرمایا "عشق و محبت"

شعر سنانا | میرے برادر عزیز صاحبزادہ سید بشیر احمد بشارت کا بیان ہے کہ ایک بار
آپ مجھ کو خواب میں ملے اور قصہ سیف الملوک کا یہ شعر پڑھا اور فرمایا کہ میں
شریف احمد کو بھی یہ کہا کرتا تھا۔

اول تے کجہ شوق نہ کے کون سخن اچ سنڈا جے سنسی تاں آتا قصہ کوئی نہ رنزاں پیندا
نماز کی ترغیب | آپ کا بیٹا معشوق علی کہتا ہے کہ میں نماز نہیں پڑھتا تھا۔ ایک بار آپ
خواب میں ملے اور مجھ سے پوچھا "بے نمازی کی کونسی آیت ہے؟"

مکالمات

کئی لوگوں سے آپ کی جھڑپ ہو بایا کرنی تھی۔ آپ کا گفت و کلام اور مقابلہ و مکالمہ
قابل شنید ہوتا تھا۔ چند نکالے درج کئے جاتے ہیں۔

شیخ فیض احمد سلیمانی سے گفتگو | ایک مرتبہ شیخ فیض احمد بن شیخ غلام حسن سلیمانی
ساکن بھوال شریف کو کہا کہ ہم نوشاہی خاندان

کے افراد ہمیشہ سے آپ حضرت سلیمانہ کی خدمت کرتے اور نذر و نیاز دیا کرتے ہیں۔ آپ
کے بزرگان بھی ہمارے خاندان کے مرید ہوئے ہیں۔ آپ کو بھی چاہیے کہ ہماری کچھ خدمت
کیا کرو۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا خدمت کریں۔ آپ نے کہا کہ اپنے گھوڑوں میں سے
ایک گھوڑا سواری کے لیے مجھے دے دو۔ شیخ صاحب چونکہ گایاں بکثرت دیا کرتے تھے
اُسی اپنی روش پر کہہ دیا "تور کا۔۔۔۔۔ دیں گے۔" ابھی وہ یہ کہہ ہی رہے تھے کہ
آپ نے کہا کہ "شیخ صاحب! یہ اپنے منہ میں ہی رکھیں۔" بعد میں کہہ دیا "لفظ آہیں
میں خوب ہنسی مذاق ہوا۔"

پیر محمد شاہ رن ملوی سے گفتگو | پیر محمد شاہ بن شیخ گوہر شاہ سلیمانی ساکن رن مل
نے ایک قرآن مجید مترجم اور عاشیہ تفسیر

علی قلم مبلغ چونسٹھ روپیہ سے خرید لیا اور کبھی اُس پر تلاوت نہ کی۔ ایک مرتبہ انہوں نے
اپنے والد صاحب کے عرس پر ۲۵ جیٹھ کو عین ختم شریف کے موقع پر مریدوں کو ڈانٹ کر
کہا کہ قرآن مجید کی تلاوت کیا کرو، اور ایصالِ ثواب کے واسطے ختم کر کے لایا کرو۔ آپ
بھی مجلس میں موجود تھے، بے دھڑک بول اٹھے اور کہا: "پیر صاحب! آپ لوگوں کو تو
ختم قرآن کرنے کی تلقین کرتے ہیں، لیکن وہ قرآن جو چونسٹھ روپیہ کا خرید کر گھر میں رکھا ہے
اُس پر سے کوئی ختم یہاں نہیں آیا۔ پیر صاحب کو بہت ندامت ہوئی اور خاموش ہو گئے۔"

سید اصل حق لاہوری سے گفتگو | آپ کے چاروں بیٹوں کے متعلق ان کی ولادت
سے پہلے حضرت سید پیر مکن شاہ صاحب لاہوری

نے بشارت دی تھی۔ جب وہ لڑکے جوان ہوئے تو ان کو کوئی رشتہ نہیں ملتا تھا۔ آپ نے
ایک دن سید اصل حق رہ کو مجبور کیا کہ تمہارے والد صاحب نے میرے بیٹوں کے نام پیدائش
سے پہلے ہی رکھ دیئے تھے۔ اب تم میرے بیٹوں کی بیویوں کے نام بتاؤ کہ وہ کون کون اور
کہاں کہاں ہوں گی۔"

سید پیر عالم رسول نگری سے گفتگو | ایک روز اثنائے گفتگو میں سید پیر عالم بن
سید عمر بخش رسول نگری نے آپ کے ساتھ

کوئی طعن آمیز گفتگو کی۔ آپ نے کہا: "بھائی صاحب! میں بھی آپ کے ساتھ گفتگو تو کرتا
مگر مجھ کو آپ کے کئی لحاظ ہوئے۔" انہوں نے پوچھا: "کون سے لحاظ؟" فرمایا: "کسی طرح
کے لحاظ ہوئے۔ ہوئے۔ ہوئے۔ جو ہوئے۔"

فائدہ | مولف کہتا ہے کہ یہ آپ کا دو معنی کلام تھا۔ پنجاب میں "ہوئے ہوئے"
کا لفظ بہت بڑا طعن اور ہنگ سمجھا جاتا ہے۔

سید پیر ولی لاہوری سے گفتگو | سید پیر ولی بن سید عارف حق لاہوری۔ انگریزی
تہذیب و طرز کے مطابق ابتدائے شباب

ہیں داڑھی مونچھ منڈایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ساہن پال شریف میں آئے۔ تو آپ نے بطور خوش طبعی ان کو کہا: "صاحبزادہ صاحب! ابروؤں کے اور سر کے بال باقی رکھنے کا کیا فائدہ ہے؟"

صاحبزادہ روف احمد سلیم بن سید عبدالحق
لاہوری جس زمانہ میں ایف اے کے کلاس

صاحبزادہ سلیم لاہوری سے گفتگو

میں پڑھتے تھے۔ گرمیوں کی تعطیلات میں ساہن پال شریف آئے۔ ایک روز ہستی باری تعالیٰ کے متعلق گفتگو ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کی ہستی کی یہ دلیل ہے کہ اُس نے کائنات پیدا کی۔ زمین و آسمان بنائے۔ صاحبزادہ صاحب نے کہا: "ممکن ہے کہ یہ کسی اور نے بنائے ہوں؟" آپ نے فرمایا: "خدا تعالیٰ نے تو یہ بنائے ہیں۔ اگر کوئی اور ایسی قدرت والی ہستی ہے تو اس کو کہو کہ زمین و آسمان کو مٹا کر ہم کو دکھائے۔"

مؤلف سے گفتگو | نقیر سید شرافت عفا اللہ عنہ کے ساتھ تو آپ کی ہر وقت مجلس رہا کرتی تھی۔ آپ ہمارے دیوان خانہ میں آجایا کرتے، اور سارا سارا دن وہیں گزار دیتے۔ ان گفتگوؤں کا جو ہمارے درمیان ہوا کرتی تھیں، کچھ شمار نہیں۔

ایک روز میں نے آپ کو کہا کہ آپ میں اور تو سب خوبیاں ہیں، ایک عیب بھی ہے۔ پوچھا: "وہ کیا؟" میں نے کہا: "وہ یہ کہ آپ ہر ایک شخص کو کچھ نہ کچھ سوال کر دیتے ہیں۔ حالانکہ سوال کرنا، کسی سے کچھ مانگنا بڑا معیوب ہے۔" آپ نے فرمایا: "تم بتاؤ کہ سوال، عرض اور حکم میں کیا فرق ہے؟"

مطلب یہ کہ اگر کسی سے کچھ طلب کریں تو یہ سوال ہے۔ اگر کسی افسر یا آقا سے عرض کریں کہ میری فلاں درخواست منظور کرو تو یہ بھی سوال ہے۔ اور اگر کوئی سردار یا حاکم کسی نوکر کو کہے کہ میرا فلاں کام کرو تو یہ بھی سوال ہے۔

سید علی احمد ہاشمی سے گفتگو | ایک مرتبہ نوشہرہ شریف میں میاں شاہ بخش بن میاں میراں بخش سچاری کے بیٹوں کی شادیاں تھیں۔

سادات ہاشمیہ بن ملویہ میں سے سید علی احمد بن گامے شاہ اور سید شیر علی بن سید سلطان علی

بھی وہاں پہنچ گئے ہوئے تھے۔ آپ بھی وہاں تشریف لے گئے۔ ایک روز محفل میں مسائل کا تذکرہ شروع ہوا۔ میاں نواب علی سجادہ نشین مرحوم کو علمی گفتگو سے دلچسپی ہوتی تھی۔ آپ نے پوچھا کہ سب حضرات بتاؤ۔ اس معرکہ کا کیا مطلب ہے۔

ع۔ اَجْحَسُّ نُوْقِي تَقِي رَسَقِي

کسی کو جواب نہ آیا، اور نہ کوئی اس کو حل کر سکا۔ سید علی احمد ہاشمی نے کہا کہ ہم اس قدر علم سے آشنا نہیں۔ ہم تو زراعت پیشہ کرتے ہیں۔ ہم سے کوئی واہمی کا مسئلہ پوچھ لو۔ ہم وہ بتا دیں گے۔ آپ نے پوچھا، اچھا یہ ہی بتا دو؟ انھی گوڈمی کس فصل کو دی جاتی ہے۔ اور کس وتر میں دی جاتی ہے؟ وہ اس کے جواب سے بھی ٹھہرے ہوئے۔

ایک مرتبہ صاحبزادہ محمد امین بن میاں
محمد فاضل سچاری نوشہروی ہمارے

صاحبزادہ محمد امین نوشہروی سے گفتگو

ہاں ساہن پل شریف میں آئے ہوئے تھے۔ اور میرے ہاں مقیم تھے۔ ہم دونوں آپس میں علمی مسائل کا تذکرہ کر رہے تھے۔ آپ بھی وہاں ہمارے دیوان خانہ میں چلے آئے، اور ہماری باتیں دیر تک سنتے رہے۔ آخر آپ نے صاحبزادہ صاحب کو کہا کہ دوسرے مسائل چھوڑو۔ اور مجھے یہ بتاؤ کہ خدا کو تلاش کرنا ہو تو کس جگہ سے ڈھونڈیں۔ صاحبزادہ نے کہا قرآن مجید میں سے۔ آپ نے برجستہ کہا کہ قلمی قرآن میں تلاش کریں یا مطبوعہ میں۔ بمبئی یا دہلی یا لاہور میں چھپے ہوئے نسخوں میں کون سے نسخے تلاش کریں۔ صاحبزادہ صاحب خاموش ہو گئے۔

ایک مرتبہ سید ابوالبرکات فضل شاہ بخاری
چشتی نظامی سجادہ نشین جلال پور شریف

سید فضل شاہ جلالپوری سے گفتگو

موضع ڈراشچانوالہ میں تشریف لائے۔ انہوں نے تحریک حزب اللہ جاری کی ہوئی تھی اور جا بجا اس کے تبلیغی جلسے کرتے تھے۔ اپنے آپ کو امیر حزب اللہ کہتے۔ وہاں جلسہ میں تقریر کر چکنے کے بعد انہوں نے بطور نتیجہ کہا کہ ہمارے حزب اللہ کے دو ہی مقصد ہیں۔ ایک ہو جاؤ اور نیک ہو جاؤ۔ آپ بھی اس جلسہ میں شامل تھے۔ تقریر کو غور سے سنتے رہے۔ اختتام جلسہ پر پیر صاحب کا پروگرام موضع جٹ میں جانے کا تھا۔ وہ ہم سے اپنے چند

خواص کے کار میں بیٹھ گئے۔ اور باقی سب اخلاص مند لوگ ہمراہ جانے کو پیدل روانہ ہوئے۔ آپ بھی پیدل لوگوں میں شامل تھے۔ آگے سے ہاتھ دے کر گارہ کو ٹھہرایا۔ پیر صاحب نے پوچھا: "کیا مطلب ہے؟" آپ نے فرمایا: "میں بھی جنت جانا چاہتا ہوں۔ مجھے اپنے ساتھ کار میں بٹھالو۔" پیر صاحب نے کہا کہ سب لوگوں کے ہمراہ پیدل چلو۔ آپ نے فرمایا: "آپ نے تقریر میں حزب اللہ کے مقاصد میں کہا تھا کہ "ایک ہو جاؤ اور نیک ہو جاؤ" میں تو ایک ہونے کی غرض سے کار میں بیٹھنا چاہتا ہوں۔" انہوں نے کہا کہ "کار میں کوئی جگہ نہیں۔" آپ نے فرمایا: "تو پھر نیچے اتر کر ہمارے ہمراہ پیدل چلو کہ یہاں جگہ کافی ہے۔ ہم تو محض ایک ہونا چاہتے ہیں۔ خواہ کار میں ہوں یا زمین پر۔" پیر صاحب نے خاموش ہو کر کار چلائی۔ آپ نے بلند آواز سے کہہ دیا کہ "پیر صاحب آپ جیسے ایک ہوئے ہیں، ویسے ہی نیک بھی ہوں گے۔"

ایک مرتبہ سید ذکریٰ حسین بن سید خادم حسین
کرمانی شیرگڑھی موضع اگر دیہ میں آئے ہوئے

سید ذکریٰ حسین شیرگڑھی سے گفتگو

تھے۔ مؤلف ان کی ملاقات کے لئے وہاں گیا۔ آپ بھی ساتھ ہو لئے۔ دائرہ میں پیر صاحب کا ڈیرہ تھا۔ وہاں جا ملے۔ آپ کو ان دنوں میں ایک بیماری تھی کہ پیشاب جلدی جلدی آتا۔ اور سوزش سے آتا تھا۔ آپ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد پیشاب کے لئے اٹھتے۔ پیر صاحب نے پوچھا کہ آپ بار بار کیوں اٹھتے ہیں؟ فرمایا: "مجھے کچھ مردوں والی بیماری ہے۔" پیر صاحب اور سب حاضرین ہنس پڑے اور پوچھا: "یہ کیا مطلب؟" آپ نے فرمایا: "اگر عورتوں سے مخصوص امراض کے متعلق پوچھیں تو وہ کہہ دیتی ہیں کہ مجھے کچھ عورتوں والی بیماری ہے۔ اسی طرح ہم نے کہہ دیا کہ مجھے مردوں والی بیماری ہے۔"

ایک مرتبہ آپ پھر لائوالی ضلع گوجرانوالہ میں
شیخ برخوردار بہرلہ خلیفہ حضرت شیخ عبدالرحمن

مولوی عبدالحق چشتی سے گفتگو

پاک بھٹنوالہ کے مدرس پر تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ وہاں مولوی عبدالحق چشتی نظامی سے بھی ملاقات کی۔ اثنائے گفتگو میں پیری مریدی کا تذکرہ ہوا۔ مولوی صاحب نے کہا کہ

ہمارے خواجگانِ چشت میں فلاں بزرگ تھے۔ جنہوں نے بارہ سال تک اپنے پیر کی خدمت کی۔ بارہ سال کے بعد اُن کو پیر نے خلافت دی۔ اور فرمایا کہ جاؤ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے لوگوں کو مرید بنانا شروع کیا۔ ادھر نوشاہی فقیروں کی عجیب حالت ہے کہ اس طرف اپنے پیر کی بیعت ہوتے ہیں اور اُس طرف جھٹ مرید بنانا شروع کر دیتے ہیں۔ آپ نے اُن کا یہ کلام سُن کر فرمایا: "مولوی صاحب! تمہارے پستی بزرگ کو تو بارہ سال کے بعد پیر نے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اور ہم نوشاہی درویشوں کو پہلے ہی روز خدا تعالیٰ فرمادیتا ہے: هو معکم ایماکنتم یعنی تم جہاں بھی ہو گے میں تمہارے ساتھ ہوں گا۔ مولوی صاحب چپ ہو گئے۔"

مولوی محمد صدیق وہابی سے گفتگو | ایک مرتبہ آپ موضع چھنی گھٹا ضلع گوجرانوالہ میں تشریف لے گئے۔ وہاں مولوی محمد صدیق

باہری والد جو وہابی المذہب تھے، آئے ہوئے تھے۔ مسجد میں انہوں نے وعظ کیا۔ آپ بھی اُس مجمع میں موجود تھے۔ انہوں نے فقیروں کی توہین میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ یہاں تک کہا کہ ہم نے بہت سارے فقیروں کو دیکھا ہے کہ اُن کی سواری میں جو گھوڑے عمر بھر رہتے ہیں۔ وہ گھوڑے ہی رہتے ہیں۔ کبھی اُن کی برکت یا کرامت سے انسان نہیں بن گئے۔ ایسے لوگوں کو نہیں ماننا چاہیے بلکہ عالموں کی تعظیم و تکریم کرنی چاہیے، ان کی بڑی شان ہے۔ ان کے منہ سے کلامِ ربّانی ظاہر ہوتی ہے۔ آپ اُسی وقت کھڑے ہو گئے، اور پوچھا: "مولوی صاحب! فقیروں کے گھوڑے تو واقعی ساری عمر گھوڑے ہی رہتے ہیں۔ جن علماء کی آپ نے بڑی تعریف کی ہے، اُن کی سواری کے گھوڑے کتنے عرصہ کے بعد انسان بن جاتے ہیں۔ ذرا قرآن و حدیث یا مشاہدہ سے جواب دیں۔" مولوی صاحب مبہوت ہو گئے۔ اور اپنی بیعت کو مٹانے کے واسطے کہا: "اے فقیر! تو اس بات کو نہیں جانتا۔" آپ نے فرمایا: "بال صاحب! اسی لئے تو پوچھتا ہوں کہ میں نہیں جانتا۔" پھر وہ خاموش ہو گئے۔

پیر اسماعیل شاہ القشندری سے گفتگو | ایک مرتبہ آپ کمرون والد ضلع فیروز پور میں جگہ پر تشریف لائے۔ وہاں پیر اسماعیل شاہ کانیا بنیا

شہرہ تھا، جو میاں شیر محمد نقشبندی مجددی شہر قیوڑی کے خلیفوں میں سے ہیں۔ آپ اُن کی مسجد میں گئے۔ اور بوجہ سفر کی تھکاوٹ کے لیٹ گئے۔ روٹی کا وقت ہوا تو اُن کا ایک درویش مسجد میں آیا، اور پاؤں کی ٹھوکہ مار کر آپ کو اٹھایا کہ اٹھو روٹی کھاؤ۔ آپ اُٹھے، اور پیر صاحب کے پاس جا کر پوچھا: "پیر صاحب! یہ مسئلہ بیان کرو کہ اگر کوئی مسافر پر دیسی مسجد میں لیٹا ہوا ہو تو پاؤں سے ٹھوکہ (مٹھا) مار کر اس کو اٹھانا فرض ہے یا واجب ہے یا سنت ہے یا مستحب ہے؟" پیر صاحب لاجواب ہو کر چپ رہے۔

قاضی قطبی ملتانی سے گفتگو | ایک مرتبہ موضع بہت تحصیل پھالیہ میں اہل سنت جماعت کا تبلیغی جلسہ تھا۔ وہاں مولوی قاضی محمد اکرم

قطبی سہروردی ملتانی تقریر کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ہم بھی وہاں پہنچے۔ آپ بھی ہمراہ تھے جلسہ سے پہلے مولوی صاحب سے مسجد میں ملاقات کی۔ عام مخلوق مولوی صاحب کے ساتھ سلام و مصافحے کر رہی تھی۔ مولوی صاحب نے ازراہ انکسار کہا کہ میری مثال تو گیدڑ کی طرح ہے۔ اس کو سب شکاری جانتے ہیں۔ مگر وہ کسی کو نہیں پہچانتا۔ اسی طرح تم سب براؤران اسلام مجھ کو پہچانتے ہو۔ لیکن میں کسی بھائی کو نہیں پہچانتا۔ آپ نے سن کر فرمایا: "مولوی صاحب! اپنے آپ کو حلال مال سے تشبیہ دو۔ حرام مال سے تشبیہ نہ دو۔" مولوی صاحب نے پھر ازراہ کسر نفس کہا کہ: "میں گنہگار ہوں۔" آپ نے فرمایا: "ہم تو آپ کو گناہ گار سمجھتے ہیں۔" یعنی بہت سارے گناہوں والے۔

مولوی ہیلانی سے گفتگو | ایک بار آپ نے قصبہ ہیلان (ضلع گجرات) میں نماز جمعہ ادا کی۔ وہاں مولوی صاحب نے آیت

شَرِيفٌ وَاِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۗ كِي تَعْسِرَ فِيْ وِعْوِهَا ۗ كِيَا اور خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو تفصیل بیان کیا اور کہا: "اے لوگو! خدا تعالیٰ نے تم کو نین پران دیئے۔ آنکھیں دیں، بیویاں دیں، اولادیں دیں، گھوڑیاں، بھینسیں، گائیں، اونٹ، مانتھی، پانکیاں، نمبرداریاں، ذیلداریاں، سفید پوشیاں، جاگیرداریاں، وزارتیں، حکومتیں، سب کچھ دیا ہے۔ اُس ذات کا شکر کیا کرو۔" آپ نے سن کر فرمایا: "مولوی صاحب! سنو،

خدا تعالیٰ نے مجھ کو جو زمین پر ان دیئے ہیں، یہ کمزور ہیں۔ آنکھیں دی ہیں جن میں نظر کم ہے۔ بیوی مرچکی ہے۔ اولاد بفرمان دی ہے۔ گھوڑی بالکل نہیں ہے اس لئے پیدل سفر کرتا ہوں۔ بھینس اور گائے بھی نہیں دی کہ دودھ پیوں۔ اونٹ اور ہاتھی اور پاکی پر بیٹھا کبھی نصیب نہیں ہوا۔ باقی جتنے عہدے تم خدے شمار کئے ہیں۔ ان میں سے مجھے ایک بھی تیسر نہیں ہوا۔ اب تم بتاؤ کہ تمہاری شمار کردہ چیزوں میں سے میں کس چیز کا شکریہ ادا کروں۔ ”خدا کے نہ دینے کا شکریہ ادا کروں کہ اُس نے مجھے ان نعمتوں سے محفوظ رکھا ہے یا دوسرے لوگوں کو نعمتیں دینے کا میں شکریہ ادا کروں۔“

مولوی جو کالوی سے گفتگو | ایک مرتبہ جو کالیاں میں ایک جلسہ پر ایک مولوی صاحب نے تقریر کی۔ اور اثاثے و عطر میں ایک تمثیل

شروع کر دی۔ جب تمثیل ختم ہوئی تو ان کو وہ واقعہ یاد سے اُتر گیا۔ جس پر تمثیل کو مطابق کرنا تھا۔ حاضرین جلسہ سے پوچھا کہ کسی صاحب کو یاد ہے کہ میں کیا مسئلہ بیان کر رہا تھا۔ چند لوگوں نے بتایا کہ فلاں مسئلہ شروع تھا۔ مولوی صاحب خوش ہوئے اور کہا خدا کا شکر ہے کہ مجلس میں کچھ سننے والے صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ آپ بھی سامعین جلسہ میں موجود تھے۔ بندہ آواز سے کہا: ”مولوی صاحب! صرف سننے والے لوگ ہی نہیں، بلکہ کچھ سمجھنے والے اصحاب بھی موجود ہیں۔“ مطلب یہ تھا کہ مولوی صاحب کا مبلغ علم اور قوت حافظہ کو ہم سمجھ چکے ہیں۔

ایک ملا سے گفتگو | آپ ایک جگہ ایک ملا کے پاس گئے۔ اُس نے روٹی پانی کی خدمت سے پہلو تہی کی۔ آپ نے فرمایا: ”ملا صاحب! تمہاری

فطرت ہی ایسی ہوتی ہے۔“ کسی نے کہا ہے۔

برو دور شوائے سگ نامراد کہ ملا بروز سخاوت نژاد

سائیں عید سے شاہ سے گفتگو | ایک مرتبہ آپ کڑیاں ضلع لاہور میں تشریف لے گئے۔ وہاں درویشوں کے مجمع میں تصور شیخ کا

مسئلہ شروع ہوا۔ سائیں عید سے شاہ سجادہ نشین نے کہا کہ تصور میں اپنے مُرشد کا چہرہ اپنے سامنے رکھنا چاہیے۔ آپ نے فرمایا، دوسرے کا چہرہ دیکھنا کفر ہے۔ تصور یہ ہے کہ

اپنے آپ کو مرشد میں فنا کرے۔ دُورنی کو لاد کرے۔ کتاب آبِ حیات میں ہے۔

اپنا منہ وچ شیشے دتے شیشے باہجہ نہ ڈٹھا کتے

مرشد شیشہ سُتیا صاف بن مرشد ہے سب ظلاف

انسان دانشہ ہے انسان الانسان مرآة الرحمان

حکیم محمد حیات سے گفتگو | ایک مرتبہ آپ عرسِ مہرزی شریف پر مسجد درگاہِ رحمانیہ میں کلمہ طیبہ کی ضربیں لگا رہے تھے۔ حکیم محمد حیات

خزاع ساکن وایاں والی چک ۲۶ ضلع شیخوپورہ (مرید شرافت) وہاں آیا ہوا تھا۔ اُس نے کہا کہ آپ کی ضربوں کا کسی دل پر اثر نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا: تم اثر والی ضربیں لگا کر دکھا دو۔

بابا علی وراج سے گفتگو | ایک روز بابا علی بن حسنا وراج ساکن چک جانو کلاں جو صاحب علم اور مثنوی مولانا رومؒ کا شائق تھا۔ ہمارے

دیوان خانہ میں فقیر سید شرافت عفا اللہ عنہ کے پاس آیا۔ آپ بھی وہاں موجود تھے۔ آپ کا لباس درویشی تھا۔ سر پر ٹوپی تھی۔ چند ضربیں کلمہ طیبہ کی لگائیں۔ چونکہ آپ کا جسم فریب تھا۔ بابا علی

نے کہا کہ تم بالکل فقیر نہیں ہو، صرف لباس فقیرانہ ہے۔ اگر تم فقیر ہوتے تو اس قدر فریب نہ ہوتے۔ فقیر وہ ہوتے ہیں جن کا جسم ریاضات و مجاہدات سے ڈبلا ہو چکا ہے۔ آپ نے

فرمایا: سنو، فقیر وہ ہوتا ہے جو مَسُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَسُوْتُوْا ہو یعنی مرنے سے پہلے مر چکا ہو۔ اور بلا کہہ کہ قبر میں مُرُوہ کی دُو ہی حالتیں ہوتی ہیں، یا سُجْتا پھوٹتا ہے یا سُکْتا

سُزتا ہے۔ ہم ابھی سوچنے پھولنے کی حالت میں ہیں۔ بابا علی مذکورہ منس پڑا۔

چوہدری غلام قادر ذیلدا سے گفتگو | ایک مرتبہ آپ موضع بُرج جٹھ میں چوہدری غلام قادر ذیلدار کے پاس گئے۔ دن دوپہر

کو روانہ ہوئے۔ شام تک دُھوپ برداشت کی۔ سوزج غروب ہوا تو اندھیرے میں چلتے چلتے عشاء کے بعد وہاں پہنچے۔ چونکہ سب لوگ سو چکے تھے۔ اس لئے روٹی بھی نہ ملی۔ صبح چوہدری

کوٹے اور فرمایا: چوہدری صاحب! تمہاری خدمات میں سے آج مجھے یہ کچھ موصول ہوا ہے "دوپہر دھوپ، ایک پہر اندھیرا، تین پہر دُھکے، آٹھ پہر فاقہ۔"

ہمہ اوست والوں سے گفتگو | ایک مرتبہ ضلع امرتسر میں ایک عرس پر فقیروں کا کافی مجمع تھا۔ سب ہمہ اوست کا مشرب

رکھتے تھے۔ ہر ایک درویش کو اس کے عقیدتمند خدا ہی سمجھتے تھے۔ چونکہ وہ محض صاحبِ نال ہی تھے۔ حال سے آشنا نہ تھے۔ آپ نے وہاں درختِ وُن سے ایک پتہ توڑا اور فرمایا: "ادہم اوست والو: اپنی باتوں میں اپنی زبان سے تم سب خدا بنے بیٹھے ہو۔ دیکھو، خدا کے واحد لاشریک خالق لایزال نے لاکھوں کروڑوں درخت پیدا کئے ہیں۔ آؤ تم سب خدا بن کر اس ایک پتہ کو درخت کے ساتھ جوڑ دو اور اپنی مجموعی طاقت و کرامت کو خرچ کر لو۔" سب سن کر شرمسار ہوئے۔

فصلاً شیخ پوری سے گفتگو | ایک مرتبہ موضع اگر وہ میں کسی شادی کی تقریب پر سب سادات نوشاہیہ اکٹھے تھے۔ دائرہ میں ڈیرہ

تھا۔ وہاں سید حسن عالم بن سید عمر بخش رسول نگرؒ کا ایک مخلص مرید فصلاً دراکھی شیخ پوریؒ آگیا۔ ہم سب وہاں موجود تھے۔ اُس نے آپ کو سلام کیا۔ آپ کی نظر کچھ کم تھی۔ اس لئے بتکلف پہچانا اور کہا: "کیا تو وہ ہے؟" اس نے کہا: "کون؟" فرمایا: "وہ!" اُس نے کہا: "کون؟" فرمایا: "وہ!" اُس نے کہا: "ہاں وہی جس کو تم نے سجدہ کیا تھا!" آپ نے فرمایا: "نہیں۔ بلکہ وہ جس نے سجدہ سے انکار کیا تھا!" سب اہل مجلس آپ کی حاضر جوابی پر خوش ہوئے۔

بخت بافندہ سے گفتگو | ایک روز آپ موضع سارنگ میں گئے۔ بخت بافندہ سے آپ نے کوئی چیز طلب کرنی تھی۔ تین چار مرتبہ اس

کو مخاطب کیا: "اونیک بخت! اونیک بخت! وہ چڑ گیا۔ اور کہا: "بار بار نیک بخت کہنے کا کیا مطلب؟" آپ نے فرمایا: "اچھا اگر یہ پسند نہیں تو اود بخت! اود بخت!" پھر وہ شرمندہ ہوا۔

شاہی مسجد والوں سے گفتگو | ایک مرتبہ آپ لاہور گئے۔ میں بھی ہمراہ تھا۔ شاہی مسجد کو دیکھنے کے واسطے۔ منارہ مسجد

پر چڑھنے کے لئے آگے بڑھے۔ دربانوں نے روکا کہ دو آنہ چندہ دے کر جاؤ۔ سب لوگ چندہ دے کر چڑھ رہے تھے۔ آپ نے کہا کہ یہ مسجد اور مینار مسلمان بادشاہوں نے اپنے خزانے خرچ کر کے بنوائے اور ہم لوگوں کے واسطے ہی بنوائے کہ ہم لوگ ان پر چڑھ کر سیر کریں۔ تمہاری کیا رقم اس پر خرچ آئی ہے کہ تم چندہ مانگتے ہو؟ وہ لاجواب ہو گئے اور آپ منارہ پر مُفت ہی چڑھے۔

زوجہ بہاول ملّح سے گفتگو | مسی بہاول ملّح ساکن مانگہ بڑے متمول رُسول سے تھا۔ اس کے ساتھ ایک عورت قوم کنگرہ

سے اغوا ہو کر آگئی۔ ایک روز آپ مانگہ میں گئے اور ان کے گھر سے کوئی چیز طلب کی اور جلدی جلدی لینے کا ارادہ ظاہر کیا۔ وہ عورت کنگری ناراض ہو کر کہنے لگی کہ: "تم بڑے جلد باز ہو کہ ذرہ بھر بھی حوصلہ نہیں کرتے۔" آپ نے فرمایا: "مجھ سے تو تم بڑھ کر جلد باز ہو کہ ایک بار ہی بہاول کو دیکھنے سے سب گھر بار کو خیر باد کہہ کر اس کے پیچھے چلی آئی ہو۔ ذرہ بھر بھی حوصلہ نہ کیا۔"

دُرّوہ والوں سے گفتگو | ایک بار آپ نوشہرہ شریف میں گئے۔ وہاں اولادِ حضرت سچیا رح نے آپ کی خدمت مدارت نہ کی۔

آپ ناراض ہو کر دُرّوہ (اکبر آباد) میں چلے گئے۔ وہاں کے صاحبزادوں نے پوچھا: "آج آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟" فرمایا: "منگمریدیوں کے پاس سے۔"

شعر گوئی | ایک مرتبہ پیر محمد شاہ زن ملوی سے آپ نے کچھ قرصہ مانگا۔ انہوں نے دینے کا وعدہ کیا۔ جب آپ لینے کے واسطے گئے تو انہوں نے انکار

کر دیا۔ اور وعدہ ایفا نہ کیا۔ آپ نے ان کے متعلق یہ شعر بنایا۔
بھیرے جھوٹے تے بے اقرائے اکھیں جا کے ڈٹھے
اول کالے وچوں کالے کدی نہ ہوندے پچھے

ملفوظات

— مسی کرم الہیٰ ضیف نے آپ سے پوچھا کہ درویش کو کیا کرنا چاہیے؟

فرمایا: "اللہ اللہ"

فرمایا: "بس الدم کرنے سے سردی رفع ہو جاتی ہے اور مزاج گرم ہو جاتا ہے۔"
 فرمایا: "سوائیوں کے تین ہر ہوتے ہیں۔ ہر وقت مانگتا، ہر کسی سے مانگتا اور ہر
 شے مانگتا۔ ہم نے ایک چوتھا ہر بھی اس میں شامل کیا ہے یعنی "مانگتا نہیں"۔"

آپ کا تعلق سیدہ حسین بی بی بنت سید نور الدین بن سید کرم الدین برخور داری
 ساکن چک جانی، ضلع گجرات سے ہوا تھا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کے چار بیٹے ہوئے۔

۱۔ صاحبزادہ عاشق علی سلمہ اللہ عنہ متولد پنجشنبہ ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ۔ مولوی

محمد سلام اللہ شائق حنفی ساکن چک عمر نے یہ تاریخ لکھی:-

بار اول لطف سرمدہ خدا	آشکارا گشت امید دل
شد دعائے پیر مکن شاہ قبول	بود آں مرد خدا کمال ولی
از دل و جاں صد مبارکباد باد	در جناب حضرت شیر علی
شائق مکیں نوید سال او	تا کہ باشد یادگار ماسلی
گفت با توف نام و تاریخ عزیز	گو، حصول راحت عاشق علی

پرائمری تک تعلیم ہے۔ قرآن مجید حافظ غلام محمد امام مسجد چینی ساہن پال سے پڑھا۔

بعض درسی کتابیں مولوی نبی بخش لاہوری اور پیر عبد الغفار شاہ عامی اشاعت درود شریف

محلہ سادھواں لاہور، اور دیگر علماء سے پڑھیں۔ کتابت بھی سیکھی ہوئی ہے۔ اس کا نکاح

سمات معروف بیگم بنت میاں اسماعیل ساکن کارہ متصل لالہ موسیٰ سے ہوا لیکن ناسازی

کی وجہ سے طلاق دے دی۔ اس سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اس وقت بچہ باون سال

زندہ موجود ہے۔

۲۔ صاحبزادہ معشوق علی۔ متولد ۱۳۲۶ھ۔ مولانا شائق نے یہ تاریخ لکھی:-

بحمد اللہ کہ شد فضل الہی کہ ذات پاک اولیں مہربان ست

دگر بارہ تولد گشت فرزند
 رخش تابندہ ماہ آسمان ست
 جناب پیر ممکن شاہ صاحب
 دعا فرمود تاثیرش بہمان ست
 شہر شیر علی مرد حسد را
 مبارکباد بیروں از بیان ست
 بفرمانس نوشتم سال ہجری
 کہ در دنیا ز ما بہر دم نشان ست
 بتاریخ ولادت گفت یافت
 کہ معشوق علی خط آمان ست
 اس کا نکاح مسات فاروق بیگم بنت میاں اسماعیل ساکن کارہ متصل لالہ موسے سے
 ہوا۔ اس کے بطن سے تین لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہوئی ہیں۔

لڑکوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔ صاحبزادہ منصور محسن سلمہ اللہ۔ یہ تاریخی نام ہے۔ متولد ہفتہ کی رات ۲۶ رجب
 ۱۳۵۲ھ۔ اس کی شادی سیدہ شاہ بیگم بنت سید فقیر محمد بن سید نور الہی بر خورداری سے ہوئی۔
 ۲۔ صاحبزادہ ظہور محسن۔ مد عمرہ۔ متولد پنجشنبہ ۷ رجب ۱۳۶۲ھ۔
 ۳۔ صاحبزادہ مقصود محسن مد عمرہ۔ متولد منگلوار ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۵ھ۔
 لڑکیوں کے نام یہ ہیں۔

(۱) صفیری بیگم اولیٰ۔ فوت ہو گئی۔ (۲) زہرہ بیگم (۳) سائرہ بیگم (۴) ماجرہ بیگم (۵)
 صفیری بیگم ثانیہ۔ یہ چاروں خورد سال بچیاں موجود ہیں۔

۳۔ صاحبزادہ مشتاق علی مرحوم کے ان دونوں کے حالات آگے دیں باب میں آئیں گے۔
 ۴۔ صاحبزادہ اشتیاق علی مرحوم
 سید شیر علی ذکر ہذا کی تین بیٹیاں ہوئیں۔
 ۱۔ سیدہ فضیلت بی بی۔ یہ بچپن میں فوت ہو گئی۔

۲۔ سیدہ سکینہ بی بی۔ منکوہ صاحبزادہ فقیر محمد بن سید نور الہی بر خورداری۔ ساکن
 شہر کراچی۔

۳۔ سیدہ علیمہ بی بی۔ منکوہ میاں محمد اکرم بن میاں اسماعیل ساکن کارہ۔
 علاقہ لالہ موسے۔

پارانِ طریقت

- آپ کے خواص مرید یہ تھے :-
- ۱۔ صاحبزادہ عاشق علی فرزند آئینا ب ساہن پانزی
 - ۲۔ سائیں جعفر قوم سدن۔ میر لپدی
 - ۳۔ مولاداد کشمیری۔ اگر وہ والا۔
 - ۴۔ محمد بن محمد بخش تار۔ اگر وہ والا۔

تبرکات

آپ کی ٹوپی اور تسبیح اور کپڑے اور تمام اولاد کے پاس موجود و محفوظ ہیں۔

واقعات

وفات سے چند روز پہلے آپ کو اسہال شروع ہو گئے۔ مرض کے دوران میں کفن کے لئے محمد کا چونسہ کپڑا بیٹیوں سے دھرایا اور صابن اور عرق گلاب بھی پہنے منگوار کھا۔ قرآن کا ختم بھی اپنے پاس کر دیا۔

تاریخ وفات

سید شیر علی کی وفات بھرتا سٹھ سال بروز اتوار وقت عصر ۲۳ شعبان ۱۲۵۸ء میں ہوئی۔ قبر گدستان نوشاہیہ میں ہے۔

مادہ نمائے تاریخ

- ۱۔ حاجی نوشہ گنج بخش
- ۲۔ غفار یزدان

سید حاکم شاہ

آپ سید عطاء محمد بن سید بوٹے شاہ برخوردار کی بڑے بیٹے تھے۔ بیعت طریقت حضرت سید مکن شاہ لاہوری سے تھی۔

آپ کی والدہ کا نام سیدہ سید بیگم بنت سید غلام نبی برخورداری۔ ساکن دھیر کے خورد تھا۔

تاریخ ولادت

آپ کی ولادت پچیسویں ماہ بیساکہ سہ ماہ ۱۹۳۸ء مطابق ۱۲۹۸ء میں ہوئی۔ مادہ تاریخ منور بہمت۔

تعلیم

آپ نے قرآن مجید اور چند دسی کتابیں میہے جد بزرگوار حضرت سید حافظ محمد شاہ بن سید محمد امین برخورداری سے پڑھیں۔

اخلاق و عادات

آپ کا ذہن رسا تھا۔ معاصی ہم ذراست اور عیش و ریاست تھے۔ درویشی کے رموز و اشارات سے دلچسپی رکھتے۔ جب

کسی بزرگ کا کلام سنتے تو اس کا مطلب صوفیانہ بیان کرتے۔ ذراعت پیشہ کیا کرتے۔ عمر پچیس سال تک چک مٹ بلندیوالہ مشعل جھوال شریف میں رہے۔

مؤلف کے ساتھ محبت

آپ کو مؤلف کتاب ہذا فقیر سید شرفی اللہ عنہ کے ساتھ بہت محبت تھی۔ آپ کا جوانی میں موتیا

سیاہ اترنے کی وجہ سے آنکھیں بند ہو گئیں۔ نابینا ہونے کے باوجود آپ رہا انداز میں دفعہ ہمارے دیوان خانہ میں میرے پاس تشریف لے آیا کرتے۔ اور میرے ساتھ بزرگوں کے کلام کے متعلق باتیں کیا کرتے اور مخلوط ہوا کرتے۔ کئی مرتبہ ایسا ہوتا کہ آپ کوئی بات مجھ سے سن کر زار و قطار رونے لگ جاتے۔

رقت قلب

آپ رقیب القلوب تھے۔ جب کبھی میرے جد بزرگوار کا نام لیتے، تو پہلے بسم اللہ شریف پڑھ کر ایصالِ ثواب کر لیتے۔ پھر کہا کرتے کہ ”میرے بھائی حضرت محمد شاہ اس طرح فرمایا کرتے تھے: ”اور آپ ان کا نام لے کر رو پڑا کرتے۔“

والد صاحبہ کا ادب

آپ کی والدہ محترمہ نہایت ضعیف تھیں اور شیخ فانی کے مرتبہ کو پہنچی ہوئی تھیں۔ نظر بند تھی۔ تو اس بھی بجا نہ رہے تھے۔ لیکن آپ باوجود بڑھاپے اور معذوری نظر کے پھر بھی ان کی خدمت کیا کرتے۔ ایک مرتبہ رات کے وقت میں سن رہا تھا کہ والدہ صاحبہ آپ کو بار بار بلاتی تھیں ”وے حاکم شاہ“، ”وے حاکم شاہ“۔ آپ ہر بار جواب میں ”جی“، ”جی“ کہتے جلتے تھے۔ تا آنکہ تیس چالیس مرتبہ انہوں نے بلایا، آپ ہر بار ”جی“ کہتے گئے اور تنگدل نہ ہوئے۔

اشعار خوانی

آپ خوش آواز تھے۔ قلعہ سیف الملوک بڑی ٹک سے پڑھا کرتے۔ آپ کی آواز میں تاثیر تھی۔ سننے والوں کو بڑا ذوق حاصل ہوتا۔ فقہ ہیر رانجھا مصنف سید وارث شاہ بھی گاہ بگاہ پڑھا کرتے۔ آپ ایک روز کسی کا

یہ شعر پڑھ کر خوش ہو رہے تھے۔
 سوال :- سیر رانجھے دا وصل جے ہو یا مڑ کے بچپوں تانی کیوں
 جواب :- گذری دا افسوس لگو سو رانجھے باہجہ و تانی کیوں

اوہو میل ویاہاں والا اوہو میل موکانی اوہو تو نہ گہرتی والا اوہو تو بنے پانی

کرامات

سلامتی کی دعا جنگ عالمگیر کے زمانہ میں آپ کا براہِ زادہ غلام عباس بن سید حیدر شاہ
 ملٹری میں بھرتی ہو گیا۔ اور فوج کے ہمراہ بھری جہازوں پر سوار
 ہو کر یورپ میں چلا گیا۔ اُن دنوں یہ خبریں عام شائع ہوتی تھیں کہ شاہِ جرمن ہر شہر نے
 فلان جگہ آبدوز کشتیوں کے حملہ سے جہاز غرق کر دیئے۔ ایک دن غلام عباس کا خط آیا،
 جس پر یہ لفظ تحریر تھے: "میں نے جہاں پہنچا تھا، پہنچ گیا ہوں" یہ الفاظ پڑھ کر گھر
 کے سب آدمی رونے لگے کہ شاید جہاز غرق ہونے کے وقت اُس نے یہ الفاظ لکھے ہوں
 گے۔ آپ نے اُس وقت سب کو دلاسا دیا۔ اور کہا کہ کوئی نکر نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ اس
 کو خیریت سے واپس لاوے گا۔ چنانچہ واقعی اختتامِ جنگ پر غلام عباس بخیریت واپس
 آیا لیکن آپ اُس کے آنے سے پہلے دنیا سے رحلت کر چکے تھے۔ آپ کی ملاقات اُس
 سے نہ ہو سکی۔

مکتوب یہ مکتوب آپ نے سید عمر حیات بن سید غلام حسین بر خرداری منجھلی
 کے نام بھیجا۔ اُن کے بھتیجے صاحبزادہ اکبر علی بن سید کرم حیات کی
 ولادت کی خوشی میں بطور مبارکباد ارسال کیا۔

هو

اول حمد شاد الہی باہر حمد بیانوں پھیر دو در رسول اللہ تے بھیجاں الیں زبانوں

اس تھیں بعد سلام علیکم رستہ جو اسلامی
 لکھ لکھ ہووے مبارک تینوں عمر حیات جوانی
 اللہ صاحب اس نون دیکھے فرزند زیناں
 جس دن سنیا خط تساڈا بہت مسرت ہوئی
 ورج دربار نوشاہی جا کے منگیاں بہت غائیں
 لئی عمر تے نیک نصیبہ دیوے اس نون مولا
 ہر اک تائیں میری طرفوں ہووے مبارکبادی
 اس تھیں پچھے بھین تساڈی امیر بگم ہے کہندی
 پکا قول قرار تساں سی کیتا ناں اساڈے
 اوس جگہ میں جا کے رکھی بہت اڈیک تمہاری
 انتظار تساڈی رکھی ہر دم شام سویرے
 حالت اپنی جلد تاؤ کیا کجھ حال تساندا
 حاکم شاہ ہن بس کر قصہ ناں کر طول کہانی

رحمت برکت رب سچے دی شامل حال مدامی
 کرم حیات دے آپر اللہ کیا فضل یگاناں
 عمر حیات والہ ہووے روشن ورج زیناں
 خوشیاں داد ووازہ کھلا غم نود مول نہ دھوئی
 یارب حرمت ایس ولی دی کرنا فضل ورائیں
 جو کر سی سوا اللہ کر سی باقی ایویں رولا
 اللہ پاک تساڈے دل ورج دائم رکھے شادی
 بعد مبارک بعد سلاموں ایہ تسانوں کہندی
 ایس لاہور چرہ نماں میلے جا ساں کول تساڈے
 خبر نہیں کیا باعث ہو یا کیا ہوئی لا چدی
 ہرگز تیں لاہور نہ گئے دل ورج فکر گھیرے
 اللہ صاحب بخشش کر سی مالک بے فضلان دا
 منگ دعا جے عمر حیات نو دیوے رب زیناں

فائدہ سید حاکم شاہ شاعر نہ تھے۔ یہ خط اپنے خالہ زاد بھائی سید غلام احمد بن سید
 فاضل شاہ سے نظم کر دیا اور اپنی طرف سے بھیجا۔ اس لئے میں نے
 آپ کے ذکر میں لکھ دیا ہے۔

ملفوظات

کہا کرتے۔ حضرت سید حافظ الہی بخش بن سید حافظ نور اللہ بر خور داری کے
 تینوں بیٹے سید حافظ قل احمد پاک ذات نوشاہ ثانی اور سید غلام احمد المعروف بوٹے شاہ

علی امیر بگم بنت سید عارف حق لاہوری۔ زوجہ سید نور حق بن نیاز محمد لاہوری۔ (شرافت)
 علیہ یہ بطور خوش طبعی ہے۔ ۱۲۔ شرافت۔

اور سید فیض احمد المعروف مکھن شاہ تینوں کامل اولیاء اللہ سے تھے۔
 کہا کرتے۔ میرے بھائی صاحب سید محمد شاہ بن سید محمد امین جیسا تمام اولاد
 حضرت نوشہہ میں کوئی شخص صاحب کمال نہ تھا۔
 آپ کا نکاح سیدہ سردار بیگم بنت سلطان محمود بر خور داری ساکن دھیر کے خود
 اولاد متصل گجرات سے ہوا تھا۔ اس کے بطن سے اولاد ہوئی۔ فرزند زینہ تو کوئی
 نہیں تھا۔ پانچ بیٹیاں ہوئیں :-

- ۱۔ سیدہ برکت بی بی۔ منکوہ صاحبزادہ محمد شریف بن سید محمد عالم۔ ڈہوالہ۔
- ۲۔ سیدہ رابعہ بی بی۔ منکوہ سید قربان علی بن سید پیر عالم۔ رسول نگر۔
- ۳۔ سیدہ حسین بی بی۔ یہ بچپن میں فوت ہو گئی۔
- ۴۔ سیدہ فاطمہ بی بی۔ منکوہ صاحبزادہ فقیر احمد بن سید نور حق۔ لاہوری۔
- ۵۔ سیدہ نواب بی بی۔ منکوہ صاحبزادہ لطیف احمد بن سید نور حق۔ لاہوری۔

یارانِ طریقت | آپ کے خواص مرید یہ تھے :-

- ۱۔ صاحبزادہ غلام عباس بن سید حیدر شاہ۔ برادر زادہ ساہن پال شریف ضلع گجرات
- ۲۔ صاحبزادہ تصدق حسین بن سید محمد علی۔ خواہر زادہ دھیر کے خود
- ۳۔ سیدہ امیر بیگم بنت سید عارف حق۔ دسن پورہ لاہور

تاریخ وفات | سید حاکم شاہ کی وفات بھرباسٹھ سال۔ بدھوار کی رات۔ ۲۰ رمضان
 ۱۳۶۰ھ میں ہوئی۔ قبر گوردستان نوشاہیہ میں ہے۔

مادہ تاریخ ذی احترام

سید عبدالحق لاہوری

آپ سید نیاز محمد بن سید غلام احمد المعروف پیر بوٹے شاہ ساہن پالوی کے بڑے
 بیٹے تھے۔ بیعت طریقت و اجازت اپنے نانا صاحب حضرت سید فیض احمد المعروف

پیر مکھن شاہ لاہوری سے تھی۔

آپ کی والدہ کا نام سیدہ بیگم بی بی بنت سید مکھن شاہ لاہوری تھا۔

مادہ تاریخ "بخت منیر"

تاریخ ولادت آپ کی ولادت آٹھویں بیاکھ ستمبر ۱۹۲۲ء بمبئی۔ مطابق ۱۳۰۲ھ میں بمقام ساہن پال شریف ہوئی۔ مادہ تاریخ "بخت منیر"

تعلیم و تربیت آپ کا تعلیم اپرٹنڈل تک تھی۔ آپ کی تربیت والدین نے اچھے طریقہ پر کی۔ اردو، انگریزی میں کافی مکہ حاصل کیا۔

ملازمت و معاشرت آپ ملازمت کے سلسلہ میں تین سال تک افریقہ میں سے دہاں سے کافی سرمایہ حاصل ہوا۔ واپس آکر قصبہ قادرا آباد

کے پاس موضع جاگوٹارڈاں ضلع گجرات میں زمین خریدی۔ کئی سال تک اس میں کاشت کاری کر دلتے رہے۔ پھر اس کو فروخت کر دیا اور موضع اگروہ میں زمین بیع لی اور اس میں کنواں بھی لگوایا۔ چند سال تک دہاں سے بھی مالی نائدہ اٹھایا۔

لاہور میں بھی رہائش آپ نے افریقہ سے واپس آکر لاہور میں ملازمت کر لی اور ریوے کارخانہ لوکوٹاپ میں پہلے مسٹری چارج مین کے

عہدہ پر رہے اور مانگی رہائش لاہور میں رکھی۔ موچی دروازہ، کڑہ پوریاں میں مکان خرید لیا۔ اولاد کی تعلیم و تربیت کا خاص خیال رکھتے۔ اپنے تمام بھائیوں سے زیادہ قابلیت یافتہ رکھتے تھے۔

مہمان نوازی آپ از حد مہمان نواز تھے۔ شہری لوگ عموماً تنگ دل ہوتے ہیں، مگر آپ لاہور میں رہ کر فراخ مشرب تھے۔ دیہاتی لوگ بالعموم

آپ کے پاس جاتے اور آپ ان کی خدمت و مدارات کھلے دل سے کرتے۔ موضع اگروہ کے اکثر لوگ شیرگڑھ جاتے اور آتے ہوئے آپ کے ہاں ہی ٹھہر کر رہتے۔

شاعری آپ گاہ بگاہ پنجابی میں شعر کہا کرتے تھے اور اپنا تخلص تاہین رکھا تھا۔ آپ کے بعض اشعار یہ ہیں۔

بتاں دے عشق ورج پیار پا کے کھا کھا بھوکراں جان ظہیر ہو گئی
پھراں رات دن جنگلاں ورج بھوندا حالت مجنوں جیہی دامنگیر ہو گئی
رے سے مدتاں دایار تھا ہو یا دلا خبرے کی ایڈی تقصیر ہو گئی
سائیں رہیا جے ہجر ورج حال ایویں اک دن دیکھ لئیں جان اخیر ہو گئی

ع عاشق بن کے پچھاں ہٹ ناہیں ہو جا بکرے وانگ حناں لے دل
ایہ معشوق نے وانگ قصائیاں دے سو سو ظلم کرے عاشق نال اے دل

ع کاہنوں آہ فغان تے کریں نالے اس لوں ذرا نہیں خواب خیال لے دل
سائیں کہا اے سچ سیانیاں نے ہے کمال لوں آہند زوال اے دل
ع عشق والی جس لوں مرض لگی اوہ نہ رہیا بندہ کے کم دا اے

توبہ توبہ پوکار دی پی غفلت جدوں حال دیکھن چشم نم دا اے
غم دے عشق تندور دی لاٹ نکلی پتھر دیہ جانی کے ستم والے
کوئی گھڑی میلا ایس جگ دے ورج سائیں کی بھر واسٹرا دم دا اے

حلیہ آپ کا قد لمبا، جسم متوسط، رنگ گندم پختہ، سر کے بال خشکی صی، نہایت گنجان
گھنگرولے، داڑھی مقصر، اوپر والے ہونٹ پر پیدائشی طور پر چاند گرہن

کانٹان تھا۔

ملفوظ آپ کہا کرتے تھے کہ جس شخص نے پہلے سائیکل ایجاد کیا ہے۔ اُس نے
پیادہ چلنے والوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔

اولاد آپ کا نکاح مسات حاکم بی بی سے ہوا۔ جو خاندان منہاس علمائے بیلاں میں
سے ہیں۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ ہکے چار بیٹے ہوئے۔

۱۔ ماجزادہ روف احمد سلیم سلمہ اللہ۔ متولد۔ جمعہ ۱۸ محرم ۱۳۳۹ھ۔ ایف اے تک
تعلیم ہے۔ اردو، عربی، انگریزی، تاریخ، جغرافیہ، اقتصادیات، دینیات وغیرہ
پڑھے ہیں۔ اکاؤنٹ کلام بھی سیکھا ہے۔ ریٹوے دفتر لاہور میں ملازم ہیں۔ مولف

کے ساتھ خط و کتابت جاری رہی۔ جس کو بنام المراسلۃ العظیمہ بین الشرافۃ و السلیم جمع کر دیا گیا ہے۔ اردو زبان میں نظیہیں بھی کرتے ہیں۔ سلیم تخلص ہے۔ یہ شعر ان کا ہے۔

رات تاریک ہے گرداب ہے طوفان بھی ہے ناؤ اس بحر میں ہے جس کا کنارہ ہی نہیں
ان کی شادی سیدہ عزیز بیگم بنت سید حیدر شاہ ساہن پالوی سے ہے۔ اس کے بطن سے دو لڑکے ہیں اور چار لڑکیاں ہیں۔

- ۱۔ آصف محمود۔ متولد جمعرات یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۶۰ھ
 - ۲۔ واسف محمود۔ متولد بدھوار۔ وقت سحر۔ ۱۳ اگست ۱۹۵۸ء۔ ۲۶ محرم ۱۳۶۵ھ
- لڑکیوں کے نام یہ ہیں۔

- (۱) نزہت جبین (۲) فرحت نسیم (۳) نگہت نسیم (۴) بشری
- ۲۔ صاحبزادہ ریاض احمد مرحوم
- ۳۔ صاحبزادہ مختار احمد سلمہ اللہ۔ متولد منگلوار ۲۸ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ۔ ایف اے تک تعلیم ہے۔ اس کا نکاح مسلمات انور سلطانہ دختر میاں عبدالرحیم منہاس وزیر آبادی سے ہوا۔ اس کے بطن سے ایک لڑکا شاہد محمود۔ متولد ۱۲ شعبان ۱۳۶۵ھ۔ اور تین لڑکیاں عصمت، فراست اور سرشار نام پیدا ہوئیں۔
- ۴۔ صاحبزادہ افتخار احمد مرحوم۔

سید عبدالحق لاہوری ذکر ہذا کی دو بیٹیاں ہوئیں۔

- ۱۔ سیدہ گلزار بیگم۔ یہ باکرہ ہی فوت ہو گئی۔
- ۲۔ سیدہ اقبال بیگم۔ منکوحہ صاحبزادہ دیدار الحق بن سید حسن دلی لاہوری۔

آپ کے مرید چند کس تھے۔

ازاں جملہ :-

یارانِ طریقت

- ۱۔ سید بہاد الحق بن سید نیاز محمد۔ برادرِ خود۔ بانخ گل بیگم مرنگ لاہور
- ۲۔ غلام محمد بن کیسر ترکھان

- ۳۔ کرم بن فضل تارڑ اگر دیہ
۴۔ سروار بن کرم تارڑ " گجرات
۵۔ رحمت بن محمد دین دیندار " "

تاریخ وفات سید عبدالحق کی وفات بعمر اٹھاسٹھ سال۔ سوموار کی رات۔ وقت نماز تہجد۔ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ میں ہوئی۔ قبر لاہور گورستان میانی میں۔ روضہ پیر بودیا نوالہ کے قریب ہے۔ اولاد نے قبر پختہ سنگ نمر سے بنوادی ہے۔

ماہنامہ "انشراح خاطر"

سید بہاء الحق لاہوری

آپ سید نیاز محمد بن سید غلام احمد المعروف بوٹے شاہ برخورداری ساہن پالوی کے تیسرے بیٹے تھے۔ بیعتِ طریقت اپنے بڑے بھائی سید عبدالحق بن سید نیاز محمد سے تھی۔ آپ کی والدہ کا نام سیدہ بیگم بی بی بنت سید مکھن شاہ لاہوری تھا۔

تاریخ ولادت آپ کی ولادت بارہویں مجادوں ۱۹۲۸ء مطابق ۱۳۰۸ھ میں بمقام ساہن پال شریف ہوئی۔ "تاریخی نام ظفر حسین"

لاہور میں جانا آپ ابتدا میں اپنے گاؤں ساہن پال میں ہی رہتے تھے۔ اور ہمیشہ کاشت کاری کرتے۔ میں اُس وقت خورد سال تھا۔ بھینس کا دودھ دوہنے کا طریقہ آپ نے ہی مجھے سکھایا تھا۔ پھر آپ لاہور چلے گئے اور ریوے کارخانہ کپڑے کی شاپ میں ملازمت کر لی۔ درک میں رہے۔ خانگی سکونت محلہ نوشاہی گنج متصل باغ گل بیگم مزنگ میں تھی۔

اولاد آپ کا نکاح سیدہ برکت بی بی بنت سید میراں بخش بن سید علی احمد برخورداری ساکن چک ۲۱ بلند یوالہ ضلع سرگودھا سے ہوا۔ اس کے بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کا ایک لڑکا حاجزادہ عمر دراز نام ہے۔ جو التوار ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۶۴ھ کو پیدا ہوا۔ اب سکول میں تعلیم پاتا ہے۔
آپ کی چار بیٹیاں ہیں۔

- ۱- سیدہ ارشاد بیگم - منکوحہ صاحبزادہ فرید الحسن بن لطیف احمد لاہوری۔
 - ۲- سیدہ ممتاز بیگم - منکوحہ صاحبزادہ محمد نذیر بن سید نبی بخش ساہن پالوی۔
 - ۳- سیدہ شمشاد بیگم
 - ۴- سیدہ گلزار بیگم
- { یہ دونوں ابھی کنواریاں ہیں۔

تاریخ وفات سید بہاد الحق کی وفات بعمر ساٹھ سال ۱۳۷۵ھ میں ہوئی۔ قبر لاہور گورستان میانی میں ہے۔

مادہ ہائے تاریخ

- ۱- حضور نوشہ
- ۲- واصل مرغوب

سید محبوب حق

آپ سید نیاز محمد بن سید غلام احمد المعروف بوٹے شاہ برخورداری ساہن پالوی کے چوتھے بیٹے تھے۔ بیعت طریقت حضرت سید غلام علی بن سید قدم الدین سے تھی۔ آپ کی والدہ کا نام سیدہ بیگم بی بی بنت سید مکھن شاہ لاہوری تھا۔

تاریخ ولادت آپ کی ولادت بارہویں چکن سہ ماہ ۱۹۵۴ء ب۔ سوموار ۲۹ رمضان ۱۳۷۵ھ میں ہوئی۔ تاریخی نام۔ حاضر شاہ۔

پیر کی محبت آپ روزانہ عشاء کے بعد اپنے پیر طریقت سید غلام علی کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے۔ ان کے پاؤں دباتے اور نصیحتیں سنتے اور فائدہ اٹھاتے۔

تاریخ وفات سید محبوب حق نے بعمر پندرہ سال کنوارے ہی بعارضہ طاعون ۲۸ صفر ۱۳۳۳ھ انتقال کیا۔ اسی وقت آپ کے والد صاحب فوت ہوئے۔ گورستان نوشاہیہ

میں مدفون ہوئے۔ مادہ تاریخ "فروغ حبیب ایزد"

صاحبزادہ نور ولی لاہوری

خلف اکبر سید عارف حق بن سید مکھن شاہ لاہوری والدہ کا نام نواب بی بی ساکن

چک نغمہ تھا۔ بچپن میں فوت ہو گیا۔ وفات ۱۳۰۵ھ

صاحبزادہ ظہور ولی لاہوریؒ

خلف ثانی سید عارف حق لاہوری۔ والدہ کا نام نواب بی بی ساکن چک نغمہ۔ بچپن میں انتقال ہو گیا۔ وفات ۱۳۰۶ھ

صاحبزادہ رشید حق لاہوریؒ

خلف اکبر سید فضل حق بن سید مکھن شاہ لاہوریؒ۔ والدہ کا نام سیدہ عائشہ بی بی بنت سید عطا محمد برخورداری ساہن پالویؒ تھا۔ طفولیت میں گذر گیا۔ قبر لاہور میں ہوئی۔ وفات ۱۳۱۲ھ

صاحبزادہ رشید احمد لاہوریؒ

خلف اصغر سید فضل حق بن سید مکھن شاہ لاہوریؒ۔ والدہ کا نام سیدہ رحمت بی بی بنت سید ابام الدین بن سید نواب الدین ہاشمی رن ملویؒ تھا۔ بچپن میں فوت ہوا۔ وفات ۱۳۰۲ھ

صاحبزادہ جمال الدین دھیرکویؒ

فرزند اکبر سید غلام نبی بن سید نور احمد برخورداری دھیرکویؒ۔ والدہ کا نام حضرت عالم بی بی تھا۔ جو ڈھب چیمہ ضلع گوجرانوالہ سے تھیں۔ بچپن میں فوت ہوا۔ وفات ۱۲۸۹ھ

سید سلطان محمود دھیرکویؒ

آپ سید غلام علی بن سید نور احمد دھیرکویؒ کے دوسرے بیٹے تھے۔ بیعت طریقت سید فیض اللہ المعروف لدھے شاہ بن سید ابالدین برخورداری پانڈوکویؒ سے تھی۔

آپ کی والدہ کا نام حضرت عالم بی بی ساکن ڈھب چیمہ تھا۔

فیضان | آپ فقیر صورت درویش سیرت تھے۔ لوگوں کو آپ کے دم و تعویذ سے فیض حاصل ہوتا تھا۔ علاقہ گوجر میں ہونا آپ کی پیری مریدی تھی۔

اولاد | آپ کا نکاح ستیدہ خیات بیگم بنت سید عمر بخش رسول بنگری سے ہوا تھا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کے دو بیٹے تھے :-

۱۔ سید سردار عالم مرحوم۔

۲۔ سید برکت علی سلمہ اللہ۔ ان کی آمد رفت علاقہ گوجر میں بہت ہے۔ آج کل بھر ضعیف موجود ہیں۔

ان کی دو بیویاں تھیں۔

اول :- مسات جنت بی بی دختر عمر بخش گلگو ساکن جا جو وال ضلع گجرات۔ اس نے اپنے

شوہر عبداللہ بن کریم بخش گلگو سے طلاق لے کر ان سے نکاح کیا تھا۔ چند سال کے بعد اس کو طلاق دے دی، تو پھر اس نے پہلے شوہر عبداللہ سے نکاح کر لیا۔ ۱۳۶۳ھ میں لالہ موسیٰ میں مرگئی۔ اس کے بطن سے ایک لڑکا نادر حسین نام پیدا ہوا۔

دوم :- مسات حاکم بی بی گونگی علما زادی ساکن چک غازی۔ اس کے بطن سے ایک لڑکا

اور ایک لڑکی ہے۔ لڑکے کا نام صاحبزادہ عنایت اللہ ہے۔ اس کی شادی تیدہ خورشید بیگم بنت سید بوٹے شاہ بن سید کرم الہی ساکن پانڈو کے کلاں سے ہوئی۔ اس کا ایک لڑکا محمد ارشد نام ہے۔

لڑکی کا نام تیدہ عنایت بیگم ہے۔ منکوہ صاحبزادہ محمد ظہور بن سید چراغ علی رسول بنگری۔

سید سلطان محمود ذکر ہذا کی دو بیٹیاں ہوئیں۔

۱۔ نادر حسین بن سید برکت علی کے چھ بیٹے ہیں :-

محمد نذیر۔ محمد بشیر۔ محمد نصیر۔ محمد شہبیر۔ محمد منیر اور محمد کھوار۔

شرافت

- ۱۔ سیدہ سردار بیگم۔ منکوجہ سید ماکم شاہ بن سید عطا محمد ساہن پالوی۔
 ۲۔ سیدہ حاکم بی بی۔ منکوجہ سید چراغ علی بن سید پیر عالم رسول نگر می۔
تاریخ وفات | سید سلطان محمود کی وفات بروز منگلوار ۶ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ میں ہوئی۔
 قبر دھیر کے خورد۔ ضلع گجرات میں ہے۔
 مادہ تاریخ "مددِ غفار"

سید سلطان احمد دھیر کوی

آپ سید غلام نبی بن سید نور احمد بر خورداری دھیر کوی کے تیسرے بیٹے اور سیدہ خنیفہ تھے۔ آپ کی والدہ کا نام حضرت عالم بی بی ساکن ڈھب چیمہ تھا۔
واقعہ ولادت | منقول ہے کہ آپ ابھی شکم والدہ میں تھے کہ آپ کی والدہ ماجدہ کو خواب میں سید احمد بخش بن سید اللہ دتہ ڈھلوالہ کی زیارت ہوئی۔ انہوں نے فرمایا: خدا تعالیٰ تم کو لڑکا دیوے گا، اس کا نام رکھا احمد بلا میم۔ احمد بلا میم۔ چنانچہ جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کا نام اُس بشارت کے مطابق احمد رکھا گیا۔ جو بعد میں سلطان احمد مشہور ہوا۔

فائدہ | ولادت سے پہلے بشارت دینا بزرگوں سے منقول ہے۔ چنانچہ شیخ رکن الدین ابوالفتح ملتانی شیخ عبدالحی کو خواب میں ملے اور فرمایا: "تیرے گھر لڑکا پیدا ہوگا، اس کا نام ابوالفتح رکھنا۔"

کتاب خوانی | آپ نے بچپن میں قدرے اردو تعلیم پائی۔ آواز خوش تھا۔ اس نے کتاب قصہ ہیر رانجھا مصنف سید وارث شاہ اور سیف الملوک مصنف میاں فتح بخش بڑے شوق سے پڑھا کرتے۔ سامعین تاثیر سے محفوظ ہوا کرتے۔

ع۔ تذکرہ ادیبانے ہند۔ جلد ۲۳۔ صفحہ ۲۳۔ بشارت

زندہ دلی | آپ بڑے زندہ دل اور خوش مزاج تھے۔ جس مجلس میں آپ ہوتے غم و اندیشہ کافر ہو جاتا۔ آپ کی خوش طبعیاں مشہور ہیں۔ از انجملہ۔

۱۔ ایک مرتبہ آپ گندم کی بوری گدھی پیدلا کر ساہن پال شریف میں اپنی ہمشیرہ سیدہ سید بگم کے واسطے لے گئے۔ سرولیوں کا موسم تھا۔ عشاء کا وقت ہو گیا۔ آپ چہرہ پر نقاب ڈال کر ان کے گھر چلے گئے اور کہا: "بھائی! میں مسافر ہوں۔ رات گزارنی چاہتا ہوں۔" ان کے بہنوئی سید عطا محمد بن سید بوٹے شاہ نے کہا: "یہاں کوئی جگہ نہیں۔ کسی اور گھر جا کر رہو۔" آپ نے ان کو بازوؤں سے پکڑ کر سخت جھنجھوڑا اور پیچھے ہٹا دیا۔ اور کہا: "میں تو اسی گھر میں رہوں گا۔" اور گدھی کو مکان کے اندر داخل کر دیا۔ انہوں نے شور و غوغا مچا دیا: "دیکھو کوئی مسافر جبراً ہمارے گھر میں داخل ہو رہا ہے۔" جب محلہ کے سب حضرات اکٹھے ہوئے۔ آپ نے چہرہ سے نقاب اتار دیا اور سب کو سلام کیا۔ سب دیکھ کر ہنسنے لگے۔

۲۔ ایک مرتبہ آپ لاہور گئے۔ موجی دروازہ میں سید داخل حق کے مکان کے دروازہ پر کھڑے ہو کر سوالیوں کی طرح گانا شروع کر دیا۔ جب وہ خیر دینے کے لئے باہر آئے، تو آپ نے اسلام علیکم کہہ کر ان کو دروازہ سے باہر کھینچ لیا۔ اور آپس میں خوب ہنسی مذاق ہوا۔

کرامات

سانپ پکڑ لینا | آپ بچپن میں سکول جایا کرتے تھے۔ ایک دن راستہ میں ایک چھڑی سے سانپ پکڑ کر گھر لے آئے اور والدہ صاحبہ کو کہا کہ میں یہ مچھلی لایا ہوں۔ اس کو پکاؤ۔ جب انہوں نے دیکھا تو وہ سانپ تھا۔ انہوں نے ہاتھ سے چھڑا لیا۔

ایک لڑکی کا مرجانا | آپ کا بچپن کا زمانہ تھا۔ ایک دن کسی عورت نے آپ کو کہا کہ اگر میری یہ گود والی لڑکی مرجائے، تو میں آپ کو پانچ پیسے دوں گی۔ آپ خاموش ہو رہے۔ امر الہی سے اسی روز عصر کے وقت

لڑکی گذر گئی۔

ایک روز آپ سوہدرہ میں اپنے مرید مستری برکت علی کے گھر بیٹھے تھے کہ سخت زلزلہ آیا۔ اُس کی والدہ نے

کہا: "یا حضرت! مجھو نچال بڑا سخت ہے" آپ نے فرمایا: "کچھ خوف نہ کرو۔ تمہارے گھر کا کچھ نقصان نہ ہوگا۔" چنانچہ دوسرے کئی لوگوں کے مکانات گر پڑے اور برتن وغیرہ ٹٹ گئے مگر ان کا کچھ نقصان نہ ہوا۔

آپ کی تین بیٹیاں تھیں۔

۱۔ مسات عمر بی بی بنت میاں قطب الدین منہاس جیسکی۔ اس کے بطن سے ایک بیٹی پیدا ہوئی۔

۲۔ مسات جیو بی نو مسلمہ بنت پنڈت رام کشن برہمن۔ ساکن دھیر کے۔ اس کے بطن سے دو بیٹے پیدا ہوئے۔

۳۔ مسات فضل بی بی۔ یہ سوہدرہ سے تھی۔ اس کو طلاق دے دی۔ اس کے بطن سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔

آپ کے دو بیٹے ہوئے۔

۱۔ صاحبزادہ شاہ ولی مرحوم

۲۔ صاحبزادہ سید محمد علی سلمہ اللہ۔ متولد ۱۳۱۶ھ۔ تعلیم یافتہ خوش مزاج ہیں۔ میرے نانا حضرت سید غلام علی بن سید قدم الدین ساہن پالوی کے مرید ہیں۔ مولوی نور عالم نقشبندی مجددی وزیر آبادی سے تعلیم پائی ہے۔ اب لاہور میں ملازمت کرتے ہیں۔ ان کا نکاح سیدہ کرم بی بی بنت سید عطا محمد ساہن پالوی سے ہوا تھا۔ ان کے بطن سے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہوئیں۔ بیٹے یہ ہیں۔

۱۔ صاحبزادہ تصدق حسین سلمہ اللہ۔ متولد ۲۸ رذی الحجہ ۱۳۴۰ھ اپنے گاؤں میں کرپانہ کی دکان رکھی ہے۔ اس کی شادی سیدہ شاہ بیگم بنت سید گیلانی بخش ساکن چک بنگہ بٹند یوالم سے ہے۔ اس کے بطن سے ایک لڑکا فیاض احمد۔ اور

چار لڑکیاں حمیدہ بیگم و فہیدہ بیگم و زبیدہ بیگم و رضیہ بیگم نام ہیں۔

۲۔ صاحبزادہ ریاض حسین سلمہ اللہ۔ یہ آجکل ریٹوے پولیس لاہور میں سپاہی ہے۔

اس کی شادی سیدہ رشید بیگم بنت سید حیدر شاہ ساہن پالوی سے ہے۔ اس

کے بطن سے ایک لڑکی نصرت بیگم نام ہے۔

سید محمد علی کی بیٹیوں کے نام یہ ہیں۔ (۱) سیدہ ارشاد بیگم (۲) سیدہ ممتاز بیگم (۳) سیدہ

انظار بیگم۔ تینوں ابھی ۱۹۶۶ء میں کنواریاں ہیں۔

سید سلطان احمد صاحب ذکر ہذا کی صرف ایک بیٹی تھی۔ سیدہ ماکم بی بی۔ منکوحہ سید محمد حیات

بن سید غلام حسین چنبھلی۔

سید سلطان احمد کی وفات بروز سوموار۔ پانچویں ربیع الاول ۱۳۲۴ھ

تاریخ وفات

میں ہوئی۔ قبر موضع دھیر کے خورد ضلع گجرات میں ہے۔

مادہ تاریخ "پاکدل خدا پرست"

سید فیض احمد

خلف الرشید سید غلام حسن بن سید نور احمد بر خورداری ساہن پالوی؟ والدہ کا نام مسات

گوہر بی بی بنت سید محمد بن میاں اللہ بخش حفظانہ تھا۔ آپ جوانی میں کنوارے ہی اپنے

والد کی زندگی میں فوت ہو گئے۔ وفات ۱۳۱۳ھ۔

صاحبزادہ فضل حسین

خلف اکبر سید غلام حسین حوالدار چنبھلی بن سید نور احمد بر خورداری دھیرکوی۔ والدہ کا نام مسات

حسین بی بی بنت چوہدری کریم ڈھلو۔ ساکن بٹیر ضلع گوجرانوالہ تھا۔ طفولیت میں فوت ہو گیا۔

وفات ۱۲۹۵ھ۔

سید محمد حیات چنبھلی

آپ سید غلام حسین حوالدار چنبھلی بن سید نور احمد دھیرکوی کے دوسرے بیٹے

تھے۔ آپ کی والدہ کا نام حضرت حسین بی بی بنت چوہدری کرم دہلو ساکن بئیر تھا۔

آپ کی پیدائش ۱۳۱۰ھ میں ہوئی۔

تاریخی نام "عبایت حسین خان"

تاریخ ولادت

آپ کو گانے کا بہت شوق تھا۔ آگ سے واقف تھے۔

قصہ مرزا صاحبان پڑھا کرتے۔

موسیقی کا شوق

آپ کا نکاح سیدہ حاکم بی بی بنت سید سلطان احمد دھیر کوئی سے ہوا۔

اس سے ایک بیٹا صاحبزادہ پیر محمد نام پیدا ہوا۔

اولاد

سید محمد حیات کی وفات بھمبر بائیس سال بعد منہ طاہون سات روز

بیمار رہ کر بروز منگلوار۔ بوقت ظہر۔ پچیسویں جمادی الاول ۱۳۳۲ھ

تاریخ وفات

میں ہوئی۔ قبر موضع چنبھل ضلع شیخوپورہ میں ہے۔

مادہ تاریخ: آیت شریف "ات فی ذلک لآیۃ"

سید کرم حیات چنبھلی

آپ سید غلام حسین حوالدار چنبھلی بن سید نور احمد کے چوتھے بیٹے تھے۔ بیعت و خلافت

حضرت سید غلام علی بن سید قدم الدین ساہن پالوی سے تھی۔

آپ کی والدہ کا نام حضرت حسین بی بی بنت کرم دہلو ساکن بئیر تھا۔

آپ کی ولادت ۱۳۱۵ھ میں ہوئی۔

تاریخ ولادت

تاریخی نام "معمد علی خان"

آپ نے سکول میں چندے تعلیم پائی۔ اردو اور پنجابی اچھی طرح پڑھ سکتے

تھے۔ مطالعہ کا شوق تھا۔ کئی کتابیں رکھی ہوئی تھیں۔

تعلیم

آپ نے سولہ سال کی عمر میں بیعت کی اور اپنے پیر صاحب کے

فرمان کے مطابق چار چلے گئے۔ جس سے آپ کو کافی فیضان

چلہ نشینی

مائل ہوا۔

اوراد و اذکار | آپ نماز پنجگانہ پر موانعت رکھتے۔ کلمہ طیبہ پانچ سو بار، درود ہزارہ
ایک ہزار بار، نماز فجر سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔ فجر کے بعد کلمہ
تمجید سو بار پڑھتے۔ دن کو تلاوت کلام اللہ شریف بھی کرتے۔ نماز شام کے بعد کلمہ تجید سو بار
نماز عشاء کے بعد درود خفزی ایک ہزار بار پڑھتے۔ سونے سے پہلے سورۃ منزل شریف اور
سورۃ والفی اور سورۃ القدر کا وظیفہ کیا کرتے۔ ذکر پاس انفاس کا بھی معمول تھا۔

اخلاق و عادات | آپ خوبصورت، نیک سیرت، خوش آواز، بلند اطوار، شہسوار
تھے، طبیعت حلیم تھی، زہرا سے پیشہ کرتے، مسکینوں کی خدمت
کرتے، خدا کی یاد کرتے، کسی سے غصہ و کینہ نہ رکھتے، درویشوں سے محبت رکھتے،
فقروں کا کلام پسند کرتے، اپنے بڑے بھائی سید عمر حیات کا بڑا عزت و احترام کرتے۔

درویشوں کی خدمت | آپ کے پاس درویشوں کی کافی آمدورفت رہتی۔ آپ
ان کی خدمت و مدارات کیا کرتے۔ چنانچہ سید امیر علی شاہ
پشتی گڑھ شکری، اور سائیں و لاچشتی المعروف جھوسے والہ کسی مرتبہ آپ کے پاس آ
کر ٹھہر گئے۔

اشعار خوانی | آپ کبھی کبھی میاں محمد ساکن چھوہرہ الزوالہ ضلع گجرات کے بہ اشعار
پڑھا کرتے۔

ت
تک رہیاں کھل تمک پیاں چند تک آئی تاہیں بولیاں میں
تیرے تھاں گراں مکان اتوں لکھ وار پیار یا گھولیاں میں
کو کو کم یم غریب آتے مولا جانے قدیم دی گولیاں میں
پہنچن دا واسطہ من میراں جب آ محمد ڈولیاں میں
ذ
ذکر تیرا نت نکر مینوں ہور کم جہان دے یاد ناہیں
تیرے نام دا جیہا سواد میراں کھنڈ مہری دے دہ سواد ناہیں
اکھیں لوکاں دیاں جگ آباد دتے اکھیں میریاں دہ آباد ناہیں
محمد کم میرے دہج دہج پے گئی نونٹ ہک بھاویں بغداد ناہیں

کرامت

منکروں کا آسیب نہ ہو جانا | آپ کے بھتیجا صاحبزادہ عبدالکریم عباسی سے منقول ہے کہ ایک دفعہ موضع چک جینڈو کے

زمینداروں نے آپ سے تمسخر کیا۔ آپ نے ایسا تصرف کیا کہ اُس سارے ڈیرہ والوں کو آسیب کی شکایت ہو گئی۔ مرد اور عورت، بچے اور جوان سب مجنونوں کی طرح ناچنے کودنے، بڑے بڑے عالمین وہاں آئے۔ مگر کسی سے اُن کا تدارک نہ ہو سکا۔ آخر وہ آپ کے پاؤں پر آگرے اور معافی مانگی۔ آپ کے وہاں پہنچنے کی دیر تھی کہ سب ڈیرہ والے ٹھیک ہو گئے۔

عملیات

آپ کے پاس عملِ حُب، اطہر، آسیب، جادو، نظرد، خنازیر وغیرہ بہت مجرب تھے۔ کئی لوگوں نے فائدے اٹھائے اور کئی بیماریوں نے شفا پائی۔

شعر گوئی | آپ بعض اوقات پہچانی میں شعر کہا کرتے۔ چنانچہ آپ کے کچھ اشعار یہاں لکھے جاتے ہیں۔

صفتِ رضیہ حضرت نوشہ

اول حمدِ آسمانوں جو سب عیبان تھیں پاک
اُس پیدائیتِ خلق نونِ چین تارے افلاک
دو در و درِ رسول نونِ حق جس دے لولاک
کرم حیاتِ فقیرِ دالِ ہویا غمناک

آپے یارِ رسول دے اباجر عمر عثمان
جو تھا یادِ پہچان توں شاہِ علی مردان
حیدر صفدر شیرِ داکر دی وردِ زبان
جس خیر کوٹ گراٹیا لاکے بہت تران
اندر دنیا دین دے جھولن لال نشان
کرم حیاتِ فقیر نونِ او سے دا ہے مان

حسن حسین امام دا ورد کراں ہر دم
پاک نبی دے لاڈلے نور جنہاں دا جم
ہوئے شہید دینج کر بلا نال کٹادی ستم
کرم حیات فقیر تے کرسن آپ کرم

غوث الاعظم پیر تے عرض کراں ہتھ جوڑ
اوہ ڈبے بیڑے تار دا قطب بنا ڈاچوڑ
اوہ ٹالے کم قلم دے لکھی دیندا موڑ
کرم حیات فقیر دی دینی کھول مروڑ

غوث الاعظم پیر دا ورد کراں ہر جا
جدھا نانا پاک رسول ہے داوا شیر خدا
حل کریندے مشکلاں بادشہاں دے شاہ
کرم حیات فقیر تے کرسن آپ نگاہ

روشنہ نوشہ پیر دا ہو یا نور و نور
سانوں ایویں جا پدا موسے والا طور
کعبہ دینج زمین دے اوہ آہا بیت معمور
جنہاں مینا مال یقین دے پیچھے وچ چھوڑ
سانوں تانگ رہے فریج ولید جانا اسان ضرور
اوہوں جام عشق والہ بعد اجیوں پتیا منصور
جو منکر نوشہ پیر دا ہوندا چکسنا چوڑ
کرم حیات فقیر نوں صاحبا کر منظور

روشنہ نوشہ پیر دا چڑھیا چن نلک
عاشق دانگ چکور دے رہندے ناں انگ
دوالے روئے پیر دے کرن طوان ملک
ہوئے مست بیہوش اوہ جنہوں دین جھلک
شاہ سلیمان دا لاڈلا اس دینج کئی نہ شک
کرم حیات فقیر دا کھولیں چا درک

روشنہ نوشہ پیر دا سونا ساوا رنگ
عاشق اس نوں دیکھ کے جلد دانگ پتنگ
چھڑ دنیا دے وہم نوں ہو کے کئی سنگ
کرم حیات فقیر نوں آپ رلائے سنگ

روشنہ نوشہ پیر دے برے نور اللہ
او تھے بولن خمرے بظقاں کر دے ذکر اللہ
اوہ واصل کر دا حق دا جس تے کرے نگاہ
کرم حیات فقیر دا بادشہاں دا شاہ

رومنہ نوشتہ پیر دا سچا واگ بلور
اند سارے ملک دے ثانی نہ کوئی ہور
او تھے بلین خمرے خمریاں نالے مور لٹور
کرم جیات فقیر واترہ بن نال کئی ہور

مذبح حضرت نوشتہ گنج بخش

اول حمد خداوند عالی
در تیرے دا میں سوالی
خیر پاؤ پا میری تھالی
حضرت نوشتہ گنج بخش

عرض کراں میں تیرے دل
کن دھم سننی میری گل
مشکل میری ہووے حل
حضرت نوشتہ گنج بخش

توں محبوب الہی تارا
کروا میں سوال بے چارا
میرے نال نہ کرہو لارا
حضرت نوشتہ گنج بخش

عرض کراں میں اٹھ سویلے
میرے کم کرو مسر ویلے
مسرد کرنی مشکل ویلے
حضرت نوشتہ گنج بخش

باقی اتے بونجہ جیہڑے
اوہ بھی سارے حنادم تیرے
میں بھی عرض کراں ہونیرے
حضرت نوشتہ گنج بخش

بہتر ہور امرا پیارے
جنہاں چاہڑی پہنگ اولارے
اوہ بھی نور الہی تارے
حضرت نوشتہ گنج بخش

ساہن پال سی عرض گزار سی رو رو کر دا بوہتی زاری
نام ربے تدمہ کیتی یاری حضرت نوشہ گنج بخش

کی گل لکھاں وچ شمار جو کوئی آدے اس دربار
بیڑا ہووے اس دا پار حضرت نوشہ گنج بخش

کرم حیات سوالی تیرا ہر دم چاہندا ہے دل میرا
کرد مہر دا میں دل پھیرا حضرت نوشہ گنج بخش

کرم حیات کریندا عرضاں دُور ہٹاؤ ساریاں مرغاں
مدد کرو یا شاہِ مرداں حضرت نوشہ گنج بخش

شجرہ شریف قادسی نوشاہی

پہلے صفت خداوند والی ذات مبارک پاک کمالی
ایتھوں مول نہ جاواں خالی یا حضرت نوشہ گنج بخش

بعد درود نبی سرور ہاشمیاں دا عالی گھر
شافع ہو سی روز حشر یا حضرت نوشہ گنج بخش

صلوات نبی دے چارے یار اکھاں دل دے نال پیار
دین نبی دے ہمیں مختار یا حضرت نوشہ گنج بخش

چندر مندر شیر خدا داتا غیب رکوت گرا
مشکل میری کروکشا یا حضرت نوشتہ گنج بخش

حسن بھسری ہے پیر کمالاں بسدیاں چوداں بلن مشالاں
میریاں سن لے قیلاں قالاں یا حضرت نوشتہ گنج بخش

حضرت شیخ حبیب عجم دین دنی وا توں میں تھم
ہر مشکل وچ آوے کم یا حضرت نوشتہ گنج بخش

حضرت داؤد طائی دی گولی بخشو چنگا مندا بولی
خیر پاؤ چا میری جھولی یا حضرت نوشتہ گنج بخش

معروف کرخی سنی پوکاراں آئے میں کسلی دیاں ساراں
ڈھونڈ دی پھر دی جنگل باراں یا حضرت نوشتہ گنج بخش
الحز

دستخط آپ کا ایک دستخط شجرہ شریف سے لکھا جاتا ہے :-
”تمت یہ شجرہ سائیں دسوندمی فقیر نوشاہی قادری از چنبہل تحصیل و
ڈاک خانہ خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخوپورہ۔ بقلم خود کرم حیات ولد شاہ غلام حسین نوشاہی
فقیر از چنبہل۔“

قلم شکستہ خراب سیاہی کاغذ بہت پرانا تحریر کرنے والا یار و کرم حیات انجانا
آپ کا نکاح سیدہ امینہ بی بی بنت سید فضل حسین بن سید بنے شاہ ہاشمی رن علی
سے ہوا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔

اولاد آپ کے تین بیٹے تھے۔ (۱) صاحبزادہ نذیر حسین (۲) صاحبزادہ اکبر علی (۳) صاحبزادہ

حضرت حیات -

آپ کی پانچ بیٹیاں، در میں :-

- ۱- سیدہ نور بیگم - ایک ماہ کی ہو کر فوت ہو گئی۔
- ۲- سیدہ نذیر بیگم - بہر دو سال انتقال کیا۔
- ۳- سیدہ بشیر بیگم - سوا مہینہ کی عمر میں وفات پائی۔
- ۴- سیدہ سکینہ بیگم - منکوہ مولوی سید ابوالرضا بشیر احمد بشارت بن اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ

نوشاہی برخورداری ساہن پالوی مدظلہ العالی۔

۵- سیدہ مغزی بیگم - منکوہ صاحبزادہ عبد الکریم عباسی بن سید عمر حیات چنبیلی۔

آپ کے بعض مریدوں کے یہ نام ہیں :-

دانا آباد - ضلع شیخوپورہ

۱- سید صاحب

یارانِ طریقت

- | | |
|--------------------------------------|--|
| ۱- مستورات میں سے | ۲- جہاناں بن سوہنا درک چنبیل ضلع شیخوپورہ |
| ۱۱- بھری نبت روشن موجی اٹوان والہ | ۳- دریاں بن جہاناں |
| زوجہ گاموں موجی - چنبیل ضلع شیخوپورہ | ۴- سلطان |
| غیر مسلموں میں سے | ۵- سائیں محمد الدین باقندہ |
| ۱۲- رحمان بن بکر عیسائی | ۶- عنایت بن امام الدین مراشی |
| ۱۳- جہاں بن پیرا عیسائی | ۷- بخشا گجیانہ |
| ۱۴- صادق بن گاماں عیسائی | ۸- امام الدین بن مہندا اوکھ فتحپوری |
| ۱۵- دوست محمد بن رحمان عیسائی | ۹- حسین نندپور گوجرانوالہ |
| | ۱۰- فتح محمد بن سردار ابن بوٹاناٹھ دن مل گجرات |

سید کریم حیات نے بہر اکائیس سال انتقال کیا۔ وفات کے وقت اپنے بڑے بھائی سید عمر حیات کا ہاتھ پکڑا اور ان کی ہتھیلی پر اپنی انگلی

سے یہ مفرد حروف لکھے " ا - و - ل - ب - ع - د " اس کے بعد انتقال کیا۔
واللہ اعلم اس میں کیا راز تھا۔

سید کرم حیات کی وفات بعارضتہ تپ محرقہ گیارہ یوم بروز پنجشنبہ - دوسری
ربیع الاول ۱۳۵۶ھ - ۱۳ مئی ۱۹۳۷ء - ۳۱ ربیع الاول ۱۹۹۴ء

میں ہوئی۔ آپ کی قبر موضع چھیل ضلع شیخوپورہ میں ہے۔

مادہ ہائے تاریخ بھری

۱۔ ہادی نوشہ گنج بخش ۲۔ مظہر داؤد ۳۔ مومن مظفر ۴۔ اشارات جنت

صاحبزادہ نجات حیات بی بی

فرزند پنجم تہ غلام حسین حوالدار چھیلی بن سید نور احمد دھیر کویؒ۔ والدہ کا نام حضرت
حسین بی بی بنت کرم دھلو ساکن تہر تھا۔ بچپن میں وفات پائی۔ وفات ۱۳۱۵ھ۔

صاحبزادہ نور الہیؒ

فرزند اکبر حضرت سید غلام علی بن سید قدم الدین برخورداری ساہن پالویؒ۔ والدہ کا نام سیدہ
شمس بی بی بنت سید شاہ نواز برخورداری ساکن بڑجن تھا۔
یہ مولف کتاب ہذا کے حقیقی ماموں تھے۔ بچپن میں انتقال کیا۔

وفات ۱۲۹۴ھ

صاحبزادہ محمد علیؒ

فرزند اصغر حضرت سید غلام علی بن سید قدم الدینؒ۔ والدہ کا نام سیدہ ایمہ بی بی بنت
سید فضل الہی برخورداری ساہن پالویؒ تھا۔

آپ کی ولادت ۱۲۹۸ھ میں ہوئی۔ آپ بھی مولف کے ماموں تھے۔
مادہ تاریخ "عشرت و کلہانی"

تاریخ ولادت

محمد علی کی وفات بعد دو سال۔ چوتھی مگر سہ ماہی ۱۹۳۸ء بمبئی، مطابق، محرم
۱۳۵۸ھ میں ہوئی۔ قبر گورستان نوشاہیہ میں ہوئی۔

تاریخ وفات

مادہ ہائے تاریخ ۱۔ چشمہ فیض نبی ۲۔ غلام مصطفیٰ

سید نواب علی مجذوب رسول نگرئی

آپ سید شیر عالم بن سید عمر بخش رسول نگرئی کے بڑے بیٹے تھے۔ بیعت طریقت اپنے جد بزرگوار حضرت سید عمر بخش بن سید محمد بخش سے تھی۔
آپ کی والدہ کا نام مسماں رسول بی بی بنت میاں قطب الدین بن میاں امام بخش حنفی نہ رسول نگرئی تھا۔

تاریخ ولادت آپ کی پیدائش پانچویں ربیع الاول ۱۲۹۹ھ میں بمقام رسول نگر ہوئی۔ مادہ تاریخ "مربوب مزاج"

مجذوب ہونا آپ کے ساتھ جدا مجد کی بڑی محبت تھی۔ بچپن میں ہی آپ کو فیض سے نوازا آپ کی استعداد چونکہ ابھی اس قدر نہ تھی۔ آپ ان کی توجہ کو برداشت نہ کر سکے۔ اس لئے حالت جذب دستی آپ پر وارد ہو گئی۔ اور مجذوب ہو گئے اور مدتِ عمر مجذوب رہے۔

مستی میں امیری آپ باوجودیکہ مستوار تھے۔ لیکن طبیعت میں امارت تھی۔ تہبند دستار خود اپنے ہاتھوں سے نہیں باندھتے تھے۔ حاضرین ہی اپنے ہاتھوں سے کپڑے پہناتے۔ ویسے آپ دستار کلاہ پر باندھتے، کپڑے صاف ستھرے رکھتے۔ ذرا سا میلا داغ کہیں دیکھتے تو کپڑا اتار پھینکتے۔ اگر کھانا میں یا دودھ لٹی میں کہیں مکھی گر پڑتی تو آپ بالکل اُس کھانا وغیرہ کو استعمال نہ کرتے۔

گالیاں دینا آپ بالعموم سفر میں رہتے۔ اپنے دادا کے مریدوں پر چلے جاتے۔ سب لوگ آپ کی خدمت مدارات بہت کرتے۔ آپ گالیاں بہت دیا کرتے تھے۔ اس لئے مرید لوگ آپ کو "گالیاں والے پیر صاحب" کہا کرتے۔ جو کچھ منہ سے نکلتے وہ پورا ہو جاتا۔ کئی بے اولادوں کو آپ کی دعا سے اولاد ہوئی۔

غیر مفہوم الفاظ آپ مجذوبانہ طور پر بعض اوقات ایسے الفاظ بولا کرتے، جن کا کوئی مطلب سمجھ میں نہ آتا۔ مثلاً "تیری جنگ لڑی، تیری تنگ

لڑی، تیری منگ لڑی۔“ وغیرہ۔

آپ کا نکاح سیدہ نواب بیگم کبریٰ بنت سید نور عالم ساکن اگرویہ سے ہوا،
الطیبہ کا نام | لیکن کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

آپ کے مریدوں میں سے صاحبزادہ محمد منظور بن سید زمان علی
یارِ طریقت | رسول نگر ہی ہیں۔

سید نواب علی کی وفات بعمر پینسٹھ سال بروز پنجشنبہ۔ پچیسویں
تاریخ وفات | جمادی الاخریٰ ۱۲۶۲ھ میں ہوئی۔ مزار گورستان نوشاہیہ میں
 ہے۔ مادہ تاریخ ”باغِ نوشہ“

صاحبزادہ نشان علی رسول نگر

فرزند اصغر سید شیر عالم بن سید عمر بخش رسول نگرؒ۔ والدہ کا نام مسما رسول بی بی
 بنت میاں قطب الدین حفظانہ رسول نگرؒ تھا۔ بچپن میں فوت ہوا۔ وفات ۱۳۰۵ھ

سید محبوب علی رسول نگرؒ

آپ سید نور عالم بن سید عمر بخش بر خور داری رسول نگرؒ کے فرزند اکبر تھے۔ بیعت و
 اجازت اپنے چچا سید فضل عالم بن سید عمر بخشؒ سے تھی۔

آپ کی والدہ کا نام مسما سلطان بیگم بنت بخت تارڑ ساکن اگرویہ تھا۔

آپ کا نام محبوب علی۔ لقب سلطان صوبہ۔ مشہور نام صوبہ ماہی اود
نام و لقب | صوبے شاہ تھا۔

آپ نے اردو اور فارسی کی اچھی تعلیم پائی۔ شیخ سعدی کی کتابیں گلستان
تعلیم | اود بوستان سبقا پڑھیں۔ طبیعت ذہین تھی۔ نظم و نثر لکھنے میں اچھی
 مہارت رکھتے تھے۔ مؤلف کے جد بزرگوار حضرت سید حافظ محمد شاہؒ سے مطالعہ کے
 واسطے کتابیں لے جایا کرتے تھے۔

کرامت

وفات سے پہلے اپنی تاریخ بنانا | آپ کے چچا سید حسن عالم بن سید عمر بخشؒ رسول نگر ہی سے منقول ہے کہ آپ نے وفات سے آٹھ روز پہلے اپنی تاریخ کا ایک شعر بنا کر اپنے سر ہانڈ کے نیچے رکھ دیا تھا۔ بعد وفات کے ظاہر ہوا، جو ذکر کے خاتمہ پر نکھا جائے گا۔

فائدہ | کئی بزرگوں نے ازراہ کشف وفات سے پہلے اپنے انتقال کی خبر دی ہے۔ چنانچہ حاجی عبدالجلیل چشتی لکھنوی نے اپنی تالیفات میں پہلے ہی لکھ دیا تھا کہ میری وفات ۱۰۴۳ھ میں ہوگی۔

شعر گوئی | آپ بعض اوقات شعر کہا کرتے تھے۔ آپ کی ایک نادر سی غزل دستیاب ہوئی ہے۔ اگرچہ اس کا قافیہ کوئی نہیں اور عروضی لحاظ سے بھی ٹھیک نہیں، مگر آپ کی یادگار کے طور پر تحریر کر دی جاتی ہے۔

غزل

خوش بیاد مجلسِ دیرینہ ما دیرینہ ما	جز تو مے سوز و فراق تو روز شد این جان ما
استخوانم روز و شب در زیر تابِ عشق تو	چون شمع افزہ ہر شب میشواید این جان ما
ہمچنان سوزاں شود چون دانہ اسپند جان	روفتن جسم مرا شد دور چون این جان ما
دود شد این جان ما بر آتشِ اسپند وار	گشت ویراں مال ما افسوس شد این جان ما
چوں سکہ بے آب میرم بر کنارِ خشک اہم	ہمچو پروانہ نگرود شمع سوزاں جان ما
اے شاہ کردی تباہ بر حال ما را نظر کن	عاجزے را رحم افکن نظر کن بر جان ما
جلوہ ہائے لایزال بر غریباں نظر کن	تا بر برد از عذابِ عشق تو این جان ما

عربی تذکرہ اولیائے ہند - جلد ۲ - صفحہ ۹۵ - شرافت

بے سرو سامان گشتہ بندہ آمد بدورت
ابرباراں بار بر من امن یا بد جان ما

حضرت عالی نگا آمد بر محبوب کن
حرمت سردار عالم بخش کن این جان ما

آپ کی تحریرات میں سے آپ کا ایک دستخط یہاں نقل کیا جاتا ہے۔
دستخط ”تمام شد قصہ کپڑا بعون اللہ تعالیٰ بوقت شام تحریر یافت، ۱۸۹۸ء
بقلم خود محبوب علی فقیر نوشا ہی۔ سکنہ رسول نگر۔“

آپ کا نکاح ۲۹ ربیع الاول ۱۳۱۹ھ کو سیدہ رابعہ بی بی بنت سید
اہلبیہ کا نام فضل الہی بن سید غلام قادر بر خورداری ساہن پالوی سے ہوا تھا۔ لیکن کوئی
اولاد نہ ہوئی۔ اس لئے آپ دنیا سے لا اولد ہی سدھا رہے۔

آپ کے خواص مریدوں کے نام یہ ہیں :-
یاران طریقت ۱۔ سید فیروز علی بن سید حسن عالم رسول نگری۔ برادر عظم زاد۔
۲۔ سید چراغ علی بن سید پیر عالم رسول نگری۔ برادر عظم زاد۔

سید محبوب علی کی وفات اپنے والد کی زندگی میں بعالم شباب۔ بروز
تاریخ وفات اتوار۔ چودھویں ربیع الاول ۱۳۲۵ھ میں ہوئی۔ قبر قصبہ رسول نگر۔
ضلع گوجرانوالہ میں شہر سے مغربی طرف گورستان شیخ پختے شاہ سلیمانی میں ہے۔

تاریخی شعر

خود سید محبوب علی نے قبل از وفات بنایا۔
بسر و ش بگفت کہ از سن آن میگوی تولدے انائے جہاں
بسر و ش بگفت کہ رضواں را بشتاب بیا۔ آباغ کشا
مادہ ہائے تاریخ

۱۔ جوان خدا ترس
۲۔ بندہ بیدار مغز

صاحبزادہ مراد علی رسول نگری

خلعت الصدق سید فضل عالم بن سید عمر بخش بر خورداری رسول نگری اپنے والد کا اکلوتا

بیٹا تھا۔ والدہ کا نام سیدہ زینب بی بی بنت سید اقبال علی ساہن پالوی تھا۔

آپ کا نام مراد علی۔

نام و لقب | لقب مراد انوالا رکھا گیا۔

تاریخ ولادت | پیدائش بروز جمعہ۔ وقت ظہر۔ بارہویں شعبان ۱۳۰۵ھ کو بمقام رسول نگر ہوئی۔ جد بزرگوار نے لفظ "مختار دین" سے تاریخ نکالی۔

تولد نامہ | یہ ابھی بچہ ہی تھا کہ اس کے والد صاحب کا انتقال ہو گیا۔ جد امجد حضرت سید عمر بخش نے اس کے متعلق ایک نظم پنجابی موسوم بہ تولد نامہ لکھی۔ جس میں اس کی پیدائش اور سید فضل عالم کی وفات کا مضمون بیان کیا۔

تولد نامہ

بندہ سو جو رب ہی توں ہر دم پیاسمہا لے دا

دینہ سوناتے را میں جاگن کم مراداں والے دا

بارہویں ماہ شعبانوں جانو لکے پیراں ماہ و ساکھ

چوتھیہ ماہ اپریل پچھانوروز جمعہ پیشی بدھ ساکھ

سید فضل عالم گھر جسمیاں پوتا بھورے والے دا

دینہ سوناتے را میں جاگن کم مراداں والے دا

اگر پختن پاک دی بخشش گل اصحاب تے دوست چکر

چارہ چوپاں خنوارے باراں امام معصوم غفار

حضرت غوث الاعظم صاحب پنج بھاد بھاری سرکار

کھل ولی تے شاہ سلیمان تیرے ہر دم مددگار

پاک حمان تے میاں صاحب محمد عظیم تے فتح الدین

مدد نوشتہ صاحب ہووی سکھ ساہن پالے دا

دینہ سوناتے را میں جاگن کم مراداں والے دا

پاک حمان تے میاں صاحب محمد عظیم تے فتح الدین

حضرت فتح محمد بہر عمر ہمیشہ صدق یقین

مدد بیان صاحب سے مراد شاہ ۲۰۰ ت اللہ ہیں۔ شرافت۔

برکت پاک نبی دی اللہ چاہے روشن کر دے دین محرم ۱۳۰۵ھ تاریخ تولد صاحب چاہے کرے متین

اتم مرادنی چادھر یا فضل ہے فضلاں والے دا

دینہ سوناتے راتیں جاگن کم مراداں والے دا

قدرت اللہ صاحب سندی سندی پاک ہمیشہ ذات باپ تیرے نے پہلی اسوں نانویں عاشورے پائی وفات

چاہے گاتے تیرے اُتے پنے کموں پاسی جہات بخشش رب دی با بچوں یارا ہور نہ کوئی دوجی بات

اپنی بخشش سیتی صاحب چاہے تینوں پائے دا

دینہ سوناتے راتیں جاگن کم مراداں والے دا

اکی روز سے پڑھینے عمر تیری ہے ایس وقت نانویں شب عاشورے سندی پہلی اسوں ایس وقت

تیراں سے پچھ ہجری ستوں رات آیت دلی ایس وقت وقت شام سے رحلت کیتی باپ تیرے خود ایس وقت

چاہے گاتے اللہ صاحب تینوں علم سکھالے دا

دینہ سوناتے راتیں جاگن کم مراداں والے دا

اکی سال ہے عمر تمامی باپ تیرے دی ہوئی کھل اک دم منگیاد سے نہ کوئی نکلہ کر ڈر کو دیوے تل

مصل علم نے صورت سیرت دہ فقر نہیں اس سے تل دیکھ کے سب کو راضی ہوندا ایسا عجب عجائب کھل

ماؤ تائیں ایسا پتر کب فر رب دکھالے دا

دینہ سوناتے راتیں جاگن کم مراداں والے دا

عمر تمامی ماتیری تے اللہ بخشش کرے مدام دین دنی تے شرم حیا دی بخشش کر دے اپنی عام

علم فقر تے عمر حیاتی بخشے رب تینوں انعام برکت پاک نبی صاحب دی برکت پاک قرآن کلام

برکت پیر پیغمبر سببناں آئی آفت ٹالے دا

دینہ سوناتے راتیں جاگن کم مراداں والے دا

امر الہی ایسا ہی ہوا کہ صاحبزادہ مولانا علی بیگم شیر خوارگی ۱۳۰۶ھ میں اپنے
والد صاحب کے بعد جلد ہی داعی اجل کو لبیک کہہ گیا اور اپنے دادا

تاریخ وفات

۱۱۔ شرافت - شمسی تاریخ کے مطابق عمر کا حساب لکھا ہے - ۱۲۔ شرافت -

صاحب اور والدہ صاحبہ بلکہ اپنے سب کنبہ دادک، نانبک کو داغِ مفارقت دے کر اپنے والد کا صدر تازہ کر گیا اور ان کے سلسلہ نسب کو ختم کر گیا۔
 مادہ تاریخ ”مرغِ بے بان“

سید چراغ علی رسول نگرؒ

آپ سید پیر عالم بن سید عمر بخش رسول نگرؒ کے بڑے بیٹے تھے۔ بیعتِ طریقت اپنے چچا زاد بھائی سید محبوب علی بن سید نور عالمؒ سے تھی۔

آپ کی والدہ کا نام سیدہ زینب بی بی بنت سید عطا محمد ساہن پالویؒ تھا۔

آپ کی پیدائش ۱۳۱۲ھ میں ہوئی۔

آپ کا نام تاریخی رکھا گیا ”چراغ علی“

تاریخ ولادت

آپ سادہ مزاج، خودی تکبر سے محترز، صوم و صلوة کے پابند تھے۔ علم کہ تھا،

لیکن اخلاق اچھے تھے۔ خوش گو و خوش کلام تھے۔

اخلاق

آپ کا نکاح سیدہ حاکم بی بی بنت سید سلطان محمود برخورداری دھیر کوی سے

ہوا۔ اس کے بطن سے اولاد ہوئی۔

اولاد

آپ کے چار بیٹے ہوئے :-

۱۔ صاحبزادہ محمد ظہور سلمہ اللہ تعلیم یافتہ ہے۔ اس کی شادی سیدہ عنایت بیگم بنت

سید برکت علی دھیر کوی سے ہوئی۔ اس سے دو لڑکے شہزاد احمد اور دلشاد احمد اور

ایک لڑکی بنام نسیم فردوس ہے۔

۲۔ صاحبزادہ محمد مقصود سلمہ اللہ لاہور میں ملازمت کرتا ہے۔ اس کی شادی سیدہ عزیز بیگم

بنت سید فیروز علی رسول نگر سے ہے۔

۳۔ صاحبزادہ محمد مسعود سلمہ اللہ۔ یہ بھی لاہور میں ملازم ہے۔ اس کی شادی سیدہ نواب بیگم

صغریٰ بنت سید نور عالم رسول نگر اگر دہلی سے ہے۔ اس کا ایک لڑکا شہزاد احمد۔

اور ایک لڑکی کوثر نسیم ہے۔

- ۴۔ صاحبزادہ محمد غفور مرحوم۔ بچہ فوت ہو گیا۔
 سید چراغ علی صاحب ذکر ہذا کی تین بیٹیاں ہیں :-
 ۱۔ سیدہ نذیر بیگم۔ منکوہ نادر حسین ساکن دھیر کے۔
 ۲۔ سیدہ عنایت بیگم۔ منکوہ صاحبزادہ فرمان علی بن سید نور عالم۔ وان مگرئی۔ ساکن اگر وہ۔
 ۳۔ سیدہ منیر بیگم۔ یہ کنوار ہی فوت ہو گئی۔
 آپ کے خواص مرید یہ تھے :-

یارانِ طریقت

- ۱۔ مہربن مولا بخش اراٹیں
 ۲۔ حسین اراٹیں
 ۳۔ احمد الدین بن کرم چشمہ ذیلدار
 ۴۔ غلام رسول بن الہ واد چشمہ
 ۵۔ رحمت بن مولا واد چشمہ
 ۶۔ غلام بن لدھا موچی
 ۷۔ نور امراتی
 ۸۔ محمد حنیف بن لدھا جوگی نور پوری
 ۹۔ محمد الدین بانڈہ
 ۱۰۔ مہتاب بانڈہ نور پوری

تاریخ وفات

سید چراغ علی کی وفات اپنے والد کی زندگی میں بعمر اٹھتیس سال
 منگلوار کی رات چوبیسویں ماہ ربیع المرجب ۱۳۵۲ھ میں ہوئی۔
 آپ کی قبر ماہن پال شریف گورستان نوشاہیہ میں ہے۔
 مادہ ہائے تاریخ

۲۔ خورشید پیکر

۱۔ فیض نوشہ صاحب

باب دہم

اس میں اُن بزرگوں کے ذکر ہیں جو حضرت نوشتر صاحب سے
دسویں پشت ہیں۔

سید غلام رسول

آپ سید فضل الہی بن مولانا سید غلام قادر بن خور داری ساہن پالوی کے اکلوتے فرزند تھے۔
بیعت طریقت اپنے بہنوئی حضرت سید حافظ محمد شاہ بن سید محمد امین مختار ساہن پالوی سے تھی۔
آپ کی والدہ کا نام حضرت حسن بی بی تھا۔ جو درگاہی و امہ ضلع گوجرانوالہ کے قوم بھٹی
علماء کے خاندان سے تھیں۔

آپ کی ولادت پچیسویں شوال ۱۲۹۰ھ میں ہوئی۔
دادہ آریخ ہے۔ ”بچہ شیریں سخن“

آریخ ولادت

آپ نے ابتدائی واحد باری اور گریما حضرت سید حافظ محمد شاہ سے پڑھا۔
پھر ایک جماعت سکول گھنیاں ضلع گجرات میں۔ اور تین جماعت سکول بڈالہ ضلع
گوجرانوالہ میں پڑھیں۔

تعلیم

اپنے مٹھ کے ارشاد کے مطابق آپ ذکر کلمہ طیبہ اور درود شریف
ہزارہ پر مواظبت رکھتے اور وظیفہ حسبنا اللہ دنعہم الوکیل
نعہم المولیٰ دنعہم النصیر۔ بھی پڑھا کرتے۔ نماز باجماعت پڑھا کرتے۔ اپنے دادا صاحب
حضرت سید غلام قادر کو بھی دیکھا تھا۔

اوراد و وظائف

چاہ ماچھو والہ واقعہ رقبہ ساہنیا نوالہ میں چار بیگہ زمین آپ کی
ملکیت تھی۔ اس میں زراعت کیا کرتے۔ روزی حلال کاتے۔ تمام

اخلاق و عادات

عمر غربت اور مسکنت میں گزاری۔ پاک طینت، راست باز تھے۔ کبھی کسی کو ایذا نہیں پہنچائی۔ آپ کی پانچ ہمشیرہ تھیں، سب کی خدمت کیا کرتے۔

اپنے پیر طریقت حضرت سید حافظ محمد شاہ نیک اختر کے کمال معتقد و مؤدب تھے۔ عرس بھڑی شریف جانے کے موقع پر سالانہ ایک وقت کا بھنڈا رہ ان کو دیا کرتے۔

وفات کے بعد کرامت

آپ کے ہمشیرہ زادہ اعلیٰ حضرت سید غلام مصطفیٰ نوشاہی ادام اللہ برکاتہ، بیان فرماتے ہیں کہ جب آپ کی وفات کو تین ماہ گزر گئے تو ایک روز سرگی کے وقت ہم درود شریف پڑھ رہے تھے۔ مکاشفہ میں آپ کی ملاقات ہوئی۔ آپ نے ہمارے ساتھ مصافحہ کیا، اور خوش بخوش نظر آئے۔

آپ کا نکاح دسویں ذیقعدہ ۱۲۹۹ھ کو حضرت رحمت بی بی المعروف بیگم بی بی اولاد قوم بھٹی ساکن درگاہی والہ ضلع گوجرانوالہ سے ہوا تھا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کے دو بیٹے ہوئے :- (۱) سید پیر محمد (۲) صاحبزادہ غلام محمد مرحوم سید پیر محمد سلمہ اللہ تعالیٰ۔ متولد ۱۳۱۵ھ نیک اطوار مسکین طبیعت ہیں۔ ان کی شادی مسات فاطمہ بی بی بنت میاں عبد العزیز بھٹی ساکن درگاہی والہ سے ہوئی۔ ان کا ایک لڑکا صاحبزادہ محمد الزین نام ہے جو میرے والد اعلیٰ حضرت سید غلام مصطفیٰ مدظلہ کا مرید ہے۔ اور پانچ لڑکیاں ہیں۔

۱۔ سیدہ ممتاز بیگم، منکوتہ صاحبزادہ منظور حسین بن سید بوٹے شاہ بن سید کرم الہی ساکن پانڈو کے کلاں۔ اس نے طلاق دے دی تو پھر میاں غلام نبی بن میاں غلام احمد بھٹی ساکن حسن والی ضلع گوجرانوالہ سے نکاح کیا۔

۲۔ سیدہ ارشاد بیگم ۳۔ سیدہ ثریا بیگم ۴۔ سیدہ فہیدہ بیگم ۵۔ سیدہ رشید بیگم۔

یہ سب ابھی کنواریاں ہیں، اور اب ۱۳۶۶ھ میں موجود ہیں۔

سید غلام رسول صاحب ذکر ہذا کی دو بیٹیاں ہیں۔

۱۔ سیدہ سردار بیگم؛ منکوچہ میاں غلام رسول بن میاں علی احمد ساکن پکریاں ضلع گجرات۔

۲۔ سیدہ فضل بیگم؛ منکوچہ صاحبزادہ بوٹے شاہ بن سید کرم الہی برخوردار ساکن

پانڈو کے کلان۔ ضلع گوجرانوالہ۔

آپ کی بیٹی سیدہ سردار بیگم سے منقول ہے کہ آپ نے اپنے آخری **واقعات**

وقت میں فرمایا: چار پانی لاؤ۔ میرے مرشد سید محمد شاہ تشریف لارہے

ہیں۔ پھر فرمایا: جناب بیٹھ جاؤ۔ میں نیچے بیٹھنے سے معذور ہوں۔ اپنے لڑکے فلام مصطفیٰ

کو کہاں چھوڑ آتے ہو۔ اس کے بعد آپ نے کلمہ طیبہ پڑھا اور جان بحق تسلیم کی۔

سید غلام رسول کی وفات بمراتھتر سال ۱۳۶۸ھ میں ہوئی۔ قبر **تاریخ وفات**

گورستان نوشاہیہ میں ہے۔

مادہ تاریخ ”ولی ترقی خواہ“

سید امام الدین پانڈوکوی

آپ سید قاسم علی بن سید غلام محی الدین پانڈوکوی کے فرزند اکبر اور مرید تھے۔ آپ کی

والدہ کا نام سیدہ راج بی بی بنت سید لطف الدین بن سید علی محمد برخوردار ساہن پالوی تھا۔

آپ نے حضرت سید غلام قادر بن سید عبدالطہ برخوردار سے قرآن مجید اور

فارسی درسی کتابوں کی تعلیم پائی۔ آپ کے دادا سید غلام محی الدین بن سید عبداللہ

نے قرآن مجید، اور گلزار فقہ، اور وظائف، اور قصص الانبیاء اور زلیخائے جامی آپ

کے مطالعہ کے واسطے قلمی تحریر فرمائیں۔

سید غلام رسول کا کچھ ذکر شریف التواریخ کی تیسری جلد موسوم بہ تذکرۃ النوشاہیہ کے نوٹوں

حصہ فوائد الاذکار نام میں بھی لکھا جائے گا۔ شرافت۔

اولاد آپ کا نکاح چوتھی ماہ سوریہ ۱۹۲۱ء بمطابق ۱۶ ربیع الآخر ۱۳۴۱ھ میں حضرت فضل بی بی بنت میاں غلام حیدر جنجوعہ ساکن دھنویہ خورد ضلع گوجرانوالہ سے ہوا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کا ایک بیٹا سید مہتاب دین نام تھا۔
آپ کی ایک بیٹی تھی۔ سیدہ حیات بی بی۔ منکوہ سید نور الہی بن سید فاضل شاہ ساہن پالوی۔
تاریخ وفات سید امام الدین کی وفات ۱۳۲۰ھ میں ہوئی۔ قبر پانڈو کے کلاں ضلع گوجرانوالہ میں ہے۔

مادہ تاریخ "فضیلت"

سید رحیم اللہ پانڈو کوئی

آپ سید قاسم علی بن سید غلام محی الدین پانڈو کوئی کے فرزند اصغر تھے۔ بیعت طریقت حضرت سید عمر بخش بن سید محمد بخش رسول نگرئی سے تھی۔

آپ کی والدہ کا نام سیدہ رابع بی بی بنت سید لطف الدین ساہن پالوی تھا۔

اخلاق آپ سید غلام قادر بن سید عبداللہ بخرداری کے شاگرد تھے۔ پانڈو کے ہیں سکونت رکھتے۔ طبیعت نرم تھی، خصائل اور اخلاق درویشانہ تھے۔ آپ دنیا داروں سے کم اختلاط رکھتے۔

اوراد و وظائف آپ کے واسطے آپ کے دادا سید غلام محی الدین بن سید عبداللہ نے ایک وظائف تحریر کیا تھا۔ جس میں اسماء الحسنیٰ، اسماء الغیبیٰ، دعائے سریانی، دعائے گنج العرش، ناد علی، درود اکبر، درود ہزارہ تھے۔ وہ ۱۲۸۴ھ کی تحریر موجود ہے۔

اولاد آپ کا نکاح چوبیسویں شعبان ۱۲۸۴ھ کو سیدہ نور بیگم بنت سید عمر بخش رسول نگرئی سے ہوا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کا ایک بیٹا ہے۔ سید نور حسین سلمہ اللہ۔ یہ ضعیف العمر ہیں۔ تقریباً ستر سال کی

علم میں اس وقت موجود ہیں۔ ان کی شادی ۲۲ شوال ۱۳۳۲ھ کو سیدہ حاکم بی بی بنت سید حبیب اللہ ساہن پالوی سے ہوئی۔ اس سے بیٹا کوئی نہیں ہوا۔ دو لڑکیاں ہوئیں۔

۱۔ سیدہ نواب بی بی :- منکوحہ صاحبزادہ نذر مولیٰ بن سید میراں بخش ساہن پالوی۔ اس نے طلاق دے دی تو پھر صاحبزادہ فقیر محمد بن سید نور الہی ساہن پالوی مال ساکن کراچی سے نکاح کیا۔

۲۔ سیدہ برکت بی بی :- منکوحہ صاحبزادہ محمد منظور بن سید زمان علی رسول نگری۔

سید رحیم اللہ صاحب ذکر ہذا کی تین بیٹیاں تھیں۔

۱۔ سیدہ سردار بیگم :- یہ کنواری فوت ہو گئی۔

۲۔ سیدہ رابعہ بی بی :- منکوحہ سید جلال الدین بن سید محمد علی برخوردار پانڈوکوی۔

۳۔ سیدہ برکت بی بی :- منکوحہ سید نبی بخش بن سید کریم اللہ ساہن پالوی۔

تاریخ وفات سید رحیم اللہ کی وفات بروز اتوار، دوسری ماہ صفر ۱۳۳۳ھ میں ہوئی۔ قبر پانڈوکے کلان ضلع گوجرانوالہ میں ہے۔

ماوہ تاریخ " فضیلت یاب "

سید کریم اللہ

آپ سید اقبال علی بن سید غلام محی الدین برخوردار ساہن پالوی کے بڑے بیٹے تھے۔

بیعت طریقت حضرت سید عمر بخش بن سید محمد بخش رسول نگری سے تھی۔

آپ کی والدہ کا نام سیدہ گوہر بی بی بنت سید علم الدین بن سید علی محمد ساہن پالوی تھا۔

آپ نے قرآن مجید اور چند درسی کتابیں مولوی سید غلام قادر بن سید عبداللہ برخوردار سے پڑھیں۔

آپ کے بزرگوار سید غلام محی الدین بن سید عبداللہ نے جو وظائف علمی

لکھائے، اُس پر آپ کا نام بھی تحریر ہے کہ اُن کے پاس خاطر کے لئے لکھ رہا ہوں۔

آپ خوش طبع، شیریں کلام، صاحب شرم و جانتے۔ کسب حلال یعنی

اخلاق و عادات کاشت کاری کا اشتغال رکھتے، خوش آواز تھے۔ مؤلف کے دادا

حضرت سید حافظ محمد شاہ نیک اخترؒ کے ساتھ بہت محبت اور موانست رکھتے تھے۔
اشعار خوانی | آپ موسیقی کے واقف تھے۔ قصہ سیف الملوک مصنف میاں محمد بخش
 قادریؒ بڑے شوق سے پڑھا کرتے اور قصہ سومنی مہینوال مصنف سید
 فضل شاہ لاہوریؒ کی یہ روایت سمونا آپ پڑھتے تھے۔

اک رات سومنی چلی یار و تے سوہنا بار سنگار گابیلی
 شتی پئی بنان نون جاگ آئی اوہ بھی مگر چلی کر دھابیلی
 سومنی نکل دزوازیوں رواں ہوئی دھریا منہ جھناں دے دابیلی
 کھوج چورسند اکھوجی پکڑ لیا ایہ چور نون خبر نہ کابیلی
 گھر اچالیندی اونہاں بوٹیاں تھیں جتھے آوندی نت کابیلی
 بہتے بنہ داہل رب یاد کر کے سومنی ٹھل پئی دریا بیلی
 مل کے یار نون ننگہ ارار آوے رکھے گھرے نون پھیر چھپا بیلی
 اوہے بیٹھ بنان نے سب ڈٹھا ایہر اٹھ گئی غصہ کھا بیلی
 اگے سومنی تھیں گھر جا شتی انون یے تاکر گل پابیلی
 بدوں فخر ہوئی اوہو قہر بھری گئی طرف دکان سد پابیلی
 فیر طرف جھناں روان ہوئی کچا گھڑا دکان تھیں چابیلی
 جتھے سومنی گھڑا ٹکائیا سی جا پہنچیا ادس تکابیلی
 کچا بوٹیاں دھج نکا رکھے پکے گھرے دے نال وٹا بیلی
 کچی کچ کیتا دھروں سچ آہا کیہڑا لکھیا لیکھ مٹا بیلی
 گھریں آپو ہتی خون عاشقاں دی دیوے ماں نون گل سنا بیلی
 اُس دی ماں بھی مارنا لوڑی سی دتی آس حسد اپو چا بیلی
 آئی قہر تے غضب دی رات ٹر کے کالا ماسی بھیس وٹا بیلی
 ادھی رات گئی سومنی یار و تے ٹری پیر فقیر منا بیلی

اک رات اندھیر ٹری وادوجی پٹ شدی رکھ اٹھا بیلی
بکلی بدلاں تھیں کڑک مار پوندی دیندی طبق زمین ہلا بیلی

اجل پٹی پوکاردی سوہنی نون میتھے آبیلی میتھے آبیلی
جیوں جیوں سوہنی نون سد پین یار دسوں تیوں جاوندی پیر اٹھا بیلی
دیو داگ اس جڈ کریر وستن دیندے رت سریر سکا بیلی
غول چار چو فیر آواز کر دے ہور لکھ کر ڈر بلا بیلی

اوس رات ہزار آفات آہی کھول وات . میتھے اڑدیا بیلی
پیریں پڑن سولاں سولاں والڑی نون آہی جان پیر دھرا بیلی
اوڑک جھاگ مصیبتاں جا پوہتی جتھے آوندی گھڑا لکا بیلی
اونہاں بوٹیاں تھیں گھڑا چالیندی کر کے یاد رسول خدا بیلی

گھڑا پڑنے تھیں کچا نظر آ یار ورو کوکدی گھت کہا بیلی
ایویں پٹی پکار دی رب اگے جویں صاحبائے مدھ رضا بیلی
میرا پکیوں کتیوٹی چا کچا کھڑا دے نعت دیر ہٹا بیلی
جیکر آپ رکھیں مارے کون سایاں موٹی ہوئی سب دیں جوا بیلی

کسی لکھ متارواں رُہڑ دیاں نون دیویں فضل تھیں پار لنگھا بیلی
جیکر مڑاں تے عشق نون لاج لگے مڑن عاشقاں نہیں روا بیلی

رات یار والی اُج مجھ اتے مڑیاں دین ایمان تھیں جا بیلی
جیکر پچھاں جاواں جھوٹھی یار ووتوں پچھاں جان مے درج خطا بیلی
جے میں سنگ رکھی کیکر سنگ رساں سنگ ڈالے سنگ گوا بیلی
پچھاں مڑن کسیدے میں پیر مڑاں شالا دوزخیں ملے سزا بیلی

سوہنی تاں ہوواں جے میں اُج بلاں نہیں تے کو پھیری نام رکھا بیلی
فلتھوں کدی نہ مول قضا ہوسی جو کجھ آئیاں لیکھ لکھا بیلی

جیگر پچھاں مڑاں کافر ہومراں دوزخ کل کفار دی جاہیلی
 مہینوال تائیں کعبہ جانیائیں کہڑا کعبیوں مکھ بھواہیلی
 سچا عشق تائیں جے میں آج ملاں دیاں جان نوں گھول گھماہیلی
 اے یار وا جا دیدار کیتا اے حساب ہو گئی قداہیلی

باہجہ یار دلدار غبار دے مہینوال والا مینوں چاہیلی
 گھڑا پکڑ کے ہو روان ٹری مال صدق یقین صفاہیلی

اک یار دا پیار درگاہ جاتاہیلی غیہ دی پیت چکاہیلی
 پوہتی جا سوہنی اوپر کندھڑے دے موہوں منگدی گئی دعاہیلی
 سرتے بندہ داہل کلمہ یاد کر کے ٹری یار دا یقین تقاہیلی
 فضل جان کے جان و سبحان عاشق ہر دستکش نوں لاج نہ لایلی

آپ کا نکاح چوبیسویں شوال ۱۲۹۹ھ میں سیدہ سید بی بی بنت سید قاسم علی بن سید
 غلام محی الدین برخورداری پانڈوکوی سے ہوا تھا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔
 آپ کے چار بیٹے ہوئے :-

(۱) صاحبزادہ فقیر اللہ (۲) صاحبزادہ کرم الہی (۳) سید نبی بخش (۴) سید میراں بخش
 ان میں سے تیسرے صاحبزادے سید نبی بخش اس وقت ۱۳۶۶ھ میں زندہ موجود ہیں۔
 چاہ ماچھو والہ پر کاشت کاری کرتے ہیں۔ ان کی دو شادیاں ہوئیں۔

پہلی شادی سیدہ برکت بی بی بنت سید رحیم اللہ پانڈوکوی سے اس کے بطن سے ایک لڑکا
 محمد شریف نام پیدا ہوا جو بچپن میں فوت ہو گیا۔
 دوسری شادی سیدہ فاطمہ بی بی بنت سید مہتاب دین پانڈوکوی سے ہوئی۔ اس کے بطن سے
 چار لڑکے اور تین لڑکیاں ہوئیں۔

لڑکوں کے نام یہ ہیں :-

- ۱- صاحبزادہ ناصر حسین۔ بچپن میں فوت ہو گیا۔
- ۲- صاحبزادہ محمد حیات۔ یہ بھی طفولیت میں مر گیا۔

۳- صاحبزادہ محمد نذیر سلمہ اللہ۔ تعلیم یافتہ ہے۔ لاہور میں ملازم ہے۔ اس کی شادی سیدہ ممتاز بیگم بنت سید بہاوالحق لاہوری سے ہوئی ہے۔ تاریخ ولادت ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ہے۔

۴- صاحبزادہ محمد رشید۔ میٹرک تک تعلیم رکھتا ہے۔ ۱۴ اگست ۱۹۴۴ء کو تولد ہوا۔ مطابق ۲۴ شعبان ۱۳۶۳ھ۔

رہکیوں کے نام یہ ہیں۔

(۱) سیدہ حاکم بی بی۔ ابھی باکرہ ہے (۲) رشید بیگم (۳) سکینہ بی بی۔ یہ دونوں صغیر سن میں ہی مر گئیں۔

سید کریم اللہ صاحب ذکر ہذا کی صرف ایک بیٹی تھی جس کا نام سیدہ کرم بی بی تھا۔ وہ کنواری فوت ہو گئی تھی۔

سید کریم اللہ کی وفات بروز منگلوار۔ دسویں شوال ۱۳۲۴ھ میں ہوئی۔
تاریخ وفات قبر گورستان نوشاہیہ میں ہے۔

مادہ تاریخ " جوان بیدار مغز "

سید حبیب اللہ

آپ کا نام حبیب اللہ اور بعض شجروں میں عظیم اللہ اور مشہور نام حبیب اللہ تھا۔ آپ سید اقبال علی بن سید غلام محی الدین برخورداری ساہن پالوی کے چھٹے بیٹے تھے۔ بیعت و اجازت حضرت سید عمر بخش بن سید محمد بخش رسول نگر سے تھی۔

آپ کی والدہ کا نام سیدہ گوہر بی بی بنت سید علم الدین بن سید علی محمد تھا۔

آپ نے قرآن مجید اور چند اردو، پنجابی کی کتابیں حضرت سید حافظ محمد شاہ **تعلیم** نیک اختر سے پڑھیں۔

آپ کی عقیدت حضرت سید غلام علی بن سید قدم الدین برخورداری ساہن پالوی سے بہت تھی۔ آپ روزانہ رات کو ان کی خدمت میں **حصول فیض**

دو گھنٹے مجلس نشین ہوتے۔ اُن کے پاؤں دباتے۔ اور ہر طرح کی خدمت و آداب سجالایا کرتے۔
ورد و وظائف اور عملیات ان کی جناب سے حاصل کئے اور فیض پایا۔

اخلاق کریمانہ | آپ نہایت مؤدب، مہذب اخلاق تھے۔ غربت و مسکنت کا دورہ
تھا۔ کبھی کسی کو ایذا و تکلیف نہ پہنچاتے۔ ہر کسی سے حسن سلوک
کرتے۔ پیار و محبت کا مجسمہ تھے۔ اپنے خاندان کے بزرگوں کی روایات بہت کچھ آپ
کو زبانی یاد تھیں۔

اشعار خوانی | آپ کو مولانا محمد اشرف فاروقی منچریؒ کا مناقب نوشاہی اور اُن کی
دونوں سیخریاں موسوم بنام اشرفی اور شجرے وغیرہ یاد تھے۔ ان کو
پڑھا کرتے۔

کرامت

ایک مخالف کو سزا ملنا | ایک مرتبہ مسمی دلی بن احمدوں تارڑ ساہن پالیہ نے
آپ کو طمانچہ مارا۔ اسی رات کو اس کا بیٹا حسین نامی
جو خورد سال تھا گم ہو گیا۔ کوئی کہتا کہ وہ دریا میں ڈوب گیا ہے۔ کوئی کہتا کہ کنوئیں میں گر
پڑا ہے۔ بہر کیف ساری رات اُس کو تلاش کرتے رہے اور سب چھوٹے بڑے۔ روتے پٹیتے
رہے۔ شور و واویلا کرتے رہے۔ مگر وہ کہیں سے نہ ملا۔ صبح کو انہوں نے معافی و تو
وہ لڑکا بید سے مل گیا۔

اولاد | آپ کا نکاح ۲۲ سالہ سن ۱۹۵۳ ہجری۔ مطابق ۶ صفر ۱۳۱۴ھ کو سیدہ حسن بی بی
بنت سید کریم الہی بن سید حیدر شاہ ہاشمی زن طوسیؒ سے ہوا تھا۔ ان کے بطن سے
اولاد ہوئی۔

آپ کے تین بیٹے تھے :-

(۱) صاحبزادہ برکت علی (۲) صاحبزادہ عمر حیات (۳) صاحبزادہ محمد حیات۔

آپ کی تین بیٹیاں تھیں :-

- ۱۔ سیدہ علیمہ بی بی۔ منکوحہ سید زمان علی بن سید حسن عالم برخورداری رسول نگر کی۔
 - ۲۔ سیدہ حاکم بی بی۔ منکوحہ سید نور حسین بن سید رحیم اللہ برخورداری پانڈوکوی۔
 - ۳۔ سیدہ فاطمہ بی بی۔ منکوحہ سید میراں بخش بن سید کریم اللہ برخورداری ساہن پالوی۔
- ان کی وفات کے بعد صاحبزادہ نور حسین بن سید محمد حیات ماشمی ساکن مندر انوالہ متصل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ سے نکاح کیا۔

آپ کے خواص مریدان یہ تھے۔

یارانِ طریقت

- ۱۔ صاحبزادہ نور حسین بن سید غلام محمد برخورداری ساہنپال شریف ضلع گجرات
- ۲۔ مولانا داؤد گلگو۔ ساہنپال شریف ضلع گجرات
- ۳۔ مستری علی محمد لویار۔ " " "
- ۴۔ رحمان بن صاحبزادہ تارڑ چھنی ساہنپال
- ۵۔ محمد حسین بن جلال تارڑ۔ " " "
- ۶۔ ذولکوکو۔ زن مل
- ۷۔ احمد دین گوندل۔ گدھو
- ۸۔ شاہ محمد موچی۔ گدھو
- ۹۔ خان محمد مصقلی۔ " " "
- ۱۰۔ شاہ محمد مصقلی۔ " " "
- ۱۱۔ راجہ ماچی۔ سیدانگھر
- ۱۲۔ رحمان مصقلی۔ چک حسین

تاریخ وفات

سید حبیب اللہ کی وفات سوموار کی رات انیسویں شعبان ۱۳۶۴ھ میں ہوئی۔ آپ کی قبر گورستان نوشاہیہ میں ہے۔

مادہ تاریخ "انعام بخشش"

سید بدوح شاہ پانڈوکوی

آپ سید محمد علی بن سید غلام محی الدین برخورداری پانڈوکوی کے فرزند اکبر تھے بیعت و خلافت اپنے ماموں حضرت سید حافظ روح اللہ بن سید محمد امین مختار ساہن پالوی سے تھی۔ آپ کی والدہ کا نام سیدہ صالحہ بی بی بنت سید محمد امین تھا۔

آپ کا اصل نام چہراخ دین۔ لقب بدوح شاہ تھا۔ اسی نام و لقب نام سے مشہور ہوئے۔

تاریخ ولادت | آپ کی پیدائش ۱۲۸۹ھ میں ہوئی۔
 مادہ تاریخ ”چراغِ دلاں“ ہے۔

عبادت | آپ پانڈو کے نو میں سکونت رکھتے تھے۔ روزانہ رات کو نہر لوئر پنجاب کے کنارہ پر بیٹھ کر عبادت کیا کرتے۔ آٹھ سال تک یہ سلسلہ جاری رکھا۔ کلمہ مجید کا اکثر ورد ہوتا۔ حتیٰ کہ فیض سے مالا مال ہوئے۔

اخلاق حمیدہ | آپ کے خصائل اچھے تھے۔ پیار و سلوک کی گفتگو کرتے۔ فقہ و درویشی کی محبت دل میں جاگزیں تھی۔ پیشہ کاشت کاری کیا کرتے۔ شیردار بھی نہیں رکھی ہوئی تھیں۔ مال مویشی اکثر پالتے۔

جنت اور دوزخ کا مشاہدہ | آپ کو ایک بار آپ کے ماموں حضرت سید حافظ محمد شاہ بن سید محمد امینؒ کی توجہ سے جنت اور دوزخ کا مشاہدہ ہوا۔ درخت طوبیٰ کا دیدار بھی بچشم ظاہر ہوا۔

سماع اشعار | آپ بزرگوں کا کلام سن کر متاثر ہوا کرتے تھے اور قصہ ہیرا رانجھا مسند سید وارث شاہؒ کا یہ بیان آپ بڑے شوق سے سنا کرتے۔

معروض شدہ رانجھا بخدمت بالناٹھ

ٹلے جا کے جوگی تے ہتھ جوڑے سانوں اپنا کرو فقیر سائیں
 تیرے درس دیدل دے دیکھنے نوں آیا دیں پردیس میں چیر سائیں
 صدق دھار کے نال یقین آیا اسیں چیلڑے تے تئیں پیر سائیں
 بادشاہ سچارب عالماں دا فقر اوسدے ہین دزیر سائیں
 نیوں کے جوڑ کے ہتھ سلام کرو اکہندا ہو کے بہت ظہیر سائیں
 پناں مرشداں راہ نہ ہتھ آوسے دودھاں باہجہ نہ روجہ دی کھیر سائیں
 یاد حق دی صبر تسلیم نہچے تئیں جگ دے نال کی سیر سائیں
 فقر کل جہان دا آسرا سے تے بقدر دی پیر امیر سائیں

میرا ماں نہ باپ نہ بھین بھائی چاچا تاتے ساک نہ دیر سائیں
 دنیا وچ ہاں بہت اداس ہو یا پیروں ساڈیوں لاه زنجیر سائیں
 تساں جگت نوایا ہیٹھ آسن نظر آڈٹائیں ظاہر پیر سائیں
 تینوں چھڈ کے جاں میں ہو رکھے وارث شاہ دی بخش تھیر سائیں

کرامات

رٹسیوں کا مطیع ہونا جنگ عظیم ۱۹۱۴ء کے زمانہ میں گورنمنٹ برطانیہ کے کارندے

لوگوں کو جبراً بھرتی کرتے تھے۔ حکومت کے ایمان راستوں اور پلوں پر بیٹھ جاتے اور مسافروں کو پکڑ کر فوج میں بھرتی کرتے۔ رات کو چھاپے مارتے۔ چنانچہ ایک دن چوہدری سہرا خان ذیلدار کوٹ ہرا اور چوہدری غلام قادر ذیلدار کوٹ بجاکا بمولازموں کے آپ کو پکڑنے کے واسطے آپ کے کھوہ پر آگئے۔ آپ نے ان پر ایسی نگاہ کی کہ اسی وقت وہ مطیع ہو گئے اور آپ سے معافی مانگ کر واپس چلے گئے۔

ایک رویش کو عورتوں کے شر سے بچانا ایک مرتبہ ایک درویش آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ میں سائیں کرم الہی

مجنوب قادری گجراتی المعروف کالواں والہ کا فقیر ہوں۔ دو عورتیں میرے پیچھے پڑ گئی ہیں اور مجھے بد فعلی پر مجبور کرتی ہیں، میں کیا کروں۔ آپ نے اُس کو ایک وعیفہ بتایا۔ اُس نے پڑھنا شروع کیا تو وہ عورتیں اُس سے کنارہ کش ہو گئیں اور وہ گناہ سے محفوظ رہا۔

ایک مخالف کو چٹی پیرنا مولو بن عمر اچھٹہ ساکن پانڈوکے نے ایک سپاہی کو کہہ کر آپ سے ایک روپیہ ناحق وصول کر دیا۔ آپ نے

فرمایا کہ تم کو اس ایک روپیہ کی بجائے ایک سو روپیہ چٹی پڑے گی۔ چنانچہ دوسرے روز نہر لوز پنجاب کے کنارے درخت کاٹنے کے جرم میں اُس کو ایک سو روپیہ چٹی ادا کرنی پڑی۔

ایک نقصان کرنے والے کا سزا پانا سنا بن عمر اچھٹہ نے آپ کے کھیت میں جوگ مویشیوں کی چوڑ دی۔ انہوں

نے آپ کے فضل کا کافی نقصان کیا۔ امر الہی سے اُس کا اب جھینسا اُجھڑ کر گیا۔
پھر آکر اُس نے معافی لی۔

ایک منکر کو کیرے پڑنا | ایک شخص نے آپ کو ایذا پہنچانی۔ آپ کے منہ سے نکلا
تم کو کیرے پڑیں گے۔ چنانچہ اُس کی ڈبر میں کیرے

پڑ گئے۔

ایک موزی کا بھونک کر مرنا | ایک شخص نے آپ کو ناسزا بولا: "آپ نے فرمایا کہ تو
بھونک کر مرے گا۔ چنانچہ واقعی وہ بھونک کر مرا۔

بیویاں

آپ کی تین اہلیہ تھیں :-

۱۔ سیدہ حسین بی بی :- بنت سید اقبال علی بن خرداری صاحب پالوی۔ ان سے آپ کا نکاح
چوبیسویں ذی قعد ۱۲۹۹ھ کو ہوا۔ ان کے بطن سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔

۲۔ سیدہ رسول بی بی بنت سید شاہ رانا بن خرداری ساکن یہ وہ علاقہ لالہ موسے۔ ان
سے آپ کا نکاح کیا۔ بیویں ذی قعد ۱۳۱۴ھ میں ہوا۔ ان کے بطن سے بھی کوئی اولاد
نہ ہوئی۔ ان کو آپ نے طلاق دے دی۔

۳۔ مسات حسین بی بی قوم نقیہ ساکن مہڑیالہ متصل رسول نگر۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کا ایک بیٹا صاحبزادہ محمد حیات نام پیدا ہوا۔

اولاد

آپ کی تین بیٹیاں ہوئیں۔

۱۔ سیدہ سردار بیگم: منکوحہ سید سردار شاہ بن سید نور علی ہاشمی زانہ طوی۔

۲۔ سیدہ فاطمہ بی بی: منکوحہ سید افضل ولی بن سید واصل حق بن خرداری۔ جیلاہوری۔

۳۔ سیدہ شاہ بیگم: منکوحہ صاحبزادہ رحمت علی بن سید جلال الدین بن خرداری پانڈوکوی۔

آپ کے خواہن احباب یہ تھے :-

یارانِ طریقت | ۱۔ گہنا چہر پانڈوکوی کے نور۔ ضلع گوجرانوالہ

۲۔ جلال چٹھہ۔ پانڈو کے نو ضلع گوجرانوالہ ۳۔ محمد تارڑ۔ مہریاہ ضلع گوجرانوالہ۔

۴۔ فضل و رک۔ چک و زکاں

تاریخ وفات | سید بڈ شاہ کی وفات بعمر بہتر سال بروز منگلوار۔ آٹھویں صفر ۱۳۶۱ھ میں ہوئی۔ قبر پانڈو کے نو ضلع گوجرانوالہ میں ہے۔

مادہ ہائے تاریخ

(۱) نفع متکاثر (۲) فخر اہل ہمت

سید سراج الدین شہید پانڈو کوئی

آپ سید محمد علی بن سید غلام محی الدین برخوردار پانڈو کوئی کے دوسرے بیٹے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام سیدہ صالحہ بی بی بنت سید محمد امین مختار برخوردار ساہن پالوی تھا۔ آپ کی ولادت ۱۲۹۲ھ میں ہوئی۔

تاریخ ولادت

آپ کی شادی بعمر چار سال۔ پندرہویں شوال ۱۲۹۶ھ کو سیدہ اللہ جوئی بنت سید عمر بخش بن سید لطف الدین برخوردار ساہن پالوی سے ہوئی۔ لیکن کوئی اولاد نہ ہوئی۔

آپ بعمر سو کہ سال بڑی خوشی و مسرت سے اپنے سسرال میں بمقام ساہن پال شریف آئے۔ آتے ہی رات کو دشمنوں کے ورغلانے میں آکر آپ کی جوڑو اللہ جوئی بنت سید عمر بخش نے آپ کو زہر دے دیا۔ صبح آپ شہید ہو گئے۔

سید سراج الدین کا سال شہادت ۱۳۰۵ھ ہے۔ قبر گورستان نوشاہیہ میں ہوئی۔ مادہ ہائے تاریخ (۱) ایزد و غفور (۲) جان پیغمبر

تاریخ شہادت

سید جلال الدین پانڈو کوئی

آپ کا نام سید جلال الدین الشہور جلال شاہ تھا۔ آپ سید محمد علی بن سید غلام محی الدین

برخورداری پانڈوکوی کے تیسرے بیٹے تھے۔ بیعت طریقت اپنے ناموں حضرت سید
حافظ محمد شاہ نیک اختر بن سید محمد امین مختار برخوردار، ساہن پوری تھے۔
آپ کی دازہ کا نام سیدہ صالحہ بی بی بنت سید محمد امین ساہن پوری تھا۔

آپ کی ولادت ۱۲۹۵ھ میں ہوئی۔

دادہ تاریخ "چراغ کاغذ" ہے۔

تاریخ ولادت

آپ بڑے مؤدب اور عظیم الشیخ تھے کسی سے سوال نہ کرتے۔
خودی و منجبر و چاڈ و ریاکاری سے نہایت تھے۔ قناعت و صبر و
شکر و رضا و وفا و حیا و سخاوت و عبادت و ہدایت سب وصف سے مومن تھے۔
ہمان نواز تھے۔ آئندہ روزہ بہانوں کی خدمت و تواضع بہت کرتے۔ زراعت کا پیشہ
کرتے۔ شب بیدار تھے۔ باس اور کھانا سادہ ہوتا تھا۔

مؤلف کتاب ہذا فقیر سید شرافت عفا اللہ عنہ کے آپ بچہ تھے۔
میں جب آپ کے ہاں مہتر پانڈوکوی کے جایا کرتا تو آپ مجھ
سے حضرت سخی شاہ سلیمان ادرمی، حضرت نوشہ گنج بخش اور حضرت شیخ عبدالرحمن پاک
کے حالات ضرور پوچھتے اور شوق سے سنا کرتے۔

ایک بار آپ مویشی چرا رہے تھے۔ دیکھا کہ مین دوپہر کے
وقت جنوں کا نظارہ کرنا وقت جنوں کی برات جا رہی ہے۔ آپ دیر تک ان
کو دیکھتے رہے۔

کرامات

غلام حیدر بن فضل چٹھہ سے منقول ہے کہ ایک
مرتبہ بہاری تین ڈاپیاں چور لے گئے۔ میں نے
آپ کے آگے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ مل جائیں گی۔ کوئی فکر نہ کرو۔ چنانچہ تین روز کے
بعد موضع کوٹہ سے مل گئیں۔

مقدمہ سے بری کرانا | بہاول بن حسن محمد چٹھہ سے منقول ہے کہ ہم کو ایک مقدمہ میں قید ہونے کا خطرہ تھا۔ ایک برس میں چھتیس تاریخیں

ہم کو وزیر آباد جانا پڑا۔ ایک دن آپ نے ہم کو بشارت دی کہ تم بری ہو جاؤ گے۔ پنانچہ ہم آپ کی دعا سے رہا ہو گئے۔

فتح مندی کی دعا | حسن محمد بن محکم چٹھہ سے منقول ہے کہ میں نے جب کسی مقدمہ کی تاریخ پر جانا ہوتا تو آپ کو سلام کر کے جاتا، تو مجھے

فتح ہو جایا کرتی۔

مخالفتوں کا سزا پانا | ایک مرتبہ آپ بعالم شباب ساہن پال شریف میں آئے۔ وہاں ایک دن اولاد رحمان علی ٹارٹ نے سید بن امیر آٹھ کے اشتباہ

پر بشارت کے وقت غلطی سے آپ کو لٹھیوں سے بہت مارا۔ جب ان کو پتہ چلا تو انہوں نے بہت افسوس کیا اور آپ سے معافی مانگی۔ آپ نے معاف تو کر دیا لیکن امر انہی ایسا ہوا کہ ان کے ہاتھوں سے مولاداد ڈراٹھ ساکن کو ٹھہ بھولا قتل ہو گیا۔ اُس کی مزار میں وہی لوگ سات سات سال قید ہو گئے۔

گائے کا آپ کی مدد کرنا | ایک مرتبہ حسنا چٹھہ نے آپ سے لڑائی کی۔ آپ کی گائے نے خود بخود اُس کو سینگوں سے مارنا شروع

کیا اور مار مار کر بھگا دیا۔

ایک بے ادب کو کیرے پڑنا | ایک مرتبہ عمر چٹھہ نے آپ سے مقابلہ کیا۔ آپ کی بددعا سے اُس کو کیرے پڑ گئے۔

بیویاں

آپ کی دو اہلیہ تھیں :-

۱۔ سیدہ نواب بی بی۔ بنت سید فاضل شاہ برخورداری ساہن پالوی۔ ان سے آپ کا نکاح ۱۶ بھادوں ۱۹۵۱ء بمقام ۲۸ صفر ۱۳۷۲ھ کو ہوا۔ ان کے بطن سے صرف

ایک بیٹی پیدا ہوئی۔

۲۔ سیدہ رابعہ بی بی۔ بنت سید رحیم اللہ بر خور داری پانڈوکوی؟ ان سے آپ کا نکاح ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۴ھ میں ہوا۔ ان کے بطن سے ایک بیٹا اور دو بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ آپ کا ایک بیٹا ہے۔ صاحبزادہ رحمت علی سلمہ اللہ۔ متولد ۱۳۲۳ھ۔ تاریخی نام **اولاد** "دب بخش حسین"۔

یہ میرے والد بزرگوار اعلیٰ حضرت سید غلام مصطفیٰ نوشاہی دام برکاتہ کامرید ہے۔ صوم و صلوة کا پابند ہے۔ نیک اوصاف رکھتا ہے۔ اس کے ساتھ ایک عجیب واقعہ پیش آیا ہے۔ وہ یہ کہ بروز ہفتہ، سولہویں ذیقعد ۱۳۶۳ھ، ۱۷ جولائی ۱۹۵۲ء کو ۱۱ بجے دن نہر لوئر چناب پر یہ غسل کر رہا تھا کہ اس کو مگر مچھ نکل گیا۔ امر الہی سے گیارہ گھنٹہ کے بعد گیارہ میل دور جا کر جھٹانوالی کے قریب دس بجے رات کے زندہ اور صحیح و سلامت باہر نکلا۔ یہ واقعہ اخبارات میں بھی شائع ہوا۔ اسبکل بعمر چھیالیس سال موجود ہے۔

اس کی شادی سیدہ شاہ بیگم بنت سید بدیع شاہ پانڈوکوی سے ہوئی ہے۔ اس کے بطن سے پانچ لڑکے اور دو لڑکیاں ہوئی ہیں۔ لڑکوں کے نام یہ ہیں۔

- ۱۔ صاحبزادہ احمد علی۔ متولد شعبان ۱۳۴۹ھ۔ بچپن میں فوت ہو گیا۔
- ۲۔ صاحبزادہ منظور احمد۔ متولد ۱۳۵۰ھ۔ بعمر دو سال ۱۳۵۲ھ میں فوت ہوا۔
- ۳۔ صاحبزادہ خضر علی۔ متولد جمعہ ۲۳ شعبان ۱۳۵۶ھ۔ تاریخی نام "مغوب حق" ہے۔ مڈل تک تعلیم رکھتا ہے۔ اس وقت بعمر بیس سال موجود ہے۔
- ۴۔ صاحبزادہ مظہر باری۔ متولد ۱۳۵۹ھ۔ یہ تاریخی نام ہے۔ شیرخوارگی میں فوت ہوا۔
- ۵۔ صاحبزادہ خورشید علی۔ متولد ۱۳۶۳ھ۔ مادہ تاریخ "بانگ نوشہ" یہ اس وقت پرائمری سکول علی پور چٹھہ (اکال گڑھ) میں پڑھتا ہے۔

لڑکیوں کے نام یہ ہیں :-

- ۱۔ سیدہ نسیم اختر ۲۔ سیدہ اناس بتول۔ دونوں ابھی کنواریاں ہیں۔
- سید جلال الدین صاحب ذکر مذاکی تین بیٹیاں ہوئیں۔

- ۱- سیدہ رابعہ بی بی - یہ بچپن میں فوت ہو گئی۔
 - ۲- سیدہ رحمت بی بی - یہ بالغ ہو کر کنواری فوت ہو گئی۔
 - ۳- سیدہ فضل بیگم - مشکوٰۃ مؤلف کتاب ہذا فقیر سید شریف احمد شرافت بن اعلیٰ حضرت سید غلام مصطفیٰ نوشاہی بر خور داری ساہن پالوی مدظلہ۔
- سید جلال الدین کی وفات بعد اکتبر سال بروز بدھوار۔ وقت صبحی۔
پندرہویں ذیقعد ۱۳۶۶ھ مطابق یکم اکتوبر ۱۹۴۶ء، ۱۵ اسونج
۲۰۰۲ء کو آٹھ پروردگم سے بیمار رہنے کے عارضہ سے ہوئی۔ شام کو دفن ہوئے۔ قبر
پانڈوکے نوضلع گوجرانوالہ میں ہے۔

ماہ تاریخ "چراغ سالکان"

سید نور الدین پانڈوکوی

آپ سید محمد علی بن سید غلام محی الدین بر خور داری پانڈوکوی کے چوتھے بیٹے تھے۔ آپ کی
والدہ کا نام سیدہ صالحہ بی بی بنت سید محمد امین مختار بر خور داری ساہن پالوی تھا۔

آپ کی پیدائش ۱۲۹۸ھ میں ہوئی۔

ماہ تاریخ "محب مرغوب"

تاریخ ولادت

آپ اپنے والدین کے بہت خدمت گزار اور مؤدب تھے۔
کبھی بے فرمانی نہ کرتے۔

والدین کی اطاعت

سید نور الدین کی وفات بعد پندرہ سال ۱۳۱۳ھ میں ہوئی۔ کنوارے
ہی فوت ہوئے۔ آپ کی قبر موضع پانڈوکے نوضلع گوجرانوالہ میں ہے۔

تاریخ وفات

ماہ ہائے تاریخ ۱۔ رحمت خداوند ۲۔ آفتاب طریقت علی

سید کرم الہی پانڈوکوی

آپ سید فیض اللہ المعروف لدھے شاہ بن سید الہدین بن سید عبداللہ بر خور داری پانڈوکوی

کے بڑے بیٹے تھے۔ بیعت و خلافت حضرت سید غلام علی بن سید قدم الدین برخورداری ساہنپالوی سے تھی۔ آپ کی والدہ کا نام حضرت سکینہ بی بی بنت میاں نظام الدین بھٹی ساکن درگاہی والد ضلع گجرات تھا۔

آپ کی ولادت ۱۲۹۰ھ میں ہوئی۔

ماہ تاریخ "فک نظیر"

تاریخ ولادت

قطعہ تاریخ

از مولوی نجم الدین ساکن لدھے والد ڈرائیچاں ضلع گوجرانوالہ
 ز زائیدین طفل مندرخندہ سال بے غنچہ آرزو ہا شگفت
 ز گلزار دل ہائے خویش و تبار ہوائے خوشی گرد کلفت برفت
 بخت از خرد خبسم دیں سال او بسا بخت بیدار باوا۔ بگفت

آپ کی طبیعت مسکین اطوار تھی۔ خاموشی پسند تھے۔ اپنے پر
 طریقت کے دل و جان سے مینع و خدمت گارتھے۔ پانڈوکے

اخلاق و عادات

کلان میں سکونت رکھتے۔

آپ کا نکاح دسویں ذیقعد ۱۲۹۹ھ کو سیدہ عائشہ بی بی بنت سید فضل الہی بن
 سید غلام قادر ساہن پالوی سے ہوا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔

اولاد

آپ کا ایک ہی بیٹا ہے۔ صاحبزادہ عطاء اللہ المعروف بوٹے شاہ سلمہ اللہ۔ اس
 کی پیدائش اپنے والد کی وفات سے چار ماہ بعد ماہ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۵ھ میں ہوئی۔
 مولف کا ہم عمر ہے۔ اس کی شادی اپنے ماموں کی بیٹی سیدہ فضل بیگم بنت سید غلام رسول
 بن سید فضل الہی ساہن پالوی سے ہوئی۔ اس سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔

لڑکے کا نام صاحبزادہ منظور حسین ہے۔ متولد سوموار ۱۱ شعبان ۱۳۲۵ھ

اس کی شادی اپنے ماموں کی بیٹی سیدہ ممتاز بیگم بنت سید پیر محمد بن سید
 غلام رسول ساہن پالوی سے ہوئی۔ مگر اس نے چند سال کے بعد اس کو

طلاق دے دی۔

— لڑکی کا نام سیدہ خورشید بیگم ہے۔ منکوحہ صاحبزادہ عنایت اللہ بن سید برکت علی
برخورداری ساکن دھیر کے خورد ضلع گجرات۔

سید کرم الہی صاحب ذکر مذاکی ایک بیٹی تھی۔ سیدہ حاکم بی بی۔ منکوحہ سید سردار عالم بن سید
سلطان محمود برخوردار دھیر کوی۔

سید کرم الہی کی وفات بعمر پینتیس سال بروز اتوار۔ بیسویں ماہ صفر ۱۲۲۵ھ
میں ہوئی۔ قبر پانڈو کے کلاں ضلع گوجرانوالہ میں ہے۔

مادہ تاریخ۔ آیت شریف فایماتولوفا شر وجہ اللہ۔

صاحبزادہ محمد حسین پانڈوکوی

خلف اصغر سید فیض اللہ العروت لہے شاہ بن سید الہدین بن سید عبداللہ پانڈوکوی۔
والدہ کا نام حضرت سکینہ بی بی بنت میاں نظام الدین بھٹی۔ ساکن درگاہی والد۔ یہ بچپن میں
فوت ہو گیا۔ وفات ۱۲۹۹ھ

صاحبزادہ نبی بخش

فرزند اکبر سید عمر بخش بن سید لطف الدین ساہن پالوی۔ والدہ کا نام سیدہ عمر بی بی
بنت سید الہدین بن سید عبداللہ پانڈوکوی تھا۔

اس کی پیدائش ۱۲۶۹ھ میں ہوئی۔

مادہ تاریخ " المرغوب " ہے۔

تاریخ ولادت

بعمر آٹھ سالہ ۱۲۸۶ھ میں فوت ہو گیا۔ اور گورستان نوشاہیہ

میں مدفون ہوا۔

تاریخ وفات

مادہ تاریخ

" فخر دہاز "

سید بوٹے شاہ

آپ سید عمر بخش بن سید لطف الدین برخورداری ساہن پالوی کے چھوٹے بیٹے اور مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کی والدہ کا نام سیدہ عمر بی بی بنت سید الہدین بن سید عبد اللہ پانڈوکوی تھا۔

آپ کے والد صاحب کو خواب میں شیخ جو اسے شاہ بن شیخ فتح الدین سلیمانی رسول نگری کی زیارت

واقعہ اور تاریخ ولادت

ہوئی۔ انہوں نے فرمایا: "عمر بخش! ہم نے تیرا ہونا لگا دیا ہے۔" چنانچہ اس کے بعد یکم اسوج سنہ ۱۹۳۲ بمقام ۱۵ شعبان ۱۲۹۱ھ کو آپ پیدا ہوئے۔

اور اسی ارشاد کے مطابق آپ کا نام بوٹے شاہ رکھا گیا۔ مادہ تاریخ "ارمنان"

آپ نے اردو کی تعلیم پرائمری سکول جو کالیاں میں پائی اور قرآن مجید اور فارسی کی چند کتابیں میرے دادا حضرت سید حافظ محمد شاہ بن سید محمد امین مختار سے پڑھیں۔

تعلیم

استعداد مطالعہ ہو گئی۔ میرے والد بزرگوار اعلیٰ حضرت سید غلام مسطفیٰ نوشاہی دام برکاتہ کے

ارشاد کے مطابق آپ نے کتاب کشف المحجوب مصنف حضرت داماد گنج بخش اور کتاب فتوح

الغیب مصنف حضرت غوث اعظم منگوائی تھیں۔ اور گاہ بگاہ ان کو زیر نظر رکھتے تھے۔

آپ ابتدا میں صرف فجر کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ بعد میں نماز پنجگانہ کے پابند ہو گئے۔ ایک دن فقیر سید شرافت عافا اللہ نے

اوراد و عبادات

پوچھا کہ آپ تو ایک نماز پڑھا کرتے تھے۔ اب کیسے پانچوں کے پابند ہو گئے۔ کہا کہ میرا ایک مرید

فوت ہو رہا تھا۔ نزع کے وقت میں اس کے پاس پہنچا۔ وہ نہایت مایوسی کی حالت

میں کہہ رہا تھا کہ "یا اللہ پاک اگر تو اب مجھے بہت دے تو آئندہ کے لئے ہمیشہ میں پانچوں

وقت کی نمازیں پڑھا کر دوں گا۔" اس وقت میں دل میں بہت ڈر گیا کہ یہ وقت تو مجھ پر

بھی آنے والا ہے اور اس وقت مجھے بھی اسی طرح حسرت و ندامت ہوگی۔ لہذا اس

دن سے میں پانچوں نمازیں پوری پڑھتا ہوں۔

اخلاق و عادات | آپ خوش مزاج، لطیف سنج، بذلہ گو تھے۔ جس مجلس میں آپ بیٹھے ہوتے، غم و اندیشہ دور ہو جاتا۔ مرثیوں اور بانڈوں اور

مولویوں کے بے شمار لطیفے آپ کو یاد تھے۔ آپ کی طبیعت امیرانہ تھی۔ عمدہ لباس رکھتے۔ دستار کلاہ طلا دار پر پہنتے۔ گھوڑی بچی رکھتے۔ شکاری کتے پالنے کا بھی شوق تھا۔ طبیعت بڈر تھی۔ کسی مجلس میں مرعوب نہ ہوتے۔ کئی سیدوں، فقیروں، وہابیوں شیعوں سے مناظرے کئے۔ ہر ایک کو باتوں میں خاموش کر دیتے۔

آپ کہا کرتے کہ باوجود امارت کے میں نے کبھی عطر اور رومال اور چھڑی اپنے پاس نہیں رکھی۔

موسیقی کا شوق | آپ کو گانے کا بہت شوق تھا۔ راگ کے پورے پورے واقف تھے۔ جوگ، بہاگ، تنگ، پہاڑی، ضلع وغیر سب

راگ آپ جانتے تھے۔ قصہ سیف الملوک اور غزلیں اور نعتیں پڑھا کرتے۔ قرآنی کے دلدادہ تھے۔ بھڑی شریف کے عرس پر جاتے تو قوالوں کو ہمراہ لے جاتے۔

مؤلف کے حق میں دعا | فقیر سید شرافت عافا اللہ کہتا ہے کہ میں نے ابتدا میں جب فن کتابت سیکھا تو عربی اور فارسی کتابیں لکھا کرتا

تھا اور تاجران کتب لاہور کا کام کرتا اور تنخواہ پاتا تھا۔ آپ جب کبھی ہمارے دیوان خانہ میں آتے تو مجھے کہتے کہ تم کو خدا تعالیٰ نے علم اور عقل اور شکل دیا ہے۔ تم یہ کام چھوڑو۔

اور اپنے بزرگوں کی طرح ملک الہی کا سیر کرد اور پیری مریدی کا سلسلہ بڑھاؤ۔ کتابوں کے حق میں تو داناؤں کا مقولہ ہے: "کاتب بے گناہ در شکنجہ" تم ہر وقت زانو جوڑ کر

بیٹھے رہتے ہو۔ تم آزادانہ سفر کیا کرو۔ چنانچہ میں نے آپ کے کہنے کے مطابق سیر و سفر شروع کیا۔ خدا تعالیٰ نے آپ کی دعا سے مجھ کو عزت و اقبال بہت دیا ہے اور

میرا سلسلہ مریدان بھی اپنے تمام معاصرین سے زیادہ ہے۔

ایک آدمی کو پابند کرنا | مسات اللہ رکھی زوجہ اللہ دتہ لوہار ساکن باور سے کہتی ہے کہ میرا والد آپ کا مرید تھا۔ وہ گھر میں نہ ٹھہرتا۔ آزادانہ طور پر فضول چکر لگاتا پھرتا۔ میرے دادا نے آپ کی خدمت میں عرض کیا آپ نے تعویذ بنا دیا۔ اُس دن سے وہ آخری دم تک ایسا پابند ہو کر رہا کہ پھر کہیں گھر سے نکل کر نہیں گیا۔

بچوں کا محفوظ رہنا | سلطان احمد موچی ساکن تلونڈی مو سے خان بیان کرتا ہے کہ میرے شیرخوار بچے کھیتے ہوئے کوٹھے سے نیچے گر پڑتے ہیں اور پختہ فرش پر پڑتے ہیں۔ لیکن آپ کی دعا سے ضرب اور چوٹ سے بالکل محفوظ رہتے ہیں۔ کئی مرتبہ ایسا ہوا ہے۔

اشعار خوانی | آپ عموماً عاشقانہ اور فقیرانہ غزلیں پڑھا کرتے تھے۔
از انجملہ :-

سعدی

اگر روزی بدانش بر قزو دے زناواں تنگ تر روزی بودے
بناواں آ پنجاں روزی رساند کہ دانا اندراں حیراں بماند

ضامن

دکھا دے مجھ کو جمال اپنا میں جاں بلب ہوں یہ ٹال کیا ہے
یہ خاکساروں سے رنج کیا ہے بیکسوں سے طال کیا ہے
کمان ابرو ہے تیغ خونی قضا ہے قبضہ میں تیرے قابل
تمہارے ابرو کے آگے مہر و فلک پہ روشن ہلال کیا ہے
لگا ہے جنجال میری جاں کو میں بیچ کھاتا ہوں مثل سنبل
کہ قید کرنے کو مرغ دل کے تمہاری زلفوں کا جال کیا ہے

تمہارے قہقہوں میں دم نکل جا یہی تمنا ہے غمزدوں کی
جو بادشاہوں کا وصل چاہے فقیر مسکین مجال کیا ہے
مناد سے تو اپنے ہم کو میں تیرا عاشق ہوں جان سے گذرا
نہ چھوڑ جاؤں گا تیرے در کو تمہارے دل میں خیال کیا ہے
تمہارا خسار حق نما ہے یہ آئینہ ہے جمالِ حق کا
کہ جس نے دیکھا ہے تم کو صاحبِ خدا کا لہذا مجال کیا ہے
یہ میٹھی باتیں ادھ کی چٹوں سیلی آنکھوں نے ہم کو یارا
جو تیغِ بڑاں سے ہم کو مارا تو آپ کا کچھ کمال کیا ہے
اسی تمنا میں غم گزری کہ یار ہم سے تو آئے گا
نہ ہم نے جانا کہ وصل کیا ہے نہ ہم نے دیکھا وصال کیا ہے
تمہارے سہل کا رقص دیکھا فلک پہ زہرہ کا حال بگڑا
تو ہاتھ مل مل کے بولے صوفی یہ وجد کیسا نہ مال کیا ہے
چلا مکان سے نکل کے اپنے وہ بگبگ رفتار نازینے
ہے کس کی طاقت زباں پر لائے یہ کیا کیا ہے مجال کیا ہے
یہ دل میں حسرت میں لے چلے ہم زباں پہ اپنی یہ ہے شکایت
کبھی نہ پوچھا کہ تیرا صامن ہماری فرقت میں حل کیا ہے

نعت شریف

موجود میں جب آگے قطرہ سے دریا کر دیا	پڑ گئی جس پر نظر بندے سے مولا کر دیا
خوش و ابدال و قطبِ انساں کا رتبہ ایک ہے	مرتبہ اس خاک کے پتے کا کیا کیا کر دیا
کوئی کہتا ہے خدا اور کوئی محبوبِ خدا	نور ہی جب ایک تھا پھر کیوں یہ جگڑا کر دیا
آپ کا خود خیال تھا مجھ کو مستند ہی کہیں	سیم کا اس واسطے خالق نے پردہ کر دیا

کافی

کامل پیر کھل کولوں مخفی رمز پہچاتی میں
 صَمَّ بَکْمُ عَسْمٰی پڑھ کے ہویاں چپ چوپاتی میں
 پڑھ جہاز مجازی ولے پڑھی پریم وہی پاتی میں
 درتن درتن دراں دراں تے ذات خدا پہچاتی میں
 سنگ اعد سے احمد ریا کو صورت جاتی میں
 رمز حقانی حق پہچاتی ذاتی ہو رہنمائی میں
 نحن اقرب رمز پہچاتی عقولوں گئی گزواتی میں
 گن فیکون آوازہ سنیا پائی تدوں حیاتی میں
 قل هو الله صفت پیادی لم یلد کہلاتی میں
 صورت یار جمال دیوے جٹ واں پاواں بھاتی میں

س

رکن حکم ایمان دے جانے نلاں جے کو سبھ عبادت ذبح بھی ٹولے درست نہ ہو
 مولوی حسن الدین حکیم ساکن مہرانہ سندھواں ضلع سیانکوٹ نے کتاب
 گلدستہ صوفیاں المعروف قصہ مرزا صاحبان - پنجابی میں نظم کیا۔ تو تصدیق کے
 واسطے آپ کے بھی پیش کیا۔ آپ نے اُس کے خاتمہ (صفحہ ۱۰۷) پر اُس کی تصدیق کی۔ وہ
 عبارت بمعہ دستخط یہ ہے: "یہ کتاب گلدستہ صوفیاں قصہ میاں مرزا صاحبان تصنیف میاں
 محمد حسن الدین حکیم ساکن مہرانہ کا پڑھا۔ توحید میں کامل پایا۔ ہر ایک عوفی سمجھ کر پڑھے فائدہ
 اٹھائے گا۔ بقلم خود صاحبزادہ بڑا شاہ ولد صاحبزادہ صاحب عمر شاہ ساکن ساہن پال سجادہ نشین
 برگدی حضرت نوشہ صاحب صوفی۔"

آپ کہا کرتے تھے۔ تین شخصوں کی اپنے گھر میں کوئی قدر نہیں ہوتی۔
 اول پیر کی۔ دوم خوبصورت کی۔ سوم بندوق ولے کی۔

بیویاں

آپ کی دو اہلیہ تھیں :-

۱۔ سیدہ خواہر بی بی بنت سید اقبال علی بن سید غلام محی الدین صاحب ساہن پالوی۔ اس

کے بطن سے ایک بیٹا ہوا جو بڑا ہے۔ پھر اس کو طلاق دے دی۔

۲۔ مسماۃ امام بی بی المعروف برکت بی بی بنت چوہدری جان محمد پیمہ ساکن کوٹ لودرا

ضلع گوجرانوالہ۔ اس کے بطن سے تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں۔

آپ کے چار بیٹے ہوئے :-

اولاد

۱۔ صاحبزادہ مولانا بخش سلمہ اللہ۔ متولد ماہ ذی الحجہ ۱۳۱۹ھ یہ صورت اور قد

قامت میں اپنے والد کے مشابہ ہے۔ جب اس کے والد نے اس کی والدہ سیدہ خواہر بی بی

کو طلاق دی تو اس کی عمر اس وقت ڈیڑھ سال تھی۔ اس کو بھی ساتھ ہی لکھ دیا اور اپنی

ملکیت و جائیداد سے بالکل بے دخل کر دیا اور اپنی تمام جائیداد کا وارث اپنے چھوٹے بیٹے

فضل حسین کو بنایا۔ جب والد کا انتقال ہو گیا تو صاحبزادہ مولانا بخش نے مقدمہ کر دیا۔ چنانچہ

بعد ملاحظہ طلاق نامہ و نسب نامہ و شہادت نمبر و اراں عدالت منڈی بہاؤ الدین نے فیصلہ

اس کے حق میں دیا اور آدمی زمین و جائیداد اس کے نام کر دی۔ اس کے بعد صاحبزادہ

فضل حسین نے سیشن جج کی عدالت میں اپیل کر دی۔ وہاں سے ساری زمین و جائیداد

اس کو مل گئی اور مقدمہ اس کے حق میں ہو گیا۔ اس کے بعد صاحبزادہ مولانا بخش نے

عدالت عالیہ ہائی کورٹ لاہور میں اپیل کر دی۔ اور ابھی سال تالیف کتاب ہذا

۱۳۷۶ھ میں مقدمہ شروع ہے۔ تا حال اپیل دائر ہے۔ فیصلہ نہیں ہوا۔

۲۔ صاحبزادہ منظور حسین۔ متولد منگلوار کی رات ۱۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۰ھ

۱۳۸۰ھ میں عدالت ہائی کورٹ لاہور سے فیصلہ صاحبزادہ مولانا بخش کے حق میں

صادر ہو گیا ہے۔ اور اب اس کو والد صاحب کی ملکیت زمین اور جائیداد سے نصف

حصہ مل گیا ہے۔ -۱۲- شرافت

میٹرک تک تعلیم تھی۔ اس کا نکاح مسماٹ فضل بیگم دختر سید شیر علی بن سید سلطان علی صاحب ہاشمی رن ملوی سے ہوا۔ اس کے بطن سے ایک بچی پیدا ہو کر مرگئی۔ خود اس کی وفات بعمر چھبیس سال ۱۲ ذیقعد ۱۳۲۶ھ کو ہوئی۔

۳۔ صاحبزادہ فضل حسین۔ سلمہ اللہ تعالیٰ۔ متولد ہفتہ چودھویں ربیع الاول ۱۳۲۳ھ ہوا۔ اس کے گھرانے سے تعلیم پائی ہے۔ آجکل اپنے والد صاحب کا جانشین ہے۔ اس کی تین شادیاں ہوئیں۔

پہلی شادی۔ مسماٹ حسین بی بی بنت غلام قادر بن جان محمد حمید ساکن کوٹ نورا سے۔ یہ اس کے ماموں کی بیٹی تھی۔ اس سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔

دوسری شادی مسماٹ اقبال بیگم بنت صوبے خان ڈراچ کنجاہی سے۔ اس کے بطن سے ایک لڑکی شہزادہ بیگم نام پیدا ہوئی جو خورد سال ہی مرگئی۔ اس بیوی کو طلاق دے دی۔

تیسری شادی مسماٹ ثریا بیگم بنت محمد صادق باجوہ ساکن رن والہ چک نمبر ۱۲۵ ضلع لائل پور۔ اس کے بطن سے ایک لڑکا اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ لڑکے کا نام غلام دستگیر ہے۔ اس وقت سکول میں پڑھتا ہے۔ مد عمرہ۔ لڑکیوں کے نام غلام فاطمہ اور حفیظہ خاتم ہیں۔ ابھی دونوں خورد سال ہیں۔

۴۔ صاحبزادہ منظور حسن مرحوم۔ بچپن میں انتقال کر دیا۔

سید بوٹے شاہ صاحب ذکر ہذا کی دو بیٹیاں تھیں۔

۱۔ سیدہ منظور فاطمہ۔ یہ تارکہ مجرہ رہی۔

۲۔ سیدہ غلام فاطمہ۔ یہ بچپن میں فوت ہوئی۔

آپ کے خواص مرید یہ تھے۔

- پارہن طریقت**
- ۱۔ صاحبزادہ فضل حسین۔ فرزند آنجناب ساہن پال شریف ضلع گجرات
 - ۲۔ نور محمد بن فیض احمد تارڑ۔ ساہن پال شریف ضلع گجرات۔
 - ۳۔ مرزا بن سکھ تارڑ۔
 - ۴۔ سائیں گھڑی سنگ۔
 - ۵۔ سائیں رحمت موچی۔ کوٹ لکھے شاہ۔

صاحبزادہ نذر محمد شیخ علی پوری

فرزند دوم سید غلام محمد بن سید نظام الدین شیخ علی پوری۔ والدہ کا نام سیدہ رابعہ بی بی بنت سید الہدین بن سید امام بخش ساہن پالوی۔

اس کی پیدائش اپنے والد کی وفات سے سات ماہ بعد شعبان ۱۳۳۶ھ میں ہوئی۔ تاریخی نام ذاکر علی شاہ۔

تاریخ ولادت

صاحبزادہ نذر محمد کی وفات بصرہ یالیس روز۔ ماہ شوال ۱۳۳۶ھ میں ہوئی۔

تاریخ وفات

مادہ تاریخ "فروغ آمود"

صاحبزادہ فضل حسین شیخ علی پوری

فرزند اکبر سید حسن محمد بن سید نظام الدین برخوردار شیخ علی پوری۔ والدہ کا نام سیدہ عائشہ بی بی بنت سید الہدین بن سید امام بخش برخوردار ساہن پالوی تھا۔

اس کا نکاح اپنے عم بزرگ کی بیٹی سیدہ حسین بی بی بنت سید غلام محمد شیخ علی پوری سے ہوا لیکن کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

اہلیہ کا نام

صاحبزادہ فضل حسین کی وفات بروز بدھوار۔ سائیسویں ذیقعد ۱۳۵۵ھ میں ہوئی۔ قبر شیخ علی پور (سُجُلُ) ضلع گجرات میں اپنے آباواجداد کے پاس ہے۔

تاریخ وفات

مصرعہ تاریخ "اہلی بخش دے اپنے روم سے"

صاحبزادہ سید احمد شیخ علی پوری

فرزند سوم سید حسن محمد بن سید نظام الدین شیخ علی پوری۔ والدہ کا نام سیدہ عائشہ بی بی بنت سید الہدین بن سید امام بخش ساہن پالوی تھا۔ بچپن میں فوت ہو گیا۔

وفات ۱۳۳۳ھ۔

صاحبزادہ فیض احمد شیخ علی پوری

فرزند چہارم سید حسین محمد بن سید نظام الدین شیخ علی پوری۔ والدہ کا نام سیدہ عائشہ بی بی بنت سید اہدین بن سید امام بخش ساہن پالوی تھا۔ مغربی میں انتقال کیا۔
وفات ۱۳۳۵ھ

سید علی احمد بڑھن والہ

آپ سید علم الدین بن سید شاہ نواز برخورداری ساکن بڑھن کے بڑے بیٹے تھے۔
والدہ کا نام سیدہ مہتاب بی بی بنت سید قطب الدین بن سید فتح الدین ساہن پالوی تھا۔

آپ کا نکاح سیدہ محمد بی بی بنت سید شاہ رانا برخورداری ساکن میر وہ علاقہ
اولاد لالہ موٹے سے تھا۔ اولاد زینہ کوئی نہیں ہوئی۔ صرف ایک بیٹی تولد ہوئی جس
کا نام سیدہ رسول بی بی تھا۔ جو سید گیلانی بخش بن سید علی احمد بن سید بوٹے شاہ برخورداری
ساکن چک نمبر ۴ بند یوالہ متصل محلوال شریف ضلع سرگودھا کی منکوتہ تھی۔

سید علی احمد کی قبر موضع دھنویہ خورد۔ علاقہ حافظ آباد ضلع
مدفن گوجرانوالہ میں ہے۔ وفات ۱۳۳۸ھ

پیر سید احمد بڑھن والہ

آپ سید علم الدین بن سید شاہ نواز بڑھن والہ کے چھوٹے بیٹے اور مرید و خلیفہ تھے۔ آپکی
والدہ کا نام سیدہ مہتاب بی بی بنت سید قطب الدین بن سید فتح الدین برخورداری ساہن پالوی تھا۔

کرامات

آپ جب نوجوان تھے۔ ایک دن والد بزرگوار نے فرمایا
باپ بیٹے کا مقابلہ "بل چلاؤ" آپ نے کہا "جن بیوں کو میں نے جگڑا ہے
وہ مرجائیں گے۔ چنانچہ اسی روز ایک بیل پہاڑ کی دندی سے گر کر مر گیا اور دوسرے کو

سانپ نے کاٹا وہ بھی مر گیا۔ چنانچہ جب والد صاحب نے آپ کی بددعا کا یہ اثر دیکھا تو وہ ناراض ہوئے اور فرمایا: تو نے کام سے جی چرایا ہے۔ تو یہاں سے نکل جائے گا۔ اور کبھی واپس نہ آئے گا۔ آپ نے بھی جوش سے کہا کہ ابا جان! آپ کی قبر بھی یہاں باپ دادا کی خانقاہ میں بننے گی۔ چنانچہ واقعی ایسا ہی ہوا کہ وہ بڑھن سے موضع ڈونگھیالہ میں مریدوں کے ہاں گئے ہوئے تھے کہ وہاں ہی انتقال ہو گیا اور وہیں آپ کی قبر ہوئی۔

گرم دیگ میں ہاتھ ڈالنا | ایک مرتبہ آپ موضع پٹی بناہ میں گئے۔ وہاں کسی کی شادی تھی۔ دیگوں میں گوشت پک رہا تھا۔

آپ نے روٹی مانگی۔ چار شخصوں نے آپ کو پڑ لیا اور مجبور کیا کہ اگر آپ فقیر ہیں تو اس دیگ میں ہاتھ ڈالیں۔ آپ نے پختی دیگ میں ہاتھ ڈال کر گوشت نکالا اور کچھ تکلیف نہ ہوئی۔ یہ کرامت دیکھ کر بہت سارے لوگ آپ کے مطیع ہو گئے۔

جن چار شخصوں نے آپ کو مجبور کیا تھا ایک کو ہیمنہ ہوا وہ مر گیا، دوسرے کو سانپ نے ڈسا وہ بھی مر گیا، تیسرا بعارضہ بخار دو ماہ بیمار رہ کر مر گیا اور چوتھے نے معافی مانگی اور وہ خدا کے فضل سے بچ رہا۔

تکلیف دینے والے کو سزا | آپ کا جسم فرجہ تھا۔ ایک شخص نے منہسی مخول کے طور پر آپ کے جسم کو خوب دبایا۔ آپ کو

تکلیف ہوئی۔ آپ نے کہا تو نے مجھے درد کیا ہے۔ خدا تجھے درد کسے گا۔ چنانچہ اس کے جسم میں دردیں شروع ہو گئیں۔

زبان کا سر مودہ پورا ہونا | آپ جو کچھ منہ سے نکالتے پورا ہو جاتا۔ ایک دن ایک عورت دودھ رڈک رہی

تھی۔ آپ نے مکھن مانگا۔

اُس عورت نے مکھن دینے سے انکار کیا تو آپ نے کہا تو رڈکتی ہی رہے گی۔ مکھن کہاں سے لے گی۔ چنانچہ سارا دن مکھن نہ آیا۔

آپ کی دو اولیہ تھیں :-

بیویاں

۱۔ مسماٹ سخی بیگم قوم مغل ساکن پٹی بناہ۔

۲۔ سیدہ مریم بی بی بنت سید شمس الدین برخوردار ساکن بڑجن۔

دونوں کے بطن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

تاریخ وفات پیر سید احمد کی وفات ۱۲۴۳ھ میں ہوئی۔ قبر موضع پٹی بناہ تحصیل کوٹلی ضلع میرپور۔ ریاست جموں میں ہے۔

مادہ تاریخ "خلیل سیرت"

سید نور عالم بڑجن والہ

آپ سید شمس الدین بن سید شاہ نواز ساکن بڑجن کے فرزند اکبر اور مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کی والدہ کا نام سیدہ فتح علیہ المعروف فتح بی بی قوم قریشی بٹندوری۔ ساکن گڑھون۔ ضلع میرپور تھا۔

تاریخ ولادت آپ کی پیدائش ۱۲۹۱ھ میں ہوئی۔
مادہ تاریخ "جہانگیر نعت"

آپ کی دو اولیہ تھیں :-

بیویاں

۱۔ سیدہ عائشہ بی بی بنت سید اللہ جوایا ماشی ساکن ٹھیکریاں۔ علاقہ

راہوری۔ اس کے بطن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

۲۔ سیدہ سجادہ بیگم بنت سید نظام الدین برخوردار ساکن بڑجن والہ۔ اس کے بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کے تین بیٹے ہیں۔ تینوں اس وقت ۱۳۶۶ھ میں زندہ موجود ہیں۔

اولاد ۱۔ صاحبزادہ محمد حسین سلمہ اللہ۔ اس کی شادی سیدہ زینب بی بی بنت

سید محمد عالم بن سید نظام الدین بڑجنوی سے ہے۔

۲۔ صاحبزادہ محمد شفیع سلمہ اللہ۔ اس کی شادی رضیہ بیگم بنت سید لؤاب الدین بن

سید غوث محمد ہاشمی راجوری والد سے ہے۔

۳۔ صاحبزادہ محمد عظیم طر اللہ۔ اس کی شادی سیدہ وزیر بیگم بنت سید محبوب عالم بن سید نظام الدین برخورداری بڑھنوی سے ہے۔

آپ کی تین بیٹیاں ہوئیں :-

۱۔ سیدہ سید بیگم منکوحہ صاحبزادہ فرمائش دین بن سید عماد الدین بڑھنوی راجوری ساہن پالوی۔

۲۔ سیدہ گلزار بیگم منکوحہ سید نواب الدین بن سید غوث محمد ہاشمی راجوری والد۔

۳۔ سیدہ صفیہ بیگم منکوحہ صاحبزادہ عبدالغنی بن سید محبوب عالم بڑھنوی ساکن بڑھنوی۔

سید نور عالم کی وفات ۱۳۶۸ھ میں ہوئی۔ قبر بڑھنوی ضلع میرپور میں ہے۔

تاریخ وفات

ماہ تاریخ "سرور بخش"

سید شہیر عالم بڑھنوی والد

آپ سید شمس الدین بن سید شاہ نواز برخورداری ساکن بڑھنوی کے دوسرے بیٹے

تھے۔ ارادت و بیعت سید القادری بن سید قطب الدین ساہن پالوی سے تھی۔

آپ کی والدہ کا نام سیدہ فتح قلیہ المعروف فتح بی بی قوم قریشی پشتندوری ساکن

گرہون ضلع میرپور تھا۔

آپ عموماً ساہن پال شریف میں رہتے۔ اور زراعت کا کام کیا کرتے۔

برادری کے ساتھ آپ کے اچھے تعلقات تھے۔ صلح نش، سادہ طبیعت تھے۔

آپ کا نکاح سیدہ عمر بی بی بنت سید پیراندہ بن سید قطب الدین

برخورداری ساہن پالوی سے ہوا۔ اس کے بطن سے صرف

ایک بیٹی ہوئی۔

بیٹی کا نام سیدہ سردار بیگم تھا جو سید نیک عالم بن سید نظام الدین بڑھنوی والد

کے نکاح میں تھی۔

آرٹھ وفات | سید شیر عالم کی وفات بروز پنجشنبہ چوتھی رمضان ۱۳۲۷ھ میں ہوئی۔ دوسرے دن جمعہ کے روز دفن ہوئے۔ قبر گوردستان

نوشاہیہ میں ہے۔ مادہ تاریخ ”خوشید صبح وصال“

صاحبزادہ الہدین بڑھن والہ

فرزند چہارم سید شمس الدین بن سید شاہ نواز۔ ساکن بڑھن۔ والدہ کا نام سیدہ فتح علیہ المعروف فتح بی بی قوم قریشی بشدوری۔ ساکن گربون ضلع میرپور تھا۔ یہ طفولیت میں انتقال کر گیا۔

وفات ۱۳۲۷ھ۔
سید محمد عالم بڑھن والہ

آپ سید نظام الدین بن سید شاہ نواز برخورداری ساکن بڑھن کے فرزند اکبر تھے۔ خرقہ خلافت و اجازت اپنے ناموں سید گلاب دین بن سید اشد جوایا ہاشمی ساکن علاقہ راجوری سے پایا۔ آپ کی والدہ کا نام سیدہ حیات بیگم بنت سید اشد جوایا ہاشمی راجوری تھی۔ آپ کی ولادت ۱۳۰۶ھ میں ہوئی۔

تاریخ ولادت | تاریخی نام ”فیض علی شاہ“ تھا۔

آپ تعلیم یافتہ صاحب عزت و اقبال تھے۔ علاقہ پہاڑ ضلع میرپور میں آپ کا فیض عام تھا۔ جدھر جاتے لوگ اطاعت کرتے۔ اپنے

بزرگوں کے شیدا اور دلدادہ تھے۔ فقیر سید شرافت عفا اللہ عنہ کو اپنے آبا و اجداد کے حالات قلمبند کر کے دیئے اور آپ کی تحریر کے مشایخ میں نے کتاب ہذا میں درج کئے۔ افسوس کہ آپ کتاب کی تکمیل سے پہلے ہی انتقال کر گئے۔ آپ کی زبان میں تاثیر تھی۔ آپ کی دعا سے اکثر حاجت مندوں کی حاجتیں خدا تعالیٰ کے فضل سے پوری ہوتی ہیں۔

کرامت

ایک مرتبہ آپ چلوٹ ضلع میرپور میں گئے۔ ایک لڑکی نے سلام کیا۔ آپ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ اس کے شوہر نے اندازہ کیا۔

کہا کہ غیر محرم کا ہاتھ لگنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور اپنی عورت کو مارا۔ آپ نے جوش میں آکر فرمایا: تو نے ہمارے ہاتھ پھیرنے سے غیرت کھائی ہے۔ تیرا نکاح جناب الہی سے ٹوٹ چکا ہے۔ چنانچہ اس سے چوتھے روز بعد وہ لڑکی مر گئی۔ اور تین ماہ کے بعد وہ خود بھی مر گیا۔

آپ کی دوا یہ تھیں :-

بیویاں ۱۔ سیدہ مریم بی بی بنت سید شمس الدین بن سید شاہ نواز برخورداری برجن والد۔ اس کے بطن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اس کو طلاق دے دی۔

۲۔ سیدہ رشیم بی بی بنت سید پیراندہ بن سید قطب الدین برخورداری ساہن پالوی۔ اس کے بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کے چار بیٹے ہوئے :-

اولاد ۱۔ صاحبزادہ طالب حسین سلمہ اللہ۔ متولد جمعہ ۶ صفر ۱۳۳۸ھ۔ یہ تعلیم یافتہ، خوش اخلاق ہے۔ اس کی دو شادیاں ہوئیں :-

پہلی شادی سیدہ زینب بی بی بنت سید روشن دین ساہن پالوی سے۔ اس کے بطن سے ایک بیٹا اور دو لڑکیاں ہوئیں جو بچپن میں فوت ہو گئیں۔ ان میں سے ایک کا نام صفیہ بیگم تھا۔

دوسری شادی سیدہ عزیز بیگم بنت سید فیض الحسن بن سید فضل احمد ہاشمی ساکن ہوارا سے۔ اس کے بطن سے دو لڑکے مختار احمد اور امتیاز احمد اور ایک لڑکی رفانج بی بی موجود ہیں۔

۲۔ صاحبزادہ منظور حسین مرحوم۔ متولد سوموار۔ ۳ ذیقعد ۱۳۴۱ھ۔ اس کی شادی سیدہ فاطمہ بی بی بنت سید روشن دین ساہن پالوی سے ہوئی۔

۳۔ صاحبزادہ محمد اشرف سلمہ اللہ۔ اس کی شادی اپنے بھائی منظور حسین کی وفات کے بعد اس کی بیوی سیدہ فاطمہ بی بی بنت سید روشن دین برخورداری ساہن پالوی سے ہوئی۔

۴۔ صاحبزادہ محمد اسلم سلمہ اللہ۔ اس کی شادی سیدہ کنیز بیگم بنت سید فیض الحسن ہاشمی

ساکن بلوچ اسے ہے۔ اس کے تین بیٹے رخسار احمد، افتخار احمد اور ایاس احمد ہیں۔

سید محمد عالم صاحب ذکر ہذا کی تین بیٹیاں ہوئیں۔

۱۔ سیدہ حاکم بی بی۔ منکوہ سید سلطان عالم بن سید شمس الدین بڑھن والد۔

۲۔ سیدہ زینب بی بی۔ منکوہ صاحبزادہ محمد حسین بن سید نور عالم بڑھن والد۔

۳۔ سیدہ فاطمہ بی بی۔ منکوہ صاحبزادہ فرمائش دین بن سید عمر الدین ساہن پالوی۔

آپ کے خواص اجاب یہ تھے۔

یارانِ طریقت

۱۔ سید سلطان عالم بن سید شمس الدین بڑھن والد۔

۲۔ صاحبزادہ فرمائش دین بن سید عمر الدین برخورداری ساہن پالوی۔

تاریخ وفات | سید محمد عالم کی وفات بعد بائیس سال ۱۳۶۵ھ میں ہوئی۔ قبر بڑھن ضلع میرپور میں ہے۔

مادہ تاریخ "صاحب کاشانہ فیض"

صاحبزادہ محمد الدین

خلف یگانہ سید بڑھے شاہ بن سید پیراندہ برخورداری ساہن پالوی۔ والدہ کا نام

سیدہ راج بیگم بنت سید شمس الدین بن سید شاہ نواز برخورداری ساکن بڑھن تھا۔

اس کی پیدائش ۱۳۳۴ھ میں ہوئی۔

تاریخی نام "غلام ربانی"

تاریخ ولادت

بیک اطوار تھا۔ پیشہ زراعت کرتا۔ ابھی بچہ ہی تھا کہ والد صاحب

کا انتقال ہو گیا۔ پھر اس کے چچا سید عمر الدین بن سید

پیراندہ نے پرورش کی۔

اس کی دو بیویاں تھیں۔

بیویاں

۱۔ سیدہ حاکم بی بی بنت سید امام الدین بن سید پیراں دتہ

برخورداری ساہن پالوی۔

۲۔ سیدہ برکت بی بی بنت سید روشن دین بن سید پیراندرتہ۔
دونوں بیویوں سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

تاریخ وفات | صاحبزادہ محمد الدین کی وفات بعمر چوبیس سال۔ سوموار کی رات
انیسویں شوال ۱۳۵۸ھ میں ہوئی۔ قبر گورستان نوشاہیہ میں ہے۔
مادہ تاریخ ”انتخاب شد“

سید محمد اشرف دھلوالہ

آپ سید محمد عالم بن سید پیر محمد مجذوب برخورداری دھلوالہ کے فرزند اکبر تھے۔
آپ کی والدہ کا نام سیدہ زینب بی بی بنت سید غلام علی بن سید قدم الدین برخورداری
ساہن پالوی تھا۔

آپ مؤلف کتاب ہذا کے حقیقی خال زاد بھائی تھے۔ تاریخی نام ”ظفر الحق“
آپ کی پیدائش ۱۳۱۹ھ میں ہوئی۔

تاریخ ولادت

قطعہ تاریخ

از مولانا مولوی محمد سلام اللہ شائق حنفی ساکن چک عمر
منقول از سرانح الاخبار جہلم مطبوعہ مورخہ ۲۵ نومبر ۱۹۰۱ء

چہ باشم من زبانم را چہ یارا	کہ گویم بہر حق حمد و ثنا را
مساکن و یارانے را مربی	بہ تنگی دستگیرے بے نوا را
بخوان جوہ او امیدوارے	مسلمان و یہودی و نصارا
گوزن و گرگ و رو بہ شیر و آہو	دو خوش و مور و مرغ و اژدہا را
فرستادہ بعالم شمس تاباں	حبیب خویش شاہ دوسرا را
گرامی گوہرے اند سلک آدم	شفیع المذنبین یوم الحجہ را
ہمیشہ رحمت حق باد نازل	کہ شد منڈنشین اقم القرا را

بسیار دسوئے شائق گاہ پارا
 کہ نور اوست ہر جا آشکارا
 سرافرازی و بہت داد مارا
 بہ بخشیدہ زلالِ خوش گوارا
 نمودہ بارشِ جود و سخا را
 شنیدم چون ز قاصد این مدارا
 کہ بخشد سیم و زر نام خدا را
 پسندیدہ خصائل محفل آرا
 کلامش حباں فزائے ہر فدا را
 سہی سرو آمدہ باغِ ولا را
 کہ آمد گلبنِ باغِ وفا را
 بہماناں و ہر حلوا پلا را
 تولد گشت فرزندِ ولا را
 نہ سرو بہت بستانِ وفا را
 کہ بودہ پیشوا شے اقیار را
 پدید آمد چہ گویم ماجرا را
 ز اربابِ فصائل باد یارا
 دل بدخواہ او چون سنگِ خارا
 ز جان و دل بگویم این دعا را
 کہ آمد غنچہ بادِ صفا را
 موالات و موافقات ست مارا
 ز شوقِ یاد گفتم بیستہارا
 بگویم من جنیبا غمگن را

چہ باشد گر بمحشر امتی گو
 وزیں پس شکر رب العالمین ست
 ز لطفِ خود دریں فرخندہ ایام
 ز فیضِ سردی بر تشنہ کاماں
 بفرقِ مانا بر رحمتِ خویش
 دل پڑمردہ ام بشگفت چوں گل
 بمشوئے محمد پیرِ عالم
 رفیقے دلبرے شیرین زبانی
 رخش رخشاں تراز بدر منیر ست
 جوانِ سرو قامت شہد گفدار
 بگلزارِ محبت باغبانے
 بسکیناں و ہر ہر دم صلائے
 بافضالِ کمالِ لایزالش
 نہ سرزندے کہ تاباں آفتابے
 بجدہ خاندانِ شاہِ نوشہ
 سرو و فرحتِ صوتِ مبارک
 سعادت مند ہر خوردار باشد
 دل یارانِ او چوں گلِ شگفتہ
 نگاہِ باوا بعالم از مصائب
 بجگم سال تولیدے سعیدے
 برائے آنکہ در شاوی و اندوہ
 اگرچہ نیستم شاعر و لیکن
 اگر سالِ ولادت را ہر سی

بگو۔ واہ واہ گل دولتِ مشکفتہ
 گل فرخندہ طالع بادِ یارب
 الہی سخن بحق شاہِ لولاک
 بنام چار یار و پنج تن پاک

سال زادین او یار غارا
 بگویم من سال او دوبارا
 سراعدائے شائق پارہ پارا
 بہ تنگی و مصیبت ساز چارا

آپ نے میٹرک تک تعلیم پائی۔ صاحبِ فہم و فراست، زیرک و ذہین تھے۔
 خوبصورت، حسین و جمیل تھے۔ بعالم شباب کنوارے ہی فوت ہو گئے۔

تاریخ وفات

سید محمد اشرف کی وفات بعمر بیس سال بعارضہ سل شبِ آخری جمعہ
 رمضان ۱۳۳۹ھ میں ہوئی۔ قبر موضع ڈھل شریف ضلع گجرات میں ہے۔

قطعہ تاریخ

از مولوی محمد سلام اللہ شائق ساکن چک عمر
 از دل و جاں عزیز اشرف من
 کرد خالی مکان و گشت رواں
 آہ خالی مکان اشرف ہست
 سال مرگ عزیز از دل و جاں
 مادہ تاریخ "خدا کی قدرت"

صاحبزادہ محمد اسلم قمر ڈھلوالہ

خلف امیر سید محمد عالم بن سید پیر محمد مجذوب ڈھلوالہ۔ والدہ کا نام سیدہ
 زینب بی بی بنت سید غلام علی بن سید قدم الدین برخورداری ساہن پالوٹی تھا۔
 یہ بھی مؤلف کتاب ہذا کا حقیقی خالہ زاد بھائی تھا۔

تاریخ ولادت

اس کی پیدائش ۱۳۲۵ھ میں ہوئی۔
 تاریخی نام "افتخار احمد"

تعلیم و اخلاق

میٹرک تک تعلیم پائی۔ صورت و سیرت میں دوسرے بھائیوں
 سے فائق تھا۔ طبیعت نیک تھی نماز پبجگانہ اور اعمال صالحہ

پر راغب تھا۔

شعر گوئی شعر کرنے کا شوق رکھتا تھا۔ تخلص قمر تھا۔ شعر میں فقیر سید شرافت عفا اللہ عنہ سے اصلاح لیا کرتا تھا۔ چنانچہ یہ غزل اس کی یادگار ہے۔

غزل

مہتاب سے بھی خوب ہے دلدار کی صورت
مٹی کو لائیک نے نہیں ہاتھ لگایا
ہے کانپتا سورج بھی جو چڑھتا ہے سویرے
ہیں شرم کی ماری وہ پس پردہ جہاں سے
ہرگز نہیں بھاتا ہے مجھے جلوہ مہتاب
مانگیں گے سبھی حشر کو جنت کے نصیحت
یوسف کو خدا کرتی زمین ابھی کئی بار
آئینہ بھی ہے رشک سے اب سرگریباں
جب محفل خوباں میں وہ ہوتا ہے دلارام

رکھتی ہے بڑا حسن میرے یار کی صورت
جس وقت بنائی ہے میرے یار کی صورت
جب سامنے دیکھے ہے میرے یار کی صورت
پریوں نے جو دیکھی ہے میرے یار کی صورت
آئی ہے نظر جب سے مجھے یار کی صورت
مطلوب ہے وہاں بھی مجھے اس یار کی صورت
گرد دیکھتی اک بار میرے یار کی صورت
اس قدر مصفا ہے میرے یار کی صورت
آتا ہے نظر سب کو وہ سردار کی صورت

رہتا ہے قمرِ فرقتِ دلدار میں مضطر

اور نقش ہے دل پر میرے اُس یار کی صورت

شادی اس کا نکاح سیدہ فاطمہ بی بی بنت سیدہ خوشی محمد بن سید محمد علی ہاشمی زن طوی سے ہوا۔ لیکن کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

تاریخ وفات صاحبزادہ محمد اسلم کی وفات بعمر پانچ سال ۱۲ جمادی الاخرہ ۱۳۵۴ھ میں ہوئی۔ قبر ڈھل شریف ضلع گجرات میں ہے۔ مادہ تاریخ "بلوغ دکن"

صاحبزادہ محمد اکرم دہلوالہ

فرزند اکبر سید فضل حسین بن سید غلام حسن بن سید قطب الدین دہلوالہ۔ والدہ

کانام سیدہ شاہ بیگم بنت سید محمد علی بن سید فضل الدین ہاشمی زن طوی۔
 اس کی پیدائش پر سید غلام احمد بن سید فاضل شاہ برخورداری ساہن پالوی نے
 ایک پنجابی نظم بطور مبارکباد لکھی تھی۔
 یہ شیرخوارگی میں ہی فوت ہو گیا۔ وفات ۱۳۲۷ھ

صاحبزادہ ریاض حسین ڈھلوالہ

فرزند سوم سید فضل حسین بن سید غلام حسن برخورداری ڈھلوالہ۔ والدہ کانام سیدہ
 شاہ بیگم بنت سید محمد علی ہاشمی زن طوی۔
 بچپن میں رحلت گزیر ہوا۔ وفات ۱۳۳۰ھ

صاحبزادہ تصدق حسین ڈھلوالہ

فرزند چہارم سید فضل حسین بن سید غلام حسن ڈھلوالہ۔ ساکن ساہن پال شریف۔
 والدہ کانام سیدہ شاہ بیگم بنت سید محمد علی ہاشمی زن طوی۔
 اس کی ولادت ۱۳۲۲ھ میں ہوئی۔ بچپن میں ہی فوت ہو گیا۔
 مادہ تاریخ "ناصر بخت"

صاحبزادہ ارشاد حسین ڈھلوالہ

فرزند چہم سید فضل حسین بن سید غلام حسن بن سید قطب الدین ڈھلوالہ۔ والدہ کانام
 سیدہ شاہ بیگم بنت سید محمد علی ہاشمی زن طوی۔
 یہ طفولیت میں ہی انتقال کر گیا۔ وفات ۱۳۳۱ھ

سید کرم الہی

آپ سید فاضل شاہ بن سید محمد امین مختار برخورداری ساہن پالوی کے فرزند اکبر

اور مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کی والدہ کا نام سیدہ حیات بیگم بنت سید غلام نبی بن نور احمد بر خور داری ساکن دھیر کے خور و تھا۔

آپ کی ولادت ماہ بیساکہ سہ ماہ ۱۹۳۶ء مطابق جمادی الاولیٰ ۱۳۹۶ھ میں ہوئی۔ آپ کے عم عالی قدر حضرت سید

تاریخ ولادت

محمد شاہ نیک اختر نے آپ کا تاریخی نام رکھا "حافظ کرم الہی"۔

آپ نے قرآن مجید میاں غلام حسین امام مسجد ساہن پال شریف سے پڑھا۔ پھر

تعلیم

سید بہادر شاہ ساکن کوٹ بنگا سے بھی چندے تعلیم پائی۔ اس کے بعد مولوی حسن محمد کے پاس پنڈی دھو تھراں میں چند عرصہ پڑھتے رہے۔ بعد ازاں اپنے چچا

حضرت سید حافظ محمد شاہ نیک اختر سے پنڈنامہ کر لیا۔ پنڈنامہ شیخ عطار۔ نام حق

گلستاں وغیرہ پڑھیں۔

آپ کو والد بزرگوار نے اپنی بیعت سے نوازا۔ اور درگاہ عالیہ حضرت فخر

چلہ نشینی

ماہیہ پر چلہ بٹھایا۔ آپ نے اکیس روز تک وہاں ریاضت و مجاہدہ کیا۔ حضرت نوشاہ عالیجاہ کی زیارت فیض بشارت ہوئی۔ انہوں نے فرمایا: یہ لڑکا اچھا ہوگا۔

ایک دفعہ آپ کو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

زیارت نبوی

زیارت ہوئی۔ دیکھا کہ گھوڑے پر سوار ہوا پر جا رہے ہیں۔ صحابہ کرام بھی ہمراہ ہیں۔

معمولات

آپ نام خدا کا ہر دم ورد کرتے۔ سوئے ہوتے تو کروٹیں بدلتے ہوئے اسم اللہ کا ذکر کرتے ہوئے مسوع ہوتے۔ وظائف نوشاہیہ پر موافقت رکھتے۔ نماز پنجگانہ پابندی سے پڑھتے۔ حامل شریف مترجم ترجمہ شاہ رفیع الدین محدث دہلوی پر تلاوت کیا کرتے اور اس کے حاشیہ پر فوائد تفسیر موضع القرآن کا مطالعہ کیا کرتے۔ مشرب آپ

کاشفی، حنفی، قادری، نوشاہی تھا۔ اپنے علم بزرگ حضرت سید حافظ روح اللہ بنور اریٰ کا ہر سال بائیسویں پھلن کو غُرس کیا کرتے۔

آپ روزانہ نوافل تہجد، نماز پنجگانہ اور تلاوت قرآن مجید اور ادووظائف ایک سیپارہ کرتے۔ اور ادو اذکار آپ کے یہ تھے:-

- ۱- درود شریف ہزارہ بعد اسم اعظم غوثیہ ایک سو ایک (۱۰۱) مرتبہ۔
- ۲- کلمہ طیبہ کا ذکر تین ہزار (۳۰۰۰) مرتبہ۔
- ۳- لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایک سو (۱۰۰) مرتبہ۔
- ۴- لا الہ الا اللہ دو سو (۲۰۰) مرتبہ۔
- ۵- الا اللہ چار سو (۴۰۰) مرتبہ۔
- ۶- اللہ آٹھ سو (۸۰۰) مرتبہ۔
- ۷- ہُو ہُو سولہ سو (۱۶۰۰) مرتبہ۔

۸- نماز فجر کے بعد ناد علی ایک سو ایک (۱۰۱) مرتبہ۔ وہ یہ ہے۔ ناد علیاً مظهر العجايب تجدة عوناً لك في النوائب كل هم وغم سينجلي بعظمتك يا الله يا الله يا الله وبنبوتك يا محمد يا محمد يا محمد وبولايتك يا على يا على۔

۹- نماز عصر کے بعد استغفار ایک سو گیارہ (۱۱۱) مرتبہ۔

۱۰- نماز شام کے بعد یا حق یا تیتوم بحق لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین ایک سو گیارہ (۱۱۱) مرتبہ۔

۱۱- نماز فجر اور نماز شام کے بعد ایک مرتبہ سید الاستغفار پڑھتے۔ وہ یہ ہے :-

اللہم انت ربی لا الہ الا انت خلقتنی وانا عبدک وانا علی عہدک ووعدک ما استطعت اعود بک من شر ما صنعت ابوء لك بنعمتك علی البور بذنبی فاغفر لی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔

۱۲۔ نماز فجر و شام کے بعد روزانہ ختم مشائخ قادریہ نوشاہیہ بھی پڑھا کرتے۔

۱۳۔ سونے کے وقت کلمہ تمجید ایک مرتبہ پڑھ کر سوتے۔

پابندی شریعت | آپ شریعت کی پابندی کا خاص خیال رکھتے۔ اگر کسی مجلس درویشانہ میں کوئی فقیر غیر شرع کلمات بولتا، تو آپ اس کو روک دیتے۔

ایک مرتبہ سائیں مالن شاہ قلندر فقیر نوشاہی بمعہ اپنے ملنگوں کے درگاہ عالیہ نوشاہیہ پر حاضر ہوا۔ وہاں مشرقی بومسٹر کے نیچے ڈیرہ لگایا اور بھنگ گھوٹنے لگا۔ رمضان شریف کا مہینہ تھا۔ دوپہر کے وقت علوا اور وال روٹی کا بھنڈا رہ تقسیم کرنے لگا۔ آپ وہاں پہنچ گئے۔ فقیر سید شرافت عفا اللہ عنہ بھی ہمراہ تھا۔ آپ نے رمضان کی حرمت اور درگاہ نوشاہیہ کی عزت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کو خوب ڈانٹا اور وہ کھانا مکان کے اندر رکھوا کر قفل لگوا دیا۔ اور سائیں یقین علی مجاور درگاہ کو فرمایا کہ شام کے وقت افطار کے بعد ان کو کھانا دینا اور بھنگ کے متعلق فرمایا کہ حدود درگاہ شریف کے اندر ہم کسی حرام چیز کا استعمال نہیں کرنے دیں گے۔

مولف سے محبت | آپ مولف کتاب ہذا فقیر سید شرافت عاناہ اللہ کے ساتھ بہت محبت رکھتے تھے۔ میں جس مجلس میں

گفتگو کرتا ہوتا، آپ میرے کلام کی تائید کیا کرتے اور کسی مسئلہ میں اختلاف ہوتا تو آپ کو میرے جواب پر تسکین ہوا کرتی اور میرے مسئلہ پر آپ متفق ہوا کرتے۔

اخلاق و عادات

آپ دانا، حاضر جواب، معاملات دنیاوی میں نہایت دقیقہ شناس، لوگوں کے مقدمات آپ کے پاس آیا کرتے، آپ اچھا فیصلہ فرمایا کرتے، غریب پرور، شریعت پسند، طریقت گزین تھے۔ فن شہسواری اور علم موسیقی کے بھی واقف تھے۔ لوگ آپ کو اپنے بیاہ شادلیوں اور خوشی و غمی کے کاموں میں مدعو کرتے اور آپ سے صلاح و مشورہ کرتے۔ آپ بڑا اچھا مشورہ دیتے۔ صاحب رائے تھے۔ دینی، دنیاوی اور لٹریچر

سیاسی، اخلاقی، ادبی کاموں میں ماہر تھے۔

آپ نے اپنے اوپر یہ لازم کیا ہوا تھا کہ اپنی آمدن و فتوحات میں سے ایک پیسہ فی روپیہ خیرات کیا کرتے۔

صدقہ و خیرات

آپ سماع سنتے تھے اور وجد بھی ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ عرسِ مغرت نوشتہ صاحب کے موقع پر مولف کے دیوان خانہ میں مسیحاں الہدیٰ گلگوا، اور

سماع و وجد

علی محمد بن نور دین موچی، روشن ماچی ساکان گاکھڑہ اور احمد دین بن خوشی گلگوساکن ڈھوک شہانی (میریدان شرافت) گلگ کے ساتھ گارہے تھے۔ جب انہوں نے یہ شعر پڑھا۔

آن حضور کھلے شہزادے سوز چن فلک سے تابش کون لیاوے حُسنوں سوہنی چال لنگرے
آپ کو سن کر وجد ہو گیا اور ٹاہلی کی شاخ پکڑ کر کھڑے ہو گئے۔ جب آپ وجد کرتے تو ٹاہلی کا سارا درخت ہل جاتا اور آپ کے ہاتھ سے شاخ نہ چھوٹی اور افاقہ کے بعد جس جس شخص کو گلے لگایا اس کو بھی وجد ہو گیا۔

آپ گاہ بگاہ یہ اشعار پڑھا کرتے۔

اشعار خوانی

سعدی

کشف الدُّجیٰ بجمالہ

صلوا علیہ وآلہ

بلغ العُلٰی بکمالہ

حسنت جمیع خصالہ

نہ از حسمت و جاہ و مال و مال

بنی آدم از علم یا بد کمال

حافظ

کہ ساکب بے خجہ بود ز راہ و رسم منزلہا

بے سجادہ رنگیں گن گرت پیر مغاں گوید

۱۱۔ شرافت۔ ۱۲۔ شرافت۔

جامیؒ

اگہی غنچہ امید بکشا گل از روضہ رحب اوید بنما

زومیؒ

ہم خدا خواہی و ہم دنیا کے دوں این خیال ست و محال ست و جنوں

حسینؒ

شدمت شراب خراب سسی در خواب ز جور جہاں غافل
سز شارب خمار غبار پنوں ز شرارت انواں لایعتل
بر بست عمر بر بست کر پئے قتل دو عاشق بے حال
بگذاشت سسی را در خلوت انداخت پنوں را در محل

شاہ جہان

ہم جو آئے مثل شبنم سیر گلشن کر چلے
دیکھ لے اے باغیاں اپنا چین ہم گھر چلے
یہ چین یونہی رہے گا اور ہزاروں جانور
جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سایہ تلے
اہ حسرت دل بھری اور چشم تر دم کر چلے
کو نجاوے اس طرح سوں حطرح سوں ہم چلے
اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائیں گے
حشر تک سوتا ہے گا خاک کے سایہ تلے

آپ بلند قامت ، جسم بھارا ، چہرہ بارعب و پرہیزگاری
رنگ گندم گون قدرے سبز ، سر کے بال کانوں

علیہ ولباس

بیک ، داڑھی کو دسمہ رنگا کرتے۔ ہاتھ میں بیت کا کھونڈا ہوتا تھا۔ لباس مصفا
رکھتے۔ عموماً سب کپڑے سفید ہوتے تھے۔
گھوڑی کی سواری کرتے تھے۔

کرامات

آپ کے دم و درود سے کئی بیماریوں کو شفا ہو جاتی۔ کئی بے اولادوں کو خدا نے صاحبِ اولاد کر دیا۔

بیمار بچے کا شفا پانا | چوہدری کبیر ابنِ عزت بخش تارڑ ساہن پالیہ کے تین بچے مرغن ڈبہ سے مر گئے۔ اس کے ماں علی محمد تولد ہوا۔ اس کو بھی ڈبہ ہو گیا۔ انہوں نے آپ سے دم کروایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا دے دی۔

چوہدری کبیر انے چھ کنال زمین واقع رقبہ ساہن پال جو بیلہ میں بنام بیانوالی مشہور ہے۔ آپ کو نذرانہ میں دی جو تاحین حیات آپ کے پاس رہی۔

تصانیف

آپ نے تمام عمر میں کوئی شعر و شاعری نہیں کی۔ آپ کے آخری چند سالوں میں آپ کے چھوٹے بھائی سید غلام احمد کاتب گجرات کاٹھیاواڑ کے شہر احمد آباد میں چلے گئے۔ ان کے ہجر و فسراق میں آپ شعر کہنے لگ گئے۔ چنانچہ اب آپ کی مندرجہ ذیل تصانیف یادگار ہیں :-

۱ - قصہ سسی پنوں - دوہڑہ جات میں۔

۲ - سیخریاں - پانچ عدد۔

۳ - باران ماہ - پانچ قسم۔

۴ - چند مکتوبات منظوم۔

۵ - چند لغتیں و غزلیں و کافیاں و دوہڑے۔

آپ کے سب اشعار کو میرے بھائی صاحبزادہ سید بشیر احمد بشارت نے بنام کلیاتِ کرم الہی جمع کر دیا ہے۔

مکتوب | آپ کا ایک مکتوب منظوم یہاں درج کیا جاتا ہے۔ جو آپ نے اپنے بیٹے صاحبزادہ ممتاز احمد کے نام لکھا تھا۔

سبھی صفتاں لائق اس نون جو صفتاں داسائیں
 ہر دم حکم اوسے دا جاری اندر دوہیں سرائیں
 گن فیکون کہیو سو آپے کیتے ایڈپسارے
 زمیں آسمان بنائے آپے سورج چن سارے
 جون ہزار اٹھارہ کر کے پیدا کر دکھلائی
 روزی دیندا ہر اک تائیں فرق نہ پاندا رانی
 نورمی ناری حنا کی کر کے عجب بہار بنائی
 سبھناں دے وچ دکھو دکھری خوبی پا دکھلائی
 اکناں دا دل عشقے بھریا دیندے پھرن دوہائیاں
 اکناں خبر نہ پائی عشقوں کتے نہ جھوکاں لایاں
 دم مارن دی جانہ اوتھے جو چپا ہے سو کر وا
 جس تے کرم الہی ہو دے تابع ہو دے ہر دا
 فیر درود رسول اللہ نون آکھاں لکھ واری
 حشر دھاڑے ادا کرسی امت دی غمخواری
 چارے یار نبی سرور دے شان برابر آیا
 ہر اک تائیں اکو جیہہ رب نے چاؤ ڈیایا
 غوث الاعظم پیر اساڈا اچھے رتبے والا
 غوثاں قطباں ولیاں اتے اسدا بول نرالا
 یاد کرے جو بھیریاں وچ پوہنچن آشتابی
 تڑت مراد پوچھاون اسدی ہووے دور بیتابی

کرم الہی عاصی بیٹھا آس دے دج دھر کے
 بے کرجم پیراں دل آیا بنے لاسن پھڑکے
 بعد اس تھیں ہن گل سناواں سن توں برخوردارا
 سدا سو کھالا رکھے سنا میں دز میرے داپا
 سر تھیں ٹھنڈا رہیں ہمیشہ خوشی سداواں پائیں
 احمد دی گھر بکت ہووی کدے نہیں غم کھائیں
 نسل تیری اس دنیا دے دے رہے تیا مت تائیں
 غم دا جھولا کدے نہ آدے دگن نت صبا میں
 دشمن تیرے رہن دوراٹے ذلت کدی نہ آدے
 سجن رہن ہمیشہ نیڑے عزت پھیرا پاوے
 قرضوں فارغ رکھے تینوں آپ حسنہ آوند سائیں
 دنیا دے دج تازہ ہوئے دتیں پائیں چائیں
 خیراں وتوں دیکھیں ناہیں نظر اچیری کر کے
 بھلن ہارا بندہ ہر دم وقت لنگھائیں جر کے
 ایہ دنیا ہے تلکن دیہڑا ثابت ہو کے رہنا
 چار دہاڑے ہے بسیرا ایتھے کسے نہ پہنا
 جھوٹھی ناں گواہی دیویں ترک حراموں پائیں
 ٹھگی دغا فریب نہ کرنا رزق حسلاول کھائیں
 خواشاں واکدے بُرا نہ کرنا ہوئی خدمت کرنی
 نیت اپنی متا تم کر کے گھڑی غضب دی جرنی
 فضلوں آس رکھیں ہر ویلے خودی نہ آسنوں بھاوے
 دوئی دودر کریں سب دل تھیں مت جانی گل لائے

پنجے وقت نماز گزاریں کریں تہجد پوری

لفی اثباتوں ذکر پکائیں دل سے نال حضوری

چونہ یاراں دی تابعداری اکو جیہی کرنی

مذہب حنفی پکارکھیں مت کوئی آوے بھرنی

مت نصیحت جہڑی لکھی پچیا تیرے تائیں

یاد رکھیں ایہ چھڈیں ناہیں مسن نیک جزائیں

کاروبار گھرے دا جہڑا چک لے بر خوردارا

وقت بڑھیا آیا میں تے وگے پیا نگارا

اس سفرے درج نت ادا سی ہر دم رہندی تینوں

باہر گیاں بن گذرے ناہیں سب کج معلم تینوں

تن کمزور پیر پیادہ کیتا سندر لمیرا

تسین وسوشالا ہر دم قائم مولا کرسی پھیرا

گڈیاں اتے چڑھن نہ ہووے ٹریا مول نہ جادے

ہر پاسوں ہن مشکل و سدی سائیں کرم کماوے

تینوں سوکھیاں ہر دم سکیمے آپ خداوند سائیں

میرا بھی ہے راکھا اولاً منگاں نت دعائیں

ختم ہو یا ہن نامہ ایسے نال خدا دی یاری

پڑھنے سننے والیاں تائیں ہووے فضل غفاری

ہفتہ وار دیھاڑا ہے اربع اٹھ ذی الحجہ مہینے

تیراں سو تریسٹھ ہجری سن توں یار ننگینے

کرم الہی لکھن والا بھریا نال گستاہاں

ہر دم اس اللہ دے دروی دیوے آپ پناہاں

ملفوظ آپ فرمایا کرتے، دشمنوں کے درمیان اس طرح گزارہ کرنا چاہیے جیسے زبان دانتوں میں گزارہ کرتی ہے۔ یعنی نرمی و ملامت سے۔

تعریف سید محمد عالم بن سید پیر محمد مجذوب و حلوالہ فرمایا کرتے تھے کہ تمام اولاد حضرت نوشہ صاحبؒ میں سے اس وقت تین شخص تین و صفوں میں ممتاز ہیں۔

- اول :- صاحبزادہ شریف احمد شرافت علم میں۔
 دوم :- صاحبزادہ کرم الہی بن سید فاضل شاہ گفتگو میں۔
 سوم :- صاحبزادہ امام الدین بن سید پیر اندر طاقتوری میں۔
 ان تینوں کا ہمارے خاندان کو بہت آرام ہے۔

بیویاں

- آپ کی دو اہلیہ تھیں :-
- ۱۔ سیدہ کرم بی بی بنت سید حافظ روح اللہ بر خور داری ساہن پالوی۔ یہ آپ کے عم بزرگ کی بیٹی تھیں۔ ان کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا جو سب سے بڑا تھا۔
 - ۲۔ مسماٹ رضیہ بیگم المعروف ولایت بیگم قوم چمبر راجپوت ساکن رینگ بانگ ضلع جہلم۔ ان کے بطن سے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہوئیں۔
- آپ کے تین بیٹے ہوئے :-

اولاد

- ۱۔ صاحبزادہ محمد شریف المعروف صوبے شاہ مرحوم۔
- ۲۔ صاحبزادہ عزیز احمد مرحوم۔
- ۳۔ صاحبزادہ ممتاز احمد سلمہ اللہ۔ متولد اوار۔ تیسری صفر ۱۳۳۹ھ تعلیم تھوڑی رکھتا ہے۔ نماز روزہ کا پابند ہے۔ اس کی شادی مولف کی ہم شیرہ سیدہ صفیہ بیگم بنت اعلیٰ حضرت سید غلام مصطفیٰ نوشاہی دام برکاتہ سے ہے۔ اس کے بطن سے تین لڑکے اور ایک لڑکی ہوئی۔

رٹکوں کے نام یہ ہیں :-

۱- صاحبزادہ مختار حسن - موسوم باسم تاریخی - متولد ہفتہ - ۱۳ محرم ۱۲۵۹ھ
بعمر ایک سال - بعارضہ اسپہال بروز منگلوار یکم ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ کو
فوت ہو گیا۔

۲- صاحبزادہ سرفراز احمد - متولد جمعہ - ۱۰ ذیقعد ۱۳۶۱ھ - بڑا ہوشیار و
ذریک تھا - سکول پڑھنے جایا کرتا تھا - امر الہی سے بمرسات سال بعارضہ
ورم جگر بروز جمعہ ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۶۸ھ کو انتقال کر گیا۔

۳- صاحبزادہ دل نواز احمد - مدعو متولد جمعہ ۱۶ شوال ۱۳۶۸ھ یہ بڑا تیز فہم
اور چست طبیعت ہے - الحال بمر آٹھ سالہ پر امری سکول زن نل میں
پڑھتا ہے - سلمہ اللہ تعالیٰ -

— رٹکی کا نام ہے سیدہ بلقیس خانم - یہ ابھی قرآن مجید سبق پڑھتی ہے۔

سید کرم الہی صاحب ذکر ہذا کی تین بیٹیاں تھیں :-

۱- سیدہ بشیر بیگم - منکومہ صاحبزادہ سید بشیر احمد بشارت بن اعلیٰ حضرت سید غلام مصطفیٰ
نوشاہی ساہن پالوی ادام اللہ برکاتہ۔

۲- سیدہ رشید بیگم } یہ دونوں بچپن میں فوت ہو گئیں۔

۳- سیدہ رابعہ بی بی }

آپ کے خواص مرید یہ تھے :-

پارانِ طریقت ۱- صاحبزادہ ممتاز احمد فرزند آںجناب ساہن پال شریف ضلع گجرات

۲- صاحبزادہ منور حسین بن سید غلام احمد - برادر زادہ " " "

۳- صاحبزادہ مظفر حسین بن سید غلام احمد - " " "

۴- صوفی محمد عالم بن سائیں اللہ رکھا گوہر بجاڑ - جند " " "

۵- محمد دین گوہر - جند ضلع گجرات - ۶- شاہ محمد بانیاں " " "

۷- غلام محمد گوہر - بنیاں " " "

- ۸۔ سائیں محمد بخش بافندہ المعروف مسانہ فقیر پٹھی لوہاراں ضلع گجرات
 ۹۔ اللہ دتہ ہنجرا بڑے والی ضلع گوجرانوالہ۔ ۱۰۔ مہر داد چٹھہ اچکے ضلع گوجرانوالہ
 ۱۱۔ الہدین بانجیان عادل گڑھ

ستورات میں سے

- ۱۲۔ عائشہ مر اسن سواوہ ضلع گجرات ۱۳۔ رحمت بی بی حجام سواوہ ضلع گجرات
 ۱۴۔ نور بیگم گوبری جنڈ " ۱۵۔ فضل بی بی جیمی اچکے گوجرانوالہ
 آپ کا گرتہ ملہل، فتوحی و چادر و تہبند کھدر کے۔ اور پاپوش
تبرکات اولاد کے پاس محفوظ ہیں۔

تاریخ وفات سید کرم الہی کی وفات بصرہ اکبر (۱۷) سال منگلوار کی رات،
 وقت نماز تہجد۔ اکیسویں ماہ ربیع الاول ۱۳۶۷ھ میں ہوئی۔ قبر
 گورستان نوشاہیہ میں مغربی حلقہ میں پختہ بنی ہوئی ہے۔

مادہ ۳ تاریخ

۱۔ آیت شریف ان المتقین فی جنت و عیدون

سید نور الہی

آپ سید فاضل شاہ بن سید محمد امین مختار بن خور داری ساہن پالوی کے دوسرے
 بیٹے اور مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کی والدہ کا نام سیدہ حیات بیگم بنت سید غلام نبی بن
 سید نور احمد بن خور داری دھیر کوی تھا۔

تاریخ ولادت آپ کی پیدائش ۱۳۰۳ھ میں ہوئی۔
 تاریخ نام " غلام کبیر "

تعلیم آپ نے قرآن مجید کے ابتدائی سیکھنے سے سید عبداللہ شاہ درویش سے
 پڑھے اور درمیانی حصہ اپنی چھوٹی سیدہ محمد بی بی بنت سید محمد امین مختار
 سے پڑھا۔ اور آخری سیکھنے سے اپنے چچا حضرت سید حافظ محمد شاہ نیک اختر سے

پڑھ کر ختم کیا۔ پھر پکی روٹی اور سجات المؤمنین پنجابی اور کنز الرحمت فارسی اپنے برادر
علم زاد حضرت سید غلام مصطفیٰ نوشاہی دام برکاتہ سے پڑھیں۔

آپ نے اپنے والد صاحب کی وفات سے دو سال پہلے
منظوری کا نشان ان سے بیعت کی۔ پھر ان کے بعد آپ روتے رہتے اور

خیال رہتا کہ شاید میں منظور ہوا ہوں یا نہیں۔ ایک مرتبہ آپ سلطان پور ضلع سرگودھا
میں گئے ہوئے تھے کہ رات کو خواب میں دیکھا کہ حضرت غوث الاعظمؒ اور حضرت سخی بادشاہؒ اور
حضرت نوشہ گنج بخشؒ اور حضرت پاک صاحب بھڑیلوالہؒ اور حضرت سید حافظ قلی احمد
پاکذات نوشاہ ثانیؒ اور اپنے والد سید فاضل شاہؒ ایک صف میں کھڑے ہیں۔ حضرت
غوث پاکؒ نے ایک پھری حضرت سخی بادشاہؒ کو دی۔ اسی طرح وہ سب بزرگوں میں
منتقل ہوتی ہوئی آپ کے والد صاحب کو پہنچی اور حکم دیا کہ نور انہی کو ذبح کرو۔ انہوں
نے آپ کو زمین پر لٹا کر گئے پر پھری جلا دی۔ اُس وقت آپ نے کلمہ شریف پڑھا، اور
ذبح ہو گئے۔ صبح کو جب بیدار ہوئے تو طبیعت میں سکون تھا۔

آپ عموماً کلمہ طیبہ اور درود شریف ہزارہ بعد اسم اعظم غوثیہ کا
زیارات بزرگاں ورد رکھتے تھے اور اس کے برکات سے متمتع تھے۔ ایک

رات خواب میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا
رضی اللہ عنہما کا دیدار فیض آثار ہوا۔

اخلاق و عادات

آپ خوش خلق راست باز، درویشی خیال تھے۔ شریعت کے پابند، بارعب،
خدا یاد تھے۔ فقیر سید شرافت عافہ اللہ سے بزرگوں کے حالات سنا کرتے اور
خوش ہوا کرتے۔ آپ کو شطرنج کی بھی خاصی مہارت تھی۔ دنِ میل میں سید محمد حسین بن
سید بنے شاہ ہاشمیؒ کے ساتھ اور لاہور میں سید افضل ولی بن سید واصل حق
برخورداریؒ کے ساتھ شطرنج کھیلا کرتے۔

سیر و سیاحت | آپ عموماً لاہور جایا کرتے اور بزرگانِ لاہور کی زیارت سے مشرف ہوا کرتے۔ ایک مرتبہ اپنے پھوپھی زاد بھائی سید حسن دہلی بن سید واصل حق لاہوری کے ہمراہ کراچی میں بھی تشریف لے گئے، اور وہاں کی سیر کی۔

صدقہ و خیرات | آپ نے مقرر کیا ہوا تھا کہ اپنی آمدن میں اکیسواں حصہ فی سبیل اللہ دیا کرتے۔ اپنے دروازہ سے ساتلوں کو خالی نہ جانے دیتے۔

فیضان کا ظہور | آپ زیادہ تر علاقہ گوجرانوالہ اور علاقہ سیالکوٹ میں جایا کرتے۔ وہاں کے لوگ اکثر آپ کے ارادت مندوں میں سے تھے۔ آپ کے دم و رو سے لوگوں کو فوائد پہنچتے۔ کئی مایوسوں کو آپ کی دعا سے اولاد ہوئی۔

اشعار خوانی | آپ کو میاں محمد بخش قادری "کھڑی دلے کے کلام سے بہت انس تھا۔ قصہ سیف الملوک خود بھی پڑھتے اور لوگوں سے بھی سنتے اور اپنے دوست حافظ خیر الدین رن طوی کی یحرفی کے اشعار اور اس کی حاضر و ابدا پڑھ کر محفوظ ہوا کرتے۔ یہ اشعار گاہ بگاہ پڑھا کرتے۔

الف اک فراق دی بھڑک اٹھی عقل فکر میرے سڑ کے ساہ ہو گئے

جلیاں ہڈیاں جگر کباب ہویا نالے صبر آرام تباہ ہو گئے

جتنے نیت سی توڑ پریت چڑھی ہتھو ہتھ اوہ یار بدخواہ ہو گئے

خیر دین کی حال رعیتاں داجدوں ظلم اُتے بادشاہ ہو گئے

دال دلے دی ولی اجاڑ ساڈی کدے فیر بھی وسدی لوڑنی سی

گڈی چاہڑ کے تیز ہوا اندر ہتھوں جان کے ڈور نہ چھوڑنی سی

کشتی آس امید دی شوہ پاکے اڑیا اودھ وچکار نہ بوڑنی سی

ہویاں مٹاں سکدیاں خیر دینا کدی طرف ساڈی داگ موڑنی سی

یے یارتوں جان قربان کرناں چند دکھڑے سہے نہ سہے بھاویں
 ڈرناں مول نہ بولیاں طعنیاں توں عزت جگوج ہے نہ ہے بھاویں
 کوئی لڑ نہیں رونقاں محفلاں دی بندہ کول کوئی ہے نہ ہے بھاویں
 خیر دین کرناں پوجاٹھا کرناں دی مسلمان کوئی کہے نہ کہے بھاویں

اولاد | آپ کا نکاح سیدہ حیات بی بی بنت سید امام الدین بن سیدت اسم علی
 بر خورداری پانڈوکوی سے ہوا تھا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کے پانچ بیٹے ہوئے :-

- ۱- صاحبزادہ نذر محمد مرحوم۔
- ۲- صاحبزادہ نذیر محمد مرحوم
- ۳- صاحبزادہ وزیر محمد اکبر مرحوم۔
- ۴- صاحبزادہ وزیر محمد اصغر سلمہ اللہ۔ متولد منگلوار ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ۔ تعلیم
 پرائمری تک ہے۔ اب لاہور۔ کارخانہ کیرج شاپ میں بعبہ مستری ملازم ہے۔
 اس کی شادی سیدہ سکینہ بی بی بنت سید حسن محمد بن سید رکن عالم ہاشمی زن ملوی سے
 ہوئی۔ اس سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔ لڑکوں کے نام یہ ہیں :-

۱- صاحبزادہ اعجاز احمد مد عمرہ۔ متولد ۱۳۶۷ھ۔ یہ اب پرائمری سکول زن مل
 میں پڑھتا ہے۔

۲- صاحبزادہ آفتاب احمد مد عمرہ۔ متولد ۱۳۶۶ھ۔ یہ اسی سال تالیف کتاب
 میں پیدا ہوا ہے۔

لڑکیوں کے نام یہ ہیں۔ سیدہ شہزادہ بیگم اور سیدہ روبینہ پروین۔

- ۵- صاحبزادہ فقیر محمد سلمہ اللہ۔ متولد پنجشنبہ۔ ساتویں ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ۔ پندرہ سال
 تک تعلیم ہے۔ ہم دفراست میں اپنے تمام برادران میں سے فائق ہے۔ ابتدا
 سے ہی اسے تجارت کا شوق ہے۔ پہلے اپنے گاؤں ساہن پال شریف میں کرمانہ کی
 دکان رکھی۔ پھر چک مانو میں آنا بیسنے کی مشین لگوائی۔ اس کے بعد کراچی میں چلا گیا۔

۸۔ شیراجھالا باہومان ضلع شیخوپورہ ۹۔ فیروزہ مالی لاہور
۱۰۔ عزیزہ مالی لاہور

سید نور الہی کی وفات بمرچھیا سٹھ سال بروز بدھوار۔ تیسویں (۳۰)
تاریخ وفات جمادی الثانی ۱۳۶۹ھ میں ہوئی۔ قبر گورستان نوشاہیہ
میں ہے۔

ماورہ ہائے تاریخ

۱۔ امام بلند اختر ۲۔ کاخِ حشمت

سید غلام احمد کاتب

آپ سید فاضل شاہ بن سید محمد امین مختار برخورداری ساہن پالوی کے تیسرے
بیٹے اور مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کی والدہ کا نام سیدہ حیات بیگم بنت سید غلام نبی
بن سید نور احمد برخورداری و حیرکوی تھا۔

آپ کی ولادت ۱۳۱۰ھ میں ہوئی۔

تاریخ ولادت

تاریخی نام محمد رشید احمد خان ہے۔

آپ نے ابتدا میں قرآن مجید اپنی چھوٹی سیدہ محمد بی بی بنت سید محمد امین
مختار سے پڑھا۔ پھر تین جماعت سکول پنڈی کالو میں پڑھیں۔ پند نام کرپا

اپنے برادر علم زاد اعلیٰ حضرت سید غلام مصطفیٰ نوشاہی مدظلہ سے پڑھا۔ اس کے بعد
والد بزرگوار آپ کو وزیر آباد میں مولوی قمر الدین حنفی کے پاس چھوڑ آئے۔

پند نام شیخ عطار۔ بدایع منظوم۔ نام حق۔ گلستاں۔ بوستاں۔ سکندر نامہ

ان سے پڑھے۔ کتاب مالا بدمنہ فارسی مولوی نور عالم مجددی وزیر آبادی سے پڑھی۔

اسٹھ سال متواتر وزیر آباد میں رہے۔

آپ نے فن کاتبی نسخ اور نستعلیق مولوی قمر الدین وزیر آبادی
خوشنویسی سے سیکھا، اور نقاشی مولوی محمد حسین مبارک رقم عادل گڑھی

سے حاصل کی۔

وزیر آباد میں کتابت | آپ نے ایک سال وزیر آباد میں رہ کر کتابت کی۔ اپنے استاد صاحب کی معرفت کام کرتے رہے۔ اس دوران میں آپ پیر و سندھی شاہ مجددی آلو مہاریہ کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے۔

جھنگ میں کتابت | اس کے بعد آپ نے ایک سال شہر جھنگ میں گزارا۔ اخبار "السنید" ہفتہ وار کی کتابت کرتے رہے۔

جس کے ایڈیٹر مولوی غلام حسین شاعر ساکن کیلیا نوالہ تھے۔ اُس دوران میں آپ مائی عزت بی بی المعروف بی بی ہیر معشوقہ رانجھا کے روضہ کی زیارت بھی کرتے رہے۔ پھر آپ نے دو ماہ تک قادیان ضلع گورداسپور میں **قادیان میں کتابت** | مرزا شیوں کے اخبار "الفصل" ہفتہ وار کی کتابت

کی۔ اور مرزا شیوں کے مکائد سے واقفیت حاصل کی۔ مرزا غلام احمد مدنی مسیحیت و مہدویت و نبوت کی اولاد و اصحاب کو دیکھا۔ خدا تعالیٰ کے فضل اور بزرگوں کی دعا سے اُن کے شر سے محفوظ رہے۔

آپ ایک پُر لطف واقعہ بیان کیا کرتے تھے۔ کہ جن دنوں ہم قادیان میں تھے پنجاب کے دوسرے اضلاع اور بلاد سے طاعون پھیلنے کی خبریں اخباروں میں شائع ہونے لگیں۔ مرزا کی کہتے تھے کہ خواہ کس قدر طاعون پھیل جائے لیکن قادیان ضرور اس سے محفوظ رہے گا۔ کیونکہ یہ پیٹمبر کی بستی ہے۔ اور دارالامان ہے۔ چنانچہ چند ہی روز گزرے تھے کہ قادیان میں طاعون آگئی۔ اور موتیں ہونے لگیں۔ ہم نے پوچھا کہ یہ کیا وجہ ہوئی؟ خلیفۃ المسیح نے کہا کہ دارالامان دراصل مرزا صاحب دالامی ہے۔ سارا شہر اس سے مراد نہیں۔ ہفتہ کے اندر اندر اس محلہ میں بھی طاعون پھیل گئی۔ ہم نے پوچھا یہ کیا بات ہے؟ انہوں نے تاویل کی کہ حقیقت میں مرزا صاحب کی جوہلی کو دارالامان کہا جاتا ہے۔ سارا محلہ مراد نہیں۔ دو تین روز میں جوہلی کے

افراد بھی مرنے لگے، اور کئی لوگ مفور ہو گئے۔ پھر ہم نے پوچھا تو سوائے خاموشی کے کچھ بن نہ پڑا، اور سارا جھوٹ ظاہر ہو گیا۔

آپ نے چھ ماہ تک جلال پور جٹاں ضلع گجرات میں شیعوں کے رسائل اور اخبار "سیف" کی

جلال پور جٹاں میں کتابت

کتابت کی۔ جو سید سیف علی شاہ بخاری اور ان کے بیٹے حافظ ذوالفقار علی شاہ کی ادارت و اہتمام سے شائع ہوتی تھیں۔ اس دوران میں آپ شیعوں کے عقائد و مسائل سے آگاہ ہو گئے۔

پھر آپ نے چھبیس سال پورے لاہور میں کتابت کی۔ اخبارات

لاہور میں کتابت

زمیندار۔ سیاست۔ انقلاب۔ ٹاپ۔ دیر بھارت۔ پرتاپ۔ سوراخ وغیرہ کے دفتروں میں کام کرتے رہے۔ تاجران کتب سے ملنے میں

کشمیری بازار اور شیخ غلام علی مینجر شہید یہ بک ایجنسی وغیرہ کا کام کرتے رہے۔ آپ کا ڈیرہ کبھی بیٹھک کاتباں میں، کبھی ادارہ کتابت چوک دانگراں میں، کبھی لوہاری دروازہ کوچہ سر کی بندیاں میں، کبھی موچی دروازہ کوچہ لٹھ ماراں میں ہوا کرتا تھا۔

کاتبوں میں سے مولوی ابراہیم و مولوی اسماعیل بھٹی بھنگو والے، اور تاضی ظہور الدین رسول نگر می اور قاضی محبوب عالم جنڈیالوی اور سید عزیز علی شاہ ثابت وارث کوٹی اور میاں فضل حسین ہیراوالیہ اور میاں محمد شفیع بہاراجی آپ کے دوست و ہم نشین تھے۔

ایام رہائش لاہور میں آپ مقابر و زیارات اولیاء اللہ سے بہت مشرف ہوتے رہے۔

آپ ملک کاٹھیاواڑ گجرات دکن کے شہر احمد آباد میں

احمد آباد میں کتابت

دو سال تک حاجی بدر الدین نظامی کا کام کرتے رہے۔ وہ خواجہ حسن نظامی دہلوی کے مرید تھے۔ ان کا اپنا کتب خانہ تھا۔ آپ اس دوران

میں حضرت سید نور قطب عالم بخاریؒ اور حضرت شاہ موسیٰ سواہگ سہروردیؒ اور دوسرے مشائخ احمد آباد کے مقابر کی زیارت سے مشرف ہوتے رہے۔

شریعت کی پابندی | آپ احکام شریعت کی پابندی کا خاص لحاظ رکھتے بلکہ شرع سے لوگوں سے محبت رکھتے۔ غیر شرع پیروں فقیروں سے نفرت کرتے۔ اسلام کے ولداہ تھے۔ ایک دفعہ موضع زن مل میں ایک سکہ فقیر بابا دیپ سنگھ نام آیا۔ بڑا صاحب مکاشفہ تھا۔ جو شخص ملنے کے واسطے جاتا۔ اس کے دل کے رموز و اسرار بیان کر دیتا۔ چنانچہ میں نے بھی ایک روز جا کر اُس کا تجربہ کیا۔ دوسرے روز آپ بھی میرے ہمراہ اُس کے پاس گئے۔ اُس نے آپ کے گذشتہ واقعات سب لفظ بلفظ سنا دیئے۔ جب ہم واپس ہوئے، تو آپ نے کہا، اگرچہ یہ صاحب کشف ہے۔ لیکن چونکہ غیر مسلم ہے۔ میں اس کو قطعاً نہیں مانتا، اور اس کو کافر جانتا ہوں، اور اس کے کشف کو استدراج جانتا ہوں۔

تعظیمی سے انکار | آپ جب بچہ تھے ایک دن درگاہ حضرت نوشہہؒ میں سجدہ تعظیم کر دیا۔ میرے جد بزرگوار حضرت سید حافظ محمد شاہ نیک اخترؒ نے آپ کو منع فرمایا کہ بیٹا! سجدہ سوائے حق تعالیٰ کے کسی کو نہ کرنا چاہیے۔ اُس روز سے آپ کے دل میں یہ بات کا نقش فی الحجر ہو گئی اور کبھی کسی بزرگ زندہ یا فوت شدہ کو سجدہ نہیں کیا۔ ایک مرتبہ آپ کو درگاہ عالیہ نوشاہیہ کے دیوان خانہ میں اجتماع کثیر میں سید شیر عالم بن سید عمر بخش رسول نگرؒ نے سجدہ تعظیم کرنے پر گفتگو میں مجبور کر دیا اور کہا کہ تمہارے والد سید فاضل شاہؒ سجدہ کرتے تھے۔ تم کیوں انکار کرتے ہو۔ آپ نے فرمایا، وہ علم شریعت چنداں نہیں رکھتے تھے، اس لئے اُن کا فعل حجت نہیں۔ اس مسئلہ میں میں اپنے چچا سید محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا پیسہ اور تکیع ہوں۔ کیونکہ وہ عالم جید اور دین کے قصبہ تھے۔

معنویات

آپ نماز پنجگانہ اور نوافل تہجد آٹھ رکعت کے پورے پورے پابند تھے۔ تلاوت قرآن مجید ایک سیپارہ روزانہ آپ کا معمول تھا۔ ہر جمعہ کے روز سورہ کہف بھی ایک دفعہ پڑھا کرتے۔

آپ تہجد کے بعد کلمہ طیبہ اور درود شریف ہزارہ پڑھا کرتے۔ اوراد و وظائف اس کے بعد آیت کریمہ ایک سو گیارہ (۱۱۱) بار پڑھتے۔

نماز فجر کے بعد درود اکسیر اعظم، درود کبریت احمر، درود مستغاث، مسبغات عشر بلا ناغہ پڑھتے۔

نماز عصر کے بعد استغفار ایک سو ایک (۱۰۱) مرتبہ۔ مسبغات عشر ایک دفعہ۔ نماز عشاء کے بعد سورہ منزل شریف تین محل اجابت کے ساتھ گیارہ (۱۱) مرتبہ پڑھا کرتے۔

مؤلف کتاب ہذا فقیر سید شرافت عفا اللہ عنہ کہتا ہے کہ مسبغات عشر کی اجازت آپ نے مجھ سے لی تھی۔ اور پھر مدت العمر اس کو چھوڑا نہیں۔

ایک مرتبہ آپ کو خواب میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ لوگوں نے کہا "یہ سرورِ عالم ہیں"۔

ایک مرتبہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خوث الاعظم ایک قلعہ کے اندر تشریف فرما ہیں۔

اخلاق و عادات

آپ بہترین اوصاف و اخلاق رکھتے تھے۔ غصہ، کینہ، حسد، بغض، تکبر، خودی، غرور جیسے بڑے اوصاف سے آپ کو بڑی نفرت تھی۔ بچوں پر شفقت کرتے اور کہتے کہ یہ گناہ سے پاک ہیں۔

بزرگوں کی خدایات | آپ اپنے سے بڑوں کی تعظیم کر رہے تھے۔ آپ نے کہا کہ آپ نے اپنے استاد مولوی قمر الدین وزیر آبادی کو دیکھا ہے، ان کی خدایات بجالاتے رہے۔ اپنے بڑے بھائی سید کرم الہی آپ کو سزا دے دیں، ہر وقت جانتے رہتے۔ "او غلام احمد! فلاں کام کر آؤ" آپ بالکل دیر نہ کرتے۔ فوراً اٹھ کھڑے ہوتے۔ اگر کھانا کھاتے ہوتے تو بھی چھوڑ کر اٹھ بیٹھتے۔ اور سارا وقت یہ کہا کرتے کہ بھائی صاحب کو یہ معلوم نہیں کہ اب غلام احمد بھی بوڑھا ہو چکا ہے۔ یہ کیسے ہی بچوں کی طرح سمجھتے ہیں اور بے دھڑک کام بنا دیا کرتے ہیں اور ان کو یاد یہ بھی کہا گیا۔ داناؤں کا مقولہ ہے "سگ باش و برادر خور و مباحث"۔

اعراس میں شمولیت | آپ کو عرسوں میں شامل ہونے تو بہت شوق ہوتا تھا۔ عرس بھڑی شریف اور عرس قمر پورہ شریف پر جایا کرتے۔ اگر کبھی آپ کو معلوم ہو جاتا کہ امسال صاحبزادوں میں سے کوئی نہ کاغذس پر جانے کو تیار ہے اور ہم کو گھر پر نہ بنا پڑے گا، تو آپ پہلے ہی دس پندرہ دن گھر سے سفر کو روانہ ہو جاتے اور سفر سے عرس پر پہنچ جایا کرتے۔

سختی | آپ کو سختی کی بڑی عادت تھی۔ اگرچہ آپ کا زمانہ غربت و مسکنت میں گذرا۔ لیکن جو چیز پاس ہوتی۔ وہ سرائی کو دینے سے دریغ نہ کرتے اپنی کمائی سے سولہواں حصہ خدا تعالیٰ کی راہ میں دیا کرتے اور یہ فرمایا کرتے کہ سختی سب عبادتوں سے افضل ہے۔

حسن پسندی | ابتدائے شہد سے آپ کی طبیعت حسن پسند تھی۔ خوبصورت و حسین لوگوں سے محبت کرتے۔ مزارع عاشقانہ تھا۔ عاشقان سلف کے بہت واقعات یاد تھے۔ وفا کا جذبہ آپ میں کافی تھا۔ بے وفائی کو بہت بڑا جرم سمجھتے۔

خوش طبعی | آپ بڑے طبع و لطیف گو تھے۔ آپ جن مجلس میں ہوتے اس میں سے غم و اندیشہ کافر ہو جاتا۔ جو بات کرتے حاضرین کو بے ساختہ ہنسی آجاتی۔ آپ کا کھانا، بیٹھنا، مباحثہ سب میں ظرافت کا پہلو نمایاں ہوتا۔ آپ

کی طبع میں تحمل و بردباری کا جذبہ بہت تھا۔ آپ سے بعض لوگ تمسخر کرتے تو آپ بالکل ناراض نہ ہوتے۔ ہم آپ کو کہا کرتے کہ آپ جب دنیا سے گزر جائیں گے تو ہماری عیش منغص ہو جائے گی۔

۱۳۶۳ھ میں درگاہ عالیہ نوشاہیہ کی تعمیر شروع ہوئی۔ رونہ کی بنیادیں رکھی

گئیں۔ آپ کو بڑی خوشی تھی۔ ایک مہینہ آپ نے وہاں حاضر رہ کر مہترین معماروں اور مزدوروں سے کام کروایا۔

مؤلف سے محبت | آپ کو شروع سے ہی فقیر سید شرافت کفہ اللہ کے ساتھ نہایت محبت تھی۔ جب کبھی کسی درویش یا بزرگ سے ملنے تو میرے لئے

دعاے خیر کروایا کرتے اور کہتے کہ "میرا ایک بھتیجا شریف احمد نام ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو علم و عزت و اقبال دیوے" اور اگر کسی ولی اللہ کے مزار پر جاتے تو بھی میرے لئے دعا کیا کرتے یہ سب کچھ آپ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے وہ کچھ عطا فرمایا ہے جو دوسروں کو نہیں دیا۔

لیکن اگرچہ آپ میرے ہم بدی چچا تھے اور مجھ سے عمر میں پندرہ سال بڑے تھے۔ لیکن ہماری محبت اور لافٹ آپس میں دوستوں کی طرح تھی۔ آپ کو میرے بیان کردہ مسائل پر پورا پورا اعتماد ہوتا تھا۔ آپ ہر طرح کے مسائل مجھ سے پوچھا کرتے۔

مؤلف کے فرزندوں پر شفقت | آپ میرے فرزندوں کو اپنے بیٹوں سے بھی عزیز سمجھتے۔ میرے لڑکے حاجزادہ ریاض الحسن و

سعید الظفر دونوں مانی سکول اکال گڑھ (علی پور چٹم) ضلع گوجرانوالہ میں پڑھا کرتے تھے۔ آپ جب کبھی دریائے چناب سے پار گزرتے۔ تو آپ نے مقرر کیا ہوا تھا کہ ایک آند سعید الظفر کو دیں گے۔ چنانچہ ہمیشہ دیا کرتے۔

اشعار خوانی | آپ اکثر ڈاکٹر اقبال لاہوری اور حفیظ جالندھری کے اشعار پڑھا کرتے۔

تیری محفل بھی گئی چاہنے والے بھی گئے
 دل تجھے دے بھی گئے اپنا صلہ لے بھی گئے
 آئے عشاق گئے وعدہ فروالے کر
 شب کی آہیں بھی گئیں صبح کے نالے بھی گئے
 اکے بیٹھے بھی نہ تھے اور نکالے بھی گئے
 اب انہیں ڈھونڈ چرائیخ رُخ زیبالے کر
 (شکوہ)

پینی ہے جتنی پی لے بڑے گا ابر رحمت
 بارش کے چار حرف میں ملتے شراب سے

لاکھوں ہی میل بڑھ گیا پیادہ سوار سے
 ہے دوش پر جہازہ ملک عدم میں مروج

کرامت

کھیت سیراب ہونے کی خبر دینا
 سائیں بہاول شیر گوجر فقیر نوشاہی سے
 منقول ہے کہ آپ ایک دفعہ میرے پاس
 موضع ٹوپہ عثمان میں گئے۔ رات کو میرے پاس رہے۔ صبح اٹھ کر فرمایا "سائیں! تیرا
 کھیت پانی سے سیراب ہو گیا ہے۔" جب جا کر دیکھا تو واقعی لبالب ہوا تھا۔

عملیات

آپ کے پاس عملیات مجرب بہت تھے۔

اٹھرا کے واسطے
 جن عورتوں کو اٹھرا ہوتا ان کو بسم اللہ شریف کا تعویذ
 رکھنے کے لئے اور اسم و دود کا تعویذ پینے کے لئے دیتے
 اور کھانے کے لئے گولیاں بھی دیا کرتے۔ اللہ تعالیٰ شفا کر دیتا۔

حُب کے واسطے
 محبت کے لئے کئی عمل آپ کے پاس تھے۔ ان میں سے
 ایک یہ تھا۔ گیارہ روز تک عشاء کے بعد با وضو مطلوب
 کی طرف منہ کر کے گیارہ مرتبہ سورۃ منزل شریف پڑھیں اور اس کا تصور حاضر رکھیں،

اور فَاتِحَةُ دَكِيْلًا کے بعد يَا دَكِيْلُ اکتالیس مرتبہ پڑھیں اور غُفُوْرٌ
وَحَسِيْمٌ کے بعد يَا اَللّٰهُ يَا غُفُوْرٌ يَا رَحِيْمٌ اکتالیس مرتبہ پڑھیں۔
 اوّل و آخر وظیفہ کے درود شریف ہزارہ ایک سو (۱۰۰) مرتبہ پڑھیں۔ انشاء اللہ
 تعالیٰ مطلوب مسخر ہوگا۔

تسخیر حکام کے واسطے | آپ فرماتے اگر کسی حاکم یا افسر کے پاس جانا ہو تو
كَلْبِيْعَصَّ کہہ کر اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیاں
 خنصر سے لے کر انگوٹھے تک ہر ایک حرف پر ایک ایک عقد کرے۔ پھر کہے
كَفَايَتُنَا اسی طرح حَلْمَ عَسْتَق کہہ کر بائیں ہاتھ کی انگلیاں عقد کرے
 اور کہے حِمَايَتُنَا اور یہ عقد کر کے حاکم کے سامنے ہو۔ سلام کرنے میں ہاتھ
 کھول دے۔ انشاء اللہ وہ مہربان ہوگا۔

بواسیر کے واسطے | آپ فرماتے: جس کو بواسیر ہو وہ عشاء کے بعد دُتُوْرُوْلِي کی
 پہلی رکعت میں فَاتِحَةُ کے بعد سورۃ الفیل پڑھے اور
 دوسری رکعت میں فَاتِحَةُ کے بعد سورۃ القریش پڑھے اور تیسری رکعت میں فَاتِحَةُ
 کے بعد سورۃ احلاس پڑھے۔ اس پر مداومت کرے، تو اس کی بواسیر
 جاتی رہے گی۔

اس عمل کی اجازت آپ کو حاجی بدر الدین نظامی احمد آبادی سے
 تھی اور ان کو خواجہ حسن نظامی دہلوی سے تھی۔

تصانیف

آپ کو شروع سے شعر کہنے کا مذاق تھا۔ اردو اور پنجابی میں شعر کہا کرتے۔
 آپ نے اپنا کوئی مستقل تخلص نہیں رکھا۔ ابن الوقت تھے۔ وقت پر جو بھی
 مناسب معلوم ہو جاتا تخلص بنا لیا کرتے۔ ہر ایک نظم میں آپ کے علیحدہ تخلص
 پائے جاتے ہیں۔ مثلاً:۔

- ۱۔ کشمیری۔ اپنے ایک دوست مسمی ابراہیم کشمیری علوانی وزیر آبادی کی محبت کیوجہ سے۔
 - ۲۔ عزودہ۔ مصائب کے وقت۔ ۳۔ مسافر۔ سفر کی حالت میں۔
 - ۴۔ بے وطن۔ دور دراز ملکوں میں جانے کی حالت میں۔
 - ۵۔ بند لیوان۔ اسیر ہونے کی حالت میں۔ ۶۔ سادھو۔ جو گنہگار لباس پہننے کی حالت میں۔
 - ۷۔ کاتب۔ خوشنویسی کے زمانہ میں۔ ۸۔ منشی۔ اخبار نویس کے دوران میں۔
 - ۹۔ دیوانہ۔ عاشقی کے زمانہ میں۔ ۱۰۔ شوخ۔ معشوقی کے زمانہ میں۔
 - ۱۱۔ جالب۔ خاندانی مناسبت سے۔ ۱۲۔ پیر۔ بزرگی خاندان کے لحاظ سے۔
 - ۱۳۔ غلامی۔ انکسارانہ طور پر۔ ۱۴۔ غلام احمد۔ سادہ نویسی کے وقت۔
- مندرجہ ذیل افادات آپ کی تصنیف سے یادگار موجود ہیں۔

- ۱۔ صداقت نوشاہی۔ یہ ایک سحر فی ہے۔ اس میں حضرت سید حافظ محمد برخوردار بحر العشق رح کی نیابت و سجادہ نشینی کے دلائل ہیں، اور یہ سحر فی بشارت نوشاہی کا رد ہے جو حکیم نظام الدین ساکن ڈھوک للہال ضلع راولپنڈی نے نظم کی تھی۔
- ۲۔ قصہ جیل۔ اس میں جیل خانہ کی تکالیف کا بیان ہے۔
- ۳۔ شجرہ شریف قادری نوشاہی۔ یہ بطور مسدس ہے، اور چھپ چکا ہے۔
- ۴۔ باراں ماہ۔ یہ دو قسم ہیں۔ قمری اور انگریزی مہینوں کے مطابق۔
- ۵۔ چند مکتوبات منظوم۔
- ۶۔ متفرق نظمیں، مناجاتیں، نعتیں، غزلیں، کافیاں، دوہڑے وغیرہ۔

ان سب کو میرے چھوٹے بھائی مولوی صاحبزادہ سید ابوالرضا بشیر احمد بشارت نوشاہی برخورداری ساہن پالوی نے اکٹھا کر کے بنام کلیات کاتب موسوم کر دیا ہے۔

آپ کا ایک مکتوب منظوم یہاں درج کیا جاتا ہے جو آپ نے احمد آباد سے اپنے بڑے بھائی سید کرم الہی کے نام بھیجا تھا۔

اول حمد ثنا خدا تائیں جہڑا کل دنیا پالن مار بھائی
 فیر لکھ درود رسول تائیں جہڑا درج نبیاں مختار بھائی
 اس تھیں بعد سلام مسنون حضرت کروا عرض عاجز خد متکار بھائی
 لکھیا آپ دا اچھا ادب سیتی پئی ٹھنڈ سینے پڑھیاں سار بھائی
 کرے رب گناہ معاف میرے بھل گیا اگے بھلنہا بھائی
 توبہ کرے قبول اوہ رب سچا میری لکھ توبہ استغفار بھائی
 فطرت جن انسان دی بھلنا ہے کہ پیر ذات غفور ستار بھائی
 چاہیے قائم ہونا ہر انسان تائیں امر نہی سند او افکار بھائی
 توڑے درج پر دلیں دے ہے بندہ چھڈاں ناں توحید اذکار بھائی
 پئی کن آواز میں جمدیاں دے واحد ذات ہے رب جاہ بھائی
 جدوں خبر ناہی اپنے آپ والی تدوں سنی توحید پوکار بھائی
 لیا جرم میں گھر اولیاء اللہ توڑے لکھ ہاں میں خطا وار بھائی
 عملاں میری ہے بدنام کیتا بھل گیا ہاں درج سنسار بھائی
 میری شرم آقا کلی والڑے نوں وڈی سب توں اوہ مکار بھائی
 میرے جد امجد عالم ولی سارے آپ جے میرے غمخوار بھائی
 کشتی بحر گناہ درج ڈولدی اے نال دعا تیری لکھی پار بھائی
 شرمسار ہاں میں شرمسار ہاں میں طاقت ہے نہ مول گرفتار بھائی
 دوس کسے نوں دیونا کی سادھو بیٹھا من رضا غفار بھائی
 دتساں کی جو بیت دی ہجر اندر دل رہے کروا آہ وزار بھائی
 شاید آہ دے درج تاثیر ناہیں ہو یا نرم نہ دل دلدار بھائی
 میرے جیڈ نہ بد نصیب کوئی سوس طمع دے درج شرار بھائی
 خاطر خاص اولاد دی دیکس چھڈیا رہن ایہ ناہیں قرضدار بھائی

لکھاں شکر الحمد خدا سدا و تا کرم سیتی روزگار بھائی

دینا قرص سدا بابل ماں مندا اوہ بھی ہووندے نت بیزار بھائی

مہلت رہی قلیل طویل گندی گذر جان گے دن شمار بھائی

جیوں جیوں وقت قریب ملاپ آوے دل شوق اندر تھرار بھائی

پڑھنی جانساز عشرت تراویح مسجد وچ ہو گئی پوکار بھائی

سادھو عاجزی بیفتی رب اگے میلے بچڑے تے سب یار بھائی

(رمضان ۱۳۵۶ھ)

آپ کی دو اہلیہ تھیں :-

بیویاں ۱۔ مسماٹ نور بیگم بنت مرزا روئیل خان مغل سب انسپکٹر پولیس لاہور اس

کے بطن سے اولاد ہوئی۔

۲۔ مسماٹ عائشہ بی بی ارٹھن ساکن جلیشی کے ضلع سیانکوٹ۔ اس کے بطن سے کوئی اولاد

نہ ہوئی۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اس کو طلاق دے دی۔

آپ کے چار بیٹے ہوئے :-

اولاد ۱۔ صاحبزادہ منور حسین۔ سلمہ اللہ۔ متولد ۱۳۴۱ھ قدرے تعلیم یافتہ ہے۔

اس کی شادی مسماٹ حمیدہ بیگم بنت میاں سراج الدین قوم جنجوعہ ساکن دھنوبہ خورد

سے ہوئی۔ شسرال کے ہاں چلا گیا ہے اور وہاں کاشت کاری کرتا ہے۔ اس کا

ایک لڑکا مرغوب حسین ہے جو اسی سال ۱۳۶۶ھ میں پیدا ہوا ہے۔

۲۔ صاحبزادہ حکیم مظفر حسین ظفر۔ سلمہ اللہ۔ متولد ۱۳۴۴ھ تعلیم یافتہ ہے۔ طبی تجربات

حکیم سید عزیز علی شاہ ثابت بخاری وارث کوئی مقیم لاہور سے حاصل کئے۔ تجارتی

کاموں کی رغبت رکھتا ہے۔ اپنے گاؤں میں کریانہ کی دکان رکھی ہے۔ اس کی شادی

مولف کی ہمیشہ سیدہ رشید بیگم بنت اعلیٰ حضرت سید غلام مصطفیٰ نوشاہی دام برکاتہ

عہ۔ یہ نام تاریخی ہے۔ میں نے ہی رکھا۔ ۱۲۔ شرافت۔

سے ہے۔ اس کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہوئیں۔ لڑکوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔ صاحبزادہ محمد سبطین۔ متولد ہفتہ ۹ رجب ۱۳۶۶ھ۔ متوفی ہفتہ ۳۰ صفر ۱۳۶۸ھ۔

۲۔ صاحبزادہ شفیق الرحمن مد عمرہ۔ متولد جمعہ ۱۳ محرم ۱۳۶۲ھ۔ ۴ اکتوبر ۱۹۵۲ء۔ یہ اب چار سالہ ہے۔

لڑکیوں کے نام زبیدہ بیگم اور صداقت سلطانہ ہیں۔ دونوں ابھی خورد سال ہیں۔

۳۔ صاحبزادہ بدر حسین۔ سلمہ اللہ۔ متولد بدھوار ۲۱ رمضان ۱۳۴۶ھ ۱۲ مارچ ۱۹۲۶ء۔ پرائمری تک تعلیم رکھتا ہے۔ موضع دھنویہ خورد علاقہ حافظ آباد میں سیم نالہ پرمیٹ لگا ہوا ہے۔ اس کی شادی مسات فاطمہ بی بی بنت سائیں سالم شاہ فقیر قوم رانجھ سے ہے۔ اس کی ایک لڑکی نسرین اقبال نام ابھی خورد سال ہے۔

۴۔ صاحبزادہ غلیل احمد مرحوم۔

آپ کے خاص احباب یہ ہیں۔

یارانِ طریقیت ۱۔ صاحبزادہ وزیر محمد بن سید نور الہی۔ برادرزادہ ساہنپال شریف ضلع گجرات

۲۔ صاحبزادہ بدر حسین۔ فرزند اصغر۔

۳۔ علی محمد مورچی ڈھولا ضلع گجرات ۴۔ شاہ محمد گوندل سلطان پور " سرگودھا

۵۔ محمد علی ارٹھیں ڈوگر بانوالہ " سیالکوٹ ۶۔ محمد شفیع جہام ڈوگر بانوالہ " سیالکوٹ

۷۔ فضل رانجھ بہاول پور

ایک روز میں کتاب ہذا شریف التواریخ کے مسودات لکھ رہا تھا۔

واقعات

آپ میرے پاس دیوان خانہ میں آکر بیٹھے۔ میں نے کہا کہ آپ کی

تاریخ ولادت دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اب آپ کی عمر لیٹھ سال ہو چکی ہے، اور

اسی قدر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تھی کہ حضور کا دنیا سے انتقال ہو گیا تھا۔

آپ یہ سن کر کہنے لگے کہ میں تو کہا کرتا تھا کہ میری عمر اسی (۸۰) سال ہوگی۔ لیکن

آج مجھے یہ شوق پیدا ہو گیا ہے کہ اگر میں اسی سال میں چلا جاؤں تو میری عمر بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جتنی ہو۔ ایک دو مرتبہ اس بات کو دُھرایا۔ امر الہی ایسا ہوا کہ اس واقعے سے دس روز بعد آپ کو بخار ہو گیا۔ چار دن رہا۔ تین روز بول نہ سکے۔ ویسے حواس قائم تھے۔ اشاروں سے بات چیت کرتے تھے۔ چوتھے روز جان بحق تسلیم کی۔

آپ زندگی میں کہا کرتے تھے کہ میری رُوح خدا تعالیٰ نے بغیر ذریعہ ملک الموت کے اپنے قبضہ قدرت سے نکالنی ہے۔ چنانچہ ویسا ہی معلوم ہوا کہ آپ نے چار پائی پر اپنے آپ بیٹھ کر چند لقمے کھانا کھایا، اسی وقت لیٹ گئے۔ اور رُوح قبضہ عنقریب سے پرواز کر گئی۔ میں اُس وقت پاس کھڑا درود کبریت احمد پڑھ رہا تھا اور دوسرے حاضرین نے سورہ یٰسّ پڑھی۔

یہ بات آپ اس لئے کہا کرتے تھے کہ جو شخص مسبغات عشر پڑھتا ہے بزرگوں کا قول ہے کہ اس کی رُوح خدا تعالیٰ خود قبض کرتا ہے اور آپ کا یہ داعی وظیف تھا۔

تاریخ وفات سید غلام احمد کی وفات جمعرات، وقت عشر، یکم ذیقعد ۱۳۷۳ھ میں ہوئی۔ جمعہ کے روز گورستان نوشاہیہ میں دفن ہوئے۔

دفن کرنے سے پہلے آپ کی وصیت کے مطابق ستر (۷) مرتبہ سورہ یٰسّ پڑھ کر آپ کو بخش گئی۔

آپ کی قبر آپ کے بڑے بھائی سید نور الہی کے قدموں میں ہے۔

مادہ تاریخ ” بہترین خاندان “

صاحبزادہ فیض احمد

فرزند چہلچہارم سید فاضل شاہ بن سید محمد امین مختار ساہن پالوی (رحمۃ اللہ علیہ) والدہ کا نام شیدہ حیات بیگم بنت سید غلام نبی بن سید نور احمد بن خور داری دھیر کوئی۔ یہ بچپن میں فوت ہو گیا۔ وفات ۱۳۱۹ھ۔

صاحبزادہ مسز ار عالم

فرزند اکبر حضرت سید حافظ محمد شاہ نیک اختر بن سید محمد امین ساہن پالوی۔ والدہ کا نام سیدہ فاطمہ بی بی بنت سید فضل الہی بن سید غلام قادر بخورداری ساہن پالوی۔ بعمر ایک ہفتہ انتقال کیا۔ یہ مؤلف کا حقیقی چچا تھا۔ وفات ۱۳۰۲ھ

فائدہ

مؤلف کتاب ہذا فقیر سید شرافت عافہ اللہ کہتا ہے کہ میرا یہ طریقہ ہے کہ علیحدہ عنوان کے ماتحت صرف فوت شدہ بزرگوں کے حالات لکھتا ہوں۔ اور اگر کسی زندہ شخص کے حالات لکھنے ہوں تو وہ ضمناً لکھ دیتا ہوں۔ لیکن یہاں اپنے والد بزرگوار اعلیٰ حضرت قبلہ نوشاہی مدنیونہ کے حالات علیحدہ عنوان کے ماتحت لکھ رہا ہوں۔ اگرچہ آپ کے مفصل حالات طبقہ اول میں لکھے جا چکے ہیں۔ مگر یہاں ترتیب نسب کے لحاظ سے دوبارہ مختصر اچند سطور تینما و تبرکاً بہ یہ اجباب کی جاتی ہیں۔

اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ قبلہ نوشاہی مدنیونہ

غلام مصطفیٰ بہر کمال ست	بزرگ و پیر کمال بے مثال ست
نبیرہ پیر نوشاہی در زمانہ	معظم و در یہ خوش حال ست
ملقب پیر نوشاہی شدہ بس	ظفر مافر شدہ بانستہ حال ست

آپ صاحب العز و العطا، اہل المجد و التقا، سلطان کلائے زمانہ، اوصاف جمیلہ برہان عرفائے یگانہ، وارث الادلیار، امام الاصفیا، صاحب توحید

تقریب و عشق و محبت ہیں۔

آپ حضرت سید حافظ محمد شاہ ظفر الرفید سید محمد امین مختار نوشاہی بخورداری ساہن پالوی کے فرزند اصغر اور مرید و خلیفہ ہیں۔

تاریخ ولادت آپ کی ولادت بروز منگلوار۔ وقت ظہر ستائیسویں جمادی الاخریٰ ۱۳۰۶ھ میں ہوئی۔

مادہ ماٹے تاریخ "طوطی پری رخصار" ریاض رسول۔
تعلیم آپ نے پنڈی کالو کے سکول میں پرائمری تک تعلیم پائی۔ دینی تعلیم اپنے والد بزرگوار حضرت سید حافظ محمد شاہ اور مولوی محمد شیخ احمد حنفی نقشبندی ساکن دھریکاں اور حافظ عالم الدین ساکن اگرویہ اور مولوی قاضی محمد امین حنفی نقشبندی ساکن بھکھر یا نوالی سے پائی۔

فضل و کمال آپ زمانہ حاضرہ میں تمام اولاد حضرت نوشہ صاحب میں علم و عمل و حال میں لاثانی ہیں۔ آپ کے اخلاق و عادات اور فضائل و کمالات اور کشف و کرامات بزرگان سلف سے مطابقت رکھتے ہیں۔

اولاد آپ کا نکاح حضرت سیدہ حسین بی بی بنت سید غلام علی بن سید قدم الدین برخورداری ساہن پالوی سے ہوا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی ہے۔
 آپ کے دو بیٹے ہوئے۔

۱۔ مولف کتاب ہذا فقیر سید ابوالنظر شریف احمد شرافت عافہ اللہ تعالیٰ۔

۲۔ صاحبزادہ مولوی سید ابوالرضا بشیر احمد بشارت مرحوم۔

آپ کی پانچ بیٹیاں ہوئیں :-

۱۔ سیدہ نذیر بیگم۔ یہ تارکہ مجرودہ ہے۔

۲۔ سیدہ رضیہ بیگم کبریٰ۔ چند ماہ کی عمر میں فوت ہو گئی۔

۳۔ سیدہ رضیہ بیگم صغریٰ۔ منکوح صاحبزادہ عبدالعزیم عباسی بن سید عمر حیات جنبلی۔

۴۔ سیدہ صفیہ بیگم۔ منکوح صاحبزادہ ممتاز احمد بن سید کرم الہی ساہن پالوی۔

۵۔ سیدہ رشیدہ بیگم۔ منکوح صاحبزادہ حکیم مظفر حسین بن سید غلام احمد کاتب ساہن پالوی۔

پارہان طریقت آپ کے مرید ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ پہلے طبقہ میں آپ کے بائیس صوبے، باون (۵۲) بانوا اور بہتر (۷۲) امراد کے اسماء گرامی

لکھے جا چکے ہیں۔

مدحیات | آپ کی توصیف میں فارسی، اردو، پنجابی زبان میں شاعروں نے بہت کچھ لکھا ہے۔ یہاں صرف تین نظموں لکھی جاتی ہیں۔

(۱)

از فقیر سید شرافت عفا اللہ عنہ

کہ از دے نور یابد آفتابے	زہے درگاہِ آلِ عالی جنابے
مقدس نام وے مشہورِ عالم	خجے آلِ مہبطِ اسرارِ اعظم
دلیلِ عارفانِ محبوبِ یزدان	جنابِ مظہرِ الوارِ سبحان
بملکِ عشقِ سلطانِ یگانہ	سر و سالارِ اشرفِ زمانہ
امامِ عاشقانِ نوشہیہ	چراغِ خاندانِ تادریہ
بیانِ نوشہ غنچہ نیکِ سدرجام	زہے شاہِ غلامِ مصطفیٰ نام!
ز نورش دل بگیرد روشنائی	بحقِ واردِ مکملِ آشنائی
بر و اسرارِ وحدتِ حقِ کشودہ	علومِ معرفتِ از بر نمودہ
بتختِ منقبتِ بنشستہ ہر حال	شدہ مخصوصِ اوراتانِ اقبال
محمی الدینِ ثانیِ درجہ انست	جنیدِ وقتِ و معروفِ زمانست
زمینِ از بہرِ پابوسش شد خاک	بہ اسرارِ لدنی شاہدِ پاک
ز فخرِ ذاتِ دے عالی مقامِ بہت	فلکِ گردِ سرش طائفِ مدامست
ہجومِ حسیقِ ہر دمِ گردِ اوشد	چو در عالمِ ندائے فیضِ اوشد
رسیدہ نعرۃ المسدِ گویاں	مشائخِ وقتِ ز روشِ فیضِ جویاں
کہ یوسفِ دستِ حیرتِ دروہانست	جمالِ وحسنِ دے ظاہرِ چہانست
صفاشے چہرہ اشش نورِ علی نور	بوصفِ روئے او نغمہ سدا نمود
بتختِ فقرِ گردِ بادِ شاہے	کندگرِ نظرِ رحمتِ برگداسے
کہ ہر تشنہ از و پوچہام باشد	چنین سیلابِ فیضش عام باشد

ہر آنکو بردر شاہے رسیدہ
 بہ ساہن پال سجاوہ نشین ست
 بخدمت مہر کہ آمد مخلصانہ
 ہزاراں در ہزاراں حلق آئند
 نہد مہر ہم بزحیم دلفکاراں
 شہا از بس دل پردرد دارم
 جگر از عشق حق شد پارہ پارہ
 بنظر لطف بنگر سوئے عالم
 توئی ملبائے من ذرہ نوازا
 کنی گریک نگہ بر حال زارم
 تہافت جان ندا کن بردر پیر
 ازیں درگہ بیابی ہرچہ خواہی

خیال از ہستی خود برکشیدہ
 ز سر تا پا شریعت اہل دین ست
 ز فیض گشت زندہ جاودانہ
 ز بحر جود او قطرہ رہا آئند
 کند سر سبز چوں ابر بہاراں
 ز عشق دل با رخ زرد دارم
 بجز درگاہ پاکت نیست چارہ
 ز جور عشق حبا ناں پاٹم سلم
 بجز تو نیست کس اے چارہ سازا
 سز و گر بگذرہ د از سپرخ کارم
 بعد شوق و ارادت دامنش گیر
 کنی در ملک معنی بادشاہی

(۲)

از میاں رحمت علی ظفر ساکن اٹا نوالی کڑیال چک^{۱۹}
 مسلح شیخوپورہ

رازدان اولیاد حضرت غلام مصطفیٰ
 فیض بارش کی طرح ہر سو ہی دیکھا عام ہے
 ماہ نور چرخ پیری پر جو ہے جلوہ فروز
 درد مندوں کے لئے دیکھا در الزار ہے
 بحر عشق پیر نوشتہ کا خزینہ خاص ہے
 از طفیل پیر نوشتہ کر نگاہ باطنی
 اک نگاہ لطف سے غاصی کا بیڑا پارہ
 کاملوں کے رہنما حضرت غلام مصطفیٰ
 منظر نور خدا حضرت غلام مصطفیٰ
 بر زمین ماہ لقا حضرت غلام مصطفیٰ
 آستان پارسا حضرت غلام مصطفیٰ
 وہ بھی ہے تیری رضا حضرت غلام مصطفیٰ
 دیکھ لوں میں بھی لقا حضرت غلام مصطفیٰ
 ہے ظفر کی التجا حضرت غلام مصطفیٰ

(۳)

از کتاب نغمہ عشق مصنفہ شہزادہ شاہد رضا شرافتی
ساکن لوڈھیکی ضلع گوجرانوالہ

آسانی کر مدد میری دیہ شراب چسبگیری
جا ادب دی آئی آگوں ہوش رہے تھاں میری
ممت بے ادبی ہووے کوئی کم علمی دے پاروں
صاحب سچا کڈھے مینوں مار دھکے درباروں
اوہ ہے دادا مرشد میرا نائب شاہ لولاکی
جس دی اردل دے وچ رہندے ملک سبھے افلاکی
بھکھے کتے درتے لکھاں سنگر رہندا جاری
نوشتہ والی شان مبارک بخش کیتی رب باری

نام لیاں ہووے حل مشکل وہ وہ مرد الہی
حضرت شاہ غلام مصطفیٰ صاحب سونہا لقب نوشاہی
نظر برابر کیمیا اُس دی سایہ وانگ ہما دے
چھڈ دنیا نون لائی یاری سوہنے نال خدا دے
منزل وچ بقا دے ٹریا گھوڑا تیسرے چلاندا
نال سینے پھڑلا دے جس نون جنت سیر کراندا
پلٹ دیوے تقدیریاں ما دی لیا شرف الہیوں
ولیاں دی سرداری اس نون بخش ہوئی درگاہوں
ٹھکے باغ ہوون گلزاراں جس دم نظر اٹھاون
بھر حقیقت اندر وڑکے عشقوں تباہیاں لاون
شاہ مکاں دے قد میں جھڑ دے دیکھ جمال نورانی
صفت ثنا اُس مرد اللہ دی ہوندی نہیں زبانی

خدمت ورج تسانی حضرت آون لوگ ہزاراں
 روندے آون ہمدن جاون کر کر عیش بہاراں
 اوتر آون سو تر جاون وہ وہ جاگٹ لگاویں
 کوہڑے آون خیریں جاون جاں توں کرم کماویں
 رُہڑ دے بیڑے بنے لاویں نظر کریں اکواری
 قدرت مسلم آئی ہمتہ تیرے ہر شے دی مختاری
 میں بھی در تیرے تے ڈھٹھا تیرا شان اچیرا
 طوق گناہاں گل دوج میرے لاہنا ہے کم تیرا
 نہیں مجال کنکال بندے دی عرض کراں در تیرے
 توں شاہاں و اشاہ سداویں عیب چھپاویں میرے
 کی ہو یا جے نکھاں پچھے اک عاجز نوں تاریں
 جھلے کوئی نہ پاسا شاد جے توں یار دساریں

اعلیٰ حضرت قبلہ ادام اللہ برکاتہ | اس وقت سال تحریر طبقہ ہذا ۱۳۶۶ھ میں
 بعمر انتہر (۶۹) سال زندہ موجود ہیں۔ اور
 ساہن پال شریف ضلع گجرات میں مسند آرائے طریقت ہیں۔ متع اللہ
 المستفیدین بطول بقائہ۔

صاحبزادہ مشتاق علی

خلف سوم سید شیر علی بن سید محمد شفیع ساہن پالوی۔ والدہ کا نام سید حسین بی بی

علی حضرت سید غلام مصطفیٰ نوشاہی کا مزید و مفصل ذکر شریف التواریخ کی
 تیسری جلد موسوم بہ تذکرۃ النوشاہیہ کے نویں (۹) حصہ فوائد الاذکار نام
 میں لکھا جائے گا۔ شرافت۔

بنت سید نور الدین بن سید کرم الدین برخورداری؟ ساکن چک جانی تھا۔
تاریخ ولادت | اس کی پیدائش ماہ شعبان ۱۲۲۸ھ میں ہوئی۔
 تاریخی نام "افضل علی شاہ"

قطعہ تاریخ

از مولوی محمد سلام اللہ شائق ساکن چک عمر

از عنایات خاص ذات آلہ
 حسب فرمان پیر مکھن شاہ
 سوئی باد حضرت مشتاق
 روئے نمود چون پال از طاق
 بود سال ولادتش بکمال
 بست و ہشت و ہزار و سہ صد سال

تعلیم | اس نے حافظ غلام محمد امام مسجد چھنی ساہن پال سے قرآن مجید اور چند
 دینی رسائل پڑھے۔ سکول پنڈی لالہ میں بھی دو جماعت پڑھیں۔ کتب خوانی
 کی استعداد ہو گئی۔ پھر اپنے والد صاحب کے ہمراہ کاشت کاری کی۔

تاریخ وفات | مشتاق علی کی وفات بعمر چودہ (۱۴) سال بعارضہ طاعون بروز
 پنجشنبہ۔ بائیسویں رجب ۱۲۴۲ھ میں ہوئی۔ قبر گوردستان
 نوشاہیہ میں ہے۔

مادہ تاریخ ہے "شبِ غم"

صاحبزادہ شتیاق علیؒ

خلع چہارم سید شیر علی بن سید محمد شفیع ساہن پالوی۔ والدہ کا نام
 سیدہ حسین بی بی بنت سید نور الدین بن سید کرم الدین برخورداری
 ساکن چک جانی تھا۔

تاریخ ولادت | اس کی تاریخ پیدائش ۱۲۳۰ھ ہے۔
 تاریخی نام "مظفر علی"

قطعہ تاریخ

از مولوی محمد سلام اللہ شائق ساکن پاکستان عمر
 چار میں بار رحمت غفار
 شد ز پرہ بدون چوپہسودہ یار
 اشتیاق علی ولادت یافت
 بہسودہ کمال از سعادت یافت
 بود سال ولادتش بہ عیان
 سہ صد و نیک ہزار و سی و بجہاں
 اشتیاق علی کی وفات بمبرائٹھ ماہ ۱۳۳۲ھ میں ہوئی۔ قبر
 گورستان نوشاہیہ میں ہے۔

تاریخ وفات

قطعہ تاریخ

از مولانا شائق مرحوم
 بہت افسوس در طفولیت
 کرد رحلت پو با تہولیت
 رحمت حق بروح ایشاں باد
 دشمن بد گہر پریشاں باد
 سال فوتش بگوئم از اقوال
 سی و یک آہست سیزدہ صد سال
 مادہ ہائے تاریخ ۱۔ طفیل غریب ۲۔ غفران

صاحبزادہ ریاض احمد لاہوری

فرزند دوم سید عبدالحق بن سید نیاز محمد لاہوری؟ والدہ کا نام سمات حاکم بی بی
 جو قصبہ ہیٹال کے تمہاس خاندان سے ہیں۔

اس کی پیدائش بروز ہفتہ۔ پانچویں شعبان ۱۳۴۱ھ میں ہوئی۔
 تاریخی نام "ریاض الرحمن"

تاریخ ولادت

اس نے بمبر چند ماہ ۱۳۴۲ھ میں انتقال کیا اور لاہور گورستان میانی
 میں دفن ہوا۔ مادہ تاریخ ہے "فروغ بزم ابد"

تاریخ وفات

صاحبزادہ افتخار احمد ٹاہوریؒ

فرزند چہارم سید عبدالحق بن سید نیاز محمد برخورداری لاہور سے۔ والدہ کا نام مسماں حاکم بی بی ہیلانی۔ اس نے بچپن میں انتقال کیا۔ مدفون لاہور۔
وفات ۱۳۲۳ھ۔

سید سردار عالم دھیرکویؒ

آپ سید سلطان محمود بن سید غلام نبی برخورداری دھیرکوی کے بڑے بیٹے تھے۔ بیعتِ طریقت آپ کی اپنے ماموں سید پیر عالم بن سید عمر بخش رسولگری سے تھی۔

آپ کی والدہ کا نام سیدہ حیات بیگم بنت سید عمر بخش برخورداری رسولگری تھا۔ آپ کی دو اہلیہ تھیں۔

بیویاں | ۱۔ سیدہ اللہ جوالی بنت سید غلام حسن بن سید نواز صاحب برخورداری۔
اس کو طلاق دے دی۔

۲۔ سیدہ حاکم بی بی بنت سید کرم الہی بن سید لدھی شاہ برخورداری پانڈکوی۔
دونوں بیویوں کے بطن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

تاریخ وفات | سید سردار عالم کی وفات بعالم شباب یکم شعبان ۱۳۳۴ھ میں ہوئی۔ قبر دھیرکے خود متصل گجرات ہے۔

مادہ تاریخ "چسراغ مجلس"

صاحبزادہ شاہ ولی دھیرکویؒ

خلفِ اکبر سید سلطان احمد بن سید غلام نبی برخورداری دھیرکوی۔
والدہ کا نام مسماں بیوی نوسلہ بنت پنڈت رام کشن برہمن دھیرکوی بچپن میں ہی فوت ہو گیا۔
وفات ۱۳۱۵ھ۔

صاحبزادہ پیر محمد چنبھلیؒ

فرزند سید محمد حیات بن سید غلام حسین بر خورداری چنبھلیؒ والدہ کا نام سیدہ
حاکم بی بی بنت سید سلطان احمد بر خورداری دھیر کویؒ طفولیت میں انتقال کر گیا۔
وفات ۱۳۳۰ھ۔

صاحبزادہ نذیر حسین چنبھلیؒ

فرزند اکبر سید کرم حیات بن سید غلام حسین چنبھلیؒ والدہ کا نام سیدہ امینہ بی بی
بنت سید فضل حسین بن سید بنے شاہ ہاشمی زن طویؒ۔
اس کی پیدائش ماہ ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ میں ہوئی۔
تاریخی نام "محمد ظہور الحق"

تاریخ ولادت

صاحبزادہ نذیر حسین کی وفات بعمر گیارہ ماہ خناق سے
سات روز بیمار رہ کر بروز جمعہ تیسری رین ۱۳۳۴ھ
میں ہوئی۔ مادہ تاریخ "فیض مہبت"

تاریخ وفات

صاحبزادہ اکبر علی چنبھلیؒ

سند دوم سید کرم حیات بن سید غلام حسین چنبھلیؒ والدہ کا نام
سیدہ امینہ بی بی بنت سید فضل حسین بن سید بنے شاہ ہاشمی زن طویؒ۔
اس کی پیدائش بروز منگلوار۔ ستارہویں ذیقعد
۱۳۵۴ھ میں ہوئی۔

تاریخ ولادت

تاریخی نام "محضر شاہ"

صاحبزادہ اکبر علی پچیس روز کا ہو کر ہفتہ بارہویں ذی الحجہ
۱۳۵۴ھ میں رحلت کر گیا۔

تاریخ وفات

مادہ تاریخ "لالہ خستہ جگر"

صاحبزادہ نضر حیات چنبھاری

فرزند سوم سید کرم حیات بن سید غلام حسین برخوردار می چنبھاری۔ والدہ کا نام سیدہ
ایمنہ بی بی بنت سید فضل حسین بن سید بنے شاہ ہاشمی رن غوی۔

تاریخ ولادت | اس کی پیدائش منگلوار۔ پانچویں محرم ۱۳۵۶ھ میں ہوئی۔
تاریخی نام "محمد اختیار احمد"

تاریخ وفات | صاحبزادہ نضر حیات کی وفات بعمر ساڑھے نو ماہ۔ بروز منگلوار۔
بیسویں شوال ۱۳۵۶ھ میں ہوئی۔

مادہ تاریخ "عفو تقصیرات"

باب یازدہم

اسے ہیں ان بزرگوں کے ذکر ہیں جو حضرت نوثر صاحب سے
گیارہویں پشتے ہیں۔

صاحبزادہ غلام محمد

فرزند دوم سید غلام رسول بن سید فضل الہی بر خورداری ساہن پالوی۔ والدہ کا
سمات رحمت بی بی المعروف بیگم بی بی قوم بھٹی۔ ساکن درگاہی والدہ شیرخوارگی
میں انتقال کیا۔ وفات ۱۲۲۱ھ

سید مہتاب دین پانڈوکوی

آپ سید امام الدین بن سید قاسم علی بر خورداری پانڈوکوی کے اکلوتے بیٹے تھے۔
بیعت طریقت سید عمر بخش بن سید لطف الدین ساہن پالوی سے تھی۔
آپ کی والدہ کا نام حضرت فضل بی بی بنت میاں غلام حیدر پنجوہہ۔ ساکن
دھنویہ خورد تھا۔

اخلاق و عادات | آپ نیک اطوار۔ کم گو تھے۔ اکثر خاموش رہتے۔ موصنع
پانڈوکے کلان میں سکونت رکھتے۔ نہر لوئر چناب پر مچھوا
(کشتی خود) چلانے پر ملازم تھے۔

اولاد | آپ کا نکاح جمعہ سولہویں ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ میں سیدہ جنت بی بی بنت
سید اکہدین بن سید امام بخش بر خورداری ساہن پالوی سے ہوا۔ اس
کے بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کا ایک ہی بیٹا صاحبزادہ پیر محمد نام تھا۔ جو جوانی میں آپ کی زندگی میں اکیسویں رجب ۱۳۲۲ھ میں کنوارا ہی فوت ہو گیا۔

آپ کی ایک بیٹی ہے۔ سیدہ فاطمہ بی بی۔ یہ سید نبی بخش بن سید کریم اللہ برخورداری ساہن پالوی کی منکوتہ ہے۔

تاریخ وفات | سید مہتاب دین کی وفات بروز جمعہ۔ چودھویں شعبان ۱۳۵۰ھ میں ہوئی۔ قبر گورستان نوشاہیہ میں ہے۔
 مادہ تاریخ "بصرت رفت"

صاحبزادہ فقیر اللہ

خلف اکبر سید کریم اللہ بن سید اقبال علی ساہن پالوی۔ والدہ کا نام سیدہ سید بی بی بنت سید قاسم علی برخورداری پانڈوکوی۔ بعالم شیرخوارگی انتقال کیا۔
 وفات ۱۳۱۴ھ

صاحبزادہ کرم الہی

خلف دوم سید کریم اللہ بن سید اقبال علی ساہن پالوی۔ والدہ کا نام سیدہ سید بی بی بنت سید قاسم علی پانڈوکوی۔ بچپن میں فوت ہوا۔ وفات ۱۳۱۴ھ

سید میراں بخش

فرزند چہارم سید کریم اللہ بن سید اقبال علی ساہن پالوی۔ آپ کی بیعت طریقت سید شیر عالم بن سید عمر بخش رسوئنگری سے تھی۔

آپ کی والدہ کا نام سیدہ سید بی بی بنت سید قاسم علی تھا۔

تعلیم | آپ نے قرآن مجید اور چند درسی کتابوں کی تعلیم حافظ غلام محمد امام مسجد چینی ساہن پال سے پائی۔ کتابیں روانی سے پڑھ لیا کرتے تھے۔

اخلاقی آپ مسکین طبیعت تھے، مزاج میں حلیم تھے، خوش آواز تھے، موسیقی کے واقف تھے۔ قرآن مجید اور نعتیں اور کافیاں خوش الحانی سے پڑھا کرتے۔ اکثر قصہ سیف الملوک راک تلنگ میں پڑھا کرتے۔ بڑی تاثیر ہوا کرتی۔ آپ کا دایاں پاؤں لنگ تھا۔

معمولات آپ نماز کے پابند تھے۔ جماعت کروا لیا کرتے۔ نماز عشاء کے بعد اکثر درگاہ عالیہ نوشاہیہ پر چلے جایا کرتے اور تمام رات وہیں گزارتے۔

اولاد آپ کا نکاح دسویں ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ کو اپنے چچا کی بیٹی سیدہ فاطمہ بی بی بنت سید حسیب اللہ سے ہوا۔ اس کے بطن سے مندرجہ ایک بیٹا ہوا۔

آپ کا بیٹا صاحبزادہ نذر محمد المعروف نذر مولیٰ نام موجود ہے۔ متولد ۱۳۲۶ھ۔ اردو کی تعلیم رکھتا ہے۔ نعتیں کافیاں پڑھنے کا شوقین ہے۔ اس کی دو شادیاں ہوئیں۔ پہلی شادی سیدہ نواب بی بی بنت سید نور حسین بن سید رحیم اللہ بخورداری پانڈوکوی سے۔ اس کو طلاق دے دی ہے۔

دوسری شادی سیدہ بشیر بیگم بنت سید حیدر شاہ بن سید عطا محمد ساہن پالوی سے۔

واقعات آپ بعارضہ بخار بیمار تھے۔ مولف آپ کی عیادت کے واسطے پاس بیٹھا تھا۔ آپ پر حالت نزع طاری ہوئی۔ بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھا اور ہمیں بارگاہ یانوشہ۔ یانوشہ۔ یانوشہ اور وجد کی حالت میں جان بحق تسلیم کی۔

تاریخ وفات سید میراں بخش کی وفات بھر جوانی۔ بروز پنجشنبہ گیارہویں جمادی الثانی ۱۳۳۹ھ میں ہوئی۔ قبر گورستان نوشاہیہ میں ہے۔

مادہ تاریخ "کان تو اضع"

صاحبزادہ برکت علیؒ

فرزند اکبر سید حبیب اللہ بن سید اقبال علی ساہن پالوی۔ والدہ کا نام سیدہ
حسن بی بی بنت سید کرم الہی بن سید حیدر شاہ ہاشمی زن طویؒ۔
صاحبزادہ برکت علی کی وفات لڑکپن میں۔ بروز منگلوار یکم ذی الحجہ
۱۳۳۰ھ میں ہوئی۔

تاریخ وفات

مادہ تاریخ ”سپہراغ دین نبی“

صاحبزادہ عمر حیاتؒ

فرزند دوم سید حبیب اللہ بن سید اقبال علی بزخورداری ساہن پالوی۔ والدہ کا نام
سیدہ حسن بی بی بنت سید کرم الہی ہاشمی زن طویؒ۔
صاحبزادہ عمر حیات کی وفات بچپن میں ہی ہو گئی۔ وفات ۱۳۳۰ھ

صاحبزادہ محمد حیاتؒ

فرزند سوم سید حبیب اللہ بن سید اقبال علیؒ۔ والدہ کا نام سیدہ حسن بی بی بنت سید
کرم الہی بن سید حیدر شاہ ہاشمی زن طویؒ۔
اس کی پیدائش حضرت سید غلام علی بن سید قدم الدین ساہن پالویؒ کی دعا
سے ہوئی تھی۔ اُن کے فرمودہ کے مطابق اس کا پاؤں کمزور تھا۔ چلنے میں لگب تھا۔
لڑکپن میں ہی اپنے والد کی زندگی میں دنیا سے چل بسا۔ وفات ۱۳۴۵ھ

صاحبزادہ محمد حیات پانڈوکویؒ

فرزند سید چراغ دین المعروف بدوح شاہ بن سید محمد علی بزخورداری پانڈوکویؒ۔
والدہ کا نام مسات حسین بی بی قوم فقیر ساکن مہڑیالہ مضافات روستا ضلع گوجرانوالہ۔

اس کی پیدائش بروز اتوار۔ دسویں جمادی الاولیٰ ۱۳۲۲ھ میں
تاریخ ولادت ہوئی۔ تاریخی نام "چراغ حسن"

صاحبزادہ محمد حیات پانڈوکوی کی وفات بھری پانچ سال اپنے
تاریخ وفات والد کی زندگی میں ماہ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۶ھ میں ہوئی۔
 پانڈوکے میں مدفون ہوا۔

مادہ تاریخ "نور عارض"

صاحبزادہ منظور حسن

خلف چہارم سید بوٹے شاہ بن سید عمر بخش برخورداری ساہن پالوی۔ والدہ کا
 نام مسماں بی بی المعروف برکت بی بی بنت چوہدری جان محمد چیمہ۔ ساکن کوٹ نورا
 متصل گکھر ضلع گوجرانوالہ۔

یہ طفولیت میں ہی انتقال کر گیا۔ وفات ۱۳۳۳ھ

صاحبزادہ محمد عالم چک جانی والد

فرزند سید دلی محمد بن سید ابراہیم برخورداری۔ ساکن چک جانی۔ والدہ
 کا نام سیدہ وزیر بیگم بنت سید شیر علی بن سید سلطان علی ہاشمی زن ٹوی۔

اس کا نکاح سیدہ حاکم بی بی بنت سید حسن محمد بن سید نظام الدین
اولاد برخورداری۔ ساکن شیخ علی پور متصل ہیلاں سے ہوا۔ اس کے
 بطن سے اولاد ہوئی۔

اس کے دو بیٹے ہیں :-

- ۱- صاحبزادہ فضل احمد
- ۲- صاحبزادہ نذیر احمد

دونوں اس وقت موجود ہیں۔
 اس کی ایک بیٹی ہے۔ سیدہ سکینہ بی بی۔ ابھی کنواری ہے۔

تاریخ وفات | سید محمد عالم کی وفات ۱۳۶۵ھ میں ہوئی۔ قبر چک حسانی ضلع گجرات میں ہے۔
مادہ تاریخ "مشیخت پایہ"

صاحبزادہ منظور حسین بڑھن والہ

خلف سید محمد عالم بن سید نظام الدین بن سید شاہ نواز بڑھن داری ساکن بڑھن۔ ضلع میرپور۔ والدہ کا نام سیدہ رشیم بی بی بنت سید پیراں دتہ بن سید قطب الدین ساہن پالوی۔

تاریخ ولادت | اس کی پیدائش بروز سوموار تیسری ذی قعدہ ۱۳۴۱ھ میں ہوئی۔ تاریخی نام "اعظم الرحمن"

شادی | اس کی شادی سیدہ فاطمہ بی بی بنت سید روشن دین بن سید پیراندہ ساہن پالوی سے ہوئی۔ اس کا انتقال بعالم شباب ہو گیا۔
وفات ۱۳۶۲ھ

صاحبزادہ صوبے شاہ

آپ کا نام محمد شریف المعروف صوبے شاہ۔ آپ سید کرم الہی بن سید فاضل شاہ ساہن پالوی کے بڑے بیٹے تھے۔ آپ کی والدہ کا نام سیدہ کرم بی بی بنت سید حافظ روح اللہ بن سید محمد امین تھا۔ آپ کے نانا صاحب اور دادا صاحب دونوں بھائی تھے۔

تاریخ ولادت | آپ کی پیدائش سوموار کی رات بوقت نماز تہجد، پانچویں ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ میں ہوئی۔ تاریخی نام "حسن اختر"۔

تعلیم | آپ نے چند عرصہ پر امری سکول پنڈی کالویں تعلیم پائی۔ پھر عادل گڑھ ضلع گوجرانوالہ میں مولوی عبدالعسزیز خوشنویس امام مسجد مغربی کے پاس کچھ ایام رہے۔ وہاں سے اردو دینیات کی کچھ کتابیں پڑھیں۔

ملازمت | ایک مرتبہ منڈی علی پور چیمپ میں آپ ایک مشین پر ملازم رہے۔ جنگ عظیم کے دوران میں بھرتی کرنے والے افسروں نے آپ کو جبراً پکڑ لیا جب کہ جبراً نوالہ لے گئے تو انہوں نے خود بخود چھوڑ دیا۔

تاریخ وفات | صحیح صوبے شاہ کی وفات بعمر اٹھارہ سال کنوارے ہی، بدھوار کی رات، وقت نماز تہجد ۲۳ محرم ۱۳۳۶ھ میں ہوئی۔ قبر گورستان نوشاہیہ میں ہے۔

مادہ تاریخ "سردخ دوام"

صاحبزادہ عزیز احمد

فرزند دوم سید کرم الہی بن سید فاضل شاہ برخورداری ساہن پالوی۔ والدہ کا نام مسات رضیہ بیگم المعروف ولایت بیگم نوم چیمہ راجپوت۔ ساکن رینگ بانگ ضلع جہلم۔

اس کی بیعت طریقت اعلیٰ حضرت سید غلام مصطفیٰ نوشاہی ادام اللہ بکاتہ سے تھی۔ اس کی پیدائش بروز اتوار بوقت دوپہر پانچویں ربیع الاول ۱۳۳۲ھ میں ہوئی۔ تاریخ یعنی نام "چراغ حسین"

تعلیم | اس نے قرآن مجید حضرت سیدہ محمد بی بی بنت سید محمد امین مختار ساہن پالوی سے پڑھا۔ اور پرائمری تک سکول دن میں تعلیم پائی۔ کتاب کریم، ہم حق، پنڈ نامہ شیخ عطار۔ مؤلف کتاب ہذا فقیر سید شرافت عفا اللہ عنہ سے پڑھیں۔ ابھی گلستان پڑھنا تھا کہ دنیا سے کوچ کر گیا۔

صورت و سیرت | اس کی صورت پسندیدہ و مرغوب تھی۔ نقش اچھے تھے۔ ایک درویش سائیں سرور علی لاہوری نے اس کو دیکھا تو متعجب ہوا اور مجھے کہنے لگا کہ میں سمجھتا تھا کہ شہروں کے لوگ بہ نسبت دیہات کے حسین ہوتے ہیں۔ لیکن اس لڑکے نے میرا خیال غلط ثابت کر دیا۔ اس کے اخلاق بھی اچھے تھے۔

تاریخ وفات | عزیز احمد کی وفات کنوارے ہونے کی حالت میں بچہ پندرہ سال
بعارضہ سرسام بروز بدھوار۔ وقت عصر ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۶ھ
میں ہوئی۔ قبر گورستان نوشاہیہ میں ہے۔

مادہ تاریخ "منظور دو عالم"

صاحبزادہ نذر محمد

خلف اکبر سید نور الہی بن سید فاضل شاہ برخورداری ساہن پالوی۔ والدہ کا نام
سیدہ حیات بی بی بنت سید امام الدین بن سید قاسم علی برخورداری پانڈوکوی۔
اس کی پیدائش ماہ شوال ۱۳۲۶ھ میں ہوئی۔
تاریخی نام "عظیم شاہ"

تاریخ ولادت

فرست | یہ مادرزاد گونگا اور بہرا تھا۔ ایک آنکھ میں بھی سفیدی تھی۔ لیکن باوجود
معذور ہونے کے عقلمند تھا۔ بچپن میں سوئی دھاگہ سے بہت عمدہ
بٹوے بن لیا کرتا۔ بڑے چھوٹے کی خوب پہچان تھی۔

کرامت

ایک ایذا دینے والے کا بیمار ہو جانا | ایک روز یہ اپنے مویشیوں کے واسطے
چارہ لینے گیا۔ بلکہ میں کھیتوں میں سے

گھاس کھود رہا تھا۔ جلا بن جو اہر تارٹ ساہن پالیہ نے جو اس کا ہم عمر تھا اس کو
طمانچہ مارا کہ ہمارے کھیت سے کیوں گھاس لیا ہے۔ جب وہ اپنے گھر پہنچا تو اس کو
سخت بخار ہو گیا۔ حتیٰ کہ تین روز تک بے ہوش پڑا رہا۔ جب اس کے والدین کو پتہ

عہ سید عزیز احمد کا کچھ ذکر شریف التواریخ کی تیسری جلد مہوم بہ تذکرۃ النوشاہیہ
کے دسویں حصہ عمائد الادوار نام میں بھی لکھا جائے گا۔ شرافت

چلا تو انہوں نے آکر نذر محمد سے معافی ملی اور ایک دھڑکی نذرانہ میں دے کر اس کو خوش کیا۔ اس نے باکر ماتہ پھیرا تو جلا کا ہنسا اتر گیا۔

نذر محمد کی وفات بحالتِ تجرید بعدِ رخصتِ فالتج بعمرا کیس سال ۱۳۲۷ھ
تاریخ وفات میں ہوئی۔ قبر گورستان نوشاہیہ میں ہے۔

مادہ تاریخ "فضیلت آگاہ"

صاحبزادہ نذیر محمدؒ

حلیف دوم سید نور الہی بن سید فاضل شاہ ساہن پالویؒ۔ والدہ کا نام سیدہ حیات بی بی

بنت سید امام الدین بن سید قاسم علی پانڈوکویؒ۔

اس کی پیدائش ماہِ شوال ۱۳۲۵ھ میں ہوئی۔

تاریخی نام "افصال علی شاہ"

تاریخ ولادت

یہ بچپن میں مدرسہ زن محل میں پڑھنے جایا کرتا تھا۔ ابھی بچہ ہی تھا کہ فوت ہو گیا۔

تعلیم

نذیر محمد کی وفات بعمرو (۹) سال بروز منگلوار۔ نوویں (۹) محرم ۱۳۳۷ھ میں ہوئی۔ قبر گورستان نوشاہیہ میں ہے۔

تاریخ وفات

مادہ تاریخ "غالب شد"

صاحبزادہ وزیر محمدؒ اکبرؒ

حلیف سوم سید نور الہی بن سید فاضل شاہ ساہن پالویؒ۔ والدہ کا نام سیدہ حیات بی بی

بنت سید امام الدین بن سید قاسم علی برخوردار پانڈوکویؒ۔

اس کی پیدائش بروز ہفتہ ۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۰ھ

میں ہوئی۔ تاریخی نام "خیرات احسن"

تاریخ ولادت

ف۔ چونکہ یہ بچہ ہی فوت ہو گیا۔ اس کے بعد جو لڑکا پیدا ہوا۔ تو والدین نے

اس کا نام بھی وزیر محمد رکھ دیا۔ اس لئے اس کو وزیر محمد اکبر لکھا گیا ہے اور دوسرا لڑکا جو وزیر محمد اصغر ہے۔ وہ اب سال تالیف کتاب میں بچہ چالیس سال زندہ موجود ہے۔
تاریخ وفات صاحبزادہ وزیر محمد اکبر بچہ ترین سال ۱۳۲۳ھ میں انتقال کر گیا۔
 مدفون گورستان نوشاہیہ۔

مادہ تاریخ "مغفور باد"

صاحبزادہ خلیل احمد

فرزند چہارم سید غلام احمد کاتب بن سید فاضل شاہ ساہن پالوی۔ والدہ کا نام مسما ت نور بیگم دختر مرزا روہیل خان مغل سب انسپکٹر پولیس لاہور۔
تاریخ ولادت اس کی پیدائش ۲۹ صفر ۱۳۲۸ھ ۱۱ رساؤن ۱۹۸۶ء میں ہوئی۔ تاریخی نام "بلخ شاہ"

تاریخ وفات صاحبزادہ خلیل احمد کی وفات بعمر سات ماہ۔ رمضان المبارک ۱۳۲۸ھ میں ہوئی۔ قبر گورستان نوشاہیہ میں ہے۔
 مادہ تاریخ

"رحمة الله وبركاته"

انتباہ

یہ طبقہ دوم نوشاہیہ پر خور داریہ ۱۳۶۶ھ میں مکمل ہو گیا تھا اور صاحبزادہ خلیل احمد کے ذکر پر ختم کر دیا گیا تھا۔ اس کے بعد مؤلف کے چھوٹے بھائی صاحبزادہ سید بشیر احمد بشارت ر قنائل الہی سے ۱۳۸۱ھ میں دنیا سے رحلت کر گئے۔ چونکہ وہ حضرت نسلہ عالیجاہ سے گیارہویں پشت تھے اور یہ گیارہواں باب ہی ختم ہوا تھا۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ ان کے حالات یہاں درج کر دیئے جاویں تاکہ یہ طبقہ ایک بہترین شخصیت کے حالات پر ختم ہو۔

حضرت مولانا صاحبزادہ سید بشیر احمد بشارتؒ

آپ مخزنِ علومِ شرعیہ، معدنِ اسرارِ لدنیہ، زیبِ محفلِ ولایت، گنجینہٴ رموزِ ہدایت، صاحبِ علم و حلم و شکر و حیا تھے۔ اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ انجمن بہ نوشاہی۔ ابن سید محمد شاہ نیک اختر برخورداری ساہن پالوی کے فرزند اصغر امد مرید و خلیفہ تھے۔

آپ کی والدہ کا نام حضرت سیدہ حسین بی بی بنت سید غلام علی بن سید قدم الدین برخوردارسی ساہن پالویؒ تھا۔

آپ کی نانی کا نام حضرت سیدہ شمس بی بی بنت سید شاہ نواز بن سید فضل الدین برخوردارسی ساکن بڑجن تھا۔

آپ کا ام شریف بشیر احمد، کنیت ابو الرضا، ابو الافضال، تخلص بشارت، لقب مسکین سائیں تھا۔ سولہویں ذی الحجہ ۱۳۶۶ھ کو والد صاحب نے آپ کو شمس الاولیاء کے خطاب سے نوازش کیا۔

آپ کے جد بزرگوار نے کتاب الفوائد میں آپ کی تاریخ پیدائش ۱۔ اتوار کی رات، وقت نماز عشا، اٹھارہویں شوال ۱۳۲۸ھ

۲۔ مطابق تیسویں (۲۳) اکتوبر ۱۹۱۰ء۔

۳۔ موافق ساتویں (۷) سبک ۱۹۶۶ء ب تحریر فرمائی ہے۔

قطعہ تاریخ

از اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ نوشاہی

ادام اللہ برکاتہ

بشیر احمد ہوا پیدا مکرم
جو نوشاہی نے ڈھنڈا سال اس کا
بفصل حق خداوند معظم
بشیر احمد خلیق پاکٹ - لکھا

مادہ ہائے تاریخ

آپ کے مادہ ہائے تاریخ، بھری و عیسوی و بھری بہت ہیں۔ ان میں سے چند لکھے جاتے ہیں۔

سنہ ہجری - ازجد بزرگوار قبلہ ۴

۱۔ بشیر احمد فقیر نوشاہی

۱۳۲۸ھ

از والد ماجد قبلہ مدظلہ

۱۳۲۸ھ

۲۔ عارض النور

از فقیر سید شرافت عافہ اللہ

۱۳۲۸ھ

۳۔ آیت شریف - یوٹی المحکمۃ من یشاہ

۱۳۲۸ھ

۴۔ حاجی سید بشیر احمد العلوی العباسی القادری

۱۳۲۸ھ

۵۔ مولوی سید بشیر احمد علوی عباسی قادری طیب

۱۳۲۸ھ

۶۔ مولوی سید بشیر احمد شاہ علوی العباسی

سنہ عیسوی - ازجد بزرگوار قبلہ

۱۹۱۰ء

۷۔ بشیر احمد مر غلام مصطفیٰ

از سید شرافت

۱۹۱۰ء

۸۔ السید شاہ بشیر احمد البشارت

۱۹۱۰ء

۹۔ سید شاہ بشیر احمد بشارت حمید

سنہ ہجری - ازجد بزرگوار مرحوم

۱۹۶۶ء

۱۰۔ بشیر احمد بن غلام مصطفیٰ

آپ نے اپنے جد بزرگوار حضرت مولانا سید حافظ محمد شاہ کے آنوش تربیت میں تربیت پائی۔ وہ آپ کے متعلق فرمایا کرتے "بشیر احمد میرا چوہدری پتر ہے۔ چنانچہ آپ واقعی ایسے ہی ہو گئے۔ طبیعت اور صورت میں زعب و

وقار چوہدریوں کی طرح تھا۔ والدین، نانی صاحبہ اور خالہ صاحبان سب کی گود میں آپ نے پرورش پائی۔

تعلیم ظاہری | جب آپ کی عمر چار سال چار ماہ اور چار دن ہوئی تو حضرت جدِ مجید نے آپ کو پہلے روز سبق شروع کرایا۔ قاعدہ عربی اپنے دستِ مبارک سے لکھ کر دیا اور خود ہی پڑھایا۔ پہلا سیپارہ بھی خود ہی پڑھایا۔ بعد ازاں قرآن مجید اختتام تک اپنے جدِ بزرگوار کی ہمیشہ سیدہ محمد بنی بی سے پڑھا۔

پھر فارسی علم ادب کی درسی کتابیں پند نامہ کریمیا، پند نامہ شیخ عطار، فارسی نامہ، نام حق، قاضی قطب، محمود نامہ، گلستاں، بوستاں، زلیخائے جامی، مثنوی نیرنگ عشق وغیرہ اپنے والد ماجد مدظلہ سے پڑھے۔ قرآن مجید کا ترجمہ مولف کتاب ہذا فقیر سید شرافت عاقاہ اللہ سے پڑھا۔

فن کتابت | فن خوش خطی سکھانے کے واسطے جناب والد صاحب مدظلہ آپ کو بمقام عادل گڑھ ضلع گوجرانوالہ حضرت مولوی محمد حسین مبارک رقم کے پاس چھوڑ آئے۔ دو سال وہاں رہ کر آپ نے خط نسخ اور نستعلیق سیکھے۔ اگرچہ خط کو کمال تک نہ پہنچا سکے، تاہم آپ کا خط بہتر تھا اور پرانی قلمی کتابیں خاندانی لکھ کر نئی تیار کر دیں اور میری تالیفات کو بھی تحریر کر کے دو دو نسخے بنا دیئے۔ جو اچھی کتاب دیکھتے نقل کر لیتے۔

چنانچہ آپ نے اپنی تحریرات کا کافی سرمایہ اپنی یادگار چھوڑا ہے۔ جو اولاد و احباب کے واسطے روشن چراغ کا کام دے گا۔

بیعت و خلافت | آپ نے عرس شریف جدِ بزرگوار قدس سرہ کے روز اپنے والد ماجد محبوب کبریا، مقبول بارگاہِ خدا اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ نوشاہی دام برکاتہ کے دستِ حق پرست پر بیعتِ طریقت کی۔ اور اورداد و وظائف خاندان قادری نوشاہی کی تلقین پائی اور تھوڑے عرصہ میں کمالات حاصل کر کے خلافت ارشاد و اجازت پائی۔

معمولات

آپ اپنے اوقات کو عبادت اور وظائف سے معمور رکھتے۔ کچھ اور آد آپ کے روزانہ بلاناغہ معمول تھے اور کچھ اور آد آپ گاہ بگاہ تبرکاً پڑھ لیا کرتے تھے۔

آپ سرگی کو اٹھ کر نوافل تہجد بارہ رکعت پڑھتے۔ پھر

ہر روزہ وظائف

۱۔ سورہ منزل شریف۔ گیارہ (۱۱) مرتبہ۔

۳۔ کلمہ طیبہ۔ گیارہ سو (۱۱۰۰) مرتبہ۔

۲۔ استغفار۔ دو سو (۲۰۰) مرتبہ۔

۵۔ درود مبارک۔ ایک سو (۱۰۰) مرتبہ۔

۴۔ درود شریف ہزارہ۔ گیارہ سو (۱۱۰۰) مرتبہ۔

۶۔ آیت کریمہ۔ ایک سو (۱۰۰) مرتبہ۔

۶۔ درود خفزی۔ ایک سو (۱۰۰) مرتبہ۔

۸۔ اللہ الحمد۔ ایک ہزار (۱۰۰۰) مرتبہ۔

۹۔ حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔ نِعْمَ الْمَوْلَى وَنِعْمَ الْمَوْلِيَّةُ۔ ایک سو (۱۰۰) مرتبہ۔

۱۱۔ یا کریم یا رحیم۔ ایک سو (۱۰۰) مرتبہ۔

۱۰۔ اللہم الرفیق الاعلیٰ۔ ایک سو (۱۰۰) مرتبہ۔

۱۳۔ یا وہاب۔ ایک سو (۱۰۰) مرتبہ۔

۱۲۔ یا ودود۔ ایک سو (۱۰۰) مرتبہ۔

۱۵۔ یا واسع۔ ایک سو (۱۰۰) مرتبہ۔

۱۴۔ یا مغنی۔ ایک سو (۱۰۰) مرتبہ۔

۱۶۔ یا نور۔ ایک سو (۱۰۰) مرتبہ۔

۱۶۔ یا رزاق۔ ایک سو (۱۰۰) مرتبہ۔

۱۸۔ اسم غوثیہ۔ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیعنا اللہ۔ ایک سو (۱۰۰) مرتبہ۔

۱۹۔ فجر کی سنت اور فرض کے درمیان سورہ فاتحہ اکتالیس (۴۱) مرتبہ۔ یہ باجائز شیخ

سوائی بہاولپوری پڑھا کرتے تھے۔

۲۰۔ نماز فجر کے بعد دعائے سریانی کا یہ شعر اکتالیس (۴۱) بار پڑھتے۔

انا الموجود فاطلبنی تجدنی فان تطلب سوائی لم تجدنی

۲۱۔ اپنی بیماری کے دوران میں اسم شریف یا حی حین لاجی فی دیمومۃ ملکہ

وبقاہ۔ دو سو (۲۰۰) مرتبہ روزانہ پڑھا کرتے۔

۲۲۔ اسم الحسنی یعنی نوونہ (۹۹) نام باری تعالیٰ ایک (۱) مرتبہ۔

۲۲۔ ہر ایک نماز کے بعد آیتہ الکرسی۔ ایک (۱) مرتبہ۔

۲۳۔ شجرہ شریف خاندان قادری نوشاہی۔ ایک (۱) مرتبہ۔

نوافل میں سے آپ :-

گاہ بگاہ وظائف

۱۔ تہجد بارہ رکعت ، اثنائے پار رکعت ، منی بارہ رکعت ،
اوابینت چھ رکعت ، تحیتہ المسجد دو رکعت ، تحیتہ الیوم دو رکعت ، یس
چار رکعت ، گاہ بگاہ پڑھا کرتے ۔

۲۔ درود کبریت اہم ، درود اکیر اعظم ، درود مستغاث ، درود تان ، دلائل الخیرات
اسبوع شریف بھی کبھی کبھی شوق سے پڑھا کرتے ۔

قصائد میں سے :-

۳۔ قصیدہ خنیر۔ جس کا پہلا شعر یہ ہے :-

غُرُوشِ مِسْرُغُوشِ خِرَاشَا شَغْلُوشِ قَضْرُوحِ طِرَاشَا

۴۔ قصیدہ امام اعظم ابوحنیفہ کوئی رقم۔ جس کا پہلا شعر یہ ہے :-

یاسید السادات جنتک قاصداً ارجو ارضاک راحتی بحساک

۵۔ قصیدہ خمریہ محبوبیہ غوثیہ۔ جس کا پہلا شعر یہ ہے :-

سقا فی الحب کاسات الوصالی فقلت لخمرتی فحسوی تعالی

۶۔ قصیدہ روحی جس کا پہلا شعر یہ ہے :-

شہدت بان اللہ والی ولایتی وقد من بالتصریف فی کل حالتی

۷۔ قصیدہ بردہ۔ جس کا پہلا شعر یہ ہے :-

امن تذکر جیران بذی سلم مزجت دماغبری من مقلہ بدم

یہ تمام قصیدے پورے بہام و کمال ایک ایک مرتبہ کبھی کبھی پڑھ لیا کرتے۔

سلسلہ شریف
آپ کو خاندان قادری نوشاہی کے متعدد شجرے یاد تھے۔ ان
میں سے جو چاہتے روزانہ پڑھ لیا کرتے۔

۱۔ عربی شجرہ۔ جو مولوی حکیم عبدالحق چشتی نظامی ساکن ہیرا نوالی ضلع گوجرانوالہ نے بطور قصیدہ نغزاً منظوم کیا ہے جس کا پہلا شعر یہ ہے۔

الہی انت ربی ذو تعالیٰ وحید قادر مولى السوالی

۲۔ اردو شجرہ میرا (سید شرافت کا) منظوم شدہ۔ جس کا پہلا شعر یہ ہے۔

۵

۳۔ یا الہی ذات پاک کبریا کے واسطے اور اسما و شیونات بقا کے واسطے پنجابی شجرہ۔ حضرت مولوی محمد اشرف فاروقی منچری کا منظوم کردہ۔ جس کا

شروع اس طرح پر ہے۔

رب دا ایہ اسم ذاتی ورو دکھاں دنے راتی

اک دم غافل نہ تھیماں ریاں نت چتار دا

۴۔ پنجابی شجرہ۔ خمس۔ مولوی الہی بخش ساکن گنڈل ضلع جہلم کا بنایا ہوا۔ جو اس

طرح پر شروع ہوتا ہے۔

فضل کنڈہ کل نالتے تو ہیں رب غفارا مجرم سائے در تیرے تے رو رو کرن پکارا

تو ہیں چریں و چھبیاں تائیں میں کراون ہارا جو کچھ پر دے دوری دلے لطفوں سبھارے

برکت پراں نوں سائیاں دی شوق شرب پلا

آپ قرآن مجید کی تلاوت بلاناغہ کرتے تھے۔ اور بکثرت پڑھا

کرتے تھے۔ جب تک آپ تندرست رہے، ایک منزل

تلاوت قرآن مجید

سے کم نہیں پڑھتے تھے۔ ہفتہ میں بقاعدہ فنی بشوق ختم کیا کرتے، اور جب بیمار ہوئے تو

پھر دو سہارا پڑھا کرتے۔ قرآن شریف آپ کی روحانی غذا تھی۔

قرآن مجید کو آپ بڑا تیز پڑھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ تئامیسویں رمضان ۱۳۲۹ھ

کو یعنی لیلۃ القدر کو آپ نے ایک رات میں سارا قرآن مجید سورۃ فاتحہ سے

شروع کر کے والناس تک ختم کیا۔ عشاء کی نماز پڑھ کر شروع کیا اور سرگ سے پہلے ختم کیا۔

حفظ سورت ہائے قرآن | آپ کو پورا قرآن تو حفظ نہیں تھا لیکن کئی سورتیں اور رکوع یاد تھے۔ مثلاً سورہ بقرہ کے پہلے

پانچ رکوع، اور آخری ایک رکوع۔ سورہ یوسف، رعد، ابراہیم، نمل، مریم، سجده، یس، زخرف، ق، الرحمن، واقع، جمع، تغابن، ملک، نوح، مزمل، دہر، مرسلات، النبا، طارق، شمس، لیل، ضحیٰ، الشرح، تین، علق، قدر، بئینہ، زلزال، عادیات، قارعہ، تکوین، عصر، حمزہ، فیل، قریش، ماعون، کوثر، کافرون، نصر، لہب، اخلاص، فلق، ناس۔

ان کے علاوہ کئی رکوع مثلاً تبارک الذی جعل فی السماء بروجاً اور وسیق الذین کفروا الیٰ حبہم ذمراً۔ وغیرہ آپ کو حفظ تھے۔ اور آپ بطور وظائف ان کو وقتاً فوقتاً پڑھاتے تھے۔

قرآن مجید سے تعلق | آپ کو قرآن مجید سے بچہ کمال شغف و عشق تھا۔ آپ مدت العمر تلاوت بلاناغہ کرتے رہے۔ اپنے آخری ایام

حیات میں جب بستر عیال پر تھے، تو کمزوری کی وجہ سے ہاتھ پاؤں کا ہلانا دشوار ہو گیا تھا۔ تو آپ اپنی بہنوں اور بھائیوں کو جو پاس ہوتے فرما دیتے کہ قرآن مجید کھول کر میرے سامنے رکھو۔ چنانچہ آپ ایک دو صفحہ تلاوت کر لیتے اور آخری دن تک کرتے رہے۔ اور فرماتے کہ قرآن شریف یہ نہ کہے کہ مرنے والے مجھے چھوڑ گیا۔

وظائف پر مواظبت | آپ بیماری کے ایام میں اگرچہ وظائف کو پوری تعداد میں ادا نہیں کر سکتے تھے۔ تاہم حسب استعداد

وظائف پر مواظبت رکھتے تھے۔ ترک نہیں کیا۔ چار پائی پر ایک تسبیح دائیں طرف ہوتی اور ایک بائیں طرف۔ جب دائیں کرٹ پٹنے تو وہ تسبیح لے کر اُس پر وظیفہ کر لیتے۔ اور جب بائیں کرٹ پٹنے تو اُس طرف والی تسبیح پر پڑھ لیا کرتے۔

اسم شریف اللہ الصمد کا فیضان | آپ نے ابتدائے جوانی میں اسم شریف اللہ الصمد کی دعوت کی اور اس کو

ایک کروڑ کی تعداد میں پورا کیا۔ کئی سال آپ کے اس پر صرف ہوئے۔ آپ با وضو
بیطہارت کاملہ اس کا وظیفہ کرتے رہے۔ بعد از دعوت ایک ہزار (۱۰۰۰) مرتبہ روزانہ
پڑھا کرتے۔ اس کے فوائد و خواص سے آپ ممتنع تھے۔ اللہ تعالیٰ نے کمالات
عمدیت سے آپ کو سرفراز فرمایا تھا۔ سوائے ذات حق تعالیٰ کے کسی غیر کی احتیاج
آپ کو نہ رہی۔ اپنے ڈیرہ پر سکونت رکھتے تھے۔ بغیر کسی دنیاوی کاروبار کے آپ
کا وقت عزیز بخوبی گذرتا رہا۔

بزرگوں کو ایصالِ ثواب کرنا

آپ کا طریقہ تھا کہ قرآن مجید بکثرت پڑھا کرتے تھے۔ جہاں تک مجھ کو معلوم ہو
سکا ہے، آپ نے پانچ سو (۵۰۰) سے زیادہ ختم قرآن مجید کے کئے ہیں۔ آپ ختم
کے زیادہ تر بزرگوں کو ایصالِ ثواب کر دیا کرتے تھے۔ آپ نے تاریخوار ایک
فہرست مرتب کی ہوئی تھی۔ جس تاریخ کو قرآن ختم کرتے، تو کسی بزرگ کو اس کا
ثواب بخش دیتے۔ اور وہ تاریخ بطور یادداشت لکھ لیا کرتے۔ سلسلہ مادریہ
نوشاہیہ بر خورداریہ اور رحمانیہ کے تمام مشائخ اور ازواجِ مطہرات نبویؐ، اولادِ نبویؐ،
آبائے نبویؐ، خلفائے راشدین، ائمہ اثناعشر، ائمہ اربعہ، آباءِ غوثیہ، خلفائے
نوشاہیہ، اپنے آباءِ جدی و مادری سب کو آپ نے نام بام علیحدہ علیحدہ قرآن کریم
کے ختم شریف بخشے ہیں۔

آپ کی تاریخوار فہرستوں سے جن بزرگوں کے نام مجھے ملے ہیں۔ ان کو یہاں اپنی
ترتیب کے مطابق درج کیا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے :-

۱۔ حضرت عبد مناف کو ایک ختم	۵۔ حضرت سیدہ آمنہؓ کو ایک ختم
۲۔ حضرت عباسؓ کو	۶۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ
۳۔ حضرت عبدالمطلب کو	دولم کی ذاتِ گرامی کو بلا تعداد
۴۔ حضرت عبداللہ کو	۷۔ حضرت خدیجہ ابجرریؓ کو ایک ختم

- ۸- حضرت سُوْدَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا کو ایک ختم
 ۹- حضرت عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا کو
 ۱۰- حضرت حفصہ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا کو
 ۱۱- حضرت زینب امام المساکین رَضِيَ اللهُ عَنْهَا کو
 ۱۲- حضرت ام سلمہ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا کو
 ۱۳- حضرت زینب رَضِيَ اللهُ عَنْهَا کو
 ۱۴- حضرت جُوَیْرِيَّةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا کو
 ۱۵- حضرت ام حبیبہ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا کو
 ۱۶- حضرت میمونہ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا کو
 ۱۷- حضرت صفیہ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا کو
 ۱۸- حضرت زینب بنت رسول اللہ کو
 ۱۹- حضرت رقیہ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا کو
 ۲۰- حضرت ام کلثوم رَضِيَ اللهُ عَنْهَا کو
 ۲۱- حضرت فاطمہ الزہراء رَضِيَ اللهُ عَنْهَا کو
 ۲۲- حضرت قاسم بن رسول اللہ کو
 ۲۳- حضرت ابراہیم کو
 ۲۴- حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو
 ۲۵- حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو
 ۲۶- حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو
 ۲۷- حضرت علی المرتضیٰ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو
 ۲۸- حضرت امام حسن مجتبیٰ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو
 ۲۹- حضرت امام حسین رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو نو ختم
 ۳۰- حضرت امام زین العابدین رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو ایک ختم
- ۳۱- حضرت امام باقر رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو ایک ختم
 ۳۲- حضرت امام جعفر صادق رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو
 ۳۳- حضرت امام موسیٰ کاظم رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو
 ۳۴- حضرت امام علی رضا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو
 ۳۵- حضرت امام محمد تقی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو
 ۳۶- حضرت امام علی نقی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو
 ۳۷- حضرت امام حسن عسکری رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو
 ۳۸- حضرت امام محمد مهدی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو
 ۳۹- حضرت حسن مثنیٰ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو
 ۴۰- حضرت عبداللہ محض رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو
 ۴۱- حضرت موسیٰ الجون رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو
 ۴۲- حضرت عبداللہ ثانی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو
 ۴۳- حضرت موسیٰ ثانی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو
 ۴۴- حضرت داؤد امیر رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو
 ۴۵- حضرت محمد رومی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو
 ۴۶- حضرت یحییٰ زاید رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو
 ۴۷- حضرت عبداللہ ثالث رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو
 ۴۸- حضرت ابوصالح موسیٰ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو
 ۴۹- حضرت امام اعظم رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو
 ۵۰- حضرت امام مالک رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو
 ۵۱- حضرت امام شافعی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو
 ۵۲- حضرت امام احمد بن حنبل رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو
 ۵۳- حضرت خواجہ حسن بصری رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو

- ۷۶۔ حضرت سخی شاہ سلیمان لوریؒ کو ایک ختم
 ۷۷۔ حضرت نوشہ گنج بخش علویؒ انیس ختم
 ۷۸۔ حضرت سید حافظ محمد بن خردازؒ ایک ختم
 ۷۹۔ حضرت سید حافظ جمال اللہؒ
 ۸۰۔ حضرت سید حافظ محمد حیاتؒ
 ۸۱۔ حضرت سید حافظ نور اللہؒ
 ۸۲۔ حضرت سید حافظ الہی بخشؒ
 ۸۳۔ حضرت سید حافظ قل احمدؒ چھ ختم
 ۸۴۔ حضرت سید محمد امینؒ چار ختم
 ۸۵۔ حضرت سید حافظ محمد شاہؒ اٹھتر ختم

ف تاریخاً جو ختم لکھے ہیں وہ اٹھتر (۸۶)

ہیں۔ خود بشارت مرحوم نے اپنی
 زبانی مجھے بتایا تھا۔ نیز ان کی
 تحریر میں بھی ہے کہ میں نے
 اپنے دادا صاحب کو ایک سو
 (۱۰۰) سے زیادہ ختم شریف اور
 ایک ہزار (۱۰۰۰) سے زیادہ متفرق
 سپارے پڑھ کر بخشے ہیں۔

- ۸۶۔ حضرت سید علاء الدین علویؒ ایک ختم
 ۸۷۔ حضرت سید محمد باقر دریا دلؒ
 ۸۸۔ شیخ رحیم داد سلیمانیؒ
 ۸۹۔ شیخ تاج محمود سلیمانیؒ
 ۹۰۔ شیخ پیر محمد سپیار نوشہرویؒ

- ۵۴۔ حضرت شیخ حبیب عجمیؒ کو ایک ختم
 ۵۵۔ حضرت شیخ داؤد طائیؒ
 ۵۶۔ حضرت شیخ معروف کرخیؒ
 ۵۷۔ حضرت شیخ سمرقی سقطیؒ
 ۵۸۔ حضرت شیخ جنید بغدادیؒ
 ۵۹۔ حضرت شیخ ابوبکر شبلیؒ
 ۶۰۔ حضرت شیخ عبد الواحد تمیمیؒ
 ۶۱۔ حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسیؒ
 ۶۲۔ حضرت شیخ ابوالحسن بہکاریؒ
 ۶۳۔ حضرت شیخ ابوسعید مخزومیؒ

۶۴۔ حضرت نوٹ اعظم سید

- عبد القادر جیلانیؒ دو ختم
 ۶۵۔ حضرت سید عبد الوہابؒ ایک ختم
 ۶۶۔ حضرت سید ابونصر صالحؒ
 ۶۷۔ حضرت سید صفی الدین صوفیؒ
 ۶۸۔ حضرت سید احمدؒ
 ۶۹۔ حضرت سید مسعودؒ
 ۷۰۔ حضرت سید علیؒ
 ۷۱۔ حضرت سید شاہ میرؒ
 ۷۲۔ حضرت سید شمس الدینؒ
 ۷۳۔ حضرت سید محمد نوٹ اوچیؒ
 ۷۴۔ حضرت سید مبارک حقانیؒ
 ۷۵۔ حضرت شاہ معروف خوشابیؒ

- ۱۱۴۔ سید مکھن شاہ لاہوریؒ کو ایک ختم
 ۱۱۵۔ سید قدم الدین ساہن پالویؒ
 ۱۱۶۔ سید غلام علی شاہ (نانا صاحب) پینتیس ختم
 ن۔ بشارت صاحب نے زبانی
 مجھے بتایا تھا کہ میں نے اپنے
 نانا صاحب کو تقریباً ایک سو
 (۱۰۰) ختم شریف سنبھلے ہوئے
 ہیں۔ یہ پینتیس ختم شریف
 تاریخوں کی فہرست سے
 ظاہر ہوئے ہیں۔ ۱۲

- ۱۱۷۔ سید شمس بی بیؒ (زانی صاحب) نو ختم
 ۱۱۸۔ سید عمر بی بیؒ (نانا کی ہمیشہ) تین ختم
 ۱۱۹۔ سیدہ کاکو بی بیؒ (خالہ کبرے) نو ختم
 ۱۲۰۔ سیدہ زینب بی بیؒ (خالہ ثانیہ) ایک ختم
 ۱۲۱۔ سیدہ صالحہ بی بیؒ (خالہ ثالثہ)
 ۱۲۲۔ سیدہ کرم حیاتؒ (خسر ثانی)
 ۱۲۳۔ سیدہ حافظہ روح اللہؒ سولہ ختم
 ۱۲۴۔ سیدہ فاضل شاہؒ ایک ختم
 ۱۲۵۔ سیدہ محمد بی بیؒ (دادا
 کی ہمیشہ) دس ختم
 ۱۲۶۔ سید شیر علی بن محمد شفیعؒ ایک ختم
 ۱۲۷۔ سید بدیع شاہ پانڈو کی والدہؒ
 ۱۲۸۔ سید غلام احمد کاتبؒ دو ختم

- ۹۱۔ شیخ عبدالرحمن پاکؒ کو ایک ختم
 ۹۲۔ شیخ صالح محمد چک سادہ والدہؒ
 ۹۳۔ خواجہ فضیل کابیؒ
 ۹۴۔ حافظ معصومی سیلانیؒ
 ۹۵۔ شیخ صدر الدین ریکہ والدہؒ
 ۹۶۔ قاضی رضی الدین کنجاہیؒ
 ۹۷۔ قاضی نوشی محمد کنجاہیؒ
 ۹۸۔ شیخ نور محمد سیالکوٹیؒ
 ۹۹۔ شیخ اسماعیل کوٹلویؒ
 ۱۰۰۔ شیخ فتح محمد ساگر پوالہؒ
 ۱۰۱۔ شیخ عبدالحمید گوجرؒ
 ۱۰۲۔ شیخ اکہ داد بھڑ پوالہؒ
 ۱۰۳۔ شیخ محمد تقی مجذوبؒ
 ۱۰۴۔ شیخ نانک مجذوبؒ
 ۱۰۵۔ سید عبداللہ مجذوبؒ
 ۱۰۶۔ سید شاہ محمد شہید رہتاسیؒ
 ۱۰۷۔ میاں شادی رہتاسیؒ
 ۱۰۸۔ شیخ محمد محسن رہتاسیؒ
 ۱۰۹۔ سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان
 ۱۱۰۔ سید محمد عظیم دھماویؒ
 ۱۱۱۔ سید فتح الدین ڈھلویؒ
 ۱۱۲۔ سید فتح محمد رسولنگریؒ
 ۱۱۳۔ سید عمر بخش رسولنگریؒ

۱۳۲۔ سردار خان وڑائچ جیور انوائی ایک ختم
 ۱۳۳۔ محمد علی بن خوشی موچی ساہن پالوی
 ۱۳۵۔ قائد اعظم محمد علی جناح گور نرنزل
 پاکستان کو

۱۳۹۔ سیدہ بشیرہ بیگم بنت سید کریم الہی
 (اپنی پہلی اہلیہ) ایک سو نو ختم
 ۱۴۰۔ سائیں فرمان علی خیر کتوی
 ایک ختم
 ۱۴۱۔ سائیں ماہی شاہ بیگمی
 ۱۴۲۔ میاں احمد یار ڈھوی

ان کے علاوہ جن بزرگوں کے عرسوں یا ختموں میں شامل ہوتے تو ان کو آپ ختم شریف

کامل یا چند سیارے ضرور بخشا کرتے۔

آپ کا طریقہ تھا کہ نماز فجر یا مغرب کے چند سورتیں پڑھ کر اپنے
 مشائخ طریقت اور دیگر احباب و فاضلین کا ختم پڑھا کرتے۔

ہر ایک بزرگ اور دوست اور مرید اور شاگرد اور ہمسایہ اور استاد اور مرشد طریقت
 کا نام لے کر ان کو ایصالِ ثواب کیا کرتے۔ جو لوگ ایسے فوت ہو گئے ہیں جن کا کوئی
 عقب نہیں۔ لا ولد اور لا وارث تھے، ان کو بھی باقاعدہ ثواب بخشا کرتے۔ جو
 غریب مسکین لوگ فوت ہوئے ہیں جو کسی کے شمار میں بھی نہیں تھے۔ زندگی میں بھی
 ان کو کوئی اہمیت نہ تھی، اور مرنے کے بعد تو وہ کسی کی یاد میں آ ہی نہیں سکتے۔
 جیسے ساہن پال میں راجہ قطبانہ، گکھڑی جولاہ، احموں جولاہ وغیرہ۔ آپ ان لوگوں کو
 بھی نام لے کر ایصالِ ثواب کیا کرتے تھے۔ فریضہ آپ بہت ہی محترم خوبی اور نیکی تھے۔

آپ کا معمول تھا کہ سرگی کے وقت نہایت عاجزی سے درگاہ
 باری تعالیٰ میں استغفار کرتے، اور بزرگوں کے کلام سے مناجات

پڑھا کرتے۔ چنانچہ

(۱)
 بادشاہا جرم بار در گزار
 تو نیکو کاری و نابد کردہ ایم
 سالہا در بند عصیاں گشتہ ایم
 روز و شب اندر معاصی بودہ ایم
 مانگہ گاریم و تو آمرزگار
 جرم بے اندازہ بے حد کردہ ایم
 آخراذ کردہ پشیاں گشتہ ایم
 غافل از امر و نواہی بودہ ایم

دانا در فسق و عصیان مانده ایم
 بے گنہ نگذشت بر ما ساعتی
 بر در آمد بندہ بگرینخت
 مغفرت وارد امید از لطف تو
 بحر الطاف تو بے پایاں بود
 نفس و شیطان زد کریم راہ من
 چشم دارم کز گنہاہ پاکم کنی
 اندراں دم کز بدن حیا نم بُری

(۲)

کہ ہستم اسیر کسیر ہوا
 توئی ماصیاں را خطا بخشش و بس
 خطا در گزار و صوابم نما
 کریم بہ بخشائے بر حال ما
 نذاریم غیر از تو سر یاد رس
 نگہدار ما را ز راہ خطا

آپ کو حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے کمال محبت
 تھی۔ درگاہ نبویؐ میں عاجزانہ التجا کیا کرتے۔

التجا بدرگاہ نبویؐ

(۱)

ما العجزی سوال مستندی	یا حبیب الالہ خذ بیدی
لعلیل ذلیل معتمدی	غیر عرواک لیس فی الدارین
لیس یا سیدی الی احدی	اعتصامی سوی جنابک لی
یا شفیع الوری الی الصمدی	کن رحیم الذلتی و اشفع
کان متجاوزا عن العمدی	صلواتی علیک فی الملون

(۲)

از اعظم حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ نوشاہی بر خود داری دام بر کاتر،
 مدینے پاک و حج میں بلانا یا رسول اللہ
 رُخ انور تمہیں پردہ چا اٹھانا یا رسول اللہ

طفیلِ فاطمہ زیارت کرانا یا رسول اللہ
 مینوں بلدر و منہ چا دکھانا یا رسول اللہ
 طوافِ روضہ اقدس کرانا یا رسول اللہ
 ایہ نسبتی اجڑی نوں چاوسانا یا رسول اللہ
 جو عامی امتی نوں نا بھلانا یا رسول اللہ
 قبر میری مدینے وچ بنانا یا رسول اللہ

کدی وچ خواب سے دیہو لقا اپنا پیا میرے
 جو ہون پر اڈاری مار جاواں وچ مدینے دے
 میں مرگاں نال جھاڑو کر اٹھاواں فیضِ مصطفویٰ
 کدی پنجاب وچ تشریف لے آوے اللہ
 تسیں رحمت و ابدل ہو چاؤ شو خشک کھیتی پر
 اگرچہ سہنیاں اندر ہے نوشاہی تیرا عاشق

زیاراتِ بزرگاں

آپ کو بزرگوں کی زیارت کا بہت شوق تھا۔ حضرت نوشاہیؒ کی اولاد اجماد میں سے اکثر بزرگوں کو آپ نے دیکھا تھا۔

- | | |
|--|--|
| ساداتِ ہاشمیہ میں سے | ساداتِ بہ خردایہ میں سے |
| ۶۔ حضرت سید غلام رسول بن کریم بخشؒ | ۱۔ حضرت سید مکھن شاہ لاہوریؒ |
| ۷۔ حضرت سیدہ سجادہ بیگم اہلبیہ سید فضل عالمؒ | ۲۔ حضرت سید غلام علی شاہؒ |
| دیگر بزرگوں میں سے | ۳۔ حضرت سید حافظ محمد شاہؒ |
| ۸۔ سائیں کرم الہی مجذوب گجراتیؒ | ۴۔ حضرت سید فاضل شاہؒ |
| ۹۔ بابا گداندہ مجذوب ٹھٹویؒ | ۵۔ حضرت سید غلام حسن بن نور احمدؒ |
| | ۱۰۔ حضرت پیر حافظ جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ |

حضرت نوشاہی عالیجاہؒ کی اولاد میں سے جتنے بزرگ ۱۳۳۵ھ سے بعد فوت ہوئے ہیں ان سب کو آپ نے دیکھا تھا۔ ایسا ہی حضرت سخی شاہ سلیمان ندویؒ کی اولاد کے بزرگوں کو بھی آپ نے دیکھا تھا جو سنہ مذکور کے بعد دارالبقا کو سدھارا سے ہیں۔

زیارتِ مزارِ استیٰ اولیاء اللہ

آپ نے بہت سارے اولیاء اللہ کے مقابر کی زیارتیں کیں اور ان سے

روحانی فائدے اٹھائے۔ چند ایک ان میں سے تحریر کئے جاتے ہیں۔

۱۰۔ حضرت شیخ صالح محمد چک سادہ۔ معہ

مزارات اولاد۔

۱۱۔ حضرت قاضی خوشی محمد کنجاہیؒ

۱۲۔ حضرت مولانا محمد اکرم غنیمت کنجاہیؒ

۱۳۔ حضرت میر شاہ سلطان بگاتیر کھنواںؒ

۱۴۔ حضرت میاں مہبون شیخپوریؒ

۱۵۔ حضرت شیخ بر خوردار ہرلؒ

۱۶۔ حضرت شاہ غریب گاجر گولہؒ

۱۷۔ حضرت شیخ عجائب چنبیلیؒ

۱۸۔ حضرت حاجی دیوان ڈوگر سہروردیؒ

۱۹۔ حضرت شاہ ابوالخیر نوکھ بزاری شاہ کوٹیؒ

۲۰۔ حضرت شاہ دولہا گجراتیؒ

۲۱۔ حضرت بابا کلاب شاہ رسولگریؒ

۱۔ حضرت وانا گنج بخش لاہوریؒ

۲۔ حضرت شیخ ابوالمعالی لاہوریؒ

۳۔ حضرت میاں میر قادری لاہوریؒ

۴۔ حضرت شاہ محمد غوث قادری لاہوریؒ

۵۔ حضرت سید نظام الدین بودیا نوار لاہوریؒ

۶۔ حضرت سخی شاہ سلیمان لڑیؒ۔ معہ

مزارات صاحبزادگان

و اولاد رحمہم اللہ

۷۔ حضرت نوشہ گنج بخشؒ معہ مزارات اولاد۔

۸۔ حضرت شیخ پیر محمد سچیاہ نوشہرویؒ

معہ مزارات اولاد

۹۔ حضرت شیخ عبدالرحمن پاک صاحبؒ

معہ مزارات اولاد

اخلاق و عادات

آپ کے اخلاق بڑے بلند تھے۔ درویشی کے اوصاف سے پورے طور پر موصوف تھے۔ آپ خوش اخلاق، نیک اطوار، اوصاف حمیدہ رکھنے والے تھے۔ جہاں نواز ہر کمال تھے۔ آپ کا مزاج طیم تھا۔ کبھی کسی پر ناراض نہیں ہوتے تھے۔ متحل مزاج، بردبار، پُر حوصلے، برادری کے تنازعات میں کبھی دخل نہ دیتے۔ ہر ایک فرد آپ سے راضی رہتا۔ اور کسی دھڑبندی میں کبھی شریک نہیں ہوتے۔

آپ ہمیشہ پسندیدہ کلام کرتے تھے۔ مزاج شگفتہ تھا۔ مجلسوں

میں لطائف و ظرائف سے خوش ہوتے۔ قلت الکلام،

طیب الکلام ہونا

قلت الطعام، قلت المنام کے اوصاف سے موصوف تھے۔ کم گوئی تو آپ کا خاصہ تھا۔
 آپ صاحب تقویٰ و ورع تھے۔ مدت العمر کسی کبیرہ کا ارتکاب
پرہیزگاری | آپ سے وقوع میں نہیں آیا۔ اور صفائے سے بھی پورا پورا اجتناب
 رکھتے تھے۔ کبھی کوئی ایسی فاش غلطی آپ سے سرزد نہیں ہو۔ جو موردِ طعن و
 ملامت ہو۔

آپ بڑے صفائی پسند تھے۔ جسم مصفا، لباس مصفا،
نظافت پسندی | جگہ صاف، بستر صاف ہوتا، ہر ایک چیز میں صفائی کو
 بڑا ملحوظ رکھتے۔ تھوڑی سے نقص والی چیز کو بھی پسند نہ کرتے۔ ذرا سادہ کسی
 کپڑے پر معلوم ہوتا تو جب تک اس کو دھونہ لیتے آرام نہ کرتے۔ مرض الموت
 میں اگرچہ طبیعت نہایت کمزور ہو چکی تھی۔ آخری دس ایام میں خود ہل بھی نہیں
 سکتے تھے۔ تاہم روزانہ چار مرتبہ دن میں غسل کرتے رہے۔

آپ از حد مہمان نواز تھے۔ اکثر اپنے ڈیرہ پر رہتے۔ اور
مہمان نوازی | ہر آئندہ روندہ کی خدمت و مدارت بجالاتے۔ سب احباب
 آپ کی اس صفت کے مداح تھے۔ صوفی محمد افضل طور قریشی۔ بی اے۔ منشی فاضل۔
 ایک مرتبہ میری عدم موجودگی میں ساہن پال شریف آئے۔ آپ نے اس قدر ان کی
 خدمت کی کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے وصف مہمان نوازی آپ میں کمال پایا ہے۔

آپ چونکہ طویل عرصہ بسترِ غلات پر رہے۔ اس لئے زیادہ اپنے
مقبولیت عامہ | دولت خانہ پر ہی تشریف رکھتے۔ باہر سفر میں کم جایا کرتے۔ حق تعالیٰ
 نے آپ کی محبوبیت و مقبولیت لوگوں کے دلوں میں اس قدر ڈالی ہوئی تھی کہ آپ کے
 پاس لوگ اپنی حاجتیں لایا کرتے اور آپ سے دعا کے خواستگار ہوتے۔ بکہ اپنی برادری
 کے حضرات بھی اپنے بال بچوں کو دم کرانے کے واسطے آپ کی خدمت میں لایا کرتے۔
 آپ سخی مرد تھے۔ کسی سائل کو عالی نہ جانے دیتے۔ روپے، پیسے
سخاوت | کپڑے حسب توفیق دے دیا کرتے۔ اگر مسجد میں کوئی مسافر

شب بائش ہوتا تو آپ ضرور اپنے گھر سے روٹی اس کو پہنچایا کرتے۔

بزرگوں کا احترام | آپ اپنے والدین کے حدود پر مودب و خدمتگار تھے۔ کبھی کوئی کام خلاف امر نہ کرتے۔ والدین آپ پر دل و جان سے خوش و راضی ہیں۔ اولاد حضرت سخی بادشاہ اور اولاد حضرت نوشہ صاحب کا بہت ادب و احترام کرتے۔

میں (مؤلف) آپ کا بڑا بھائی ہوں۔ تمام عمر کبھی میرے سامنے مقابلہ میں کلام نہیں کیا اور ہر لحاظ سے میرا ادب و خدمت و تعظیم ملحوظ رکھتے۔ چنانچہ آخری دن، جس روز شام کو آپ کا انتقال ہوا ہے، عصر کے وقت نماز کے لئے میں وضو کرنے لگا، تو آپ کی نگاہ مجھ پر پڑی کہ میں زمین پر بیٹھ کر وضو کر رہا ہوں تو آپ نے ہمیشہ صاحب کو فرمایا، بھائی صاحب کو پیٹھی دو، وہ نیچے بیٹھ کر وضو کر رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے مجھے پیٹھی دے دی۔

یہ تھا آپ کا ادب جو اخیر تک آپ نے نبھایا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو نیک جزا دیوے۔

بچوں پر شفقت | آپ بچوں پر بہت شفقت کرتے۔ آپ کے بھتیجے صاحبزادہ ریاض الحسن و سعید الغفر جو میرے (مؤلف کے) لڑکے ہیں۔ ان سے آپ کو بہت پیار تھا۔ جب یہ دونوں لڑکے ہائی سکول اکال گڑھ (علی پور) ضلع گوجرانوالہ میں تعلیم پاتے تھے، تو آپ ہفتہ بہ ہفتہ اور ماہ بہ ماہ خبر گیری کے واسطے ساہن پال سے چل کر دیا، بیا کرتے اور ان کا خرچہ اور فیس پہنچایا کرتے تھے۔

اپنے بچوں قدوس اختر، رضوان اللہ شاہ اور افضال اسبغین شاہ کے ساتھ بہت پیار تھا۔ عزیز رضوان اللہ شاہ کو جج صاحب کہا کرتے۔ جب دونوں بچے سکول ٹرن مل سے پڑھ کر گھر آتے تو سیدھے دیوان خانہ میں پہلے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ آپ چونکہ بیمار تھے اور بستر پر ہی رہتے تھے۔ دونوں کے آنے

پر آپ ضرور ان کو کوئی چیز کھانے کے واسطے عطا فرمایا کرتے۔ جیسا موسم ہوتا ویسا
 فروٹ تیار رکھتے۔ مالٹا، سنگترہ، امرود، انجور وغیرہ میں سے جو کچھ مل جاتا،
 چھابڑی والوں سے لے رکھتے۔ اگر کوئی چیز نہ ہوتی تو ان کو کھنڈ ہی دے دیتے یا
 پیسے دے دیتے۔ کبھی نانہ نہ ہونے دیتے۔ اس سے بچوں کو پڑھائی کی رغبت
 ہوتی تھی اور شوق بڑھتا تھا

تسلی فیضان | آپ جب تک تندرست رہے، کتابوں کو تحریر کرنے کا
 مشغول تھا۔ قلمی پورانی کتابوں کو نئی لکھ لیتے۔ بیماری کے
 سالوں میں بھی آپ نے کتابت کے شغل کو ترک نہیں کیا۔ شجر سے، پھریاں، نقیوں،
 کافیاں لکھ کر ارباب شوق کو دے دیا کرتے۔ چنانچہ اپنے لڑکے قدوس اختر اور
 اپنے ہمیشہ زادوں دلنواز احمد، فرزند صفیہ بیگم، حضرت حیات فرزند رضیہ بیگم اور
 شفیق الرحمن فرزند رشید بیگم کو الگ الگ کاپیاں لکھ کر دی تھیں جو ان سب کے
 پاس موجود ہیں اور سب پڑھ کر محفوظ ہوتے ہیں۔

علماء سے محبت | آپ کو صاحب علم لوگوں سے محبت تھی۔ وعظ و تقریریں
 بڑی محبت سے سنتے۔ اگر کہیں تبلیغی جلسہ ہوتا، تو آپ ضرور
 وہاں پہنچ کر شمولیت فرمایا کرتے۔ ہمارے علاقہ میں پیر محبوب شاہ قریشی ساکن پٹی گلو
 گاہ بگاہ جلسے کرایا کرتا تھا۔ جس پر علمائے کرام مولوی سید نور شاہ بخاری ر ساکن
 بھوپال والہ چک بانگا ضلع لائل پور، مولوی قاضی محمد اکرم سہروردی ملتان، مولوی
 سید ولایت شاہ ترمذی گجراتی وغیرہ آیا کرتے تھے۔ آپ ضرور وہاں حاضر ہوا کرتے۔
 کئی شہروں میں جلسوں پر جایا کرتے اور علماء و فضلاء کی مجلسیں کرتے۔

درویشوں کی محبت | آپ کو فقیروں، درویشوں سے بھی محبت تھی۔ درگاہ
 حضرت نوشہا صاحبہ جو فقرا، زیارت کے لئے حاضر ہوتے،
 ان میں اکثر لوگ آپ کے پاس بھی آتے اور آپ سے مستفیض ہوتے۔ آپ ان سے
 ساتھ بہت محبت و شفقت کیا کرتے۔

حضرت شید محمد حسین شاہ چشتی نظامی اجمیری المعروف شیخ صحرائی جو اکابر مشائخ وقت سے ہیں اور آجکل بہاول پور میں سکونت رکھتے ہیں۔ ایک مرتبہ درگاہ عالیہ نوشاہیہ پر ہتکاف کے واسطے حاضر ہوئے اور اپنا خیمہ علیحدہ نصب کیا۔ چالیس روز تک اسی میں رہے۔ آپ روزانہ ان کی خدمت میں جاتے اور چائے کے واسطے دو وقت دودھ ان کو پہنچایا کرتے، وہ بھی تمام سادات نوشاہیہ میں سے آپ پر زیادہ مہربان ہوئے اور آپ پر بہت مہربانیاں کیں۔

خانگی کاروبار جب تک آپ تندرست رہے۔ گھر کے سارے کاروبار کا انتظام آپ کے متعلق ہوتا تھا۔ ہم دونوں بھائی باوجود عیالدار ہونے کے اپنے والدین کے ساتھ اکٹھے رہے۔ پینتیس سال تک علیحدہ نہیں ہوئے۔ سب بیویوں بچوں کے ضروریات کو بھیا کرنے اور گھر کا سودا سلف لانے کا اہتمام آپ کے ذمہ ہوتا تھا۔ آپ اس کو خوب نبھاتے۔ طبیعت میں تساہل نہ تھا۔ جو کام کرنا فرما کر دیتے۔ آج کا کام کل پر نہ ڈالتے۔ گھر میں جو مویشی، بھینسیں، گائیں، گھوڑیاں وغیرہ ہوتیں، سب کو چارہ ڈالنا اور ان کی حفاظت وغیرہ کی خدمات بھی آپ ہی انجام دیتے اور درویشوں مردوں سے سارا کام کروا لیتے۔

تحمل آپ بڑے متحمل مزاج تھے۔ میں آپ کا بڑا بھائی تھا۔ اگر کسی کام میں نہیں آتا تو آپ کو ناراض ہوتا، تو آپ اُس کو برداشت کرتے اور تحمل سے کام لیتے۔ کبھی میرے ساتھ دہشت کلامی نہیں کی۔ بلکہ کوئی اور شخص بھی آپ سے سخت لہجہ میں گفتگو کرتا تو آپ خاموش ہو رہتے۔ وَاذِلْخَاطِبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا پر عمل پیرا ہو جاتے۔

انکار آپ کی طبیعت نہایت منکسر تھی۔ تواضع و انکار آپ کا شیوہ تھا۔ کبھی آپ کو کسی کام میں فخر اور غرور و تکبر کرتے نہیں دیکھا۔ اپنے احوال کو حتی الوسع مخفی رکھتے۔ مزان اخفا پسند تھا۔ آپ نے اپنی باطنی اسرار و رموز کو کبھی ظاہر نہیں کیا۔

صبر و شکر

آپ ۱۰ صدمس سال تک بیمار رہے۔ جس میں سے پہلے سات سال تو بخوبی چلتے پھرتے رہے اور تین سال تک صاحبِ فراش رہے۔ مگر صبر و شکر میں آپ راسخ رہے۔ باوجودیکہ آپ کو کھانسی اور دمہ کی سخت تکلیف تھی اور ساری راتیں بھی بیدار رہ کر بیٹھ کر گزار دیتے تھے۔ لیکن بے صبری کا کوئی کلمہ آپ کی زبان سے نہیں نکلا اور نہ کبھی کوئی مشکوہ زبان پر آیا۔ جس وقت تکلیف زیادہ ہو جاتی، تو ہر دم کے ساتھ لفظ ”توبہ“ کہا کرتے، اور راضی برصنائے حق رہتے تھے۔

آپ جب راستہ میں چلتے تو ہمیشہ نظر بر قدم رہتے۔ بزرگوں کا قول

نظر بر قدم

رسم سگان ست بہر سو ننگاہ : شیر سراغندہ خرامد براہ
آپ کا اس پر پورا پورا عمل تھا۔ اپنے سامنے نظر رکھ کر چلتے تھے۔ اور اُدھر کبھی نہیں دیکھا۔

آپ کو دنیا داروں کی مجلس میں بیٹھنے سے سخت نفرت تھی۔ آپ کی جھپک کے بالکل متصل زمینداروں کی جویمیاں تھیں، اور سب زمیندار خوب مجلسیں لگا کر بیٹھتے، اور دنیاوی باتیں، لڑائیوں، قتلوں، چوریوں وغیرہ کے متعلق گفتگو نہیں کرتے۔ آپ کو ان باتوں سے قطعاً کوئی لگاؤ نہ تھا۔ ان کے پاس سے گذر جاتے اور اپنے دیوان خانہ پر سب سے الگ تھلک بیٹھتے اور اپنے پاکیزہ خیالات میں منہمک رہتے۔

آپ کا دائمی معمول تھا کہ بوقتِ عصر درگاہِ عالیہ حضرت
درگاہِ نوشاہیہ سے عقیدت

تندرست رہے۔ کبھی ناخفہ نہیں کیا اور جب بسترِ عیالات پر پڑے تو اس حالت میں بھی گاہ بگاہ درگاہِ شریف تک آہستہ آہستہ پہنچ جایا کرتے۔ آپ کو حضرت نوشاہیہ سے کمال عقیدت تھی۔

قرآن مجید کا احترام | آپ قرآن مجید کی تلاوت ہمیشہ کرتے اور با وضو کیا کرتے۔ کبھی قرآن کریم کو بلا وضو مس نہیں کیا۔ چودہویں لال خان بن مولانا داد تارڑ ساکن دایانوالی چک ۲۷ ضلع شیخوپورہ بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے کوئی مسئلہ دریافت کیا۔ آپ نے اٹھ کر تازہ غسل اور وضو کیا۔ پھر قرآن مجید کھولا۔ اُس میں سے آیت شریف کھول کر آپ نے دکھائی اور مسئلہ کا جواب دیا۔ پھر اس کے مطابق ایک حدیث شریف کا حوالہ بھی دیا۔

شریف التواریخ کی تالیف میں امداد | میں ۱۳۲۵ھ سے لے کر کتاب شریف التواریخ کی تالیف میں شروع ہوا اور آج تک عرصہ چھتیس سال گزر چکا ہے۔ اس کی ترتیب و تکمیل میں لگا رہتا ہوں۔ آپ نے اس کی تالیف میں میری بہت مدد فرمائی ہے۔ چونکہ آپ مجھ سے عمر میں عین سال چھوٹے تھے۔ اس لئے میری فرمانبرداری اور اطاعت و احترام بہت کیا کرتے۔ کتب خانہ سے کتابیں تلاش کر کے میرے پاس رکھنا، سامان کتابت مہیا کر کے دینا، واقعات کی ترمیم تنسیخ میں مدد کرنا، مضمونوں کی نظر ثانی میں اعانت کرنا آپ کا شیوہ تھا۔ آپ کو اس کتاب کے مکمل ہونے اور شائع ہونے کا بہت شوق تھا، مگر افسوس کہ آپ کی عمر نے وفات کی اور آپ جلد ثانی کی تکمیل سے پہلے ہی دارِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ اور آج آپ کے حالات اس حصہ کے دوسرے طبقہ کے خاتمہ پر تحریر کرنے کی ضرورت پیش آگئی۔

قطعات نویسی | آپ کو قطعے لکھنے کا بہت شوق تھا۔ جلی قلم سے اسم اللہ اور اسم محمد اور اسم نوشہ گنج بخش لکھ کر شائقین کو دے دیا کرتے۔ کبھی کاغذ کی زمین سیاہ اور حروف سفید لکھا کرتے۔ کبھی خط گلزار میں قطعے لکھتے۔ اپنے بچوں قدوس اختر، رضوان اللہ علیہ اور افضال السبطين شاہ اور اپنے جھانجوں و لنواز اور شفیق الرحمن کو ان کے نام جلی قلم سے خوشخط لکھ کر

دیا کرتے۔ وہ بطور قطعہ کے اپنے گھروں میں چسپاں کرتے۔

مطالعہ کتب | آپ اکثر اوقات کتابوں کے مطالعہ میں مصروف رہتے۔ شریعت و تصوف و تاریخ کی کتابوں سے بڑا لگاؤ تھا۔ آپ نے جو کتابیں مطالعہ کیں، سب کا تو شمار نہیں ہو سکتا۔ البتہ بعض کے نام لکھے جاتے ہیں۔

کتب تفسیر میں سے

- | | |
|---|--|
| از تصنیف تاحسین الواوعلیٰ الکاظمی الہرویؒ | ۱- تفسیر حسینی الموسوم بہ مواہب العلیہ۔ |
| مولانا فخر الدینؒ | ۲- تفسیر قادری ترجمہ اردو۔ تفسیر حسینی۔ |
| شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ | ۳- تفسیر عزیز موسوم بہ فتح العزیز۔ |
| شاہ عبد القادر محدث دہلویؒ | ۴- تفسیر موضح القرآن۔ |
| مولانا عبد الحق حقانی دہلویؒ | ۵- تفسیر حقانی۔ |
| مولانا مفتی احمد یار خاں حنفی بدایونی گجراتی۔ | ۶- تفسیر نعیمی الموسوم بہ اشرف التفسیر۔ |
| مولوی حافظ محمد نکویؒ اہلحدیث | ۷- تفسیر محمدی پنجابی منظوم۔ |
| مولوی محمد حبیب اللہ حنفی قادریؒ | ۸- تفسیر نعمانی الموسوم بہ بحیب التفسیر۔ |
| | ۹- تفسیر امینی پنجابی۔ |
| | ۱۰- تفسیر فیروزی۔ |
| | ۱۱- خلاصۃ التفسیر۔ |

ترجمہ قرآن مجید میں سے

- | | |
|--|------------------|
| شیخ مصطفیٰ الدین سعدی شیرازیؒ | ۱۲- ترجمہ فارسی۔ |
| شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ | ۱۳- ترجمہ فارسی۔ |
| شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ | ۱۴- ترجمہ اردو۔ |
| شاہ عبد القادر محدث دہلوی۔ | ۱۵- ترجمہ اردو۔ |
| مولانا احمد رضا خان قادری برکاتی بریلویؒ | ۱۶- ترجمہ اردو۔ |
| مولانا اشرف علی تھانویؒ | ۱۷- ترجمہ اردو۔ |

- ۱۸۔ ترجمہ اردو۔
 مولوی حافظ نذیر احمد دہلوی ر
 ۱۹۔ ترجمہ اردو۔
 مولوی عاشق الہی میرٹھی ر
 ۲۰۔ ترجمہ اردو۔
 مولوی محمود الحسن دیوبندی ر
 ۲۱۔ ترجمہ اردو۔
 مولوی شبیر احمد عثمانی ر

کتاب علم حدیث میں سے

- ۲۲۔ جامع صحیح بخاری۔
 امام محمد بن اسماعیل بخاری ر
 ۲۳۔ سنن ابی داؤد۔
 امام ابو داؤد محدث ر
 ۲۴۔ مشکوٰۃ المصابیح۔
 امام ولی الدین الخطیب القبریزی ر
 ۲۵۔ بلوغ المرام من اولیٰ الکلام۔
 امام ابن حجر عسقلانی ر
 ۲۶۔ تجرید البخاری۔
 نواب قطب الدین خان محدث دہلوی ر
 ۲۸۔ مظاہر حق شرح مشکوٰۃ۔
 مولوی محی الدین نو مسلم علی پوری۔ اہلحدیث
 ۲۹۔ ابلاغ المبین فی اتباع خاتم النبیین۔
 مولانا محمد منصور علی خان حنفی مراد آبادی ر
 ۳۰۔ الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین۔

کتاب فقہ میں سے

- ۳۱۔ نور الہدایہ ترجمہ شرح وقائہ۔
 ۳۲۔ سدوری۔
 ۳۳۔ غیۃ المصلیٰ۔
 ۳۴۔ فتاویٰ عالمگیری۔
 ۳۵۔ فتاویٰ رشیدیہ۔
 ۳۶۔ مجموعۃ الفتاویٰ۔
 ۳۷۔ فتاویٰ نظامیہ۔
 مولوی رشید احمد گنگوہی ر
 مولانا محمد عبدالحی لکھنوی ر
 مولوی محمد نظام الدین قادری ملتان
 وزیر آبادی ر

قاضی شہاد اللہ پانی پتی	۳۸- مالا بدامنہ -
مولانا محمد اللہ لاہوری	۳۹- انواع العلوم -
حافظ برخوردار رانجھڑ	۴۰- انواع -
مولوی محمد باریک اللہ حقہ	۴۱- انواع -
حافظ محمد مخدوم	۴۲- شرح انواع عبد اللہ -
	۴۳- زاد الآخرة -
مولانا محمد اشرف علی تھانوی	۴۴- بہشتی زیور -
	۴۵- خزائن العرفان -
مولوی غلام قادر بھیروی لاہوری	۴۶- کتب اسلام -
مولوی رحیم بخش لاہوری	۴۷- کتب اسلام -
مولوی محمد صالح	۴۸- کتب اسلام -

کتب نکتہ سے

مولانا عبدالرشید	۴۹- منتخب اللغات شاہجہانی
مولانا غیاث الدین رام پوری	۵۰- غیاث اللغات
مولوی سید تصدق حسین رضوی	۵۱- لغات کشوری

کتب سیرت و تاریخ سے

مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی	۵۲- قصص الانبیاء
علامہ شبلی نعمانی و سید سلیمان ندوی	۵۳- مدارج النبوة فی درجات الفتوة
قاضی محمد سلیمان منصور پوری	۵۴- سیرة النبی
شیخ فرید الدین عطار	۵۵- رحمة للعالمین
مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی	۵۶- تذکرة الاولیاء
شیخ عبدالحق محدث دہلوی	۵۷- لغات الانس من حضرات القدس
	۵۸- اخبار الاخیار من اسرار الابرار

- ۵۹۔ رسالہ الاعجاز
 ۶۰۔ سکینۃ الاولیاء
 ۶۱۔ سفینۃ الاولیاء
 ۶۲۔ تذکرہ نوشاہیہ
 ۶۳۔ ثواب المناقب
 ۶۴۔ تحائف قدسیہ
 ۶۵۔ کنز الرحمت
 ۶۶۔ خزینۃ الاصفیاء
 ۶۷۔ تحفۃ الابرار
 ۶۸۔ تذکرۃ الواصلین (مساکن الساکین)
 ۶۹۔ تذکرہ اولیائے ہند
 ۷۰۔ خزینۃ الفقرا
 ۷۱۔ شریف التواریخ (جلد اول)
 ۷۲۔ تاریخ عباسی
 ۷۳۔ مسودات (فیض محمد شاہی)
 کتب تصوف و اخلاق میں سے
 ۷۴۔ کشف المحجوب
 ۷۵۔ فتوح الغیب
 ۷۶۔ فنیۃ الطالبین
 ۷۷۔ اکسیر ہدایت ترجمہ کیمیائے سعادت
 ۷۸۔ مذاق العارفین ترجمہ احیاء علوم الدین
 ۷۹۔ مثنوی معنوی
- مرزا احمد بیگ لاہوریؒ
 شہزادہ محمد دارا شکوہ قادریؒ
 شہزادہ محمد دارا شکوہ قادریؒ
 مولانا سید حافظ محمد حیات ربانی نوشاہیؒ
 علامہ شیخ محمد ماہ صداقت کنجاہیؒ
 شیخ پیر کمال لاہوریؒ
 مولانا عظیم محمد اشرف فاروقی منجریؒ
 مفتی غلام سرور لاہوریؒ
 مرزا نواب بیگ عرف آفتاب بیگ حشتیؒ
 مرزا عبد الستار بیگ بہرامیؒ
 مرزا احمد اختر کیرانویؒ
 حافظ نور الدین گنجویؒ
 راقم الحروف فقیر سید شریف احمد شرافت
 نوشاہی عافاہ اللہ
 فقیر سید شرافت
 اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ دام برکاتہ
- حضرت داتا گنج بخش لاہوریؒ
 حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانیؒ
 حضرت غوث الاعظمؒ
 حضرت امام محمد غزالی طوسیؒ
 حضرت امام غزالیؒ
 حضرت مولانا جلال الدین محمد رومیؒ

- ۸۰۔ دیوانِ حافظ
حضرت خواجہ شمس الدین حافظ شیرازی ر
- ۸۱۔ دقائق الاخبار
حضرت امام غزالی ر
- ۸۲۔ چہار بہار (مطبوعات حضرت نوشہرہ)
مرتبہ حضرت مولانا محمد ہاشم قمر پالوی ر
- ۸۳۔ مکتوباتِ امام ربانی۔
حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی ر
- ۸۴۔ گلستہ کرامات
مفتی غلام سرور لاہوری ر
- ۸۵۔ دیوانِ اثر
مولانا حکیم غلام قادر شاہ اثر جالندھری ر
- ۸۶۔ انوار السیات
راقم الحروف فقیر تید شرافت عاقاہ ربہ

حکلیہ | آپ کا رنگ گندم گون، قد درمیانہ، سر متوسط، سر کے بال گنجان کانوں تک، سیدھے تھے پیچھا نہ تھے، پیشانی فراخ، ابرو کماندار، بینی بلند، دائرہ بقدر نصف قبضہ، سر اور دائرہ کے بال سفید زیادہ اور سیاہ کم تھے، لب باریک، دانت سفید اور چمکیلے، جب مبتلیم ہوتے تو دانتوں سے چمکارے نکلتے، سینہ چوڑا اور اس پر بال، بازو متوسط، آپ کی رفتار تیز تھی، جب کبھی سفر کرنا پڑتا تو جلدی سے مسافت طے کر جاتے، روزانہ مسواک کرتے تھے، آنکھیں بڑی اور نظرتیز تھی، بغیر عینک کے قرآن مجید اور کتابیں پڑھتے تھے۔

آپ کا چہرہ خوبصورت تھا۔ آپ کا فوٹو بطور یادگار موجود ہے۔

لباس | آپ سفید رنگ لباس پسند کرتے تھے۔ دستار کلاہ پر باندھتے۔ جب بسترِ علالت پر پڑے تو پھر کبھی دستار نہ پہنی۔ صرف رومال سر پر پیٹ لیتے جو عمدہ قیمتی منقش ہوا کرتا۔ دستار مہل کی بقدر پانچ گز ہوتی، کلاہ طلا دار ہوتا، قبض عمدہ کپڑے کی پہنتے، کبھی کپڑا سفید، کبھی رنگدار، کبھی دھاری دار ہوتا۔ تہ بند ہمیشہ نشہ کا پہنتے۔ گرمیوں میں مہل کا کرتہ پہنتے۔ سردیوں میں سوئیٹر بھی زیب تن کرتے۔ بیماری کے ایام میں سردی سے بچنے کے واسطے دو سوئیٹر پہنا کرتے، جو بالعموم رنگین ہوتے، کبھی سبز، کبھی گلناری، کبھی عنابی رنگ کرواتے۔ سردیوں میں کوٹ فراق یا شیروانی بھی استعمال کرتے۔ لڑکی عموماً سیاہ رنگ رکھتے۔ پاؤں میں

پوشو یا درمی قطع کی جوتی یا گرگابی پہنتے۔

قیس یا کرتہ کے نیچے مین بھی ضروری رکھتے تاکہ پسینہ سے کپڑے محفوظ رہیں۔
آپ اپنے نئے دو یا تین جوڑے ضرور پہیا رکھتے۔ طبیعت میں صفائی اور امارت بہت
تھی۔ خوشبو کا استعمال بھی کرتے۔ اچھی اچھی قسم کے عطریات پاس رکھتے۔ ہاتھ
میں عسب بھی رکھتے۔ پہلے نہیں رکھتے تھے۔ بیماری کی وجہ سے رکھنا شروع کیا۔

فضائل

آپ کے متعلق آپ کے جد بزرگوار حضرت مولانا سید حافظ محمد شاہ نیک اختر نے
اپنے مکتوبات شریف میں چند دعائیں جمع لکھی ہیں جس سے ان کی محبت و شفقت
آپ پر ظاہر ہوتی ہے۔ یہاں چند عبارتیں ان میں سے لکھی جاتی ہیں:

۱۔ "لنت بگر بشیر احمد۔ اللہ تعالیٰ تم کو اپنے فضل و کرم سے بیات دارین
سے محفوظ و اراو"

۲۔ "لنت بگر بشیر احمد۔ زیادہ کرے اللہ تعالیٰ جاتی تمہاری اور اقبال تمہارا"
۳۔ "عزیز بشیر احمد۔ سلامت رکھے تم کو اللہ پاک بعد متعلقین کے"
۴۔ "دروشنائی چشم سرور سینہ عزیز بشیر احمد مدھیاتہ و زاد اقبال، چاہیے
کہ اپنے اللہ پاک کی یاد میں حسب طاقت ہر وقت خیال رکھیں کہ یہ دنیا گزرنے
والی ہے، نہ ہمیشہ رہنے والی"

۵۔ "نور نظر میاں بشیر احمد مدعو۔ صانہ اللہ تعالیٰ فی الدارین"

۶۔ "عزیز بشیر احمد۔ نداد اللہ عمرہ و حسناتہ"

۷۔ "عزیز بشیر احمد۔ اللہ تعالیٰ تمہارا نگہبان ہو"

۱۔ مکتوبات محمد شاہی مکتوب ۱۲۵ - (۱) مکتوب ۱۲۱ - (۲) مکتوب ۱۲۲ - (۳) مکتوب ۱۲۶ -

(۵) مکتوب ۱۲۶ - (۶) مکتوب ۱۲۱ - (۷) مکتوب ۱۳۰ - شرافت ۱۲

۸۔ نعت جگر بشیر احمد۔ سلامت۔ اور اتفاق سے اپنے گھر گزارہ کریں اور نماز روزہ

اور منزل قرآن مجید کی بھی ہماری طرف سے وصیت ہے۔“

۹۔ ”عزیز بشیر احمد۔ زیادہ کرے اللہ تعالیٰ حیاتی تیری اور ہدایت اور علم۔“

۱۰۔ ”عزیز بشیر احمد۔ زاد عمرہ و ہدایت۔“

۱۱۔ ”عزیز بشیر احمد۔ دراز کرے اللہ تعالیٰ حیاتی تمہاری، اور اقبال بھی تم کو نصیب

ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنا رحم فرماوے۔“

خوارق و کرامات

آپ سے خوارق و کرامات کا ظہور بھی ہوتا تھا۔ آپ مستجاب الدعوات تھے۔ اکثر لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی حاجات کے لئے دعائے خیر کرتے اور ان کی حاجتیں پوری ہوتیں۔ کئی مریض شفا پاتے۔ کئی مجرووں کے خانے آباد ہوئے، کئی بے اولادوں کو اولاد ہوئی۔ کئی قیدیوں نے رہائی پائی۔ کئی مخالفوں نے سزائیں پائیں۔ سب کا بیان موجب طوالت ہے۔

صاحبزادہ حکیم سید مظفر حسین خلیف الرشید سید غلام احمد کاتب
برخورداری کہتے ہیں کہ میں حضرت بھائی سید بشیر احمدؒ کو دیکھا
کرتا تھا کہ جو کچھ زبان سے فرمادیتے ہیں، اسی طرح ہو جاتا ہے۔ اس لئے میں
ان کی بددعا سے بہت خائف رہتا تھا۔ جو کچھ امر فرماویں فوراً بجالاتا تاکہ کوئی
ایسا کلمہ نہ آپ کی زبان سے نکل جاوے کہ میں پشیمانی اٹھاؤں۔ میں چونکہ دکان کرنا نہ رکھتا
ہوں۔ آپ اگر کسی آدمی کے ساتھ سودا منگواتے تو میں آپ کے پیغام پر ہی سے دیا کرتا تھا
قفل کا خود بخود کھل جانا | سائیں محمد زید بن بڈھا بن محکم تارڑ ساکن اگردیہ
بیان کرتا ہے کہ میں ہر جمعرات کو اپنے گاؤں سے

(۸) مکتوب ۱۲۱- (۹) مکتوب ۱۳۲- (۱۰) مکتوب ۱۱۸- (۱۱) مکتوب ۱۰۹- شرافت

پہل کر درگاہ حضرت نوشہ گنج بخشؒ پر حاضری دیا کرتا تھا۔ پھر آپ کے در دولت پر حاضر ہو کر رات گزارا کرتا تھا۔ ایک بار میں عشاء کے بعد آیا۔ سید بشارتؒ گھر چلے گئے تھے۔ میں دیوان خانہ میں داخل ہوا۔ سردیوں کا موسم تھا۔ میں اندر سے دروازہ کی زنجیر لگا کر صاف پر بیٹ رہا۔ دل میں دو خیال گئے۔ ایک یہ کہ اگر حضرت سید بشیر احمد ولی اللہ ہیں تو آتے ہی میرا نام لے کر مجھے بلا دیں گے۔ دوسرا یہ کہ زنجیر خود بخود کھل جاوے گی۔ چنانچہ میں سو گیا، تو کافی رات گزرنے پر آپ گھر سے تشریف لائے اور آتے ہی آواز دی ”محمد نذیر، جاگتا ہے“ پھر دروازہ کو ہاتھ لگایا تو وہ خود بخود کھل گیا۔ حالانکہ میرے وہاں آنے کا بظاہر آپ کو کوئی علم نہ تھا۔ آپ کا مجھ کو بلانا ازراہ کشف تھا اور زنجیر کا خود بخود کھل جانا آپ کا تصرف تھا۔ اس کے بعد میں آپ کے کمالاتِ ولایت کا معترف ہو گیا۔

وفات کے بعد خواب میں ملنا

آپ کے انتقال کے بعد بہت لوگوں نے آپ کو خواب میں دیکھا اور عمدہ حالت میں پایا۔ بعض خوابوں کا بیان یہاں کیا جاتا ہے :-

(۱)

حضرت سید غلام مصطفیٰؒ کے خواب

- ۱۔ آپ کے والد بزرگوار اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰؒ نوشاہی دام برکاتہ فرماتے ہیں کہ عزیز بشیر احمد مرحوم اپنی وفات سے ایک مہینہ بعد ہم کو خواب میں ملا۔ دیکھا کہ ہم اور اُس کی والدہ اور عزیز مرحوم تینوں اپنی حویلی میں کھڑے ہیں اور عزیز اپنی والدہ کو سلام کر کے ادب سے اُس کے زانوؤں کو بوسہ دے رہا ہے۔
- ۲۔ اعلیٰ حضرت قبلہ دام برکاتہ فرماتے ہیں کہ بدھوار کی رات ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۱ھ کو سرگی کے وقت اپنی بیٹک میں ہم درود شریف ہزارہ کا وظیفہ کر رہے تھے کہ

عین بیداری میں اپنا لڑکا عزیز بشیر احمد مرحوم نظر آیا کہ ہاتھ میں قرآن مجید ہے اور تلاوت کر رہا ہے۔

(۲)

سید شرافت کو ملنا

۱۔ مولف کتاب بذائق سید شرافت عاٹاہ اللہ نے جمعرات ۱۳ صفر ۱۳۸۱ھ کو خواب میں دیکھا کہ میرے چھوٹے بھائی حاجزادہ سید بشیر احمد مرحوم بیٹھے ہیں اور بالکل تندرست اور توانا ہیں۔

۲۔ میں نے ہفتہ کی رات ۱۲ صفر ۱۳۸۱ھ کو خواب میں دیکھا کہ ایک مکان گر پڑا ہے۔ اُس کے پاس عزیز سید بشیر احمد چار پائی پر بیٹھے ہیں۔ میں ان کو کہتا ہوں کہ اچھا ہوا کہ آپ اس کے صدمہ سے بچ گئے ہیں۔

یہ خواب صبح کو میں نے اپنے والد اعلیٰ حضرت قبلہ اوام اللہ برکاتہ کو سنایا تو انہوں نے فرمایا کہ دنیا دیران خانہ ہے، اس سے وہ نکل گیا ہے۔

۳۔ میں نے ہفتہ کی رات ۱۲ صفر ۱۳۸۱ھ کو دوسری مرتبہ خواب میں دیکھا کہ اپنے دیوان خانہ کے صحن میں ایک صف بھیجی ہوئی ہے اور عزیز بشیر احمد اُس پر کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔

۴۔ میں نے سوموار کی رات ۱۵ ربیع الاقل ۱۳۸۱ھ کو خواب میں دیکھا کہ عزیز سید بشیر احمد اپنے دیوان خانہ میں کھڑے ہیں اور ہشاش بشاش ہیں۔

۵۔ میں نے منگلوار کی رات ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۸۱ھ کو خواب میں دیکھا کہ عزیز سید بشیر احمد بڑا فاخرہ لباس پہنے ہیں۔ سر پر دستار سفید کلاہ پر باندھی ہے، اور اُس کا طرہ بلند رعب دار ہے، اور دستار میں سے نور کے چمکائے نکلتے ہیں، اور آپ ساہن پال شریف کی مسجد کے دروازے سے مشرق کا طرف کوچ میں جا رہے ہیں اور طبیعت بڑی خوش ہے۔

سیدہ نذیر بیگم کے خواب

۱۔ آپ کی ہمیشہ سیدہ نذیر بیگم کہتی ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ بھائی سید بشیر احمدؒ اپنی بیٹھک میں بستر پر لیٹے ہوئے ہیں۔

۲۔ سیدہ نذیر بیگم کہتی ہیں کہ منگلوار کی رات ۱۲ جمادی الاول ۱۳۸۱ھ کو میں نے خواب میں دیکھا کہ بھائی سید بشیر احمدؒ اپنی بیٹھک میں قرآن مجید پڑھ رہے ہیں۔ پھر پڑھ کر غلات میں بند کر دیا ہے اور گھر کی طرف چلے آ رہے ہیں۔ اس سے میں جا رہی ہوں۔ آپ مجھ کو فرماتے ہیں کہ گھر چلو، میں تو گھر کو آ رہا ہوں۔

سیدہ رضیہ بیگم کے خواب

۱۔ آپ کی ہمیشہ ثانیہ سیدہ رضیہ بیگم بیان کرتی ہے کہ منگلوار کی رات ۱۰ اصر ۱۳۸۱ھ کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک فراخ میدان میں سبز گھاس کا ایک قطعہ ہے۔ اس پر ایک چارپائی بچی ہے۔ اس کے اوپر بھائی سید بشیر احمدؒ بیٹے ہیں اور چارپائی کے اس پاس ایک خورد سال لڑکی پھر رہی ہے۔ میں نے آپ کو سلام کیا، اور پوچھا یہ لڑکی کون ہے؟ آپ نے فرمایا ”یہ لڑکی میری خدمت کرتی ہے“

۲۔ سیدہ رضیہ بیگم کہتی ہیں کہ منگلوار کی رات ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ کو میں نے خواب میں دیکھا کہ بھائی سید بشیر احمدؒ اپنی والدہ صاحبہ کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ تو فوت ہو چکے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ جناب والدہ صاحبہ ہر وقت مجھ کو یاد کرتی رہتی ہیں۔ اس لئے ان کے پاس آ گیا ہوں۔

۳۔ سیدہ رضیہ بیگم کہتی ہیں کہ بدھوار کی رات ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ کو میں نے خواب میں دیکھا کہ بھائی سید بشیر احمدؒ اپنے گھر میں بیٹھے ہیں اور فرماتے ہیں کہ

حسنا اچھی کا لڑکا فوت ہو گیا ہے، اس کے واسطے آیا ہوں۔ پھر آپ درود شریف تازہ
پڑھ لگ گئے ہیں۔ یہ الفاظ آپ کی زبان سے مجھے یاد رہ گئے ہیں۔ شَفِيعِ الْأَمَمِ
صَاحِبِ الْجُودِ وَالْكَرَمِ۔

۲۔ سیدہ رضیہ بیگم کہتی ہے کہ ہجرات ۹ رجبی الاول ۱۳۸۱ھ کو میں نے خواب
میں دیکھا کہ بھائی سید بشیر احمدؒ اپنے گھر میں تشریف فرما ہیں اور اپنے رُک کے عزیز قدوسی خیر
کو گود میں لے کر بیٹھے ہیں اور فرماتے ہیں: "اس کا مجھ کو بڑا فکر رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ
فضل کرے گا۔"

(۵)

سیدہ صفیہ بیگم کے خواب

۱۔ آپ کی ہمیشہ ثالثہ سیدہ صفیہ بیگم کہتی ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ
حکیم سید مظفر حسین، بھائی سید بشیر احمدؒ کو نہلا رہا ہے۔ جب غسل کر کے چار پانی
پیتے ہیں۔ میں نے آپ کو سلام کیا۔ آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا ہے۔ پھر عزیزہ
رفانت سلطانہ دختر مظفر حسین کو بارہے ہیں۔ پھر میں اپنی ہمیشہ رشیدہ بیگم کو
ہانے گئی ہوں کہ بھائی صاحب آگئے ہیں، ان کو آکر مل لو۔ جب ہم دونوں بہنیں
آئی ہیں تو میری آنکھ کھل گئی۔

۲۔ سیدہ صفیہ بیگم کہتی ہے کہ سوموار کی رات ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۱۱ھ کو میں
نے خواب میں دیکھا کہ بھائی سید بشیر احمدؒ دربار شریف حضرت نوشہہؒ کی طرف جا رہے
ہیں۔ پھر دیکھیں کہ اپنے والد اعلیٰ حضرت تاجہ اودام اللہ برکاتہ کے پاس چار پانی پر بیٹھے
ہیں۔ دونوں باپ بیٹا کا منہ قبلہ کی طرف ہے۔ میں اور رشیدہ بیگم دونوں بہنیں پاس
ہی نیچے بیٹھی ہیں۔ ہم دونوں نے سلام کیا۔ آپ نے دونوں کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ ہم
نے پوچھا آپ تندرست ہیں؟ آپ نے فرمایا "میں تندرست ہوں" پھر آپ نے
دوبارہ ہم سے پوچھا تم بھی تندرست ہو؟ ہم نے کہا "ہاں تو خیریت ہے مگر آپ کی

لڑکی حنیفہ بیار ہے۔ پھر آپ چار پانی سے اتر کر پڑھی پر بیٹھ گئے ہیں اور ہاتھ میں قرآن مجید ہے اور جناب والد صاحب پاس کھڑے ہیں، ان کے ہاتھ میں بھی قرآن ہے۔

(۶)

سیدہ رشیدہ بیگم کے خواب

۱۔ آپ کی پھوٹی ہمیشہ سیدہ رشیدہ بیگم کہتی ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں دیوان خانہ کے قریب ٹوکری میں گارا ڈال رہی ہوں۔ بھائی سید بشیر احمد پاس آگئے ہیں اور پوچھتے ہیں، "یہ مٹی کس لئے ہے؟" میں نے کہا، "یہ مٹی آپ کی بیٹھک کے واسطے ہے۔ اندر سے لپائی کرنی ہے" آپ فرماتے ہیں، "اسی قدر کافی ہے۔"

۲۔ سیدہ رشیدہ بیگم کہتی ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ بھائی سید بشیر احمد اپنی بیٹھک میں چار پانی پر لیٹے ہوئے ہیں۔ بناب والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ دریا سے چناب کے سیلاب کا پانی یہاں آ گیا ہے۔ تم گھر چلو۔ بھائی صاحب کہتے ہیں، ہم یہیں رہیں گے، کوئی خطرہ نہیں۔

۳۔ سیدہ رشیدہ بیگم کہتی ہے کہ جمعرات ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ کو میں نے خواب میں دیکھا کہ بھائی سید بشیر احمد اپنے گھر کے پاس میں چار پانی پر بیٹھے ہوئے قرآن مجید پڑھ رہے ہیں۔ آپ کے پاس سلور کی ایک گڑوی ہے۔ فرماتے ہیں کہ جو ایک سورہ ختم قرآن مجید پڑھ کر تم نے مجھ کو بخشے ہیں، وہ اس گڑوی میں پھونکو۔ میں نے اور حنیفہ نے گڑوی میں پھونک دیا ہے۔ آپ آفس کر کام کرتے ہیں۔

۴۔ سیدہ رشیدہ بیگم کہتی ہے کہ شب یکشنبہ ۱۱ جمادی الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۳ مارچ ۲۰۱۸ء ب یعنی روز غریب مبارک بد بزرگوار حضرت سید مافظ محمد شاہؒ میں نے عشاء کے وقت بیلاری میں اپنے بھائی سید بشیر احمد کو دیکھا کہ فرماتے ہیں، "راہ دہلا کر وہیں باہر نکلنا ایں"۔ چنانچہ باہر تشریف لے گئے۔

سیدہ سکینہ بیگم کے خواب

۱۔ آپ کی اہلیہ سیدہ سکینہ بیگم دختر سید کرم حیات رضی اللہ عنہا کہتی ہے کہ سو موہر کی رات ۸ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے شوہر حضرت سید بشیر احمد رحمۃ اللہ علیہ گھر میں تشریف لائے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ آج جمعہ کا روز ہے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ آج نہالوں۔ میں نے کہا نہالو۔

۲۔ سیدہ سکینہ بیگم کہتی ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ سید شریف احمد رحمۃ اللہ علیہ (مؤلف کتاب ہذا) ایک دیوار بنوا رہے ہیں۔ اتنے میں میرے شوہر سید بشیر احمد رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ میں نے سنا تھا کہ آپ اکیلے کام کر رہے ہیں۔ آپ کی امداد کے واسطے آیا ہوں۔ پھر آپ نے اپنے پسار میں بیٹھ کر کھانا کھایا ہے۔ پھر میں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ آپ فرماتے ہیں کہ وہاں ایک باغ ہے اور ہر وقت اُس جگہ پر مید لگا رہتا ہے اور میں اب تندست ہوں۔

۳۔ سیدہ سکینہ بیگم کہتی ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت سید بشیر احمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے صاحبزادہ رضا رحمۃ اللہ علیہ المعروف حج صاحب کو فرماتے ہیں: "حج میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔"

۴۔ سیدہ سکینہ بیگم کہتی ہے کہ منگلوار کی رات ۶ جمادی الاول ۱۳۸۱ھ کو میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت سید بشیر احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص میری لڑکی حفیظہ کو ناراض ہوا تو اس کو میں اپنے پاس لے جاؤں گا اور اگر کوئی شخص تم سے ناراض ہو گا تو میں اس کو خواب میں کبھی نہیں ملوں گا۔

۵۔ سیدہ سکینہ بیگم کہتی ہے کہ اتوار کی رات ۱۸ جمادی الاول ۱۳۸۱ھ پیری ۱۳ رجب ۲۰۱۸ء بروز عرس مبارک حضرت سید محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت سید بشیر احمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھر میں پتنگ پر بیٹھے ہیں اور اپنے چھوٹے لڑکے

افصالِ اسبطنِ شاہ کو اپنے پاس بٹھایا ہے۔ آپ اس کو کہتے ہیں۔ پڑھ اللہ۔ وہ چونکہ بچہ ہے صحیح لفظ نہیں بول سکتا اور کہتا ہے اڈاکا۔ آپ بار بار اس کو اڈہ پڑھاتے ہیں، وہ اڈاکا کہتا ہے اور آپ اس کو سن کر بڑے خوشش ہوتے ہیں۔

۶۔ سیدہ سکینہ بیگم کہتی ہے کہ بدھ کی رات ۱۱ جمادی الاول ۱۳۱۱ھ کو میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت سید بشیر احمدؒ اپنے گھر میں پلنگ پر بیٹھے ہیں اور آپ کی والدہ صاحبہ اور سب بہنیں، بیٹیاں، بیٹے اور اہل و عیال سب پاس ہیں۔ آپ کا چہرہ بڑا نڈانی ہے۔ میں نے پوچھا آپ کا کیا حال ہے اور آپ کس جگہ رہتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہم کو بتانے کا حکم نہیں۔ میں نے دوبارہ پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ”میرے پاس تین لاکھ ہیں، ان کی سفالت ہو، ہول۔“

۷۔ سیدہ سکینہ بیگم کہتی ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ درگاہِ حضرت نوشہرہ پر حاضر ہوتی ہوں۔ وہاں بہت سارے بزرگ سفید ریش چہرہ درگاہ شریف پر بیٹھے ہیں۔ حضرت سید بشیر احمدؒ بھی ان میں موجود ہیں۔ میں نے آپ کو کہا کہ آپ اپنے گھر کو تشریف لے چاہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ”میں گھر کو تو چلا جاؤں لیکن پھر ان بزرگوں کا سنگ (ساتھ) چھوٹ جاتا ہے، اس لئے میں نہیں جاتا۔“

(۸)

حکیم مظفر حسین کے خواب

۱۔ حکیم سید مظفر حسین بیان کرتے ہیں کہ منگلوار کی رات، ۱۲۸۱ھ کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بڑا عالی شان محل ہے، جس کی نظیر دنیا میں نہیں دیکھی۔ میں اس کے پاس سے گذر رہا ہوں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ بھائی سید بشیر احمدؒ اس محل میں تشریف فرما ہیں۔ میں آپ کو دیکھ کر اندر چلا گیا ہوں۔ آپ مجھے دیکھ کر فرماتے ہیں: ”آج حکیم تو کدھر آ گیا ہے؟ میں نے کہا: ”ویسے ہی آ گیا“

ہوں۔ آپ نے مجھے ایک سُٹول پر بیٹھنے کا حکم دیا۔ میں سُٹول پر بیٹھ گیا۔ اُس کے پیچھے کرسی کی طرح تکیہ ہے۔ میں اس سے پشت لگا کر بیٹھ گیا ہوں۔ آپ اندر جا کر ہماری سے ایک کتاب غلاف میں لپیٹ ہوئی لے آئے ہیں اور مجھ سے کہ فرماتے ہیں: "اسے اس کو پڑھا کر" اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ یہ یاد نہیں رہا کہ وہ کونسی کتاب تھی۔

۲۔ حکیم سید مظفر حسین کہتے ہیں کہ ماہِ جمادی الآخر ۱۳۹۱ھ میں ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ بھائی سید بشیر احمدؒ ہمارے گھر تشریف لائے ہیں اور سورہ یوسف زبانی پڑھ رہے ہیں۔ ہم نے آپ سے کوئی کلام کرنا چاہا ہے تو آپ ذرا بلند آواز سے پڑھنے لگ گئے ہیں تاکہ ہم کو پتہ چل جاوے کہ آپ پڑھ رہے ہیں اور ہم باہر سے ناموش رہیں۔

(۹)

سید ریاض الحسن کے خواب

۱۔ آپ کا بھتیجا صاحبزادہ سید ریاض الحسن کہتا ہے کہ ویروار ۱۲ صفر ۱۳۹۱ھ کو میں نے خواب میں دیکھا کہ چچا حضرت سید بشیر احمدؒ اپنے دیوان خانہ کے صحن میں درخت کیکر کے نیچے چار پائی پر بیٹھے ہیں اور بالکل تندرست و توانا ہیں۔ میں نے پوچھا: "چچا جی! آپ اتنے روز کہاں رہے ہیں؟" فرمایا: "میں تو آسمانوں پر رہتا ہوں" پھر فرمایا: "میں تو چوتھے آسمان پر ہوتا ہوں۔ اتنے میں موضع چینی ماہی پل کے کچھ اشخاص ایک چار آدمی کو چار پائی پر اٹھا کر آپ کے سامنے لے آئے ہیں۔ آپ نے اس کو دم کیا ہے۔ وہ اسی وقت تندرست ہو کر پیدل چلا گیا ہے۔"

۲۔ صاحبزادہ سید ریاض الحسن کہتا ہے کہ بدھوار کی رات ۱۲ جمادی الاول ۱۳۹۱ھ کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے والد سید شریف احمد شرافت (مؤلف کتاب ہذا) سفر سے واپس آئے ہیں، اور حضرت چچا سید بشیر احمدؒ بھی سفید

لباس پہنے ہوئے ساتھ ہی آئے ہیں۔ شمال کی طرف سے دونوں آئے ہیں اور نہر کے بند سے اکٹھے ہی اترے ہیں اور بیٹھک میں پہلے چچا صاحب پہنچے ہیں۔ میں نے پوچھا: "چچا جی۔ آپ کہاں تھے؟" فرماتے ہیں: "میں مریدوں پر گیا ہوا تھا۔"

(۱۰)

سیدہ صدیقۃ الکبریٰ کے خواب

۱۔ آپ کی بھتیجی عزیزہ سیدہ صدیقۃ الکبریٰ کہتی ہے کہ بدھوار کی رات ۱۱ صفر ۱۳۸۱ھ کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بڑا مصفا مکان ہے۔ جنوب کی طرف اس کا دروازہ ہے۔ اس کے طاق تختے شیشے کے ہیں اور سارا کمرہ سفید چونک چکا ہے۔ اس میں ایک پٹنگ شمالاً جنوباً بچھا ہوا ہے، اس کے اوپر جناب چچا بشیر احمدؒ قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے ہیں۔ بڑا سفید لباس پہنے ہوئے ہیں۔ بستر بھی سفید ہے۔ آپ کے ہاتھ میں ایک تسبیح ہے۔ اس پر کچھ وظیفہ پڑا رہے ہیں اور آپ کے پٹنگ کے سرانجام دلے شمال مغرباً پایہ کے پاس ایک خورد سال لڑکی پایہ پکڑ کر کھڑی ہے۔

۲۔ سیدہ صدیقۃ الکبریٰ بیان کرتی ہے کہ ہفتہ کی رات ۱۱ صفر ۱۳۸۱ھ کو میں نے خواب میں دیکھا کہ سبز گھاس کا ایک قطعہ ہے۔ اس پر شمالاً جنوباً ایک چار پائی بچھی ہے۔ اس کے اوپر چچا حضرت سید بشیر احمدؒ شمالاً، طرف منہ کر کے بیٹھے ہیں اور قرآن مجید پڑھ رہے ہیں۔ پھر پڑھ کر غلاف میں بند کر رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جناب والدہ صاحبہ کے واسطے میرا دل بیت ادا ہے۔

۳۔ سیدہ صدیقۃ الکبریٰ بیان کرتی ہے کہ سوموار کی رات یکم ربیع الاول ۱۳۹۱ھ کو میں نے خواب میں دیکھا کہ درگاہ حضرت نوشہر گنج بخشؒ میں بڑی عالی شان مسجد ہے۔ وہاں چچا حضرت سید بشیر احمدؒ نماز کی جماعت کروا رہے ہیں۔ آپ کے پیچھے پانچ صفیں نمازیوں کی ہیں۔ آپ نماز پڑھا کر بعد میں شجرہ شریف پڑھ رہے

ہیں۔ ایک بار پڑھ کر فرماتے ہیں کہ اس میں سے ایک نام ترک ہو گیا ہے۔
پھر دوبارہ سجده پڑھتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں کہ اس میں سے ایک اسم رہ گیا ہے
اور وہ حضرت ابو الفرج طرطوسی کا نام ہے۔

(۱۱)

سیدہ فہمیدہ خاتم کا خواب

آپ کی بھتیجی عزیزہ سیدہ فہمیدہ خاتم عرف حمیدہ بیگم کہتی ہے کہ ایک رات
میں نے خواب میں دیکھا کہ چچا حضرت سید بشیر احمدؒ اپنی بیٹھک میں تشریف لائے
ہیں۔ میں اور پھوپھی سیدہ صفیہ بیگم دونوں سلام کے واسطے حاضر ہوئی ہیں۔ پھوپھی
صائبہ اُن سے پوچھتی ہیں کہ آپ تو روناٹ پائے تھے۔ اب کس طرح آگے ہیں۔
فرماتے ہیں کہ میں اب چھٹی لے کر آیا ہوں۔

(۱۲)

سیدہ زکیہ بیگم کے خواب

۱۔ آپ کی ہمشیرہ زادی عزیزہ سیدہ زکیہ بیگم دختر سید عبد الکریم عباسی پھولی
اور امیہ سید سعید انظر مد عمرہ بیان کرتی ہے کہ منگلوار کی رات ۱۶ ربیع الاول
۱۲۹۱ھ کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ماموں حضرت سید بشیر احمدؒ اپنے گھر میں
تشریف لائے ہیں۔ پرانے مکانات کا نقشہ ہے، اپنے پیار میں آکر پنگ پر
بیٹھ گئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں نے ایک ختم قرآن مجید بخشنے کا وعدہ کیا تھا۔
پھر اپنے بچوں، حنینہ نام، قدوس، اختر، رضار اللہ شاہ اور افضل اسماعیلین
شاہ کو ایک ایک روپیہ دیا ہے اور اپنی والدہ صاحبہ کو سلام کر کے کہتے ہیں کہ
لو اب میں اپنے گھر جاتا ہوں۔ پھر اُٹھ کر چلے گئے ہیں۔

۲۔ سیدہ زکیہ بیگم کہتی ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ کسی عرس کی تقریب

ہے۔ زردہ اور گوشت کی دنگیں پک رہی ہیں۔ میرے ماموں حضرت سید بشیر احمدؒ تشریف لائے ہیں۔ میں نے آپ کے آگے گوشت روٹی رکھا ہے، آپ نے زردہ طلب کیا۔ میں نے وہ بھی آگے رکھا۔ آپ جب کھانا کھا چکے ہیں، تو گوشت کا ایک کٹورا اپنے سر پر رکھ لیا ہے اور اٹھ کر چلے گئے ہیں۔

۲۔ سیدہ زکیہ بیگم کہتی ہے کہ منگلوار کی رات ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ماموں حضرت سید بشیر احمدؒ اپنے گھر میں چارپائی پر بیٹھے ہیں۔ مجھ کو بخار چڑھا ہوا ہے۔ آپ نے مجھ کو دم کیا۔ پھر فرمایا: "تو میرے دم سے تندرست نہیں ہوتی، تو سید شرافت سے دم کرا لے تو تندرست ہو جائے گی۔"

۴۔ سیدہ زکیہ بیگم کہتی ہے کہ میں لاہور میں تھی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ تین بزرگ ہمارے گھر میں بمقام شالامار ٹاؤن لاہور تشریف لائے ہیں۔ ایک ماموں سید بشیر احمدؒ اور دوسرے سید غلام احمد کاتبؒ، تیسرے بزرگ کو میں نہیں پہچانتی تھی۔ ماموں صاحب فرماتے ہیں کہ یہ حضرت نوشہ گنج بخشؒ ہیں۔ ہم سب کو کھیر کھاؤ۔ چنانچہ میں نے کھیر پکا کر کھلانی ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ میرے آئندہ ختم تک میں نے تم سے دس ختم قرآن مجید کے لینے ہیں۔

(۱۳)

سیدہ حفیظہ خانم کا خواب

آپ کی بیٹی عزیزہ سیدہ حفیظہ خانم کہتی ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے والد حضرت سید بشیر احمدؒ اپنی بیٹیک میں چارپائی پر قبلہ رخ لیٹے ہوئے ہیں۔

میں نے پوچھا: "آپ کی نئی جوتی جو سرخ رنگ ہے، وہ آپ کے پاس ہے؟" آپ نے فرمایا: "ہاں ہمارے پاس ہے۔"

سید قدوس اختر کا خواب

آپ کے بڑے صاحبزادہ سید قدوس اختر مد عمرہ نے بیان کیا ہے کہ ویر وار کی رات ۲۶ صفر ۱۳۸۱ھ کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے والد حضرت سید بشیر احمدؒ اپنے گھر تشریف لائے ہیں اور صحن میں درخت دھریک کے نیچے چار پانی بجھی ہے۔ اس پر بیٹھ گئے، اور ہم چاروں بہن بھائیوں (حنیظہ، قدوس، رضاء اللہ، افضل) کو ایک ایک آنہ عطا فرمایا ہے۔

(۱۵)

سید رضاء اللہ شاہ کے خواب

۱۔ آپ کا دوسرا صاحبزادہ عزیز سید رضاء اللہ شاہ المعروف حج صاحب بیان کرتا ہے کہ ہفتہ کی رات ۱۳ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ کو میں نے خواب میں دیکھا کہ صحن حویلی میں نلکا کے قریب چار پانی پر میرے ابا جی حضرت سید بشیر احمدؒ قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے ہیں اور قرآن مجید پڑھ رہے ہیں۔ میں نے اور بھائی قدوس اختر نے آپ کو سلام کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں: ”جا کر گھر سے دودھ لے آؤ۔“ ہم جا کر دودھ لے آئے ہیں اور بیٹھک کی الماری سے کھنڈ نکال کر اس میں ڈالی ہے۔ آپ نے وہ دودھ نوش فرمایا ہے۔ پھر ہم دونوں کو بھی تھوڑا تھوڑا دیا ہے۔ ہم پی کر آپ کے پاس چار پانی پر بیٹھ گئے ہیں۔

۲۔ سید رضاء اللہ شاہ کہتا ہے کہ بدھوار کی رات ۱۴ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ

کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ابا جی حضرت سید بشیر احمدؒ اپنے گھر میں تشریف لائے ہیں اور چبوترہ والی بٹی کے پاس کھڑے ہیں اور مجھے کچھ پیسے دیے ہیں۔ پھر باہر چلے گئے ہیں۔

۳۔ سید رضا اللہ شاہ کہتا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے والد حضرت سید بشیر احمدؒ دیوان خانہ سے گھر آتے ہیں اور ہم دونوں بھائیوں (قدوس، رضا اللہ) کو چار آنے دیے ہیں۔

(۱۶)

سید خضر حیات کا خواب

آپ کا ہمیشہ زادہ صاحبزادہ سید خضر حیات بن سید عبدالکریم عباسی پنبھلی کہتا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں سکول سے نکلا ہوں۔ دیکھا کہ میرے ماموں سید بشیر احمدؒ ٹانگہ پر سوار ہو کر وہاں آگئے ہیں۔ جب ٹانگہ سے اترے ہیں، تو میں نے پوچھا ماموں صاحب! آپ کب آئے ہیں؟ تو فرمایا: میں قدوس اختر کے ملنے کے واسطے آیا تھا۔ پھر خیال آیا کہ پنبھل میں جا کر خضر حیات کو بھی بل آؤں۔“

(۱۷)

سیدہ زبیدہ بیگم کے خواب

۱۔ آپ کی ہمیشہ زادی عزیزہ سیدہ زبیدہ بیگم دختر حکیم سید مظفر حسین کہتی ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ماموں حضرت سید بشیر احمد (رحمۃ اللہ علیہ) اپنے گھر کے پتار میں بیٹھے ہیں۔

میں نے کہا: ”ماموں صاحب سلام اے“

آپ نے اپنی چھڑی سے میرے سر پر پیار بھیرا۔

۲۔ سیدہ زبیدہ بیگم کہتی ہے کہ میں نے خواب میں اپنے ماموں حضرت سید بشیر احمدؒ کو دیکھا تو آپ کو سلام کیا۔ آپ فرماتے ہیں: ”ماں جی کو سلام کر۔“

میاں خدا بخش کا خواب

میاں خدا بخش بن بدرالدین ترکھان ساکن ساہن پال شریف بیان کرتا ہے کہ منگلوار کی رات ۲۴ صفر ۱۳۹۱ھ کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک وسیع دسترخوان بچھا ہوا ہے اور اس پر بے شمار کھانے طشتریوں میں چُنے و سرسے ہیں۔ اور صاحبزادہ سید بشیر احمدؒ ختم شریف پڑھ رہے ہیں۔ مجلس میں کافی لوگ جمع ہیں۔ میں ان میں سے اُٹھ کر جانے لگا ہوں تو آپ مجھے فرماتے ہیں: "خدا بخش! آج روٹی یہیں سے کھانا"۔ میں کہتا ہوں کہ مویشیوں کے واسطے چارہ لانے کے لئے میں بیلہ کو جا رہا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ دو اگر بیلہ کو جانا ہے تو آتی دفعہ ایک تربوز لیتے آنا۔"

سید رسول شاہ کا خواب

سید رسول شاہ خلیف الرشید سید حسن شاہ بخاری قادری نوشاہی ساکن چک وساوا ضلع گجرات کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت صاحبزادہ سید بشیر احمدؒ اپنے دیوان خانہ میں بیٹھک کے چوتروہ پر بیٹھے ہیں۔ مجھ کو فرماتے ہیں کہ میری چار پانی کیکر کے نیچے کر دو۔" میں نے چار پانی کیکر کے سایہ میں کر دی۔ پھر مجھے فرمایا کہ "پانی لاؤ۔" میں نے پانی حاضر کر دیا۔ آپ نے اس سے وضو کیا۔ پھر مجھے فرماتے ہیں کہ "قرآن مجید لاؤ۔" میں نے قرآن مجید لا کر دیا۔ آپ چار پانی پر بیٹھ کر تلاوت میں مشغول ہو گئے۔

(۲۰)

غلام رسول کا خواب

غلام رسول بن محمد خان بن حسن تارڑ ساہن پالوی کہتا ہے کہ جمعرات ۱۶ جمادی الاول ۱۳۸۱ھ کو میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت سید بشیر احمدؒ کچھ علیل ہیں۔ میں آپ کا سر دباتا رہا۔ پھر آپ کے سارے جسم کو دبایا یعنی مٹھیں بھرتا رہا۔ آپ نے میری پشت پر ہتھ پڑا لگایا اور فرمایا: جاہ بچو! تم کو کوئی ڈر نہیں!۔

(۲۱)

احمد الدین کا خواب

احمد الدین بن راجہ بن ہاشم تارڑ سازنگوی بیان کرتا ہے کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ صاحبزادہ سید بشیر احمدؒ میرے پاس تشریف لائے ہیں۔ میں نے اٹھ کر سلام کیا اور آپ کے گرد اپنے دونوں ہاتھوں کا حلقہ بنا کر آپ کو اس میں بطور معالغہ لپیٹ لیا ہے۔ جب دیکھا تو حلقہ اسی طرح قائم ہے۔ مگر آپ اس سے باہر کھڑے ہیں۔ پھر آپ کو دوبارہ حلقہ میں لیا ہے۔ آپ پھر باہر کھڑے ہیں۔ متعدد مرتبہ ایسا کیا۔ ہاتھوں کا حلقہ اسی طرح بندھا رہتا ہے، لیکن آپ باہر ہو جاتے ہیں اور میرے قابو میں نہ آنے سے خوب ہنستے ہیں۔

(۲۲)

نسیم اختر کا خواب

نسیم اختر دختر سلطان احمد بن کرم الہی موجی ساہن پالوی کہتی ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت سید بشیر احمدؒ ہمارے گھر میں تشریف لائے ہیں،

اور ہمارے پیار میں چار پائی پر بیٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت کر رہے ہیں۔ آپ کی گود میں ایک بچہ ہے۔ میں نے آپ کو سلام کیا۔ آپ نے فرمایا: ”بھلا ہو وہی“ اور میرے سر پر ہاتھ پھیرا۔

(۲۳)

رابعہ کا خواب

مسماں رابعہ زوجہ مرزا ڈراچ ساکن اگر وہ بیان کرتی ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت سید بشیر احمد ہمارے گھر میں تشریف لائے ہیں اور چار پائی پر بیٹھ گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا: ”یا حضرت! آپ تو وفات پا گئے ہیں“ آپ نے فرمایا: ”ہم صرف دنیا سے غائب ہو گئے ہیں، لیکن زندہ ہیں“ میں نے دودھ کا ایک گلاس آپ کے سامنے لا حاضر کیا، تو میری نیند کھل گئی۔

(۲۴)

عزیز بیگم کا خواب

مسماں عزیز بیگم زوجہ علی محمد ارٹیں ساکن وایا نوالی چک نمبر ۲۷۔ ضلع شیخوپورہ بیان کرتی ہے کہ مجھ کو خواب میں حضرت سید پیر بشیر احمد رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے مجھ کو فرمایا کہ ”میرا ختم شریف کراؤ۔ اور اس پر نعت نوان بھی بلاؤ۔“

عملیات

آپ کو عملیات میں بھی دسترس تھی۔ اپنے بزرگوں کے تمام عملیات آپ کا معمول تھے۔ ان کے علاوہ بھی جس بزرگ ہستی سے کچھ مل جاتا حاصل کر لیتے۔ چنانچہ آپ کے چند عملیات یہاں لکھے جاتے ہیں:-

محبّت کے واسطے | اگر کوئی شخص مطلوب کو اپنی محبت میں فریفتہ کرنا چاہے تو ان عملوں میں سے جو چاہے کرے۔ انشاء اللہ

تعالیٰ مطلوب مسخر ہو جائے گا :-

۱۔ سورۃ القدر با موکل پانچ سو (۵۰۰) مرتبہ روزانہ پڑھے۔ بدیں طور :-

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ (يَا جِبْرَائِيلُ)
لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ (يَا مِيكَائِيلُ) تَنْزِيلُ
الْمَلَكَةِ وَالرُّوحِ فِيهَا يَأْتِينَ رِبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ سَلَامٌ هِيَ
حَقٌّ مَطْلَعُ الْفَجْرِ ۝

۲۔ آیت شریف شد شغفها حبًّا۔ پانچ سو (۵۰۰) مرتبہ پڑھے۔

اول و آخر درود شریف گیارہ (۱۱) مرتبہ۔

۳۔ اسم شریف یَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ۔ گیارہ سو (۱۱۰۰) مرتبہ روزانہ کسی ولی اللہ

کے مزار شریف پر پڑھے۔ اول و آخر درود شریف گیارہ (۱۱) مرتبہ۔ اکیس (۲۱) روز

کا چلہ کرے۔ اس کے بعد روزانہ ایک سو بیس (۱۲۰) مرتبہ پڑھ لیا کرے۔

۴۔ اسم شریف۔ يَادُّوْ دُ يَا عَزِيْزُ مِنْ كُلِّ عَزِيْزٍ بِحَقِّ يَا عَزِيْزُ۔

روزانہ ایک ہزار (۱۰۰۰) مرتبہ پڑھے۔ اول و آخر درود شریف اکتالیس (۴۱)

مرتبہ۔ چودہ (۱۴) روز تک یہ عمل کرے۔

۵۔ کلمہ طیبہ پانچ سو مرتبہ (۵۰۰) روزانہ اس طرح پڑھے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

إِلَّا اللَّهُ زَبْرَكَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ كَوَافِرُكَ يَا لَطِيفُ۔

۶۔ کلمہ تجید روزانہ دو ہزار (۲۰۰۰) مرتبہ پڑھا کرے۔ یہ ہے: "سُبْحَانَ

اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا

بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَلِيِّمِ"

۷۔ ملائکہ مقربین کے اسماء ذیل اکتالیس (۴۱) مرتبہ روزانہ پڑھے۔ اول و

آخر درود شریف گیارہ (۱۱) مرتبہ پڑھ لیا کرے۔ اسماء یہ ہیں: "يَا جِبْرَائِيلُ

يَا مِيكَائِيلُ يَا إِسْرَافِيلُ يَا عِزْرَائِيلُ يَا شَمْشَائِيلُ

۸۔ یہ نقش بھی حب کے لئے بہتر ہے۔

۷۸۶

۸	۱۱	۱۴	۱
۱۳	۲	۷	۱۲
۳	۱۶	۹	۶
۱۰	۵	۴	۱۵

۹۔ یہ نقش بھی مفید ہے۔ یہ دوسری روش پر ہے۔

۷۸۶

۱۱	۸	۱	۱۴
۲	۱۳	۱۲	۷
۱۶	۳	۶	۹
۵	۱۰	۱۵	۴

فائدہ ان نو عملوں کی اجازت آپ کو بروز بدھوار ۶ شوال ۱۳۶۹ھ ۳ ربیعہ
سمست ۲۰۱۶ء کو سائیں حافظ فضل الہی قادری نوشاہی روشن شاہی۔
اولاد حضرت شاہ عنایت ولی قادری لاہوری مجاور درگاہ حضرت مادھولال حسین
قادری باغبانپورہ لاہور سے حاصل ہوئی۔

۱۰۔ اپنے پاس پانی کا ایک پیالہ رکھ کر اس میں مطلوب کا تصور کرے اور
یہ عمل نماز عشاء کے بعد اکتالیس (۲۱) مرتبہ پڑھا کرے اور اکتالیس (۲۱) روز
تک ناغہ نہ کرے۔ مطلوب انشاء اللہ حاضر ہو جائے گا۔

يَا هُمَزَاتُ اللَّهِ سُبْحَانَكَ بِحَقِّ يَا بَدْرُوحٍ - اَوَّلُ وَآخِرُهُ وَرُودُ

شریف گیارہ (۱۱) مرتبہ پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ -

نامروی کے واسطے اگر کسی شخص کو کمزوری یا طاقت مردمی نہ ہو تو یہ اسمائے
الہی پیالہ میں لکھ کر اس کو پلایا کریں۔ "کَمَلِيَعَصَ"

يَا سَحِيُّ يَا فَيْتُوْمُ يَا اَحَدُ يَا صَمْدُ يَا فَرْدُ يَا وِتْرُ -

امراض لاعلاج کے واسطے | اگر کسی بیماری کے علاج سے اطمینان اور
ڈاکٹر عاجز آگئے ہوں تو یہ اسم شریف

روزانہ دو سو (۲۰۰) مرتبہ پڑھے۔ اول آخر درود شریف چھ (۶) بار۔ یہ ہے،
يَا سَحِيُّ عَيْنِ لَاحِقٍ فِي دَيْمُوْمَةٍ مَلِكِهِ وَبِقَابِهِ يَا سَحِيُّ -

تالیفات

آپ نے مستقل طور پر کوئی کتاب تصنیف نہیں کی۔ البتہ چند مسودات آپ
کی یادگار ہیں :-

۱۔ اپنے جد امجد حضرت مولانا سید حافظ محمد شاہؒ کے مکتوبات شریف کو جو
متفرقات میں سے تھے۔ آپ نے کوشش سے مہیا کر کے بعد ازاں ایک سو اکتھتر (۱۶۱)
جمع کر کے بنام مکتوبات محمد شاہی موسوم کیا تھا۔ جزاء اللہ تعالیٰ۔

۲۔ اپنے والد ماجد اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ نوشاہی ادام اللہ برکاتہ
کے ملفوظات کو مختصر رسالہ میں بنام کنز الفوائد ۱۳۵۳ھ میں جمع کیا۔ اس کی تاریخ
تالیف میں فقیر سید شرافت نے یہ قطع لکھا :-

قطعہ تاریخ

حضرت سید بشیر احمد جناب	کرد تالیف این کتاب مستطاب
در طریق سلسلہ نوشاہیاں	کرد ملفوظات نوشاہی بیاں
نام او کنز الفوائد مخب ہست	طالبان را مادی مرغوب ہست
نسخہ بس لاجواب آید تمام	گشتہ مرطاب حق را فیض عام
حرف او ہستند چون دُرِ عدن	لفظ او روشن ز نور ذواللمین
چونکہ صاحبزادہ عالی تبار	یافتہ اجر عظیم از کردگار

زاں شرافت گفت از قرآن کریم نام و ساش - عِنْدَكَ أَجْرٌ عَظِيمٌ

۳۔ آپ کے چند بیامن موجود ہیں۔ جن میں کئی وظائف، مدحیات، عملیات، تواریخ، نعتیں، کافیاں، اشعار وغیرہ جمع ہیں۔

۴۔ رسالہ ختمات القرآن۔ اس میں قرآن مجید کے ختموں کی تاریخ لکھ دیا کرتے، اور جس بزرگ کو ایصالِ ثواب کرتے۔ اس کا نام تحریر کر دیتے۔

۵۔ رسالہ صد ختم کلام اللہ شریف۔ اس میں ان ختموں کی تاریخیں لکھی ہیں، جو اپنی اہلیہ اولیٰ سیدہ بشیر بیگم کو ثواب بخشا تھا۔

یہ دونوں رسالے آپ کی وفات کے بعد میں نے مرتب کئے ہیں۔

شعر گوئی | آپ بعض اوقات شعر بھی کہا کرتے تھے۔ چنانچہ یہ مدح شریف آپ کے طبع مبارک کا نتیجہ ہے۔

مدح سخی شاہ سلیمان نوریؒ

در طریقت شاہِ شاماں شاہِ سلیمانِ سخی	مالکِ ملکِ شریعت ہم حقیقت معرفت
افتخارِ اولیادانِ شاہِ سلیمانِ سخی	در سخاوت گنجِ بخشش و در شجاعت چو نعر
چشمہ فیضانِ رحمانِ شاہِ سلیمانِ سخی	جانشینِ غوثِ اعظم قبلہ، اہلِ صفا
سرورِ اصحابِ عرفانِ شاہِ سلیمانِ سخی	زبدہٴ اربابِ باطنِ قطبِ اقطابِ زماں
درفصاحت ہم چو سجاں شاہِ سلیمانِ سخی	آفتابِ اوجِ وحدت ماہتابِ برجِ عشق
بلجاءِ ماوا غریباں شاہِ سلیمانِ سخی	از بشیر احمد چہ آید وصفِ آلِ عالیجناب

اے سخی شاہِ سلیمان کر دو بہر خدا تیرے در پر ہوں میں آیا التجا کے واسطے

حضرت شاہِ سلیمان صاحبِ عالی تیرا پایا میں عاجز تہ فضل کماؤ ہوئے عشقِ سوا یا

مکتوبات

آپ نے جو مکتوب و خطوط اپنے والد بزرگوار اور برادران اور مریدوں کی طرف لکھے، وہ کثیر التعداد ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ نے توفیق دی اور فرصت مل گئی تو شاید جمع کر دیئے جاویں گے۔ یہاں صرف ایک مکتوب آپ کا درج کیا جاتا ہے جو آپ نے اپنے والد بزرگوار اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ کی طرف لکھا تھا۔ وہ اس وقت دایانوالی چک نمبر ۲ ضلع شیخوپورہ میں گئے ہوئے تھے۔ اس خط میں آپ نے صنعتِ واسع الشفتین کو ملحوظ رکھا ہے۔ یعنی اس کے پڑھنے سے دونوں ہونٹ آپس میں نہیں ملتے۔

مکتوب واسع الشفتین

خزینہ اسرار الہی، زینت خاندان نوشاہی حضرت جی۔ زاد عنایتہ، نیاز۔ گذارش ہے کہ خاکسار سیر و سیاحت کر کے تین روز ہوئے گھر آیا ہے آگے آنحضور کا خط غیر نقط آیا ہوا تھا۔ دیکھ کر دل کو سرور اور آنکھوں کا نور حاصل ہوا، اور نکل حالات سے آگاہی ہوئی۔ حضور کی زیارت کے لئے خاکسار نے ہی آنا تھا۔ لیکن آنحضرت نے تحریر کیا ہے کہ شرافت جی آئیں۔ کیونکہ ان کے دوست ان کو یاد کرتے ہیں۔ اس لئے خاکسار نہیں آسکا۔

حضور نے ارشاد کیا تھا کہ روزینہ کے لئے سورہ زُحُف یاد کرو۔ چنانچہ سورہ تو یاد کر لی ہے۔ آئندہ جس طرح ارشاد ہو، اُس طور شغل اختیار کروں۔ جلدی آگاہ کریں۔ تاکہ شدید ہے۔

نیز روزانہ درگاہ حضرت نوشاہ عالیجاہؒ کو زیارت کے لئے جایا کرتا ہوں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ عشق، ذوق، شوق، درد عطا کرے اور دونوں جہان کے شرور سے آزاد رکھے۔

لال خان ، اللہ لوک ، علی ، حیات ، سردار ، جہانماں دیگر گل دوستوں کو دعا

(مرسلہ :- سید بشیر احمد بشارت نوشاہی از ساہن پال شریف ۔

مورخہ ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ)

تحریر کتب

آپ نے اپنے سلسلہ عالیہ نوشاہیہ کی بہت کتابیں اور رسالے تحریر کئے۔ جب تک تندرست رہے کبھی لکھنے سے فارغ نہیں رہتے تھے۔ بیماری کے دوران میں بھی کچھ نہ کچھ لکھتے ہی رہتے۔ آپ کی مکتوبہ کتابیں بہت ہیں۔ آنجملہ۔

۱۔ رسالہ احمد بیگ ۔ دو نسخے ۔ مصنف مرزا احمد بیگ لاہوریؒ

۲۔ ثواقب المناقب ۔ مصنف علامہ شیخ محمد ماہ صداقت کنجاہیؒ

۳۔ تحائف قدسیہ ۔ مصنف شیخ پیر کمال لاہوریؒ

۴۔ کتاب الفوائد (تعویذات) ۔ از سید حافظ محمد شاہؒ

۵۔ مناقبات نوشاہی نامکمل ۔ از سید عمر بخش رسولگریؒ

۶۔ آب حیات ۔

۷۔ ضیاء العارفين (مجلس نوشاہی) ۔ از سید شرافت عافاہ ربہؒ

۸۔ ہدایۃ السالکین (معمولات نوشاہی) ۔

۹۔ ضیافۃ الاحباب (سفرنامہ خوشاب شریف) ۔

۱۰۔ یہ نسخہ قاضی فضل حق پرنیسر گورنمنٹ کالج لاہور نے مطالعہ کے واسطے فقیر

سید شرافت سے عاریتہ لیا تھا۔ مگر واپس نہ کیا اور فوت ہو گئے۔ اب یہ نسخہ

ان کے بیٹے قاضی بذل حق کے کتب خانہ میں ہے۔ خدا تعالیٰ ان کو توفیق اور

ہدایت دے کہ وہ نسخہ واپس کر کے اپنے والد صاحب کے سر سے یہ بوجہ اتار کر

ان کی دعاؤں کا استحقاق حاصل کریں۔ ۱۲۔ سید شرافت

- ۱۰۔ انوارِ نوشاہیہ - از سید شرافت عافہ ربہ -
- ۱۱۔ مجمع البحرین - از شہزادہ داراشکوہ قادری -
- ۱۲۔ تفنگِ عشق (قصہ مرزا صاحبان) از مولوی عبدالحق چشتی نظامی
- ۱۳۔ مامریاں
- ۱۴۔ کلیات سید کرم الہی - از سید کرم الہی بن سید فاضل شاہ نوشاہی
- ۱۵۔ کلیات سید غلام احمد کاتب - از سید غلام احمد بن سید فاضل شاہ
- آپ کا طریقہ تھا کہ جو کتاب یا رسالہ یا مضمون تحریر کرتے۔ اس پر ضرور اپنا دستخط مع تاریخ و سنہ وغیرہ درج کرتے۔ یہاں آپ کا ایک دستخط کتاب رسالہ احمد بیگ کے خاتمے لکھا جاتا ہے۔
- ”تمام شد رسالہ اعجاز مقالہ المشہود رسالہ احمد بیگ از تصنیف لطیف و تألیف نسیف، واقف اسرارِ توحید، سائر میدانِ تجرید، عاشق ذاتِ قادریہ ہشاق جمالِ نوشاہیہ، در مجلسِ محمدی بدم حضوری۔ حضرت مرزا احمد بیگ قاقشال لاہوری طالب اللہ شراہ و جعل الجنة مثواہ، بدست خط احقر من عباد اللہ الصمد فقیر سید بشیر احمد عفی عنہ ابن جامع الکمالات محزن الحسنات حضرت سید شاہ غلام مصطفیٰ نوشاہی ادام اللہ فیوضہ و برکاتہ، از اولاد قطب الاقطاب فردالاحباب زبدۃ العاشقین، سید العارفین حضرت شاہ حافظ حاجی محمد نوشہ گنج بخش علوی عہاسی قادری قدس اللہ سرہ العزیز، ساکن ساہن پال شریف ضلع گجرات۔ بروز دوشنبہ بوقت دوپہر تاریخ چہار دہم (۱۱۳) رجب المرجب سنہ ۱۳۶۰ھ“

ملفوظات

آپ کے ارشادات تو بہت نصیحت آمیز اور مفید ہوتے تھے لیکن افسوس کہ وہ محفوظ نہیں رہ سکے۔ چند ایک یہ ہیں۔

۱۔ آپ فرمایا کرتے۔ حدیث شریف میں آتا ہے نَوْمُ الْعَالِمِ أَفْضَلُ

مِنْ عِبَادَةِ الْجَاهِلِ - یعنی عالم ربانی کا سو رہنا، جاہل کے عبادت کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

۲۔ اگر کوئی شخص آپ سے کتاب طلب کرتا تو یہ رہا ہی پڑھ کر سنایا کرتے۔

الْأَيَّامُ تُسْتَعِيرُ الْكُتُبَ دَعْنِي
لِأَنَّ إِعَارَةَ الْمُعْشُوقِ عَارٌ
وَمُعْشُوقِي مِنْ الدُّنْيَا كِتَابٌ
فَهَلْ أَبْصُرْتُ مُعْشُوقًا يُعَارُ

یعنی اسے کتاب کو عاریتہ (اُدھار) مانگنے والے، تم جان لو کہ اپنے معشوق کو عاریتہ دینا تو بڑا عیب ہے۔ اور اس دنیا میں میرا معشوق کتاب ہے اور تم نے کبھی دیکھا کہ اپنا معشوق کوئی شخص اُدھار دے سکتا ہے۔

۳۔ فرمایا کرتے، ورد شریف کا پڑھنا تمام عمر میں ایک بار فرض ہے۔

معتبرین کمالات

آپ کے وجود شریف میں اس قسم کے اوصاف پائے جاتے تھے کہ جس شخص نے آپ کو دیکھا، یا آپ کی مجلس میں بیٹھا، وہ آپ کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکا۔ آپ کے متعلق چند احباب کے اقوال لکھے جاتے ہیں :-

۱۔ میاں نبی بخش بن پیر اندتہ امام مسجد ساہن پال شریف بیان کرتا ہے کہ ۱۳۵۷ھ میں مجھے خواب میں حضرت سید حافظ محمد شاہؒ کی زیارت ہوئی۔ میں نے عرض کیا: آپ کا پوتا صاحبزادہ بشیر احمدؒ ہر وقت قرآن مجید پڑھتا رہتا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "اُس کو یاد جو ہوا۔"

۲۔ اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ نوشاہی ادام اللہ برکاتہ، فرماتے ہیں کہ عزیز بشیر احمد پورا پورا عالم اور درویش تھا۔

۳۔ حکیم سید احسن دلی نوشاہی لاہوری کہتے ہیں کہ صاحبزادہ بشیر احمد بڑا پاکباز

انسان تھا۔

۴۔ صاحبزادہ سید رؤف احمد سلیم نوشاہی برخورداری لاہوری کہتے ہیں کہ بھائی

سید بشیر احمد نے بڑی پاکیزہ زندگی گزاری ہے۔ آپ نے کبھی کسی دنیاوی کام میں دخل نہیں دیا۔ آپ کی زندگی قابل رشک تھی۔

۵۔ صاحبزادہ حکیم سید مظفر حسین نوشاہی برخور دار ہی ساہن پالوی کہتے ہیں کہ بھائی سید بشیر احمد بڑے مستجاب الدعوات تھے۔ میں ہمیشہ آپ کی بددعا سے ڈرتا رہتا تھا۔ جو بات آپ منہ سے فرماویں، میں بہت جلدی اس کی تعمیل کرتا تھا۔

۶۔ صاحبزادہ سید محمد حسین بن سید تیسر علی نوشاہی ہاشمی زن ٹوی کہتے ہیں کہ بھائی سید بشیر احمد بڑے شریف الطبع تھے۔ ہر ایک شخص کو محبت اور پیار سے ملتے۔ آپ اپنے ڈیرہ پر بیٹھے رہتے۔ ہر آنے والے کی خدمت و مدارات کیا کرتے۔ اپنی طویل بیماری میں بڑے صبر و تحمل و حوصلہ سے کام لیا۔ ہم نے بے صبری کا کوئی لفظ کبھی آپ کی زبان سے نہیں سنا۔

۷۔ سید مراد علی شاہ ساکن ٹھٹھہ عالیہ کہتے ہیں کہ حضرت سید بشیر احمد بڑے درویش اور شریف آدمی تھے۔

۸۔ میاں غلام محمد بن بھولا موچی ساہن پالوی مرحوم کہا کرتے تھے کہ صاحبزادہ بشیر احمد تجر و شعار ہیں۔

۹۔ صوفی محمد افضل طور قریشی قادری نوشاہی، بی اے، غنشی فاضل، ادیب فاضل ساکن گوندلانوالہ ضلع گوجسرانوالہ کہتے ہیں کہ حضرت سید بشارتؒ جہانوں کی خدمت کرنے میں یکتا تھے۔ جہاں نوازی کی صفت آپ میں بدرجہ کمال تھی۔

۱۰۔ چوہدری میاں خان و بہادر خان پسران جلال ٹانڈ زن ٹوی کہتے ہیں کہ صاحبزادہ سید بشیر احمد صبح و شام دونوں وقت درگاہ عالیہ حضرت نوشہ رح کے سلام و زیارت کے واسطے جایا کرتے تھے۔ راستہ میں ہمارے چاہ و دھڑک دالہ کے پاس سے گذرتے۔ ہم نے دیکھا کہ ہمیشہ نیچی نگاہ سے گذرتے تھے۔ کبھی اس پاس نہیں دیکھا۔ ہم لوگ آپس میں کہا کرتے تھے کہ اگر خدا نخواستہ راستہ کے دائیں بائیں طرف کوئی ٹھٹھائی فساد ہو جاوے اور آپ پاس سے گذر رہے ہوں۔ اگر کوئی افسر آپ سے پوچھے کہ یہ واقعہ کیسے گذرا

ہے، تو آپ ہی کہہ دیں گے کہ مجھے کوئی خبر نہیں۔ کیونکہ آپ ہرگز آس پاس دیکھتے ہی نہ تھے۔

۱۱۔ چوہدری میراں بخش بن بہاول وڑائچ گوجر پوری کہتا ہے کہ حضرت سید بشیر احمد بڑے شریف انسان تھے۔

۱۲۔ مستری صدر الدین ترکھان ڈھبوی کہتا ہے کہ صاحبزادہ سید بشیر احمد بڑے درویش مرد تھے۔

۱۳۔ مستری خوشی محمد بن میاں احمد یار ترکھان ڈھبوی کہتا ہے کہ صاحبزادہ سید بشیر احمد بڑے بزرگ آدمی تھے۔ فقیری میں آپ بہت بلند مرتبہ رکھتے تھے۔

۱۴۔ مسلت کرم بی بی زوجہ مستری خوشی محمد ترکھان ڈھبوی کہتی ہے کہ صاحبزادہ سید بشیر احمد بڑے بزرگ آدمی تھے اور بڑی نیک صفتوں والے تھے۔

بیویاں

آپ کی دو شادیاں ہوئیں۔

پہلی شادی بروز ہفتہ ۱۱ شعبان ۱۳۵۴ھ کو سیدہ بشیر بیگم بنت سید کرم الہی بن سید فاضل شاہ برخورداری^۲ سے بمقام ساہن ہال شریف ہوئی۔ اس کے بطن سے ایک بیٹی ہوئی۔

سیدہ بشیر بیگم بعمرائیس سالہ بروز سوموار۔ ۱۸ محرم ۱۳۵۶ھ کو انتقال کر گئی۔ دوسری شادی بروز پنجشنبہ ۱۲ شوال ۱۳۶۲ھ کو سیدہ سکینہ بیگم بنت سید کرم حیات بن سید غلام حسین برخورداری^۲ سے بمقام چیمبل ضلع شیخوپورہ ہوئی۔ اس کے بطن سے تین بیٹے اور ایک بیٹی تولد ہوئی۔

اولاد

آپ کے تین بیٹے ہوئے۔

اول : صاحبزادہ مستید قدوس اختر مدظلہ - یہ بروز پنجشنبہ - دوم جمادی الثانی
۱۳۶۱ھ مطابق ۲۸ فروری ۱۹۵۲ء موافق ۱۷ چنگن سنہ ۲۰۰۸ء بگو پیدا ہوا۔
اس کا تاریخی نام مؤلف نے قدوس اختر رکھا۔ دیگر تاریخی نام اور ماں کے یہ ہیں :-
(۱) معین اختر (۲) سلطان ہادی اختر (۳) غلام منیر (۴) غلام مکرم (۵)
فیض النصیر (۶) میر اعظم علی (۷) میاں ظہور الحسین (۸) ملک غفار (۹) اعظم عسکری
(۱۰) رافع عظیم۔

قطبہ تاریخ

از اعظم حضرت مولانا مستید غلام مصطفیٰ دام برکاتہ
فضل حق گشت بر بشیر احمد
کرد ایزد بقائے نسل از دے
عمر ایلیاس بخشدش ایزد
تکل احسن بشاخی نوشاہی
خوش اعظم نصیر او طہ دم
عیش و عشرت نصیب او باشد
چوں ز خاطر بجست نوشاہی
شد تولد پر عجیب نشان
شکرستان پاک در ہر آن
علم اکثر بزم سبب نعمان
خادم خاص جد بادل و جاں
باد از رنج و درد در دو جہاں
رزق بسیار علم ہم عرناں
نام و نامش نعیم اختر دال
۱۳۶۱ھ

تہنیت نامہ

از نقیب طبع صوفی مستند افضل طود قریشی بی اسے
منشی فاضل ادیب فاضل۔ ساکن گوندلانوالہ ضلع گوجرانوالہ
مبہم ابن شروہ در مصرعہ تر آمدہ
عالی خلق عظیم و حسن بہتر آمدہ
سید شاہ بشیر احمد بشارت را بہر
ز آسمان نوشہی قدوس اختر آمدہ
نیک و فرخندہ پے و فرخندہ اختر آمدہ
پاک دل پاکیزہ خود پاک گوہر آمدہ

رونق و سرمایہ حضرت غلام مصطفیٰ
 شاہِ اقلیم سخن سلطانِ حسنِ عالمی
 تیر بروج سعادت ماہتابِ اوجِ شرف
 او مجسمِ اعشام و او مجسمِ انبساط
 زیبِ اوزنگِ دلا و زینتِ تختِ سخا
 حافظِ گلزارِ نوشتہ وارثِ فقرِ امین
 فیضِ رافضیست از نظرِ فیوضِ اثرِ بہار
 افقِ انوارِ بشارتِ شفقِ اسرارِ بہاں
 کوہِ دانشِ سحرِ پیشِ کانِ حشمتِ جانِ علم
 از برائے دوستاں او مرکزِ اشفاقِ دم
 خوشِ جمالِ خوشِ نگاہِ خوشِ جمالِ خوشِ سیر
 پاکِ دلِ پاکیزہِ خاطرِ پاکِ باطنِ پاکِ طین
 ناظمِ نظمِ عطا و خازنِ درجِ سخا
 فارسِ میدانِ فقر و قائمِ مہوم و صلوات
 در حبیشِ اہتمامِ نظمِ دورانِ آشکار
 فضلِ حکمتِ شان و شوکتِ سلوکِ جہتِ شام
 اہتمامِ و التزامِ و انصرامِ و التیام
 اہتمامِ و انبساطِ و ارتسامِ و اقتباس
 اشہبِ فکرِ کشِ کند اندازِ عرشِ ذاتِ حق

افتخارِ حنا ندانِ آلِ حیدرِ آمدہ
 بہترش گویم کہ او باشانِ دیگرِ آمدہ
 عزتِ بجاسیانِ و زیبِ انسرِ آمدہ
 کامگارِ کامگارِ این ہمسرِ آمدہ
 نو بہارِ گلشنِ بختِ سکندرِ آمدہ
 شانہ کارِ گیسوئے دینِ ہمیسرِ آمدہ
 جو دیا بد پہرہ جو دشمنِ تو نگرِ آمدہ
 ماہِ انورِ آمدہ مہسّرِ منورِ آمدہ
 بہرِ دریائے تصوفِ موجِ کوثرِ آمدہ
 از برائے دشمنانِ تیغِ سبکِ سرِ آمدہ
 خوبِ رو و خوبِ خودِ خوبِ منظرِ آمدہ
 پاکِ بینِ و پاکبازِ و پاکِ و ظاہرِ آمدہ
 حجتِ دینِ نبیِ را خوبِ منظرِ آمدہ
 واقفِ رمزِ خفیِ و امانتِ بہترِ آمدہ
 مستنیرِ نورِ عرفانِ فیضِ یکسرِ آمدہ
 خادمِ و حلقہِ بگوشِ و چاکِ آمدہ
 بہرِ این نو باوہِ گلزارِ اکبرِ آمدہ
 بہرِ پابوسیِ این عالیِ سخنورِ آمدہ
 فیضِ یابِ و فیضِ پرورِ فیضِ گسترِ آمدہ

گرچہ این مولودِ مسعودِ بشارتِ آمدست

از برائے طسوی ہم افضالِ داورِ آمدہ

جد بزرگوارِ اعلیٰ حضرت قبیلہ مدظلہ العالی نے، مارچی الحجہ ۱۳۶۶ھ طرکواں کو

قرالشرفار کا خطاب دیا۔ اور اس کے نام کا جمع بنایا۔

بغلک نوشہی قدوس اختر

ع

عزیز قدوس اختر بڑا ذہین اور عالی دماغ ہے۔ اب ۱۳۸۱ھ میں پرائمری سکول زن مل صنوع گجرات میں پانچویں جماعت پڑھتا ہے۔ آثار رشد و ہدایت اس کے چہرہ سے درخشاں ہیں۔ پڑھنے اور لکھنے کی بڑی محبت رکھتا ہے۔ نعت خوانی کا بھی شائق ہے۔ اپنے ماموں سید عباسی صیقل کی نعتیں اور کافیا خوش الحانی سے پڑھا کرتا ہے۔ اس وقت بعمر دس سال موجود ہے۔

سَلِمَہ اللہ تَعَالٰی -

دوم۔ صاحبزادہ رضوان اللہ شاہ مدعومہ۔ تاریخ پیدائش اتوار کی رات وقت عشر۔ دوم شعبان ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۷ مارچ ۱۹۵۵ء موافق ۱۲ رجبیت ۱۳۸۲ھ اس کا تاریخی نام میں نے رضوان اللہ شاہ رکھا۔ دوسرے تاریخی نام اور فقرے یہ ہیں:-

(۱) یونس مرغوب (۲) مظہر مصطفیٰ (۳) غلام ہاشم (۴) رضوان الناصر (۵) نوشاہی بخت (۶) محمد استخار (۷) مبارک ظہور (۸) خلیل احمد خاں (۹) صداقت حسین خاں (۱۰) میر حضور علی۔

قطعہ تاریخ

از اعلیٰ حضرت قبلہ نوشاہی مدظلہ العالی

طفیل ثانی شد عطا والا نسب	بر بشیر احمد چو رحمت کرد رب
دوستدار رحمت للعالمین	ہم چو ماہ چاد وہ روشن جنین
حادثش باوا ہمیشہ سزنگوں	مرد دولت حق ودا بخشد فزوں
سال تولیدت۔ تاریخ نوشہی	گفت نوشاہی سنین آن علی

مبارک باد و تاریخ از شرافت

شکر شد کہ شد صدویح قمر نہ آسمان میں مبارک باد

شاہِ خوب رُو تولد شد
 اسم پاک ست شاہِ رضا اللہ
 در جنابِ شہِ بشیر احمد
 گشت سخی مراد رُو سر سبز
 اختر برج پیر نوشاہ است
 غنچہ نو شگفتہ در گلشن
 روشن از دے دو دیدہ مہر
 نور و نورست عن اباحبہ
 پدرش نور ہم پیر نورست
 دمبدم از حسدا دعا خواہم
 بخت اسکندری و عمر خنجر
 منظر مصطفیٰ - است تاریخش

لفلک ہم زمیں مبارک باد
 ہست تاریخ این مبارک باد
 ہدیہ بہترین مبارک باد
 خادم محی دین مبارک باد
 خاندانِ مہین مبارک باد
 گلبنِ یاسمین مبارک باد
 پیشِ اہل یقین مبارک باد
 بچہ نازنین مبارک باد
 جدِ او فخر دین مبارک باد
 یارب از من چنین مبارک باد
 بعزیز بہین مبارک باد
 از شرافت ہمیں مبارک باد

اعلیٰ حضرت قبلہ مدفونہ نے اس کو بتاریخ، اردی الحجہ ۱۳۶۶ ہجری

نجم الاقیار کا خطاب دیا۔ اب یہ عزیز دوسری جماعت میں پڑھا ہے۔ اس قدر صاحبِ فہم و ذکا ہے کہ اگر اس کی پشت پر انگلی سے کوئی لفظ یا ہندسہ لکھ دیں تو پڑھ لیتا ہے۔ بڑے قوی حافظہ والا ہونا ہمارے ہے۔ اس وقت بعد سات سال موجود ہے۔ سلمہ اللہ تعالیٰ۔

علوم :- صاحبزادہ سید افضل السبطین شاہ مد عمرہ۔ تاریخ پیدائش بروز جمعہ

وقتِ پاشت۔ ۲۶ محرم ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۶۰ء موافق، ساون ۱۹۶۰ء

اس کا تاریخی نام میں نے افضل السبطین شاہ رکھا۔ باقی تاریخی نام اور فقرے یہ ہیں۔

(۱) استعمار محمود (۲) استعمار زمان (۳) مختار الحق (۴) محمد نظیر حسین

(۵) گلزار احمد شاہ (۶) ذاکر محی الدین شاہ (۷) مرغوب الامین (۸) نفیس ظفر

(۹) محمد عزیز رضا (۱۰) بخشش حسین۔

تاریخ از اعلیٰ حضرت نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

(۱) ولادت کا معرکہ نوجوانِ بان غلام سلیمان ہدی ۱۳۰۰ھ جہاں

(۲) مکہ نوشاہی سنین باصفا سال پیدائش - چراغِ مہ لقا ۱۳۰۰ھ

قطعہ تاریخ از شرافت

بوقتِ مبارک بروزِ سعید
خداوندِ را حمد صد بار یا
سیدِ بشارتِ مبارک ہزار
ز اولادِ نوشاہِ عالی مقام
ز تاریخ و نامش بفضیلِ آہ
ز لائف و گر اسم گشتہ پدید
دگر بارِ جستم چو تاریخ او

تولد شد دست این ولیدِ حمید
کہ دادست این نعمتِ بے بہا
کہ فرزندِ او شد بعد استخار
بفرخندہ ساعت شدہ انصرام
بدان پیر - افضلِ سبطینِ شاہ
جناب - محمد شجاعت ۱۳۸۰ھ رشید
خرد گفت - مرغوبِ اسلام - گو

شرافت کند ہر زمان این دعا

بہرِ خصمہ باشد او ہم نوا

اب یہ عزیز بہر ایک سال شیر خوار ہے - سلمہ اللہ تعالیٰ -

سید بشارت کی دو بیٹیاں ہوئیں -

۱- سیدہ بلقیس خانم - متولد اتوار ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ - متوفیہ بدھوار

۳ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ -

۲- سیدہ حفیظہ خانم - متولد منگلوار - ۲۴ ربیع الاول ۱۳۶۸ھ - اس کی عمر

اس وقت تیرہ سال ہے - قرآن مجید اور کتابیں پڑھ گئی ہے -

شاگردان سید

آپ عموماً اپنے دیوان خانہ میں ڈیرہ رکھتے۔ سفر کم کرتے تھے۔ اس لئے آپ تدریس کا مشغہ بھی رکھتے تھے۔ قرآن مجید اور کتابوں کا سبق دیا کرتے۔ جن لوگوں نے آپ سے تعلیم پائی ہے، ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں :-

- ۱- صاحبزادہ وزیر محمد بن سید نور الہی برخورداری۔ ساہن پال شریف ضلع گجرات
- ۲- صاحبزادہ ممتاز احمد بن سید کرم الہی برخورداری۔
- ۳- صاحبزادہ سعید الطفر بن سید شریف احمد شرافت۔
- ۴- غلام محمد بن اللہ دتہ بن بوٹا تارڑ۔
- ۵- جلال بن جواہر بن وزیر تارڑ۔
- ۶- یار محمد بن روشن بن ساہنا تارڑ۔
- ۷- محمد علی بن خوشی بن نتھو موچی۔
- ۸- حافظ محمد نذیر بن نور الہی بن اللہ جویا موچی۔
- ۹- میاں نور حسین بن میاں احمد الدین بن میاں فضل الہی امام مسجد۔ سارنگ
- ۱۰- غلام مصطفیٰ بن بڈھا بن محکم تارڑ۔ اگر دیہ
- ۱۱- محمد روشن بن اللہ دتہ موچی۔ زن نمل
- ۱۲- غلام علی بن الہدین بن کرم دین موچی۔ گاکھڑہ کلان

اجاب خواص

بعض دوستوں سے آپ محبت فی اللہ کرتے تھے اور جو نوشاہی درویش درگاہ شریف نوشاہیہ پر زیارت کے واسطے آتے، وہ ضرور آپ کی خدمت میں بھی حاضر ہوتے اور آپ سے فائدہ اٹھاتے۔ آپ ان سے بے لوث محبت کیا کرتے۔ از انجملہ :-

- ۱- سائیں مقبول حسین بن جمال حسین۔ اولاد شاہ عنایت ولی قادری لاہوری ؟

ساکن چک نمبر ۲۱۳۔ پھیل کالونی ضلع لائل پور۔
 ۲۔ سائیں حافظ فضل الہی فقیر نوشاہی روشن شاہی۔ اولاد شاہ عنایت ولی قادری
 لاہوری۔ مجاور درگاہ مادھو لال حسین قادری۔ باغبانپورہ لاہور۔

یارانِ طریقت

آپ بہت کم مرید بناتے تھے۔ جو آدمی آپ کے پاس بیعت کے واسطے
 حاضر ہوتا، اس کو یا تو اپنے والد بزرگوار کی بیعت کروادیتے، یا میری
 (شرافت کی) بیعت کے لئے اس کو فرمادیتے۔ صرف چند اشخاص کو اپنی بیعت
 سے نوازا۔ جن کے نام یہ ہیں:-

- ۱۔ صاحبزادہ قدوس اختر۔ فرزند اکبر۔
- ۲۔ صاحبزادہ رضا اللہ شاہ۔ فرزند ثانی۔
- ۳۔ میاں نور حسین بن میاں نبی بخش۔ امام مسجد۔
- ۴۔ چوہدری امام الدین بن راجہ بن ہاشم تارڑ۔
- ۵۔ چوہدری شاہ محمد بن قائم بن مکن چیمہ۔
- ۶۔ احمد الدین بن غلام محمد بن حاجی بن سادون بن
 رحمت بن قطبا بن شرفا مصلی قوم بھٹی۔
- ۷۔ محمد علی بن بہنا کشمیری۔
- ۸۔ مولاداد مصلی۔
- ۹۔ محمد دین بن بڈھا گلگو۔
- ۱۰۔ چوہدری شانان بن لادہ راں۔
- ۱۱۔ نور محمد بن الہی بخش کنبو ہاجر نامہ۔
- ۱۲۔ چوہدری مقلی بن عالم بن خیر گوندل۔
- ۱۳۔ شانان بن خوشی محمد بن چوہدری ہاندہ ساہن پالیہ۔

ساہن پال شریف ضلع گجرات

” ”

” ”

” سانگ

” ”

” چک جانوکلان

” ”

” لکھیہ

” منگھو پنڈی

” مانگٹ

” ”

” رکن شرقی

” بوسال مسور

- ۱۳۔ سید بوٹے شاہ بن سید احمد شاہ نقوی بخاری۔ چک نمبر ۴۵ ضلع گجرات
- ۱۵۔ سلطان بن بہر داد تیل۔ ولایت نالی چک نمبر ۴ شینوڑ
- ۱۶۔ قاضی عبدالقدوس۔ محلہ ٹاٹا فصیح۔ علاقہ ڈبگری۔ پشاور شہر
- ۱۷۔ میاں نبی بخش بن میاں لال شاہ پٹواری۔ ساکن لڑوگا۔ تحصیل بھمبر۔ ضلع میرپور
- ۱۸۔ حسن محمد بن سائیں امیر بخش گوجر کسان۔ ساکن موہڑہ ٹھنڈی بان۔ منجاکوٹ۔
تحصیل راجوری۔ ریاسی۔

(یہ شخص ۲۰۰۶ء میں کور و عنہ حضرت نوشہرہ کے اندر آپ کی بیعت ہوا)

تبرکات

آپ کی وفات کے بعد مندرجہ ذیل اشیاء آپ کے تبرکات گھر میں محفوظ رکھے گئے ہیں:

(۱) دستار مہمل سفید رنگ (۲) کلاہ (۳) قمیص (۴) تہبند (۵) لونی (کپل)
سیاہ رنگ (۶) نعلین بقطع پوٹھواری (۷) گرگابی سیاہ رنگ (۸) عصا (۹) مسواک
(۱۰) کنگھی (۱۱) شیشہ۔

مدحیات

آپ کی توصیف و تعریف میں بہت احباب نے نظیں و اشعار لکھے ہیں۔ ان میں سے بعض یہاں لکھے جاتے ہیں۔

(۱) از قلم صوفی محمد افضل طور قریشی قادری نوشاہی۔ بی اے۔
غشی فاضل۔ ارب فاضل۔ ساکن گوندانوالہ۔ ضلع گوجرانوالہ

قصیدہ

نگارش بہ پیشگاہ عالیجاہ۔ تاجدارِ ولایتِ فتوت۔ جہاندارِ اقلیمِ مروت
جہانگیرِ ملکِ مروت۔ شاہجہانِ دولتِ نجات۔ نورنگِ زیبِ گنجینہ شرافت

حضرت صاحبزادہ سید بشیر احمد بشارت علوی عباسی خلیفہ اصغر فخر آئمہ
اظہار۔ افتخار سید الابراہم۔ محزون فیوض عرفان۔ معدن علوم یزدان
ہماتے اوج سعادت۔ دبیر افلاکِ سجاہت۔ سالارِ شکر ولایت حضرت
سید شاہ غلام مصطفیٰ قادری نوشاہی بر خور داری ساہن پالی اداہم اللہ برکاتہ

مراچوں جستجوئے معرہ ترشند آمد	بشیر احمد بشارت فخر حضرت مصطفیٰ آمد
عروسِ خلق را نظر سخا اثرش بسیار آمد	سر اسرارِ اوصافِ احمد محبتی آمد
باو گلزارِ نوشتاہی مزین میشود حقاً	بجد پاک نوشتہ این جواں چہ خوش لقا آمد
دریں گنج گنجش شک نیست ہرگز من گزشت خوافم	نقیب اولیا و اسمیاء اتقیاء آمد
نظر عالی دل پاک و نگہ پاکبندہ تر وارد	بجسم صورتِ اخلاص و تسلیم و رضا آمد
بہ بحر ذوق و شوق و عشق پیوستہ ہے ماند	امیر کاروانِ فتنہ و سالارِ غنا آمد
علیم الطبع متواضع کریم النفس ہم قاری	ز سر تا پا شبیرِ شیوہ صدق و صفا آمد
محبت کیش الفت نہ پیش ایماں بود انہش	تعالی اللہ چہ خوش بخت و سعادت انما آمد
جمالش غیرتِ ماہ و جلالش رشکِ مدہرست	جبینش خطِ تقدیر و رخسِ صفتِ ولا آمد
تحریرش بتقریرش تدبیرش چہ خوش گویم	نخلِ شبلی و دلِ حیران و مومن مانما آمد
قرار بے قراران و امید دوستاں باشد	عزیزِ طہود آمد گوہرِ عالی بہا آمد

(۲)

از شہزادہ شاہد رضا شرافتی ساکن لوڑکی ضلع گوجرانوالہ

الف۔ آج دی رات برات والی نوشتہ پیر سوہنے گل لایاے

سوہنی شان کمال بشیر احمد رتبہ بدر منیر دا پایا اے

سوہنا نام عزیز قدوس اختر حسن یوسفی دُون سوایا اے

ہو دے مجھے تے فضل کمال شاہد در نوشتہ دے سیں لویا اے

۱۔ ۲۔ ۳۔ شبلی نعمانی۔ دل۔ مومن شاعروں کے نام ہیں۔ شرافت

(۳)

حضرت شاہ بشیر احمد نون حاصل ہوئی بشارت
 چھوڑ قصبے دنیا ولے پائی خوب صدارت
 کیتا ضبط عشق نون ایسا نکلے مال حرارت
 اچا بول نہ بولن موہوں رہندے درج جیائے
 حرمت پیر شرافت صاحب مشکل حل کرا دے

واقعات

آپ بتایا کرتے تھے کہ میری بیماری کی ابتدا اس طرح پر ہوئی کہ میں اپنے والد صاحب مدظلہ کے ہمراہ سفر میں گیا۔ جب کوٹلی جیسے اضلع گوجرانوالہ میں پہنچے تو رات کا کھانا کھانے کے بعد میری طبیعت نے چالا کہ میں گڑ (قند سیاہ) کھاؤں۔ لیکن میں نے کسی سے مانگنا پسند نہ کیا اور بوج شرم و حیا کے طلب نہ کر سکا۔ صبح کو مجھے کھانسی شروع ہو گئی۔

آپ بڑے متحمل مزاج اور صابر و شاکر اور کم گو تھے۔ آپ نے پورا ایک سال کسی کو جتلا یا تمک نہیں کہ میں بیمار ہوں یا مجھے کھانسی ہوتی ہے۔ اس کو معمولی سمجھ کر ویسے ہی وقت گزارتے رہے۔ ایک سال کے بعد آپ نے بتایا کہ مجھے کھانسی کی تکلیف ہے۔ نیز آپ کو ساتھ ہی ضیق النفس بھی شامل ہو گیا۔ خیر! آپ کا علاج شروع کیا گیا۔ کبھی افادہ ہو جاتا، کبھی پھر مرض کا دورہ ہو جاتا۔ تا آنکہ عرصہ دس سال تک آپ بیمار رہے۔ اس طویل عرصہ میں بہت سارے حکیموں، ڈاکٹروں کے علاج کئے۔ مگر دیر پا فائدہ کسی سے وقوع میں نہیں آیا۔ جن اطباء کے علاج کئے گئے، ان کے نام یہ ہیں:-

- ۱۔ حکیم سید مظہر حسین ظفر نوشاہی بر خورداری۔ ساکن ساہن پال شریف۔
- ۲۔ حکیم سید الطاف حسین خلیف الرشید سید محمد انور ہاشمی۔ ساکن دن مل۔
- ۳۔ ڈاکٹر سید فیروز علی شاہ خلیف الرشید پڑھے شاہ ہاشمی۔ ساکن دن مل۔
- ۴۔ حکیم احمد الدین امام مسجد مالنگہ خورد۔

- ۵۔ حکیم سائیں چُپ ساکن ٹھٹھہ عالیہ ضلع گجرات۔
- ۶۔ حکیم قاضی طالب حسین عباسی ساکن جو کالیاں ضلع گجرات۔
- ۷۔ ڈاکٹر محمد اعلم انچارج گورنمنٹ ہسپتال جو کالیاں۔
- ۸۔ حکیم سید حاجی فضل حسین خلف الرشید حکیم سید شاہ محمد ہاشمی ساکن پنڈ عزیز ضلع گجرات۔
- ۹۔ حکیم ملک سلطان پشاور۔
- ۱۰۔ حکیم محمد بخش ساکن شادی وال ضلع گجرات۔
- ۱۱۔ حکیم مولوی میراں بخش قادری نوشاہی۔ ساکن ہونانوالی ضلع۔
- ۱۲۔ حکیم مولوی تاج محمد خطیب جامعہ مدن چاک ضلع گوجرانوالہ۔
- ۱۳۔ حکیم مولوی حاجی صوفی نیک محمد قادری نوشاہی۔ سجادہ نشین شرقپور ضلع شیخوپورہ۔
- ۱۴۔ حکیم ڈاکٹر غلام حسین قادری نوشاہی شرقپوری۔ مقیم مرنگ لاهور۔
- ۱۵۔ ڈاکٹر حکیم محمد احسن فاروقی ساکن بیگودا ضلع سیالکوٹ۔
- ۱۶۔ ڈاکٹر عبدالرزاق۔ باغبانپورہ لاهور۔
- ۱۷۔ ڈاکٹر صاحب۔ گورنمنٹ ٹی بی ہسپتال سرگودھا۔
- ۱۸۔ حکیم سید شاہ شرف نانی۔ نقشبندی مجددی پسروری۔ مقیم گجرات۔

ان سب میں سے ڈاکٹر عبدالرزاق باغبانپورہ والے کے علاج سے آپ کو افاقہ ہو جاتا رہا۔ ایک ماہ تک لاهور میں رہ کر آپ نے علاج کروایا، اور بالکل تندرست ہو کر واپس آئے۔ چند روز تک طبیعت ٹھیک رہی۔ پھر مرض شروع ہو گیا۔ دوبارہ پھر لاهور گئے تو پھر ڈاکٹر صاحب کے معالجہ سے فائدہ ہو گیا، لیکن وہ فائدہ وقتی تھا۔ دیر پانہیں تھا۔

حکیم محمد احسن فاروقی کے علاج سے بھی آپ کی طبیعت کو کچھ سکون رہتا تھا۔ وہ مفرحات اور مقوی دوا یاں استعمال کراتے تھے، جو بطور بہاڑا بہن گئی تھیں۔

ستمبر ۱۹۶۰ء میں آپ کو گورنمنٹ ٹی بی ہسپتال سرگودھا میں لے گئے۔ وہاں

آپ کا ایکس رے لیا گیا اور آپ کو ملاحظہ کر کے ڈاکٹر صاحب نے کچھ ٹیکے اور گولیاں تجویز کیں۔ واپس آکر وہ شروع کئے، تو تقریباً دو ماہ تک آپ کی طبیعت کو کچھ افاتہ ہو گیا۔ اور چلنے پھرنے لگ پڑے۔ آخر پھر دورہ شروع ہو گیا، اور کمزور ہو گئے۔

جولائی ۱۹۶۱ء میں آپ کو گجرات پہنچایا۔ حکیم سید شاہ شرف پسروری کا علاج شروع کیا۔ انہوں نے کچھ گولیاں، خمیرہ، شربت وغیرہ کا استعمال کروایا۔ لیکن طبیعت چوتھے روز ہی زیادہ گھٹنی شروع ہو گئی۔ آپ نے وہاں فرما دیا کہ اب میرا وقت خیر ہو گیا ہے۔ اب مجھے گھر لے چلو۔ چنانچہ ایک ہفتہ گجرات رہنے کے بعد ہم آپ کو واپس لے آئے اور گھر آکر دس روز آپ زندہ رہے۔

آپ کی طبیعت میں قوت برداشت بہت تھی۔ عرصہ دس سال کی طویل بیماری میں آپ نے شدت تکلیف سے سینکڑوں راتیں بیٹھ کر گزاریں۔ مگر ہمت نہیں ہاری۔ اگر دوسرے لوگ آپ کی بیماری کی تکلیف کو دیکھ کر آپ سے ہمدردی کا اظہار کرتے تو آپ فرماتے: "خیر مہر ہے۔ ابھی میں مرتا نہیں"۔ لیکن وفات سے بارہ روز پہلے جب کہ آپ گجرات میں زیر علاج تھے، تو سٹیشن گجرات سے ریل کے انجن نے روانگی کا دہل دیا تو آپ اس کی آواز سن کر فرمانے لگے: "اے ریل تو روانہ ہو چکی ہے، ہم بھی تیرے پیچھے روانہ ہونے کو تیار ہیں"۔

آپ کو جب گجرات سے واپس لے آئے تو پورے دس روز آپ چار پائی پر بیٹھے رہے۔ لیٹنے سے کھانسی شدید شروع ہو جاتی تھی۔ اس لئے آپ نے متواتر دس روز بیٹھ کر گزارے۔ سارے اہل خانہ، والدین، برادران، ہمیشہ گان، برادرزادگان، بھجدی برادران، اپنی اہلیہ، اولاد، دن رات آپ کے پاس رہے۔ سب نے راتیں بیٹھ کر گزاریں۔ جو غیر حاضر تھے ان کو آدمی بھیج کر بلا لیا گیا۔ مثلاً عزیز سید ریاض الحسن و سید سعید النظم دونوں بھائی لاہور میں تھے، وہ بھی آگئے۔ عزیزہ صدیقہ الکبریٰ

بعہ اپنے دیور محمد کلیم کے ڈھل شریف سے آگئی۔ عزیزہ ارشاد بیگم زوجہ سید یاض الحسن
دھیر کے خورد سے آگئی۔ سید عبدالکریم عباسی اور سید عمر حیات۔ سیدہ امینہ بی بی و
صغریٰ بیگم و زکیہ بیگم چنبعل سے آگئیں۔ سیدہ شاہ بیگم زوجہ سید رحمت علی پانڈو کے
سے آگئی۔

غرضیکہ آپ کے سارے متعلقین پہنچ گئے۔ آپ کی سب سے ملاقات ہو گئی۔
اور سب نے آپ کی آخری خدمات کا شرف حاصل کر لیا۔ آپ کی بہنوں سیدہ نذیر بیگم،
سیدہ رقیہ بیگم، سیدہ صفیہ بیگم، سیدہ رشید بیگم اور آپ کی بھتیجیاں عزیزہ
صدیقہ الکبریٰ اور فہمیدہ خانم، اور آپ کی ہمیشہ زادی زکیہ بیگم اور آپ کی اہلیہ
سیدہ سکینہ بیگم نے آپ کی بہت خدمت کی اور دن رات آپ کو پٹھا ہلاتی رہیں۔
اور آپ کو اپنی گود میں لے کر سینہ سے لگا کر بچے بعد دیگرے سب نے پیٹھ کر وقت گزارا۔
آپ آخری دس روز اپنے دیوان خانہ میں ہی رہے۔ وہیں ڈیرہ رکھا۔ ہر چند
سب نے کوشش کی کہ آپ گھر چلیں، لیکن آپ فرماتے کہ میں یہیں رہوں گا۔ اس
جگہ مجھے آرام ہے۔

پانچ روز پہلے کا واقعہ ہے کہ جناب والدہ صاحبہ نے اور میں نے کہا کہ آپ کے
بچے ابھی چھوٹے ہیں، ان سے متعلق کچھ کہہ دو۔ تو آپ نے فرمایا: "مجھے ان کا کوئی
فکر نہیں۔ اس سے پہلے بھی تمہیں نے سنبھالے ہوئے ہیں اور آئندہ بھی تمہیں نے
سنبھالنے ہیں اور ان کی پرورش کرنی ہے۔"

چار روز پہلے کا واقعہ ہے کہ جناب والدہ صاحبہ آپ کی ضعف حالت کو دیکھ
کر رو پڑیں۔ آپ نے فرمایا "اماں جی! میں نے بہتر اعرصہ زندہ رہ لیا ہے، دنیا
کو بہتر دیکھ لیا ہے۔"

اسی روز آپ نے یہ مصرع پڑھا۔ ع

"اک چھدیاں سرے داتاچ تیرا اک سہکدیاں تیریاں جتیاں نون"

تین روز پہلے آپ نے مجھے بلایا۔ بھالی جی۔ میں جب سامنے ہوا تو آپ نے

اپنے سرمانے کے نیچے سے ایک کاپی نکال کر مجھے دی۔ جب میں اُس کو دیکھا تو یہ وہ کاپی تھی، جس پر قرآن مجید کے ختم کر کے کسی بزرگ کو ایصالِ ثواب کیا کرتے تھے۔ تو وہ تاریخ لکھ لیا کرتے تھے۔ پھر مجھے وصیت کی کہ شجرہ شریف اور عہد نامہ لکھ کر میرے ساتھ قبر میں رکھنا اور مکہ مکرمہ سے آئی ہوئی ایک سبج میرے قلمدان میں پڑی ہے، اس کا دھاگا ٹوٹا ہوا ہے، دلنے متفرق ہیں اس کو پرو کر میرے ساتھ رکھنا۔ اُس روز آپ کے پاس قرآن مجید کا ختم بھی کیا گیا۔ اُس روز آپ نے غلام رسول حجام سے حجامت بھی بنوائی۔

دو روز پہلے کا واقعہ ہے کہ ظہر کے وقت آپ نے شہنوی مولانا روم کے اشعار پڑھنے شروع کئے اور چند اشعار پڑھے۔ انہوں نے مجھ کو ان میں سے کوئی شعر یاد نہیں رہا اور اس وقت مجھ سے یہ غلطی ہوئی کہ وہ تحریر نہ کر لئے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا: "شعروں کا کیا پڑھنا ہے، قرآن مجید پڑھیں جس کا کچھ فائدہ ہے۔ پھر آپ نے انبیائے کرام کی دعاؤں والی آیات پڑھیں، مثلاً:

۱۔ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ

۲۔ رَبِّ إِنِّي مَعْسُوبٌ فَاغْنِنِي

ایک روز پہلے کا واقعہ ہے کہ میں آپ کے پاس چارپائی پر بیٹھا ہوا تھا۔ آپ کے پاؤں دبائے لگا۔ آپ نے میرا ادب کرتے ہوئے فرمایا: "آپ چھوڑ دیں، پاؤں کو ہاتھ نہ لگائیں۔ دوسرے آدمی بہت ہیں جو پاؤں دبائے دلتے ہیں۔ میں نے اُس وقت آپ کے ہاتھوں کو اور آپ کے بازوؤں کو بوسہ دیا اور میرے آنسو جاری ہو گئے۔ میں نے کہا: "میرے بھائی جیسا موؤب اور فرمانبردار بھائی کسی کا نہ ہوگا۔" آپ نے میرے حق میں کہا: "نہیں بلکہ میرے بھائی صاحب جیسا محسن اور مہربان بھائی

۱۔ اسی کاپی کو میں نے مرتب کر کے رسالہ ختمات القرآن اور رسالہ صد ختم کلام اللہ شریف جمع کئے ہیں۔" شرافت

کسی کا نہ ہوگا، جس نے میرا اور میری اولاد کا بوجھ اٹھایا ہوا ہے۔“
 اسی روز کا واقعہ ہے کہ ظہر کے وقت آپ نے مشیرہ سیدہ رضیہ بیگم کو فرمایا
 کہ میرا تیمم کرو۔ اُس نے اپنے ہاتھ سے تیمم کر دیا۔ اُن وقت آپ کا منہ مشرق
 کی طرف تھا۔ فرمایا ”فایماتو لو ان شمس وجہ تبت۔“ ایسے وقتوں کے واسطے
 ہی آیا ہے۔“

اسی روز شام کو آپ کے بیٹوں قدوس اختر اور رضا اللہ شاہ کو ہم نے آپ
 کی بیعت کر دیا۔ آپ نے اُن کو کلمہ طیبہ پڑھایا۔ پھر سجدہ کو کہا کہ آپ ارا کو پڑھا
 وظائف بتلا دینا۔“

وفات والے روز کا واقعہ ہے کہ بہت سارے لوگ اطراف و جوانب سے
 خبر گیری کے واسطے آتے تھے اور میں اُن کی خدمت و مدارات کے واسطے بیہند
 کے مغربی کمرہ میں تھا اور آپ مشرقی کمرہ میں تھے۔ اہل خانہ مستورات وغیرہ سب
 آپ کی تیمارداری میں مصروف تھیں۔ آپ نے اُن کو ہاتھ بھائی صاحبہ کو بلا دیا
 انہوں نے مجھ کو بلایا۔ جب میں آپ کے پاس گیا تو آپ نے کہا ”میں نے کسی کام
 کے لئے نہیں بلایا۔ ویسے ہی بلایا ہے۔“ اسی طرف دن میں دو تین مرتبہ بلایا۔ بسبب
 میں پاس جاتا تو فرماتے کہ کوئی کام نہیں ویسے ہی بلانا ہوں۔ جس سے ثابت ہوا
 کہ آپ اپنے آخری دن میں بار بار ملاقات کے واسطے جاتے تھے کہ آج کا دن
 ایک دوسرے کو دیکھ لیں۔

اُس روز عزیز صاحبزادہ ریاض الحسن گجرات جا کر وہاں سے لال شربت فراسی
 کی ایک شیشی لایا۔ آپ نے اس میں سے صرف ایک چمچی شربت پیا۔ پھر نہیں پیا۔
 دو تین روز پہلے سے ہی ٹیکے لگوانے یا کوئی دوائی کھانی آپ نے چھوڑ دی تھی۔
 جناب والد بزرگوار مدظلہ روزانہ آپ کو سورۃ تغابن پڑھ کر دم کیا کرتے تھے۔
 اور سب بہنیں اور بھتیجیاں مل کر تین روز تک بلاناغہ آپ کے پاس قرآن مجید ختم
 کرتی رہیں۔

آپ باوجود اس قدر سختی کے روزانہ میں چار مرتبہ نماز پر غسل کرتے تھے۔ چنانچہ آخری روز ہفتہ کے دن جب آپ دوپہر تک دو مرتبہ نماز بیٹھے اور ظہر کے وقت تیسری مرتبہ نہانے کو کہا تو بہنوں نے کہا کہ آپ کی طبیعت بہت کمزور ہے، اور اس سے پہلے آپ دو بار غسل کر چکے ہیں، اب نہ نہائیں۔ آپ نے فرمایا "میں نے صرف آج کا دن ہی نہانا ہے، مجھے نہلا دو۔ آج کے بعد پھر میں نے کبھی نہانا نہیں۔" چنانچہ اُس روز بھی شام تک چار مرتبہ غسل کیا۔ چار پائی پر بٹھلا کر بہنیں نہلا دیتی تھیں۔

جناب والدہ صاحبہ نے فرمایا "بشیر احمد! دیکھو! بہنیں اور بھتیجیاں تمہاری بہت خدمت کرتی ہیں۔ ان کے حق میں دعا کرنا۔" آپ نے فرمایا "منہ سے نمائشی دعا دینے کی ضرورت نہیں، میرا دل ہی ان کو دعائیں دے رہا ہے۔"

اُس روز آپ نے پوچھا کہ آج کونسا دن ہے؟ ہمشیرہ نے بتایا: "آج ہفتہ کا دن ہے۔" آپ نے فرمایا: "اچھا دن سب اللہ تعالیٰ کے ہیں۔"

نمازِ شام کے بعد میں نے آپ کو دیکھا تو طبیعت میں کچھ سکون نظر آیا۔ سانس بھی آرام سے آ رہا تھا اور ہاتھ پاؤں جو تین روز سے قدرے متورم معلوم ہوتے تھے۔ وہ بھی بالکل ٹھیک ہو گئے تھے۔ اور تندرستوں کی طرح آپ بیٹھے تھے، اور طبیعت آراستہ تھی۔ میں نے آپ کو ازراہ تسلی کہا کہ آج تو آپ بالکل صحتیاب معلوم ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا "اگر صحت ہو جائے تو اچھا ہی ہے مگر کمزوری بہت ہے۔" میں نے کہا "کمزوری تو آہستہ آہستہ ہی رفع ہو سکے گی۔"

روزانہ آپ کے آس پاس سب چار پائیاں بچھائی جاتی تھیں اور سب خورد و کلاں آپ کے پاس رہتے تھے۔ اُس روز شام کے بعد آپ نے فرمایا کہ مجھ سے مغربی طرف یعنی قبلہ کی جانب کبوتری شخص چار پائی نہ ڈالے۔ اُس طرف کو آپ نے بالکل خالی چھوڑ دیا۔ گویا قبلہ کی طرف سے کسی کے آنے کا آپ کو انتظار تھا۔ شام کے بعد حافظ منصور حسین سلیمانی آپ کی بیمار پرسی کے واسطے آئے اور مغربی طرف بیٹھ گئے۔ آپ نے ان کو کہا کہ آپ یہاں سے اٹھ کر بھائی صاحب کے پاس جا کر

بیٹھیں۔ چنانچہ وہ ہماری مجلس میں چلے آئے۔ جناب والدہ ماجدہ نے چاہا کہ آپ کے پاس مغربی طرف چار پائی بچھائیں۔ آپ نے ان کو بھی کہا کہ آپ میری چار پائی پر بیٹھ جائیں علیحدہ چار پائی نہ ڈالیں۔ گویا قبلہ کی جانب کو صاف رکھنے دیا تاکہ راستہ میں کوئی پردہ حائل نہ ہو۔

عشاء کی نماز کے بعد آپ کی حالت نہایت نازک ہو گئی۔ آپ کو اس وقت اپنی ہمیشہ صغیرہ بیگم نے گود میں لے رکھا تھا۔ دیکھا تو باوجود تین پچھے ہلانے کے آپ کا جسم بالکل پسینہ سے پانی پانی ہو گیا۔ آپ کی پیشانی پر بھی پسینہ آ گیا۔ اُس وقت آپ کو بستر پر لٹا دیا گیا۔ آپ کا سانس بالکل آرام سے آنے لگا۔ کسی قسم کی گھبراہٹ یا اضطراب یا سانس میں تیزی نہیں ہوئی۔ سب حاضرین ہمیشہ گان اور دیگر برادران اُس وقت قرآن مجید کی سورتیں پڑھنے لگ گئے۔ کسی نے سورہ یس پڑھنی شروع کر دی، کسی نے کوئی اور سورہ۔ میں نے درود شریف کبریتِ احمد پڑھنا شروع کر دیا۔ آپ ذکرِ ہسو میں مشغول ہو گئے۔ آپ کا چہرہ خود بخود قبلہ کی طرف ہو گیا، اور دو تین منٹ میں ہی آپ کی روں پاک، اس نفسِ عنقریب کو چھوڑ کر علیین کو چلی گئی۔ رحمة اللہ علیہ رحمة واسعة۔

رات کو آپ کا جسم اپنے دیوان خانہ کے صحن میں شمالی طرف رکھا رہا۔ کافی مخلوق کا ہجوم پاس تھا۔ ہمیشہ گان ساری رات آپ کو پکھا بلاتی رہیں اور مروتہ جنبانی کی خدمت کو جنازہ کی رخصتی تک نبھایا۔ صبح کو مولوی نبی بخش امام مسجد ساہن پال شریف نے آپ کو غسل دیا۔ آپ کا شاگرد چوہدری جلال بن خواہر تارڑ اوپر پانی ڈالتا رہا اور مولوی صاحب غسل دیتے رہے۔ غسل کے بعد آپ کو سفید لٹھ کا کفن پہنا یا گیا۔ دو چادریں اور ایک کفن تھی۔ کفن کے سینے والے پردے پر کلمہ شہادت لکھا گیا اور شہرہ شریف مشائخ خاندان قادری نوشاہی، اور عبد نامہ میں نے خود لکھ کر آپ کی حسب وصیت کفن میں آپ کے سینہ پر رکھ دیا اور خانہ کعبہ مکہ مکرمہ کی تسبیح کے دانے نئے دھاگہ

میں پر دکر وہ تسبیح سیاہ رنگ آپ کے گلے میں ڈال دی گئی اور مشک کا نور آپ کے اعضاء سجدہ پر لگا دیا گیا۔

نمازِ جنازہ اتوار کو گیارہ بجے دن کو آپ کا جنازہ درگاہ عالیہ نوشاہیہ کے سامنے ہو۔ جنازہ پر کافی ہجوم تھا۔ ساہن پال شریف، چھنی ساہن پال، زن نعل، سارنگ، اگریہ، چک جانوکلان، ٹھٹھ نیک، جوکالیاں، چنبھل وغیرہ دیہات سے لوگ جنازہ پر حاضر ہوئے۔ جنازہ دو مرتبہ پڑھا گیا۔ پہلی مرتبہ مولوی حافظ منظور حسین سلیمانی نے پڑھایا۔ دوسری مرتبہ جنازہ میں نے خود پڑھا۔

تاریخ وفات سید بشیر احمد بشارت کی وفات، اتوار کی رات، شب کے پونے دس بجے۔ تاریخ آٹھویں صفر ۱۳۸۷ھ مطابق ٹیڈیسویں جولائی ۱۹۶۱ء، موافق آٹھویں ساون سنہ ۲۰۱۸ء کو ہوئی۔

مدفن آپ کو بمقام ساہن پال شریف، گورستان نوشاہیہ کے مغربی حصہ میں اپنے آباؤ اجداد کے پاؤں کی طرف دفن کیا گیا۔ پختہ اینٹوں کی دیواریں بطور صندوق تیار کی گئی۔ آپ کے نیچے ریت بچھا کر اُس پر کپڑے کا جائے نماز بچھا کر اس پر آپ کا جسد شریف لٹایا گیا۔ خاکِ شفا (خاکِ کربلا) کی ایک ٹکیہ پر اسم ذات اللہ لکھ کر چہرہ کے سامنے دیوار کے ساتھ رکھا گیا۔ پھر صندوق کے دلانہ پر پتھر و سیمنٹ کی تیار شدہ چار تختیاں رکھی گئیں۔ اس پر مٹی ڈال کر قبر تیار کی گئی۔ قبرستان والا مستری محمد نذیر اختر ساہن پالوی تھا۔ مولوی نبی بخش نے ختم شریف پڑھا اور میں نے سرلانے بیٹھ کر تلقین میت پڑھی۔ اور اتوار سوا بارہ (۱۲ بجے) وفات سے فراغت ہوئی۔ غفرہ اللہ تعالیٰ۔

مرثیہ

از قلم پیرزادہ فضل میراں گوہر نوشاہی شرقپوری۔ کراچی۔ لاہور

نوحہ غم

مولانا سید بشارت نوشاہی کے یاد میں

نقوشِ زیستِ مدغم ہو رہے ہیں دھندلوں میں ہیں اسمائے گرامی
 حقیقت آشنا کم ہو رہے ہیں فغاں اے ساکنانِ گنجِ ظلمت
 جوں لب پر آتمِ عظیم ہو رہے ہیں سپہِ راتیں ہوئے ہیں روزِ روشن
 اجالوں کے بھی ماتم ہو رہے ہیں یہ کیا وحشت ہے شامِ غم کے گیسو
 مینے ہیں محترم ہو رہے ہیں

زباں تک آ رہے ہیں دل کے جذبات

مرے اشکوں کے محرم ہو رہے ہیں

بشارتِ مرکزِ پرکارِ الفت بشارتِ زینتِ صبحِ صباحت
 بشارتِ محورِ ماہِ محبت بشارتِ خاورِ رمز و معانی
 بشارتِ طرہِ شامِ ملاحت گلستانِ ولایت کا گلِ تر
 بشارتِ صدرِ بزمِ نکتہ دانی زباں صد افتخارِ رازِ گویاں
 شبستانِ نظر کا ماہِ نور لبش جاں دار دئے صدیقِ خویاں

ہر اک دل ان کے غم سے دکھ رہا ہے

قیامت ان کے ماتم سے بپا ہے

قطعہ تاریخ از مولف

زہے سید بشیر احمد بشارت برفِ زینِ جہاں آن سرِ مکتوم
 ز اولادِ جنابِ پیرِ نوشہ بزد و علم و اعلاصِ ست معلوم
 بھر دیکر و علم و راستبازی نقیرش نیست در اذنانِ مفہوم

کرامت ہم سخاوت بود محکوم
 بقسط اس ادب ہستند منظوم
 برحمت ہائے ایزد گشت مرحوم
 چو دل برداشت زین دنیا ئے مہوم
 بجنّت یافت مشروب است محنوم
 ز سوز ہجر او ہر وقت مہوم
 ز درد فرقتش ہستند مغموم
 ہمیشہ باد در الواح مرقوم
 خرد گفتا۔ بجنّت رفت معصوم

باوصاف ولایت بود موصوف
 مناقب ہائے او از حد فزوں ست
 تلاشش در جہاں کمتر توان یافت
 سفر کردہ سوئے دار المعلىٰ
 بفرودس بریں شد شاد و خرم
 برادر والدیش نیز اولاد
 ہم استران و جملہ اقربایش
 عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى
 شرافت حجت تاریخ و عاشش

(۲)

ز ہے آن صاحب صدق و صوری
 عیاں نامش باطراف و ہوری
 باقطار جہاں مثل ظہوری
 سفر را کرد سامان موری
 ز اجاب و اقارب ساخت دوری
 ہم اجداد خود گشتہ حضورنی
 ہم از سنجاب و از قسم سموری
 مکرم شد باطراف غفوری
 سرشک خون دل تا نفع صوری
 چو از دنیا ئے دُور گشتہ نفوری
 شود بارش شجلی ہائے طورنی
 دلم گفتا۔ بشارت پیر نورنی

جناب شہ بشیر احمد بشارت
 بعلم و فضل و حسن و خلق و آداب
 بتحقیق سخننا نکتہ پرور
 ہمیں از خاندان پیر نور
 ازین عالم بعقبے یافت منزل
 بہرزم اولیاؤ ہم مشائخ
 بخلعت ہائے جنت گشت مسرور
 برحمت مغفرت شد شاد و خرم
 ز درد فرقتش استران بگریند
 شب یکشنبہ ہشتم از صفردان
 خدا رحمت کند بر مرتد پاک
 شرافت حجت سال ارتحالش

(۳)

از قلم مولانا حکیم نور محمد نعمت نوشاہی۔ فاضل علوم شرقیہ۔ خطیب جامعہ
ماہلی والی۔ رکن ادارہ ادبیات بزم نوشاہی مرکزیہ۔ شر قہ پور شریف۔

صدائے غم

کہ برگِ حضرت سید بشیر احمد بشارت نوشاہی علوی در رواقِ فکر گرائید۔

سینہ کا دید و رُوح ما سوزید	صد مہِ مرگِ ذمی وقار کشید
دلّے حسرت کہ ایں چہ نوحہ فرود	ہریکے موٹے تن از و لرزید
ایں چہ شوریت در جہاں پیدا	ایں نواٹے چہ گوش ہوش شنید
از جہاں رفت مردِ حق آگاہ	عالم و عامل و مستیق و عمید
بادہ کلّ من علیہا فان	از رسولِ اجل گرفت و چشید
آن خطیب و اویب و ہم درویش	واعظِ نکتہ دان و منہ در فرید
آن فقیہِ حبیل و مفتی دین	شاعرِ ذمی خصال و شیخِ رشید
وا درینجا کہ زیرِ خاک نہفت	آن حبیبِ وحید و ذاتِ سعید
گفت تاریخِ رسلش نصرت	بہر عالم بسوز و وجعِ شدید
رحمتش "و بل از سماں فیوض"	بادِ ہر مرتدش طویل و مدید
مسکنش بادِ روضہ فرودس	غفر اللہ ^۳ لہ۔ بفضلِ مزید

(۴)

از قلم صاحبزادہ مولانا سید البرکات پیر غلام رسول شاہ برق نوشاہی ہاشمی محل شریف
شاہ بشیر احمد بشارت محرم سید والانسب عالی شمیم

سید بشیر احمد بشارت کا مزید ذکر شریف التواریخ کی تیسری جلد موسوم بہ تذکرۃ النوشاہیہ
کے دسویں حصہ عمائد الادوار نام میں لکھا جائے گا۔ فرانس۔

چوں بخت رفت آن سلطان دین سال وصلش برق گفتم - شام غم

ماہ ہائے تاریخ

- ۱- القسور بازغ ۱۳۸۱ھ
- ۲- غفران الہدیٰ ۱۳۸۱ھ
- ۳- سید ابرار بشارت ۱۴۸۱ھ
- ۴- امیر المؤمنین بشارت ۱۳۸۱ھ
- ۵- بشیر احمد در فردوس بریں ۱۳۸۱ھ

اللهم ارزقنا بركات هذا المشايخ والسادات حسن

العاقيه وخير الخاتمة برحمتك يا ارحم الراحمين

سید شرافت نوشاہی بقلمہ

اصلاح اللہ حالہ و مالہ

۱۳۸۲ھ

۸ ربیع الثانی

نعت شریف

نکر محمد لطیف ذار قادری نوشاہی

جب در بید پر نور نظر آتا ہے ہر طرف جلوۂ کوہ طور نظر آتا ہے
 تہ فرسانی کو ہوتے ہیں شتے حاضر سجدے میں گنبد معمر نظر آتا ہے
 راحتِ روح کا سامان یہاں ہوتا ہے ہر تذبذب ہوا کا نور نظر آتا ہے
 مندر مل جوتے ہیں سب زخم بیان پر درد و غم رنج و الم دور نظر آتا ہے
 یہی وہ عتبۂ عالی ہے کہ جکے آگے جھکتا ہر قبیر و فقور نظر آتا ہے
 آسمان کرسی لوحِ وحش ہیں کتنے اونچے اونچا ان سب کے در نور نظر آتا ہے
 ہم گنہگاروں کی قسمت کا ستارہ چمکا عرض نامہ ہوا منظور نظر آتا ہے
 بخشے جاہیں گے تیر چاہنے والے سارے صاف قرآن میں مسطور نظر آتا ہے
 دل کو ہے پاس شریعت کے حکم کا و تر سر را سجدے کو مجبور نظر آتا ہے
 نعت سرکارِ دو عالم میں وہ رنگینی ہے جو نے بے پتے مخمور نظر آتا ہے

ذار اس رحمت پیغمبرِ عظیم کے طفیل

ہر حرف اک در منشور نظر آتا ہے

نذرِ نوشاہِ عالی جاہ

فکر محمد لطیف زار بخادری نوشاہی

نوشہ عالی کا دربار نظر آتا ہے
فیض سے ساقی کوثر کے نوشاہی در کا
مشکلیں توتی ہیں حل مولاعلی کے صدقے
چار سو مطلع انوار نظر آتا ہے
مانگنے والا شہریار نظر آتا ہے
سہل بر عقدہ دشوار نظر آتا ہے
ذرہ ذرہ در شہوار نظر آتا ہے
دامن نوشہ گہریار نظر آتا ہے
سجد میں گنبد و وار نظر آتا ہے
نائبِ غوث کا دربار نظر آتا ہے
سر جھکائے ہوئے سچیاں نظر آتا ہے
ہر سمت مہکتا گلزار نظر آتا ہے
سر بکف حاضر سرکار نظر آتا ہے

حضرت نوشہ سخی! نظرِ کرم کا طالب

تیرے قدموں میں ازار نظر آتا ہے

۱۔ حضرت پیر محمد سچیاں نوشہ والے

۲۔ حضرت شاہ عبدالرحمن بٹری والے

